پاکستان میں محبوبانِ خدا کے
نو گز لمبے مزار

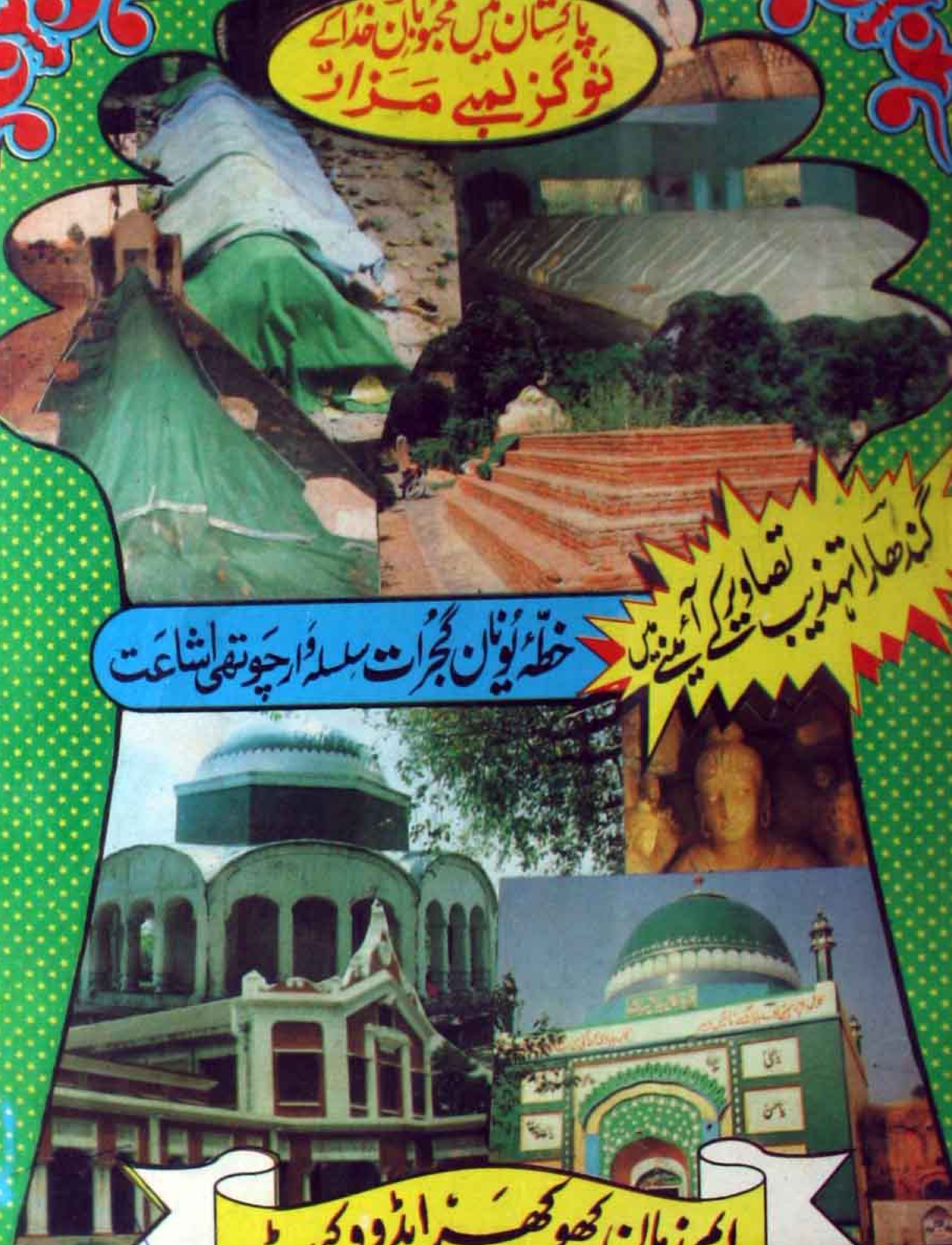

گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں

خطۂ یونان گجرات سلسلہ وار چوتھی اشاعت

ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

M.A. RABBANI
GUJRAT

پاکستان بھر میں نو گز لمبے مزارات کے بارے میں پہلی تحقیقی کتاب
یہ کتاب کئی سالوں کی محنت کے بعد مرتب کی گئی ہے۔

پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزار

گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں (باتصویر)

اور

خطہ یونان گجرات

(سلسلہ وار چوتھی اشاعت)

مصنف ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

ناشر:۔ یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات۔
فون نمبر: 602150 - 602350

marfat.com

ترتیب

پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار

صوبہ سرحد اور پشاور کے علاوہ قبائلی علاقہ میں تاریخی روحانی مقامات

گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں

سوات، کالاا، چترال، کافرستان تاریخ کے آئینے میں

شمالی علاقہ جات گلگت ہنزہ، دیگر تفریحی مقامات کی تفصیل

گھمکول شریف کوہاٹ، اولیائے اٹک، اولیائے چوراشریف، حسن ابدال اور واہ میں

تاریخی مقامات

ٹیکسلا، مری، اولیائے راولپنڈی جہلم

میرپور اور بھمبر کا مختصر تاریخی خاکہ نوگز لمبے مزار

خطہ یونان گجرات

تصاویر ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

مصنف نے تمام مقامات بالخصوص نوگز لمبے مزارات کے بارے میں موقع پر پہنچ کر تحقیق اور معلومات فوٹو حاصل کیے

marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں
کتاب کے کسی حصہ کو مصنف کی اجازت کے بغیر شائع کرنے کی اجازت نہیں

نام کتاب: پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزار
ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی عدالت سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات
فون نمبر: 602150 - 602350
سن اشاعت: پہلا ایڈیشن: 1998ء / دوسرا ایڈیشن: 2003ء
تعداد: ایک ہزار
قیمت: تین سو روپے -/300
کمپوزنگ: میاں کمپوزنگ سنٹر، ضلع کچہری۔ گجرات۔
مطبع: سلیمان تیمور پرنٹنگ پریس گجرات

سرورق فوٹو

آزاد کشمیر کے قصبہ آہی میں حضرت نقیب طوشی کا مزار

پشاور صدر نزد اسلامیہ کالج نو گز لمبا مزار

منڈی بہاؤالدین قادر آباد میں نو گز لمبا مزار

سیالکوٹ کے نواح میں نو گز لمبا مزار

گوتم بدھ کا مجسمہ

مزار حضرت بابا شیر غازی جکوڑی شیر غازی نزد لالہ موسیٰ ضلع گجرات

جلالپور صوبتیاں میں کنواں والا قدیمی مزار

زمیندار کالج بھمبر روڈ گجرات

marfat.com

پاکستان میں محبوبانِ خدا کے نو گز لمبے مزار

مندرجہ ذیل اضلاع میں انبیاء کرام مرسلین ان صحابہ غازیاں شہداء کے جائے مدفن مزارات کی تفصیل ضلع کے لحاظ سے درج ذیل ہے۔

پشاور : حضرت ملک سمداروسؑ مزار پشاور ، حضرت افعانؑ مزار نوشہرہ ، حضرت تصیحؑ اولاد پیر داؤدؑ مزار پشاور صدر ، حضرت طینوشؑ مزار پشاور بازار ڈگری ، حضرت سادلحامؑ اولاد داؤدؑ مزار چھاؤنی نوشہرہ ۔

****

گوجر خان راولپنڈی : حضرت مرطوشؑ مزار بھڈانہ گوجر خان ، ملک حضرت سلیمانؑ اولاد یوسفؑ مزار بھروال والالاں ، حاوا نام اولاد حضرت بلیمانؑ مزار کلیام گوجر خان ، حضرت فراحانؑ ، حضرت سلوشؑ المشہور نعمت ولی مزار کلیام ، حضرت سلسانوشؑ مزار بہلوٹ نزد بخیتور ، حضرت اسرائیلؑ مزار حامد جنگی ، حضرت انوشؑ حضرت ہزشیاد ، حضرت سیلیان ، حضرت فراحانؑ اولاد یوسفؑ ، حضرت سلمانؑ ، حضرت لومالؑ ، حضرت حزقیلؑ حضرت اسماعیل امرؑ ، حضرت اوقیانوسؑ ۔ (یہ بارہ ایک جگہ حامد جنگی بھروال والوں گوجر خان میں ہیں)

چکوال : حاوا نام ہزڑیں حمزہ نوش

****

جہلم : حضرت حامؑ مزار روال شریف ، حضرت قنیانؑ المشہور سلمان پارس ، حضرت قنکانؑ اولاد داؤدؑ نزد رانی مکھی مزار جی ٹی روڈ ، حضرت فیلقوسؑ اولاد موسیٰؑ پڈالہ سیداں دار اپور روڈ ، حضرت مرطوشؑ ملکانوالہ جہلم ۔

****

سابق ضلع مناور آزاد کشمیر : حضرت نعاطوشؑ مزار نزد قلعہ وٹالہ مشہور پیر کامل ، حضرت ہرشیاؑ اولاد حضرت موسیٰؑ مزار وٹالہ کوٹ جمیل مشہور پیر منگاولی ، حضرت ملک برہماؑ اولاد حضرت سلیمانؑ مزار و دن دو کوس ضادر ، حضرت ناموسؑ اولاد حضرت موسیٰؑ مزار نگیال نزد مناور ، حضرت طینوشؑ اولاد حضرت یوسفؑ نزد مناور نزد کنواں ، حضرت شمسانؑ اولاد داؤدؑ مزار ڈلہ پوڑ ، حضرت فلسانوشؑ اولاد حضرت یوسفؑ مزار چمب ، حضرت مرشیاؑ اولاد حضرت موسیٰؑ نزد وٹالہ مشہور پیر کانجی ، حضرت کیومرثؑ مزار نزد بدو چک ، حضرت حمیالا نحلؑ اولاد حضرت موسیٰؑ مزار دھوڑانوالہ ، حضرت طاطانوشؑ مزار دھوڑانوالہ ، حضرت توناشؑ مزار دھوڑانوالہ ، حضرت شاہانؑ مزار بوڑے جال ، حضرت بطسائیلؑ مزار بوڑے جال ، حضرت جیقوقؑ مزار چمب ،

****

ہندوستان مقبوضہ کشمیر و جموں : حضرت ہندؑ مزار براس بھارت ، حضرت اضونؑ مزار سپروڑ جالندھر بھارت ، حضرت رجیعامؑ مزار درمیانی منڈی انبالہ بھارت ، حضرت شیثؑ مزار اجودیا بھارت ، حضرت یذرؑ مزار سپھوڑ ، حضرت ملک فلسانوشؑ مزار چندو چک جموں ، حضرت طمیوشؑ اولاد حضرت موسیٰؑ بڈال برہمنا جموں ، حضرت شریاؑ اولاد امت نوح نرسنگھ پورہ جموں ، حضرت یہوداؑ مزار نزد کنور جموں ، حضرت حاوا نام گھنڈیال کچھ

marfat.com

جموں ، حضرت یوذ آصف مزار کشمیر ، حضرت جیتوق چھنی جموں ، حضرت مسلان ہمیر پور جموں ، حضرت ناحون اولاد حضرت داود مزار رسل والا راجوری جموں ، حضرت نعمان شمون مزار جموں رسل والا راجوری جموں ، حضرت سریان اولاد موسیٰ مزار چھی باٹھ امرتسر بھارت ۔ حضرت سلمان منڈی انبالہ بھارت ، حضرت اسماعیل اولاد داود گمبھورہ نواں شہر جموں ، حضرت برمان آکھنور زیانہ جموں ، حضرت سرماس تریانہ جموں ،.

گجرات : حضرت سموائیل مزار ڈالیہ نزد ٹانڈہ ، حضرت صلائیل مزار پسرالی ، حضرت سلوم بن داود مزار جھنڈے والی لالہ موسیٰ ، حضرت مرطوش اولاد حضرت موسیٰ مزار چانگانوالی نزد پل رتھانیاں ، حضرت ملک مزار نوش [illegible] حضرت سلیمان مزار جنگل بہلول پور ، حضرت بلوان اولاد حضرت یوسف مزار قبرستان کوری نزد ٹانڈہ ، حضرت [illegible] مزار جگنیاں نزد کوٹلہ ارب علی خان ، حضرت ساتیاں مزار مینے پور کھاریاں ڈنگہ روڈ ، حضرت نوپایا صحابی [illegible] حضرت طرطوش اولاد حضرت موسیٰ مزار کیرانوالہ نزد دولت نگر ، حضرت سلوانام اولاد حضرت یوسف مزار صابر کھاریاں ڈنگہ روڈ ، حضرت انوش مزار نزد عدالت گڑھ (دریابرد) ، حضرت فیغوش اولاد حضرت داود مزار بجان براستہ ٹانڈہ ، حضرت ابی خلسہ مزار دلاور پور نزد جلالپور سوبتیاں ، حضرت ساسانوش مزار جید پور نزد فتح پور ، نعماطوس مزار جسو سرائے نزد چک کمالہ کڑیانوالہ ، حضرت ملک رنجیم مزار امرہ خورد نزد ڈنگہ ، حضرت ملکانام مزار میانی پنڈی ، حضرت بوریا مزار انگڑے نزد ٹانڈہ ، حضرت حانون مزار پنج چوگانی ہیڈ مرالہ روڈ ، حضرت اضون مزار پنج چوگانی ہیڈ مرالہ ، حضرت شمداروس مزار پنج چوگانی ہیڈ مرالہ ، حضرت حمیالان مل نزد اعوان شریف ، حضرت ملک بردا مزار امرہ کلاں نزد ڈنگہ ، حضرت طمیوش اولاد حضرت یوسف مزار دھدرا شرقی نزد کڑیانوالہ ، حضرت صلداول اولاد روہائیل مزار جلالپور جٹاں ، حضرت بطانوش مزار بابرہ وال نزد گلیانہ ، حضرت ملک بلغار اولاد حضرت سلیمان مزار باگڑیانوالہ نزد کنجاہ ، حضرت جعلاطوس مزار باگڑیانوالہ نزد کنجاہ ، حضرت کشان مزار چک جانی نزد ڈنگہ ،

حضرت سلیمان مزار ملو کھوکھر ، حضرت جندائیل مزار دھمہ ملکہ ، حضرت ساول حام مزار باگڑیانوالہ نزد کنجاہ ، حضرت صمصام مزار پنڈی لوہاراں نزد جلالپور جٹاں ، حضرت سلمان مزار چک بھولا نزد گجرات ، حضرت شمداروش مزار منڈالی نزد کوٹلہ ارب علی خان ، حضرت نعماطوس مزار جیو ونگل نزد جلالپور جٹاں ، حضرت فرطوش مزار موٹا ٹانڈہ ، حضرت شاھکوار مزار پنج چوگانی ، حضرت طیغوش مزار پنج چوگانی ، حضرت یوحنا مزار جکڑ نزد کوٹلہ کھاریاں روڈ ، حضرت قسیط مزار بڑیلہ شریف نزد ٹانڈہ ، حضرت مرطوش مزار لکرالی بجانب جنوب دارا دیہہ ، حضرت حاوانام مزار سرالہ نزد دارا و لکرالی ، حضرت کوش مزار دھورا شرقی نزد چک کمالہ ، حضرت برمز مزار جھنٹ رانجھا نزد کوٹلی کوبالہ کڑیانوالہ روڈ ، حضرت عطار مزار چودروال نزد فتح پور ، حضرت فیسان مزار جلالپور جٹاں سوبتیاں از راستہ کوانگہ ، حضرت بطشانوس مزار کوٹلہ قاسم علی خان نزد لالہ موسیٰ ، حضرت لمائیل مزار شاہدیوال نزد دلانوالہ ڈنگہ روڈ ، حضرت لینوس اولاد حضرت موسیٰ سائروالہ بنہ نزد جوڑا کرنانہ ، حضرت شمعون اولاد حضرت موسیٰ مزار بھاؤ گھسیٹ پور نزد ڈنگہ ، حضرت مرعان اولاد حضرت موسیٰ مزار ٹچھیاں نزد فتح پور ، حضرت شمعون مزار چھچھیاں نزد کڑیانوالہ ، حضرت دقیانوس اولاد حضرت سلیمان کنجاہ مشہور پیر سبز ، حضرت ایوس مزار پڈیالہ نزد منگووال ، حضرت شمسائیل اولاد حضرت موسیٰ مزار رحمان نزد بھاگووال ، حضرت جبت اولاد موسیٰ مزار سرالہ جنوب مطرب ، حضرت شمعون کوٹ امیر حسین ، حضرت نائن مزار لمبوڑلہ نزد جلالپور جٹاں (دریابرد) ، حضرت لاوی اولاد حضرت موسیٰ

marfat.com

مزار سمرالہ نزد لکرالی یہ چار مزار ایک رقبہ میں ہیں ۔ حضرت شاہان مزار ملکی نزد اعوان شریف ۔ حضرت بلغان مزار شمال جنوب چھ کوس کنجاہ ، حضرت لویان مزار ناگریانوالہ ۔ حضرت فیسان مزار جلالپور جٹاں ، حضرت سرسیاؑ ولاد حضرت موسیٰ ریحان نزد بھاگووال کلاں ناندہ روڈ ، حضرت ہرسیاؑ مزار بھاگووال کلاں ناندہ روڈ ، ساسابام مزار ریحان بھاگووال کلاں ناندہ روڈ ، حضرت صفدانؑ اولاد حضرت موسیٰ مزار ریحان نزد بھاگووال کلاں ناندہ روڈ ، حضرت ام جبر نہیں بھرچھ نزد کوٹ امیر حسین ۔

* *

سیالکوٹ : حضرت شمسان اولاد موسیٰ مزار نیلے دی ناتی حضرت صفد اول المعروف پیر سبز ، حضرت طرطوشؑ اولاد داؤدؑ مزار سمل پور بجوات ، حضرت مرطوش اولاد موسیٰ مزار گنڈے والی ، حضرت فینوشؑ مزار سار کے ، حضرت شمعان مزار پہاڑ ، حضرت حینوش اولاد موسیٰ موضع گھرو ، ملک حضرت طرطوشؑ اولاد موسیٰ مزار چندو چک نب دوسری ، حضرت ملک ہاسلوار مزار سندانوالہ ، حضرت ملک شموازوس اولاد حضرت سلیمان کوٹلی ونچاں ، حضرت ملک فلسانوش اولاد داؤدؑ مزار چندو چک ، حضرت ملک شیوکار مزار پسرور ، حضرت حینوس مزار پودھی نزد گنڈے والی ، حضرت طبیوشؑ مزار بڈال برہمناں نیلے دی نالی ، حضرت بلغانؑ اولاد ہارونؑ المعروف شعلہ شہید ، حضرت حبیوشؑ مزار گھنڈے والی ، حضرت فینوشؑ اولاد یوسف مزار رتالہ نزد کلووال حضرت مرعانؑ مزار کوٹلی لوہاراں شرقی ، حضرت شرعونؑ مزار بدی پور ، حضرت ضینوشؑ مزار گدارے ، حضرت فینوش اولاد موسیٰ مزار ڈولا ، حضرت فردوس اولاد موسیٰؑ مزار اولکھ ، حضرت ملک طرطوشؑ مزار بیخ پیر رانجھے دے حضرت مرطوشؑ اولاد موسیٰؑ ایلیانوالہ ، حضرت ملک طالوتؑ مزار روال ، حضرت یہوداؑ اولاد موسیٰ مزار بلغار نوالی ،

حضرت طرطوشؑ مزار چک بگا نزد بینڈ مرالہ ۔ حضرت سلواؑ نام چک بگا دونوں ایک جگہ دفن ہیں ، حضرت فاداہیاؑ مزار سوہدری ، حضرت سلمانؑ مزار چک بگا ، حضرت فرطوشؑ مزار میانہ پور شرقی ، حضرت ملک مرطوشؑ مزار ۔۔ والہ ، حضرت ملک نعماطوس مزار سمبڑیال ،

حضرت طموشؑ اولاد موسیٰ مزار ۔ ونیاں ، حضرت ساون حام مزار پیر سبز چونڈہ روڈ حضرت حمیالانؑ حضرت لومال مزار میانہ پورہ ، حضرت طرموشؑ مزار سمبڑیال اولاد موسیٰؑ ، حضرت سلسالوشؑ اولاد موسیٰ مزار سمل پور ، حضرت فلسانوشؑ مزار مظفر پور ، حضرت سلمانؑ مزار اولکھ شمال کی طرف ، حضرت عزیزؑ اولاد موسیٰ مزار لنگر کے ، حضرت یحییٰ نیلؑ مزار روال ، حضرت فانوسؑ مزار روضہ امام صاحب کے مغرب کی جانب ،

حضرت لومال مزار روڑس ، حضرت سبیانؑ مزار نبی باغباناں ، حضرت حاوا نام مزار میانہ پور ، حضرت سلمان مزار پیر سبز نزد تھانہ پیر سبز ، حضرت نعماطوسؑ مزار پیر سبز نزد تھانہ پیر سبز ، حضرت ملک فانوس مزار سیالکوٹ ، حضرت عزابیلؑ مزار روڑس شمال کی جانب ، حضرت فلسانوشؑ مزار پیر سبز نزد تھانہ پیر سبز ،

حضرت فلسانوشؑ مزار بھوپال والہ ، حضرت مقناصیس مزار دھتھا ۔۔ داودؑ ، حضرت ہمدان مشہور پیر ملان مزار سید پور روڈ ، حضرت مقناصیس مزار سمبڑیال شمال ، حضرت لاوی مزار نیلے دی نالی مرشد روڈ میں ، حضرت ساون حامؑ مزار میگرجی ، حضرت شمدا روس مزار پیر سبز ، حضرت ام جرجین مزار پرتاں والی ، حضرت ملائیل مزار چپراڑ ،

marfat.com

حضرت سلوانام مزار روضہ امام صفدان صاحب سے مشرق کی جانب، حضرت جعلاطوس مزار پیر سبز، حضرت صینوش مزار بذبالہ، حضرت مقناصیں مزار سیالکوٹ، حضرت قبط مزار لوحکی، حضرت سلمان مزار امام صاحب کے روضہ کے شمال مغرب، حضرت صفدان مزار نیلے وی ٹاہلی اولاد موسیٰ، حضرت صفدان مزار دھرو سندا اولاد موسیٰ، حضرت شمعان مزار دھرا سندا، حضرت صفتان حضرا، حضرت شمعون مزار کوٹلی لوہاراں شرقی، حضرت یحییٰ مزار ... حضرت سلمان مزار بھدرانوالہ، حضرت اسماعیل مزار انکپور، حضرت فلسون اولاد داؤد مزار گرچی پانیاں سیالکوٹ سے شمال کی جانب چھ میل، حضرت طرشان مزار کپوروالی، حضرت سلوالام مزار نوکمانوالی، حضرت سلمان مزار جھمیکے، حضرت جرشون مزار ندالہ، حضرت تطرشون، حضرت جرمون، حضرت حمدان، حضرت فلسوطانا، حضرت سوائیل مزار دریاچک سریاں دا

****

منڈی بہاؤالدین۔ حضرت سلمان مزار چیلیانوالہ، حضرت مقناطین مزار لسوڑی والہ نزد حاصلانوالہ براستہ پاہڑیانوالی

سرگودھا: حضرت صینوش علامہ مزار میانی، حضرت سلطان بھور مزار بھیرہ،

****

گوجرانوالہ: حضرت ناتن النبی مزار بھروکی چیمہ وزیر آباد، حضرت سلمان مزار کھوکھرکے، حضرت ملوش مزار کھوکھرکے، حضرت مرطوش مزار گنیانوالہ، حضرت شمعون مزار جنڈیالہ، حضرت طینوش مزار تلواڑی

****

لاہور حضرت بلبان مرید کے ضلع لاہور

حضرت سادلحام اولاد کلیم اللہ درجہ ۲۱۵

مزار نزد بادشاہی مسجد مشہور نوگزہ

ملتان

حضرت حوانام دہلی دروازہ ملتان چوڑی سرائے

حضرت مرطوش بوہڑ دروازہ

حضرت طرطوش ملتان محلہ

حضرت سلسانوش

تمام مزار پختہ تعمیر کیے گئے ہیں۔

گجرات تاریخ کے آئینے میں حافظ شمس الدین آف گلیانہ گجرات سے ملنے والے انبیاء، مرسلین، صحابہ، غازیاں کے شجرہ کے شروع میں یہ عبارت تحریر۔ شروع اسماء انبیاء، مرسلین صحابہ و غازیاں کہ حذب عظیم بعد از سلیمان ملک ہند و افغانستان شہید شد چنانچہ از جناب حافظ شمس الدین بظہور آمدند بمعہ جائے مدفن تحریر کردہ شد

marfat.com

انڈکس: پاکستان میں محبوبانِ خدا کے نو گز لمبے مزار

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	انتساب	25
2	گجرات تصاویر کے آئینے میں صفحہ نمبر 5 کی جھلک	26
3	کوہ آدم کی چوٹی	27
4	کوہ آدم کی چوٹی دنیا بھر کے کروڑوں انسانوں کے لئے متبرک ہے	31
5	افریقہ میں چھ گزوں کے قبیلے کی دریافت	32
6	شمال مغربی صوبہ سرحد	33
7	علاقہ باجوڑ میں حضرت متوشخ علیہ السلام المعروف حضرت غازی بابا کا 80 فٹ لمبا مزار	34
8	اصحاب بابا پشاور	35
9	پشاور صدر میں نو گز لمبا مزار	36
10	پشاور چھاؤنی میں نو گز لمبا مزار	37
11	باجوڑ	38
12	علاقہ غیر جہاں پوست کاشت ہوتی تھی	41
13	مقدس پنجہ	43
14	قلعہ بالا حصار کے جانب مغرب حضرت سید سبز پیر شاہ بخاریؒ کا مزار	44
15	پشاور میں حضرت شادی پیر کا مزار	46
16	حضرت جیو صاحب شاہ فضل احمدؒ پشاور	47
17	پشاور شہر کے محلہ گازی خانہ کے قریب پیر سدوؒ کا قدیمی مزار	49
18	پشاور کے لاہوری گیٹ کے قریب پیر سبزؒ کا مزار	50
19	محلہ حسینیہ پشاور میں قدیمی مزار	51
20	پشاور کی تاریخی قدیمی مسجد مہابت خان	52
21	پشاور صدر کی سنہری مسجد	53
22	اولیائے سرحد	54

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
23	پشاور شہر کا گھنٹہ گھر ----------------------------	55
24	پشاور کے قصہ خوانی بازار میں شہداء کی یادگاریں ----------------------------	56
25	پشاور کا قدیمی دروازہ سرد چاہ گیٹ المعروف ٹھنڈی کھوئی ------------	57
26	پشاور کا بازار مس گراں ----------------------------	58
27	اسلامیہ کالج پشاور ----------------------------	59
28	نقیب اولیاء حضرت تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری ----------	60
29	پشاور کے محلہ کریم پورہ جھنڈا بازار میں ہندوؤں کی عبادت گاہ --------	63
30	پشاور کے جی ٹی ایس اڈہ کے قریب پنج تیرتھ کی قدیمی عمارت ----------	64
31	**قبائلی علاقے (مہمند ایجنسی، وارسک ڈیم)**	65
32	نوشہرہ ----------------------------	67
33	پشاور کے قریب نوشہرہ میں تین قدیمی نوگز لمبے مزار ----------	68
34	نوشہرہ کے قریب امان گڑھ میں قدیمی مزار ----------------------------	69
35	نوشہرہ چھاؤنی میں پبلک ہائی سکول کے قریب نوگز لمبا مزار ----------	70
36	اکبر پورہ میں حضرت سید عبدالوہاب صاحب المعروف اخوان پنجو صاحب کا مزار ---	71
37	خوشحال خان خٹک ----------------------------	74
38	پیر صاحب مانکی شریف ----------------------------	75
39	**مردان چارسدہ**	78
40	چارسدہ کے قریب بائیس گز لمبا مزار ----------------------------	79
41	چارسدہ کے قریب حضرت نجی بابا کا نوگز لمبے مزار ----------------------------	80
42	چارسدہ کے قریب حضرت نجی بابا کے مزار کے قریب دو نوگز لمبے مزار ----------	81
43	چارسدہ کے قریب ایک محلہ میں 9 گز لمبا مزار ----------------------------	82
44	چارسدہ کے قبرستان میں نوگز لمبا مزار ----------------------------	83
45	چارسدہ کے قبرستان میں تین نوگز لمبے مزار ----------------------------	84

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
46	پانچ دریاؤں کی سرزمین چارسدہ اور تخت بائی کے کھنڈرات	85
47	صوبہ سرحد کا قدیمی تاریخی شہر مردان	91
48	گندھارہ تہذیب تصاویر کے آئینے میں	96
49	گندھارا تہذیب کی کہانی	97
50	گوتم بدھ + بدھ مت	98
51	اشوک اعظم	99
52	سکندر اعظم	100
53	چندر گپت موریہ گنیش	101
54	سوات	111
55	سرسبز و شاداب وادی سوات	112
56	سوات کے قریب حضرت سید علی ترمذیؒ المعروف پیر بابا کا مزار	115
57	پیر بابا کے مزار کے قریب دو نو گز لمبی قبریں	120
58	سوات کے گردونواح آثار قدیمہ	121
59	بت کدہ	124
60	عجائب گھر	125
61	کالام	126
62	چترال	128
63	کافرستان	130
64	مالاکنڈ	133
65	شمالی علاقہ جات گلگت ہنزہ۔ شاہراہ ریشم	134
66	گلگت اور شمالی علاقہ جات	135
67	بلتستان	139

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
68	نانگا پربت پریوں کا مسکن	140
69	جھیل سیف الملوک	142
70	جنت ارضی شنگریلہ	143
71	ایبٹ آباد کے علاقہ میں نوگزی قبریں	144
72	کوہستان	145
73	ایبٹ آباد۔ بالاکوٹ	148
74	بابا رحمت اللہ المعروف دیوانہ بابا تکیہ شریف تناول تحصیل و ضلع بنوں	149
75	مجاہد ملک حضرت سید احمد شہیدؒ بریلوی	151
76	**کوہاٹ**	153
77	صوبہ سرحد کے دیگر اضلاع	153
78	کوہاٹ میں نوگزے لمبے مزار	155
79	کوہاٹ کے قریب گھمکول شریف کا روحانی مرکز	156
80	**اٹک**	160
81	اٹک کے علمائے کرام و مشائخ عظام	160
82	حضرت پیر خواجہ باوا جی فقیر محمد فاروقی نقشبندی مجددی چوراہی	161
83	مشہور خلفائے کرام	164
84	حضرت پیر سید حیدر شاہؒ المعروف کالی چادر والی سرکار	165
85	حضرت خواجہ سید احمد نبیؒ المعروف زلفاں والی سرکار	166
86	حضرت خواجہ پیر سید محمد فضل شاہ	167
87	دریائے سندھ المعروف (انڈس) اباسین دریاؤں کا باپ	168
88	دریائے سندھ اور دریائے کابل کا ملاپ	170
89	بابا ولی قندھاری کی بیٹھک اور گردوارہ پنجہ صاحب	172

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
90	سکھ مت--	178
91	بیساکھی--	179
92	مغلیہ باغ واہ کی مختصر تاریخ--	180
93	**راولپنڈی مری اسلام آباد گوجر خان**	183
94	راولپنڈی ترنول کے قریب فتح جھنگ روڈ موضع نوگری میں نوگز لمبا مزار--------	184
95	ٹیکسلا کے قریب دھرماراجیکا کی مختصر تاریخ----------------------------	186
96	مارگلہ کی پہاڑی پر جنرل نکلسن کی یادگار----------------------------	188
97	راولپنڈی سے پشاور تک جی ٹی روڈ کے کنارے کنارے------------------	189
98	راولپنڈی ریلوے لائن کے قریب نوگز لمبا مزار-------------------------	192
99	حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ--------------------------------------	193
100	حضرت پیر صاحب دیول شریف--------------------------------------	194
101	پاکستان کا دار الخلافہ اسلام آباد-------------------------------------	196
102	ولی کامل حضرت محمد قاسمؒ آف موہڑہ شریف مری----------------------	197
103	مری کے قریب سوراسی شریف میں حضرت سید لال شاہ قلندرؒ کا مزار---------	199
104	مری میں آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف کی نرالی شان-------------------------	201
105	مری کشمیر پوائنٹ میں حضرت خواجہ معصومؒ کی تعمیر کردہ مسجد----------------	203
106	مری کی پہاڑیاں--	204
107	قلعہ روات اور قلعہ کی مسجد--	206
108	قلعہ روات---	208
109	بھلوٹ ضلع راولپنڈی میں حضرت سلسا نوش کا مزار ----------------------	209
110	کلیام شریف میں حضرت حاوانام کا مزار-------------------------------	210
111	کلیام شریف میں حضرت سیلوش المعروف شاہ نعمت ولی سرکار کا مزار------------	211

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
112	اولیائے کلیام شریف راولپنڈی----------------------	212
113	کلیام شریف میں حضرت خواجہ متصل الدین چشتی صابری کلیامی کا مزار ----------	213
114	پوٹھوہار میں قدیم قلعے--------------------------------	214
115	گوجرخان کے قریب حامد جھنگی میں 12 نوگز لمبے مزارات----------------	215
116	گوجرخان کے قریب بھڈانہ میں نوگز لمبا قدیمی مزار--------------------	217
117	گوجرخان میں اولیاء کرام اور تاریخی مقامات-------------------	218
118	چکوال	222
119	چکوال راولپنڈی روڈ پر پہاڑوں کے درمیان جنگل میں نوگز لمبا مزار----------	225
120	چکوال کے قریب موضع برز میں حضرت حاوا نام کا مزار----------------	226
121	کلرکہار کے قریب مہلوٹ کے جنگل میں قدیمی نوگز لمبا مزار------------	227
122	جہلم	228
123	دریائے جہلم کے کنارے حضرت تیان المعروف حضرت سلیمان پارس کا مزار----	229
124	جہلم کے قریب رانی گھی ملز کے نزدیک حضرت قتلان المعروف پیر شہاب کا مزار--	230
125	جہلم ٹالیاں والا میں نوگز لمبا مزار--------------------------	231
126	جہلم منگلا روڈ کے قریب نکودر میں نوگز لمبا مزار---- --------------	232
127	تھانہ دینہ روہتاس جی ٹی روڈ کے قریب نوگز لمبا مزار------------------	233
128	پنڈ دادنخان کے قریب روال میں حضرت حام علیہ السلام کا چھبیس گز لمبا مزار-----	234
129	ٹبہ سیداں دار پور کے قریب حضرت فیلقوس علیہ السلام کا مزار--------	235
130	میرپور	236
131	آزاد کشمیر کے ضلع میرپور کا تاریخی پس منظر---------------------	237
132	منگلا	244
133	قلعہ منگلا اور منگلا ڈیم------------------------------	245

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
134	حضرت مولانا الحاج محمد عالم میر پوری مدظلہ	247
135	آزاد کشمیر میں دربار غوثیہ جنیاں شریف	249
136	آزاد کشمیر کے ضلع بھمبر کے علاقہ دیواوٹالہ چھمب مناور میں نوگز لمبے مزار	251
137	آزاد کشمیر کا ضلع بھمبر تاریخ کے آئینے میں	252
138	آزاد کشمیر برنالہ کوٹ جیمل کے قریب اپروٹالہ میں حضرت نعماطوش المعروف پیر کامل اور حضرت مالی مستانہ کا مزار	256
139	آزاد کشمیر کے قصبہ ہیر میں سلطان الفقراء حضرت سخی بابا ہیرا بادشاہ کا مزار	258
140	بھمبر کے قریب چھیراں میں سائیں غلام علی کا مزار	261
141	برنالہ کے قریب چٹی دوز پر نوگز لمبا مزار	262
142	دیوا آزاد کشمیر میں نوگز لمبا مزار	263
143	آزاد کشمیر میں پیر مونگا ولی کا مزار	264
144	تھانہ برنالہ کے پہلو میں نوگز لمبا مزار	265
145	آزاد کشمیر کے موضع آہی میں نوگز لمبا مزار	266
146	موضع ہیر کے راستہ میں نوگز لمبا مزار	267
147	آزاد کشمیر کے قصبہ ہیر میں پیر ہرا کا مزار	268
148	رنالہ آزاد کشمیر کے قریب نوگز لمبا مزار	269
149	برنالہ آزاد کشمیر میں قدیمی مزار	270
150	کوٹل کے قریب نوگز لمبا مزار	271
151	آزاد کشمیر کے قصبہ کوٹل میں نوگز لمبا مزار	272
152	**اپروٹالہ میں پیر کامل کا مزار**	273
153	آزاد کشمیر کے قصبہ دھوڑانوالہ میں تین قدیمی مزار	274
154	آزاد کشمیر کے قصبہ پنگالی کے قریب نوگز لمبا مزار	275
155	پوز آزاد کشمیر میں نوگز لمبا مزار	276

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
156	آزاد کشمیر کے قریب موضع پوز میں نوگز لمبا مزار ----------	277
157	مناور کے قریب گولڑہ ملکہ سنگری میں نوگز لمبا مزار ----------	278
158	آزاد کشمیر کے گاؤں پنج گراں میں نوگز لمبا مزار ----------	279
159	آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب کے قریب ڈلہ میں نوگز لمبا مزار ----------	280
160	آزاد کشمیر کے قصبہ بوزے جال میں نوگز لمبا مزار ----------	281
161	مہلو کے قریب نوگز لمبا مزار ----------	282
162	آزاد کشمیر مناور کے قریب بدوچک میں نوگز لمبا مزار ----------	283
163	مناور گولڑہ ملکہ آزاد کشمیر میں نوگز لمبا مزار ----------	284
164	آزاد کشمیر کے گاؤں رانا کے قریب نوگز لمبا مزار ----------	285
165	آزاد کشمیر کے قصبہ سنگری نیا ملکہ کے قریب نوگز لمبا مزار ----------	286
166	مناور کے قریب حضرت طیطوش کا نوگز لمبا مزار ----------	287
167	آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب میں حضرت فلسانوش حضرت حیقوق کا مزار ----------	288
168	**خطہ یونان گجرات**	289
169	سرسید گجرات اور زمیندار کالج ----------	292
170	گجرات کے قریب سینکڑوں سال قدیمی شہر چوپالہ سے برآمد ہونے والی مورتیاں۔	293
171	چوپالہ سے سینکڑوں سال پرانے مندر کی دریافت ----------	295
172	پرانی گھڑی بہلول پور ----------	300
173	دریائے چناب کے کنارے تباہ شدہ بستی دھرم کوٹ، ب مرہیا شاہ زندہ پیر اور شاہدولہ کا مزار ----------	302
174	بڑیلہ شریف میں حضرت معصوم شاہ اور پیر گنجا کا مزار ----------	305
175	بھاگووال کلاں میں حضرت پیر سید معصوم شاہ ولی کا مزار ----------	306
176	جالپور صوبتیاں میں سید پیر حسین شاہ المعروف نواں والا کا مزار ----------	307
177	پیروشاہ قدیمی قصبہ ----------	309

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
178	جوڑا کرنانہ ایک قدیمی قصبہ	311
179	گجرات کے قریب قدیمی قصبہ باہووال	313
180	شادی وال ایک قدیمی قصبہ	314
181	ساروکی میں حضرت شاہ موسیٰ ولی کا مزار	315
182	کھاریاں شہر میں باؤلی کے قریب شوق شاہ ولی کا مزار	316
183	گجرات کے قریب جوڑا جلالپور میں سید بابا قادر کا مزار	317
184	شادی وال میں حضرت محبوب شاہ المعروف محبوب عالم شاہ کا مزار	318
185	درویش کامل سید فقیر حسین شاہؒ	320
186	ٹبہ بوٹے شاہ میں مجذوب بوٹے شاہ بخاری پاکھڑی کا مزار	323
187	فاروق طریقت حضرت مولانا سید محمد یوسف نقشبندیؒ	324
188	معین الدین پور میں حضرت سائیں بھورے شاہ کا مزار	326
189	شہباز پور کے پتن پر چند لمحے	329
190	حاجی محمد دین ہاشمی قادری سروریؒ	331
191	کوٹلہ ارب علی خان کے نزدیک نزھامنجتاں میں قدیمی مزار	333
192	کھوکھر قبیلے کا بہادر سپوت جو جسرت کھوکھر کے نام سے مشہور ہوا	337
193	اور چوہدری رحمت خان وڑائچ جلالپوریہ حاکم گجرات	343
194	قصہ سوہنی مہینوال	345
195	دوسری جنگ عظیم میں گجرات کا تعمیر کردہ ہوائی اڈہ	347
196	میونسپل ماڈل ہائی سکول گجرات	349
197	علم کی شمع (مس فریدہ شیخ) بجھ گئی	350
198	ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج۔ سینیئر سول جج گجرات	352
199	گجرات سپرنٹنڈنٹ پولیس	353
200	گجرات کے قریب ساروکی میں دیسی چمڑہ سازی کی گھریلو صنعت	354
201	1965ء کے معرکہ چھمب جوڑیاں میں اہالیان گجرات کا کردار	356

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
202	گھسن میں قدیمی مزار	361
203	خطہ گجرات میں سب سے بڑے سائز کی ملنے والی اینٹیں	362
204	مرکزی بزم نوشاہیہ دربار نوشاہی نوشہ پور جہلم	365
205	پنڈ عزیز اور چلسواری میں نوشاہی سلسلہ کے اولیاء کرام	367
206	گجرات قرآن دانوں کا گھر اور پنجاب کے زندہ دلوں کا مسکن ہے	374
207	آپ کی تحریر نے ہمیں جگا دیا ہے	378
208	خطہ یونان گجرات اور سر سید احمد خان	379
209	دنیائے ادب کے حاتم طائی اور بے تاج بادشاہ بابا راز گجراتی	380
210	آرائیں قوم تاریخ کے آئینے میں	382
211	میاں سعید بگا نوالہ دائریہ	385
212	نوابزادہ باسط الٰہی	387
213	گجرات کے ہر دلعزیز اور عوامی سماجی راہنما خالد پرویز مرحوم	388
214	غریب پرور الحاج شیخ خلیل احمد داسدا ئریہ	389
215	معروف سیاسی سماجی شخصیت چوہدری محمد اسلم سانسی	391
216	گجرات کی علمی ادبی شخصیت سردار ادریس خان درانی	392
217	چوہدری محمد سرور جوڑا	393
218	مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے معالج حکیم فیض طالب اور ان کا ...	396
219	**گجرات میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار**	400
220	اولیائے کرام کے علاوہ متقی آبادیاں یہ مزار انبیاء کرام	
	ان کے خلفاء، غازیوں اور شہداء کے ہیں	401
221	بڑیلہ شریف میں حضرت قنوط علیہ السلام کا 210 فٹ لمبا مزار	404
222	شیخ چوگانی میں حضرت آمنون کا نوگز لمبا مزار	405
223	شیخ چوگانی میں حضرت حانوخ کا نوگز لمبا مزار	406
224	گجراں میں موسیٰ جازی کا نوگز لمبا مزار	407

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
225	ٹانڈہ میں نوگزلمبا مزار	408
226	موٹا کے قریب نوگزلمبا مزار	409
227	موٹا میں حضرت مرطوش علیہ السلام کا نوگزلمبا مزار	410
228	باڈکہ کے قریب پنج پیر کے نزد نوگزلمبا مزار	411
229	باڈکہ کے ٹبہ پر نوگزلمبا مزار	412
230	بڑیلہ شریف کے قریب بھسہ کے راستے پر نوگزلمبا مزار	413
231	بھاگووال کے نزد بھلووال میں سرکار بابا بخت جمال کا نوگزلمبا مزار	414
232	ریحان میں نوگزلمبے مزارات	415
233	موضع ریحان میں حضرت صفدان علیہ السلام کا نوگزلمبا مزار	416
234	ہیڈمرالہ کے قریب کوری میں نوگزلمبا مزار	417
235	کوری شریف کے ٹبہ پر دوسرا نوگزلمبا مزار	418
236	بہلول پور کے جنگلات میں نوگزلمبا مزار صاحب مزار کا نام ملک ہمزہ نوش ہے	419
237	موضع ڈب ضلع گجرات کے وسط میں نوگزلمبا مزار	420
238	موضع ڈب کے قریب برساتی نالہ کے کنارے نوگزلمبا مزار	421
239	ڈب کے قریب ایک ٹبہ پر نوگزلمبا مزار	422
240	ڈالیہ کے قریب نوگزلمبا مزار	423
241	رنگڑہ میں نوگزلمبا مزار	424
242	رنگڑہ کے قبرستان میں نوگزلمبا مزار	425
243	بنی رنگڑہ میں دوسوفٹ لمبا مزار	426
244	دریائے توی کے کنارے رنگڑہ برملہ میں نوگزلمبا مزار	427
245	برملہ کے قریب ٹبہ پر نوگزلمبی قبر	428
246	نجان میں حضرت فینوش کا نوگزلمبا مزار	429
247	بھراج میں نوگزلمبی قبر	430
248	ونلی وہالہ کے قریب آبی گزرگاہ میں حضرت بربز کا نوگزلمبا مزار	431

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
249	دھدراشرقی میں حضرت کوش علیہ السلام کا ہزاروں سالہ قدیمی مزار	432
250	دھدراشرقی میں 22 گز لمبا مزار	433
251	میراں چک میں 9 گز لمبا مزار	435
252	جسوسرائے نزد چک کمالہ میں حضرت لقماطوش علیہ السلام کا 26 گز لمبا مزار	436
253	گڑیانوالہ کے قریب لوسر میں 9 گز لمبا مزار	437
254	گڑیانوالہ کے قریب برساتی نالہ کے کنارے پیر سنبل کا نو گز لمبا مزار	438
255	دھمتل کے ٹبہ پر نو گز لمبا مزار	439
256	دھتھل کے ٹبہ کے شمال کی جانب نو گز لمبا مزار	440
257	دھتھل کے قریب لانی پنڈی میں نو گز لمبا مزار	441
258	بھون ہزاری نزد وڈا پنڈ میں نو گز لمبا مزار	442
259	پھانبڑا میں نو گز لمبا مزار	443
260	ہزارہ مغلاں میں نو گز لمبا مزار	444
261	قالیاں میں حضرت شمعون صاحب کا نو گز لمبا مزار	445
262	دھینڈ وکلاں میں نو گز لمبا مزار	446
263	سربالی کلاں میں نو گز لمبا مزار	447
264	مہلو میں نو گز لمبا مزار	448
265	اعوان شریف میں نو گز لمبا مزار	449
266	موضع مل میں حضرت حمیاان المعروف پیر لنگر کا مزار	450
267	ملّی میں حضرت شاحان علیہ السلام کا نو گز لمبا مزار	451
268	جالپور صوبتیاں میں 9 گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام حضرت فیمان ہے	452
269	جالپور صوبتیاں کے قریب نو گز لمبا مزار	453
270	جالپور صوبتیاں (گجرات) کے جانب شمال نو گز لمبا مزار	454
271	دلاور پور میں حضرت آبی خلسا کا مزار	455
272	پرسوال کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار	456
273	چاچوال میں نو گز لمبا مزار	457

marfat.com

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
458	کوٹلہ ارب علی خان اور چک کالا کے قریب نوگز لمبا مزار ----------------	274
459	مرازیاں نزد کوٹلہ میں نوگز لمبا مزار ----------------	275
460	جاجووال میں نوگز لمبا مزار ----------------	276
461	موضع لنگڑیال کے قریب بنگیال میں نوگز لمبا مزار ----------------	277
462	گکرالی میں نوگز لمبا مزار ----------------	278
463	گکرالی میں دوسرا نوگز لمبا مزار ----------------	279
464	گکرالی اور سمرالہ کے درمیان نوگز لمبا مزار ----------------	280
465	گکرالی سمرالہ کے قریب چار قدیمی قبریں ----------------	281
466	گکرالی میں حضرت مرطوش علیہ السلام کا نوگز لمبا مزار ----------------	282
467	موضع یوسف میں نوگز لمبا مزار ----------------	283
468	عمر وال فرخ پور کے قریب پیر شباب کا نوگز لمبا مزار ----------------	284
469	نھر اور بزرگوال (میر پور) کے قریب نوگز لمبا مزار ----------------	285
470	بزرگوال کے قریب نوگز لمبا مزار ----------------	286
471	دولت نگر کے قریب قبرستان میں نوگز لمبا مزار ----------------	287
472	گیراں والہ میں حضرت طرطوش علیہ السلام کا مزار ----------------	288
473	مہیساں کے قریب نوگز لمبا مزار ----------------	289
474	برسہ (گجرات) کے قریب نوگز لمبا مزار ----------------	290
475	موضع بھٹیاں میں نوگز لمبا مزار ----------------	291
476	میکن اور مکیانہ کے درمیان 200 کنال رقبہ میں تباہ شدہ بستی پنڈوری میں نوگز لمبے اور قدیمی مزارات ----------------	292
478	مکیانہ میں قدیمی نوگز لمبا مزار ----------------	293
479	بھٹہ ٹبی میں حضرت طیبوش علیہ السلام کا نوگز لمبا مزار ----------------	294
480	ملہو کھوکھر کے قریب حضرت سلمان کا نوگز لمبا مزار ----------------	295
481	ملک پور چاڑہ میں نوگز لمبا مزار ----------------	296
482	جلالپور جٹاں میں نوگز لمبا مزار ----------------	297

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
298	بھوا میں نوگزلمبا مزار	483
299	سوہل کلاں میں حضرت بقیانوش علیہ السلام کا نوگزلمبا مزار	484
300	پنڈی لوہاراں میں نوگزلمبا مزار	485
301	پنڈی میانی میں پنج اصحاب کا مزار	486
302	جلو (گجرات) میں نوگزلمبا مزار	487
303	چوریہ میں نوگزلمبا مزار	488
304	نبور میں حضرت ناتن علیہ السلام کا مزار	489
305	علاقہ نزدہ میں حضرت انوش علیہ السلام کا مزار (دریابرد)	490
306	لکھنوال اور جلالپور جٹاں کے درمیان نوگزلمبا مزار	491
307	چوہنوال میں نوگزلمبا مزار صاحب مزار کا نام عطار ہے	492
308	مجرے کے قریب نوگزلمبا مزار ☆ جید پور میں حضرت ساسانوش کا نوگزلمبا مزار	493
309	موضع بھور چھ میں مزار	494
310	چچیاں شمس میں نوگزلمبا مزار صاحب مزار کا نام مرعان ہے	495
311	معین الدین پور میں شاہ بہرام کا نوگزلمبا مزار	496
312	چانگانوالی میں نوگزلمبا مزار	497
313	ڈھوکل نزد ٹبی مراداں میں نوگزلمبا مزار	498
314	ادھووال میں نوگزلمبا مزار	499
315	مہلوخوبی نزد جھمبہ نالہ کے قریب نوگزلمبا مزار	500
316	دالانوالہ روڈ رنیاں کے جانب شمال نوگزلمبا مزار	501
317	دالانوالہ روڈ رنیاں کے جانب جنوب نوگزلمبا مزار	502
318	دالانوالہ روڈ ٹمن پنڈی میں نوگزلمبا مزار	503
319	دھول خورد میں نوگزلمبا مزار	504
320	شہابدیوال میں دالانوالہ روڈ پر نوگزلمبا مزار	505
321	لنجاہ میں پیر سبز غازی کا نوگزلمبا مزار	506

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
322	شیخ قریشیاں اور پچھیانہ میں نوگز لمبا مزار----------------	507
323	باڑیانوالہ میں حضرت ماول حام کا نوگز لمبا مزار----------------	508
324	باڑیانوالہ میں نوگز لمبا مزار، صاحب مزار کا نام [illegible]----------------	509
325	باڑیانوالہ میں دو نوگز لمبے قدیمی مزارات----------------	510
326	گجرات کے سرحدی قصبہ تیانوالہ میں قدیمی نوگز لمبے مزار اور ہزاروں سالہ قدیمی شہر مناور----------------	511
327	بھمبر کے قریب مندیالہ میں حضرت [illegible] اور [illegible] نوالہ میں حضرت [illegible] کے مزار----------------	513
328	مناور کے قریب [illegible] میں حضرت ملک [illegible] مناور [illegible] کے مزار----------------	514
329	مناور کے قریب پانی کے کنواں پر نوگز لمبا مزار----------------	515
330	چک مرتضےٰ (گجرات) کے قریب نوگز لمبا مزار----------------	516
331	بھاناں والی میں نوگز لمبا مزار----------------	517
332	لالہ موسیٰ کے قبرستان میں نوگز لمبا مزار----------------	518
333	لالہ موسیٰ کے قریب چک پیرانہ میں نوگز لمبا مزار----------------	519
334	لالہ موسیٰ کے قریب گنجہ میں نوگز لمبا مزار----------------	520
335	بوریانوالی (گجرات) میں نوگز لمبا مزار----------------	521
336	جھنڈے والی میں نوگز لمبا مزار----------------	522
337	ونالہ قاسم علی خان کے قریب نوگز لمبا مزار----------------	523
338	گلیانہ کے قریب [illegible] مسجد کے ملحقہ نوگز لمبا مزار----------------	524
339	باغانوالہ نزد گلیانہ میں نوگز لمبا مزار----------------	525
340	جانگلہ نزد گلیانہ 22 گز لمبا مزار----------------	526
341	باہروال نزد گلیانہ میں نوگز لمبا مزار----------------	527
342	گلیانہ کے قریب بیگا میں نوگز لمبا مزار----------------	528
343	حسام میں نوگز لمبے مزار ٹھوٹھا رائے بہادر قدیمی تاریخی قصبہ----------------	529
344	گلیانہ کے قریب کوٹلی بجاڑ میں نوگز لمبا مزار----------------	531
345	گلیانہ کے قریب بی سانہ نزد کوٹلی بجاڑ میں نوگز لمبا مزار----------------	532

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
346	گلیانہ کے قریب ٹھینڈانوالی میں نو گز لمبا مزار --------------------	533
347	گلیانہ کے قریب موضع بھگوال دھم میں نو گز لمبا مزار --------------------	534
348	چک لشکری میں حضرت میکائیل کا نو گز لمبا مزار --------------------	535
349	پنچیاں باغانوالہ کے درمیان نو گز لمبا مزار --------------------	536
350	بھی کی پہاڑیاں بڑیلہ بی کے قریب 70 گز لمبا مزار --------------------	537
351	کھاریاں چھاؤنی جنڈانوالہ کے قریب نو گز لمبا مزار --------------------	538
352	کھاریاں چھاؤنی میں 22 گز لمبا مزار --------------------	539
353	جنڈ شریف میں نو گز لمبا مزار --------------------	540
354	راقم نو گز لمبے مزار پر چادر پوشی کر رہا ہے --------------------	541
355	مرالہ میں حضرت سلوانا م کا 22 گز لمبا مزار --------------------	542
356	دھنیاں شریف ڈنگہ میں نو گز لمبا مزار --------------------	543
357	راقم کھاریاں کے قریب امرہ خورد میں حضرت ملک رحیم کے مزار کی تلاش میں ----	544
358	امرہ خورد میں نو گز لمبا مزار --------------------	545
359	امرہ کلاں میں نو گز لمبا مزار --------------------	546
360	نب ... ڈنگہ کے قریب حضرت سائیاں کا مزار --------------------	547
361	حسیب پور نزد ڈنگہ میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام شمعون ہے --------------------	548
362	ڈنگہ روڈ پر چک جانی میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام بخش ہے --------------------	549
363	میونوال خورد میں نو گز لمبا مزار --------------------	550
364	پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزارات پر --------------------	551
365	دولہ شریف میں نوشاہی قادری کچیالی ساجد کے اولیائے کرام --------------------	554
366	جہلم میں زیر زمین تباہ شدہ بستی کے آثار ملے --------------------	556
367	حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ کتب --------------------	558
368	آپ کا خط ملا --------------------	559
369	کتابیات --------------------	575
370	راقم کی تحریر کردہ کتب پر قومی اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے تبصرے ---	576

marfat.com

پیش لفظ

پاکستان میں محبوبانِ خدا کے نوگز لمبے مزار

گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں خطہ یونان گجرات کا دوسرا ایڈیشن

1998ء میں پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں۔ خطہ یونان گجرات کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا تھا۔ اس کتاب کو پڑھنے والوں نے بہت پسند کیا پاکستان میں آبی گزرگاہوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ دنیا کی قدیم ترین تہذیبیں پانی کے کنارے پروان چڑھیں قدرتی آفات یا حملہ آوروں کی وجہ سے یہ تہذیبیں ختم ہو گئیں لیکن اللہ کے نیک بندوں کے مزار صدیاں گزرنے کے باوجود محفوظ ہیں۔ نوگزی قبروں کے بارے پاکستان کی یہ پہلی کتاب ہے جس کو تحریر کرنے کی سعادت راقم کو حاصل ہوئی راقم نے پاکستان بھر میں ان نوگز لمبے مزاروں پر حاضری دے کر ان مزاروں کے فوٹو حاصل کیے۔ جائے مدفن کے بارے معلومات حاصل کیں بیشتر مزار دریاؤں کے کنارے تباہ شدہ بستیوں کے قریب پائے گئے ہیں۔ ان مزارات کے قریب برگد کے پرانے درختوں، آبی گزرگاہوں، قدیم شاہراہوں کے آثار ملتے ہیں پاکستان بھر میں نوگزی قبروں پر حاضری کا سلسلہ جاری ہے جس کا ذکر راقم کی شائع ہونے والی دوسری کتابوں میں کیا جائے گا۔ گندھارا تہذیب کے آثار صوبہ سرحد کے شمالی علاقہ جات بالخصوص پشاور، مردان، چارسدہ، سوات، تخت بھائی، ٹیکسلا دیگر شہروں میں پائے جاتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا کہ گندھارا تہذیب کو ان علاقوں میں عروج حاصل رہا۔ دور دراز سے علم کے پیاسے یہاں آ کر علم کی پیاس بجھاتے رہے اگرچہ یہ بستیاں تباہ و برباد ہو چکی ہیں لیکن چشموں آبی گزرگاہوں سے سینکڑوں سالوں سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی رواں دواں ہے گندھارا تہذیب کے آثار پائے جاتے ہیں۔ گجرات کی سرزمین تین دریاؤں جہلم، چناب، توی کے درمیان گھری ہوئی ہے تاکہ بھمبر نالہ بھنڈر دوسرے برساتی نالے بھی دریاؤں سے کم نہیں کسی زمانہ میں سارا سال ان میں پانی بہتا رہتا تھا۔ یہاں بھی کئی تہذیبیں پروان چڑھیں۔ پورس اور سکندر کی جنگ گجرات کی سرزمین پر ہوئی۔

علم و ادب یہاں کی زرخیزی کی وجہ سے سرسید احمد خان نے گجرات کو خطہ یونان کہا۔ یہاں کی کئی قدریں یونان سے ملتی جلتی ہیں اس علاقے کے بارے جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ مزید تحقیق جاری ہے۔

حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ، 31 مارچ 2003ء

marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو حضرت قنبیط علیہ اسلام
ابن حضرت آدم علیہ اسلام کے نام منسوب کرتا ہوں

جن کا ۲۱۰ فٹ لمبا مزار بڑیلہ شریف
ضلع گجرات میں ہے۔

ایم زمان کھوکھر (ایڈووکیٹ)

marfat.com

انتساب

ان پاک ہستیوں کے نام

جن کے بارے میں ختم المرسلین آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سرزمین ہند کی طرف سے خوشبو آتی ہے ظاہر ہے یہ خوشبو رسولوں نبیوں کے پاک جسموں کی ہی ہو سکتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی سرزمین بھی خدا کے پیغمبروں سے خالی نہیں رہی حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے بزرگ تک جو عقائد میں بڑے متشدد ہیں، برصغیر پاک و ہند میں بعثت انبیاء کے قائل ہیں ان کے یہاں بعض شہروں میں نور نبوت نظر آیا

کتاب از "اگر اب بھی نہ جاگے تو" مکتوب جلد اول حضرت مجدد الف ثانی

علامہ اقبالؒ نے بانگ درا میں فرمایا

میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے
نوحؑ نبی کا آ کر ٹھہرا جہاں سفینا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

marfat.com

27

کوہ آدم کی چوٹی

محمد الیاس مرزا کے مقالہ کے حوالے سے

فلم "ہاتھی میرے ساتھی" جس میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کی یہ واحد فلم ہے جو سری لنکا کے اس مقدس مقام پر جا کر فلمائی گئی ہے۔ جہاں بنی نوع انسان حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے جانے کے بعد زمین پر اترے تھے۔ فلم میں وہ جگہ بھی دیکھائی گئی ہے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے پہلا قدم رکھا تھا۔ اس مقام پر چڑھنا مشکل ترین کام ہے۔ اس کے باوجود ہر سال یہاں پر ہر مذہب کے پیروکار جوق در جوق آکر عقیدتاً زیارت کرتے ہیں۔

○ سری لنکا بحر ہند میں ہندوستان کے بالکل جنوب میں راس کماری کے قریب ایک جزیرہ ہے۔ اٹلس سامنے رکھ کر دیکھ لیں۔ جزیرہ سری لنکا کا قدیم نام سراندیپ تھا۔ اسے انگریزی میں سیلون کہا جاتا ہے۔ لنکا بھی اس کا قدیم نام ہے۔ اب چند سال پیشتر اس کا سرکاری نام سری لنکا رکھ دیا گیا ہے۔ ہندوستان کے جنوب میں ایک نقطے کی مانند یہ جزیرہ زیادہ سے زیادہ ڈھائی سو میل لمبا اور دو سو میل چوڑا ہے۔ اس کی شکل مرغی کے انڈے جیسی ہے۔ تقریباً سارا جزیرہ پہاڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ چاروں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہونے کے باعث سری لنکا کی آب و ہوا معتدل ہے۔ نہ گرمیوں میں بہت گرمی اور نہ سردیوں میں سخت سردی۔ اس جزیرہ پر سارا سال بادل چھائے رہتے ہیں۔ اور اکثر بارش ہوتی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے درختوں اور سبزے کی افراط ہے اور پورا ملک ایک سرسبز باغ ہے۔

○ سری لنکا اور بھارت کے درمیان آبنائے پالک ہے۔ جس میں ایک قطار کی سیدھ میں تین چار بڑے جزائر ہیں۔ یہ علاقہ جغرافیے کی اصطلاح میں پل آدم علیہ السلام کہلاتا ہے۔ بھارت سے آنے والے لوگ بذریعہ ریل یا سڑک ڈنسلوڈی ریلوے سٹیشن تک آتے ہیں جو بھارت کا آخری ریلوے سٹیشن ہے۔ اس سٹیشن سے پہلے ہندوستان کا ایک مشہور شہر رام ورم ہے یہاں بھی ریلوے سٹیشن ہے۔ پھر تھوڑا سا سفر بذریعہ لانچ یا کشتی کے بعد سری لنکا کے جزیرہ مینار پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس پر سری لنکا کا پہلا ریلوے سٹیشن طلائی مینار ہے۔ جہاں سے سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو ریلوے لائن جاتی ہے۔

○ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کا جنت میں قیام اور پھر وہاں سے نکالے جانے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے پارہ اول سورۃ بقرہ آیت 36 میں کیا ہے۔

○ پھر شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا۔ جس حالت عیش و نشاط میں تھے۔ اس سے نکلوا دیا۔ اور تب ہم نے حکم دیا کہ تم سب نیچے (زمین پر) اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ تم ایک مدت تک زمین پر رہو گے۔ تمہارے لیے زمین پر ایک خاص وقت تک ٹھکانہ اور ذریعہ معاش مقرر کر دیا گیا ہے۔

○ اس مقام پر چند ایک امور قابل ذکر ہیں۔ خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے کونسی جنت میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ جمہور اہل سنت کا قول ہے کہ جس جنت یا بہشت میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ وہ آدم علیہ السلام سے

marfat.com

پہلے ہی قائم تھی ۔ مظاہر پرستوں کا خیال ہے کہ جنت سے مراد وہ جنت نہیں بلکہ زمین پر ایک باغ تھا ۔ پھر یہ اختلاف ہے کہ باغ کہاں تھا ۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ایران میں کرمان کے پاس تھا ۔ بعض کہتے ہیں فلسطین میں تھا ۔ اور اہل کتاب یہود (عدن) میں کہتے ہیں ۔ چنانچہ تورات میں اس کی تشریح ہے کہ عدن کے معنی جنت یا باغ کے ہیں ۔ اگر عدن کے معنی جنت یا باغ ہیں تو انجیل اور تورات میں اس باغ سے چار دریا نکلنے کی توجیہہ ہے مگر وہ عدن جو یمن میں ہے ، بحیرہ عرب کے کنارے ایک بندرگاہ ہے ۔ وہاں تو دریا کیا حاجیوں اور مقامی لوگوں کیلئے پینے کا پانی میسر نہیں ۔ کوئی معزلہ یا قدریہ فرقوں کا خیال ہے کہ خلیفۂ زمین کے بنے تھے تو ضروری تھا کہ زمین پر ہی رہتے ۔

* ○ * یہ باغ جہاں کہیں بھی تھا باغ عدن کہلاتا ہے ۔ بارہ مختلف جگہیں بتائی گئی ہیں ۔ جہاں باغ عدن تھا ۔ ایک ہے جنوبی عراق دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ جہاں چار نہریں تھیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گئیں ۔ دوسری جگہ یروشلم ہے ۔ مصر میں نیل کے کنارے چوتھی جگہ ہے ۔ مشرقی افریقہ میں بتائی جاتی ہے ۔ یہی لوگ جاوا کا نام بھی لیتے ہیں ۔ پانچویں جگہ کی نشاندہی ایک برطانوی ماہر نے انیسویں صدی میں کی تھی ۔ اس کا دعویٰ ہے کہ بحر ہند میں ایک جزیرہ لیموریا ہوا کرتا تھا ۔ وہ باغ عدن تھا اور یہ جزیرہ بحر ہند میں ڈوب چکا ہے ۔ چینی چھٹی جگہ اپنے علاقے سنکیانگ میں بتاتے ہیں ۔ ایک اور برطانوی نے ساتویں جگہ بتائی ہے ۔ اس نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت افریقہ اور ہندوستان ایک ملک تھے ۔ اور باغ عدن وہاں کہیں تھا ۔ جہاں آج بحر ہند ہے ۔

* ○ * ایک فرانسیسی سائنس دان برنسلے لاپور نے اپنی کتاب The Sky People میں لکھا ہے کہ باغ عدن سیارہ مریخ میں تھا ۔ جب مریخ کے قطب شمالی کی برف پگھلی تو اس وقت تک حضرت آدم علیہ السلام کی جتنی اولاد ہو چکی تھی اسے خدا نے زمین پر اتار دیا ۔ اس مصنف نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بھی مریخ میں تھے ۔ ایک جگہ امریکہ میں برسٹل کے مقام پر بتائی جاتی ہے ۔ امریکہ میں یہی ایک دعوی کیا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بھی اسی علاقے میں رہتی تھی ۔

* ○ * تفسیر ابن کثیر میں دیگر اہل رائے کے خیالات اور روایات یوں تحریر ہیں ایک راوی کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام آسمانی جنت سے ہند میں اترے ۔ آپ کے ساتھ حجر اسود اور جنتی درخت کے پتے تھے ۔ جنہیں ہند میں پھیلا دیا اور اس سے خوشبودار درخت پیدا ہوئے ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہند کے شہر دحنا میں اترے ۔ ایک روایت ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان اترے تھے ۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہند میں اور مائی حوا جدا میں اتریں ۔ اور ابلیس بصرہ میں چند میل کے فاصلے پر دست میاں کے مقام پر پھینکا گیا تھا ۔ اور سانپ اصفہان (مردہ) ایران میں ابن عمر کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کوہ صفا (سعودی عرب) اور اماں حوا کو مروہ (سعودی عرب) پر اترے ۔ تاہم اکثر مورخین متفق ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام آسمانی جنت سے نکال کر سراندیپ (سری لنکا) میں اتارے جاتے ہیں ۔ بہر حال جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو وثوق اور یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ کس ملک میں آکر رہے تھے ۔ لیکن

marfat.com

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایشیائی ممالک میں تھے۔

• ○ • بعض کہتے ہیں کہ عرب میں مخصوص حجاز میں رہے تھے۔ اور وہیں کہیں ان کی قبر ہے۔ اور شہر جدا میں ان کی بیوی اماں حوا کی قبر ہے۔ جسکا نشان اب تک موجود ہے۔ شہر جدہ (سعودی عرب) کے عربی نام کے معنی بھی دادی کے ہیں۔ اور مقام عرفات پر میاں بیوی کی فراق آسمانی کے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ اس مقام پر ایک نے دوسرے کو پہچانا۔ اس لیے اس مقام کو عرفات کہتے ہیں۔ عربی زبان کے لفظ عرفات کے معنی ہیں پہچان کی جگہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ پھر ان کی اولاد کی زبان بدل کر عبرانی ہو گئی۔ جو آجکل اسرائیل کی سرکاری زبان ہے۔ پھر زمانہ گزرنے کے بعد مختلف زبانیں ہو گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بے شمار ہو گئی۔ ۹۶۰ برس کی عمر میں حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی۔

• ○ • اس بحث اور حقائق سے قرین قیاس ہے جس کو خدا نے قرآن میں واضح کیا ہے۔ یہود کے اکثر مورخین اور محققین اور باقی سب لوگ متفق ہیں کہ آدم علیہ اسلام جس جنت میں تھے۔ وہ آسمانی تھی اور وہاں سے نکال کر زمین پر جس علاقے میں اتارا گیا تھا۔ وہ ہند کے قریب تھا۔ مالدیپ، سنگل دیپ اور سراندیپ (سری لنکا) قدیم زمانے میں مملکتیں نہیں تھیں۔ بلکہ ہندوستان کے ملحقہ جزائر تھے۔ ہندوستان سے ملحقہ علاقہ سراندیپ (سری لنکا) کے متعلق جمہور مورخین، محققین اور جغرافیہ دان متفق ہیں۔ اس حقیقت کی تصدیق میں درج ذیل شہادتیں موجود ہیں جو ہر کوئی کسی بھی اٹلس میں دیکھ سکتا ہے۔

• ○ • اس چوٹی پر انسانی پاؤں کا نشان تھا۔ جو موجودہ انسانوں کے پاؤں سے بڑا ہے۔ قدیم زمانے میں انسانوں کی جسامت موجودہ دور کے انسانوں سے بڑی ہوا کرتی تھی۔

• ○ • ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان جو آبنائے پالک ہے، اس میں دونوں ممالک کے درمیان متعدد جزائر اور ٹاپو ہیں جو دونوں ممالک کے درمیان آمدورفت میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔ اس آسان ترین آبی اور خشکی کے راستہ کو جغرافیہ دانوں نے "پل آدم علیہ السلام" کا نام دیا ہے۔ جس کی تصدیق ہر نقشہ کرتا ہے۔

• ○ • محققین کی رائے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس چوٹی پر اترے اور اس چوٹی پر 200 سال تک ایک عرصے کے لیے ایک پاؤں کے بل کھڑے رہے پھر اس چوٹی سے اتر کر پل آدم علیہ السلام کے راستے ہندوستان سے ہوتے ہوئے عرب گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام بڑے قدوقامت کے تھے، سراندیپ میں آدم کی چوٹی پر جو نقش پا ملتا ہے بہت بڑا ہے۔ یہ پانچ فٹ چار انچ لمبا اور دو فٹ چار انچ چوڑا ہے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ نقش پا حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔ موجودہ دور کے سائنس دانوں نے بلا واسطہ طور پر اس عقیدے کی تصدیق کی ہے۔ ماہرین علم الارض مانتے ہیں کہ سری لنکا کرہ ارض کا قدیم ترین حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے آسمان سے زمین کی طرف سفر کی آخری منزل سری لنکا کی زمین ہو سکتی تھی۔

• ○ • اس پراسرار نقش پا کی توضیح اور تشریح جو مسلمانوں نے کی ہے۔ وہ ان توضیحات اور تشریحات سے مختلف ہے۔ جو دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے کی ہے۔ بدھ مت والوں کا خیال ہے کہ یہ نقش پا گوتم بدھ کا ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ یہ نشان شو دیوتا کے پاؤں کا ہے۔ ہندو دیو مالا میں شو کو تباہی، غارت گری اور

marfat.com

کرودھ کا دیوتا دیکھایا گیا ہے ۔ عیسائیوں کے کیتھولک فرقہ نے بھی اس نقش پا کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ یہ سینٹ تھامسن کا ہے ۔ بدھوں کے نزدیک آدم کی چوٹی کا مقام " مقدس دانت " کے بعد سب سے زیادہ مقدس ہے ۔ وہ اسے سری پاوا کہتے ہیں ۔ وہ ہر سال یاترا کو آتے ہیں ۔ اپریل کے مہینے میں سری پاوا کی یاترا نقطہ عروج پر ہوتی ہے ۔ کیونکہ اس کے بعد سری لنکا میں برسات کا موسم شروع ہو جاتا ہے ۔ اور بارشوں میں چوٹی تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے ۔

* ○ * اس یاترا کا آغاز ہاتو نامی شہر سے ہوتا ہے جو کولمبو سے بذریعہ ریل ملا ہوا ہے ۔ وہاں سے بسوں میں سوار ہو کو آدم کی چوٹی والے پہاڑ کے دامن میں واقع ایک جگہ ڈلسا پارا پہنچتے ہیں ۔ پھر یہاں سے چوٹی تک کا آٹھ میل کا سفر شروع ہو جاتا ہے ۔ چونکہ چوٹی 7360 فٹ اونچی ہے ۔ اس لیے وہاں تک گھوم گھما کر جانا پڑتا ہے ۔ یاتری چوٹی تک کا سفر اکثر رات کو کرتے ہیں کیونکہ دن کے وقت چلچلاتی دھوپ میں سفر کرنا مشکل ہوتا ہے ۔ ایک زمانہ تھا جب یاتریوں کو اس مسافت کو طے کرنے کیلئے اپنے ساتھ ٹارچیں لانی پڑتی تھیں لیکن اب وہاں حکومت نے تمام راستوں پر بجلی کے قمقمے لگا دئے ہیں ۔ بہت سے یاتری بھجن کھاتے ہوئے جاتے ہیں ۔

* ○ * چوٹی تک پہنچنے کا ایک اور راستہ بھی ہے لیکن وہ بہت دشوار ہے ۔ اس راستے پر جگہ جگہ کھڈ اور ڈھلوان ہیں جن پر زنجیروں کی مدد کے بغیر چلنا مشکل ہے ۔ ان زنجیروں کے لگانے والے کے متعلق تاریخ خاموش ہے ۔ ان زنجیروں کا عرب سیاح اور جغرافیہ دان ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفر نامہ میں کیا ہے ۔ یہ سکندر اعظم نے لگائی تھی ۔

* ○ * آدم کی چوٹی پر 74 فٹ چوڑا ایک میدان ہے ۔ جس پر وہ متبرک نقش پا جسکی حفاظت کیلئے اس پر ایک مندر بنا عمارت تعمیر کر رکھی ہے ۔ بدھ لوگ وہاں پہنچ کر اس عمارت کے دروازے پر آویزاں گھنٹے پر چوٹ لگاتے ہیں اور نذرانے پیش کرتے ہیں ۔ اس کے بعد کٹہرے کے قریب کھڑے ہو کر طلوع آفتاب کا انتظار کرتے ہیں ۔ آدم کی چوٹی سے طلوع آفتاب کے نظارہ کی دلکشی اور جاذبیت کی تعریف یورپی سیاحوں نے بھی کی ہے ۔

* ○ * آدم کی چوٹی سراندیپ کے گرد سمندر میں ہر جگہ نظر آتی ہے ۔ فی الحال دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں ، بدھوں ، ہندوؤں اور عیسائیوں کے نزدیک دنیا کا مقدس ترین پہاڑ ہے ۔

marfat.com

کوہ آدم کی چوٹی دنیا بھر کے کروڑوں انسانوں کے لئے متبرک ہے

"کوہ آدم"

عجیب بات یہ ہے کہ سری لنکا پر اگرچہ تمام بڑے مذاہب کے پیروکار ہیں لیکن اپنے اپنے مذہب سے شدید وابستگی کے باوجود یہاں مجموعی طور پر مثالی ہم آہنگی نظر آتی ہے اس کا ایک شاندار مظاہرہ ہمیں کوہ آدم کی چوٹی پر نظر آیا سری لنکا کے جنوبی حصے میں کولمبو سے 120 کلو میٹر دور، سطح سمندر سے 2 ہزار کلو میٹر کی بلندی پر واقع یہ چوٹی صبح کے وقت انتہائی دلفریب منظر پیش کرتی ہے جب اس کا سایہ مغرب میں طلوع ہونے والے سورج کی روشنی میں 60 میل دور ساحل کو چھونے لگتا ہے بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت آدم اور حضرت حوا معافی کے بعد زمین پر آئے تو انہوں نے سیلون (سری لنکا کا پرانا نام) کو جنت ارضی کے طور پر منتخب کیا اور وہ سب سے پہلے اسی کوہ آدم پر اترے۔ یہاں سب سے اونچی چوٹی پر کسی دیو پیکر انسان کا نقش پا کھدا ہوا ہے جس کی لمبائی 6 فٹ 4 انچ اور چوڑائی 2 فٹ 6 انچ ہے یہ نقش ہر مذہب کے نزدیک مقدس ہے۔ مسلمان اسے حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں۔ بدھوں کا کہنا ہے کہ یہ مہاتما بدھ کے قدموں کا نشان ہے ہندو اس کا ناتا اپنے دیوتا شیو سے جوڑتے ہیں۔ ایشیا کے عیسائی اسے سینٹ تھامس کا نقش قرار دیتے ہیں اس طرح یہ چوٹی دنیا کے کروڑوں انسانوں کے لئے متبرک ہے۔ اوپر تک جانے کے لئے ایک راستہ بے حد دشوار گزار ہے یہاں لوہے کی موٹی زنجیریں ہے اوپر چڑھنا پڑتا ہے جو نہ جانے کس زمانے سے لٹکی ہیں۔ دوسرا راستہ جو عام استعمال ہوتا ہے پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے اور اس راستے سے آپ چار پانچ گھنٹے تک اوپر پہنچ سکتے ہیں۔

کولمبو میں ایک مسلمان صنعتکار اور تاجر نواز رجب دین کی رہائش گاہ پر سری لنکا کے سابق منسٹر اور سابق رکن پارلیمنٹ مسٹر ابو الصالح سے اتفاقا ملاقات ہوگئی وہ سری لنکا میں جیلانیہ انجمن کے سرپرست اور متولی ہیں۔ یہ انجمن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کے نام پر قائم کی گئی ہے اور ان کے آباؤ اجداد اس کے متولی چلے آرہے ہیں۔ مسٹر ابو صالح نے بتایا کہ ہمارا عقیدہ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ عبدالقادر جیلانی پانچویں صدی ہجری میں بغداد سے بحری جہاز پر سری لنکا آئے تھے اور انہوں نے ہانگرو نامی جگہ پر قیام کیا تھا ان دنوں بغداد اور گالے (سری لنکا کا سابق دارالحکومت) کے درمیان تجارت عام تھی اور تجارتی قافلے آتے جاتے تھے یہاں وہ غار بھی موجود ہے جہاں انہوں نے 10 سال کا عرصہ گزارا تھا یہاں عربی میں لکھے ہوئے کتبے آج بھی موجود ہیں جن پر ان کا نام پڑھا جا سکتا ہے۔ مسٹر ابو صالح نے بتایا کہ اگر آپ حضرت عبدالقادر جیلانی کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ کو ان کی زندگی کے 10، 11 سال کے بارے میں معلومات نہیں ملیں گی۔ ایک طویل عرصہ تک معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں چلے گئے کئی لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جنگلوں میں رہے۔ کئی افراد نے انہیں سرزمین بغداد پر دیکھا مگر 1934ء میں پہلی مرتبہ سری لنکا میں یہ ثبوت ملا کہ وہ یہاں آئے تھے انہوں نے یہاں چلہ کشی کی اور اسلام کو پھیلایا۔ اس طرح مسٹر ابو صالح کے والد نے مسجد بنوائی اور انجمن جیلانیہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد اب محکمہ اوقاف کے تصرف میں ہے۔ یہ بھی ثبوت ملا ہے کہ حضرت عبدالقادر کوہ آدم کی چوٹی پر بھی گئے تھے۔ وہاں ایک غار سے بھی اسی دور کے عربی کتبے برآمد ہوئے ہیں۔ حضرت عبدالقادر کے مقام کو متبرک قرار دلوانے میں ابو صالح کو کافی عرصے تک لڑائی لڑنی پڑی کیونکہ بدھ اس کے حق میں نہ تھے۔ فیصلہ بالآخر مسلمانوں کے حق میں ہوا۔

بشکریہ جمعہ جنگ میگزین رؤف ظفر

انسانی ڈھانچہ

بھارت کے ضلع پرتاب گڑھ کے ایک گاؤں مہادیوا میں تین ہزار سال قبل ایک انسانی ڈھانچہ دریافت ہوا ہے جس کا قد دو فٹ ہے اور اس کے کان، دانت اور جبڑے آج کے انسان کے مقابلے میں کہیں زیادہ اور بڑے ہیں یہ ڈھانچہ اس وقت برآمد ہوا جب ایک شخص کو زیادہ گہرا کرنے کے لئے کھدائی کی جا رہی تھی۔

حبیب اللہ طارق، کراچی

بشکریہ روزنامہ پاکستان ۱۳ فروری ۱۹۹۶ء

marfat.com

افریقہ میں "چھ گزوں" کے قبیلے کی دریافت

لاہور (جنگ فارن ڈیسک) افریقہ کے جنگلوں میں تحقیق کرنے والے ایک سائنس دان شین لے نے 18 فٹ لمبے دیو ہیکل انسانوں کے ایک قبیلے کا پتہ چلایا ہے اگرچہ وہ تیزی سے حرکت نہیں کر سکتے لیکن ذہانت میں عام انسانوں سے بہتر ہیں طویل القامت ہونے کے باوجود یہ لوگ بزدل ہیں اس لئے جنگلوں میں ہی چھپے رہتے ہیں یہ قبیلہ 17 مردوں 19 عورتوں اور 32 بچوں پر مشتمل ہے یہ لوگ گھاس پھونس کی جھونپڑوں میں رہتے ہیں شکار اور ماہی گیری سے پیٹ پالتے ہیں اخروٹ اور بیری بھی جمع کر کے کھاتے ہیں سائنس دان سنٹنز لے سال بھر ہر ہفتے تین مرتبہ ان لوگوں سے ملنے جاتا رہا۔

بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور

۱۷ فروری ۱۹۹۰ء

دیو ہیکل انسانوں کے نمیے

marfat.com

شمال مغربی صوبہ سرحد

قلعہ بالا حصار، پشاور

marfat.com

علاقہ باجوڑ میں حضرت متوشخ علیہ السلام المعروف حضرت غازی بابا کا 80 فٹ لمبا مزار

****

برصغیر پاک و ہند میں رشد ہدایت کی شمع روشن کرنے والے اللہ کے نیک بندے درہ خیبر کے راستے اس خطہ میں داخل ہوئے۔ ان نیک ہستیوں کے مزار قدیمی شاہراہوں اور گزرگاہوں کے قریب موجود ہیں۔ ان کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔ ایسی ایک بزرگ ہستی کا مزار قبائلی علاقہ میں ہے۔ ہفت روزہ ندائے ملت لاہور کی اشاعت میں رضا حمد نے انکشاف کیا ہے۔ اس علاقے کی سب سے اہم مذہبی درگاہ غازی بابا کا مزار ہے جو غازی شہید کے نام سے بھی مشہور ہے۔ قبائلی روایات کے مطابق غازی بابا حضرت ادریس کے بیٹے تھے۔ جو تبلیغ کی غرض سے کسی نامعلوم زمانے میں یہاں آئے اور پھر یہاں ہی وفات پائی غازی بابا کے مزار کی سب سے اہم بات ان کی قبر کا سائز ہے۔ 60 فٹ لمبی 12 فٹ چوڑی اور ساڑھے آٹھ فٹ اونچی یہ قبر علاقے کے لئے نہایت مقدس مقام کا درجہ رکھتی ہے۔ ہر جمعرات کو یہاں کافی رونق ہوتی ہے۔ عموماً لوگ دس سے تیس کلومیٹر تک کا فاصلہ پیدل طے کر کے درگاہ تک آتے ہیں۔ مزار پر ایک فارسی زبان کا شجرہ نسب بھی ہے جس کے مطابق یہ قبر غازی بابا کی ہے جن کا اصلی نام متوشخ ہے۔ قبائلیوں کے مطابق غازی بابا کا حوالہ سورہ اعراف میں موجود ہے۔ جس کی نشاندہی تفسیر الجلالین کے صفحہ 134 پر کی گئی ہے۔ یہاں بسنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب انبیاء اور رسول دنیا پر بھیجے تھے اور خدا نے کوئی سرزمین بغیر ہدایت کے نہیں چھوڑی اس اصول کے تحت غازی بابا یا متوشخ خدا کے نبی تھے جو اس علاقے میں مبعوث ہوئے تھے۔ مخصوص علاقائی مزاج کے تحت ابھی تک نہ تو اس روایت پر تحقیق کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور نہ ہی کسی کو اختلاف کی جرات۔

marfat.com

اصحاب بابا پشاور

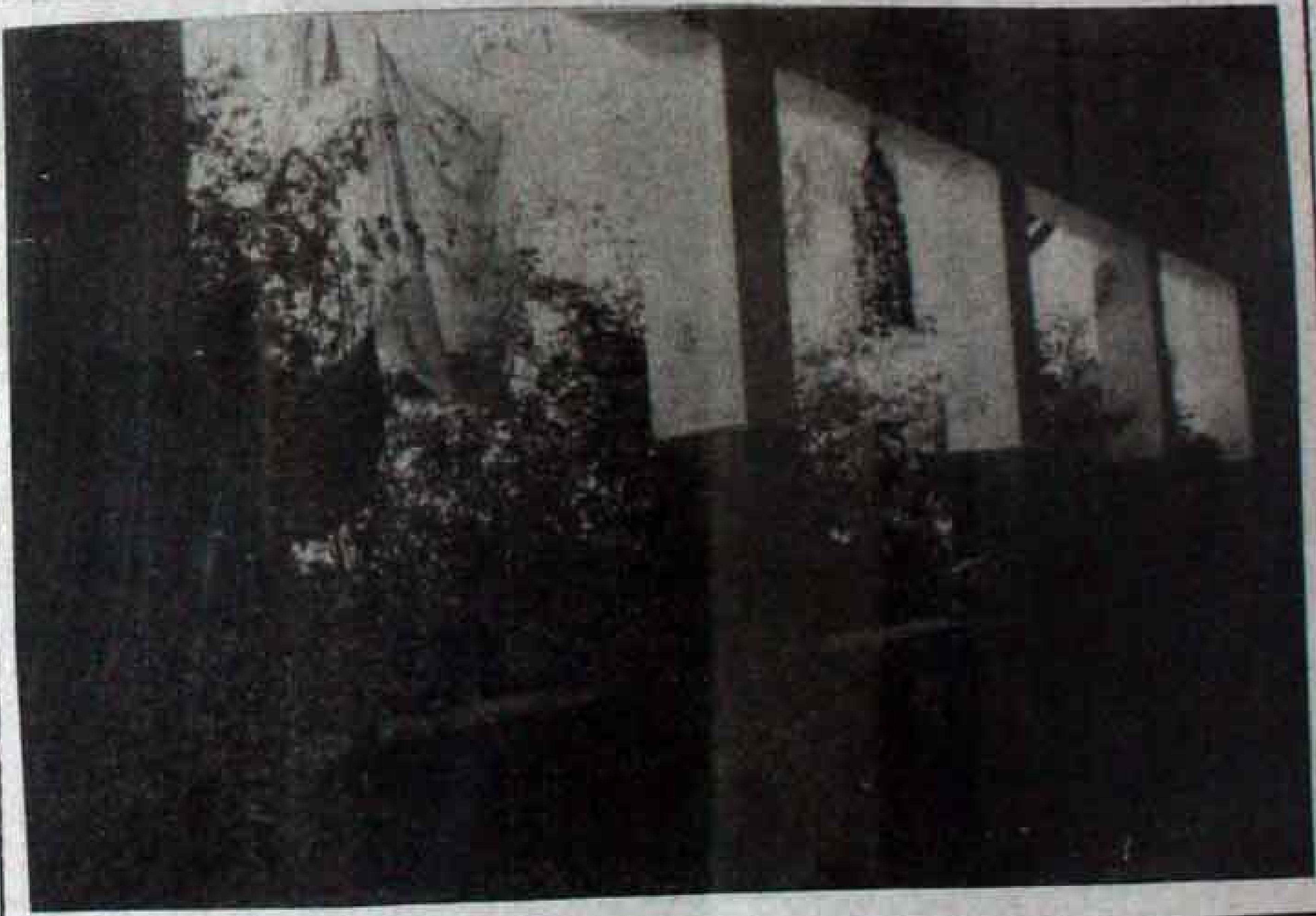

پشاور شہر جو بہت قدیمی بستی ہے ۔ جو اپنے اندر کئی تاریخی داستانیں لیے ہوئے ہے ۔ یہاں کا کوئی محلہ ایسا نہیں جہاں کسی درویش بزرگ کی خانقاہ نہ ہو۔ شہر کے چاروں طرف وسط میں کہیں اولیاء کرام کی زیارتیں ہیں ۔ پشاور سے ایک سڑک اصحاب بابا کی طرف جاتی ہے ۔ اصحاب بابا کا مزار ایک بہت بڑے ٹبہ پر ہے ۔ ایسا کعلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی بہت بڑی بستی تباہ ہوئی ہو گی ۔ اصحاب بابا کے مزار کی لمبائی بائیس گز ہے ۔ چونکہ سرحد میں پردے کی سخت پابندی کی جاتی ہے ۔ لہذا مزار کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ شمالی حصے پر مرد حاضری دیتے ہیں ۔ جبکہ جنوب پاؤں والے حصے میں عورتوں کے لیے پردے کا انتظام کیا ہے ۔ اور وہ وہاں حاضری دیتی ہیں مزار پر چائے لنگر کا اہتمام کیا گیا ہے اور دور دراز سے لوگ یہاں حاضری دیتے ہیں ۔ اصحاب بابا کا نام دور دور تک مشہور ہے

marfat.com

پشاور صدر میں نو گز لمبا مزار

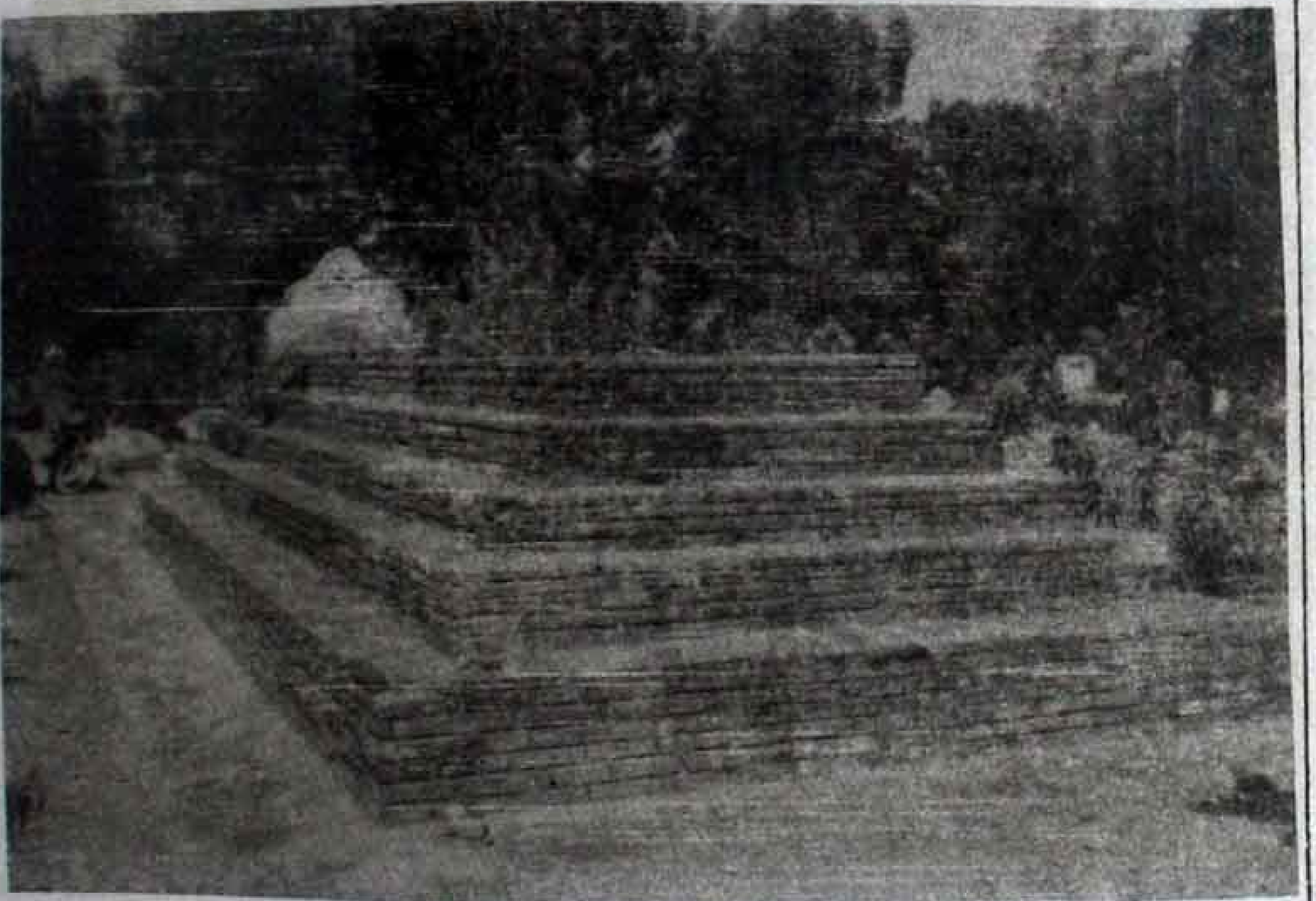

پشاور ایک قدیمی بستی ہے جس کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے درہ خیبر سے گزرنے والے تمام قافلے حملہ آور پشاور میں قیام کرتے پشاور کا کوئی گلی محلہ ایسا نہیں جہاں کسی درویش ولی اللہ کا مزار نہ ہو۔ یہ مزار اسلامیہ کالج کے قریب جنرل پوسٹ آفس کے نزدیک قبرستان میں ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے۔ اور اسے بڑے خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ مزار کافی خوشنما انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اہل کشف اہل نظر یہاں حاضری دیتے ہیں اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ پشاور میں چند 9 گزی قبریں اور بھی موجود ہیں

marfat.com

پشاور چھاؤنی میں نو گز لمبا مزار

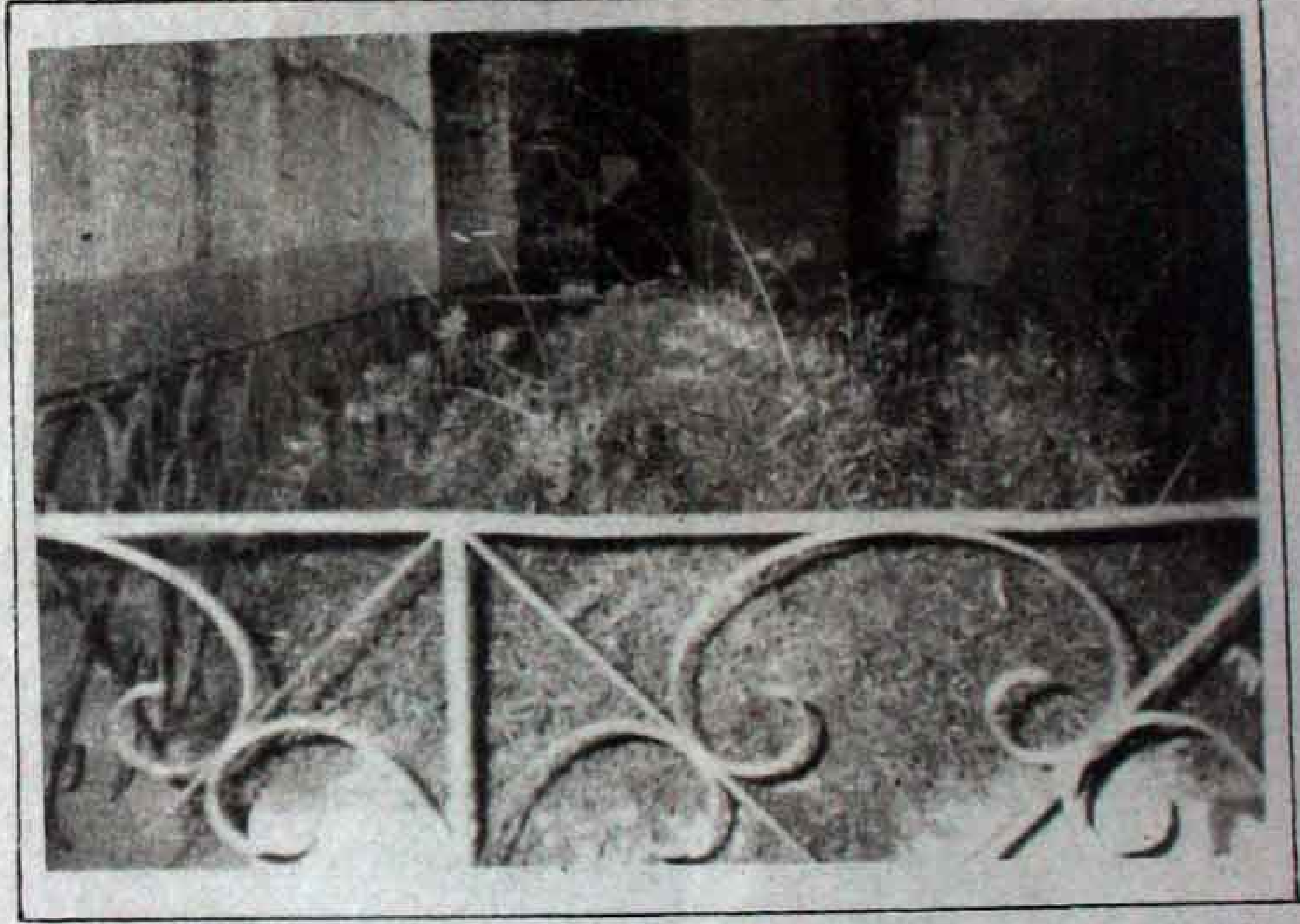

یہ مزار پشاور چھاؤنی میں ٹیلی فون دفتر کے بالکل قریب ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے ۔ جو پختہ تعمیر ہے ۔ انگریز کے دور میں جب یہاں چھاؤنی تعمیر کی گئی تو اس مزار کے قریب جانے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی حافظ شمس الدین گلیانوی ؒ کے قلمی نسخہ میں پشاور میں دو گوز لمبے مزارات کی نشاندہی کی گئی ہے ۔ ان کے نام یہ ہیں انوار الشمس کے صفحہ 325 نمبر شمار 373 کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک سمدا روس ہے ۔ اور دوسرے صفحہ 332 کے مطابق صاحب مزار کا نام تفسج ہے ۔ جو خلیفہ اور غازی ہو گذرے ہیں ۔ پشاور اس لیے بھی تاریخی ہے ۔ افغانستان اور درہ خیبر سے آنے والے حملہ آور شاہی قافلے درویش ولی اللہ پشاور میں قیام کیا ۔ جس کے میدانوں میں حق و باطل کے کئی معرکے ہوئے ۔ جو تاریخ کا ایک حصہ بن چکے ہیں ۔

marfat.com

باجوڑ

صوبہ سرحد کے شمال مغرب کی طرف واقع 38 مربع کلو میٹر پر محیط باجوڑ ایجنسی سرسبز و شاداب ہے اور یہاں ایسے پتھر یلے پہاڑ بھی ہیں جن پر سبزہ نام کو نہیں۔ مغرب اور شمال کی طرف افغانستان کی سرحد لگتی ہے۔ صرف 10، 12 میل کے فاصلے پر سرحد ہے۔ اور لوگ کسی رکاوٹ کے بغیر ٹیوٹا ویگنوں میں آتے جاتے ہیں۔ یہاں کئی قبائل ایسے ہیں جو سرحد کے دونوں حصوں میں آباد ہیں۔ 3 ہزار فٹ کی بلندی پر واقع اس آزاد علاقے کے بیشتر لوگ ترکانی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ یوسف زئی قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ یہاں 3 ہزار خاندان ڈیڑھ لاکھ ایکڑ اراضی کاشت کرتے ہیں۔ جو مجموعی رقبہ کا 21 فیصد ہے۔ 75 فیصد کاشتکار 6 ایکڑ سے کم اراضی کاشت کرتے ہیں۔ عام طور پر گندم، جو، چاول، مختلف دالیں، سبزیاں اور پھل کاشت کئے جاتے ہیں۔ 7، 8 سال پہلے یہاں پوست کی فصلیں کاشتکاروں کی آمدنی کا سب سے واحد ذریعہ تھیں۔ پھر 1989ء میں امریکی حکومت اور پاکستان کے درمیان ایک معاہدے کی رو سے باجوڑ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا۔ جس کے تحت امریکہ نے ایک کروڑ 20 لاکھ ڈالر کی امداد دی۔ اس منصوبے کا بنیادی مقصد علاقے میں نئی سڑکیں بنا کر بجلی فراہم کر کے اور زرعی معاونت کے ذریعے مقامی قبائلیوں کو پوست کی بجائے دوسری نقد آور فصلیں کاشت کرنے کی طرف راغب کرنا تھا۔ جب منصوبہ شروع کیا گیا تو 6 ہزار ایکڑ پر پوست کاشت کی جارہی تھی۔ اب یہ رقبہ صرف ایک ہزار ایکڑ رہ گیا ہے۔ یہاں 506 گاؤں میں سے 210 میں بجلی فراہم کی گئی ہے۔ ہر صارف سے 50 روپے ماہانہ بل کا فلیٹ ریٹ لیا جاتا ہے۔ چاہے وہ جتنی بجلی استعمال کرے۔ اس وقت باجوڑ ایجنسی میں 500 سے زائد سکولوں اور کالجوں میں 37 ہزار طالب علم پڑھ رہے ہیں۔ باجوڑ میں اس پراجیکٹ کا ایک اہم کام 20 کلو میٹر ہی بارنگ ویلی روڈ ہے جو ایک بہت بڑے پہاڑ کو دامن سے چوٹی تک کاٹتی ہوئی 5 ہزار فٹ کی بلندی تک چلی گئی ہے۔ یہ سڑک ابھی ناپختہ ہے۔ اور صرف ارتھ ورک مکمل ہوا ہے۔ لیکن یہ انسانی عزم اور انجینئرنگ کے کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس پہاڑ کی تسخیر کے بعد یہ علاقہ پہلی بار دوسری دنیا والوں پر کھلا ہے اور بجلی پہنچنے کے بعد یہاں کی تاریک راتیں اولیں مرتبہ منور ہوئی ہیں۔ چوٹی پر کھڑے ہوئے نیچے دیکھیں تو بل کھاتی ہی سڑک پنسل جتنی باریک نظر آتی ہے۔ موجودہ تبدیلی سے پہلے اکثر لوگ چھوٹے چھوٹے قطعات پر صرف پوست کاشت کرتے تھے۔ کیونکہ یہی ان کے لئے فائدہ مند تھی۔ ایک ایکڑ سے 8 کلو گرام افیون کاشت کی جاسکتی ہے۔ مقامی دکانداروں سے سارا سال ادھار کا سلسلہ چلتا تھا۔ جب فصل تیار ہو جاتی تو وہ پوست اور افیون بیچ کر حساب چکاتے تھے۔ پوست کی ایک خوبی یہ ہے کہ اسے پانی درکار نہیں ہوتا۔ کھاد کی ضرورت نہیں پڑتی اور کیڑے مکوڑوں سے فصل کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ خاص آب و ہوا بھی اس کا کوئی مسئلہ نہیں پھر اسے لے جانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب حکومت کے لوگ یہاں پہنچے اور انہوں نے متبادل فصلیں اور سبزیاں کاشت کرنے کو کہا تو مقامی لوگوں نے کلاشنکوفیں تان لیں۔ لیکن پھر بجلی، سڑکیں، پانی، سکول اور ہسپتال نے انہیں دوبارہ سوچنے پر مجبور کر دیا۔

marfat.com

اب یہاں گندم اور چاول کی بڑی فصلوں کے علاوہ درمیانی عرصے میں ٹماٹر، مرچیں، پیاز وغیرہ کاشت کئے جاتے ہیں اور اس میں انہیں فائدہ ہے۔ پوست کی فصل کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ اس کے پکنے کے لئے 9 ماہ کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ سبزیاں وغیرہ آف سیزن میں بھی کاشت کی جاسکتی ہیں۔ سڑکیں اور راستے بننے کی وجہ سے ان کی مارکیٹنگ بھی کوئی مسئلہ نہیں رہی۔ 6، 7 برس قبل یہاں چاروں طرف پوست کے کھیت نظر آتے تھے۔ اور فضا میں اس کی اتنی خوشبو رچی بسی تھی کہ گاڑی چلاتے ہوئے نشہ سا طاری ہونے لگتا لیکن اب یہاں پیاز ٹماٹر اور مرچیں دکھائی دیتی ہیں۔ بڑی فصلیں اس کے علاوہ ہیں۔ کاشت کاروں کے لے مرچوں کا بیج خاص طور پر کوریا سے منگوایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کاشت کاروں نے موسم اور قدرت کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھارہے ہیں۔ سکولوں، ہسپتالوں اور روزگار کی اگر یہی کیفیت رہی تو شاید چند برسوں میں بڑے شہروں میں قبائلی علاقوں کے وہ بے شمار غریب لڑکے نظر نہ آئیں جو اس وقت بوٹ پالش اور ہوٹلوں پر کام کر کے غریب والدین کو رقم بھیجتے ہیں۔

درۂ خیبر کا منظر

marfat.com

باجوڑ

****

باجوڑ ایجنسی کی پی اب کافی حد تک زندگی کی جدید سہولات سے آشنا ہو چکی ہے۔ پکی سڑکوں کے ساتھ ساتھ اب بڑی تیزی سے بجلی کو بھی دور دراز اور مشکل پہاڑی علاقوں میں پہنچانے کا کام جاری ہے پوست کی فصل جو چند سال پہلے اس علاقے کی معاشیات میں مرکزی کردار ادا کرتی تھی اب مشکل سے ہی کہیں دکھائی دیتی ہے پوست کے سرخ پھولوں کی بجائے اب گندم اور مکئی کی ہریالی جگہ جگہ نظر آنے لگی ہے۔

اپنی تہذیب اور تاریخ کے اعتبار سے دریائے پنجگوڑا اور افغانی سرحد کے درمیان میلوں پھیلا یہ علاقہ انتہائی پر اسرار ہے افغانوں، مغلوں، سکھوں اور پھر انگریزوں کی عملداری اس علاقے میں ہونے کے باوجود آج تک یہ سرزمین اپنی الگ شناخت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ تہذیب و تمدن کے ہزاروں برس قدیم نمونے آج بھی یہاں اپنی حقیقی اور ان چھوئی حالت میں نظر آتے ہیں خاص طور پر گندھارا اور بدھ تہذیب کے لاتعداد نشان آج بھی یہاں دکھائی دیتے ہیں قدیم آریائی اور بدھ تہذیب کے مختلف آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی وقت یہ علاقہ خاص طور پر بدھ تہذیب کا نہایت اہم مسکن رہا ہے وقتاً فوقتاً اس علاقے سے دستیاب ہونے والی بدھ کی مورتیوں سے پتہ چلتا ہے کہ سوات کے علاوہ یہ علاقہ بدھ مت کے ماننے والوں کا مشہور تہذیبی مرکز تھا۔

علاقہ غیر میں جہاں دوسری کئی تہذیبوں کے بڑے گہرے آثار موجود ہیں وہاں اس میں قدیم اسلامی معاشرت بھی اپنی جگہ نہایت اہم ہے یہاں کے لوگ نسلی طور پر آریائی ہیں لیکن اسلامی مزاج ان کی روزمرہ زندگی کا اہم نمونہ ہے باوجود اس کے کہ یہاں چند ایک قدیم قبیح رسومات آج بھی موجود ہیں لیکن پھر بھی اسلامی تہذیب کا رنگ نمایاں ہے۔

سینکڑوں فٹ اونچی مٹی اور پہاڑوں کی دیواریں ہزاروں برس پرانی آبی گزرگاہیں جن کی تہہ میں کہیں کہیں پانی چمکتا ہے جن جگہوں پر زیر زمین چشمے پھوٹتے ہیں وہاں درختوں آبادی اور ہریالی کی بہتات ہے۔ جبکہ باقی اکثر علاقے خشک اور بنجر ہیں جہاں پہاڑوں پر کہیں کہیں خاردار جھاڑیاں اور چھوٹے نوکیلے پتوں والے درخت اگتے ہیں۔ علاقے کی مناسبت سے جانوروں کے قد چھوٹے ہیں اکثر اوقات سینکڑوں فٹ اونچی خطرناک پہاڑی ڈھلوانوں پر بکریاں چرتی نظر آتی ہیں یہاں کے لوگوں کا زیادہ تر ذریعہ معاش کھیتی باڑی ہے۔ عورتیں سخت جفاکش جبکہ مرد زیادہ وقت گپیں ہانکنے، فارغ بیٹھنے یا پھر بھیڑ بکریاں چرانے میں گزارتے ہیں

marfat.com

علاقہ غیر جہاں پوست کاشت ہوتی تھی

صوبہ سرحد کے دارالحکومت پشاور کے بالائی شمالی حصے کا سفر شروع کریں تو دریائے کابل کو عبور کرتے ہی زمین کا منظر یوں تبدیل ہونے لگتا ہے جیسے کسی مصور نے کینوس کی پرانی تصویر پر سفید رنگ کا برش پھیر کر نئے سرے سے رنگ بکھیر دیئے ہوں۔ ضلع پشاور کی حدود کے اختتام پر ایک عام سے چیک پوسٹ پر ملیشیا کی وردی میں ملبوس لیوی کے چند سپاہیوں کی موجودگی میں کسی انتباہی بورڈ کے بغیر علاقہ غیر شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سرخ اور مٹیالے رنگ کے پہاڑوں کا لامحدود سلسلہ آپ کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ یہ پہاڑ اتنے اونچے نہیں کہ انہیں سر بفلک کہا جائے چوٹی پر مسجد بھی صاف نظر آتی ہے۔ اور اگر کوئی دکان ہو تو مشروبات کا نام بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ پہاڑی سلسلہ اتنا طویل ہے کہ تھوڑی دیر سفر کرنے کے بعد آپ اس علاقے کے نشیب و فراز میں یوں کھو جاتے ہیں کہ جیسے اس غیر آباد علاقے پر چھائی ہوئی صدیوں کی خاموشی نے آپ پر بھی سکوت طاری کر دیا ہو۔

قبائلی علاقہ ..... جسے عرف عام میں علاقہ غیر کہتے ہیں۔ جہاں پاکستان کی مملکت میں شامل ہونے کے باوجود پاکستان کا قانون لاگو نہیں ہوتا، 16 ایجنسیوں میں منقسم ہے۔ درمیانے درجے کے سنگلاخ پہاڑوں چٹیل میدانوں اور ہری بھری وادیوں پر مشتمل یہ علاقہ تاریخ کے اوراق میں اتنا زیادہ اجاگر نہیں ہوا جہاں لڑی جانے والی جنگوں نے اقوام کی قسمت کا فیصلہ کیا ہو۔ اس کا سبب شاید یہ ہے کہ پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ صدیوں سے گھر کی چار دیواری کی طرح اس کے مکینوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ بیرونی حملہ آوروں کو کبھی یہ جرات نہیں ہوئی کہ وہ قدرت کی ان اونچی دیواروں کو عبور کر سکیں۔ البتہ جو لوگ اس علاقے کی تاریخ سے واقف ہیں انہیں سفر کے دوران کابل اور قندھار کے برفیلے علاقوں سے آنے والے مغل حملہ آوروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز شاید آج بھی سنائی دیتی ہو۔ برصغیر اور افغانستان میں تعلقات کا یہ نیا دور بھی علاقہ کے لوگوں کا مزاج نہ بدل سکا۔ جو کسی صورت غیروں کی حکمرانی قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ انگریز حکمرانوں کا ایڈمنسٹریٹر سسٹم بھی انہیں کنٹرول کرنے میں ناکام رہا اور 1947ء کی آزادی کے بعد یہ قبائلی علاقے صرف اس شرط پر پاکستان کے ساتھ شامل ہوگئے کہ وہ داخلی طور پر مکمل آزاد ہوں گے اور پاکستان کے قوانین ان پر لاگو نہیں ہوں گے۔ چنانچہ آج وفاقی حکومت کی معاونت سے 8 سے زائد مختلف انتظامی اداروں کے ذریعے ان علاقوں کا نظام چلایا جارہا ہے۔ وفاقی حکومت کی نمائندگی اس کا مقرر کردہ پولیٹیکل ایجنٹ کرتا ہے۔ ارباب ملک خان نواب اور گدی نشین اس کے علاوہ قبائلی معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں۔

برسہا برس سے تاریخ کے اوراق میں خاموشی سے ملفوف یہ علاقہ جو مفرور مجرموں کی پناہ گاہ، مسروقہ گاڑیوں کی منڈی، زنا کے لئے سنگسار جیسی سزاؤں، غربت اور امارت کی انتہا اور دوسرے افسانوی قصوں کے لئے مشہور تھا اچانک ان وادیوں کا گہرا سکوت ایک چھناکے سے ٹوٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ قبائلی علاقہ دنیا بھر کے اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور رسائل و جرائد میں سنسنی خیز خبروں کا موضوع بن گیا۔ امریکہ کے مصنوعی سیاروں کے حساس ترین کیمروں اور مجسم جو رپورٹروں نے ان وادیوں کے تمام راز طشت از بام کر دیئے۔ یہ وہ دور تھا جب روسی افواج نے

marfat.com

افغانستان پر حملہ کر دیا تھا۔ افغان مہاجرین کا ایک ریلا پاکستان امڈ آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی افغان منشیات فروش اور سمگلر بھی آزاد قبائل میں منتقل ہو گئے۔ اور پاکستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں تباہی کا ایک ایسا سامان فراہم ہونے لگا جس نے گھروں کے گھر اجاڑ کر رکھ دیئے۔ منشیات کی ایک عالمگیر جنگ چھڑ گئی جو سرحدوں سے نا آشنا تھی۔

امریکہ میں چونکہ 70 فیصد منشیات میکسیکو سے سمگل ہوتی ہیں لیکن ان کے مصنوعی سیاروں اور ماہرین کی رپورٹوں نے کے قبائلی علاقوں کے بارے ہیں بھی ریڈ الرٹ کر دیا۔ افغانستان اور قبائلی علاقوں میں پوست کی کاشت اور پھر ہیروئن کی تیاری کے بعد منشیات پاکستان کے راستے یورپ اور امریکہ میں سمگل ہونے لگیں۔ امریکی رپورٹوں کے مطابق پاکستان اس وقت منشیات پیدا کرنے والا چوتھا بڑا ملک تھا۔ 10 سال قبل کے اعداد و شمار کے مطابق امریکہ میں نشہ کی وجہ سے ہر سال 20 ہزار افراد مرتے تھے اور 67 ارب ڈالر یعنی تقریباً 20 کھرب ڈالر کا نقصان ہوتا تھا۔ اس وقت امریکی ایجنسیوں نے یہ اندازہ بھی لگایا تھا کہ آزاد قبائلی علاقوں میں تقریباً 1000 ہیکٹر ٹن سالانہ پوست کاشت ہوتی ہے۔ جس کی بعد میں ہیروئن بنالی جاتی ہے۔ امریکہ نے اقوام متحدہ کے ایک کنونشن کی رو سے کہ تمام ممالک متحد ہو کر منشیات کے خلاف جدوجہد کریں گے پاکستان کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ وہ قبائلی علاقوں میں پوست کی کاشت ختم کرنے کے لئے ہر طرح کی امداد دے گا۔ چنانچہ ضیاء الحق کے دور میں گدون امازئی کے علاقے میں افیون کی کاشت ختم کر کے لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے صنعتیں قائم کی گئیں جس کے لئے امریکہ نے بھاری امداد دی۔ یہ اس علاقے کو افیون سے آزاد کرانے کے لئے امریکی معاونت کی ابتدا تھی۔ جس کے بعد اس کا امدادی پیکیج جو کہ کروڑوں روپے کی امداد پر محیط تھا۔ آنے والے برسوں میں پھیلتا چلا گیا۔ بنیادی مقصد یہ تھا کہ قبائلی علاقے کے لوگوں کو پوست کی کاشت کی بجائے متبادل فصلوں کی طرف راغب کیا جائے۔ پوست کاشت نہیں ہوگی تو ہیروئن نہیں بنے گی۔ ہیروئن مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہوگی تو نشہ کرنے والوں کی تعداد نہیں بڑھے گی اور بیرون ملک سمگل نہیں ہوگی۔

marfat.com

مقدس پنجہ

درہ خیبر کے بلند و بالا پہاڑ پر علی مسجد کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر پتھر پہ ایک پنجہ کا نشان نظر آتا ہے۔ جس پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں اور پنجہ نمایاں نظر آتا ہے۔ مقامی روایات کے مطابق یہ پنجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ اس پتھر میں یہ خوبی دیکھنے میں آئی ہے کہ یہ پتھر 25 فیصد پہاڑ کے اندر نصب ہے اور اس پتھر کا 75 فیصد حصہ پہاڑ کے باہر ہے۔ لیکن یہ پتھر اپنی جگہ قائم و دائم ہے۔ عموماً جو پتھر یا چٹان جس کے تین حصے پہاڑ سے باہر ہوں وہ لڑھک جاتا ہے۔ لیکن یہ پتھر جس کا زیادہ حصہ پہاڑ سے باہر ہے اور چوٹی پر ہے ابھی تک اپنی جگہ پر قائم ہے۔ یہ پہاڑ پرانی گزرگاہ کے جنوب کی طرف ہے۔ اس مقدس پنجہ کو دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ کے سلسلہ میں بیشتر انبیاء کرام اور اولیاء کرام درہ خیبر کے راستے ہی اس علاقے میں داخل ہوئے جن کی نشانیاں اس علاقے میں [illegible]

marfat.com

قلعہ بالاحصار کے جانب مغرب حضرت سید سبز پیر شاہ بخاریؒ کا مزار

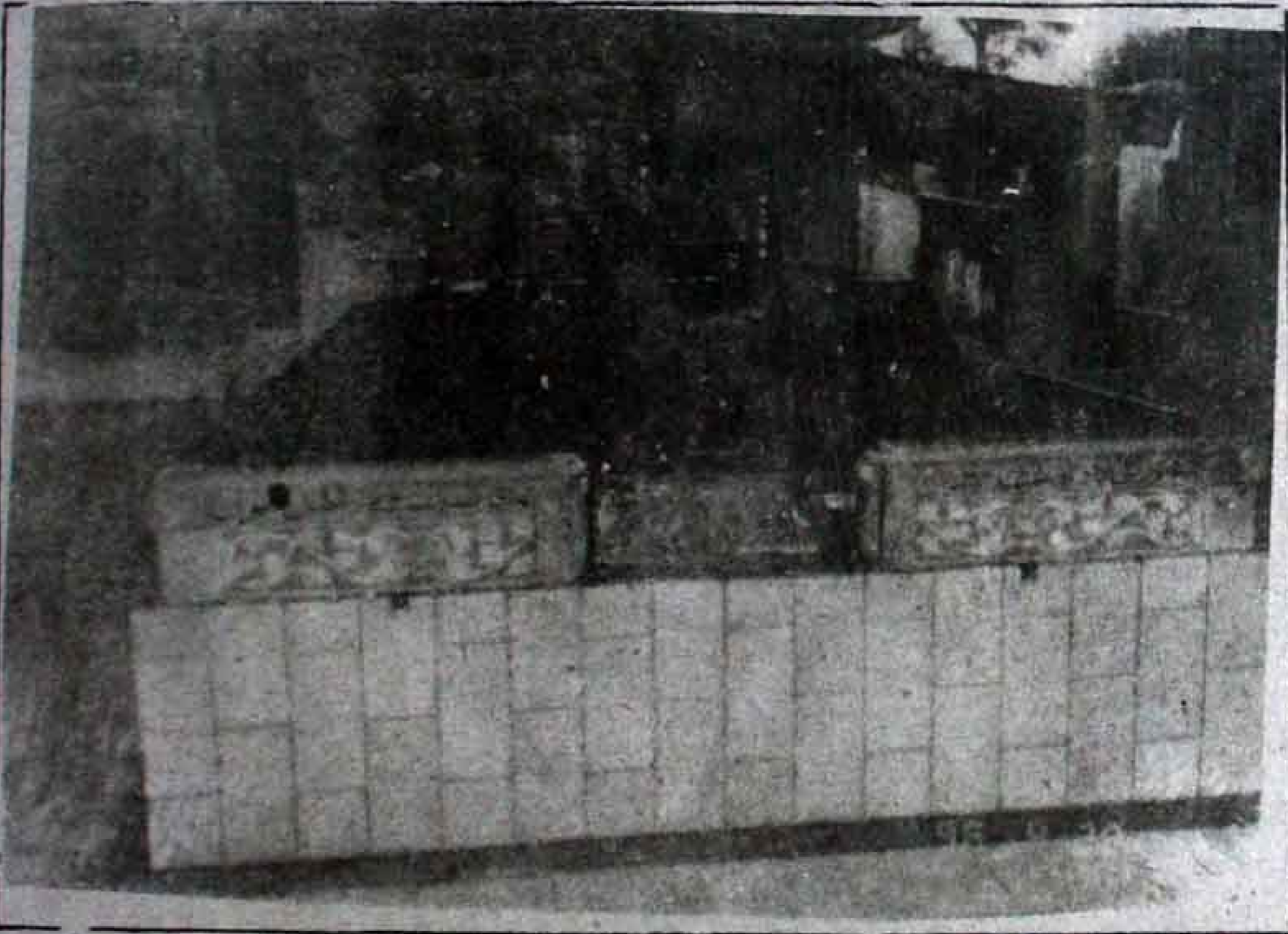

پشاور کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ پشاور میں سب سے قدیمی بالا حصار ہے۔ جو پشاور کی جانب شمال واقع ہے اور قلعہ کی دیوار کے ساتھ بہت بڑے درخت کے نیچے حضرت سید سبز شاہ بخاریؒ کا مزار ہے۔ مزار قیمتی سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ جہاں مخلوق خدا دن رات حاضری دیتی ہے۔ مزار کے مجاور کے مطابق حضرت سید سبز پیر شاہ بخاریؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہجویریؒ سلطان ہند کے رشتہ دار بتائے جاتے ہیں۔ قدیمی جی ٹی روڈ آپ کے مزار سے گزرتی ہے۔ جو کابل اور درہ خیبر کی طرف جانکلتی ہے۔ قدیم دور میں جب قلعے تعمیر ہوتے تھے تو خیر و برکت فتح یابی کے لئے قلعہ کے چاروں جانب کسی بزرگ ولی اللہ کا روضہ تعمیر کر دیا جاتا تاکہ فوج حملہ آوروں کی زد سے محفوظ رہ سکے۔ آپ کے مزار پر مخلوق خدا دن رات حاضری دیتی رہتی ہے۔ برصغیر میں رشد و ہدایت کی نورانی شمعیں افغانستان سے آنے والے اولیاء کرام نے روشن کیں۔ آپ کے مزار کی جانب شمال مزار حضرت خواجہ شاہ عبدالشکور ملنگ باباؒ کا مزار ہے۔ مزار پر سنگ مرمر پر یہ عبادت درج ہے "مزار پر انوار حضرت خواجہ شاہ عبدالشکور ملنگ بابا چشتی نظامی سیف اللادب بے نیاز حیات قلندرؒ بروز چہار شنبہ بوقت صبح 9 بجے 4 شوال المکرم 1396ھ" قلعہ بالا حصار میں برصغیر کے حکمران مغل شہنشاہ قیام کرتے۔ اکبر شاہ نے اس قلعہ کو از سر نو تعمیر کروایا۔ انگریزوں کی حکومت کے دوران یہاں فوج کا ہیڈ کوارٹر ہوتا تھا۔ پیر سبز کو بارہ سو سال ہو گزرے ہیں گیارھویں شریف کے علاوہ 25/26 ستمبر کو بڑا عرس ہوتا ہے۔

marfat.com

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مزار پر انوار
حضرت خواجہ شاہ عبدالشکور ملنگ بابا

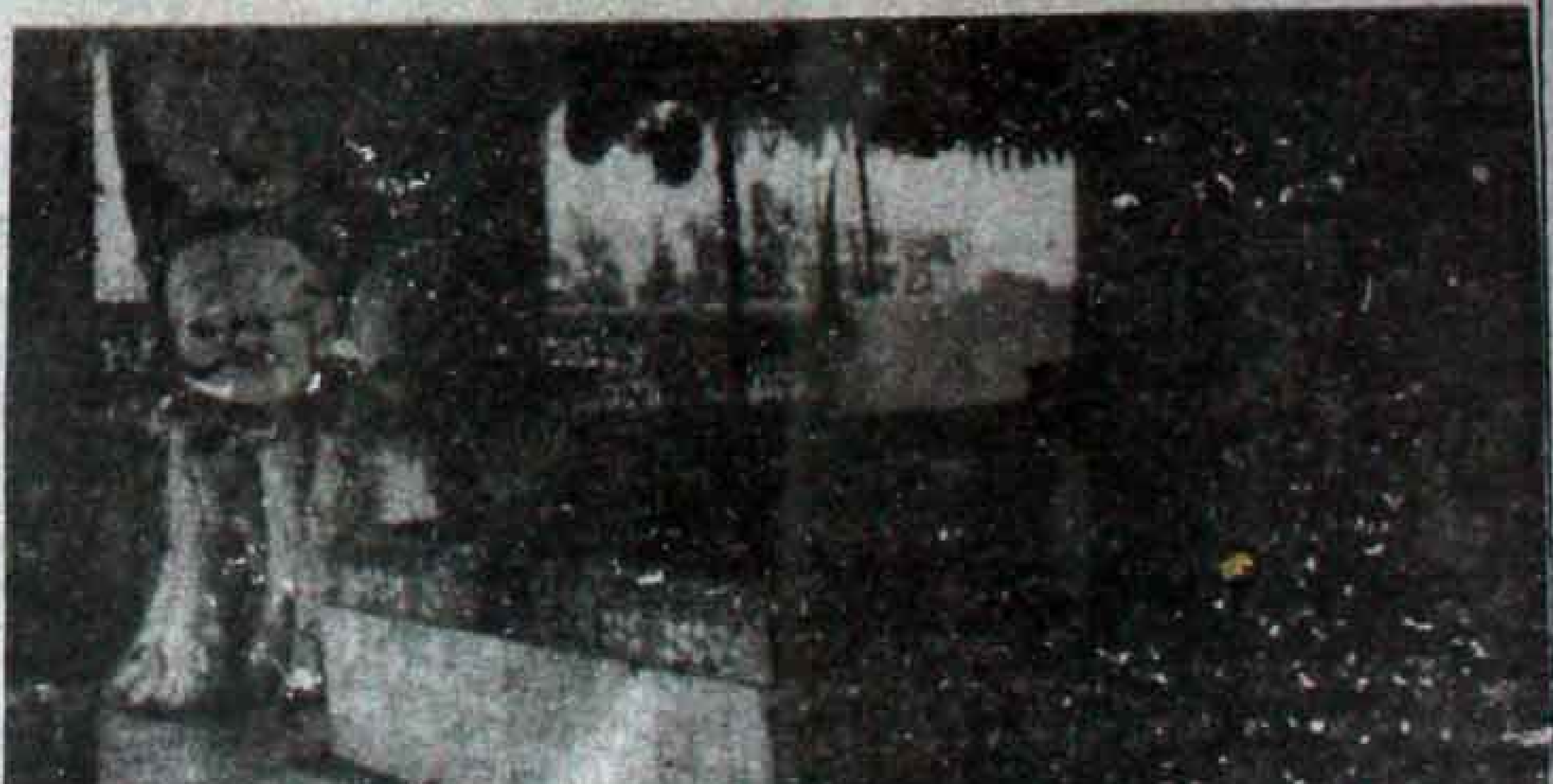

پشاور میں حضرت شادی پیرؒ کا مزار

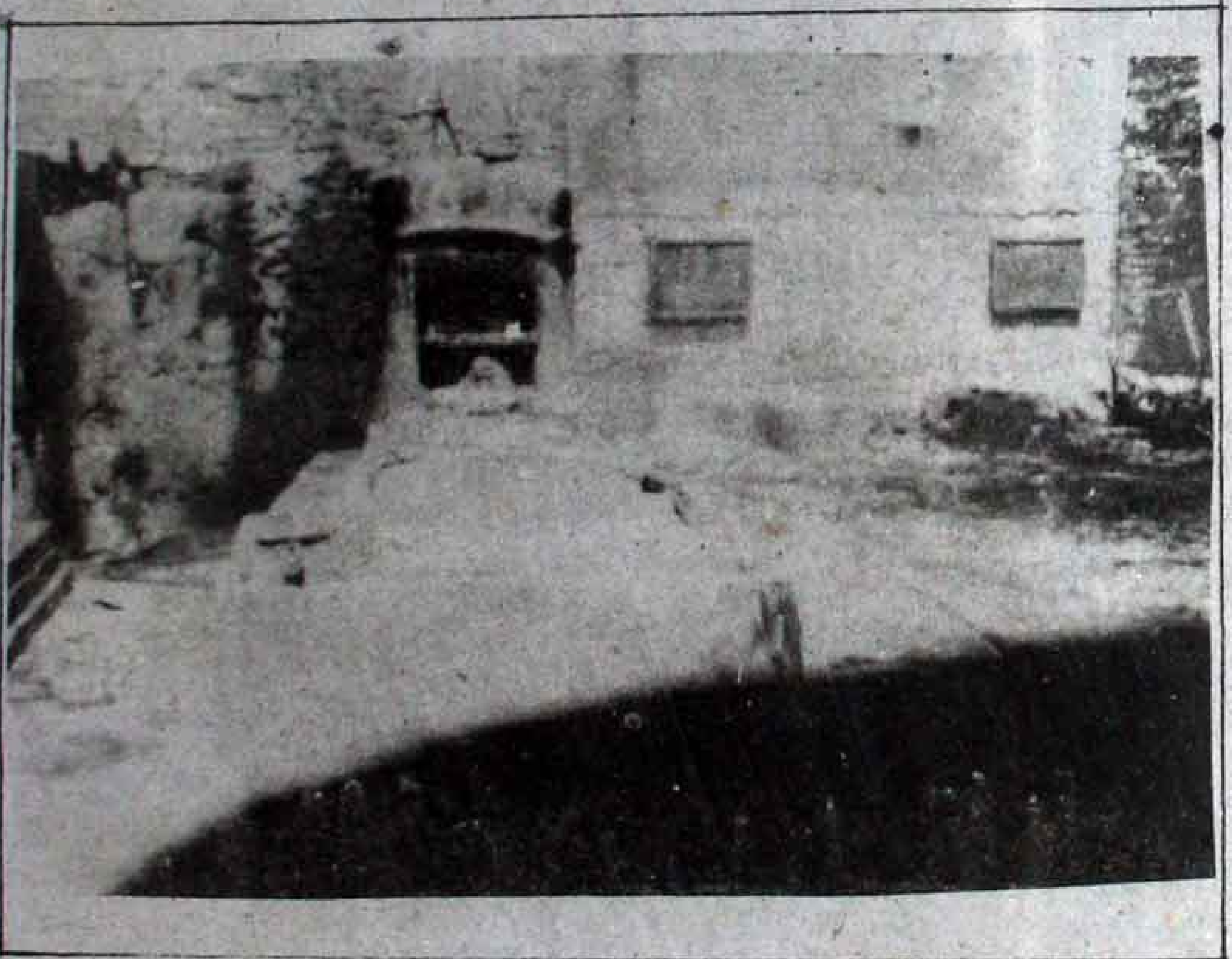

پشاور شہر کے مشہور بازار کریم پورہ اور ہشت نگری بازار کے قریب مشہور چوک شادی پیر ہے ۔ اس چوک میں حضرت شادی پیرؒ کا مزار مبارک ہے ۔ یہ مزار ایک احاطہ میں ہے ۔ گردو نواح اب گنجان آبادی ہو چکی ہے ۔ مزار سے ملحقہ چند اور قبریں بھی ہیں ۔ حضرت شادی پیرؒ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے ۔ مقامی روایات کے مطابق آپ افغانستان سے تبلیغ دین کی خاطر پشاور تشریف لائے تھے لیکن آپ کی آمد اور وصال کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی ۔ آپ صاحب کرامت بزرگ ہو گزرے ہیں ۔ پشاور چونکہ بہت قدیمی شہر ہے یہاں اللہ کی بہت زیادہ برگزیدہ ہستیوں کے مزارات ہیں ۔ جو تبلیغ دین کی خاطر یہاں تشریف لائے ۔ مزار کے قریب ہی محلہ کریم پورہ میں ہندوؤں کی بہت بڑی قدیمی عبادت گاہ ہے ۔ اس کفرستان میں درہ خیبر کے راستہ اللہ کے نیک بندے رشد و ہدایت کے لئے برصغیر پاک و ہند میں داخل ہوئے اور یہیں پر مستقل قیام پذیر ہو کر بھٹکے ہوئے دلوں کو روشن کرتے رہے ۔ پشاور شہر کے تقریباً ہر گلی محلے میں کسی نہ کسی بزرگ کا مزار موجود ہے ۔ سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود اللہ کے نیک بندوں کے فیض جاری ہیں ۔

marfat.com

حضرت جیو صاحب شاہ فضل احمدؒ ..... پشاور

آپ کا مزار پشاور میں ہے ۔ آپ کا آبائی وطن سرہند تھا ۔ جس وقت ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کو زوال ہوا سکھوں نے پنجاب پر قبضہ کر لیا ۔ سرہند میں امام الربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خاندان کے افراد مختلف شہروں کو ہجرت کر گئے ۔ حضرت جیو صاحبؒ 1157ھ میں اپنے قبیلے کے ساتھ سرہند شریف سے ہجرت کر کے پشاور شہر تشریف لے آئے ۔ آپ نے کاکا جمعدار داروغہ گھری میں اقامت اختیار کی ۔ اس محلہ کی مسجد میں صوفیوں اور اولیائے اللہ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہے ۔ اس شہر کے بہت سے علماء و فضلاء جس میں حافظ دراز محمد حسین مولوی محمد عظیمؒ آپ سے فیض یاب ہوئے ۔ حضرت جیو صاحب کی کوششوں سے صوبہ سرحد میں سلسلہ نقشبندیہ پھیلا ، بلکہ افغانستان بخارا بھی آپ کے فیض سے سیراب ہوئے ۔ اس علاقہ کے جید علمائے کرام و سلاطین شاہ مراد غازی سلطان امیر حیدر بمعہ امراء آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ۔ اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیروکار بنے ۔ آپ اپنے وقت میں مجددی خاندان کے بہت بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں ۔ آپ کا مزار پشاور شہر کے چوک ناصر خاں کے قریب ہے ۔ آپ کے مزار پر یہ قطعہ تاریخ درج ہے

قطب برحق امام ہر دو جہاں ۔ غوث یزداں و شیخ راہنما
نام پاکش کہ فضل احمد بود ۔ منجمد بود و زنور خدا
کرد رحلت چوزین دیار فنا ۔ حشر برپا شد بارض و سما
روز ہجرش ہمہ مریداں را ۔ گشت یوم الحساب روز جزا
سال وصلش چو جستم از ہاتف ۔ مظہر پاک 1231ء احمدی گفتا
بندہ ہیچ مداں حضرت عبداللہ ۔ خان کان اشد بہا

marfat.com

آپ کے مشہور خلفاء کے نام حسب ذیل ہیں۔

حضرت شیخ جیو: آپ کا نام شیخ محمد مقصود تھا۔ سیالکوٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے سب سے افضل ترین خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات 19 شعبان 1260ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار بخارا شہر کے باہر ہے۔

حضرت خلیفہ مستقیم: آپ بڑے درویش اور قطب الابدال کا مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ کا وصال 1209ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار بخارا میں قلعہ کے باہر حضرت خواجہ اسحاق بخاری کے قریب ہے۔

حضرت داملا عادل نور: یہ آپ کے خلیفہ خاص تھے۔ آپ کا وصال 1228ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار بخارا میں حضرت اخوند داملا کوزی کے مزار کے ساتھ ہے۔

خلیفہ لال بیگ:

حضرت میاں قاضی اعلیٰ: آپ بھی بہت بڑے درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ حضرت جیو صاحب سے خلافت پائی۔

حضرت میاں احمد معصوم: آپ کا وصال ذیقعد 1215ھ میں ہوا۔

حضرت میر حمد شاہ: آپ کا مزار بھی پشاور میں ہے۔

حضرت میاں وجیہہ احمد نور اللہ: آپ حضرت جیو صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کا وصال 1221ھ میں ہوا۔

حضرت میاں حامد رسا: آپ کا وصال 1224ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار پشاور میں ہے۔

حضرت میاں نور محمدی: یہ بھی آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کا وصال 1224ھ میں ہوا۔ اور آپ کا مزار پشاور میں ہے۔ آپ کی وفات 1224ھ میں ہوئی۔

حضرت میاں احمد بخش:

حضرت میاں رضا احمد نور اللہ: آپ کا وصال 1226ھ میں ہوا اور آپ کا مزار بھی پشاور میں ہی ہے۔

خلیفہ مرزا سلیم نور اللہ: آپ کو مرشد نے جیو کا خطاب دیا۔ اہل بخارا میں سے تھے۔ ان کا وصال 1233ھ میں ہوا۔ اور بخارا ہی میں دفن ہوئے۔

خلیفہ عبدالرحیم خوقندی: قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مرشد نے تمام خلفاء سے زیادہ اہمیت دی ان کی وفات 1232ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار مرغینان جو خوقند کا ایک علاقہ ہے۔

صوفی خواجہ صدیقی برج اللہ: ان کا وصال 1238ھ میں ہوا۔ ان کا مزار بخارا میں ہے۔ ان کے علاوہ داملا نفس بخاری، خلیفہ فاصل بیگ نور اللہ، ملا محمد صالح عطار، اخوند ملا، محمد نواز محمد مفتی بخاری، خلفیہ عبدالرحیم فضلی بخاری، مرزا گل خلمی نور اللہ، ملا حسین پروچی، حاجی ماں داغستانی مشہور خلفاء ہو گزرے ہیں۔ جنھوں نے اپنے اپنے علاقہ میں رشد وہدایت کی شمعیں روشن کیں۔

marfat.com

پشاور شہر کے محلہ گاڑی خانہ کے قریب پیر سدوؒ کا قدیمی مزار

پشاور کی پرانی تحصیل جو ڈھکی کے نام سے مشہور ہے، جس کا پرانا نام گور کھٹری ہے۔ یہ مزار گور کھٹری کے قریب سے گزرنے والی سڑک کے نزدیک ہے۔ صاحب مزار کا نام بھی حضرت سائیں پیر سدوؒ ہے۔ یہ مزار پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے اور مزار کے قریب کئی سو سالہ بیری کا قدیمی درخت بھی ہے۔ اہل محلہ مزار پر عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ اہل محلہ کے مطابق یہ بزرگ تبلیغ کی خاطر اس علاقہ میں تشریف لائے۔ یہاں پر آپ کا وصال ہوا اور اسی جگہ پر آپ کا مزار تعمیر کیا گیا ہے۔ حضرت شادی پیر اور لاہوری گیٹ کے قریب پیر سبزؒ کے مزار سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ جیسا کہ میں پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ پشاور ایک قدیم ترین بستی ہے۔ شہر بھر کے گلی کوچوں میں اللہ کے نیک بندوں کے مزار ہیں۔ بیشتر مزار دیواروں کے ساتھ ملحقہ ہیں۔ جہاں اہل محلہ جمعرات کو اگربتیاں اور موم بتیاں جلاتے ہیں۔

marfat.com

پشاور کے لاہوری گیٹ کے قریب پیر سبزؒ کا مزار

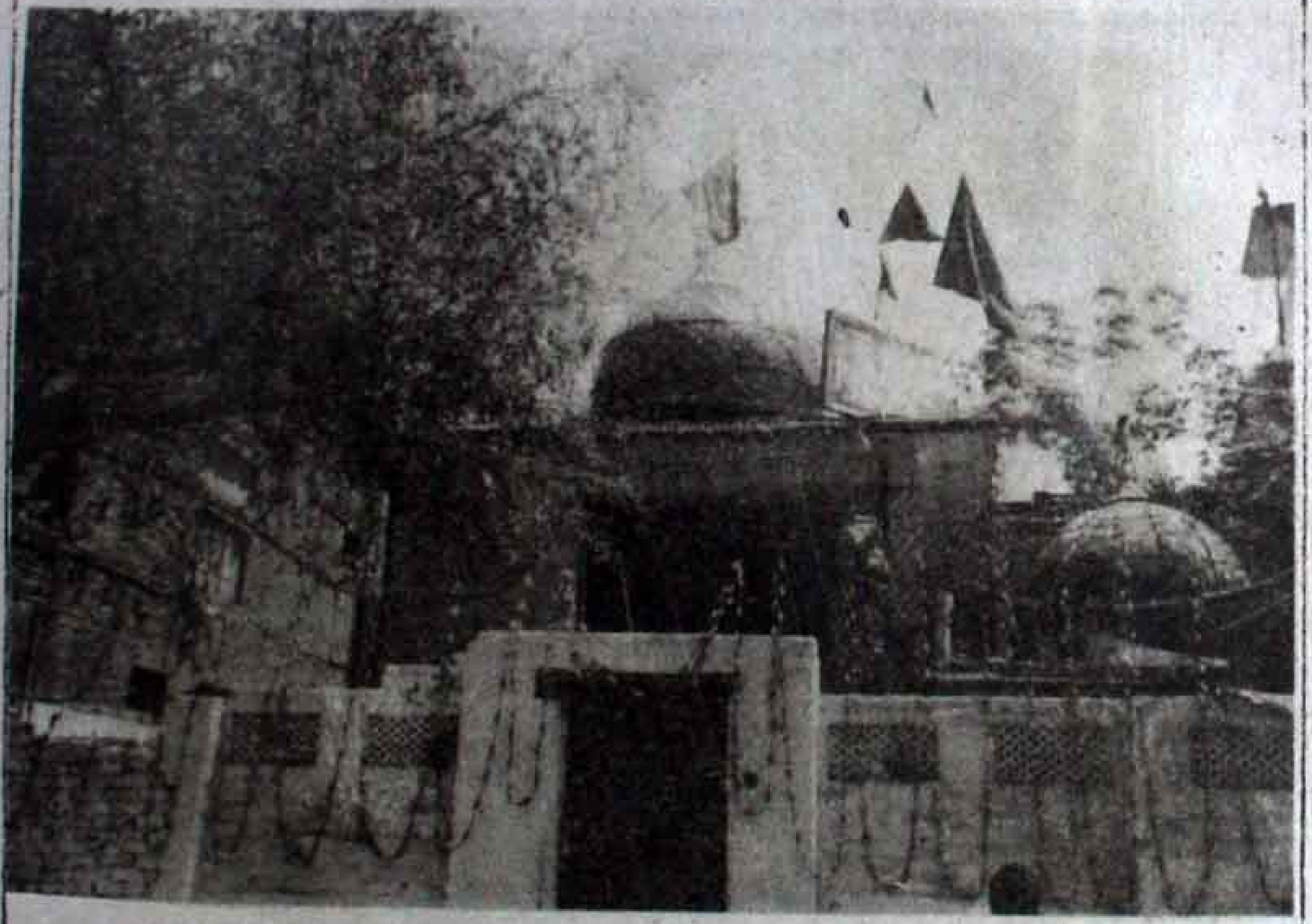

پشاور کے پرانے شہر کے چاروں طرف کئی دروزے ہیں ۔ ان میں ایک دروازے کا نام لاہوری گیٹ ہے ۔ اس دروازے کا رخ لاہور کی طرف ہے ۔ جس کی وجہ سے اس کا نام لاہوری گیٹ ہے ۔ قیام پاکستان سے قبل قبائلیوں کی لوٹ مار کے خوف کی وجہ سے یہ دروازے رات کے وقت بند کر دیئے جاتے تھے ۔ ان دروازوں کے دونوں جانب پہرہ دار ہوا کرتے تھے ۔ یہ دروازے بڑے بڑے سائز کے ہوتے تھے جو لکڑے تیار کئے جاتے تھے ۔ لاہوری دروازے کے اندر ایک سڑک پیر سبزؒ کی طرف جاتی ہے ۔ یہ مزار بھی شاندار انداز میں پختہ تعمیر کیا گیا ہے ۔ گنبد بھی ہے اور زائرین کے بیٹھنے کے لئے چھوٹا سا کمرہ بھی ہے ۔ پیر سبزؒ تاریخ آمد اور تاریخ وصال کے بارے میں تاریخ خاموش ہے ۔ اہل محلہ کے مطابق نسل در نسل جو باتیں ان تک پہنچی ہیں ان کے مطابق پیر سبزؒ بہت بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں ۔ کئی صدیاں گزرنے کے باوجود آپ کے مزار سے فیوض و برکات کے چشمے جاری ہیں دن رات زائرین یہاں حاضری دیتے ہیں اور دینی و دنیاوی مرادیں پاتے ہیں ۔ مزار کے اندرونی حصے میں سنگ مرمر کی تختیاں استعمال کی گئی ہیں ۔

==

marfat.com

محلہ حسینیہ پشاور میں قدیمی مزار

لاہوری گیٹ سے ایک سڑک شادی پیر کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک سے ایک چھوٹی سی گلی حسینیہ محلہ کی طرف جاتی ہے۔ اس گلی کے جانب جنوب بیری کے درخت کے نیچے چار دیواری کے اندر کسی درویش کا قدیمی مزار ہے۔ اہل محلہ عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں۔ ان کے مطابق صاحب مزار تبلیغ کی خاطر اس علاقہ میں تشریف لائے یہاں پر آپ کا وصال ہوگیا۔ واضح رہے کہ آپ کے مزار سے تھوڑے فاصلے پر حضرت شادی پیر کا مزار بھی ہے۔ حسینیہ محلہ پشاور کی قدیم ترین بستی ہے۔ جس کے مغرب کی طرف ہشت نگری بازار ہے۔ اس محلہ میں کئی قدیمی مزار ہیں۔ پرانی طرز کے مکان جو چھوٹی اینٹ سے تعمیر کردہ ہیں، اس محلہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

marfat.com

پشاور کی تاریخی قدیمی مسجد مہابت خان

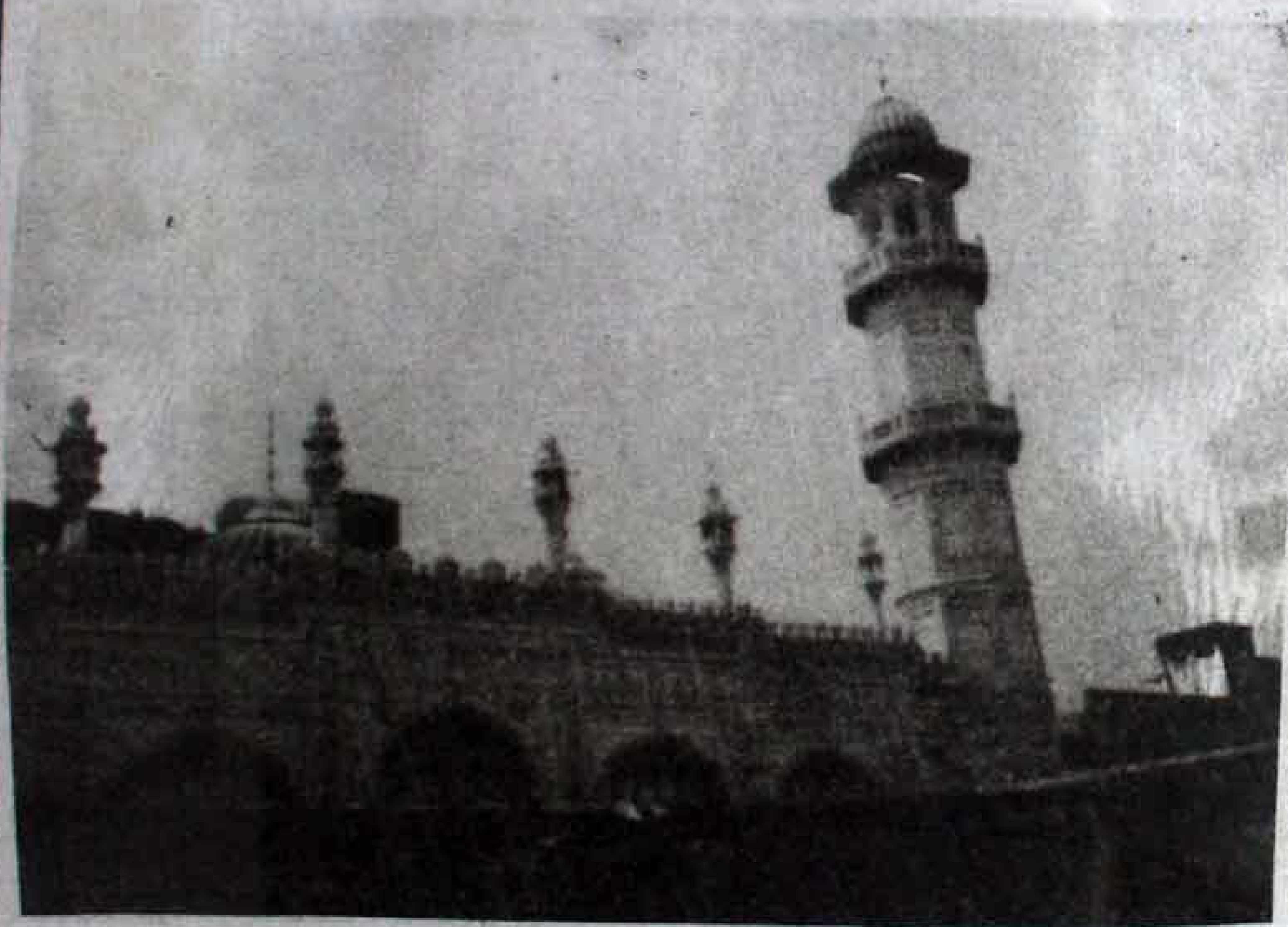

پشاور کی تاریخی قدیمی یہ مسجد مہابت خان بازار صرافاں کے قریب ہے۔ یہ مسجد مغل سپہ سالار مہابت خان نے تعمیر کروائی تھی اور اسی کے نام سے مسجد مہابت خان مشہور ہے۔ یہ مسجد مغلیہ فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ پیش کر رہی ہے۔ مسجد کا گنبد اور مینار سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مسجد کی دیواریں کافی چوڑی ہیں۔ مسجد کے تین دروازے ہیں۔ صحن میں ایک پانی ایک حوض ہے. جہاں نمازی وضو کرتے ہیں۔ مسجد کے تین طرف برآمدے ہیں۔ اس مسجد میں پشاور کے جید علماء کرام عالم فاضل امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ مسجد دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ دیواروں سے پلستر اکھڑ رہا ہے۔ نقش و نگار بھی مدہم پڑ گئے ہیں۔ حکومت کو اس مسجد کی مرمت پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ مغلیہ دور کی یہ نشانی ہمارا قیمتی ورثہ ہے۔

marfat.com

پشاور صدر کی سنہری مسجد

یہ سنہری مسجد پشاور کے علاقہ صدر میں ہے۔ مشہور سڑک جو یونیورسٹی ٹاؤن اور درہ خیبر کی طرف جاتی ہے، کے کنارے پر ہے۔ مسجد بہت خوبصورت اور شاندار انداز میں تعمیر کی گئی ہے۔ سرحد کے لوگوں کو مسجدوں سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ اسی لگن اور جذبہ سے وہ مسجد تعمیر کرتے ہیں۔ پشاور صدر کے علاقہ میں یہ مسجد خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ جس میں سینکڑوں نمازی بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد کا صحن کافی کشادہ ہے۔ بلند و بالا میناروں سے پانچ وقت اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ مسجد فن تعمیر کا ایک بہترین نمونہ پیش کر رہی ہے۔

marfat.com

اولیائے سرحد

کتاب تذکرہ علماء و مشائخ سرحد از فقیر محمد امیر شاہ قادری کے مطابق صوبہ سرحد میں مشہور اولیائے کرام کے نام حسب ذیل ہیں ۔

حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا صاحب ، حضرت سید عبدالوہاب صاحب المعروف اخون پنجو صاحب ، حضرت اخوند درویزہ صاحب ننگرہاری ، حضرت شیخ المشائخ شیخ رحمکار صاحب المعروف کاکا صاحب ، حضرت شیخ المشائخ حاجی محمد اسمٰعیل غوری ، ابوالبرکات سید حسن بادشاہ صاحب قادری ، حضرت شیخ یحییٰ صاحب المعروف حضرت جی صاحب ، حافظ عبدالغفور صاحب نقشبندی ، حضرت شیخ المحدثین سید شاہ محمد غوث صاحب ، حضرت غوث زماں میاں محمد [illegible] صاحب نقشبندی ، حضرت خواجہ محمد صاحب المعروف حضرت جی صاحب پشاوری ، حضرت قطب وقت فضل [illegible] صاحب نقشبندی المعروف حضرت [illegible] صاحب ، حضرت علامہ حافظ غلام جیلانی صاحب المعروف " آسیا والے میاں صاحب " ، حضرت علامہ حافظ محمد الحسن صاحب المعروف حافظ دراز صاحب ، حضرت بحر العلوم حافظ محمد عظیم صاحب نقشبندی [illegible] ، حضرت آقا سید پیر جان صاحب ، امام المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حافظ عبدالغفور صاحب سوات ، مولانا مولوی قاضی حافظ محمد صاحب حافظ پشاوری ، حضرت آقا میر جانی صاحب قلندر ، شیخ العلماء حضرت میاں نصیر احمد صاحب المعروف میاں صاحب قصہ خوانی ، محدث اعظم صوبہ سرحد حضرت مولانا مولوی محمد ایوب صاحب ، مولانا قاری حافظ میاں محمد صاحب [illegible] ، [illegible] سید ملک شاہ صاحب قادری نوشاہی ، حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحب چھوہروی [illegible] ، حضرت آقا سید سکندر شاہ صاحب قادری چشتی ، فخر المجاہدین شیخ المشائخ حضرت فضل واحد صاحب المعروف حاجی صاحب ترنگزئی ، خواجہ عبدالرحمن صاحب نقشبندی بہادر کلی پشاور ، حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب نقشبندی [illegible] محسن خان پشاور ، جناب فقیر خدا بخش صاحب نوشاہی ، مفتی سرحد مولینا عبدالحکیم صاحب ، حضرت میر آغا (آغو) جان صاحب کابلی ، حضرت مولانا سید حبیب شاہ صاحب ، حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب ، حضرت مفتی اعظم علامہ دوراں مولانا عبدالرحیم پوپلزئی ، حضرت قدوۃ السالکین سید شریف حسین صاحب شاہ بغدادی ، حضرت مولانا سید فضل صمدانی صاحب بنوری ، الحاج حضرت حافظ گل فقیر احمد صاحب قادری چشتی ، حضرت استاذ العلماء سید محمد ایوب شاہ صاحب جعفری ، حضرت شیخ جنید پشاوری ، حضرت حاجی سید [illegible] شاہ صاحب بخاری نقشبندی ۔

marfat.com

پشاور شہر کا گھنٹہ گھر

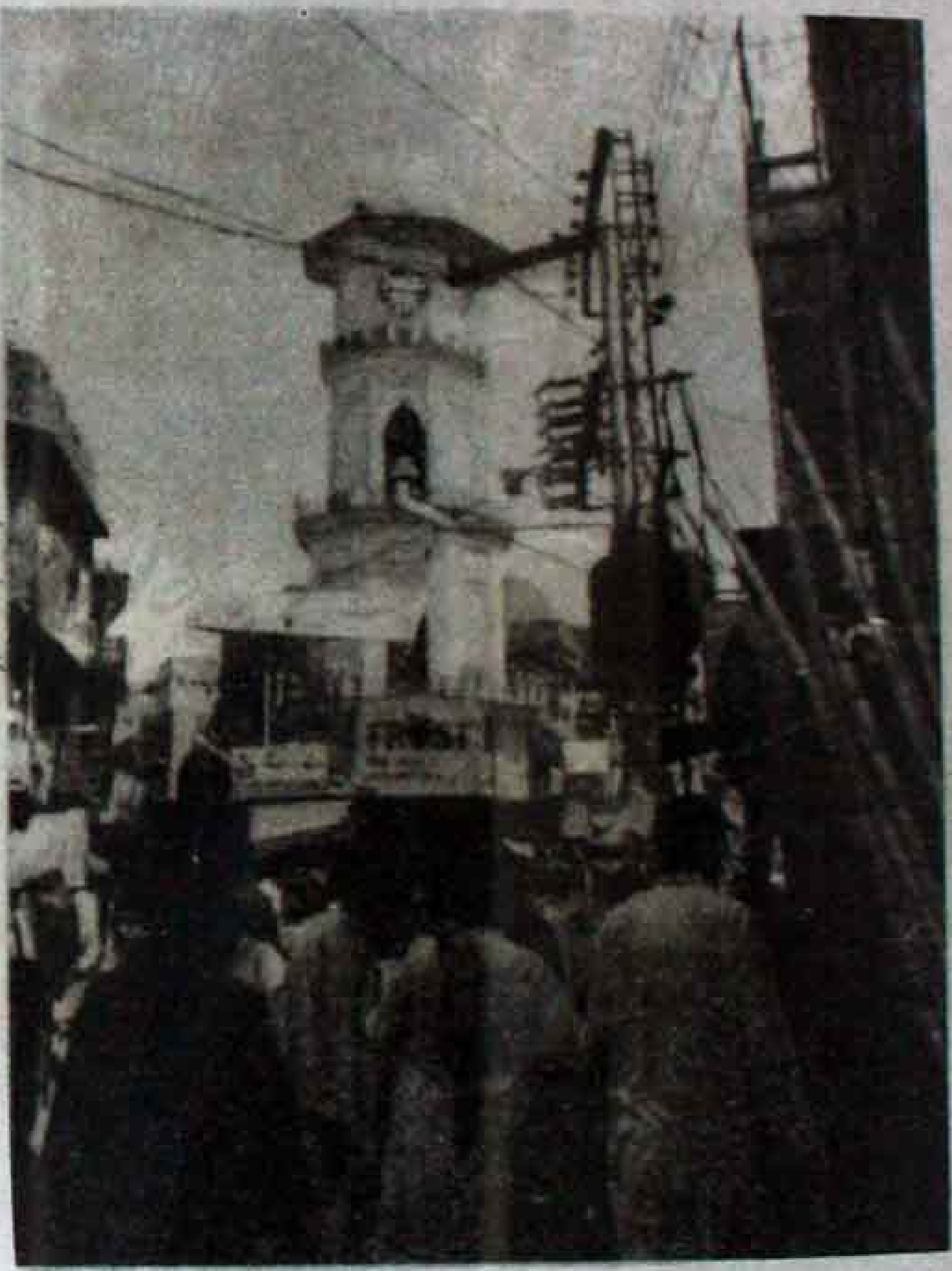

پشاور کا یہ گھنٹہ گھر چوک یادگار کے قریب کریم پورہ بازار کے نزدیک ہے۔ اس گھنٹہ گھر کے چاروں طرف گھڑیاں نصب ہیں۔ ان گھڑیوں سے ہر گھنٹہ بعد ٹن ٹن کی آوازیں نکلتی ہیں۔ جس دور میں لوگوں کے پاس گھڑیاں نہ ہونے کے برابر تھیں وہ اس گھنٹہ گھر کی گھڑیوں سے استفادہ کرتے تھے۔ گھنٹہ گھر کے قریب سے ہی ایک سڑک گور گھٹڑی کی طرف جاتی ہے۔ یہ گھنٹہ گھر خوشنما انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ چار منزلہ گھنٹہ گھر کی لاتعداد سیڑھیاں ہیں۔ ہر منزل کی چھت پر چاروں طرف کھڑکیاں ہیں۔ رات کے وقت جب چاروں طرف خاموشی ہوتی ہے تو گھنٹہ گھر کی گھڑیوں کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے گھنٹہ گھر کا علاقہ پشاور کا گنجان ترین علاقہ ہے اور اس جگہ کا نام بھی چوک گھنٹہ گھر ہے۔ چوک گھنٹہ گھر کے قریب چوک یادگار ہے۔ جہاں پر سیاسی مذہبی جلسے ہوتے ہیں۔ یہ چوک یادگار بھی سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا تھا جس کو مسمار کر کے زیر زمین سڑک بنائی گئی ہے۔ چوک یادگار کے پہلے نشان کی جو اہمیت تھی اب وہ تقریباً ختم ہو چکی ہیں۔ آبادیاں اور تجاوزات بڑھتے جا رہے ہیں۔ تاریخی نشان اور تاریخی ورثے ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

marfat.com

پشاور کے قصہ خوانی بازار میں شہداء کی یادگاریں

پشاور شہر قصہ خوانی بازار میں مادر وطن کی آزادی کیلئے قربان ہونے والے شہداء کی یہ یادگاریں تعمیر کی گئی ہیں۔ جنہوں نے قیام پاکستان سے قبل 1930ء میں خون کانذرانہ دے کر برطانوی سامراج کے پاؤں اس خطہ میں نہ جمنے دیئے۔ صوبہ سرحد کی دھرتی آزادی کے پروانوں کی دھرتی ہے۔ آزادی کے ان متوالوں نے انگریز سامراج کے خلاف سینہ سپر ہو کر اپنے خون کانذرانہ دیا۔ وطن عزیز کی آزادی کی بنیادوں میں ان شہدا کا خون بھی شامل ہے۔ لیکن افسوس ...... منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔

ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ ہم قوم کے ان بہادر سپوتوں کی یادگاروں کو بنانے سنوارنے کی بجائے انکا حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔ شہداء کی ان یادگاروں کے چاروں طرف مختلف اشتہارات چسپاں کر دیئے گئے ہیں۔ جو جگہ باقی رہ گئی ہے۔ وہاں پالش کرنے والوں، خوانچہ فروشوں اور ریڑھی والوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ پشاور کارپوریشن کی انتظامیہ کو شہداء کی ان یادگاروں پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

marfat.com

پشاور کا قدیمی دروازہ سردچاہ گیٹ المعروف ٹھنڈی کھوئی

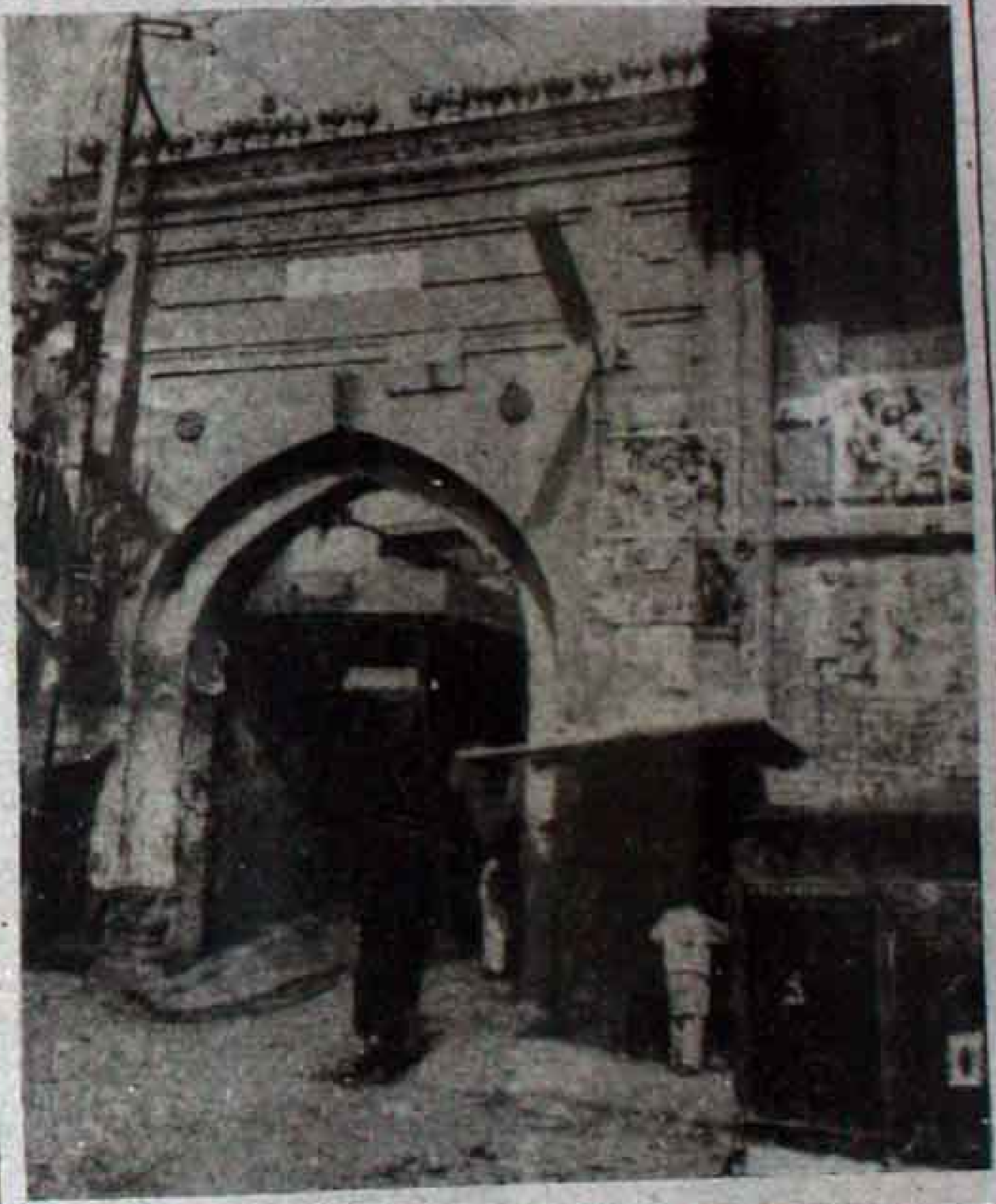

پشاور کا قدیمی شہر جو قلعہ بند شہر تھا شہر کے چاروں جانب بڑی بڑی فصیل تھی۔ شہر میں داخل ہونے کے لئے کئی دروازے تھے۔ ان دروازوں کے نام یکہ توت گیٹ، کوہاٹی گیٹ، سرکی گیٹ، ڈبگری دروازہ، کابلی گیٹ، آسامائی گیٹ (شہر) رام پورہ گیٹ، ہشت نگری گیٹ، گنج دروازہ، ڈھکی دروازہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ دروازے بڑے بڑے بازاروں کی طرف جاتے تھے۔ شام کے بعد بند کردیئے جاتے تھے۔ سردچاہ گیٹ کے اندر ایک کنواں تھا جو ٹھنڈی کھوئی کے نام سے مشہور تھا۔ کہتے ہیں کہ جون، جولائی کے گرم ترین مہینوں میں اس کنویں کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا ہوتا تھا۔ اس علاقہ میں بسنے والے لوگ پانی کو استعمال کرتے بزرگوں کا کہنا ہے کہ یہ پانی ٹھنڈا، میٹھا اور صحت بخش ہوتا تھا اور صحت کے لئے یہ پانی بہت مفید ہوتا تھا۔ پشاور میں دو باغ بہت مشہور تھے شاہی باغ اور وزیر باغ۔ وزیر باغ میں قدیمی دور کی عمارتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ قدیمی دروازوں کے باہر جو فصیل بنائی گئی تھی وہ کافی بلند اور چوڑی ہوتی تھی دیوار کے اندر خلاء رکھ کر اس میں مٹی بھر دی جاتی تھی۔ جس سمت ان دروازوں کا رخ ہوتا تھا، مثلاً لاہور کی طرف گیٹ کو لاہوری گیٹ کابل کی طرف کے گیٹ کو کابلی گیٹ کہتے ہیں۔

marfat.com

پشاور کا بازار مس گراں

پشاور کے قصہ خوانی بازار سے گزرتے ہوئے چوک دال گراں کے قریب بازار مس گراں ہے۔ یہاں دیہات کے برتن فروخت ہوتے ہیں۔ یہ برتن خاص تکنیک سے تیار کئے جاتے ہیں۔ خوبصورت ہونے کے علاوہ ان کی چمک دور سے دکھائی دیتی ہے۔ گھریلو استعمال اور سجاوٹ کے لئے یہ برتن جن پر نقش ونگاری کا کام ہاتھ سے کیا جاتا ہے غیر ملکی سیاحوں کے لئے کشش کا باعث بنتے ہیں۔ یہ برتن زیادہ تر تانبے سٹیل سٹین لیس سٹیل سے تیار کئے جاتے ہیں۔ دھات کے تاثرات کو روکنے کے لئے ان برتنوں کو قلعی کیا جاتا ہے۔ ان برتنوں کو قلعی کرنے والوں کو قلعی گر کہتے ہیں۔ قلعی ہونے کی وجہ سے برتنوں کی چمک میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان برتنوں میں پلیٹیں کٹوریاں تھال گڑھے گاگر مٹکے مرتبان دیگیں دیگچیاں گلاس چینک پیالیاں جگ اور دیگر گھریلو برتن فروخت ہوتے ہیں۔ جدید دور میں دھات کی آمیزش سے پلاسٹک کے برتن تیار کئے جارہے ہیں۔ لیکن پشاور کے بازار مس گراں میں آج بھی یہ برتن پرانی روایات کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ان برتنوں کا زیادہ کام ہاتھ سے کیا جاتا ہے۔ جو خوشنما اور دلکش ہوتا ہے۔ بازار مس گراں کی یہ دکانیں پشاور کی تہذیب کا ایک حصہ ہیں۔ غیر ملکی سیاح ان برتنوں کو بڑے شوق سے خریدتے ہیں۔

marfat.com

اسلامیہ کالج پشاور

اسلامیہ کالج پشاور ہماری تحریک آزادی کا وہ روشن باب ہے جس پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے۔ یہ کالج نواب زادہ سر عبد القیوم خان کی کوششوں سے معرض وجود میں آیا۔ اور اس علاقہ میں علم کی شمعیں روشن ہوئیں۔ صوبہ سرحد میں یہ سب سے قدیم درسگاہ ہے۔ اس کی عمارت بہت ہی شاندار اور خوشنما ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح اپنی ہمشیرہ فاطمہ جناح کے ہمراہ اس کالج میں تشریف لائے تھے۔ اس کالج سے ہزاروں طلباء اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ اسلامیہ کالج پشاور کے پہلے پرنسپل مسٹر ایل ٹیپنگ جو 1.10.1913 سے 31.3.1917 تا پرنسل رہے۔ حضرت علامہ عنایت اللہ مشرقی 1.4.1917 سے 14.9.1917 تک، مسٹر ایل ٹیپنگ 1.10.1917 سے 30.11.1920 تک، مسٹر ہنری مارٹن 15.12.1920 سے 30.9.1933، مسٹر آر ایل ہولڈورتھ 1.10.1933 سے 15.3.1940، ڈاکٹر عمر حیات ملک 16.3.1940 سے 30.1.1942، مسٹر ہاڈوک ہرینر 31.1.1942 سے 10.1.1943، مسٹر آئی ڈی سکاٹ 11.1.1943 سے 31.5.1944۔ شیخ ایم تیمور 7.4.1945 سے 30.9.1947، مسٹر اے سی ٹی بروتھرٹن 1.10.1947 سے 30.9.1953۔ میاں مشتاق احمد 1.10.1953 سے 24.1.1956، ڈاکٹر اے ماجد میاں 25.1.1956 سے 14.7.1961۔ پروفیسر ایم اے درانی 15.7.1961 سے 1.5.1970 پروفیسر جلال الدین خلجی، 2.5.1970 سے 30.6.1971، پروفیسر محمد زبیر صاحبزادہ 1.7.1971 سے 28.8.1979، پروفیسر محمد جان خاں 29.8.1979 سے 10.3.1980، پروفیسر عبد الستار 10.3.1980 سے 26.7.1985، پروفیسر سکندر حیات ارباب 27.7.1983 سے 5.10.1985، ڈاکٹر عبد المتین 6.10.1985 سے 20.3.1987، ڈاکٹر محمد انور خان 31.3.1987 سے 12.7.1988، پروفیسر غفران اللہ 13.7.1988 سے تا حال۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری بہت بڑی لائبریری ہے۔ جس میں 80 ہزار کے قریب کتابیں ہیں۔ لائبریری کے انچارج حاجی عبد الحمید خان ہیں۔ اور ہر موضوع یہاں سے کتاب حاصل ہو سکتی ہے۔ کالج کی بنیاد مارچ 1912ء میں رکھی گئی۔ اسلامیہ کالج میں ایک عالیشان مسجد بھی ہے۔ کالج کے بانی صاحبزادہ عبد القیوم خان کا تعلق مشہور قصبہ ٹوپی سے ہے۔ جو تحصیل صوابی میں، تق ب۔ اور صوابی پشاور سے 70، 75 میل کے فاصلے پر ہے۔

marfat.com

نقیب اولیاء حضرت تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری
آستانہ عالیہ یکہ توت پشاور سے ان کے شاگرد کی 32 سال بعد ملاقات

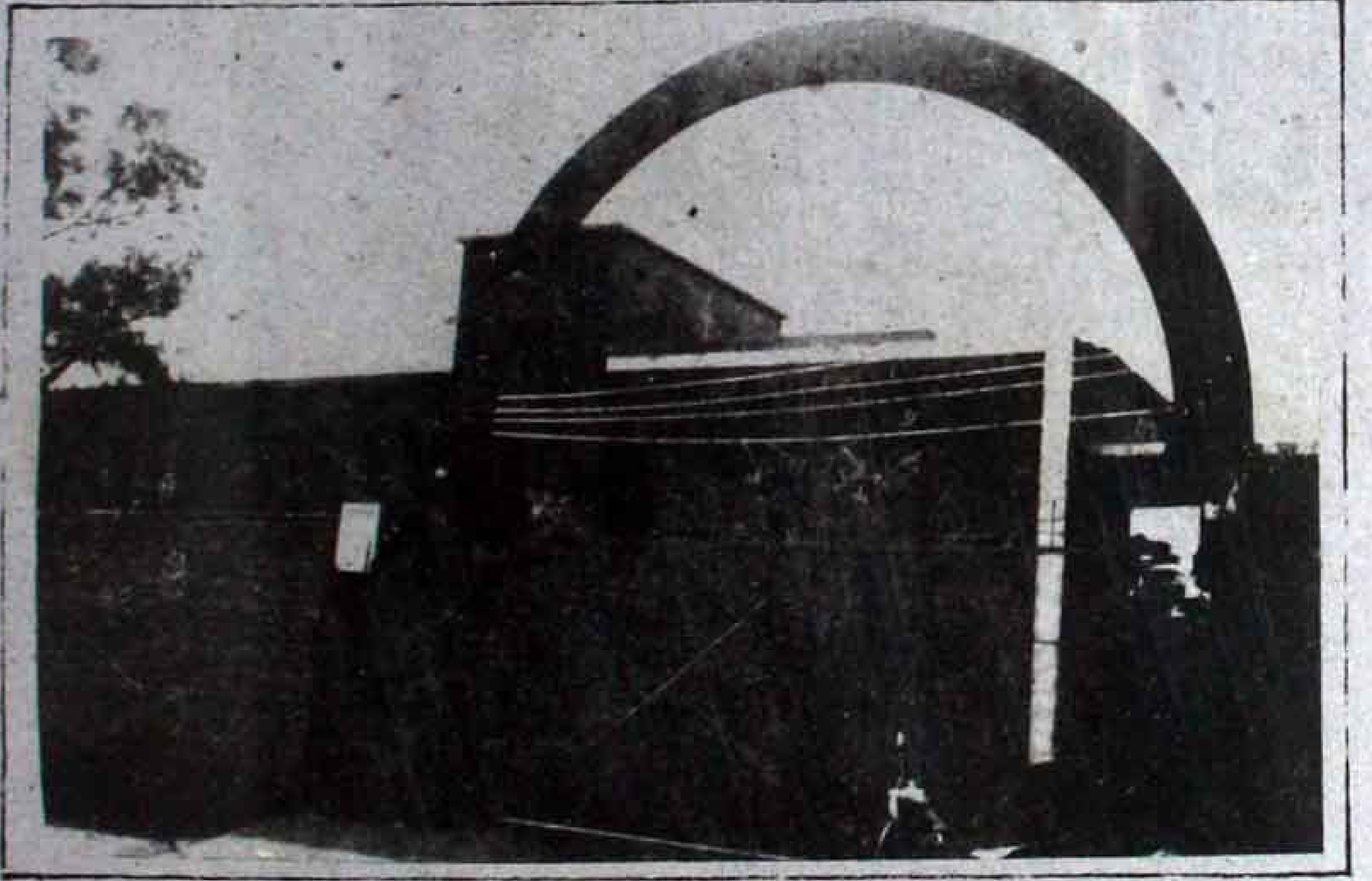

میرے والد صاحب حکیم راج علی تقریباً چالیس پچاس سال پشاور میں قیام پذیر رہے۔ طب میں ان کے استاد حضرت آغا سید رحمت اللہ شاہ بخاری تھے جو اپنے وقت کے ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں۔ طب میں ان کا ثانی نہیں تھا۔ ماہر نباض بھی تھے۔ کئی جڑی بوٹیوں پر تجربات کے بعد بے مثال نسخہ جات تجویز کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت شفا بخشی تھی جو بھی ان کے حضور حاضر ہوتا صحت یاب ہو جاتا۔ وہ روحانی سلسلہ سے بھی مخلوق خدا کو فیض یاب کرتے۔ میرے والد صاحب نے زندگی کا بہترین حصہ ان کے قریب رہ کر گزارا۔ طب میں ان کے دیئے ہوئے نسخوں سے تیار کردہ ادویات سے وہ بھی مخلوق خدا کی خدمت کرتے تھے۔ آغاجی نے سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ دراز قد سرخ و سفید رنگت نورانی چہرہ عبادت گزار افغانستان کے امیر کے معالج بھی رہے لیکن حکومتی اداروں سے کوئی مالی فائدہ حاصل نہ کیا۔ میرے والد صاحب کی قیام گاہ پر آغاجی تشریف فرما ہوتے تو میاں عبدالرحیم، ایوب قریشی، مجید قریشی، فضل پہلوان، مجید کابلی و دیگر احباب کی محفل دیر تک جاری رہتی انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ یاد الٰہی میں گزارا۔ راقم کو بھی بچپن میں آغاجی کی خدمت کا موقع ملا۔ راقم نے گورنمنٹ لوئر مڈل سکول سیٹھیاں پشاور شہر سے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1958ء میں گورنمنٹ ٹیکنیکل ہائی سکول نشتر آباد پشاور میں داخلہ کے لئے کوشش کی۔ یہ تعلیمی ادارہ پشاور میں ایک مثالی تعلیمی ادارہ تھا۔ کولمبو پلان کے تحت اسے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس ادارہ میں صرف پانچویں جماعت میں ہر سال تیس طالب علموں کو داخل کیا جاتا ہے۔ یہی تعداد دہم تک رہتی ہے۔ درمیانی کلاس میں داخلہ کی اجازت نہ تھی۔ اس سکول میں داخلہ ملنا بہت مشکل تھا۔ یہ مسئلہ آغاجی نے حل کر دیا۔ اس دور میں ان کے بھتیجے محکمہ تعلیم میں ڈائریکٹر تھے۔ آغاجی میرے

marfat.com

ساتھ گئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کو داخلہ فارم فیس دے کر آگئے اور مجھے گورنمنٹ ٹیکنیکل ہائی سکول میں داخلہ مل گیا۔ اس سکول کا ماحول ڈسپلن تعلیمی معیار ایک خاص انداز میں تھا۔ جدید خطوط پر اس سکول کی عمارت تعمیر کی گئی تھی۔ وسیع و عریض میدان، لیبارٹری ورکشاپ، کشادہ ہال، صاف ستھرے کمرے، اعلیٰ تعلیم یافتہ سٹاف درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتا۔ اساتذہ کرام میں جو نمایاں شخصیت تھی وہ حضرت تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری کی تھی۔ وہ طلبہ کو اسلامیات / دینیات پڑھاتے تھے۔ صبح اسمبلی میں طالب علموں کو درس دیتے پھر دن بھر میں ان کا ہر جماعت میں ایک پیریڈ ہوتا۔ نماز کے وقفہ کے دوران وہ باقاعدگی سے اساتذہ سمیت تمام سکولوں کے طلبہ کو نماز باجماعت پڑھاتے۔ وہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ شان رسالتؐ بیان کرتے وقت ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ ان کے آنسوؤں کے ساتھ ہی طلبہ کے بے اختیار آنسو نکل آتے۔ اسلامی مہینوں اور تہوار کے مطابق درس دیتے۔ ان کا درس اثر انگیز ہوتا۔ دوران ملازمت انہوں نے کوئی چھٹی نہیں کی۔ ایک منٹ ضائع کئے بغیر وہ کلاس روم میں آجاتے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ان کے پاس ہزاروں کی تعداد میں اسلامی کتابیں ہیں۔ سفید شلوار قمیض شیروانی قراقلی ٹوپی پہنتے۔

اساتذہ کے علاوہ تمام طالب علم ان کا دل سے احترام کرتے۔ راقم نے تعلیم کے کچھ سال جناب تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری کے زیر سایہ گزرے۔ ان کی دی ہوئی تعلیمات آج بھی میرے لئے رہنمائی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری کے علاوہ محمد لطیف سپرنٹنڈنٹ، محمد صادق بھٹی، عبداللہ خان زیدی صاحب، احسان الحق قریشی، عزیز الرحمن، نعیم احمد، بصیر خان آف چمکنی، عبدالصمد، وارثی صاحب، کفایت اللہ، امیر محمد، ولی محمد کے علاوہ کئی اساتذہ کرام اپنے اپنے شعبہ درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ دوران تعلیم حضرت شیخ جنید بابا پشاوری کے مزار پر حاضری دینا راقم کے فرائض میں شامل تھا۔ اس دور میں ہم جماعت طلبہ میں پیار و محبت خلوص کا رنگ غالب تھا۔ مختصر سی کلاس میں مقصود اصغر قریشی، طارق پرویز، عبدالرحیم، عبدالواحد، عبدالروف، ابرار حسین، عنایت اللہ، مزمل حسین، فاروق احمد، گل رحمان، مظہر جمیل، محمد اشرف، فضل الرحیم، محمد اشرف ہزارہ، عبدالرؤف ثانی، نثار احمد، محمد اسلم، سید کرامت بخاری، امداد حسین، سمیع اللہ، شیر گل، حبیب الرحمن، چند اور طالب علم تھے۔ جو درسگاہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے مختلف شعبوں میں چلے گئے۔ دن مہینوں میں مہینے سالوں میں بدل گئے۔ میں مستقل طور پر گجرات منتقل ہوگیا۔ صحافت، سیاست میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور پنجاب یونیورسٹی سے قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد خواجہ محمد احسن ایڈووکیٹ ممبر پنجاب بار کونسل کی شاگردی میں وکالت کا آغاز کیا۔ سال 1996ء میں، میں نے گجرات کے بارے میں دو کتابیں "گجرات تصاویر کے آئینے میں" اور "گجرات تاریخ کے آئینے میں" تحریر کیں۔ ان کتابوں کا تبصرہ ملکی اخبارات و رسائل جرائد میں شائع ہوا۔ ایک روز پشاور سے ایک چٹھی موصول ہوئی جس کے ہر کونہ میں میرے لئے دعائیں تحریر تھیں۔ یہ چٹھی حضرت تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری کی تھی۔ انہوں نے کتاب کی فرمائش کی جو میں نے پوری کر دی۔ چٹھی کے علاوہ ان کا تحریر کردہ نعتیہ کلام آئینہ مظہر اور دیگر رسائل بھی موصول ہوئے۔ یہ رسائل جناب تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری نے مجلس قادریہ صابریہ یکہ توت پشاور سے شائع کئے۔ آئینہ مظہر نعتیہ کلام ایک بہترین کتاب ہے جس میں نعتیہ کلام شجرہ مبارک اور وظائف و درود

marfat.com

پاک کے علاوہ روضہ رسول ؐ روضہ مبارک حضرت علیؓ روضہ انور حضرت امام حسینؓ روضہ مبارک حضرت سیدنا غوث اعظمؒ روضہ انور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر شریف روضہ بابا فرید گنج شکرؒ روضہ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ روضہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ کلیر شریف روضہ انور سید نظام الدین محبوب الٰہیؒ دہلی روضہ سید حسن قادریؒ پشاور روضہ خواجہ شمس الدین المعروف خواجہ شہید پشاور روضہ سید عبدالوہاب اخوند پنجو اکبر پورہ پشاور مزار مبارک سید عبداللہ شاہ قادریؒ رام پور روضہ انور شاہ نیاز احمد چشتی نظامیؒ بریلی شریف انڈیا روضہ خواجہ عبدالرحمن قادری چھوہردیؒ چھوہر شریف روضہ سید احمد شاہ صاحب مخادم سریکوٹ شریف روضہ خواجہ ولی محمد المعروف ولشانو باباجیؒ رجڑ شریف روضہ شیخ جنید قادریؒ پشاور روضہ سید عبدالستار صاحب نیازیؒ پشاور روضہ حضرت سید عبداللہ شاہ قادریؒ صحابی ٹھٹھہ سندھ پہلا حصہ روضہ حضرت سید عبداللہ صحابی رسول ٹھٹھہ سندھ دوسرا حصہ روضہ حضرت سید عبداللہ شاہ صحابی رسول ٹھٹھہ سندھ تیسرا حصہ روضہ حضرت سید شاہ محمد غوث قادریؒ پشاور روضہ حضرت خواجہ عبدالرحمن قادری چھوہر شریف روضہ حضرت سید عبداللہ شاہ سری کوٹ شریف روضہ حضرت محمد طیب شاہ سری کوٹ روضہ حضرت سید سیدن شاہ گلزار حسین شاہ ککس شریف ضلع سرگودھا روضہ حضرت خواجہ محمد حسنؒ بجنوری رام پور انڈیا روضہ شاہ محمد عبدالغنی چشتیؒ کراچی کے اعلیٰ مزارات کی رنگین مزارات کی تصاویر شامل کی گئی ہیں۔ کتاب "سیالکوٹ سے خیبر تک" کی تحقیق اور فوٹو گرافی کے لئے پشاور جانے کا اتفاق ہوا۔ یکہ توت میں حضرت سید فقیر اور حضرت تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری کے حضور حاضری دی آپ علم کا.

خزانہ ہونے کے علاوہ تصوف اور ولایت کی دولت سے مالا مال ہیں۔ مخلوق خدا میں ظاہری باطنی فیض دے رہے ہیں۔ آستانہ پر روحانی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ اہل طریقت حاضری دیتے ہیں اور مخلوق خدا کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ آپ کے چھوٹے سے کمرے میں چاروں جانب الماریوں میں کتابیں ہی کتابیں ہیں۔ پشاور کی سرزمین پر برصغیر میں رشد و ہدایت کی شمع روشن کرنے والے اولیاء کرام صوفیائے عظام نے پہلے قدم رکھے۔ اس سرزمین سے مجھے اس لئے بھی عقیدت ہے کہ یہاں وہ عظیم درگاہ ہے۔ جہاں راقم نے حضرت تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی۔ یہ سرزمین اس لئے بھی مقدس ہے کہ یہاں حضرت شیخ جنید بابا کا مزار مبارک ہے۔ جہاں سے راقم کو روحانی فیض ملا۔ اس کے ذرہ ذرہ سے محبت ہے۔ کہ پشاور کی سرزمین میں میرا چھوٹا بھائی عاشق حسین دفن ہے اور یہاں کی مہمان نوازی یہاں کے انسانوں کے خلوص کو کبھی نہیں بھلا سکتا۔ جہاں کے آلو چھولے، بڑے سائز کی خمیری روٹی، سری پائے، چپل کباب، پشاوری قہوہ، کچالو پیڑہ بھی ہمیشہ یاد رہے گا۔

==

marfat.com

پشاور کے محلہ کریم پورہ جھنڈا بازار میں ہندوؤں کی عبادت گاہ

ہندوؤں کی یہ تاریخی قدیمی عبادت گاہ جسے ہندو درگاہ بابا پیر رتن ناتھ کے نام سے پکارتے ہیں رتن ناتھ نیپال کے شہزادے تھے۔ ہندوؤں کے اس قسم کے مندر پشاور کے علاوہ جلال آباد کابل قندھار غزنی چارباغ میں بیان کئے جاتے ہیں۔ پشاور میں یہ سب سے پرانا مندر ہے۔ جہاں رہائش گاہ خورد و نوش اور پوجا کے انتظامات پائے گئے ہیں۔ عبادت کروانے والے کو پنڈت یا پجاری کہتے ہیں۔ مندر کے اندر موجود پنڈت نے بتایا کہ گرو گورکھ ناتھ سب سے پہلے پشاور کی تحصیل گور کھتری میں آئے وہاں بیماروں میں دوائیاں تقسیم کرتے رہے۔ یہ مندر بھی ان کے نام پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مندر کے اندر مختلف دیوتاؤں کی تصویریں آویزاں ہیں۔ یہاں صبح شام پوجا کیجاتی ہے۔ ان میں ایک تصویر شیراں والی ماتا یعنی وشنوں دیوی طاقت کا نشان شری بھیدو ناتھ جہاں چوبیس گھنٹے دیا جلتا ہے اس کے ساتھ شیواجی کا مندر جو رزق تقسیم کرتا ہے شیواجی کو سانپوں کا راجہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ پنڈت نے بتایا کہ شری مت باگوت شیو پارٹی کرشن جی مہاراج شری گیتاجی ہماری مقدس کتابیں ہیں۔ پنڈت نے بتایا کہ ادم کا مطلب مقدس ہے۔ گفتگو سے پہلے ہم ہر شری ناتھ کہتے ہیں۔ دوسرا ملنے والا جواب دیتا ہے۔ ست بلا پیر رتن ناتھ۔ مندر کے صحن میں کنواں بھی ہے۔ مندر کے ملحقہ گلی کے ساتھ والے کمرے میں رہائش اور کھانے پینے کا اہتمام ہوتا ہے گلی کے اوپر چھت ڈال کر دونوں عمارتوں کو آپس میں ملایا گیا ہے۔ پنڈت یا پجاری جو یہاں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں وہ اعزازی طور پر کام کرتے ہیں جتنا عرصہ وہ یہاں رہتے ہیں اس عرصہ میں کوئی معاوضہ نہیں لیتے۔

marfat.com

پشاور کے جی ٹی ایس اڈہ کے قریب پنج تیرتھ کی قدیمی عمارت

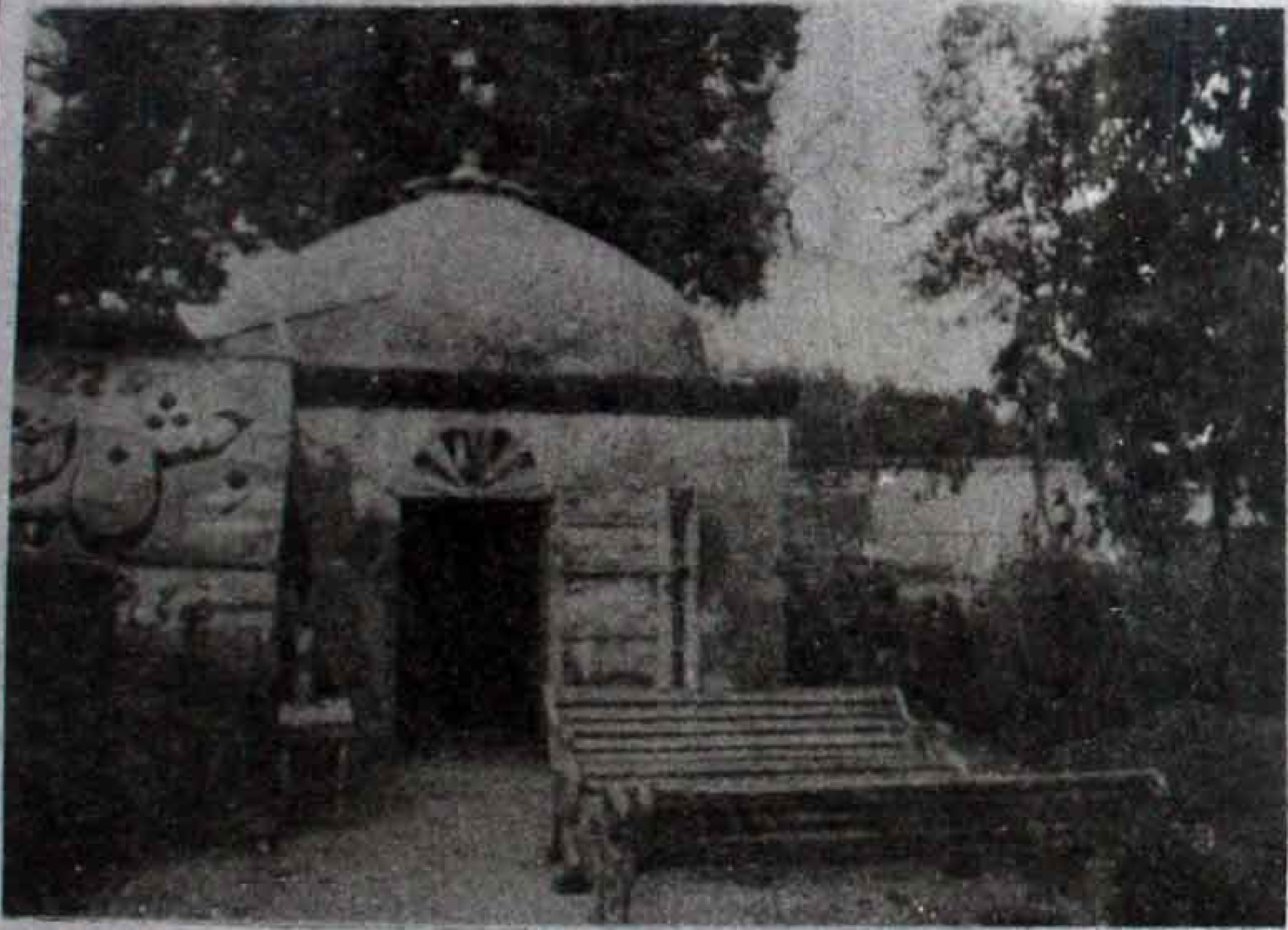

پشاور شہر کے جی ٹی ایس اڈہ کے قریب ہندوؤں کی ایک قدیمی عبادت گاہ ہے جسے پنج تیرتھ کے نام سے پکارتے ہیں۔ کسی زمانہ میں یہاں ٹھنڈے میٹھے صاف و شفاف پانی کے چشمے ہوا کرتے تھے۔ ہندوؤں کے مطابق پنج تیرتھ کے معنی پانچ پانڈوؤں کی جگہ کے ہیں یعنی ان کے پانچ پیروں کی جگہ گرد گورکھ ناتھ کے مندر کے پنڈتوں نے بتایا کہ ماضی میں یہاں ان کے پانچ بڑے قیام پذیر رہتے اور مذہبی فرائض سرانجام دیتے۔ ہندوؤں کی پرانی اور قدیمی عمارتوں کو دیکھا جائے وہ پانی کے چشموں، ندی نالوں اور آبی گزرگاہوں کے کنارے تعمیر ہیں۔ پنج تیرتھ میں آج کل بچوں کی درسگاہ تعمیر کی گئی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل یہاں پانی کے تالاب اور مندر ہوا کرتے تھے۔ پوجا پاٹ کے لئے چھوٹے چھوٹے مندر اور پنڈتوں کی رہائش کے لئے کمرے تعمیر تھے۔ ان قدیمی عمارتوں میں چھوٹی چھوٹی اینٹیں جو مغلیہ اکبر کے دور کی معلوم ہوتی ہیں۔ پنج تیرتھ میں بیشتر عمارتیں مسمار کر دی گئی ہیں تاہم چند عمارتیں ابھی قائم ہیں جو بلدیہ پشاور کی تحویل میں ہیں۔ بچوں کے لئے تفریح گاہ بھی تعمیر کی گئی ہے۔ باقی جگہ پر دفاتر بنا دیئے گئے ہیں۔ پشاور کے علاقہ ڈبگری میں بھی بابا جوگن ناتھ کا ایک مندر ہے جو بہت قدیمی بیان کیا جاتا ہے۔ پنج تیرتھ کے بچے کھچے مندروں کو محکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں دے کر اس تاریخی ورثہ کو محفوظ کیا جائے۔ پشاور شہر کے بیشتر علاقوں میں ہندوؤں کے مندروں کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

marfat.com

قبائلی علاقے

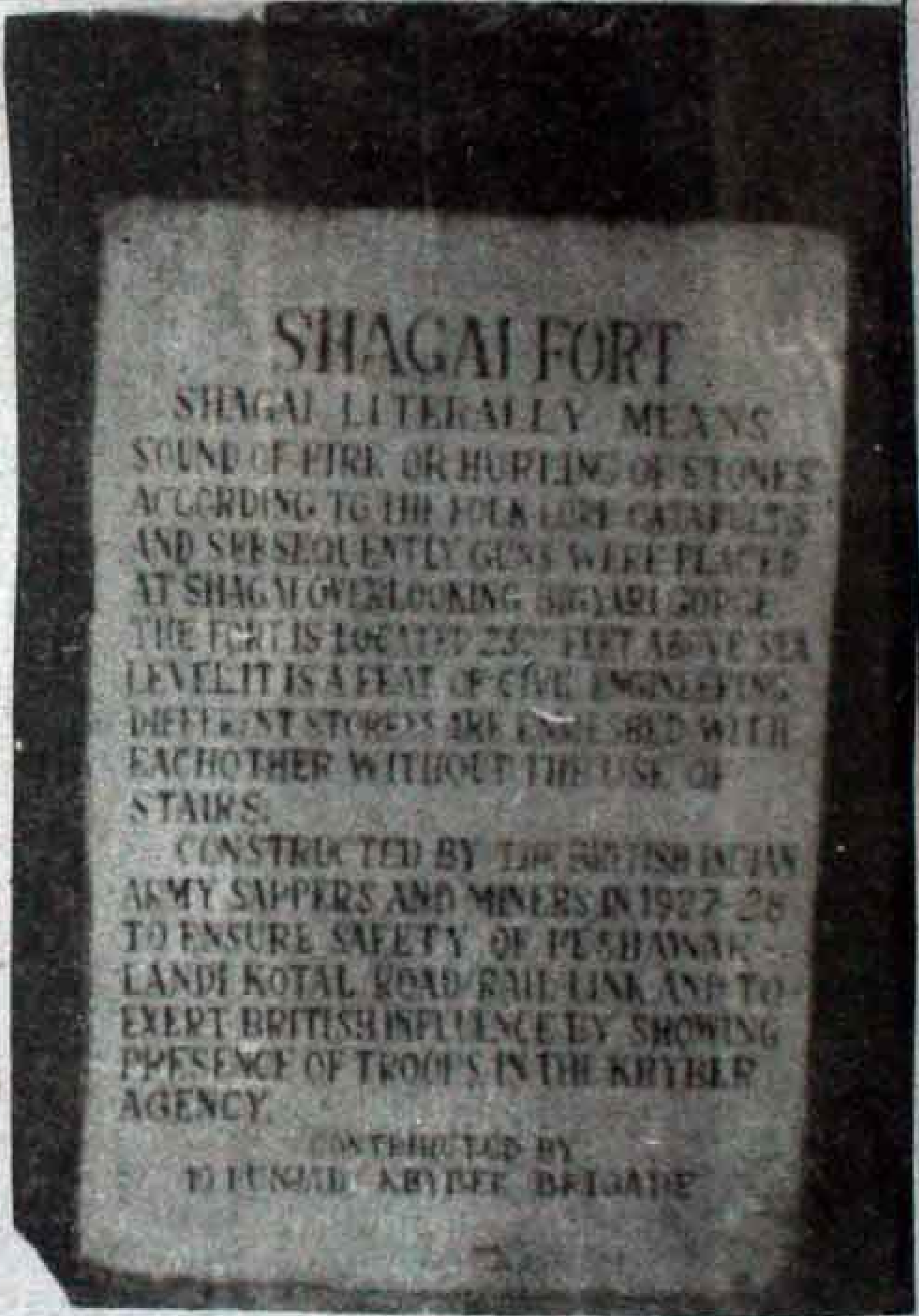

قلعہ سگھائی کی مختصر تاریخ

قبائلی علاقہ (مہمند ایجنسی، وارسک ڈیم)

****

پشاور اور کابل کے درمیان تمام علاقہ میں پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور مختلف درے ہیں۔ ان دروں سے حملہ آور پشاور میں داخل ہوئے۔ اس علاقے میں وارسک ڈیم جو دریائے کابل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ وارسک ڈیم پشاور سے 30 میل کے فاصلے پر ہے۔ پختہ سڑک تعمیر کی گئی ہے۔ وارسک ڈیم 760 فٹ لمبا اور 250 فٹ اونچا ہے۔ تقریباً 48 فٹ

marfat.com

ہے یہاں پانی کی بہت بڑی جھیل ہے۔ ڈیم سے اس پانی سے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے۔

خیبر ایجنسی:

درہ خیبر خیبر ایجنسی میں واقع ہے۔ اس کے مشہور شہر جمرود جو پشاور سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ جمرود کو ایرانی بادشاہ جمشید کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہاں پانی کا بہت بڑا تالاب ہے۔ جس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جمشید بادشاہ نے تعمیر کروایا تھا۔ جمرود پشاور اور درہ خیبر کے درمیان واقع ہے۔ یہاں قلعہ بھی ہے۔ جس کی شکل میدان جنگ جیسی ہے۔ قلعہ کی دیواریں 10 فٹ چوڑی ہیں۔ افغانستان کی جنگ میں مشہور سکھ جرنیل ہری سنگھ نلوہ یہاں قتل ہوا۔ ہری سنگھ نلوہ کی سمادھی قلعہ کے قریب ہے۔ یہاں کسٹم کا دفتر بھی ہے۔ درہ خیبر جانے کے لئے یہاں سے پرمٹ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ قبائلی علاقہ میں داخل ہوتے ہی اسلحہ کی دکانیں ہیں۔ افغانستان کابل کی طرف جانے والی سڑک پر یہاں ہی سے گزرتی ہے۔ جمرود کے بعد شگائی کا مشہور قلعہ آتا ہے۔ جو انگریزوں نے 1920ء میں تعمیر کیا تھا۔ قلعہ میں خیبر رائفل کا دفتر ہے۔ تھوڑے سے فاصلے پر علی مسجد بھی ہے۔ یہاں آبی بزرگاہ بھی ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہاں آمد بیان کی جاتی ہے۔ یہاں پر ایک ایسا مقام بھی ہے کہ گزرنے والا راستہ صرف پندرہ فٹ چوڑا ہے۔ لنڈی کوتل ایک تجارتی مرکز ہے اور خیبر ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے۔ سطح سمندر سے 3518 فٹ بلند ہے۔ یہاں اس لئے بھی کافی دکانیں کہ پولیٹیکل جنرل سینٹ کسٹم، خیبر رائفل کے دفتر ہیں۔ پشاور سے لنڈی کوتل تک ریلوے لائن بچھائی گئی ہے۔ پچاس کلومیٹر کے فاصلے میں تقریباً 52 پہاڑوں کو کاٹ کر ریلوے لائن گزاری گئی ہے۔ طورخم خیبر کا آخری مقام ہے۔ اسے افغانستان کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ ڈیورنڈ لائن پاکستان اور افغانستان کو جدا کرتی ہے۔ یہاں بھی کافی گہما گہمی نظر آتی ہے۔ دو پہاڑوں شمال جنوب سے سڑک دونوں ملکوں کو ملاتی ہے۔ باڑہ بھی مشہور شہر ہے۔ درہ آدم خیل پشاور کوہاٹ روڈ پر واقع ہے۔ کرم ایجنسی، پارہ چنار مشہور شہر ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ 734 فٹ بلند ہے۔ پارہ چنار سے افغانستان کی سرحد 13 میل دور ہے۔ پارہ چنار ایک صحت افزاء مقام ہے گرمی کے موسم میں یہاں سیر و تفریح کے لئے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ افغانستان کا بادشاہ بچا سکا پارہ چنار کے بازاروں میں پانی بھرنے والا مشہور تھا۔ شمالی وزیرستان جنوبی وزیرستان کا مشہور شہر میراں صاحب ہے یہ جنوبی وزیرستان کا ہیڈکوارٹر ہے۔ بنوں سے 39 میل کے فاصلے پر ہے۔ میراں صاحب میں قلعہ بھی ہے پولیٹیکل ایجنٹ کا دفتر بھی ہے۔ ٹوچی سکاؤٹ کا دفتر بھی میراں چلہ میں ہے۔

جنوبی وزیرستان:

وانا جنوبی وزیرستان کا ہیڈکوارٹر ہے گرمیوں میں دفاتر یہاں منتقل کر دیئے جاتے ہیں اور یہ ٹانک سے 82 میل دور ہے۔ جنوبی وزیرستان کا سکاوٹ ہیڈکوارٹر بھی یہاں پر ہے۔ اس وادی کے چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ اسلحہ کی دکانیں ہیں۔ اور بہت بڑی منڈی گردونواح کے علاقہ کے لئے ہے

marfat.com

نوشہرہ

نوگزے لمبے مزارات اور روحانی مقامات

تفصیل کتاب

"سیالکوٹ سے خیبر تک" میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

پشاور کے قریب نوشہرہ میں تین قدیمی نو گز لمبے مزار

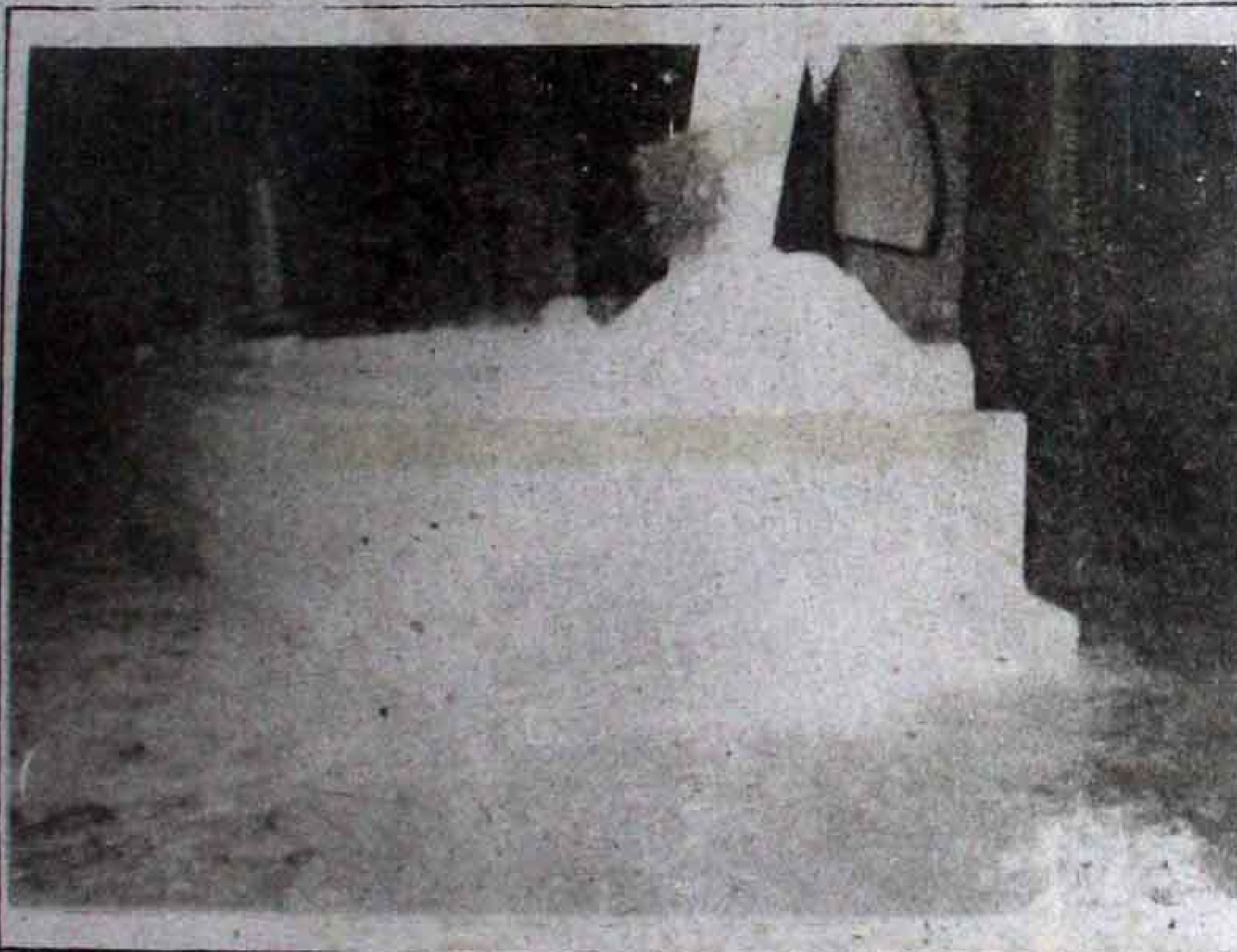

9 شہروں کا شہر نوشہرہ ایک قدیمی شہر ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ دریائے کابل اس کے شمال کی طرف بہتا ہے۔ سوات، دیر، چترال کو ملانے والی سڑک بھی نوشہرہ سے نکلتی ہے۔ برصغیر اور کابل کو ملانے والی سڑک بھی نوشہرہ کے درمیان سے گزرتی ہے۔ درہ خیبر اور پشاور سے برصغیر کی طرف آنے والے قافلے حملہ آور نوشہرہ میں قیام کرتے تھے۔ ماضی میں جس علاقہ کی فوجی نقطہ نظر سے اہمیت رہی جدید دور میں بھی وہاں چھاؤنی تعمیر کی گئی ہے۔ نوشہرہ میں تین قدیمی مزار ہیں۔ پہلا مزار چھاؤنی شروع ہوتے ہی جانب شمال دریا کے کنارے قبرستان میں ہے۔ یہ مزار بھی پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ دریا بالکل قریب سے گزرتا ہے۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کے نام افغانؑ بن ہامؑ بن نوحؑ در نوشہرہ اٹک سے پار قریب پشاور بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے کے بارے میں دوسرا نام ساول حامؑ درج ہے۔ مزار کے باہر جو تختی نصب ہے اس پر قلال بابا درج ہے۔ یہ مزار قبرستان چھاؤنی نوشہرہ میں ہے۔

marfat.com

نوشہرہ کے قریب امان گڑھ میں قدیمی مزار

نوشہرہ سے جانب مغرب ایک کلومیٹر کے فاصلے پر امان گڑھ جو دریا کے قریب آباد ہے، صنعتی علاقہ ہونے کی وجہ سے امان گڑھ میں اچھی خاصی رونق بڑھ گئی ہے۔ جی ٹی روڈ امان گڑھ کے قریب سے گزرتی ہے۔ پرانا شہر ہونے کی وجہ سے امان گڑھ کے قریب بہت بڑا قبرستان ہے۔ یہ مزار اس قبرستان میں ہے۔ یہ مزار نو گز لمبا ہے۔ شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے اوپر گنبد بھی ہے۔ مزار قیمتی سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ قریب ہی خوبصورت مسجد بھی ہے۔ مزار کے گردونواح کئی پرانی قبریں بھی ہیں اس مزار پر متولی نگران بھی ہیں لنگر پانی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ مقامی آبادی کے چند بزرگوں نے بتایا کہ مزار قدیمی دور کا ہے۔ یہاں جو بھی حاضر ہوتا ہے اس کی دینی دنیاوی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ صاحب مزار بہت بابرکت ہستی ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق حضرت نوحؑ کے بیٹے حامؑ اور حضرت حامؑ کے بیٹے افغانؑ کا مزار نوشہرہ ہی میں ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی جنہیں کشف القبر میں بہت عبور حاصل تھا، انہوں نے اپنے علم کشف القبور کے ذریعے صاحب مزارات سے ہم کلام ہو کر یہ معلومات حاصل کیں۔ مقامی آبادی صاحب مزار کو شیخ عبدالغفور باباؒ کے نام سے پکارتی ہے۔

marfat.com

نوشہرہ چھاؤنی میں پبلک ہائی سکول کے قریب نوگز لمبا مزار

نوشہرہ چھاؤنی میں آرمڈ سکول کے سامنے ایک سڑک شمال کی طرف جاتی ہے ۔ اس سڑک پر پبلک سکول کے سامنے مسجد کے قریب نوگز لمبا مزار ہے ۔ یہ مزار بھی شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے ۔ مزار پر چھت بھی ہے اور پھول دار تختیوں سے مزار تعمیر کیا گیا ہے ۔ مقامی آبادی عقیدت و حترام سے مزار پر حاضری دیتی ہے ۔ راقم جب پہلی بار نوشہرہ گیا تو یہ مزار کی نشاندہی نہ ہو سکی ۔ دوسری بار ایک بزرگ سفید داڑھی والے خواب میں ملے اور حاضری کے لئے تاکید کی ۔ چنانچہ اشارہ ملنے کے بعد راقم نے ان مزارات پر حاضری دی ۔ اس مزار کے جانب شمال دریائے کابل تھوڑے سے فاصلے پر بہتا ہے ۔ ماضی میں نوشہرہ کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دریائے کابل نوشہرہ کے ساتھ ساتھ شمال کی جانب بہتا ہے ۔ گردونواح چاروں طرف بڑے بڑے شہروں کو جانے والی سڑکیں نوشہرہ ہی سے نکلتی ہیں ۔ شمال کی جانب پہاڑی سلسلہ میں جو قدیمی شہر ہیں وہ تمام نوشہرہ سے ہی منسلک تھے ۔ مقامی آبادی صاحب مزار کو المعروف

کرم بیگ "بابا نوگزہ" کے نام سے پکارتی ہے ۔

marfat.com

اکبر پورہ میں حضرت سید عبدالوہاب صاحب المعروف اخون پنجو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار

آپ کا نام نامی و اسم گرامی سید عبدالوہاب ہے اور والد گرامی کا نام سید غازی بابا ہے۔ آپ اخون پنجو بابا کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کو کتب تاریخ و سیر میں شیخ پنجو سنبھلی لکھتے ہیں۔ آپ کے بزرگوار عرب سے آکر ہندوستان میں بمقام سنبھل آباد ہوئے۔ جب سلطنت لودھیہ کو زوال ہوا تو آپ کے والد محترم جناب سید غازی بابا صاحب براستہ پچھ ہزار ہوتے ہوئے علاقہ یوسف زئی میں مقام ترکی میں قیام کیا۔ جناب سید غازی بابا صاحب نہایت ہی پرہیزگار اور زاہد تھے۔ مذکورہ گاؤں میں قناعت اور عزلت کے ساتھ وقت بسر کرتے، جناب ملاح محمد صاحب المعروف " دیوانہ بابا " کی خالہ سے شادی کی اور اکبر بادشاہ کے زمانہ میں پشاور شہر میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ اور یہیں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار قلعہ بالا حصار کے نیچے وائرلیس گراؤنڈ میں درختوں کی گھنی چھاؤں میں موجود ہے۔

945ء میں جناب حضرت سید عبدالوہاب صاحب المعروف اخون پنجو بابا موضع " اکائے " علاقہ یوسف زئی میں پیدا ہوئے۔ آپ علم لدنی رکھتے تھے مگر پھر بھی ظاہری طور پر آپ نے علوم ظاہری سے فراغت حاصل کی۔ موضع چوہا گجر میں ان دنوں ایک بڑے عالم دین قاضی تھے۔ ان کی خدمت میں پہنچ کر علوم متداولہ کو پڑھا۔ اس کے بعد ہندوستان تشریف لے گئے اور کافی عرصہ مختلف علماء سے پڑھتے رہے۔ ان ایام میں آپ زیادہ عرصہ روہیل کھنڈ میں مقیم رہے۔ تحصیل علم کے بعد واپس صوبہ سرحد لوٹے 990ء میں بعمر 45 سال اپنے

marfat.com

چھوٹے بھائی کے ہمراہ موضع اکبر پورہ میں مستقل قیام اختیار کیا۔

حضرت علامہ شمس العلماء قاضی میر احمد شاہ صاحب رضوانی تحفۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ تقریباً تین سو علماء و مشاہیر وقت نے آپ سے علوم ظاہری میں دستار فضیلت یعنی سند حاصل کی۔ آپ نے کافی عرصہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، منطق اور اخلاق کا درس دیا اور انتہائی جاں فشانی کے ساتھ تبلیغ و اشاعت شریعت مطہرہ میں منہمک رہے۔

اکبر پورہ ان دنوں داؤد زئی قوم کا مرکز تھا۔ اس گاؤں میں چالیس محلے تھے۔ ہر ایک محلہ میں ایک حجرہ تھا۔ ہر ایک محلہ کے لوگ چرس اور بھنگ پی کر رباب بجاتے ہوئے دن رات ان حجروں میں مست رہتے اور گاتے بجاتے۔ دین اسلام سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور یاد الٰہی سے قطعاً بے پرواہ ہوگئے تھے۔ اتنے بڑے گاؤں میں ایک بھی قابل ذکر مسجد نہ تھی۔ اس تمام علاقہ کے لوگ پیر روشن المعروف پیر تاریکی کے خلیفہ "سرمست" کے مرید اور پیرو تھے۔

جناب اخون پنجو صاحب نے تمام کاموں سے پہلے یہ کام کیا کہ وہاں ایک جامع مسجد تعمیر کی، نماز جمعہ کا قیام کیا۔ آپ کی اس خدمت دین کا اتنا شہرہ ہوا کہ لوگ دور دور سے آنے لگے۔ اور حسب توفیق علوم حاصل کرنے لگے۔ نیز وہ علماء جو کہ ہندوستان اور دوسرے علماء سے سند فراغت حاصل کر لیتے تھے۔ وہ تبرکاً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی تکمیل کی سند لیتے۔

آپ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد چاشت کی نماز تک ذکر میں مصروف رہتے۔ دوپہر تک "حبس دم" اور دیگر اوراد کرتے، نماز ظہر کے بعد قیلولہ کرتے، قیلولہ کرنے کے بعد علوم متداولہ کی کتابیں پڑھاتے۔ عصر سے مغرب تک "صلوٰۃ الوسطیٰ" میں مشغول رہتے۔

چونکہ آپ کے رخ انور پر ہر وقت انوار الٰہی کی بارش رہتی اس لئے کوئی بھی جی بھر کر آپ کے چہرے انور کو نہ دیکھ سکتا اور جو بھی آپ کے رخ اقدس کو "توجہ" اور ہمت سے دیکھ لیتا تو عارف کامل ہو جاتا۔ اگر کسی بھی مشرک کی نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑجاتی تو فوراً کلمہ توحید پڑھ لیتا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندو آپ کا نام سنتے ہی چھپ جاتے۔ ایک بار ہشت نگر سے ہندوؤں کی ایک برات اکبر پورہ آئی۔ اس برات سے تقریباً دس نوجوان آپ کی مسجد میں آپ سے ملاقاتی ہوئے اور آپ کا چہرہ دیکھ کر بے ہوش ہوگئے اور تڑپنے لگے۔ جب ان کو ہوش آیا تو وہ مسلمان ہوگئے۔

آپ میں اتنی سخاوت تھی کہ جو بھی آپ کے پاس حاجت مند آیا خالی نہیں لوٹا۔ آپ کے لنگر سے امیر و غریب سب کو برابر کھانا ملتا۔ مفلوک الحال اور غرباء کی مدد کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔ استغناء کا یہ عالم تھا کہ امیر و حکام سے تحفے قبول نہ فرماتے۔ بادشاہ مغلیہ کی طرف سے کئی بار لنگر کے مصارف کے لئے پیش کش کی گئی۔ مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

آپ کی کرامات سے ایک زندہ کرامت یہ ہے کہ اس وقت آپ کی ایک مسجد اکبر پورہ میں موجود ہے جس کو

marfat.com

ہزاروں سیاح اور مورخ، ہر قوم، ہر مذہب اور ہر ملت کے افراد دیکھنے آتے ہیں۔ اور کسی کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ حضرت حاجی دریا خان (جن کا مزار موضوع چکلی تحصیل پشاور میں مرجع عوام و خواص ہے) نے ایک بار آپ سے سوال کیا کہ قیامت کی علامات کیا ہیں۔ آپ نے جواب دیا "میری مسجد کا محراب زمین میں جب غرق ہو جائے گا تو قیامت آجائے گی" اب یہ بات مشاہدہ میں آرہی ہے کہ محراب مسجد آہستہ آہستہ بتدریج زمین میں دھنس رہا ہے، اور اس وقت تقریباً تہائی حصہ دھنس چکا ہے۔

آپ کی وفات شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں بعمر 95 سال 1040ء میں ہوئی۔ اور اس آفتاب علم ظاہری و باطنی، قطب الاقطاب، غوث وقت کو اکبر پورہ سے تقریباً ایک میل سڑک شاہی کی طرف سپرد خاک کر دیا گیا۔

مزار حضرت پیچو کے قریب ایک مینار جس کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ یہ آہستہ آہستہ زمین میں دھنس رہا ہے۔

marfat.com

خوشحال خان خٹک

اور دریائے سندھ کا نیلا پانی اور دریائے کابل کا سرخ پانی دونوں دریاؤں کے پانی دور دور تک ایک رخ بہتے ہیں۔ خیر آباد کے بعد اکوڑہ خٹک میں پشتو کے مشہور شاعر قوم پرست رہنما خوشحال خان خٹک کا مزار ہے۔ یہ قصبہ اکوڑہ کے قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے دامن میں ہے۔ آپ نے شاعری کے ذریعے قوم پرستی کا درس دیا۔ انہوں نے پشتو شاعری میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان کی شاعری میں بہادری جوان مردی ناموس اور نصیحت کی باتیں کی ہیں۔ انہوں نے اپنے اشعار اور فکر کے ذریعے لوگوں تک اپنی نعمتیں پہنچائیں اور انہیں بیدار کر کے 1100ھ 1690ء میں وفات پائی۔ مزار کے قریب لائبریری کے علاوہ ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کی تعمیر کے لئے تین چار رنگوں میں بہترین سنگ مرمر کابل کے بادشاہ ظاہر شاہ نے بھیجا تھا۔

marfat.com

پیر صاحب مانکی شریف

ڈاکٹر میر احمد خان صوفی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ آستانہ عالیہ قادریہ مانکی شریف کے ایک مذہبی اور روحانی خاندان میں 1922ء میں پیدا ہوئے ۔ 1934ء میں محترم والد بزرگوار پیر عبدالروف رحمتہ اللہ (ثالث صاحب) کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو آپ 12 سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے ۔ آپ کی دستار بندی میں ملک بھر کے ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام اور دیگر معززین موجود تھے ۔ خوش قسمتی سے علم و فضل ورثہ میں ملا تھا ۔ دوسرے چارسدہ کے حافظ محمد صالح صاحب مرحوم سے قرآن شریف حفظ کیا، فنون سپہ گری یعنی نشانہ بازی، نیزہ بازی اور شہسواری کی اعلیٰ تربیت کے لئے عبدالکریم بابا (تاتلی) کی خدمات حاصل کیں ۔ اس کے علاوہ اس زمانے کے جدید اسلحہ ٹریننگ کے لئے قبائلی علاقہ کا ایک معروف فوجی رسالدار معروف شاہ کی خدمات سے بھرپور فائدہ اٹھایا جو کہ بعد میں 1948ء میں جہاد کشمیر میں کام آیا ۔ آپ بیشتر وقت عبادت اور ریاضت میں گزارتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ مریدین اور معتقدین کو رشد و ہدایت کا درس بھی دیتے تھے ۔ کم عمری میں روحانی کمالات اور کشف و کرامات کا ظہور ہونے لگا ۔ کیونکہ آپ خلوت میں زیادہ اور جلوت میں کم رہتے تھے ۔ طبیعت میں سادگی پن کا رجحان غالب تھا ۔ تقویٰ کے ساتھ ساتھ جہاد کے جذبے سے سرشار رہے اپنے بزرگوں کی طرح شیخ عبدالوہاب 1895ء میں سوات کے اخوند صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیر سرکردگی مالاکنڈ میں انگریزوں کے خلاف لڑے تھے جس میں چیمبرلین زخمی ہوا تھا ۔ غیر ملکی تسلط بالکل گوارہ نہ تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ ملکی حالات پہ گہری نگاہ رکھی اور برصغیر میں آزادی کی تحریک کا بغور مطالعہ کرتے رہے جب ہندوؤں نے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کے لئے خفیہ تحریکوں کا آغاز کیا تو کانگریس کے خطرناک عزائم کو بھانپتے ہوئے آپ نے تقریباً پانچ صد مشائخ عظام ، علماء کرام اور سجادہ نشینوں کو مانکی شریف آنے کی دعوت دی تاکہ باہمی صلاح مشورہ سے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل تابناک ہو سکے ۔ اور وہ انگریزوں کی غلامی سے چھٹکارہ پانے کے علاوہ ہندوؤں کے دام فریب سے بھی نجات حاصل کریں ۔ صلاح مشورے کرنے کے بعد انجمن اصفیا کی بنیاد رکھی گئی ۔ 1945ء میں اس عظیم الشان کانفرنس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوبہ سرحد کے لوگ کثیر تعداد میں مسلم لیگ میں شامل ہونا شروع ہو گئے ۔ اور وہی مسلم لیگ جس کو ہندو پروپیگنڈہ کے ذریعے موٹر لیگ اور موذی لیگ کہا کرتے تھے دیکھتے ہی دیکھتے صوبہ سرحد میں اتنی مقبول ہو گئی کہ سرحد کے اکثر مسلمان جو عرصہ سے کانگریس کے ساتھ وابستہ تھے مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد ہو گئے ۔ جمیعت الصفیا کا کانفرنس (جو کہ مانکی شریف میں منعقد ہوئی تھی) کے بعد سرحد کی سیاست میں انقلاب آگیا ۔ قائداعظم 1936ء میں پشاور تشریف لائے تھے ۔ بعد

marfat.com

ازاں پورے سال تک اٹک سے اس طرف نہیں آئے ۔ جب حضرت پیر صاحب نے مسلم لیگ میں شامل ہونے کا اعلان کیا تو 24 نومبر 1945ء قائداعظم کو مانکی شریف آنے کی دعوت دی ۔ پیر صاحب کی اس دعوت پر کانگریس حکومت نے بہت برا منایا اور پیر صاحب کی مخالفت میں زور و شور سے پروپیگنڈہ بھی تیز کر دیا ۔ جس دن قائداعظم سرحد کے دورے پر تشریف لائے تو سرحد کے مسلمانوں نے عام طور پر اور پیر صاحب موصوف کے عقیدت مندوں نے خاص طور پر ان کا بے مثال استقبال کیا ۔ جمیعت الاصفیا نے ایک عہد نامہ مرتب کیا تھا اس عہد نامے پر قائداعظم نے دستخط کئے جس میں اقرار کیا گیا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں قرآن و سنت کے مطابق حکومت ہوگی مگر بد قسمتی سے ان کی وفات کے بعد اس عہدنامے پر عمل نہیں ہوا ۔
آپ قیام پاکستان تک مسلسل جدوجہد کرتے رہے ۔ انہوں نے مسلم لیگ کی تنظیم کے لئے صوبہ سرحد کا طوفانی دورہ کیا ۔ تحریک سول نافرمانی کے دوران آپ کے اشارے پر ہزاروں مریدوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا ۔ حکومت سرحد نے آپ کو بھی گرفتار کر کے ہری پور جیل بھجوایا ۔ وہاں پر آپ کے مریدوں نے جیل کی مرے کے اوپر سے یونین جیک اتار کر مسلم لیگ کا پرچم لہرایا ۔ ایک معاہدہ کے تحت جیل سے رہائی کے بعد ریفرنڈم میں کے صدر کی حیثیت سے قریہ قریہ جا کر لوگوں کو سمجھایا کہ ہندو کانگریس اور انگریزوں کی اس مشترکہ سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور اپنا قیمتی ووٹ پاکستان کے حق میں ڈال کر قومی یکجہتی کا ثبوت دیں ۔ ورنہ اکھنڈ ہندوستان میں غلامی کی زندگی گزارنی ہوگی ۔ اس اعلان پر عوام نے اکثریت سے پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالے ۔ اس لئے ہم بلا خوف تردید یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ حضرت پیر صاحب مانکی شریف فاتح ریفرنڈم تھے ۔ پیر صاحب نہ صرف روحانی پیشوا تھے بلکہ وہ ایک بہادر جرنیل بھی تھے ۔
جب قیام پاکستان کے بعد بھارت نے کشمیر پر حملہ کیا اور کشمیر کے مجاہدین نے کشمیر کو آزاد کرانے کی جنگ شروع کی تو پیر صاحب اپنے ہزاروں مریدوں کے ساتھ کشمیر کے محاذ جنگ پر پہنچے اور کئی مواقع پر دشمنوں پر خود مشین گن سے گولیاں برسائیں ۔ حالانکہ مریدوں نے منع کیا تھا کہ آپ کی قیمتی جان قوم کا سرمایہ ہے ۔ پیر صاحب کے 40 / 50 سرفروش سرزمین کشمیر میں ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں ۔ پیر صاحب کے مریدین (میجر خورشید انور) کی نگرانی میں سری نگر ایئر پورٹ تک پہنچے تھے ۔ اور فتح کا پرچم لہرانے والے تھے کہ چند غداروں نے یہ افواہ پھیلائی کہ بھاگو ، بھارت کی فوج پہنچ گئی ہے یہ وہ لوگ تھے جو یہ نہیں چاہتے تھے کہ کشمیر کی فتح کا سہرہ پیر صاحب کے سر ہو ۔
مہاجرین کی آباد کاری کے لئے جب قائداعظم ریلیف فنڈ کمیٹی قائم ہوئی تو آپ کو نائب صدر کے عہدے سے نوازا گیا ۔ پیر صاحب جہاں بھی گئے آپ کی اپیل پر ہزاروں لوگوں نے لاکھوں روپے اس فنڈ میں جمع کرائے ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کو وزارت کی پیش کش کی گئی مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ درویشوں کو وزارتوں سے کوئی سروکار نہیں ہوتا ۔

marfat.com

1952ء میں جب آپ پاکستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے عالمی امن کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے چین تشریف لے گئے تو وہاں چینی وزیراعظم چو این لائی کو پاک چین دوستی کے طور پر ایک ٹوپی پہنائی اور کانفرنس میں مسئلہ کشمیر بھی اٹھایا جس پر ہال میں حاضرین نے گرم جوشی سے تالیاں بجائیں۔ بھارتی وفد کے لیڈر کے ساتھ بھی تفصیل سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ عالمی امن کانفرنس کی کل چار نشستیں ہوئیں جس میں ایک نشست کی صدارت پیر صاحب نے کی۔ بھارت کی ہٹ دھرمی اور خان عبدالقیوم خان کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے کشمیر کا معاملہ کھٹائی میں پڑا جو اب تک پاکستان کے لئے سردرد بنا ہوا ہے۔ موصوف آخر دم تک اس کوشش اور جدوجہد میں رہے کہ ملک میں اسلامی حکومت قائم ہو اور اسلام کا بول بالا ہو۔ چونکہ پیر صاحب خود بے انتہا مخلص تھے لہذا اللہ تعالی نے ان کو چند مخلص سیاسی رفیق کار بھی دیئے تھے۔ جن میں پیر عبداللطیف زکوڑی شریف، ارباب عبدالغفور خان، میاں محمد شاہ پی، خان غلام محمد خان لوند خوڑ، فدا محمد خان سابق گورنر، ارباب نور محمد خان لنڈی ارباب، ملک دمساز خان بنوں، عبدالمالک خان کافور ڈھیری اور میر اسلم خان خٹک مائی شریف خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ آپ 28 جنوری 1960ء کو ٹریفک کے ایک حادثے کے نتیجے میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

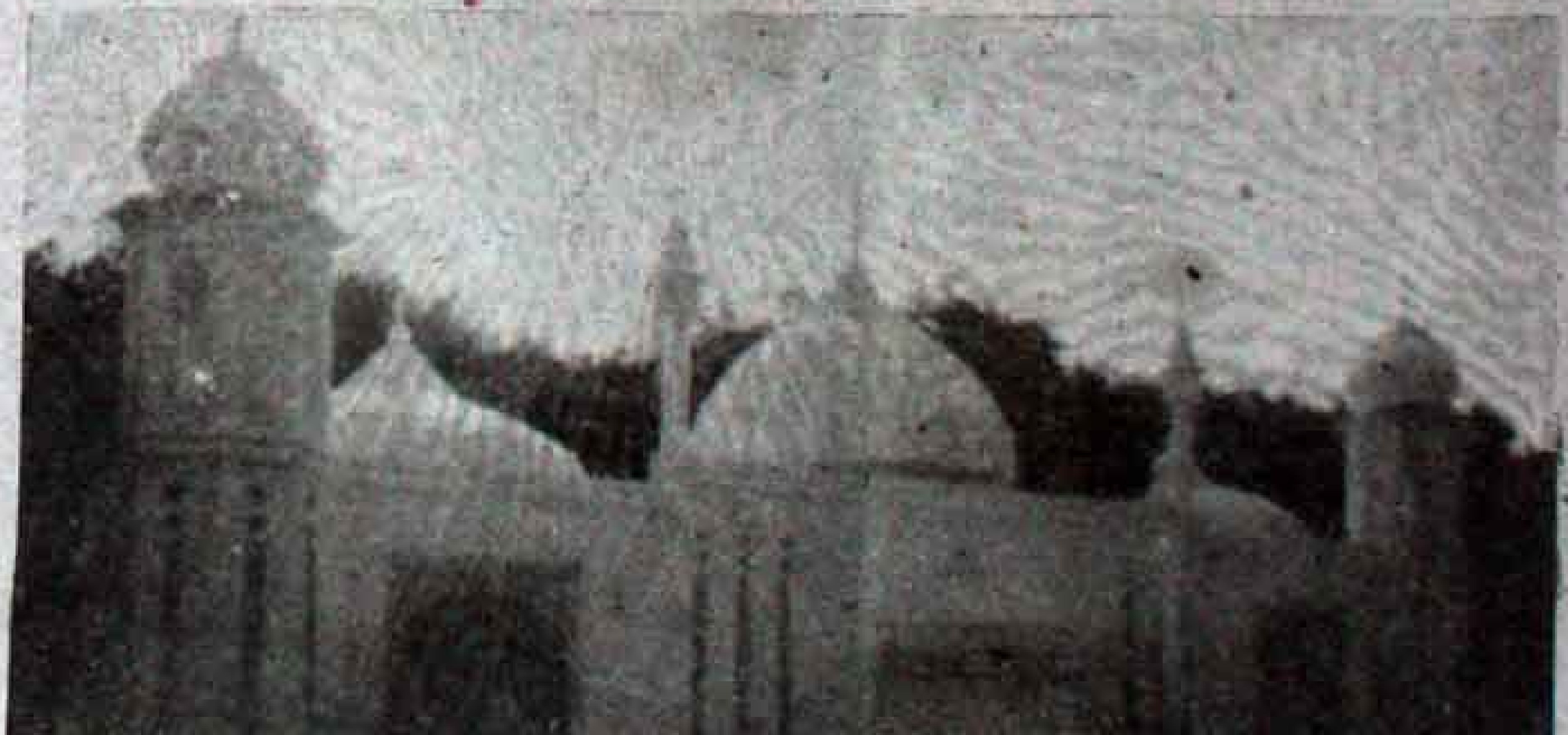

عید گاہ پشاور

marfat.com

مردان

چارسدہ

نیں نوگزے مزارات اور روحانی مقامات

marfat.com

چارسدہ کے قریب بائیس گز لمبا مزار

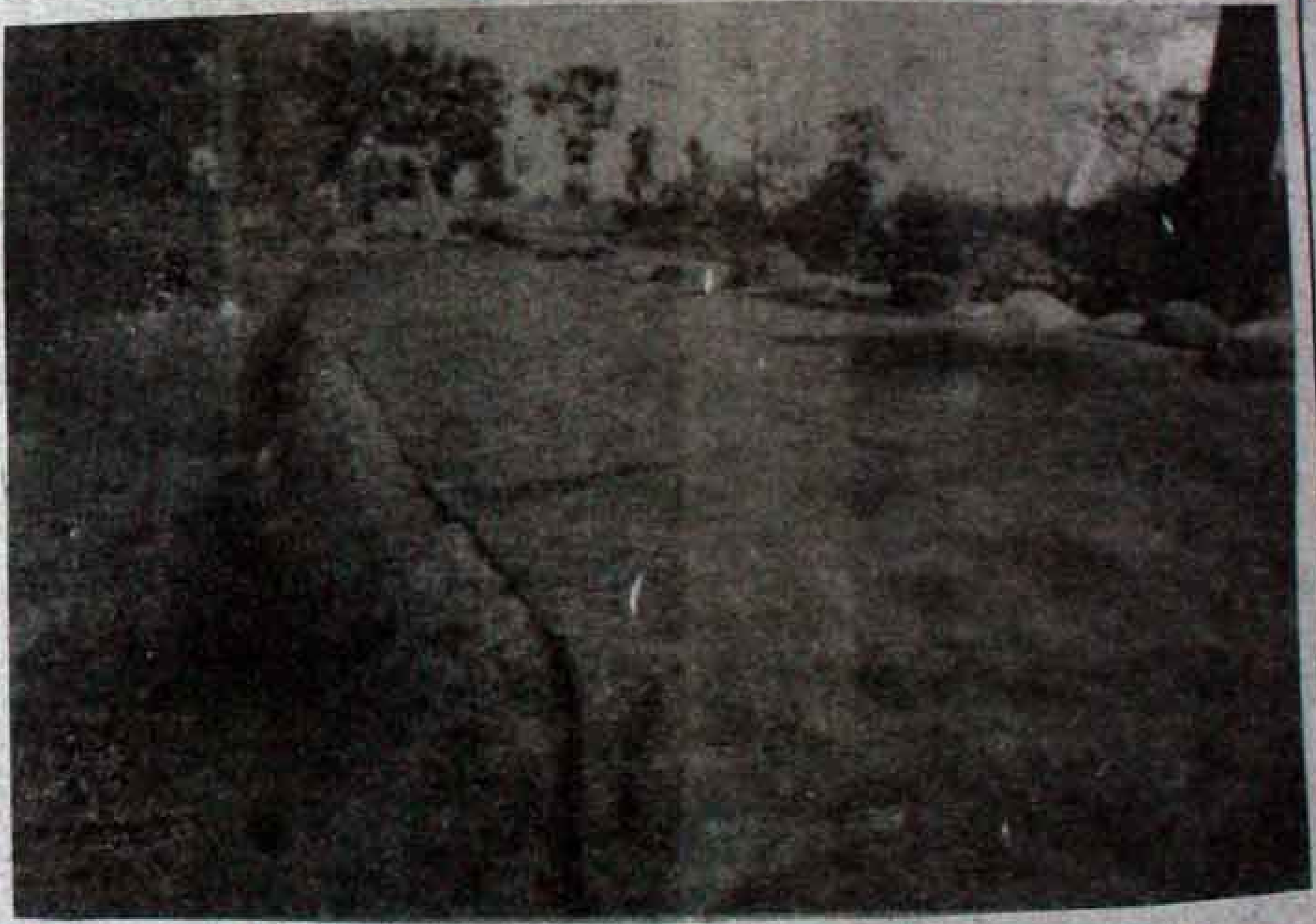

چارسدہ سے جانب شمال مغرب میلوں میں پھیلا ہوا ایک قبرستان ہے۔ اس علاقہ میں سب سے پرانا اور قدیمی خطہ بھی چارسدہ ہے۔ جہاں پرانی تہذیب کے آثار ملتے ہیں۔ یہ مزار چارسدہ سے تھوڑے سے فاصلے پر شمال کی جانب ہے۔ مزار قدرے بلند ٹیلے پر ہے۔ مزار کی لمبائی تقریباً 20 گز کے قریب ہے۔ مزار کچا ہے لیکن لپائی بہت اچھے انداز میں کی گئی ہے۔ مزار کے قریب ایک کنواں بھی ہے۔ مزار کے نگران متولی نے بتایا کہ یہ مزار پشت در پشت ہم دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ یہاں لوگ دور دور سے حاضر ہوتے ہیں۔ مزار کے قریب قدیمی درخت بھی ہے

---

marfat.com

چار سدہ کے قریب حضرت سخی بابا کا نو گز لمبا مزار

یوں تو چار سدہ کا قبرستان میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ قبرستان میں تمام قبریں پتھروں سے تعمیر کی گئی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے پتھر بڑی خوبصوری سے سجائے گئے ہیں۔ چار سدہ سے دو تین میل کے فاصلے پر مغرب کی طرف حضرت سخی بابا کا آستانہ جسے میاں صاحب کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چھت بھی ہے۔ مزار کے قریب ایک عالیشان مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ یہاں دور دراز سے لوگ حاضری دیتے ہیں۔ یہاں لنگر کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ زائرین کے آرام کیلئے کمرے بھی بنائے گئے ہیں۔ سخی بابا کے نو گز لمبے مزار تک جانے کیلئے پختہ سڑک تعمیر کی گئی ہے۔ سڑک کے دونوں طرف قبریں ہی قبریں دکھائی دیتی ہیں۔

marfat.com

چار سدہ کے قریب حضرت سخی بابا کے مزار کے قریب دو نو گز لمبے مزار

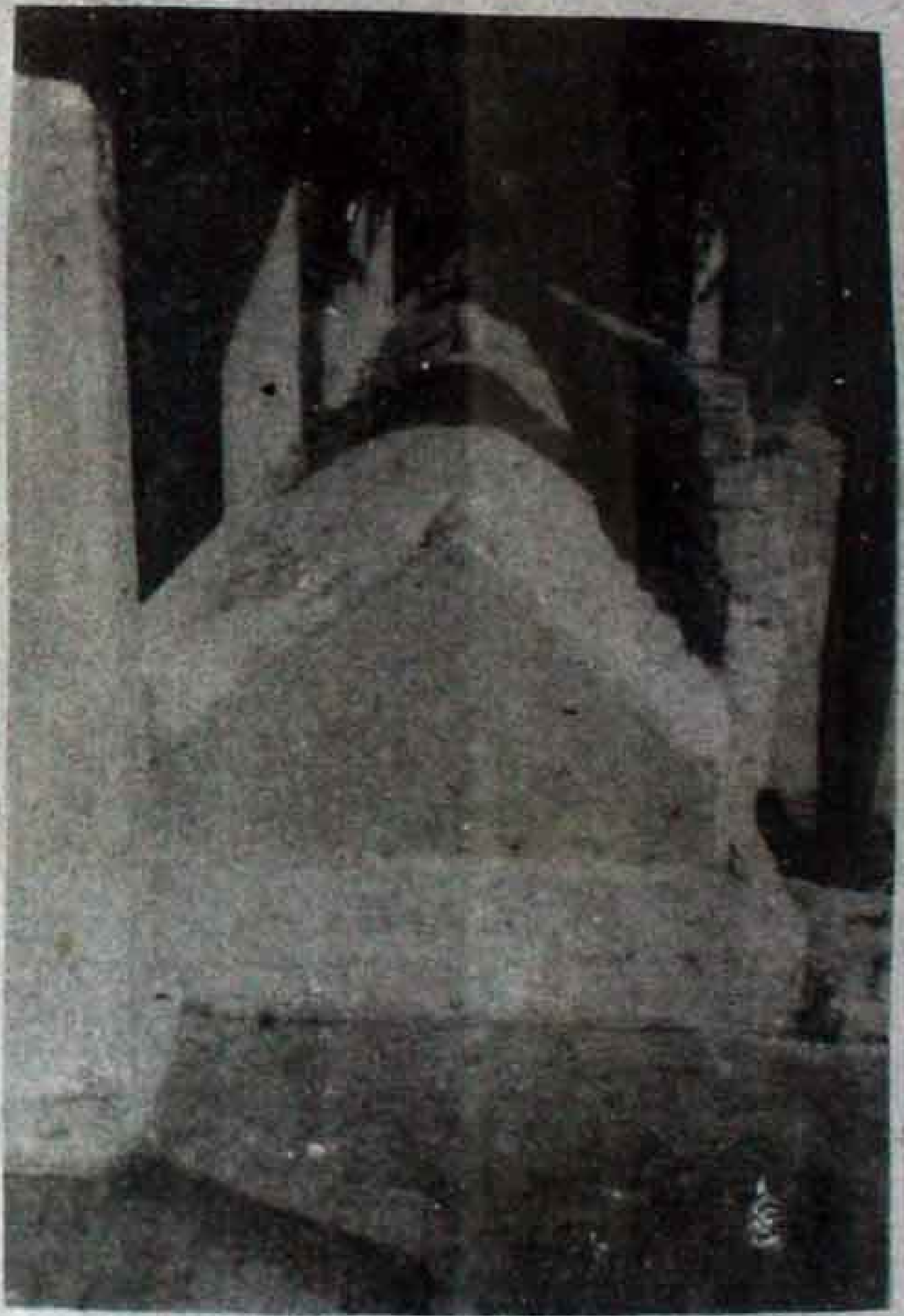

دونوں نو گز لمبے مزار حضرت سخی بابا کے مزار کے قریب مغرب کی طرف ہیں۔ دونوں مزارات کی لمبائی نو گز ہے۔ حضرت سخی بابا کی مزار کے مغرب کی جانب جو نو گز لمبا مزار ہے۔ پختہ تعمیر کیا گیا ہے چھت بھی ہے۔ صاحب مزار کو پرانگ بابا کے نام سے پکارتے ہیں۔ پشتو میں پڑانگ شیر کو کہتے ہیں یعنی صاحب مزار کو شیر بابا کے نام سے پکارتے ہیں۔ تیسرے نو گز لمبے مزار کو جو مسجد کے قریب دیوان بابا کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ مزار بھی نو گز لمبا ہے اور پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔

marfat.com

چارسدہ کے قریب ایک محلہ میں 9 گز لمبا مزار

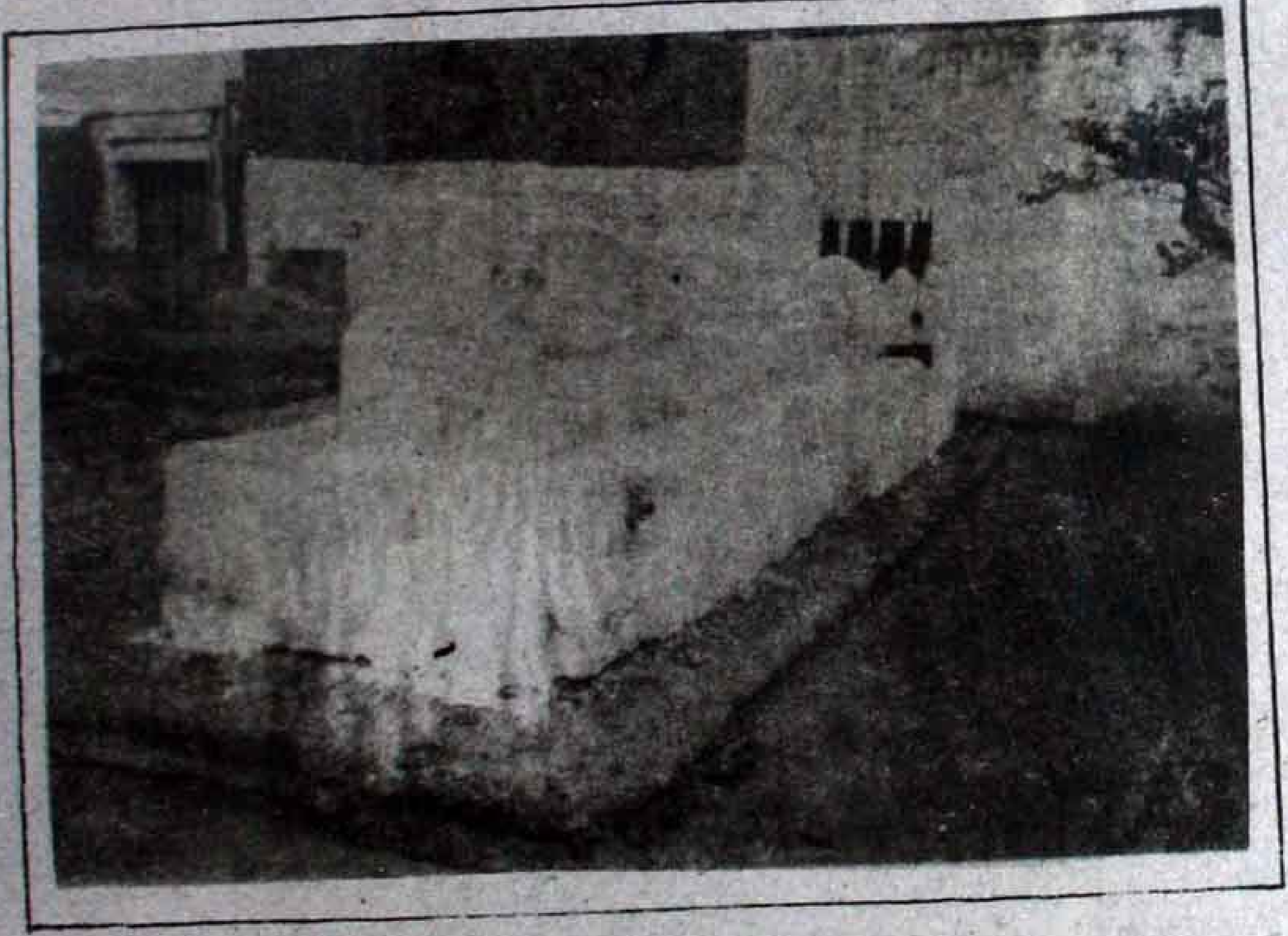

چارسدہ سے ... محلہ کے اندر ایک چھوٹا سا قبرستان ہے۔ اس قبرستان کے قریب ہی ایک بلند ... پر چند قدیمی قبریں ہیں۔ ان میں ایک قبر جس کی لمبائی نو ... کے قریب ہے۔ سفید پتھر سے بنائی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ... کسی زمانہ میں کوئی شہر آباد تھا۔ ... کے شمالی ... جانب ایک آبی گزرگاہ بھی ہے۔ ... سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ کھدائی کے دوران بنیادوں کے آثار ملے ہیں۔

===

marfat.com

چارسدہ کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار

یہ مزار بھی چارسدہ کے قبرستان میں ہے۔ راقم جب اس مزار پر تصویر لینے اور حالات معلوم کرنے کے لئے پہنچا تو ایک بزرگ مزار کے قریب قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے جب ان سے صاحب مزار کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ اللہ کے بزرگ بڑی ہستی والے ہیں۔ یہاں حاضر ہونے سے دینی دنیاوی فیض حاصل ہوتا ہے یہ مزار بھی پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر چھت بھی ہے

==

marfat.com

چارسدہ کے قبرستان میں 3 نو گز لمبے مزار

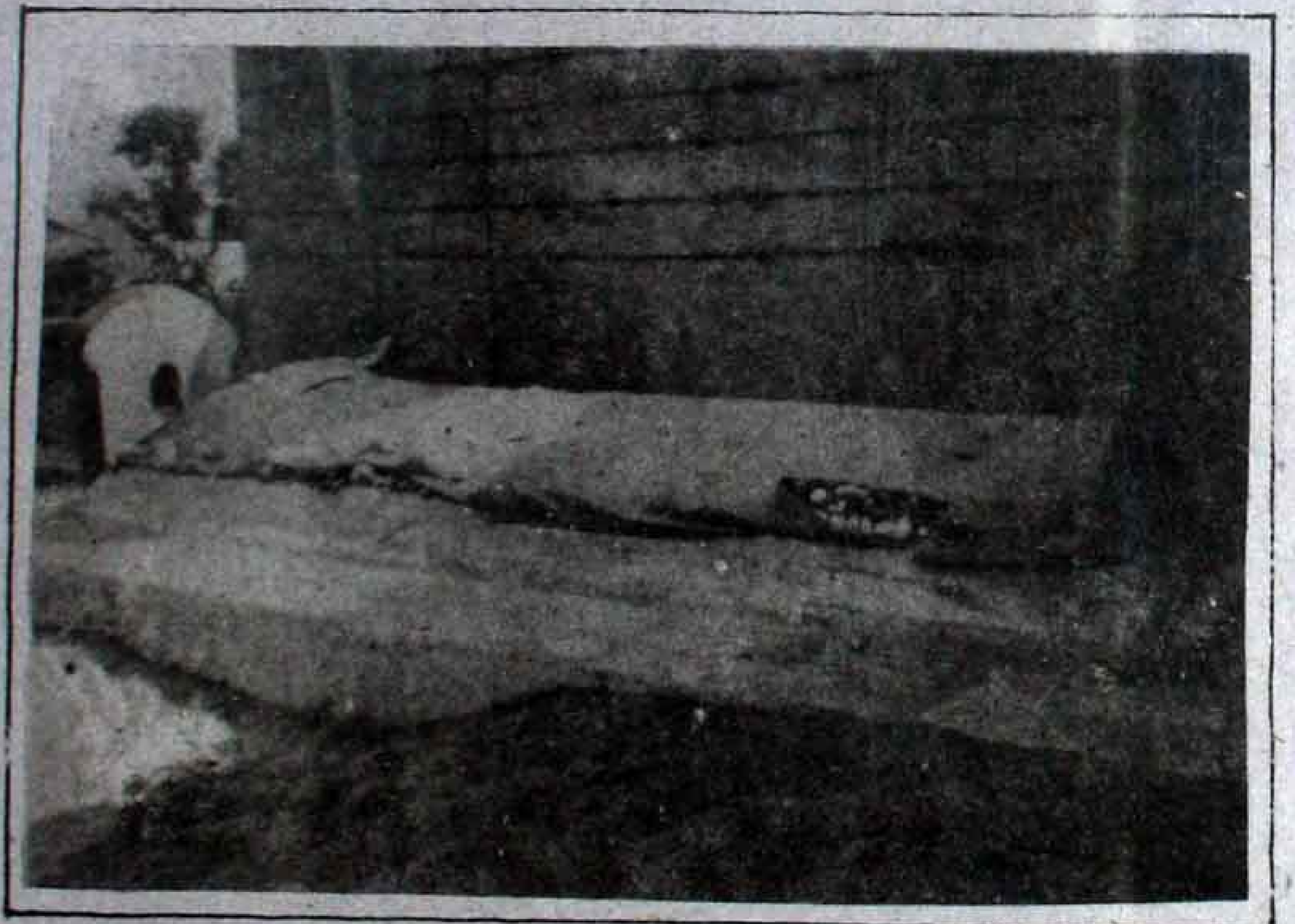

یہ مزار چارسدہ کے قبرستان سے مغرب کی جانب ہیں۔ مزار کے احاطہ میں ایک آستانہ بھی قائم ہے۔ جو میاں صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ ایک 9 گز لمبا مزار جو پختہ تعمیر ہے اس پر چھت بھی ہے۔ دوسرا مزار مغرب کی جانب ہے یہ بھی 9 گز لمبا مزار ہے لیکن اس پر چھت نہیں ہے۔ تیسرا مزار کھلے میدان میں ہے یہ بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ ان مزارات کے اندر زائرین کے قیام اور آرام کیلئے کمرے بھی ہیں۔ مسجد بھی ہے۔ صوبہ سرحد میں چارسدہ کا یہ قبرستان میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ قبریں پتھروں سے تعمیر کی گئی ہیں۔ مختلف رنگ کے پتھر [illegible] میں چنے گئے ہیں کہ دور سے نقش و نگاری کی عکاسی کرتے ہیں۔ چارسدہ کے اس قبرستان میں کئی اور 9 گز لمبے مزارات بھی ہیں۔

===

پانچ دریاؤں کی سرزمین
چارسدہ اور تخت بائی کے کھنڈرات

****

پشاور کے قریب چارسدہ کا علاقہ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ہے۔ پانچ چھوٹے دریا اس خطہ میں بہتے ہیں بدھ مت کی تاریخ کے آثار اس علاقہ میں جا بجا پائے جاتے ہیں۔ چارسدہ کو اب ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ قدیم زمانہ میں چارسدہ کو پشکلاوتی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس شہر کو پشکارا نے جو بھاوٹ کا بیٹا اور راما کا بھتیجا تھا نے دریافت کیا۔ بدھ کے دور میں یہ اس علاقہ کا دار الخلافہ تھا ماضی میں یہ شہر تقریباً اڑھائی میل کے رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ قریبی پہاڑیوں میں بدھ دور کے مندر بھی پائے جاتے ہیں بدھ مت کے پیروکاروں کے مطابق یہاں گوتم بدھ نے اپنی تعلیمات کا آغاز کیا چارسدہ کے لیے نوشہرہ مردان اور پشاور سے بھی سڑکیں جاتی ہیں۔ قلعہ بالا حصار اور شاہی باغ کے نزدیک جی ٹی روڈ سے لنک سڑک چارسدہ کیطرف جاتی ہے۔ سڑک کا آغاز چوک باچاخان سے ہوتا ہے۔ چوک باچہ خان میں سرحد کے مشہور قوم پرست راہنما خان عبدالغفار خان عرف باچاخاں کا مجسمہ اور ان کی تعلیمات تصویر کی شکل میں نصب کی گئی ہیں۔ خان عبدالغفار خان ساری زندگی انگریز سامراج اور امریکی سامراج کے پٹھوؤں سے نبرد آزما رہے۔ خدائی خدمتگار تحریک کے راہنما زندگی بھر اصولوں پر ڈٹے رہے۔ سامراج کے خلاف سینہ سپر رہ کر وطن کی آزادی

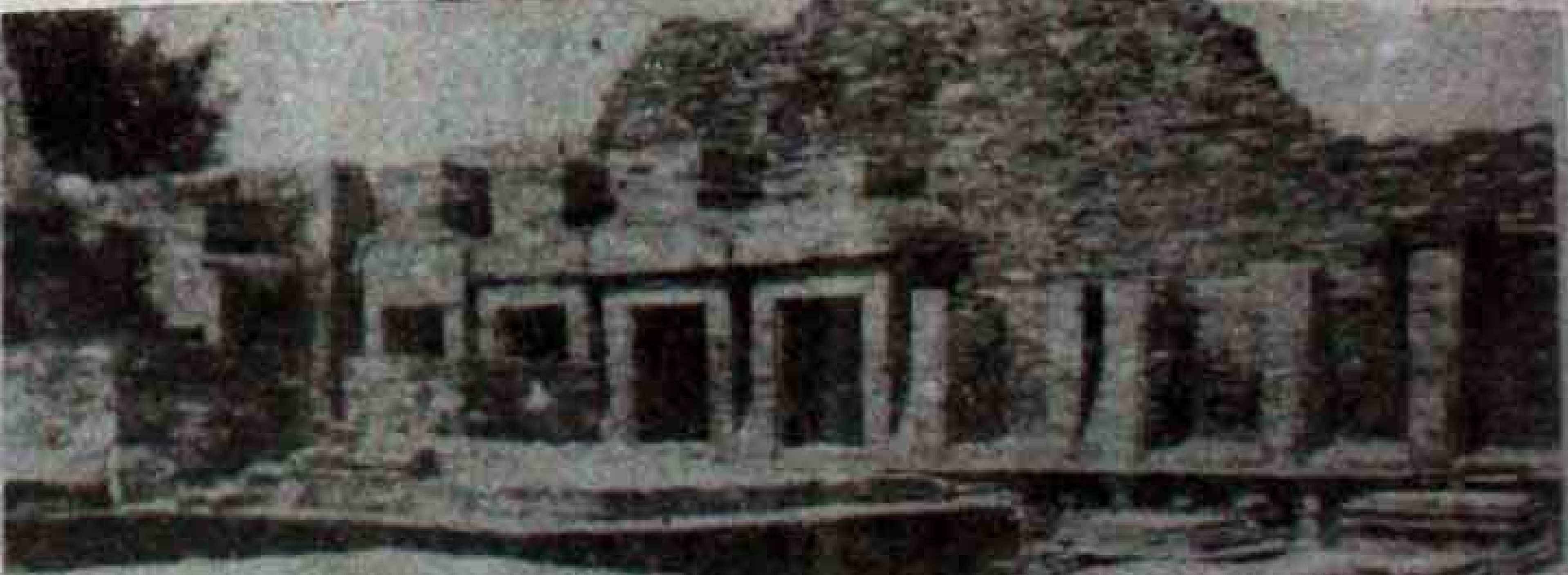

تخت بائی کے کھنڈرات

marfat.com

کے لیے جدوجہد کی قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں بھی جیل میں اسیر رہے۔ اس عظیم راہنما نے وقت کے فرعونوں کے ساتھ سودے بازی نہیں کی۔ چوک باچاخاں سے ایک سڑک اصحاب بابا کی طرف جاتی ہے۔ یہاں ایک اللہ کے برگزیدہ روحانی شخصیت کا 1 گز لمبا مزار ہے چوک باچاخان سے دوسری سڑک چارسدہ کی طرف جاتی ہے اس مردم خیز خطہ نے بڑی شخصیات کو جنم دیا۔ پشاور سے چارسدہ تک سڑک کے دونوں کنارے گنے اور دیگر اجناس کے کھیت اس کی زرخیزی اور شادابی کی گواہی دیتے ہیں پانچ دریاؤں نے اس خطہ کو خوشحال بنا دیا ہے دور دور تک سرسبز اور شاداب فصلیں نظر آتی ہیں۔ دریاؤں سے نکالی گئی نہریں اور پانی کے چھوٹے چھوٹے نالے مٹی سے سونا پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں صدیوں سے بہنے والے دریاؤں کے ٹھنڈے میٹھے اور صاف شفاف پانی کی وجہ سے یہ علاقہ حملہ آوروں اور تجارتی قافلوں کی گزرگاہ رہا۔ اتمان زئی ہشت نگر جیسے علاقہ بھی اس سرزمین میں واقع ہیں۔ سڑک کے کنارے دریاؤں کے نزدیک مچھلی کی دکانیں ہیں اس علاقہ کی مچھلی بڑی لذیذ اور ذائقہ دار ہوتی ہے ان دریاؤں کا پانی انسانی صحت کے لیے لاجواب ہے۔ پشاور اور چارسدہ کے درمیان بہنے والے دریاؤں، دریائے شاہ عالم، دریائے ناگمان، دریائے سردویاب، دریائے خیالی، دریائے جنڈی بہتے ہیں۔ دریائے شاہ عالم، ناگمان سردریاب دریائے کابل سے نکلتے ہیں جبکہ دریائے خیالی اور دریائے جنڈی سوات سے نکلتے ہیں ایک مقام پر یہ سارے دریا دریائے کابل میں مدغم ہو جاتے ہیں۔

چارسدہ اور صوبہ سرحد میں قبروں کو مختلف رنگوں سے تعمیر کیا جاتا ہے

marfat.com

چارسدہ کا قبرستان کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے اور قبرستان [illegible] میان سے کئی سڑکیں گزرتی ہیں تمام سڑکیں پختہ ہیں اور مختلف علاقوں میں جاتی ہیں چارسدہ کے قبرستان دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لاکھوں کی تعداد میں انسان دفن ہیں اس قبرستان میں چند 9 گز لمبی قبریں بھی ہیں - چارسدہ کے قریب کی تقریباً 18 گز لمبی ایک قبر ہے مقامی لوگ اسے چہل گزی بابا کے نام سے پکارتے ہیں گردونواح کے لوگ یہاں حاضری دیتے ہیں اس کے علاوہ چارسدہ کے قبرستان میں حضرت تخی بابا کا 9 گز لمبا مزار ہے - جو پختہ ہے اور چھت بھی ہے - دوسرا مزار مغرب کی جانب ہے - اس کی لمبائی بھی 9 گز ہے - پڑانگ بابا شعر کو پشتو میں پڑانگ کہتے ہیں - مسجد کے باہر بھی 9 گز لمبی قبر ہے جو دیوان بابا کے نام سے مشہور ہے اس قبرستان میں تین اور نو گزی قبریں ہیں جو یکجا ہیں راجڑ قلعی کے درمیاں قمر بابا کا لمبا مزار ہے اور محلہ قاضی خیل میں چند 9 گز قبریں ہیں یہاں ایک تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں اس ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔
چارسدہ زرعی اور صنعتی علاقہ ہے - یہاں چارسدہ شوگر مل چارسدہ پیپر مل، ٹیکسٹائل جیسی صنعتیں ہیں گنا اور تمباکو کی بہت بڑی منڈی ہے - شب قدر چارسدہ کا اہم قصبہ ہے - سکھوں کے دور میں یہاں ایک قلعہ بھی تعمیر ہوا تھا - شب قدر کے علاوہ تنگی اس علاقہ کا مشہور قصبہ ہے جو پشاور سے 29 میل کے فاصلے پر ہے - یہ علاقہ بھی گنا اور تمباکو کے لیے موزوں ہے دریائے سوات بھی قریب سے گزرتا ہے اسی علاقہ میں ٹوتم

چارسدہ میں نوگزی قبر

marfat.com

بدھ اور ہندوؤں کے دور کے کھنڈرات بھی پائے جاتے ہیں اس علاقہ میں گروہ گورکھ ناتھ کی آمد کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ راجڑ سے تخت بائی تقریباً 22 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ تخت بائی مردان سے 9 میل کے فاصلے پر ہے اور ریلوے لائن یہاں سے گزر کر درگئی کی طرف جاتی ہے تخت بائی کے قریب

پہاڑوں میں بدھ مت دور کے آثار پائے ہیں تخت بائی کا مطلب بہار جیسے خوشنما پہاڑ یہ حقیقت ہے راقم نے جب ان پہاڑوں پر چند لمحے گزارے تو تخت گرمی میں ہوا کے جھونکے مسلسل تروتازہ رکھتے رہے۔ جہاں یہ کھنڈرات ہیں اس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں صرف شمال کے جانب سرسبز درختوں کے جھنڈ نظر آتے ہیں پہاڑوں کی چوٹی پر بیٹھ کر اس دلکش منظر کا نظارہ اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے بہت سرور حاصل ہوتا ہے۔ 200 سال قبل مسیح راجہ ورتھ جو علاقہ گدائے کا بادشاہ تھا تخت بائی اس علاقہ کا دارالحکومت تھا۔ پہاڑوں کے درمیاں بدھ دور کی عبادت گاہیں اسٹوپہ اور دیگر دور کی عمارتیں ہیں۔ مرکزی سٹوپہ بدھ مت کے پیروکاری کی عبادت گاہ کے درمیان ایک چھوٹی سی ڈبیہ کے اندر بدھ مت کے برکات رکھے جاتے تھے۔ پوری دنیا سے بدھ مت کے پیرکار بالخصوص جاپان اور دوسرے ممالک سے بدھ مت کے ماننے والے یہاں بڑی عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں مرکزی عبادت گاہ کے قریب واٹر ٹینک مجسمے رکھنے کے لیے کمرے ہیں سب سے بڑی بات کہ میٹھے پانی کے چشمے کی وجہ سے یہ علاقہ ماضی میں آباد تھا۔ یہاں ایک تہ خانہ بھی ہے جس

راقم تخت بائی کھنڈرات میں تحقیقی مواد جمع کر رہا ہے

marfat.com

کی خاصیت یہ ہے کہ گرمیوں میں سرد اور سردیوں میں گرم رہتا ہے تہہ خانے کے باہر ایک ہال کی دیوار میں روشندان رکھے گئے ہیں۔ یہ روشندان اس انداز سے نصب کیے گئے ہیں ایک کمرہ میں صبح کے وقت روشنی ہوتی ہے دوسرے میں دوپہر کے وقت اور تیسرے میں عین سہ پہر کے وقت روشنی ہوتی ہے یہ روشندان عبادت گزار کو بتا دیتا ہے کہ اب سورج غروب ہونے والا ہے۔ تہہ خانے کو پتھروں کو تراش کر تعمیر کیا گیا ہے جسکے چھوٹے چھوٹے دروازے ہیں۔ جہاں انسان بیٹھ سکتا ہے۔ اور لیٹ سکتا ہے۔ قریبی پہاڑی میں غار بھی نظر آتی ہے محکمہ آثار قدیمہ کھدائی کرے تو کسی تہذیب کے آثار مل سکتے ہیں ایک کمرہ میں ٹوٹے پھوٹے مجسمہ کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ پاؤں اور دیگر اعضاء کے مطابق یہ مجسمے بہت زیادہ قد آور تھے اس دور میں جب کسی کی منت مراد پوری ہوتی تو وہ یہاں چھوٹے چھوٹے کمرے تعمیر کیا کرتے تھے۔ ایک چھوٹے بورڈ پر یہ تحریر درج ہے۔ کسی کی منت پوری ہونے پر یہ اسٹوپہ تعمیر کیا گیا۔ تمام عمارتیں پتھروں کو تراش کر تعمیر کی گئی ہیں۔ کالے پتھر سے تراشی ہوئی ایک مورتی بھی ایک کمرہ میں رکھی ہوئی ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ کے ملازم کے مطابق یہ کھنڈرات 1931ء میں مرمت کیے گئے۔ یہ کھنڈرات خانقاہ اسمبلی ہال، باورچی خانہ، کمرہ طعام، مرکزی اسٹوپہ، تین اسٹوپہ کا صحن، تہہ خانہ دیو ہیکل دیوار، چشمہ، سیڑھیوں پر مشتمل ہیں۔ ان پہاڑوں کے پتھر میں یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ پہاڑ کھودنے سے اس کی تہہ سے پتھروں کی ٹکڑیاں جو قدرتی طور پر تراشی ہوئی ہوتی ہیں برآمد ہوتی ہیں۔ ان پتھروں کو تھوڑی سی محنت

marfat.com

کے بعد حسب منشاء تعمیرات کے لیے تیار کر لیا جاتا ہے ۔ یہ کھنڈرات بھی ان پہاڑوں سے ملنے والے پتھر سے تعمیر کیے گئے ہیں ۔ وطن عزیز میں آثار قدیمہ کا یہ قیمتی آثاثہ مکمل دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تخت بھائی کے ان کھنڈرات کے بارے میں جو کتابیں یہاں برائے فروخت رکھی گئی ہیں بہت قیمتی ہیں محکمہ آثار قدیمہ سستی اور معلوماتی کتابیں مہیا کرے ۔ تخت بھائی سے ایک سڑک سخا کوٹ ، درگئی ، مالا کنڈ ، بٹ خیلہ ، بری کوٹ ، مینگورہ ۔ سید شریف ، سوات کی طرف جاتی ہے ۔ راستہ میں بدھ مت کے دور کا شنگر دار سٹوپا دکھائی دیتا ہے ۔ جو سفید پتھروں کو تراش کر تعمیر کیا گیا ہے ۔ کافی

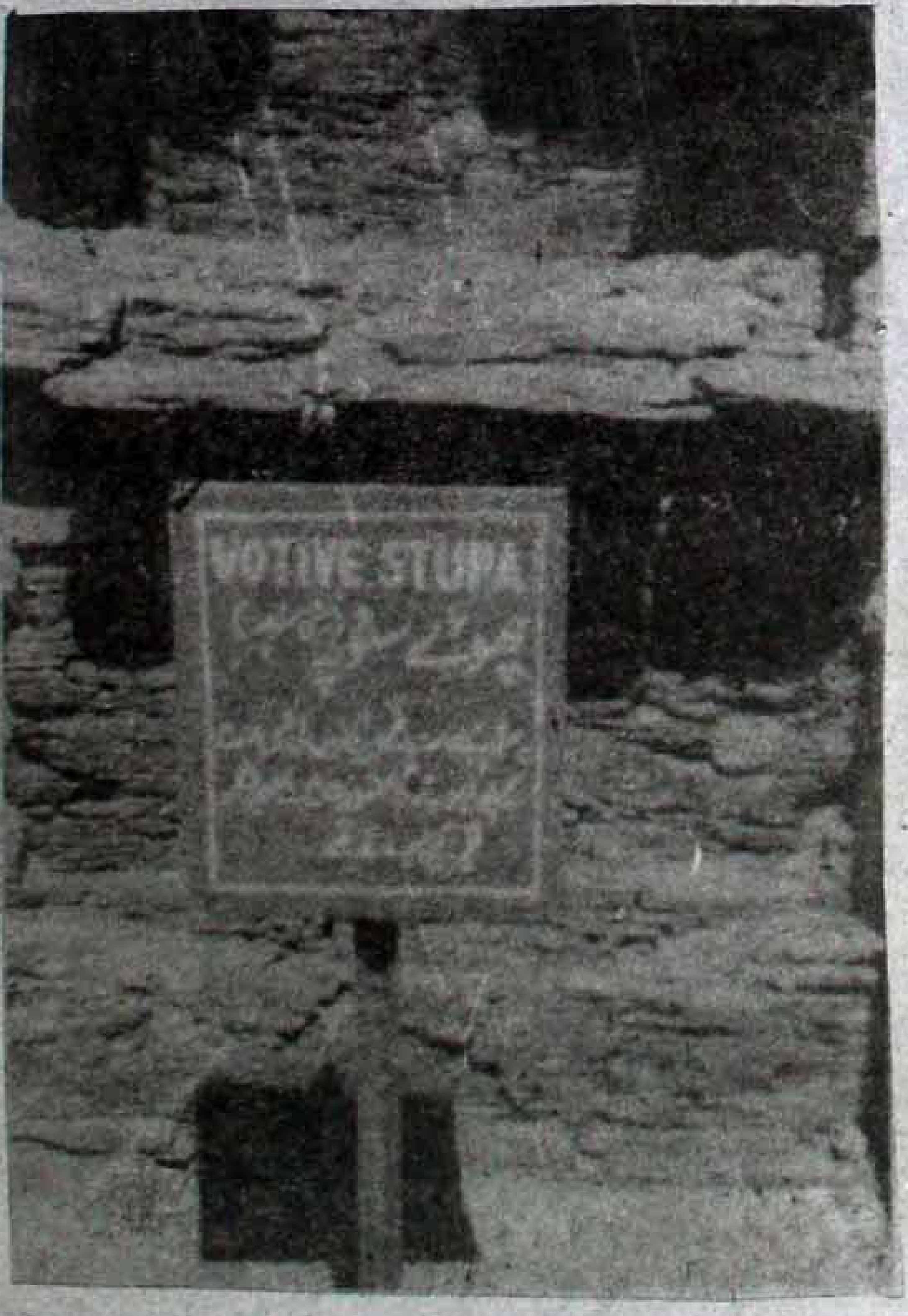

marfat.com

صوبہ سرحد کا قدیمی تاریخی شہر مردان

****

گندارہ تہذیب کے قدیمی تاریخی کھنڈرات مردان کے گردونواح پائے جاتے ہیں ۔ مردان کو آجکل ڈویژن کا درجہ حاصل ہے ۔ یہ بذریعہ سڑک ، نوشہرہ چارسدہ کے ساتھ ملا ہوا ہے ۔ نوشہرہ سے ریل گاڑی بھی مردان کے لئے جاتی ہے اور نوشہرہ سے 14 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ۔ یہ شہر کل پانی کی آبی گزرگاہ کے کنارے ہے ۔ یہ شہر اپنے اندر کئی تہذیبوں کو لئے ہوئے ہے ۔ قلعہ بھی ہے ۔ اب اس شہر کو جدید خطوں پر تعمیر کیا گیا ہے ۔ بڑے بڑے شاپنگ سنٹر بکٹ گنج ، خواجہ گنج ، سرفراز گنج ، سرتاج گنج ، برکت گنج ، بازار شہیداں ، شنکر بازار ، شمسی بازار یہاں چنے کے کارخانے بھی ہیں ایشاء کا سب سے بڑا چینی کا کارخانہ مردان میں ہے ۔ زمین زرخیر ہے ۔ زیادہ تر فصل گنا کاشت کی جاتی ہے ۔ گنا بیلنے کے سیزن میں یہ گنا شوگر ملوں کو روانہ کیا جاتا ہے ۔ چینی کے بعد یہاں سگریٹ کے کارخانے قائم ہیں ۔ پاکستان میں سگریٹ کے بڑے بڑے کارخانے مردان میں ہیں ۔ اس خطہ میں اعلی قسم کا تمباکو کاشت کیا جاتا ہے ۔ مردان کے گردونواح قدیمی شہر ہیں ۔ ان میں تخت بھائی کے کھنڈرات میں گوتم بدھ کے مجسمے اور فن سنگ تراشی کے اعلی نمونے یہاں برآمد ہوئے ہیں ۔ مردان کے قریب شہر بہلول ہے ۔ یہاں بھی پرانے کھنڈرات

جنگ میں مارے گئے انگریز فوجیوں کی

marfat.com

اور گندارہ تہذیب کے اعلیٰ قسم کے نوادرات دستیاب ہوئے ہیں ۔
یہاں سے اشوکا اور کوشان بادشاہ کے دور کے سکے کافی تعداد میں ملے ۔ مردان سے تقریباً 8 میل مشرق کی جانب مشہور ، قدیمی شہر شہباز گڑھی ہے ۔ جو رستم ، بنیر سوات روڈ پر واقع ہے ۔ مقامی روایات کے مطابق اس شہر کا نام حضرت شہباز قلندرؒ کے نام پر رکھا گیا ہے ۔ کابل اور ہندوستان کو ملانے والی سڑک یہاں سے گزرتی تھی ۔ چینی مشہور سیاح ہیون کی آمد یہاں بیان کی جاتی ہے ۔ جس میں اسے پولو شاہ کا نام دیا ۔ یہ اپنے وقت میں بہت اہم شہر تھا ۔ سڑک کے کنارے محکمۂ آثار قدیمہ نے ایک بورڈ نصب کر رکھا ہے ۔ جس پر یہ اشوکا کے فرمودات تحریر ہیں ۔
اشوکا کے دور کے کھنڈرات اور پتھروں پر تحریریں درج ہیں ۔ 500 صدی عیسوی میں یہاں عظیم الشان شہر تھا ۔ مقامی روایات کے مطابق ان پہاڑوں میں سونے کا گھوڑا بھی دفن ہے ۔ شہباز گڑھی کے ساتھ گوتم بدھ کی کئی

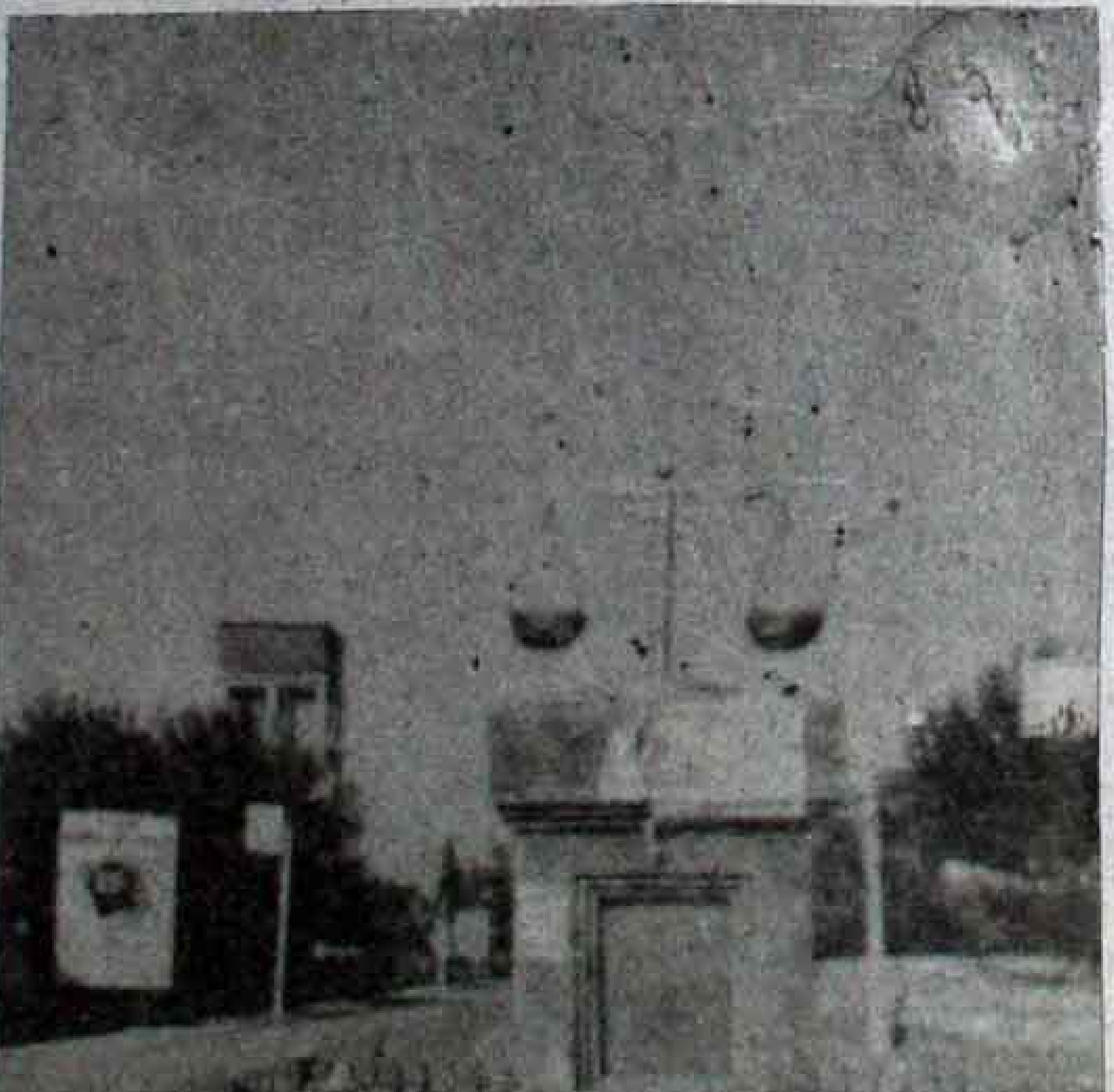

کچہری چوک مردان عدل کا نشان نمایاں ہے

marfat.com

روایات منسوب ہیں۔ کہ گوتم بدھ نے اپنے پہلے جنم میں یہاں اپنے بیوی بچوں کی خیرات کی۔ یہاں گوتم بدھ کی خانقاہیں ہیں اور ایسے کمرے بھی ہیں جہاں اس کے بیوی بچوں نے قیام کیا۔ مردان ہی سے آٹھ میل کے فاصلے پر جمال گڑھی کا قدیم شہر ہے۔ یہاں بھی بدھ دور کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ یہاں بھی گوتم بدھ کے کئی مجسمے برآمد ہوئے۔ یہ مجسمے مختلف عجائب گھروں میں رکھے ہوئے ہیں۔ پاکستان ٹیلی ویژن اسلام آباد سنٹر نے 5-9-96 کو شام کی نشریات میں شہباز گڑھی اور جمال گڑھی کے بارے میں ان دونوں شہروں کو گوتم بدھ کے دور کے اہم شہر قرار دیا۔ اس خطہ سے چین، کوریا، جاپان اور دوسرے ممالک میں گوتم بدھ کی تعلیمات خوب پھیلیں اور 1902ء 1908ء میں کھدائی کے دوران گوتم بدھ کے ایسے مجسمے بھی ملے کہ گوتم بدھ نے حق کی تلاش میں کئی ماہ تک کچھ کھایا پیا نہ تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا پیٹ کمر کے ساتھ چپکا ہوا نظر آتا ہے۔ آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی ہیں۔ پسلیوں کی ہڈیاں نمایاں نظر آتی ہیں۔ بلکہ خون کی نالیاں بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔ (فاسٹنگ بدھ) کی داڑھی بھی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے، گندارہ تہذیب میں سنگ تراشی کے ذریعے گوتم بدھ کے مختلف دور پتھروں پر تراش کر بنائے گئے ہیں۔ گوتم بدھ کا پیغام دنیا میں دور دور تک پھیل گیا۔ گوتم بدھ کی تعلیمات میں کہا گیا ہے کہ دنیا دکھوں کا گھر ہے۔ کسی جاندار کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ نیک عمل کرو گوتم بدھ ایک شہزادہ تھا۔ ایک روز تیز دھوپ میں اس نے دیکھا کہ ایک کمزور اور لاغر کسان لاغر بیلوں کی جوڑی کے ساتھ زمین

مردان کے چوک میں تاریخی یادگار بندوق، کلہ، پگڑی اور پتھر کا نشان بہادری کی علامت کرتا ہے

marfat.com

کاشت کر رہا ہے۔ سخت گرمی ، بھوک پیاس کسان اور اس کے بیل دنیا داری میں مصروف ہیں۔ اس حادثہ نے گوتم بدھ کو اتنا متاثر کیا کہ اس نے بادشاہی چھوڑ کر جنگل کا رخ کیا۔ اور پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ کر ریاضت میں مشغول رہا اور آخر کار اسے روشنی مل گئی۔ اس وقت کے دکھی ، غریب اور مظلوم عورتوں نے سب سے پہلے گوتم کی آواز پر لبیک کہا پشاور سوات دیر مردان اور ٹیکسلا میں گوتم بدھ کے دور کے بڑے شہر اور درسگاہیں دریافت ہوئیں۔

شہباز گڑھی کے قریب ہی اسٹوپا میں بھی قدیمی کھنڈرات اور ایک ایسا مندر بھی ہے. جہاں سورج کی پوجا کی جاتی تھی۔ اس مندر کی تیس کے لگ بھگ سیڑھیاں ہیں۔ مندر میں داخل ہونے کے لئے علیحدہ علیحدہ راستے ہیں۔ مقامی روایات کے مطابق جب عورتیں راہزنوں کے ہاتھ آگئیں۔ ان کی بددعا سے وہ لوگ پتھروں کی شکل میں بدل گئے۔

جمال گڑھی کے قریب ہی سوالدیر تقریباً 5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں بھی گوتم بدھ کے دور کے کھنڈرات اور کسی بڑے شہر کے آثار پائے جاتے ہیں۔ لاہور کے عجائب گھر میں رکھی ہوئی مورتیاں بھی اس شہر سے دریافت ہوئیں پہلی صدی عیسوی کے سکے بھی اس شہر سے دریافت ہوئے۔ مردان سے تقریباً 13 کلومیٹر کے فاصلے پر نواں کلی کا قصبہ ہے۔ جس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ یہاں محمود غزنوی کا وزیر ایاز دفن ہے۔ ان تاریخی شہروں کے علاوہ صوابی ، ٹوپی مشہور شہر ہیں۔ اسلامیہ کالج پشاور کے بانی سر عبدالقیوم کا تعلق ٹوپی سے ہے۔ مردان شہر

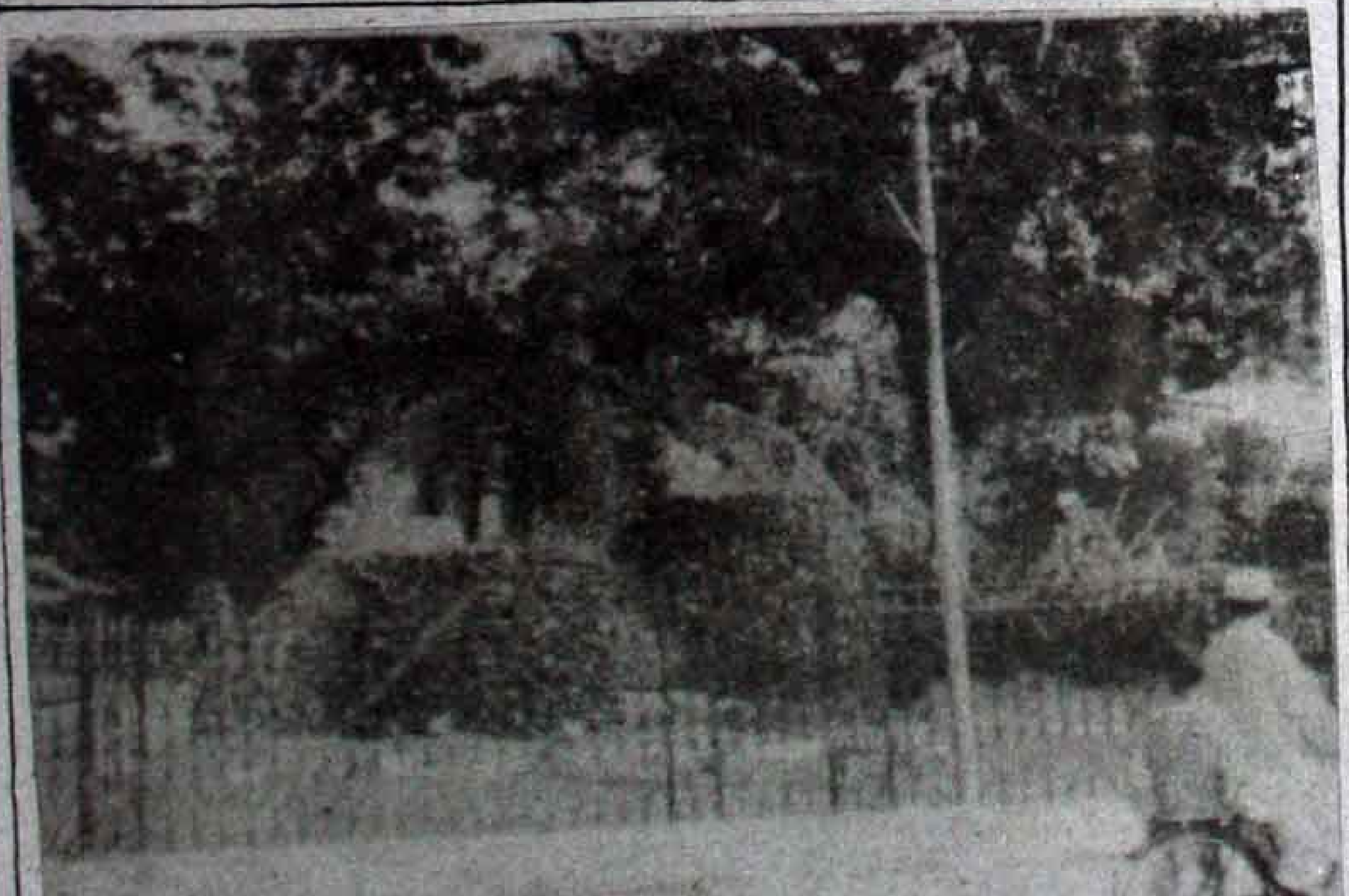

marfat.com

کے وسط میں انگریزوں کے دور کی تعمیر کردہ ایک یادگار بھی ہے۔ جو 3 ستمبر 1879ء میں معرکہ کابل میں مارے جانے والوں کی یاد میں تعمیر کی گئی ہے۔ اس یادگار پر مارے جانے والوں کے نام درج ہیں۔ باغیچہ کے وسط میں پانی کا تالاب بھی ہے۔ ڈویژن کا درجہ ملنے پر مردان کی تعمیر و ترقی میں نمایاں توجہ دی گئی ہے۔ شہر کی سڑکیں کشادہ ہیں۔ کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور دیگر محکموں کے دفاتر ہیں۔ زراعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ صنعتی شہر ہونے کی وجہ سے مردان نے بہت ترقی کی ہے یہاں کئی اولیاء کرام کے مزار بھی ہیں۔

marfat.com

گندھارا
تہذیب
تصاویر کے آئینے میں

marfat.com

گندھارا تہذیب کی کہانی

****

پاکستان کا شمال مغربی خطہ گندھارا تہذیب کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ اس خطہ میں فن بت تراشی کی روایت نے جنم لیا۔ گوتم بندھ نے بدھ مذہب کی بنیاد رکھی۔ گوتم بدھ کے پیروکاروں نے فن سنگ تراشی سے گوتم بدھ کی تعلیمات کو دنیا بھر میں پھیلایا۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں آج بھی گوتم بدھ کے ماننے والا موجود ہیں۔ ٹیکسلا، تخت بائی، سوات، دیر، شہباز گڑھی کا علاقہ بدھ مت کا مرکز رہا ہے۔ زرخیز شاداب زمین پانی کے ٹھنڈے میٹھے چشموں، دریاؤں، آبی گزرگاہوں کی وجہ سے یہ علاقہ بادشاہوں اور شہنشاہوں کا مسکن رہا۔ سکندر اعظم نے اس علاقہ میں قیام کیا۔ اس علاقہ کے کھنڈرات بیس ہزار سال قبل مسیح کی تہذیب کا پتہ دیتے ہیں۔ کراچی، لاہور، پشاور، دیر سوات، ٹیکسلا کے عجائب گھروں میں رکھے ہوئے مجسمے گندھارا تہذیب کا نفیس اور اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں۔ نوادرات کا یہ قیمتی خزانہ اپنے اندر کئی داستانیں لئے ہوئے ہے۔ گوتم بدھ کی وفات کے بعد فن سنگ تراشی اور مجسموں کے ذریعے بدھ کی تعلیمات کو پتھروں کو تراش کر اس علاقہ میں پھیلایا گیا۔ ان علاقوں میں بدھ دور کی یونیورسٹیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ گندھارا تہذیب کی درسگاہیں متبرک خانقاہیں، اسٹوپے، عبادت گاہیں اس دور کی شان و شوکت کی عکاسی کرتی ہیں۔ دنیا بھر سے سیاح اور گوتم بدھ کے ماننے والے پوری عقیدت اور احترام کے ساتھ ان مقامات پر حاضری دیتے ہیں۔ پانی کے چشمے ہزاروں سال گزرنے کے باوجود اسی طرح رواں دواں ہیں۔ ان وادیوں کو پہاڑوں نے چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ سوات دیر اور تخت بھائی کے کھنڈرات جن پہاڑوں میں ہیں وہاں سخت گرمی میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے انسان کو تر و تازہ رکھتے ہیں۔

marfat.com

گوتم بدھ

گوتم ایک کھتری شہزادہ اور کپل وستو (واقع نیپال کی ترائی) کے راجہ شدھودن کا بیٹا تھا۔ اس کا اصلی نام سدھارتھ تھا۔ بڑے ناز و نعمت میں پرورش پائی۔ بچپن ہی سے غور و فکر کی عادت تھی اور کسی کو تکلیف میں دیکھ کر اس کو بہت دکھ ہوتا تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں خوبصورت شہزادی یشودھرا سے شادی ہوئی۔ اٹھائیس برس کی عمر میں ایک رات وہ گھر بار چھوڑ کر وہ جنگوں میں چلا گیا۔ اس واقعے کو مہاتیاگ کہتے ہیں۔ چھ سال تک سخت ریاضت کی۔ آخر شہر گیا کے قریب ایک بڑ کے درخت کے نیچے سمادھی لگا کر بیٹھ گیا۔ یہاں اسے پینتیس ۳۵ برس کی عمر میں عرفان حاصل ہوا۔ اس کے بعد بدھ مت کا پرچار شروع کیا۔ بنارس کے قریب سارناتھ کے مقام پر پہلا وعظ کیا۔ وہاں پانچ سادھو اس کے چیلے بن گئے۔ پھر پیروؤں کی تعداد بڑھنے لگی۔ اسی برس کی عمر میں کشی نگر (واقع ضلع گورکھ پور) میں وفات پائی۔

بدھ مت

وہ فلسفیانہ، اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی عقاید اور نظریات جو مہاتما بدھ کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ یہ عقائد اور نظریات بنیادی اعتبار سے "کتھواری آریہ ستیانی" کے نظریے کے گرد گھومتے ہیں، جس سے مراد ہے "چار اعلیٰ صداقتیں" ۱): دکھ موجود ہے۔ ۲): اس کی بناء بھی موجود ہے۔ ۳): دکھ سے چھٹکارا بھی مل سکتا ہے۔ ۴) دکھ سے چھٹکارا پانے کیلئے نروان کی راہ اپنانی پڑتی ہے۔ نروان پیدا کرنے کیلئے آٹھ خوبیاں پیدا کرنی پڑتی ہیں: صحیح نظریہ، صحیح عزم، صحیح گفتار، صحیح کردار، صحیح زندگی، صحیح کوشش، صحیح سوچ اور صحیح دھیان۔ بدھ مت کے ماننے والے دو فرقوں میں بٹ گئے ہیں: مہایان مت اور ہنایان مت دونوں ہی فرقے گوتم بدھ کی مختلف تعلیمات پر زور دیتے ہیں بدھ مت کا بنیادی نظریہ ہے کہ فطرت اور انسان کے درمیان ایک تعلیلی رشتہ ہے۔ جس کا خاص مظہر "کرما" ہے۔ کائنات کی تمام چیزیں فانی ہیں اور روح اور مادہ مجازی ہیں انسان چند صورتوں (روپ)، حواس (ودانہ)، خیالات (سنا) کرما (سنکارہ) اور شعور (وگیانہ) کا مجموعہ ہے دکھ ہمہ گیر ہے مگر اس سے چھٹکارا بھی ممکن ہے۔ اس کائنات کا کوئی خدا نہیں ہے۔ ہر آدمی بدھ عقل مند بن سکتا ہے۔

بدھ مذہب ہندوستان سے جو اس کی جنم بھومی ہے۔ غائب ہو گیا، یا یوں سمجھئے کہ بدھ مذہب جو

marfat.com

خالص روحانی تھا ہندومت سے جو خالص مادی بن چکا تھا، مل کر ایک نئے مذہب میں تبدیل ہو گیا۔ تاہم چین، تبت، نیپال، برما اور سیلون کا آج بھی مسلمہ مذہب یہی ہے۔ اگرچہ یہاں بھی بڑی بڑی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ سابق میں ترکستان، افغانستان، منگولیا وغیرہ میں بھی یہی مذہب جاری تھا۔ جہاں بدھ کے متعدد مجسمے آج تک پائے جاتے ہیں۔ بامیاں میں سالم چٹان کو تراش کر بدھ کے جنید مجسمے تیار کیے گئے ہیں۔ جو خیر تناک منظر پیش کرتے ہیں۔ ٹیکسلا و متھرا میں بدھ کے بے شمار مجسمے برآمد ہوئے ہیں۔ برما میں بدھ مت کے عجیب و غریب مندر یا سٹوپے ہیں جن کو پیگوڈا کہتے ہیں۔ لنکا میں بدھ کے دانت کا عالیشان مندر بنا ہوا ہے۔ خود ہند میں گیا کے مقام پر بے شمار قدیم مندر ہیں۔ جہاں مہاتما بدھ خود تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تمام ہند پاکستان میں بے شمار سٹوپ (جن میں سانچی، برہوت سٹوپ، دھرم راجہ جی کا سٹوپ اور مانکیالا سٹوپ مشہور ہیں) پائے جاتے ہیں۔ یہ تمام سٹوپ بدھ کی ہڈی یا بال یا کسی اور عضو پر بنے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے معتقدوں کی بھی بے شمار یادگاریں ہیں اشوک نے بدھ کی یاد میں متعدد مینار اور کتبے کندہ کرائے۔ ایک یونانی الاصل بادشاہ پنجاب میں ہوا ہے یہ بھی بدھ کا پیرو بن گیا تھا۔ اس کی ہڈیوں پر بھی سٹوپ بنے ہوئے ہیں لیکن ان کا پتا چلانا بھی مشکل ہے۔ ٹیکسلا کے بے شمار سٹوپوں میں سے سب سے بڑا دھرم راجہ جی کا سٹوپ ہے جو مہاراجہ اشوک نے بنوایا تھا۔ دوسرا اہم سٹوپ اس جگہ پر ہے جہاں اشوک کے بیٹے کی آنکھیں اس کی سوتیلی ماں کی سازش سے نکالی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ ملک میں اور بھی بے شمار سٹوپ ہیں۔ جو بدھ مت کے عروج اور ترقی کا پتہ دیتے ہیں۔

دنیا کی موجودہ آبادی کا چوتھا حصہ بدھ مت کے پیرو ہیں۔ تبت، چین، منگولیا، سیام، جاپان، لنکا، نیپال، برما اور ہند چینی میں بدھ مت کا زیادہ زور ہے۔

اشوک اعظم

[illegible] بندوسار کا بیٹا اور چندر گپت موریہ کا پوتا۔ اس نے [illegible] سال چالیس سال حکومت کی جب وہ شہزادہ تھا۔ باپ نے اسے ٹیکسلا اور اجین کے صوبوں کا گورنر مقرر کیا۔ بحیثیت گورنر اس نے اپنے حسن انتظام اور لیاقت کا سکہ بٹھا دیا۔ اگرچہ وہ اپنے باپ کا سب سے بڑا بیٹا نہ تھا۔ پھر بھی باپ نے اسے اپنے سب سے بڑے لڑکے پر ترجیح دے کر اور سب سے لائق سمجھ کر اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ بعض خاص وجوہ کی بناء پر

marfat.com

اس کی رسم تاجپوشی تخت نشینی کے چار سال بعد ادا ہوئی ۔ اس کی تخت نشینی کے وقت تقریباً تمام ہندوستان موریہ سلطنت میں شامل تھا ۔ لیکن کلنگ (موجودہ اڑیسہ) کا علاقہ باہر تھا ۔ اس نے ۲۶۱ ق ۔ م میں چڑھائی کی ۔ فتح تو ہو گئی لیکن ایک لاکھ آدمی مارے گئے ، ڈیڑھ لاکھ گرفتار ہوئے اور لاکھوں قحط اور بیماری کا شکار ہو گئے ۔ اس نے آئیندہ جنگ سے توبہ کر لی اور بدھ مت کا پیرو بن کر اسے ترقی دی اور اسے ایک عالمگیر مذہب بنا دیا ۔ وہ اب نہایت رحمدل بادشاہ بن گیا ۔ غریبوں ، یتیموں اور بیوہ عورتوں کی پرورش شاہی خزانے سے کرتا تھا ۔ مسافروں کے آرام کا خاص خیال رکھتا تھا ۔ بہت کنویں کھدوائے ۔ دھرم شالائیں تعمیر کرائیں ۔ سڑکوں پر سایہ دار درخت لگوائے اور بے شمار جگہوں پر پانی کا انتظام کروایا ۔ بدھ مت کو شاہی مذہب قرار دیا ۔ مذہبی احکام پتھروں ، ستونوں اور چٹانوں پر کندہ کرائے ۔ یہ کتبے اشوک کی وسیع سلطنت کی حدود کے اندر اب تک بڑی شاہراہوں پر ملتے ہیں ۔ ان میں سے تقریباً چالیس دریافت ہو چکے ہیں ۔ اسے عمارتیں بنوانے کا بھی بہت شوق تھا ۔ اس نے بہت سے قصبات ، ستوپ (نصف کرہ نما گنبد) کتبے اور ستون بنوائے ۔ پاٹلی پتر میں ایک عالیشان محل بنوایا ۔ وادی کشمیر میں سری نگر کی بنیاد رکھی اور نیپال میں بھی ایک شہر بنوایا ۔

سکندر اعظم

(۳۵۶ ۔ ۳۲۳ ق م) دنیا کا عظیم فاتح ۔ یونان کی ایک ریاست مقدونیہ کے بادشاہ فلپ کا بیٹا تھا ۔ باپ کے انتقال پر ۳۳۶ ق م میں تخت پر بیٹھا اور آس پاس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے ملکوں کو فتح کیا ۔ ۳۳۴ ق م میں ایران پر حملہ کرنے کا عزم کیا ۔ تیس ہزار پیادہ اور پانچ ہزار فوج لے کر ایشیا کی طرف بڑھا ۔ پہلے ترکی فتح کیا ، پھر شام کے ساحل پر قبضہ کر لیا اور ایران کی بحری طاقت کا خاتمہ کر دیا ۔ فونیقیا اور مصر نے جنگ کے بغیر ہی اطاعت قبول کر لی ۔ وہاں اس نے شہر اسکندریہ کی بنیاد رکھی اور پھر عراق کا رخ کیا ۔ عراق اور ایران پر قبضہ کیا اور ہخامنشی خاندان کے آخری بادشاہ دارا کو شکست دی ۔ پھر درہ خیبر کی راہ ہندوستان میں داخل ہوا ۔ یہاں دریائے جہلم کے کنارے راجہ پورس نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی ۔ سکندر پورے ہندوستان کو فتح کرنے کے منصوبے بنا رہا تھا ۔ مگر اس کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا ۔ چنانچہ وہ ساحل سندھ اور مکران کے راستے عراق کے شہر بابل میں پہنچا جہاں اسے بخار آیا اور وہ عین جوانی میں فوت ہو گیا ۔ اور اس کی وسیع سلطنت بہت سے ٹکڑوں میں بٹ گئی ۔

marfat.com

چندر گپت موریہ

موریہ خاندان کا بانی ۔ اس کا باپ مگدھ دیش کے نندا خاندان کا ایک شہزادہ تھا ۔ لیکن ماں نیچ ذات سے تھی ۔ مگدھ کے آخری راجہ مہا پدما نند نے کسی بات پر ناراض ہو کر چندر گپت کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا ۔ اپنی جلاوطنی کے ایام میں پنجاب آیا ۔ ان دنوں سکندر اعظم کو مگدھ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی ، لیکن سکندر کے واپس لوٹ جانے کی وجہ سے اس کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی ۔ سکندر کی موت کے بعد پنجاب میں یونانیوں کے خلاف بغاوت ہو گئی ۔ چندر گپت نے اپنے مشیر چانکیہ کی مدد سے بہت سی فوج اکٹھی کر کے یونانیوں کو شکست دی اور یونان کے بیشتر حصے پر قابض ہو گیا ۔ اس کے بعد مگدھ کی ریاست پر حملہ کر دیا ۔ اور نندا خاندان کے آخری راجہ دھن نند کو تخت سے اتار کر خود بادشاہ بن گیا ۔ اور اپنی ماں مورا کے نام پر موریہ خاندان کی بنیاد ڈالی اور رفتہ رفتہ شمالی ہند کی بہت سی ریاستیں فتح کر کے ایک وسیع اور مضبوط سلطنت کی بنیاد ڈالی ۔ سکندر کے ایک جرنیل سلیوکس نے دریائے سندھ کو عبور کر کے اس پر حملہ کیا لیکن شکست کھائی سلیوکس نے اپنی لڑکی چندر گپت سے بیاہ دی ۔ کابل ، قندھار اور ہرات کے علاقے بطور جہیز دیئے اور اپنا ایک سفیر میگستھنیز اس کے دربار میں بھیجا ۔ ان فتوحات کی وجہ سے چندر گپت کی سلطنت بنگال سے کوہ ہندوکش تک اور ہمالیہ سے نربدا تک پھیل گئی ۔ چندر گپت نے اپنی سلطنت میں کئی انتظامی اصلاحات کیں ۔ مالیہ کا دستور ، محکمہ خبر رسانی اور پولیس اور عدالت قائم کی ۔ اس نے بدھ مت کی اشاعت میں بہت کام کیا ۔

گنیش

ایک دیوتا ، جس کا انسان کا بدن اور ہاتھی کا سر ہوتا ہے ۔ سمجھتے ہیں کہ ایک دن پاربتی جی نہانے بیٹھیں تو بدن سے جو میل اترا اس کا آدمی بنایا اور اسے دروازے پر بطور دربان بٹھا دیا ۔ جب شیو جی مہاراج آئے تو اس نے اندر جانے سے روکا ۔ انہوں نے اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا ۔ پاروتی جی بہت خفا ہوئیں اس پر شیو جی نے سر کی تلاش کی ، نہ ملنے پر ہاتھی کا سر لگا دیا ۔ یہ چھوٹے دیوتاؤں کا سردار سمجھا جاتا ہے ۔ دانائی اور مشکل کشائی کا دیوتا ہے ۔ ہندو جب کوئی مشکل کام شروع کرتے ہیں یا کوئی مضمون یا کتاب لکھتے ہیں تو اس کا نام لیتے ہیں ، بدھ تھی اگن کو ۔ گنیش چودھ ۔ ایک تیوہار ان کی یاد میں منایا جاتا ہے ۔

marfat.com

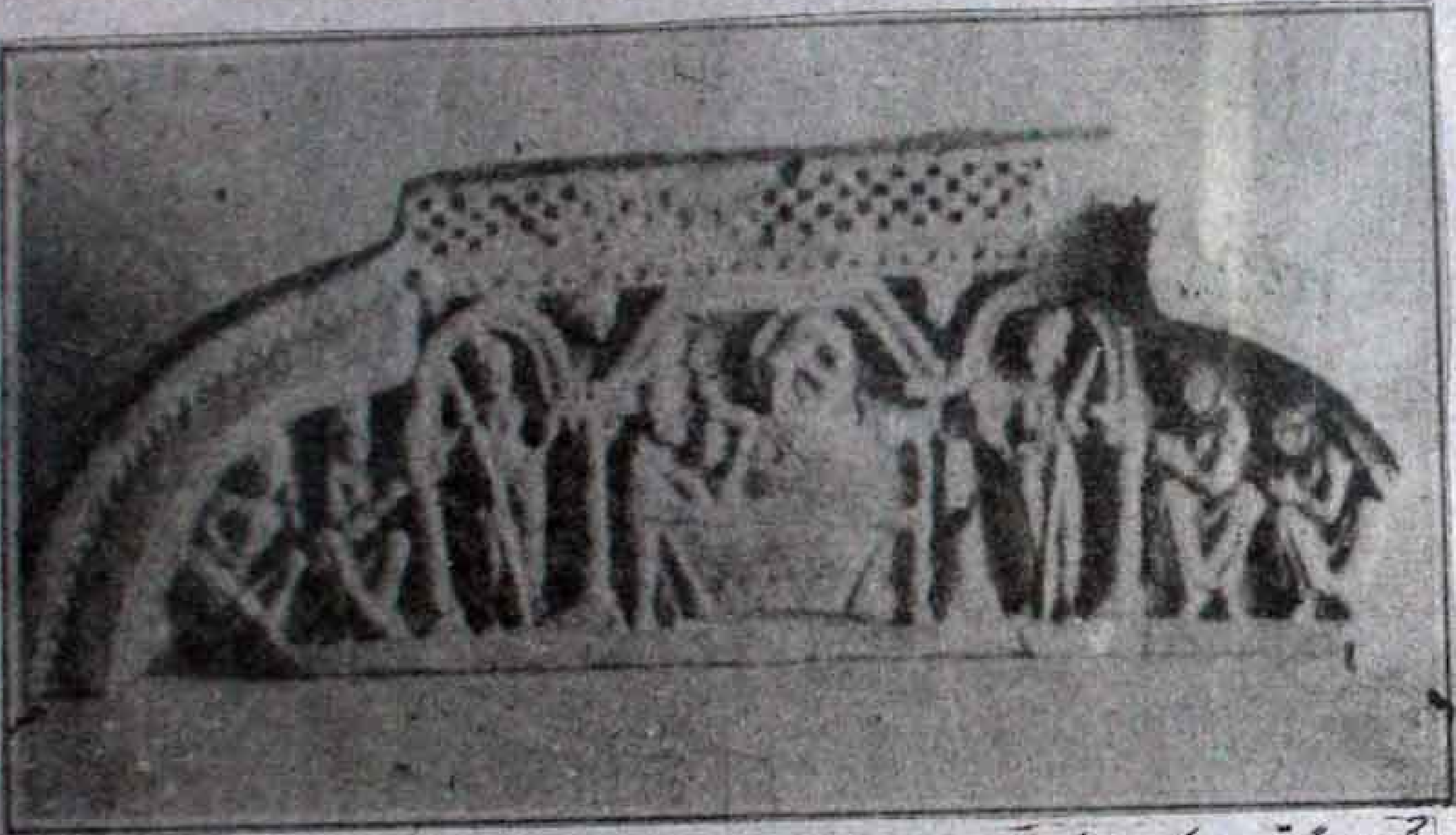

ملکہ مایہ گوتم بدھ کی والدہ کی تصویر جس میں وہ محو استراحت ہے ۔ اپنے بیٹے کی بشارت ایک ہاتھی کی شکل میں دیکھتی ہے ۔

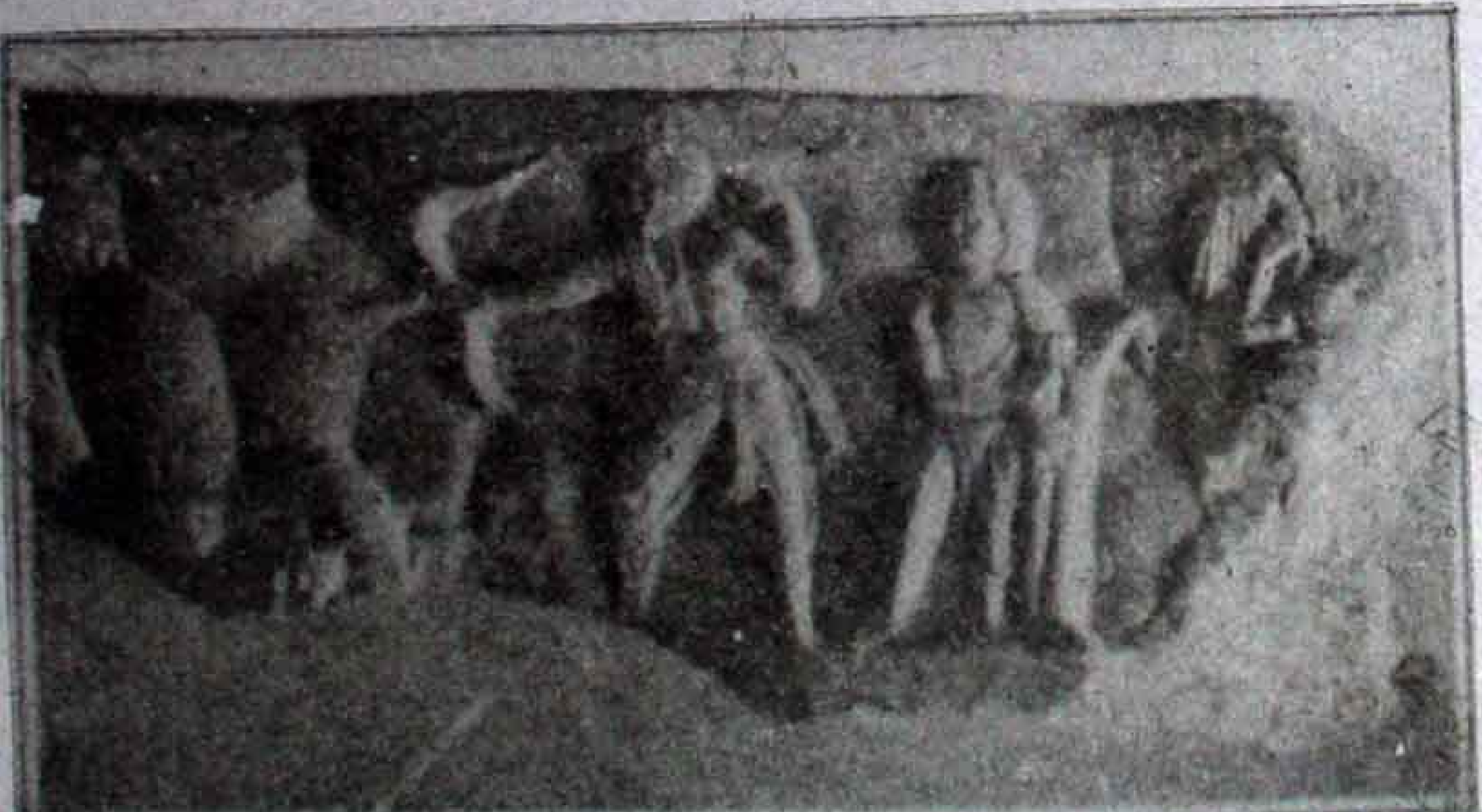

گوتم بدھ شہزادہ نے سدھارتا کے روپ میں جنم لیا جسے حکمرانی اور زندگی کی تمام آسائشیں میسر تھیں ۔

marfat.com

گوتم بدھ کی جوانی کی مورتیاں جس میں وہ شہزادہ کے لباس میں سونے چاندی کے زیورات پہنے ہوئے ہے۔

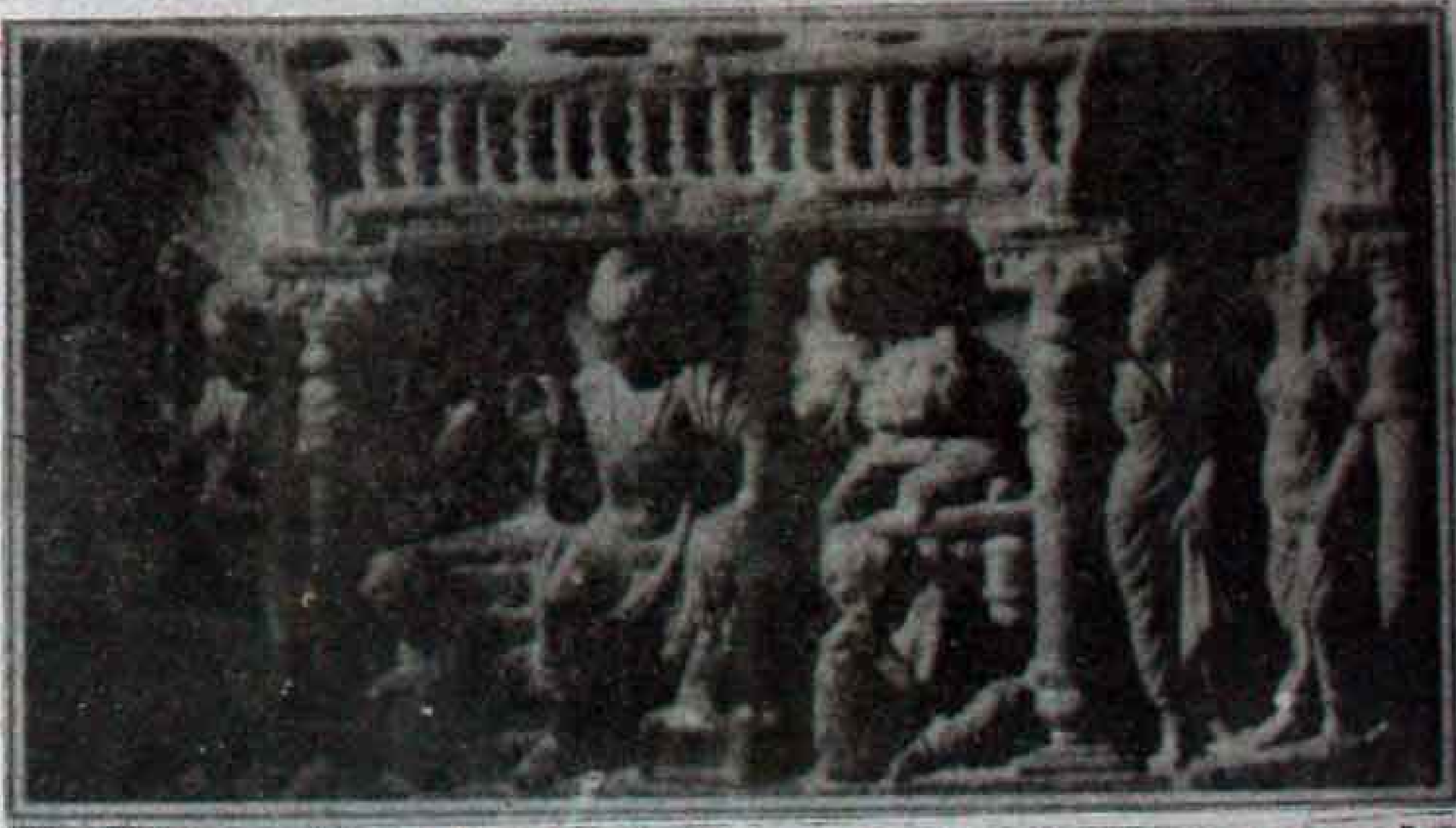

گوتم بدھ شہزادہ سدھارتا کی حیثیت سے عام آدمی کے دکھوں اور زندگی کی تلخیوں سے پریشان رہتا تھا۔ گوتم بدھ نے تمام آسائشوں کو چھوڑ کر جنگل کا رخ کیا۔

گوتم بدھ نے بھوکا رہ کر (روشنی) حاصل کی۔

گوتم بدھ یوگی کی حیثیت سے استھان پر براجمان ہے ۔ذہانت پاکیزگی، بزرگی اس کے چہرہ سے عیاں ہے

marfat.com

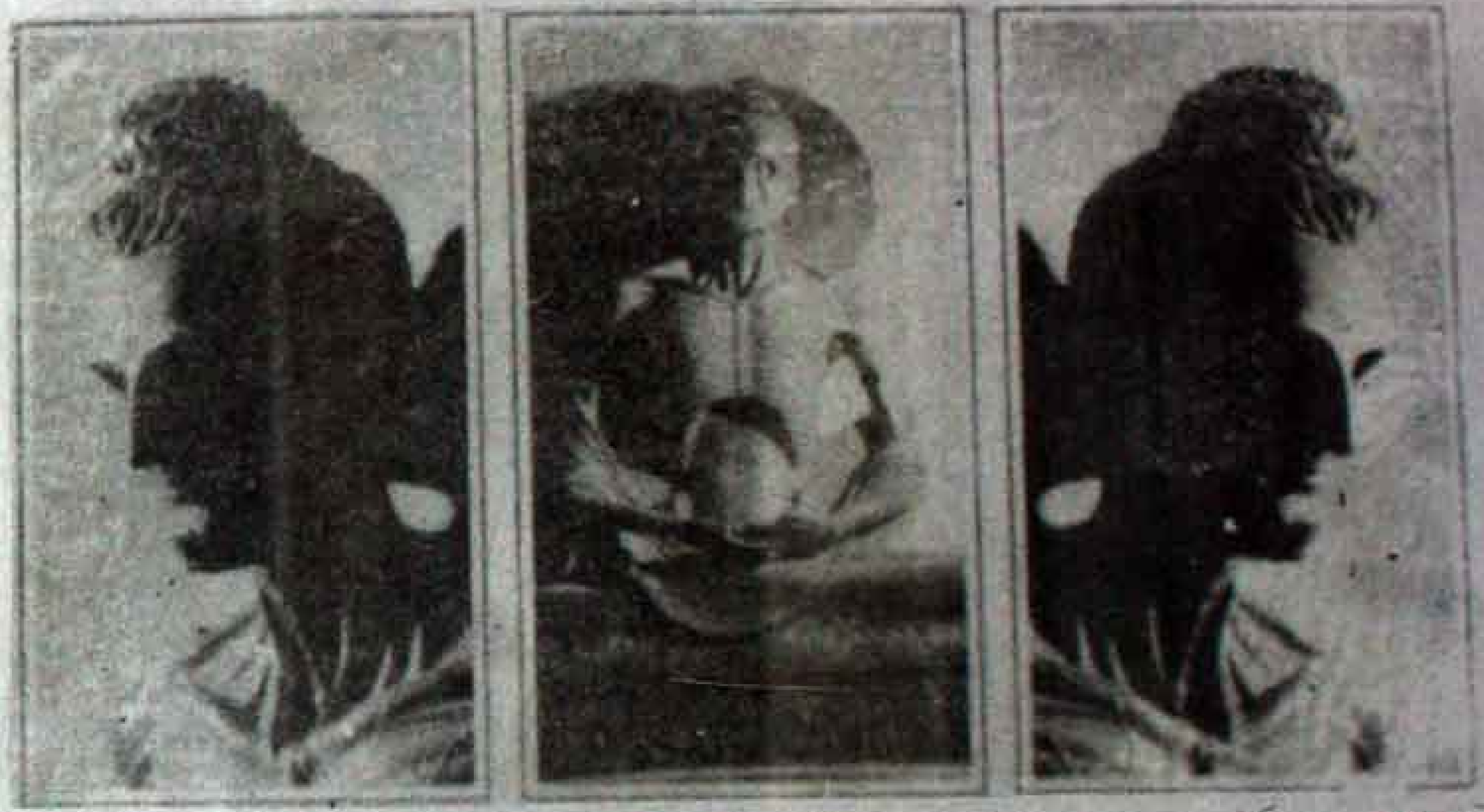

بھوکا پیاسا چلہ کشی کے روپ میں فن سنگ تراشی کا اعلیٰ نمونہ لاہور کے میوزیم میں: آرٹسٹ کی مہارت و ا
باریک بینی کا منہ بولتا ثبوت ہے

گوتم بدھ کی زندگی میں بہت سے لوگ اس کی تعلیمات اور معجزات دیکھنے آئے تھے۔ گوتم بدھ کے مرنے
کے بعد بھی اس کے پیروکاروں نے اس کی تعلیمات کو زندہ رکھا۔

marfat.com

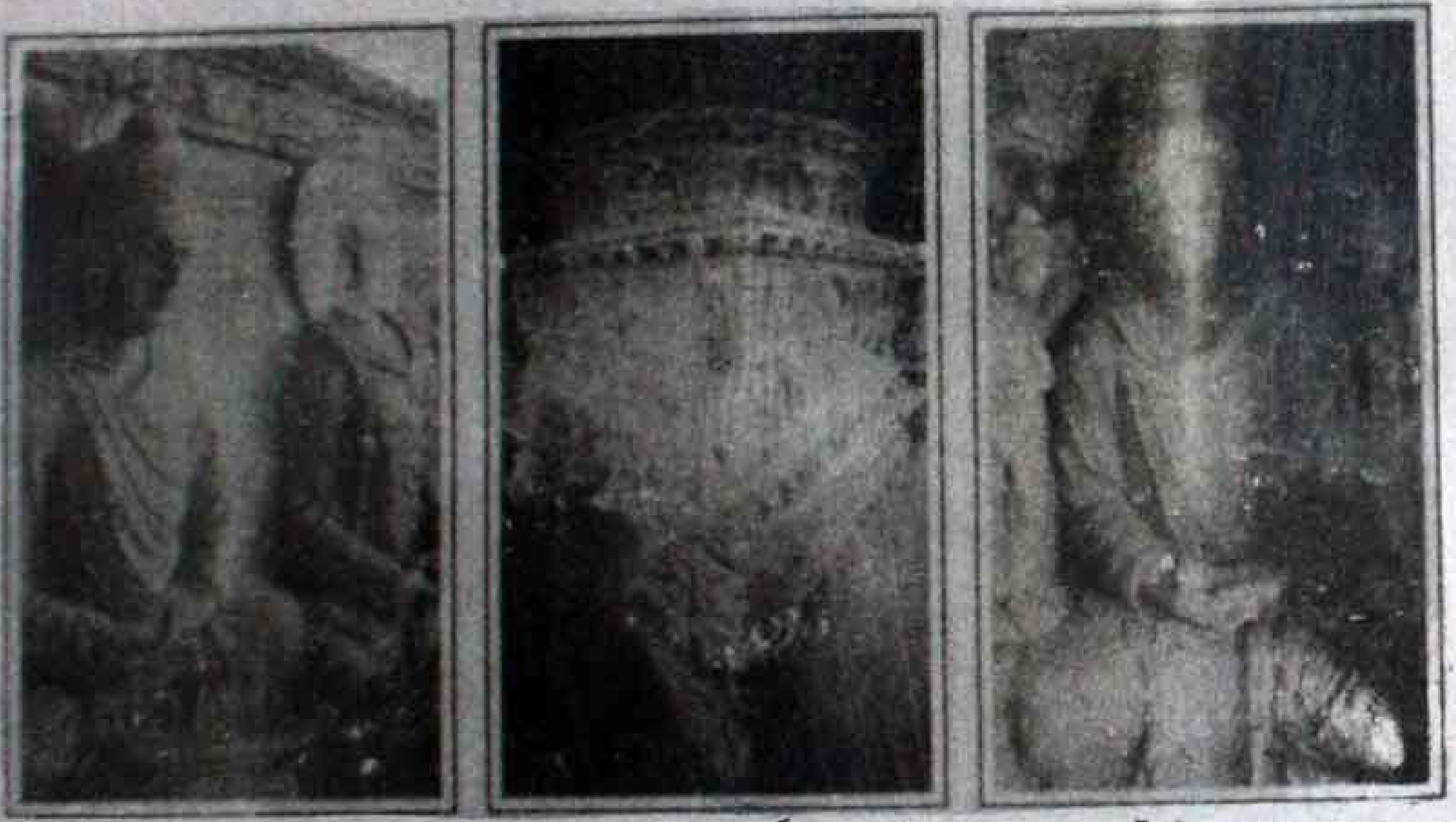

سٹوپ جس میں گوتم بدھ اور بزرگوں کی راکھ رکھی جاتی تھی ۔ جو صدیاں گزرنے کے بعد اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے ۔

گندھارا تہذیب کے نادر نمونے سنگ تراشی کے ذریعے مذہبی تعلیم دی جاتی تھی ۔

marfat.com

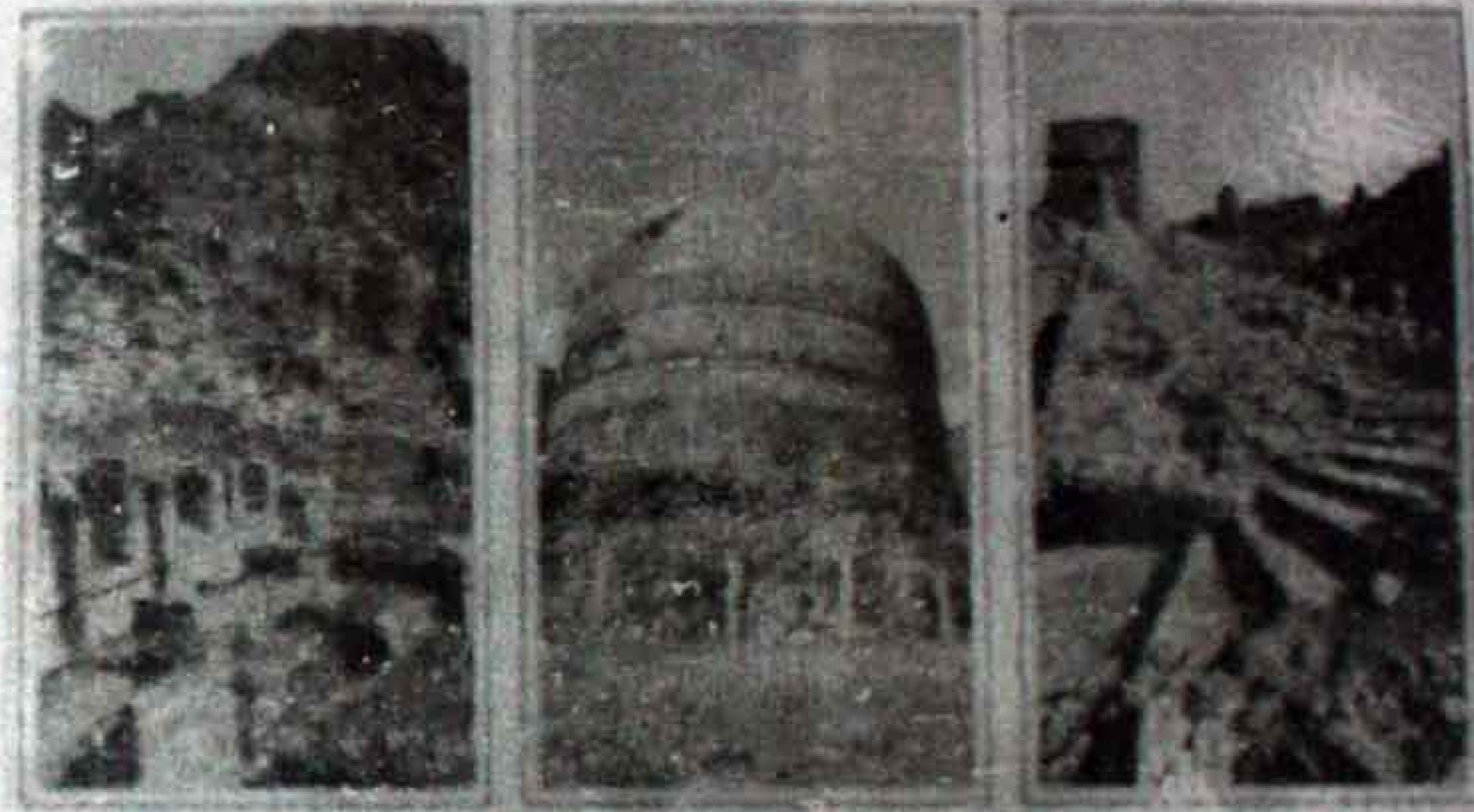

دیر، سوات، تخت بھائی گوتم بدھ کے استوپے یعنی عبادت گاہیں، خانقاہیں

انسان کے استعمال میں روز مرہ کی اشیاء جو موجودہ دور میں استعمال ہونے والی اشیاء سے مماثلت رکھتی ہیں۔
ایک بہترین شاہکار ہیں

marfat.com

آثار قدیمہ سوات میں گندھارا تہذیب (بت کڑہ)

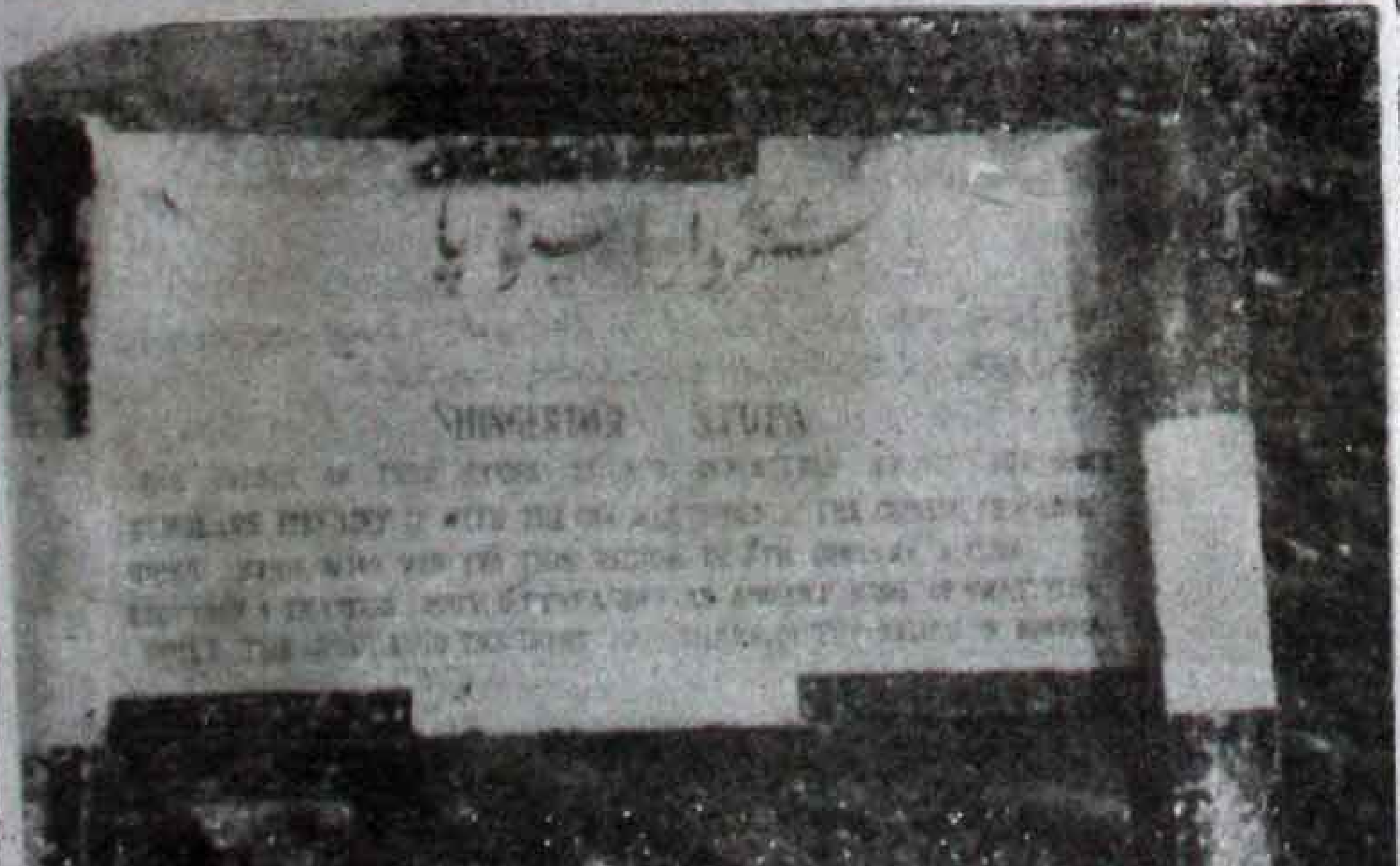

سوات کے قریب شنگردار اسٹوپا کی مختصر تاریخ

marfat.com

سمحت بھائی کے آثار قدیمہ میں رکھی ہوئی مورتی

marfat.com

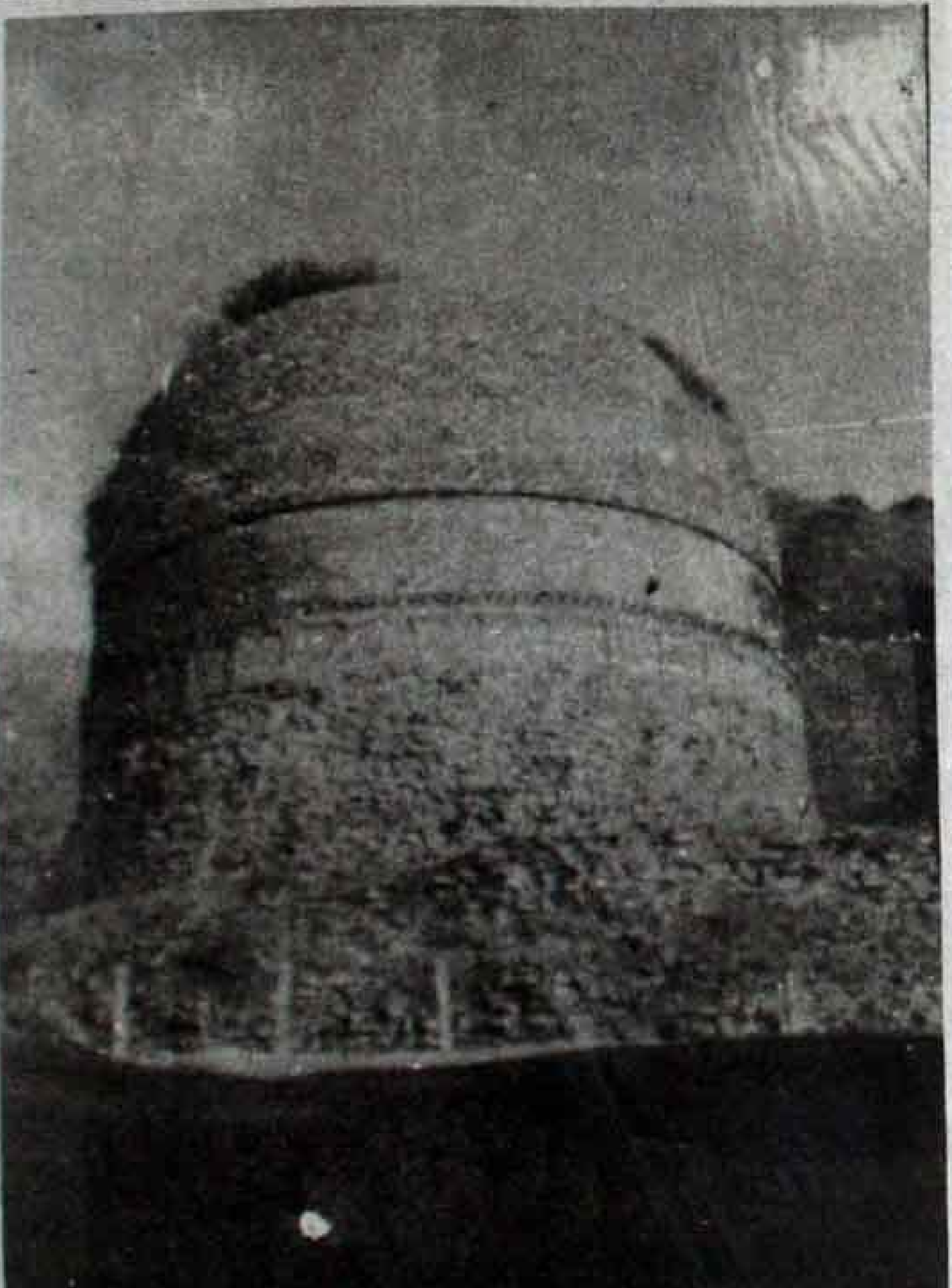

سوات کے قریب شنکر دار اسٹوپا

marfat.com

سوات

کالام دیر چترال

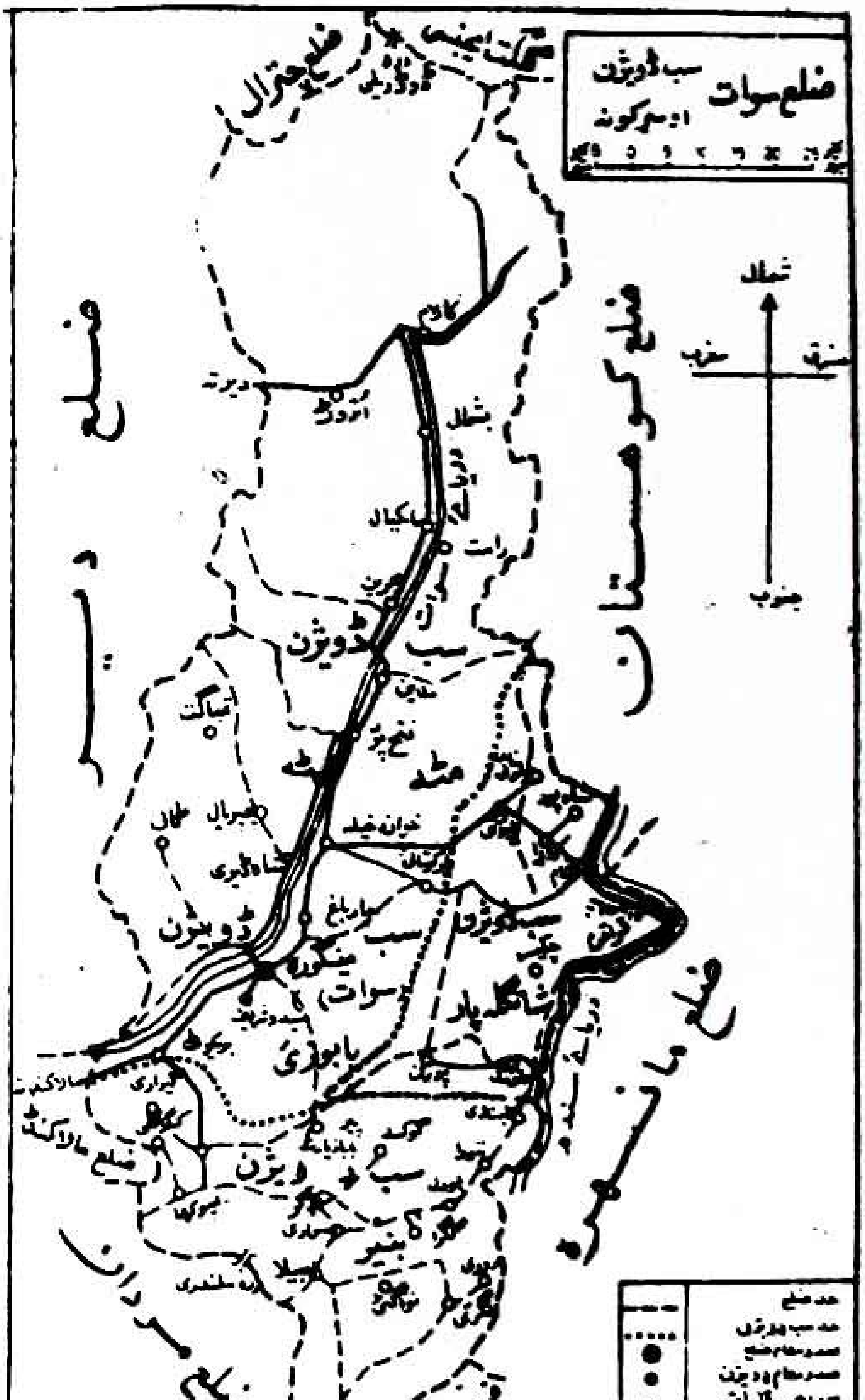

marfat.com

سرسبز وشاداب وادیِ سوات

****

حسین وجمیل خطہ سوات جسے پہاڑوں اور چشموں نے اپنے لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ یورپ کے ملک سوئٹزرلینڈ سے کم نہیں ۔ سوات کے قدرتی مناظر اہل ذوق کی توجہ کا مرکز رہتے ہیں۔ سوات میں ہر موسم میں سیر کی جاسکتی ہے۔ تمام تر خوبیاں اس سرزمین میں پائی جاتی ہیں ۔ کتاب مشرق کا سوئٹزرلینڈ از محمد پرویش شاہین کے مطابق سوات کا

رقبہ: 8788 مربع کلومیٹر

آبادی: 2133001

صدر مقام: سیدو شریف

مذہب: اسلام

زبان: پشتو، گاروی، توروالی، اشوجی، گوجری

سب ڈویژن: سیدو شریف، الپوری، ڈوگر

ہمسایہ علاقے: چترال، دیر، مردان، ہزارہ، کوہستان، مالاکنڈ ایجنسی،

قدیمی لوگ: ہندو، کوہستانی، گوجر، قبیل یوسف زئی، شلواری، خٹک، وردگ، ذلہ زاگ، جہانگیری، کوہستانی، گوجر، کشمیری، بدیشی، سواتی، برگٹ، قاشقاری، سید، میاں، ملا ۔الہ گان، صاحب زادگان، میاں گلان، منڈنڑ، اخوند زادگان، ہندو، سکھ

پاکستان میں ادغام: 28 جولائی 1969ء

آخری حکمران: ہزہائی نس میجر جنرل محمد عبدالحق جہاں زیب

آخری ولی عہد: کیپٹن میاں گل اورنگزیب

دریائے سوات کا سفید چمکتا اور بل کھاتا ہوا صاف وشفاف پانی صحت کے لئے موزوں اور قدرتی دوا کا کام کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وادی سوات مریضوں کے لئے صحت افزاء مقام قرار دیا گیا ہے۔ سکون کے متلاشیوں کے لئے سکون بخش اور ناظرین جلوہ ہائے قدرت کے لئے عجب جلوہ گاہ ہے۔ سوات کی وادی جس طرح آج حسین وجمیل ہے۔ اس کی یہی رعنائی اور حسن ہزاروں سال پہلے بھی تھا۔ اور اس کی رعنائی زرخیزی اور حسن نے دنیا کے بڑے بڑے فاتحین کو اپنی طرف مائل کیا۔ سوات اپنے تہذیبی سفر اور ارتقاء کے اعتبار سے مختلف راستوں کا سنگم رہا ہے۔ یہاں کلدانی، عبرانی، اشوریہ، کول، دراوڑ، آریہ، ایرانی، یونان، ساکا کشان چینی، عب، منگول، مغل درانی، جہانگیری، سواتی اور یوسف زئی سب اسی علاقہ میں آئے۔ تاریخ میں ہندوؤں کی مقدس کتاب " رگ ویدی " پہلی کتاب ہے۔ جس میں ہمیں سوات کا نام ملتا ہے۔ جب آریاؤں نے وسط ایشیا سے مختلف وجوہات کی بناء پر مختلف وقتوں میں ہجرت کرلی۔ تو انکا ایک جد کوہ ہندوکش کے راستے چترال سے ہوتا ہوا سوات میں وارد ہوا۔ آریاؤں نے دریائے سوات کے کنارے ویدوں کے

marfat.com

بجن تالیف کئے۔ سوات شاہراہ ریشم کا ایک سنگم رہا ہے۔ جہاں وسطی ایشیاء چین اور رومتہ الکبریٰ کے تمام راستے آ کے ملتے تھے۔ اس لئے یہ خطہ زمانہ قدیم ہی سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ بدھ مت کا تو یہ گڑھ رہا ہے۔ ہندو مت نے بھی اس علاقہ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ راجہ رام چندر جی کی والدہ کا تعلق وادی سوات سے تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ راجہ رام چندر جی نے چودہ سال بن باسی کی زندگی یہاں گزاری ہے۔ آج بھی ان کا رام تخت جو کوہ ایلم میں ہے۔ اس بات کی گواہی دے رہا ہے۔ یہودی مذہب میں تو سوات کا معنی ہی جنت ہے۔ جب سے اس علاقہ میں بدھ مت گیا ہے۔ تو یہاں کے لوگوں نے اسے اس خلوص، لگن، جذبہ اور عقیدت کے ساتھ اپنایا کہ بدھ مت کی اتنی عظمت اور جاہ و جلال وہاں نہ رہی جہاں اس مذہب نے جنم لیا تھا۔ بلکہ سوات ہی ایسا علاقہ ہے جسے صحیح معنوں میں بدھ مذہب کا گہوارہ کہا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ سوات میں مہاتما گوتم بدھ بہ نفس نفیس تشریف لائے تھے مہاتما بدھ نے دوسرا جنم یہاں لیا تھا۔ یہاں مہاتما گوتم بدھ کی مقدس راکھ بھی موجود ہے۔

جب تمام مذہب اپنے عروج کے بعد زوال پذیر ہونے لگے تو یہاں محمود غزنوی کے ہاتھوں اسلام کا مقدس دین آ پہنچا اور اصلی معنوں میں فتح اوڈیگرام، سومنات کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اور شمال کی طرف سے برصغیر میں اسلام کا نور سوات میں پہنچا۔ سوات کے ایران، یونان، چین وسطی ایشیا کے ساتھ بڑے قریبی تجارتی، ثقافتی، مذہبی اور سیاسی تعلقات رہے ہیں۔ چھبیس سو سال پہلے ایران اور سوات کے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ سوات ان کی عظیم سلطنت کا بائیسواں مگر مال دار ترین صوبہ تھا۔ جب ایران والوں نے یونان پر حملہ کیا تو اسپارٹا اور ایتھنز کے معبد خانے ان سواتی فوجیوں نے ہی جلا ڈالے تھے۔ اور ایران حکمران سے بہادر شہسوار کا خطاب حاصل کیا تھا۔ بعد میں سکندر نے اپنے دیوتاؤں کا انتقام لینے کے لئے سوات پر حملہ کیا۔ سوات میں خون ریز لڑائی کے بعد فریقین میں صلح ہو گئی۔ اور سکندر نے یہاں روشانہ نامی دوشیزہ سے شادی کر دی۔ یونانیوں کے دو سو سال تک یہاں رہنے کی وجہ سے یہاں کے فن پر یونانی فن کا بہت بڑا اثر ہوا۔ یونانیوں نے سرزمین سوات کو سوہتا کا نام دیا تھا۔ جس کے معنی ہیں۔ "صاف پانی" چین والوں کے ساتھ عرصہ قدیم سے سوات والوں کے تعلقات تھے۔

بدھ مت والوں نے اسے اپنا ویٹی کن سٹی بنا دیا تو یہاں پر ہزاروں خانقاہیں تھیں۔ مذہبی مدارس تھے۔ یونیورسٹی جس میں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں طلباء اور بھکشو رہا کرتے تھے۔ اور یہ نروان کے متلاشی کوئی بھی کام کاج نہیں کرتے تھے۔ سوائے مذہبی کام کے تو ان لوگوں کو خوراک، رہائش اور تعلیمی اخراجات مہیا کرنا بھی ایک بڑا کام تھا۔ اور جب یہ لوگ یہاں سینکڑوں سال تک رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سوات کی فارغ البالی زوروں پر تھی۔ اور اپنی بے پناہ رعنائی کے ساتھ ثروت و دولت والی سرزمین تھی۔ جاپان میں ایک بدھ مت کے طبقہ کا پختہ عقیدہ ہے کہ سوات کا ایک بادشاہ "ای تاہا" جو اس وقت مغربی سورگ میں ہے مستقبل میں بھی امن کا شہزادہ بن کر واپس سوات کی سرزمین پر لوٹے گا۔ وہ چھبیسواں گوتم بدھ ہوگا۔ جو دکھی انسانیت کے لئے "نروان" یعنی امن و آشتی کا پیغام لائے گا۔

327 قبل مسیح میں جب سکندر اعظم ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو وہ بھی اسی راستہ سے ہو کر گزرا تھا۔ بعد میں موریہ خاندان کے عظیم اور نامور بادشاہ اشوک نے اپنی حکومت کے عہد زریں کا آغاز یہیں سے کیا۔ اسی دور میں بدھ اور یونا

marfat.com

طرز معاشرت اور فن تعمیر کا امتزاج عمل میں آیا۔ پانچویں صدی عیسویں میں یہاں سفید فام اور درندہ صفت ہن آئے۔
جن کی بربریت نے اس عظیم علاقہ کو تخت و تاراج کر ڈالا۔ موریہ خاندان کے اشوک اعظم 273-232 قبل مسیح
کے سنہرے دور سے لے کر کشان خاندان کے ایک اور عظیم بدھ بادشاہ کنشک تک جو دوسری صدی عیسوی میں گزرا ہے۔
یہ علاقہ یونانی اور بودھ طرز تعمیر اور معاشرت کا گہوارہ رہا ہے۔ گندھارا علاقہ سے جس میں ٹیکسلا اور سوات بھی شامل ہیں۔
برآمد ہونے والے کھنڈرات اور نوادرات اس تہذیب کی عظمت کی گواہی آج بھی دیتے ہیں۔

اسی سوات سے چندر گپت موریہ اٹھے اور ہندوستان میں ایک عظیم سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس سرزمین پر راجہ کنشک کو
اس کے ایک معتمد خاص نے آرام کرتے وقت قتل کر ڈالا تھا۔ اسی سرزمین کے ایک سپوت شاہ میر نے یہاں جا کر 1315
ء میں کشمیر میں پہلی اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔ جو دو سو سال تک ان کے وارث چلاتے رہے۔ اسی سوات سے داؤد
خان اٹھے جنہوں نے ریاست روہیل کھنڈ کی بنیاد رکھی۔ اسی سوات سے امیر خان اٹھے جنہوں نے ہندوستان میں
ریاست ٹونک کی بنیاد رکھی۔ اسی سوات کے ایک جوان عبدالقادر نے کشمیر میں ڈوگرہ حکومت کے خلاف بغاوت کا اعلان
کر دیا۔ اسی سرزمین میں اسرائیلی نبیوں کی قبور ہیں۔ اسی سوات میں محمود غزنوی کے دو بیٹوں اور ایک جرنیل پیر خوشحال
کے مزار ہیں

سوات کے راستہ میں شہدا کی یادگاریں
جو انگریزوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے

سوات کے قریب حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا کا مزار

****

سوانح حیات حضرت پیر بابا کے مطابق حضرت پیر بابا ترمذی کا شمار برصغیر کے ان صوفیائے کرام و اولیائے عظام میں ہوتا ہے۔ جن کی کوششوں سے اس خطہ میں روحانیت کی شمعیں روشن ہوئیں۔ آپ کا مزار پہاڑی علاقہ میں ہے۔ آپ کی تاریخ پیدائش 908ھ اور تاریخ وصال 991ھ بیان کی گئی ہے۔ آپ کے والد کا نام سید قنبر علی تھا۔ آپ کے بزرگ قندس قندھاری ترمذک میں آکر آباد ہوئے۔ آپ سیدنا امام حسینؓ کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت پیر باباؒ کے اسلاف

حضرت پیر باباؒ کے سلسلہ میں چند نامور اسلاف نظر سے ہو گزرے ہیں:-

سید جلال الدین جعفر گنج علم بخاری:-

آپ سرحد اور افغانستان کے ایک مشہور بزرگ ہستی ہو گزرے ہیں۔ آپ ایک روحانی ممتاز ہستی ہونے کے ساتھ مجاہد بھی تھے۔ سلطان محمود غزنوی کے لشکر میں شامل ہو کر ضلع دیر کے مقام تالاش میں (پر) شہید ہوئے۔ مزار مبارک بھی اسی مقام تالاش میں زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

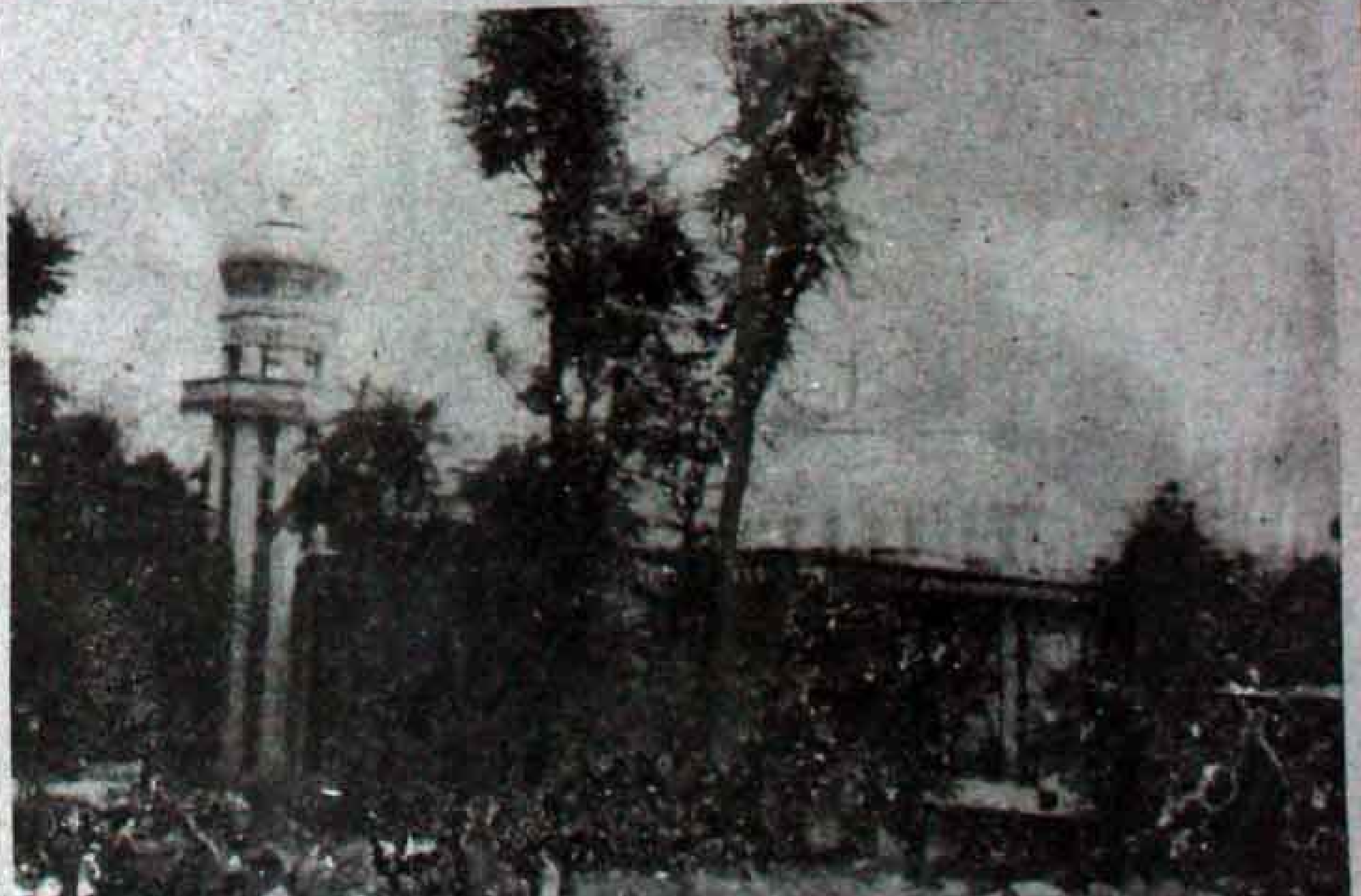

پیر بابا کے مزار کے قریب جامع مسجد

marfat.com

سید ناصر شاہ خسرو :-

صفی اللہ خٹک کی کتاب نظم الدرر اور ملک امیر کی روایت کی مطابق دریائے سوات کے شمالی کنارے کانجو کے مقام پر سلطان محمود غزنوی کے دو بیٹے جہاد میں شہید ہوگئے۔ جن کے مزارات اب بھی وہیں موجود ہیں۔ اور پھر غازیوں کی ایک بہت بھاری جمعیت جو بیزار اور مالاکنڈ کے راستوں پر مردان اور گردونواح کو اتر گئے۔ اور ہر جگہ کافروں سے جہاد کرتے رہے۔ اس قافلہ مجاہدین میں سید شاہ ناصر علی خسرو بھی تھے۔ جو ضلع سوات کے کوہستانی علاقوں رانو لیا، جوفی، تانگر اور سیلاس وغیرہ میں کفار کے ساتھ جہاد میں شریک ہو کر جام شہادت نوش فرماگئے۔ مزار مبارک تانگیر اور چیلاس کے تحت سلیمانی نامی پہاڑوں کے بلند چوٹی پر واقع ہے۔ آپ 409ھ میں شہید ہوگئے۔

سید شاہ ابو ایوب ابو تراب :-

حضرت جلال الدین گنج علم بخاری کے نواسوں میں گیارھویں پشت پر ایک نواسے کا نام سید شاہ ایوب ابو تراب ہے جو 400ھ کے بزرگ ہو گزرے ہیں۔ اور مزار مبارک مالاکنڈ ایجنسی ضلع دیر علاقہ ذندھ کے دریائے پنجکوڑہ کے شمالی کنارے پر گاؤں منجائی اور ہوڈیگرام درمیاں شہیدوں کے مشہور قبرستان میں واقع ہے۔ آپ اس جگہ کفار کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوئے تھے۔

خواجہ سید احمد نجم :-

آپ بھی حضرت پیربابا کے نامور اسلاف سے ہیں اور پیربابا کے جد ششم ہیں۔ آپ سے امیر کبیر امیر تیمور گورگان کی ہمشیرہ بیاہی گئی۔

حضرت خواجہ سید احمد نور :-

آپ سید قنبر علی شاہ کے والد اور پیربابا کے دادا تھے۔ بلند پایہ عالم اور بزرگ انسان تھے۔ اپنے آباؤاجداد کے سلسلہ تصوف وطریقت پر گامزن تھے۔ پیربابا کے باطنی وظاہری استاد تھے۔ اور پیربابا آپ ہی سے سلسلہ کبرویہ، سلسلہ ناجیہ، حلاجیہ، سلسلہ قادریہ میں ماذون و مرحص تھے۔

سید قنبر علی ترمذی :-

سید علی حواص ترمذی پیربابا کے بزرگوار کا نام سید قنبر علی ترمذی ہے۔ آپ کا مزار مبارک خواجہ غلطان میں ہے۔ جو قندوز اور چار درہ کے علاقہ میں ایک مقام ہے۔ اور یہ گاؤں شمال مشرق میں واقع ہے۔ قندوز اور چار درے کا یہ علاقہ جس میں خواجہ غلطان نامی گاؤں ہے۔ تاریخ کی پرانی کتابوں میں " ترمذ " کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت سید قنبر علی ترمذی زندگی میں بھی اس گاؤں میں تھے۔

حضرت پیربابا اپنی عبادت و زہد میں مصروف رہے اور بقول حضرت اخون صاحب درویزہ " حضرت پیربابا صاحب ابتدا عمر میں مجذوب الحال تھے۔ اس لئے آپ پر آپ کے دادا صاحب کی نظر کرم بہت زیادہ تھی۔ اور آپ اکثر فرماتے کہ " یہ دیوانہ مجھے بہت پسند ہے " حضرت پیربابا صاحب کی ابتدائی تربیت آپ کے دادا صاحب نے فرمائی۔ آپ کے دادا حضرت امام المسلمین سید احمد نور یوسف صاحب کا انتقال ہوگیا۔ 937ھ میں جب بابر کی وفات ہوئی تو 937ھ 13 جمادی

marfat.com

الاول میں بمقام آگرہ ہمایوں تخت نشین ہوا۔ جب یہ 942ھ میں واپس کابل آیا تو جناب پیربابا صاحبؒ کے والد کو بطور تبرک کے اپنے ہمراہ لے گیا۔ ہمایوں نے ہندوستان پر غلبہ حاصل کیا تو آپ کے والد نے آپ کو دربار میں لے جانا چاہا۔ ایک دوبار آپ گئے بھی مگر اللہ تعالیٰ کو آپ کی ذات مقدس سے اپنے دین کا کام لینا تھا۔ مخلوق خدا کی ہدایت کا سبب اور ذریعہ بنانا تھا۔

تکمیل علوم کے بعد روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے آپ پانی پت میں حضرت شاہ شرف الدین قلندر کے مزار پر حاضر ہوئے۔ اور فیض باطنی سے حضرت شرف الدین قلندر نے آپ کو نوازا۔ تکمیل کے بعد آپ نے ان سے مرید ہونے کی درخواست کی مگر حضرت شیخ سیلونہؒ نے آپ کو حضرت سالار رومیؒ کے پاس بھیجا تو آپ نے حضرت پیربابا صاحب سے حسب و نسب اور دیگر کوائف دریافت کئے۔ اور آپ کو فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت تشرع مرشد کامل کی طویل

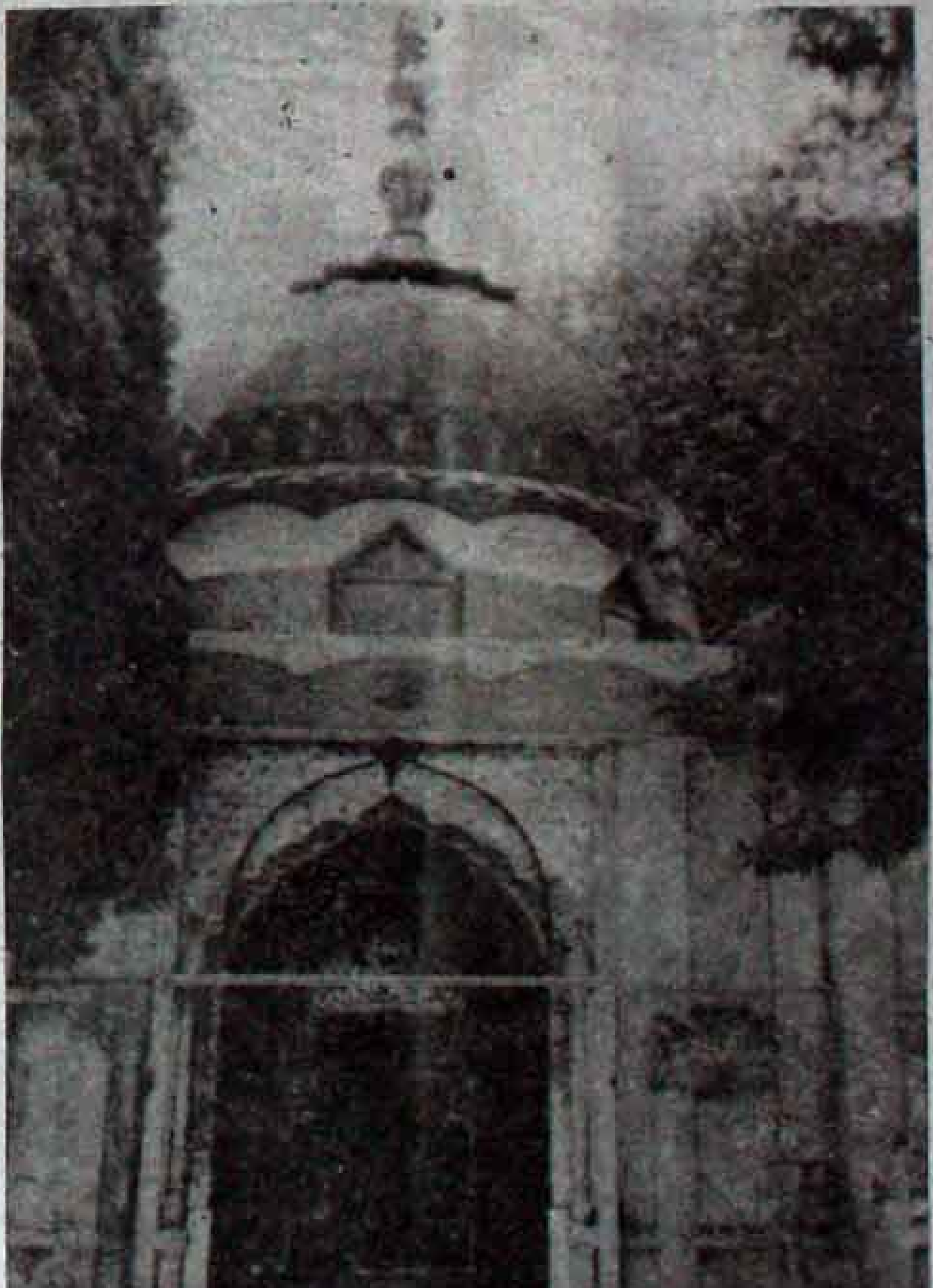

پیربابا کے قریب چڑی بابا کا مزار

marfat.com

صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپ نے نہایت ہی اخلاص و محبت کے ساتھ عرصہ دراز تک آپ کی صحبت بابرکت کو حاصل کیا۔ پھر حضرت سالار رومیؒ نے حضرت پیربابا کو طریقہ چشتیہ میں خلافت عطا فرما کر ماذون فرمایا۔ صاحب اجازت ہونے کے بعد عوام و خواص آپ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کے اوراد و اشغال میں فرق آنے لگا۔ آپ نے اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ اس مصیبت اور بلا سے مجھے نجات دلایئے۔ جناب سالار رومیؒ نے حکم دیا کہ کوہستان کی طرف نکل جائے۔ اور سلسلہ چشتیہ کو فروغ دیجئے۔ آپ اجمیر شریف سے کشمیر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اثناء سفر میں آپ گجرات کے ایک گاؤں پنڈ داود میں جب پہنچے اس گاؤں میں ایک شخص مسمی کیلاس نے آپ کو دیکھتے ہی تمام گاؤں کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ جس شخص کو میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ یہی ہے۔ اس کی بیان کردہ خواب کے مطابق لوگوں نے آپ کا وہی حلیہ مبارک پایا۔ لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ اور کافی سے زیادہ بیعت ہوئے۔ ان لوگوں نے آپ کو کہیں جانے نہ دیا۔ چنانچہ چند سال آپ اس علاقہ میں سلسلہ اشاعت کرتے رہے۔ مخلوق کا اژدحام آپ کے اوقات عبادت میں خلل انداز ہوا۔ آپ نے پھر یہیں سے واپس اجمیر شریف جانے کا قصد کیا۔ جب آپ اجمیر شریف پہنچے تو حضرت سالار رومی کے فرزند جناب حسین صاحب (جو کہ سجادہ نشین تھے) مراقبہ میں تھے۔ جب انہوں نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو حضرت پیربابا صاحب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا "یعنی اے سید مجھے اس مراقبہ میں حضرت قبلہ گاہ نے فرمایا کہ مجھ سے دو خرقے باقی ہیں۔ ایک کو ٹکڑا ٹکڑا کر کے معتقدین میں بانٹ دو اور دوسرا خرقہ اس کو دے دو جو ابھی آئے ہیں۔ پس آپ ہی اس کے لینے کے حق بجانب ہیں۔ کہ آئیں ہیں۔ چنانچہ وہ خرقہ آپ کو پہنا دیا گیا۔ چند دن قیام کے بعد حضرت حسین صاحب نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ چونکہ میرے والد محترم نے آپ کو کوہستان میں رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ لہذا آپ اپنے وطن کو جا کر اس سلسلہ کی اشاعت کریں۔

علاقہ یوسف زئی کے ایک بڑے خان نے جس کا نام ملک دولت علی زئی تھا اور شبیلہ بارکشائی سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ کو اپنی ہمشیرہ بی بی مریم جہاں عقد میں دے دی۔ اب آپ ایک قدم کے مستقل سکونت پذیر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرزند اور لڑکیاں عطا فرمائیں۔ پھر آپ قندس تشریف لے گئے۔ تو آپ کے والد فوت ہو چکے تھے۔ والدہ زندہ تھیں۔ تمام حالات سے والدہ کو آگاہ کیا۔ انہوں نے آپ کو اجازت دی کہ آپ اپنے بال بچوں کے ساتھ اس علاقے میں رہیں اور تبلیغ دین کریں۔ واپس آکر آپ مقام بونیر میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ اپنے شیخ کے حکم کے مطابق کوہستانی علاقہ میں خانقاہ قائم کر کے سلسلہ کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ لنگر جاری کر دیا۔ درس و تدریس کا انتظام کیا۔ بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی تاریخ بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ آپ سے بیعت کر کے سات اخوند اس سلسلہ میں ممتاز ہوئے۔ یعنی سات علامہ اور معتبر عالم آپ کے مرید ہوئے۔ ان میں پشاور کے حضرت اخوند درویزہ بھی تھے۔

آپ کے خلفاء حضرت اخون درویز بابا ننگرہاری جنکا مزار ہزار خوانی پشاور میں ہے کے علاوہ حضرت مولانا محمد گجراتی، حضرت مولانا عبدالکریم جو اخون درویز بابا کے فرزند تھے۔ کفار سے جنگ کرتے ہوئے کوہستان میں شہید ہوئے۔ آپ کا مزار کانجو ضلع سوات میں ہے۔ شہید بابا کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت مولانا ابوبکر دانشمند، حضرت مولانا صالح الکوزی آپ کا

marfat.com

مزار ضلع بنیر سواڑی بازار میں ہے۔ حضرت مولانا یوسف بن الیاس گدائی آپ کا مزار موضع مل یوسف ڈگر سے چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت مولانا کابل گرام آپ کا مزار دریائے سندھ کے کنارے دوڑ میرہ میں ہے۔ حضرت مولانا توربابا آپ کا مزار ڈگر بل سے کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت اخون گدائی۔ آپ کا مزار ضلع بونیر جوڑ چوک میں ہے۔ پیربابا کے لئے پشاور سے وقفہ وقفہ سے گاڑیاں چلتی ہیں۔ پ پشاور سے پیربابا کا راستہ تقریباً نو میل کے لگ بھگ ہے۔ نصف راستہ پہاڑی سلسلہ میں ہے۔

پہاڑوں پر کالے رنگ کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں۔ دور سے یہ پتھر ہاتھیوں کی مانند نظر آتے ہیں۔ پشاور کے علاوہ مردان ملو شہرہ سوات سے بھی پیربابا کے لئے چھو گاڑیاں چلتی ہیں۔ مردان کے علاوہ شہباز گڑھی بھی تاریخی مقام ہے۔ آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ سر کی جانب شجرہ مبارک نصب کیا گیا ہے۔ مزار ایک وسیع ہال میں ہے۔ جہاں بیک وقت لاتعداد زائرین بیٹھ سکتے ہیں۔ مزار پر شاندار گنبد بھی ہے۔ مزار کے قریب عالی شان جامع مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اس مسجد کے قریب دار العلوم میں سینکڑوں بچے زیر تعلیم رہتے ہیں۔ مسجد کے جانب مشرق لنگر کا اہتمام جاری رہتا ہے۔ زائرین کے آرام کے لئے چارپائیاں کرسیاں بچھا رکھی ہیں۔ رات گزارنے کے لئے کمرے بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ دن رات لنگر جاری رہتا ہے۔ مسجد کے مشرقی دروازہ پر حضرت چرچی بابا کا مزار ہے۔ مزار پیربابا کی جانب مغرب قبرستان ہے۔ یہاں نوگزے مزار بھی ہیں۔ گداگر کافی تعداد میں گھومتے نظر آتے ہیں۔

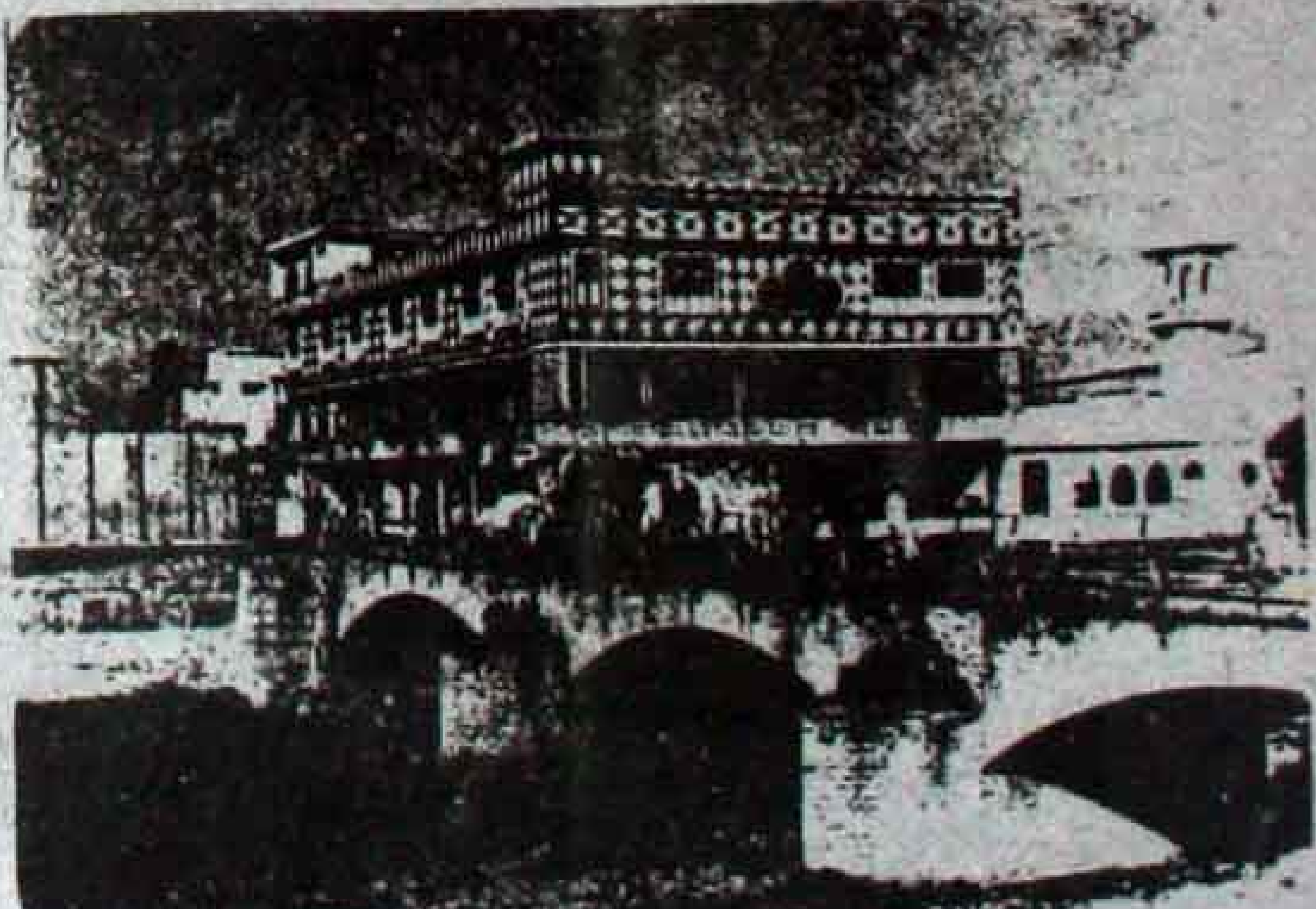

منگورہ شہر کا دل فریب منظر

marfat.com

پیر بابا کے مزار کے قریب دو نو گز لمبی قبریں

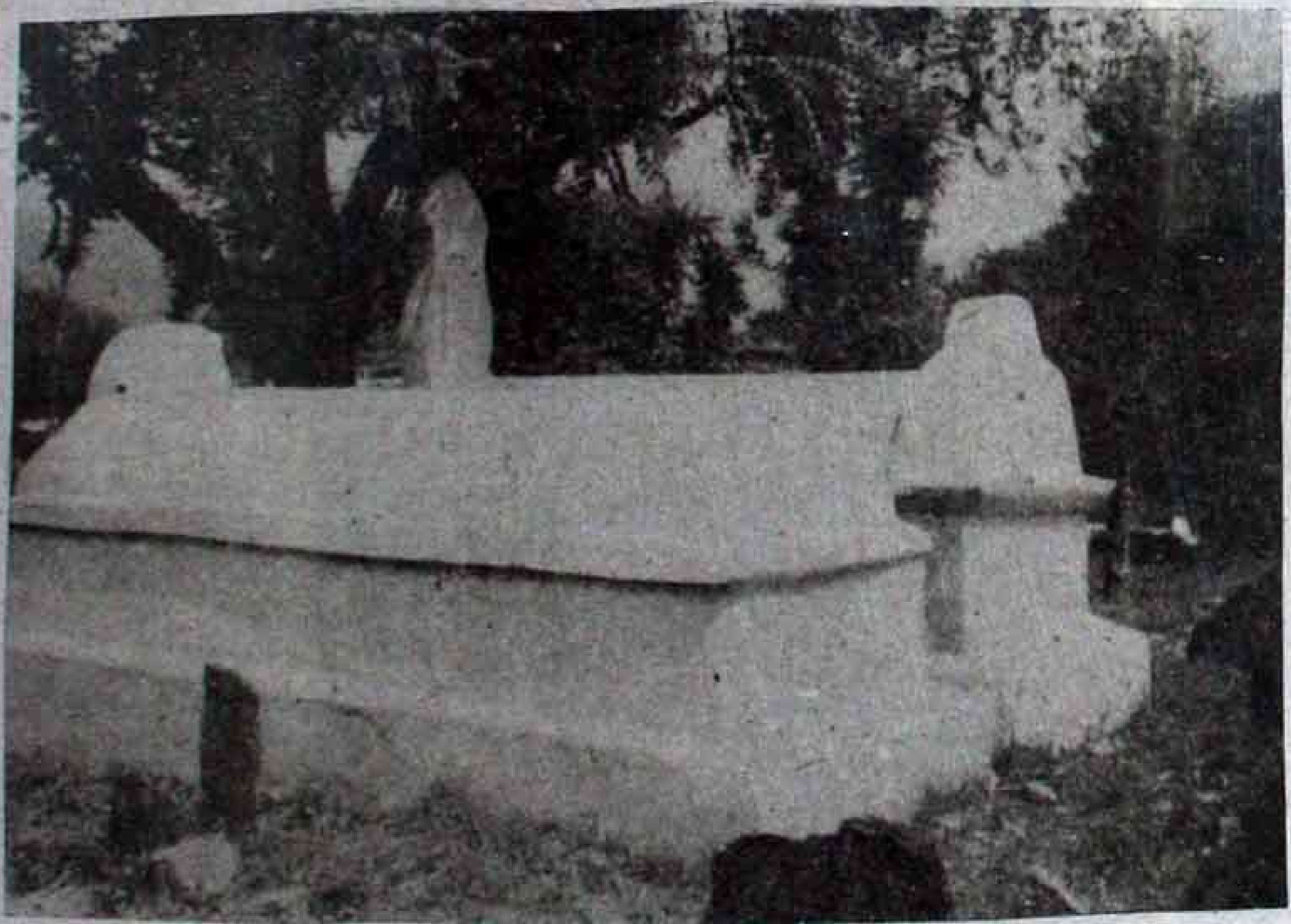

پیر بابا کا مزار پشاور سے تقریباً 200 میل کے فاصلے پر ہے۔ سارا پہاڑی راستہ ہے۔ پہاڑوں پر سیاہ رنگ کی چٹانیں دیکھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پہاڑوں پر ہاتھی کھڑے ہوں۔ یہ پر پیچ راستہ جو سنگلاخ چٹانوں اور پہاڑوں کو تراش کر بنایا گیا ہے آخری گاؤں باچا کلی ہے۔ باچا کلی ویگن سٹینڈ کے قریب ایک آبی گزرگاہ ہے اسے عبور کرتے ہی پیر بابا اور قبرستان کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ قبرستان کے ارد گرد بھیک مانگنے والے گداگر نظر آتے ہیں۔ اس قبرستان میں دو نو گز لمبی قبریں ہیں جو یکجا ہیں پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کی گئی ہیں۔ قریب ہی پیر بابا کا مزار ہے۔ جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں اس کتاب میں کیا گیا ہے

marfat.com

سوات کے گردونواح آثار قدیمہ

****

غالیگے سوات

اس بستی کے آثار سوات کے عجائب گھر سے 16 کلومیٹر دور مینگورہ ، مالاکنڈ شاہراہ پر غالیگے کے مقام پر پہاڑوں میں ایک پرانی غار سے دریافت ہوئے ہیں ۔ مقامی لوگوں میں اس کے بارے میں کئی ایک قسم کی توہمات تھیں اس لئے وہ دوران کھدائی اس کے قریب جانے اور کھدائی کرنے میں ہچکچاہٹ کر رہے تھے ۔ مگر جب یہاں کھدائیاں ہوئیں تو برامد ہونے والی اکثر اشیاء وادی سندھ کے نوادرات سے مماثلت رکھتے تھے ۔ اس لئے ماہرین نے 2400 ق م سے لے کر پانچویں صدی عیسوی تک کا زمانہ تعین کیا ہے ۔

لوگدرہ سوات

اس کے کھنڈرات سوات کے عجائب خانہ سے 10 کلومیٹر لوگدرہ نامی ایک مقام سے دریافت ہوئے ہیں ۔ یہاں پر پتھروں پر کندہ جانوروں کی کچھ شبیہیں ملی ہیں ۔ ایسی ہی تصویریں ایران ، شگر ، چلاس اور بلوچستان کے وسیع علاقوں سے دستیاب ہوئیں ہیں جن کا زمانہ 2200 ق م گردانا جاسکتا ہے ۔

علی گرامہ

اس بستی کے آثار سوات میوزم سے 8 کلومیٹر دور مینگورہ کمل سڑک پر واقع ہیں ۔ یہاں کے نوادرات ، ٹھیکریاں اور دوسری اشیاء کے معائنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بستی چودھویں صدی ق م میں آباد ہوئی ۔ اور ایک ہزار سال کے لگ بھگ یہاں پر بود و باش رکھنے والے انسان پانچ صدی قبل عیسوی میں کسی طاقتور دشمن کے حملے کے سبب نقل مکانی کر گئے ۔ یہ آبادی بدھ مت کے آنے سے بیشتر ہی صفحہ ہستی سے ناپید ہوگئی ۔ اس لئے یہاں بدھ مدت دور کے آثار بالکل مفقود ہیں ۔ مگر جو صنائی اور کاریگری کے نمونے دوران کھدائی ملے ہیں ان کا طرز بناوٹ آج بھی سوات کے گردنواح میں نظر آتا ہے ۔

چونکہ یہ علاقہ ایسے سنگم پر واقع تھا جہاں سے تین شاہراہیں نکلتی تھیں ایک مغربی ایشیا اور یورپ دوسری چین اور تیسری جنوبی ایشیا کی طرف ہی تجارتی راستے تھے ۔ سکندر اعظم نے 326ء میں یہاں حملہ آور ہوا مگر یہاں کے بہادر اور جری لوگوں نے خوب ڈٹ کر مدافعت کی وہ کامیاب تو ہوا مگر اس میں اس کی افواج کو خاصا نقصان اٹھانا پڑا ۔ یہاں سے سکندر اعظم دوسرے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا ۔ اسی بنا پر ایران اور گریس جیسے موزخین نے سوات کے حالات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔ سکندر کے بعد ساکا ، جنبی اور تبتی لوگ خانقاہوں

marfat.com

اور ستوپوں کی زیارت کے لئے یہاں آتے رہے۔ اور جب چینی سیاح فاسیان یہاں آیا تو بدھ مت اپنے عروج پر تھا اور خانقاہوں کی رونق دیدنی تھی۔

محمود غزنوی (997ء تا 1030ء)

عظیم مسلم جرنیل سلطان محمود غزنوی کے حملوں کے زمانے میں سوات کی تاریخ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اوڈیگرام گاؤں کے قریب پہاڑی پر ایسا قلعہ تھا جس کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ دیگر فتوحات کے علاوہ یہ قلعہ بھی سلطان محمود غزنوی نے فتح کیا۔ یہاں پر کئی نوادرات ملے ہیں۔ جو کہ سلطان محمود غزنوی کے حملے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان میں کانسی کا بنا ہوا ایک خوبصورت دیا بہت اہم ہے۔ یہ دیا خاص وضع کا بنا ہوا ہے۔ اور کاریگری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس زمانے میں یہ غزنی میں بنایا گیا تھا۔ اور سلطان محمود کے لشکری اسے اپنے ہاتھ لائے ہوں گے۔ اس کے علاوہ سلطان محمود غزنوی کے سکے اور پالش شدہ مٹی کے ظروف بھی دستیاب ہوئے ہیں۔

اوڈیگرام

اوڈیگرام کے کھنڈرات اوڈیگرام گاؤں کے قریب واقع ہیں۔ یونانیوں نے اس کو "اورا" کہہ کر پکارا تھا۔ سکندر یونانی نے جب اس کو فتح کیا تو وادی سوات کا یہ ایک اہم شہر تھا۔ اس شہر میں گلیوں اور سڑکوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ مکانات صحت کے اصولوں کے مطابق بنائے گئے تھے۔ زیادہ تر مکانات پتھر کے بلاکوں سے بنائے گئے تھے۔ اور بعض حصوں میں لکڑی کا استعمال بھی ہوا تھا۔ بڑی سڑکوں کے دونوں اطراف چوکور شکل کے کمروں کے آثار ملتے ہیں۔ جو کہ غالباً دکانیں تھیں۔ اس وجہ سے شہر کا یہ حصہ بازار کہلاتا تھا۔ شہر کے اندر کچھ ستوپے بھی ملے ہیں۔ جو بدھ مذہب کے اثر کا اظہار کرتے ہیں۔ پانی کی نکاسی کے لئے گلیوں اور کمروں میں نالیاں بنائی گئی تھیں۔ یہ شہر چوتھی صدی قبل مسیح سے لے کر چوتھی صدی عیسوی تک آباد رہا اور بالآخر سفید ہنوں کے حملے سے تباہ ہوا۔

غزنوی دور کی مسجد

سوات میں حالیہ کھدائی کے دوران راجہ گیرہ کے مقام پر اور اوڈیگرام کے نزدیک غزنوی عہد کی ایک مسجد کے دلچسپ باقیات برآمد ہوئے ہیں جو گیارھویں صدی عیسوی کے وسط (440ھ) میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس مستطیل نما مسجد کی چھت کو چوبی ستونوں سے سہارا دیا گیا تھا اور قبلہ جانب اس میں انوکھی قسم کی محراب تھی۔ مسجد پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ اس کے شمال جانب تین لمبے حجرے تھے۔ شمالی بیرونی دیوار کو عمودی پشتوں سے مضبوط کیا گیا ہے۔ اس مسجد کی دریافت نہایت اہم ہے۔ کیونکہ یہ ملک کے اس حصے میں غزنی دور کی یاد دلاتی ہے۔ یہ صوبہ سرحد کی سب سے قدیم مسجد ہے۔

marfat.com

بری کوٹ

بری کوٹ مقدونی دور کا شہر ہے ۔ یہی بستی ہے جسے توسی اور آلستائن جیسے شہر آفاق ماہرین آثار قدیمہ نے بازیرہ کہا ہے ۔ اس شہر کو سکندر اعظم نے 327 ق م میں فتح کیا تھا ۔ شہر کی حالیہ کھدائی سے ایسے شواہد ہاتھ لگے ہیں جو یہاں کے مکینوں کی جمالیاتی حس کے آئینہ دار ہیں ۔ شہر کی پر شکوہ فصیل اور عبادت گاہیں خاص اہمیت کی حامل ہیں اور اس شہر پناہ کی دریافت حربی اہمیت کی حامل ہے ۔ ایک کمرہ ایسا بھی ملا ہے جس میں خوبصورت گول ستون ہیں ۔ اس کے وسط میں بیضوی شکل کا اوطاق ہے ۔ جس میں آگ کی پرستش کی جاتی ہوگی ۔ ایسی عمارت گندھارا کے علاقے کے کسی شہر میں بھی نہیں ملی ہے ۔ جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے ۔

اس علاقہ کو سکندر اعظم نے فتح ہی نہیں کیا ۔ بلکہ صدیوں تک مقدونی ہندی دوسری صدی قبل مسیح میں یہاں قابض رہے ۔ یہ شہر پناہ 207 میٹر چوڑی ہے ۔ اور اس کی مضبوط دیواروں نے ایک حصار بنایا ہوا ہے ۔ جو کسی بیرونی حملہ آور کے سامنے آسانی سے سرنگوں نہیں ہو سکتی ۔ اس میں جنوبی ہندوستان میں تراشا ہوا ایک مجسمہ بھی ملا ہے ۔ جس سے عہد رفتہ میں کاریگروں اور تجارت کی باہمی آمدورفت کا حال معلوم ہوتا ہے ۔

براقم سوات کے قریب بت کڑہ میں معلومات حاصل کر رہا ہے ۔

marfat.com

بت کڑہ

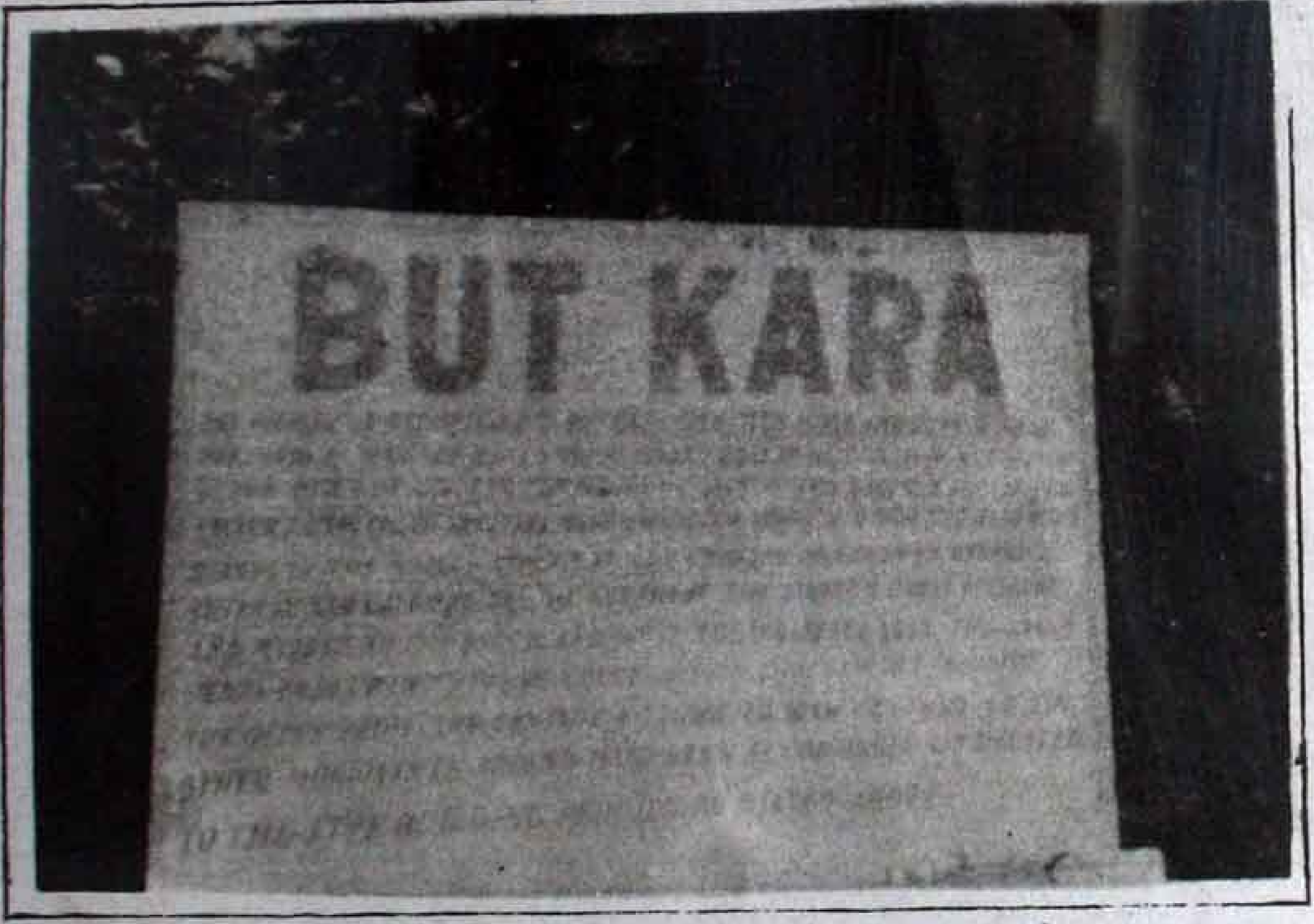

بت کڑہ کا مقام سوات عجائب گھر سے تقریباً آدھ میل کے فاصلے پر شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔ جمیل نالہ اس کے قریب سے گزرتا ہے۔ بت کڑہ وادی سوات میں بدھ مذہب کی سب سے بڑی عبادت گاہ ہے۔ جہاں پر درمیان میں ایک بہت بڑا ستوپا ہے اور اس کے گرد تقریباً 200 دیگر چھوٹے ستوپے ہیں۔ سب سے بڑے ستوپے کی حالت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کئی دفعہ تباہ ہوا ہے اور دوبارہ تعمیر ہوا ہے۔ اس طرح اس کی تعمیر کے چھ مختلف ادوار تعین ہوئے ہیں۔ اس کی تباہیاں زلزلوں اور سیلابوں سے ہوئیں اور آخر میں پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں یہ سفید ہنوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے۔ بڑے ستوپے کے ارد گرد ایک راستہ بنا ہوا ہے۔ جس پر چل کر بدھ مذہب کے پیروکار اس کا طواف کیا کرتے تھے۔ بڑے ستوپے پر اور چھوٹے ستوپوں پر گوتم بدھ اور بودھی ستوا کے مجسمے بنے ہوئے ہیں۔ جو کہ کاریگروں کی اعلیٰ صناعی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان مجسموں میں گوتم بدھ کی پہلی زندگی اور بعد میں زندگی کے واقعات نمایاں ہیں اور اسے زیادہ تر بحالت مراقبہ دکھایا گیا ہے۔ سوات کی وادی میں بسنے والے لوگوں کی اعلیٰ کاریگری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ستوپوں پر تقریباً سوا دو ہزار سال پہلے لگایا ہوا سرخ رنگ و روغن آج بھی اپنی نشاندہی کرتا ہے۔ موسمی تغیرات اور دیگر قدرتی عوامل بھی اس کے حسن کاریگری کو ماند نہ کر سکے اور یہ عبادت گاہیں تقریباً پہلی صدی قبل مسیح سے لے کر پانچویں صدی عیسوی تک قائم رہیں۔

marfat.com

عجائب گھر

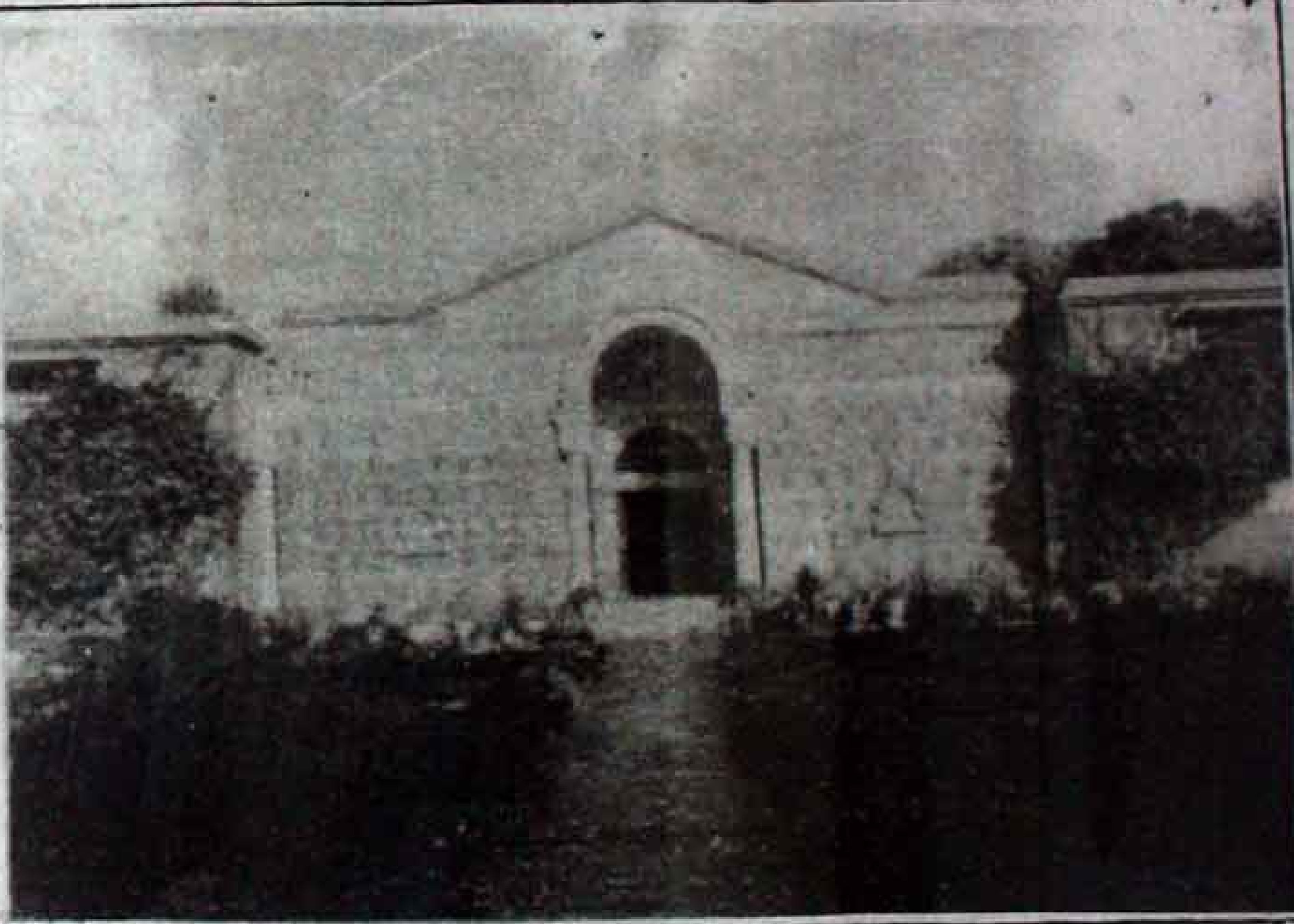

وادی سوات میں مختلف مقامات سے جو ثقافتی اشیاء دستیاب ہوئی ہیں ان میں سے کچھ سوات کے عجائب گھر میں سجائی گئی ہیں ۔ سوات کا عجائب گھر مینگورہ اور سیدو شریف کو ملانے والی سڑک پر واقع ہے ۔ یہ خوبصورتی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے ۔ عجائب گھر میں کئی گیلریاں بڑھانے کی وجہ سے اب اس کی گیلریوں کی تعداد 9 ہو گئی ہے ۔ ان میں زیادہ تر بت کڑہ سائیٹ سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ان نوادرات میں گوتم بدھ کی پہلی اور بعد کی زندگی کی اچھی خاصی تصویر کشی کی گئی ہے ۔ عجائب گھر کی پہلی گیلری کے درمیان گوتم بدھ کے خیالی قدموں کے نشانات نمائش کے لئے رکھے ہوئے ہیں ۔ یہ پتھر کے بلاک پر بنے ہوئے ہیں اور سائز میں کافی بڑے ہیں ۔ ان پر فروشتی تحریر بھی کندہ ہے ۔ یہ مدین کے قریب ایک مقام تیرات سے ملے تھے ۔ مجسموں میں کئی غیر ملکیوں کے مجسمے ہیں ۔ جنھوں نے خاص وضع کے لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں ۔ چند دروازوں کی آرائشی چوکھٹوں کے نمونے ہیں ۔ کئی نوادرات یونانی اثرات کے زیر اثر بنائے گئے ہیں ۔ جن میں یونانی تاج ستون قابل ذکر ہیں ۔ یہ بڑے ماہرانہ انداز میں پتھر سے کاٹ تراش کر بنائے گئے ہیں ۔ عجائب گھر میں کچھ مٹی کے برتن بھی رکھے گئے ہیں جو کہ بڑی محنت اور کاری گری سے بنائے گئے ہوں گے ۔ سب نوادرات اپنی کاری گری کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں ۔ اور گزشتہ زمانے کے لوگوں کی عقل و ذہانت کی عکاسی کرتے ہیں ۔ پتھر کے مجسمے ایک مشہور فن کے تحت پتھروں کو تراش کر بنائے گئے ہیں ۔ جو گندھارا کے نام سے مشہور ہے ۔

marfat.com

کالام

کالام ایک خوبصورت خوشنما سرسبز قدرتی نظاروں سے بھرپور وادی ہے۔ کالام سیدو شریف سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ شہر سطح سمندر سے 6832 فٹ بلند ہے۔ آبادی تقریباً 40، 50 ہزار کے قریب ہے۔ سب سے بڑی چوٹی فلک سیر 20 ہزار فٹ بلند ہے۔ یہ پہاڑیاں ہر وقت برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ سوات کی سیر کے بعد کالام کا نظارہ دیکھنے کے قابل ہے۔ قدرت نے اس علاقہ کو خوبصورت بنا رکھا ہے۔ قدم قدم پر چشمے دریا میں آکر گرتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں اخروٹ اور سیب کے باغ دور دور تک نظر آتے ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں چراگاہیں بھیڑ، بکریاں اور رنگ برنگے پھول انسانوں کے دل و دماغ کو تازہ کرتے ہیں۔ کالام کا علاقہ بہت پرانا اور قدیمی ہے۔ قدیم عہد میں آتش پرستی اور ناگ پرستی کا رواج تھا۔ کالام کی تین خوبصورت وادیاں اتروڑ، اوشو، گھبرال اچھے موسم کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کالام کی سرحدیں دیر، کوہستان، چترال، گلگت، گانگیر اور انڈس کوہستان سے ملتی ہیں۔ کالام اور اس کے ارد گرد ٹھنڈے میٹھے پانی میں پلی ہوئی ٹراؤٹ مچھلی جو ذائقہ میں اپنی مثال آپ ہے مل سکتی ہے۔ یہاں قدرتی جھیلیں اپنا حسن بکھیر رہی ہیں۔ کالام میں مکانات لکڑی سے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ دیواریں اور چھتیں بھی لکڑی سے بنائی جاتی ہیں۔ کالام کی سیر کے لئے چھوٹی اور بڑی گاڑیاں آسانی سے مل جاتی ہیں۔ اس علاقہ میں گھومنے پھرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ یہاں بدھ دور کے آثار بھی ملتے ہی۔ انکا کام خواتین کرتی ہیں۔

کمبل، جرابیں، جرسیاں دیگر آرائش کے ملبوسات تیار کئے جاتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگ ماضی میں بدھ مت کے

marfat.com

پیروکار تھے۔ یہاں پرانی قبریں، مقبرے اور عبادت گاہوں کے آثار ملتے ہیں۔ شاہراہ ریشم سے جانے والے قافلے کالام کے قریب سے گزرتے تھے۔ مقامی روایات کے مطابق سلطان محمود غزنوی نے کالام پر حملہ کر کے ہندو کھنڈرات کو مٹا دیا۔ سلطان محمود کے حملے کے ساتھ ہی یہاں اسلام کا بول بالا ہوا۔ حضرت اخوند پنجہ اور انکے مریدین نے اس علاقہ میں اسلام کی روشنی پھیلائی۔ کالام کے مشہور دریا آبھرال ندی، خرخری ڈینگی ندی ہیں۔ یہ علاقہ جڑی بوٹیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور مقامی لوگ ان جڑی بوٹیوں سے علاج کرتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں دنیا بھر کے سیاح اس علاقہ میں گھومتے پھرتے نظر آئیں گے پاکستان کے لوگ بھی سیر کے لیۓ اس علاقہ کا رخ کرتے ہیں۔ کالام کا پانی بہت صحت بخش ہے۔ پانی پینے سے پیٹ کے جملہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور انسان اپنے آپ کو تر و تازہ محسوس کرتا ہے۔ کالام کے لوگ سادگی کی وجہ سے بڑے اچھے لگتے ہیں۔ اس علاقہ میں آنے والے سیاحوں کو بڑے خلوص اور محبت سے ملتے ہیں۔ گھریلو ملازمین بھی بڑے خوش اخلاق ہیں اور آنے والوں کی بہت زیادہ خدمت کرتے ہیں۔ موسمی پھلوں کی فراوانی ہے۔ صاف شفاف ہوا سے جسم تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ قدرت نے اس علاقہ کو قدرتی حسن سے مالا مال کر رکھا ہے۔

ملاکنڈ کے قریب اس سڑک سے آگے سوات کی حدود کا آغاز ہوتا ہے۔

marfat.com

چترال

★★★★★★★★★★★★★★★★★

فلک بوس کوہساروں ، گہری اور بل کھاتی وادیوں اور دلکش نظاروں کی سرزمین چترال سیاحوں کے لئے جنت کی سی کشش رکھتی ہے یہاں وادی برموتی لاشت ، وادی گرم چشمہ ، وادی کالاش ، جمہوریت ، رامبو اور وادی شندور کے علاوہ 7690 میٹر بلند برف پوش چوٹی ترچ میر ہے ۔ چترال اور گلگت کی سرحد پر واقع درہ شندور قدرتی مناظر کے لحاظ سے قدرت کا عظیم تحفہ ہے ۔ جہاں دنیا کا بلند ترین قدرتی پولو گراونڈ ساڑھے بارہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے ۔ یہاں سال میں ایک مرتبہ سہ روزہ پولو میلہ منعقد ہوتا ہے ۔ جس میں روایتی حریف چترال اور گلگت کی ٹیمیں حصہ لیتی ہیں ۔

تاریخی اعتبار سے پولو کا آغاز صدیوں پہلے ایران سے ہوا ۔ انیسویں صدی میں یہ کھیل برصغیر میں متعارف ہوا ۔ جہاں سے فوج کے برطانوی افسروں میں مقبول ہو کر برطانیہ پہنچا ۔ برصغیر میں پہلے پہل اسے چوگان کہا جاتا تھا اور مسلمان بادشاہ قطب الدین ایبک چوگان کھیلتے ہوئے ہی 1210ء میں گھوڑے سے گر کر جاں بحق ہوا تھا ۔ آج کل اس کھیل کو دنیا کے بہت سے ممالک میں کھیلا جاتا ہے ۔ ہر کھیل کی مانند اس کے اپنے قواعد و ضوابط ہیں ۔ لیکن وادی چترال میں کھیلی جانے والی پولو اپنی تاریخی حیثیت میں فری اسٹائل انداز میں کھیلی جاتی ہے ۔ اس کھیل میں دونوں ٹیموں کی جانب سے چھ چھ کھلاڑی حصہ لیتے ہیں ۔ لکڑی کی مقامی طور پر بنی ہوئی اسٹک اور لکڑی کی ہی گیند استعمال کی جاتی ہے ۔ اس کھیل کے دو راؤنڈ ہوتے ہیں جو کہ 20 ، 20 منٹ کے ہوتے ہیں ۔ اس دوران نہ تو کھلاڑی تبدیل ہو سکتا ہے اور نہ ہی گھوڑا بدلا جاسکتا ہے ۔ اگر کھلاڑی یا گھوڑا زخمی ہو جائے تو ایسی صورت میں مخالف ٹیم سے بھی ایک کھلاڑی کو باہر نکال دیا جاتا ہے ۔ اس کھیل میں شہنائی اور ڈھولک نما ڈرم پر مبنی موسیقی کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ کھیل شروع ہونے ، ختم ہونے ، درمیانی وقفے اور گول ہوجانے کے لئے الگ الگ دھنیں بجائی جاتی ہیں ۔ جن کے باقاعدہ نام ہوتے ہیں ۔ یوں تو چترال میں ہر سال چار بڑے ٹورنامنٹ ہوتے ہیں جن میں 25 سے 40 ٹیمیں حصہ لیتی ہیں جن میں میدانی علاقوں سے آنے والی مشہور اداروں کی ٹیمیں بھی ہوتی ہیں ۔ لیکن اپنے منفرد انداز اور سطح سمندر سے بلندی کے باعث میدانی ٹیموں کے کھلاڑی اور گھوڑے جلد ہی تھکاوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے عموماً ان ٹورنامنٹس میں مقامی ٹیمیں ہی جیت جاتی ہیں ۔ ان ٹورنامنٹس میں شندور میں منعقد ہونے والے ٹورنامنٹ کو میلے کی حیثیت حاصل ہے ۔ پہلا میچ 1966ء میں ہوا جبکہ جولائی 1979ء میں باقاعدہ مختلف ٹیموں کے مابین پولو ٹورنامنٹ ہوا ۔ 1980ء میں جنرل ضیاء الحق نے شندور پولو ٹورنامنٹ کو باقاعدہ میلے کی حیثیت دی اور اس کا نام شندور پولو میلہ رکھا گیا ۔ تب سے اب تک یہ میلہ ہر سال جولائی میں شندور کے مقام پر منعقد ہوتا ہے ۔ اب تک اس کے سترہ مقابلے ہو چکے ہیں ۔ جن میں تیرہ مرتبہ گلگت نے کامیابی حاصل کی ۔ شندور میلہ 1996ء میں بھی گلگت نے چترال کو 4 کے مقابلے میں 8 گول سے ہرا کر جیتا ۔ باقاعدہ میلے کی شکل اختیار کرنے کے بعد سیاحوں کی مزید تفریح کے لئے کشتی رانی ، ہینڈ گلائیڈنگ ، ڈنگی ریس ، کیمپ

marfat.com

فائر، رسہ کشی، تراؤت مچھلی کا شکار اور غیوک کے مقابلے بھی کرائے جاتے ہیں۔

پولو کے علاوہ شندور میں سیاحوں کی دوسری بڑی دلچسپی تقریباً دو میل لمبی ایک فرلانگ چوڑی اور 12 میٹر گہری جھیل بھی ہے۔ جو شندور کے خشک و ٹھنڈے موسم میں اپنے خوبصورت نیلے رنگ اور شفاف پانی کے باعث رگوں میں اترنے والی تازگی کی تاثیر رکھتی ہے۔ سردیوں کے موسم میں جبکہ شندور کا درجہ حرارت منفی دس سنٹی گریڈ سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو عموماً دسمبر کے وسط میں پانی جم کر موٹی برف کی تہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہاں پر اندازاً ہر سال 8 سے 10 فٹ برف پڑتی ہے۔ گرمیوں میں برف کے پگھلنے پر جب اس جھیل کے چاروں جانب بلند و بالا پہاڑوں کی اوٹ سے سورج چمک رہا ہو تو ہلکی ہلکی ہوا میں بہتا پانی اور دھوپ کی چمک بے حد حسین منظر پیش کرتی ہے۔ ایسے میں آسمان اور جھیل کا نیلا رنگ ایک سا شفاف محسوس ہوتا ہے۔ خوبصورت پرندے، تیتر، مرغابی، چکور دنیا کے دور دراز علاقوں سے اس جھیل پر اترتے ہیں۔ شندور میلے کے دنوں میں آرمی کے نوجوان اس جھیل میں رنگ برنگی کشتیاں اور موٹر بوٹس چلاتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ ساتھ سیاحوں کو بھی اس جھیل کی سیر سے فیض یاب کرتے ہیں۔

شدید ترین سردی کے باعث یہاں آبادی کا تصور مفقود ہے۔ لیکن پولو میلے کے لئے یہاں خیموں کی بستی بسائی جاتی ہے جو کم و بیش میدان عرفات کا سماں پیش کرتی ہے۔ تا حد نظر خیمے ہی خیمے نظر آتے ہیں۔ یہاں پر اہم شخصیات سے لے کر عام سیاح تک سب ہی خیموں میں رہتے ہیں۔ اور رات کو شدید سردی کے باعث سیاح اس زندگی کو ایڈونچر کا نام دیتے ہیں۔

بذریعہ سڑک جو کہ شندور تک پہنچنے کا واحد راستہ ہے بے حد خراب ہے۔ صرف 70 کلو میٹر کا راستہ جو کہ عموماً ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ میں طے کیا جانا چاہئے اس کے لئے 5 گھنٹے گزارنے پڑتے ہیں۔ علاوہ ازیں کچے راستے کے باعث صرف بڑی گاڑیاں جن میں لینڈ کروزر، جیپ، ڈبل کیبن وغیرہ ہی جاسکتی ہیں۔

بلا شبہ وادی شندور کا شمار پاکستان کے خوبصورت ترین علاقوں میں ہوتا ہے۔ یہاں کی قدرتی جھیل اور فری اسٹائل پولو ان سیاحوں کے لئے بھی بے پناہ کشش رکھتے ہیں جن کے ممالک میں نہ تو پولو کھیلی جاتی ہے اور نہ ہی پولو کے کھیل کے قواعد و ضوابط سے آگاہ ہیں۔ اگر ہماری حکومت ان خوبصورت علاقوں پر توجہ دے اور انہیں ترقی دے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا ملک بھی ملائشیا اور سنگاپور کی مانند آگے نہ بڑھ سکے۔ بات صرف خلوص نیت سے کام کرنے کی ہے۔

marfat.com

کافرستان

****

کافرستان جو کہ صوبہ سرحد کے ضلع چترال میں واقع وادی ہے۔ ضلع چترال کے صدر مقام چترال تک تو بذریعہ ہوائی جہاز اور بس گرمیوں میں باآسانی پہنچا جاسکتا ہے۔ جبکہ سردیوں میں ہوائی جہاز موسم کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ اور بذریعہ بس (سڑک) پہنچنا ناممکن ہے۔ کیونکہ شدید برفباری کی وجہ سے درہ لواری جو کہ ضلع دیر اور ضلع چترال کے وسط میں واقع ہے۔ شدید برفباری کی وجہ سے چھ ماہ تک بند پڑا رہتا ہے۔ چترال کیلئے ہوائی جہاز کی پروازیں سوات اور پشاور سے ملتی ہیں۔ چترال جانا ہو تو پشاور کے جنرل بس سٹینڈ سے ضلع دیر کے پر رونق شہر تیمر گرہ کیلئے ہر قسم کی سواری مل سکتی ہے۔ تیمر گرہ سے گاڑی تبدیل کر کے ضلع دیر کے ہیڈ کوارٹر دیر تک پہنچا جاسکتا ہے۔ جہاں لاری اڈا میں چترال کے لئے ویگن اور بسیں ملتی ہیں۔ ایون در حقیقت کافرستان کا دروازہ ہے۔ جہاں سے کافرستان کی تینوں وادیوں بمبوریت، بریر اور رمبور جایا جاسکتا ہے۔ لیکن ایون سے کافرستان تک کوئی باقاعدہ سروس نہیں ہے۔ اس لئے بہت سے سیاحوں کو زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔ سوات سے کافرستان جانے کے لئے مینگورہ سے تیمر گرہ سے ہر قسم کی ٹرانسپورٹ مل سکتی ہے۔ سوات سے بذریعہ ہوائی جہاز چترال پہنچا جاسکتا ہے۔ اگر پشاور سے سفر کا آغاز کیا جاسکتا ہے تو پشاور سے نوشہرہ، نوشہرہ سے مردان، مردان سے درہ ملاکنڈ، وہاں سے چک درہ، چک درہ سے ایک سڑک سوات سیدو شریف دوسری سڑک دیر باجوڑ کافرستان کی طرف جا نکلتی ہے۔

marfat.com

چک درہ کے قریب چرچل پوائنٹ مشہور ہے ۔ جہاں 1897ء میں چرچل نے بحیثیت لیفٹیننٹ تاج برطانیہ کی طرف سے پختون کے ساتھ لڑائی میں حصہ لیا ۔ بدھ مت کی شان و شوکت چک درہ کی عجائب گھر میں دیکھی جا سکتی ہے ۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں سکندر اعظم نے سوات پر حملہ کیا تھا ۔ چک درہ میں مغل شہنشاہ اکبر کی فوجیں پختونوں کے آمنے سامنے ہوئیں ۔ چک درہ سے نکل کر دیر کی طرف تھمیل گرہ جو تیمور لنگ کے نام سے منسوب ہے ۔ اس کے گرد و نواح خوبصورت علاقے دیکھنے میں آتے ہیں ۔ دیر کے بعد گجر پوسٹ درہ لواری ہے ۔ یہ درہ گیارہ ہزار فٹ اونچا ہے ۔ یہاں گرمیوں میں بھی پہاڑوں پر برف دیکھنے میں آتی ہے ۔

سڑک کے دونوں جانب بڑے بڑے پہاڑ ہیں ۔ درہ لورائی ٹاپ کے بعد زیارت اور عشرت آجاتا ہے ۔ جہاں تمام سہولتیں موجود ہیں ۔ درویش سے آگے چترال کا آخری سٹاپ ہے ۔ چترال میں گرم اور ٹھنڈے پانی کے چشمے ہیں ۔ چترال میں اون کا بنا کپڑا بڑا مشہور ہے ۔ اس علاقہ میں سفر کے دوران بھی کبھی کبھی گرم کپڑوں کی ضرورت پڑ جاتی ہے ۔ چترال کے بعد کافرستان کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے ۔ یہ علاقہ اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے ۔ یہاں کے لوگ بہت خوبصورت ہیں ۔ اس علاقہ میں داخل ہونے کے لئے فی کس -/15 روپے ٹیکس لیا جاتا ہے ۔ یہ رقم اس علاقہ کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہے ۔

کلاشی میں کافر بھی ہیں اور مسلمان بھی ۔ اس علاقہ کی اپنی ایک تہذیب ہے ۔ یہاں تہوار ، موسیقی کے پروگرام فطرت کے حسین نظاروں سے دل خوش ہو جاتا ہے ۔ کافرستان کے ملحقہ چترال صوبہ سرحد کا حسین و جمیل علاقہ ہے ۔ یہاں کے رہنے والے بہت سیدھے سادھے مہمان نواز لوگ ہیں ۔ صحت افزا سیر گاہیں ہیں ۔ یہ علاقہ پہاڑوں کوہساروں ، آبشاروں ، گلیشیروں ، جنگلات سے بھرا پڑا ہے ۔ اونی کپڑے کے ملبوسات یہاں کی مشہور مصنوعات ہیں ۔ دریائے چترال شہر کے وسط میں گزرتا ہے ۔ اس کے قدرتی حسن و رعنائی میں مزید اضافہ کرتا ہے ۔ شاہی مسجد اور شاہی قلعہ قابل دید ہیں ۔ چترال کی ایک حسین و جمیل سیر گاہ موغلشت ہے ۔ جو نو میل کے فاصلے پر ہے ۔ یہ سابق بادشاہ کا گرمائی محل تھا ۔ دریائے چترال کی مچھلی ذائقہ کے لئے مشہور ہے ۔ علاقہ میں ہر قسم کی جدید سہولتیں موجود ہیں ۔ لورائی سطح سمندر سے دس ہزار پانچ سو فٹ بلند ہے ۔ پہاڑوں کی اونچائی چوٹیاں ترچ میر (25230) فٹ ، استورونال ۔ (24343) فٹ ، نوشاق (24556) فٹ ۔ مشہور گلیشیر ارکاری گلیشیر ، لاس پور گلیشیر ، اوپر گلیشیر ، نورتھ گلیشیر ، گولین گلیشیر ، مداگلشت گلیشیر ، اویار نون گلیشیر ہیں ۔ پشاور سے دیر کا فاصلہ 240 کلومیٹر ہے ۔ دیر 148 کلومیٹر ہے ۔ دیر چترال کافرستان میں رہائش کے لئے صاف ستھرے اچھے ہوٹل بھی ہیں ۔ اس علاقہ میں پہاڑوں کے مختلف نام ہیں جنگلوں اور پہاڑوں میں چیتا ، گیدڑ ، بندر ، ریچھ اور کہیں کہیں شیر بھی پائے جاتے ہیں ۔

یہاں کے مشہور دریا موفوریت گا (دریائے بمبورت) ، بی دیوگا (دریائے بریر) ، رک موگا (دریائے رمبور) ہیں ۔ اس علاقہ کی تہذیب ایشیا کی سب سے قدیم ترین تہذیب ہے ۔ دنیا بھر میں سیاحوں کی دلچسپی کا بہت بڑا مرکز ہے ۔ اس علاقہ کا مشہور لباس ایک قسم کی ٹوپی ہے ۔ جسے مردوں کے علاوہ عورتیں بھی پہنتی ہیں ۔ کالاش خواتین اپنی زیبائش اور میک اپ کا مقدور بھر خیال رکھتی ہیں ۔ دریا کے کنارے جا کر نہاتی ہیں ۔ بالوں کو کنگھا کرتی ہیں اور پھر گھر آ کر اپنی سہیلیوں یا بوڑھی

marfat.com

خواتین سے اپنے بالوں میں مینڈھیاں بنواتی ہیں ۔ یہ مینڈھیاں اس مہارت کے ساتھ بنائی جاتی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے ۔ کہ یہ کسی ہاتھ کی بنی نہیں بلکہ کسی مشین کا کام معلوم ہوتا ہے ۔ ان بالوں کو بنانے میں وہ کئی کئی دن صرف کرتی ہیں ۔ کالاش عورتیں میک اپ بھی کرتی ہیں ۔ زیورات بھی پہنتی ہیں ۔ زیورات پہننے سے انکا حسن دوبالا ہو جاتا ہے ۔ کالاش کے کافر لوگ دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں ۔ اور ان دیوتاؤں کے کئی نام رکھے ہوئے ہیں ۔ ان دیوتاؤں کے نام سابی گور، مہا دیو، بالا مائن، انگاؤ، جشٹا کن، مالوش، بنیارن یا دیسار، کت شومائی ژاژ، وار بن ہیں ۔ کالاش معاشرے میں سب سے بد ترین سلوک عورتوں سے کیا جاتا ہے اور اس مخلوق کو کم تر اور نجس سمجھا جاتا ہے ۔ کالاش عورتیں بڑی جفاکش اور محنتی ہیں ۔ اور نہ کبھی جھوٹ بولتی ہیں اور نہ کبھی دھوکہ دیتی ہیں ۔ ہر وقت ہنس مکھ رہتی ہیں ۔ جیسا کہ ان کو کبھی کسی نے نہیں ڈانٹا یہ عورتیں جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتی ہیں ۔ آٹا گوندھ کر روٹی پکاتی ہیں ۔ فصلوں کو پانی دیتی ہیں ۔ گوڈی نلائی کا کام کر لیتی ہیں ۔ آٹا پیستی ہیں ۔

دوسرے زرعی کاموں میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں ۔ یہاں تک کہ پچھلے وقتوں میں بیلوں کے بجائے عورتوں کو ہل میں جوتا جاتا تھا ۔ اور اس مقصد کے لئے ایک خاص قسم کے ہل بنائے جاتے تھے ۔ تمام خاندان کے لئے کپڑا بنتی ہیں ۔ درختوں کی ٹہنیوں سے ٹوکریاں بناتی ہیں ۔ کپڑوں پر سوزن کاری کرتی ہیں ۔ اپنے مذہب اور رسم و رواج پر سختی سے کاربند رہتی ہیں نہ لڑتی ہیں اور نہ جھگڑتی ہیں ۔ چوری کے نام تک سے بے خبر ہیں ۔ رقص کرتی، بانسریاں بجاتی اور ہر وقت خوش و خرم رہتی ہیں ۔ اور سادہ خوراک کھا کر زندگی گزارتی ہیں ۔ عورتوں کے حسن کے ساتھ ساتھ یہاں کے قدرتی مناظر بھی قابل دید ہیں ۔

یہ علاقہ قدرتی مناظر سے بھرا پڑا ہے ۔ وطن عزیز کے سیاح یورپ میں جانے کی بجائے اس طرح رخ کریں تو یہ علاقہ بھی سوئٹزر لینڈ سے کم نہیں ہے ۔ قدم قدم پر ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشمے جاری ہیں ۔ جنہیں دیکھ کر قرآن مجید کے یہ الفاظ یاد آجاتے ہیں ۔ (ترجمہ : اور تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سے نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) اگر ان چشموں کا پانی چند دن استعمال کر لیا جائے تو جسم سے کئی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں ۔ اور انسان اوور ہال ہو کر اپنے آپ کو تر و تازہ محسوس کرتا ہے ۔ ٹھنڈی میٹھی صاف شفاف ہوا سانس کے ذریعے جب اندر داخل ہوتی ہے ۔ تو یہ بھی جسم سے کئی بیماریوں کو دور کر دیتی ہے ۔ چشموں کے پانی سے انسان کے اندرونی اعضاء صاف ہو جاتے ہیں ۔

---

marfat.com

مالاکنڈ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مالاکنڈ پشاور سوات روڈ پر واقع ہے۔ درگئی اس کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ مالاکنڈ میں ایک قلعہ بھی ہے۔ برطانیہ کے سابق وزیراعظم چرچل نے کچھ عرصہ مالاکنڈ کے قلعہ میں گزارا۔ مالاکنڈ ڈویژن ہیڈ وارٹر ہے۔ سوات دیر چترال اس کے ضلعے ہیں۔ مالاکنڈ کا کچھ حصہ میں قبائلی نظام رائج ہے۔ دریا بھی قریب ہی بہتا ہے۔ اس کے مشہور شہر تخی کوٹ، درگئی یہ بھی سوات پشاور روڈ پر واقع ہے۔ 1895ء میں یہاں کی لڑائیاں ہوئیں یہاں کی بہت بڑی منڈی سوات روڈ پر واقع ہے۔ تھانہ، مالاکنڈ کے چاروں طرف پہاڑ پشاور کی طرف سوات جاتے ہوئے مالاکنڈ کے پرپیچ سڑک سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہاڑ کی بلندی پر پہنچ کر پھر نیچے اترنا پڑتا ہے۔ پہاڑوں کے درمیان گھرے ہوئے علاقے میں میدان بھی ہیں اور گندم کے علاوہ چاول بھی کاشت کیے جاتے ہیں۔ سیب کے باغات بھی ہیں۔ مالاکنڈ اور سوات کو جانے والی سڑک سے دیر، چک درہ، تیمرگرہ، اور دوسرے علاقوں کے علاوہ چترال و یہیں سے سڑک جاتی ہے۔ یہ علاقے قدرتی مناظر سے بھرے پڑے ہیں۔

===

مدین کا حسین وجمیل منظر

marfat.com

شمالی علاقہ جات

گلگت - ہنزہ - شاہراہِ ریشم

marfat.com

گلگت اور شمالی علاقہ جات

****

اگست کے مہینے میں دیوانی عدالتوں میں چھٹیاں ہوتی ہیں ۔ تو راقم کے ہمراہ خواجہ محمد احسن ایڈووکیٹ، یعسوب الحسن ہاشمی ایڈووکیٹ نے گلگت ہنزہ اور شمالی علاقہ جات کی سیر کا پروگرام بنایا۔ گجرات سے اسلام آباد ایئرپورٹ پہنچے تو معلوم ہوا کہ برسات کے موسم کی وجہ سے گلگت جانے والی فلائٹ معطل ہے ۔ یہ فلائیٹ اگر موسم صاف ہو تو گلگت روانہ ہوتی ہے ۔ موسم خراب ہو تو فلائیٹ معطل کر دی جاتی ہے ۔ چنانچہ ہم نے بذریعہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس جو شمالی علاقہ جات میں چلتی ہے اور ناردرن ایریا ٹرانسپورٹ کے نام سے مشہور ہے ۔ وہاں سیٹیں نہ ملنے پر ویگن میں سوار ہوئے ۔ گرمی کے موسم میں شمالی علاقہ جات میں بہت زیادہ سیاح جاتے ہیں ۔ چھوٹی اور بڑی گاڑیاں لمحوں میں بھر جاتی ہیں۔ جس ویگن میں ہم سوار ہوئے چند لمحوں میں ہی مسافروں سے بھر گئی ۔

marfat.com

ہوائی جہاز کے ذریعے گلگت کی مسافت ایک گھنٹے میں طے ہوتی ہے ۔ جبکہ چھوٹی بڑی گاڑیوں میں یہ راستہ سولہ سترہ گھنٹے میں طے ہوتا ہے ۔ گلگت ، ہنزہ اور خنجراب کو جانے والی سڑک کو شاہراہ ریشم کہتے ہیں ۔ اس سڑک (شاہراہ ریشم) کی تعمیر کا آغاز 1966ء میں ہوا ۔ پاکستان آرمی اور چین کے انجینئروں کے تعاون سے یہ سڑک 1979ء میں مکمل ہوئی ۔ قدرتی حسن سے مالا مال اس علاقہ میں ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں ۔ یہ علاقہ بہت تاریخی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس علاقے میں پہاڑوں کے تین طویل سلسلے کوہ ہمالیہ، کوہ ہندوکش اور کوہ قراقرم گلے ملتے ہیں ۔ ان پہاڑوں کو روند کر جہاں تاتاریوں نے اپنے وحشت و بربریت کے جھنڈے گاڑھے وہاں ان پہاڑوں نے گردو نواح سے آنے والے باغی افراد کو پناہ بھی دی ۔ بعض ایسے بھی تھے جو انہی پہاڑوں میں پیدا ہوئے یہاں پلے بڑھے اور مر گئے اور انہوں نے بیرونی دنیا کی شکل تک نہ دیکھی ۔ چینی سیاح فاہیان سوات کے راستے ٹیکسلا آیا تھا ۔ جہاں اس زمانے میں بدھ تعلیمات کی ایک عظیم یونیورسٹی تھی وہ ہمارے شمالی علاقہ جات کے متعلق لکھتا ہے کہ " یہ لوگ پیروں میں بکری کی کھال باندھتے ہیں ۔ مکئی کی روٹی کھاتے ہیں اور بید کے بنے ہوئے ریشوں کے پل سے دریا عبور کرتے ہیں ۔ صدیوں تک چائے اور ریشم کے مسافران برف پوش راستوں سے گزرتے رہے ۔ انہیں پہاڑوں میں ہون شانگ، البیرونی اور مارکو پولو جیسے شہرہ آفاق سیاح سفر کرتے رہے ۔

ہنزہ قدرتی حسن سے بھرپور وادی ہے ۔ وادی کے گرد پہاڑ حصار بنائے اس کی خوبصورتی کے محافظ بنے کھڑے ہیں ۔ اس حصار کے پیچھے دنیا کی بلند ترین چوٹیاں راکا پوشی ویران گولڈن اوز اور پاسو پیک اپنے برف پوش وجود کے ساتھ مبہوت کھڑی ہیں ۔ ان خوبصورت برفیلی چوٹیوں نے ہنزہ کے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں ۔ اور اس کے حسن کو امر بنا دیا ہے ۔ یہ وادی پھلوں کی وجہ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی ۔ خوبانی، آڑو ، انگور ، اخروٹ ، شہتوت ، سیب ، چیری خاص پھل ہیں ۔ خشک میوہ خوبانی تو سارے ملک کو جاتی ہے ۔ اور بھی کئی باتیں ہنزہ کو دوسری وادیوں سے منفرد بناتی ہیں ۔ یہاں کے لوگ طویل العمری میں مشہور ہیں ۔ جبکہ انکی خوراک پھل اور سبزیاں ہیں ۔ گلگت ستر ہزار مربع کلو میٹر علاقے کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔ گلگت کے ساتھ انڈیا ، چائنہ اور افغانستان اور روس کی سرحدوں ملتی ہیں ۔ یہاں چھپلا، پشتو ، اردو ، انگلش ، فارسی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں ۔ گلگت کے شمال مشرق میں خنجراب، جنوب مشرق میں دریائے سندھ بلتستان سکردو ، قراقرم کی بلند وبالا چوٹیاں جنوب میں نانگا پربت چوٹی ہے ۔ وادی گلگت کے ساتھ دریائے گلگت پر سکون انداز میں بہتا ہے ۔ اور آگے جاکر سندھ میں مل جاتا ہے ۔ شہر کے گرد درخت اور باغات ہیں ۔ گلگت کا مشہور کھیل پولو ہے ۔ مئی سے اکتوبر تک گلگت سیاحوں سے بھرا ہوتا ہے ۔ یہاں کے لوگ بڑے ملنسار جری اور بہادر ہیں ۔ گلگت سے ہنزہ جانے کے لئے شاہراہ ریشم پر جانا پڑتا ہے ۔ کافی پاپولر کے درخت سڑک کا ساتھ دیتے ہیں اور خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں ۔ راستے میں جا بجا خوبانی کے درخت ہیں ۔ شاہراہ ریشم کے اکثر پل محراب دار اور ماہرانہ کاریگری کا نادر نمونہ ہیں ۔

marfat.com

ہنزہ گلگت سے تقریباً 100 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ہنزہ پہلے ریاست تھی۔ مگر اب اسے ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ شاہراہ ریشم جانے کے لئے حویلیاں، ایبٹ آباد، شنکیاری، بٹل، درہ فرہاد، بٹگرام، تھاہ کوٹ، بشام، پٹن، دوبیر، کومیلا، شتال، گاباشاہ، دیامر، شمالی علاقہ جات، چلاس گلگت، یاداموش، راکا پوشی، نانگا پربت ویران گولڈن، اولتز، اور پاسو پیک فلیموس پہاڑ بھی اسی علاقہ میں ہے۔ اسلام آباد سے چینی سرحد تقریباً 500 میل دور ہے۔ درہ خنجراب 16000 فٹ کی بلندی پر ہے۔ دریائے ہنزہ گلگت، استوار دریائے سندھ میں آکر گرتے ہیں۔ مشہور جھیل سیف الملوک بھی اسی علاقہ میں ہے۔ شاہراہ ریشم پر 4500 افراد نے مسلسل کام کیا۔ سڑک کی لمبائی 32 فٹ ہے۔ پختہ سڑک 20 فٹ ہے۔ پلوں کی چوڑائی 24 فٹ ہے۔ شاہراہ ریشم بنانے کے لئے دو کروڑ ستر لاکھ مکعب گز چٹانیں، آٹھ ہزار ٹن بارود استعمال کیا گیا۔ 50 ہزار ٹن سیمنٹ، 35000 ٹن کوئلہ، ایک ہزار ٹرک مسلسل کام کرتے رہے ہیں۔ شاہراہ ریشم پاک چین دوستی کا ایک لازوال کارنامہ ہے۔ دیوار چین کی طرح یہ بھی ایک حسین یادگار ہے۔ اس سڑک کی تعمیر میں جاں بحق ہونے والوں کی یادگاریں تعمیر کی گئی ہیں۔ دوران سفر راستہ میں ٹھنڈے اور گرم پانی کے چشمے بھی ملتے ہیں۔ تو پڑی یعنی گرم پہاڑی پر ایک چشمہ ہے جس میں گندھک ملی ہوئی ہے۔ اس میں نہانے سے جلد کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ برسات کے موسم میں جب زور دار بارشیں شروع ہوتی ہیں تو مٹی کے تودے چٹانیں وغیرہ سڑک پر آگرتے ہیں۔ لیکن پاک فوج کے جوان تھوڑی دیر میں سڑک صاف کر کے کھول دیتے ہیں۔ جہاں کوئی چشمہ ہے وہاں آبادی کے آثار ملتے ہیں۔ آبادی سے دھواں بھی نکلتا نظر آتا ہے۔

اس علاقہ میں مار خور بکرے کی قسم کا ایک جانور ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ جب یہ کوئی سانپ کھا لیتا ہے تو بیٹھ کر جوگالی کرتا ہے۔ اس کے منہ سے جو جھاگ گرتا ہے اس سے زہر موہرہ بنتا ہے۔ جسے سانپ کا منکا بھی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس جگہ سانپ انسان کو کاٹ لے تو کاٹے ہوئے مقام پر یہ منکا رکھ دیا جائے تو یہ زہر چوس لیتا ہے۔ بھوج پتہ کا درخت بھی اس علاقے میں پایا جاتا ہے۔ جس کا تنا شاخیں کاغذ کی طرح ہوتی ہیں۔ یہ دوائیوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسے بڑا متبرک درخت تصور کرتے ہیں۔ اس پر تصویریں اور منتر لکھے جاتے ہیں۔ اس علاقے میں پہاڑوں سے سونا اور معدنیات نکالنے پر پابندی ہے۔ البتہ دریائے سندھ کی ریت سے سونا نکالا جاتا ہے۔ دریا کے کنارے خیمے نصب ہوتے ہیں۔ اور لوگ ریت سے سونا تلاش کرتے ہیں۔ ہنزہ میں قیام کے دوران پہاڑوں سے پتھروں کے گرنے کی خوفناک آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ہنزہ اس علاقہ کا ایک خوبصورت مقام ہے۔ اس ہوٹل میں استعمال اور علاقہ میں قیام کے لئے مہنگے اور سستے ہوٹل بھی ہیں۔ غسل کے لئے چشموں کا پانی براہ راست لایا جاتا ہے۔ جون جولائی اگست کے گرم ترین مہینوں میں بھی یہ پانی اتنا ٹھنڈا ہوتا ہے کہ اس سے غسل نہیں کیا جا سکتا۔ پوری دنیا کے سیاح شاہراہ ریشم کو دیکھنے کے لئے اس علاقہ میں امڈ آتے ہیں۔ بیشتر سیاح

marfat.com

ہمراہ خیمے اور خوردونوش کا سامان لے آتے ہیں۔ کسی پہاڑی کے دامن میں خیمہ نصب کر کے اس علاقہ کا نظارہ کرتے ہیں۔ اون سے تیار کردہ ملبوسات اور سفید ٹوپی جس پر مرغ زریں کا ایک پنکھ نصب ہوتا ہے۔ یہ ٹوپی اس علاقہ کی خاص پہچان ہے۔ ہر دوکان اور مکان میں آغا خاں کے فوٹو نصب ہیں۔ یہ لوگ آغا خاں کے عقیدت مند ہیں۔ آغا خاں نے اس علاقہ کی تعمیر و ترقی کے لئے بہت زیادہ کام کئے ہیں۔ گلگت میں جو برف فروخت ہوتی ہے وہ پہاڑوں سے لائی جاتی ہے۔ برف کے ایک ٹکڑے کو برادے والی بوری میں بند کر کے پہاڑوں کے اوپر سے لڑھکا دیا جاتا ہے۔ اور اس برف کو بازار میں لا کر فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس علاقہ کا پانی انسانی صحت کے لئے آب حیات کا درجہ رکھتا ہے۔ پانی میں اتنی طاقت ہے کہ کھانا کھانے کے تھوڑی دیر بعد پھر بھوک محسوس ہوتی ہے۔ خنجراب کے قریب پہاڑوں پر برف ہی برف نظر آتی ہے۔ برفانی ہوائیں ہر وقت چلتی رہتی ہیں۔ خنجراب اور سوست کے علاقہ میں مارکوپولو، شیپ، بکرا نما جانور، پہاس بھورا، ریچھ، لومڑی اور برفانی چیتا پایا جاتا ہے۔

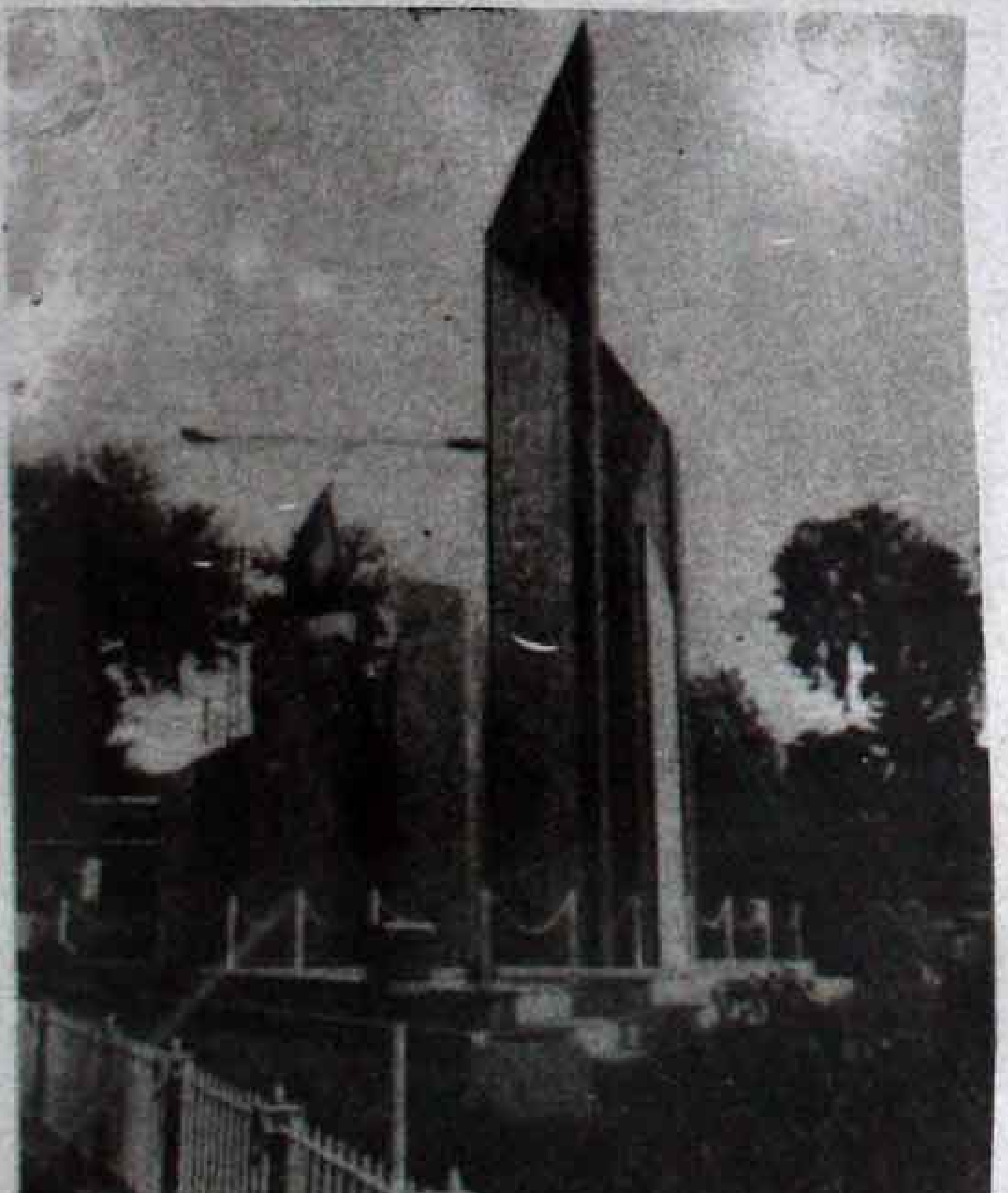

پشاور میں حیات محمد شیر پاؤ کی یاد میں تعمیر کی گئی یادگار

marfat.com

بلتستان

پاکستان کی شمال مشرقی سرحد پر واقع ہے ۔یہاں بالتی قوم آباد ہے جس کے نام پر اس علاقہ کو " بلتستان " کہتے ہیں ۔ ان کے آباؤ اجداد وسط ایشیا میں آباد تھے ۔ جنہیں سکندر اعظم نے اس جانب دھکیل دیا تھا ۔ بعد ازاں ان لوگوں نے وسط ایشیا جانے کی کوشش کی مگر سکندر کے جرنیل نے جو اس علاقہ کا حاکم بن چکا تھا ۔ انہیں واپس جانے سے روک دیا ۔ اور یہ لوگ اس علاقہ میں آباد ہو گئے ۔ بلتستان دونوں جانب سے ہمالیہ کی اونچی چوٹیوں سے گھرا ہوا ہے ۔ جن میں قراقرم سب سے اونچی چوٹی ہے ۔ بلتستان دراصل اسی چوٹی کی متوازی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے ۔ ان چوٹیوں میں کافی درے موجود ہیں مگر انسان کا گزر ان سے بہت کم ہوتا ہے ۔ بلتستان کا دارالحکومت سکردو ہے ۔یہاں کے باشندوں کی زبان بالتی ہے ۔ جو گلگت اور لداخ کی زبانوں سے مل کر بنی ہے ۔ بالتی لوگ دنیا میں سب سے زیادہ جفاکش اور محنتی مشہور ہیں وہ دور دراز اور دشوار گزار راستوں سے ہوتے ہوئے نسبتاً نرم زمین والے علاقوں میں سے مٹی لا کر اپنے کھیتوں میں بچھاتے ہیں اور جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو اونچی برفانی چوٹیوں سے برف لا لا کر ان میں بکھیر دیتے ہیں کھیتی باڑی کی ایسی مثال دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ملتی ۔ حکومت پاکستان اس علاقہ کی ترقی کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے ۔

marfat.com

ناگا پربت ...... پریوں کا مسکن

****

ناگا پربت ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے کی وہ واحد چوٹی ہے جس نے اپنی انفرادیت اور خوبصورتی کے باعث پوری دنیا کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے ۔ ہندو عقیدے کے مطابق اسے دیوتا کا تخت سمجھا جاتا ہے ۔ ناگا پربت دنیا کی آٹھ ہزار میٹر سے بلند چوٹیوں میں آٹھویں نمبر پر ہے ۔ اس چوٹی کو سر کرنے کے شوق میں دنیا بھر کے کئی کوہ پیما اپنی جانیں گنوا چکے ہیں ۔ اس چوٹی کو سر کرنے کے لئے زیادہ تر جرمن کوہ پیما آئے اور سب سے پہلے اس چوٹی کو سر کرنے کا سہرا بھی ایک جرمن کوہ پیما ہرم بھوہل کے سر ہے جنہوں نے 1953ء میں مسلسل 40 گھنٹے اس " ڈیتھ زون " میں گزار کر یہ اعزاز حاصل کیا اور کوہ پیماؤں کی آئندہ نسلوں کو بتا دیا کہ ایک ناممکن کام کو کیسے ممکن بنایا جاسکتا ہے ۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ہرمن بھوہل سے قبل 31 کوہ پیما اس چوٹی کو سر کرنے کی کوشش میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے ۔ آئے روز اس " قاتل چوٹی " کو سر کرنے کی کوشش میں کوہ پیماؤں کی ہلاکتوں کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن یہ سب کچھ اس کے مداحوں کی تعداد اور ان کے شوق کو کم نہ کر سکا ۔ اس کی وحشت اپنی جگہ ، یہ چوٹی خوبصورتی اور دلکشی میں بھی اپنی مثال آپ ہے ۔ اس چوٹی کا اپنا موسم ہے ۔ جب بادل چھٹتے ہیں تو اس کا حسن مزید نکھر جاتا ہے ۔ برف سے ڈھکی یہ چوٹی " گریٹ ہمالیہ " کی مغربی برجی ہے اور یہ مشرق میں دریائے تسانگپو کی طرف 15 سو میل تک محراب کی شکل میں پھیلی ہوئی ہے ۔

اپنی ہیبت سے یہ کوئی جادوئی چوٹی معلوم ہوتی ہے ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ چوٹی جنوں اور پریوں کا دیس ہے ۔ اس کے چاروں طرف گلیشیئر ہیں ۔ جب یہ گلیشیئر پگھلتے ہیں تو ان کا پانی زگ زیگ نالوں میں بہنے لگتا ہے ۔ ناگا پربت کے ساتھ 12 میل طویل پہاڑی سلسلے میں 7 ہزار میٹر بلند کئی چوٹیاں ہیں ۔ جن سے اکثر برفانی تودے گرتے رہتے ہیں ۔ ناگا پربت کی جنوبی ڈھلوان بالکل عمودی ہے ۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ یہ برف اور پتھر کی بنی ہوئی 15 ہزار فٹ بلند دیوار ہے ۔ چونکہ اس دیوار کے ساتھ روپال وادی ہے ۔ اس لئے اسے " روپال وال " کا نام بھی دیا گیا ہے ۔ روپال وادی ناگا پربت کی طرف جانے والے سیاحوں کا ایک " بیس کیمپ " ہے ۔ گلگت سے 90 میل کے فاصلے پر چلاس ہے ۔ جن کے باشندوں کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے روپال وادی کے راستے وادی استور پر کئی حملے کئے ۔ وادی کو جانے کے لئے چلاس سے پہلے اور بعد کے انڈس والے راستے بڑے دشوار گزار ہیں ۔ یہ سارا علاقہ بڑا تاریک اور خطرناک ہے ۔ یہاں کی پہاڑیاں زیادہ تر عمودی شکل کی اور بنجر ہیں ۔ جن کے تودے گرنے کے لئے ہلکی بارش اور معمولی زلزلے کے انتظار میں رہتے ہیں ۔ ان خطرناک اور دشوار گزار راستوں کے بارے میں ایک ایسے شخص نے جس نے 20 سال ہمالیہ میں گزارے ، کا کہنا ہے کہ انڈس گھاٹی ایک ایسا جنگل ہے جس میں چاروں طرف ویرانی ہی ویرانی ہے ۔ البتہ دریا کے ساتھ ساتھ چند دیہات ہیں لیکن ان کا بھی آپس میں کوئی رابطہ نہیں ۔ ان میں سے کچھ دیہات ایسے ہیں جہاں سرسبز باغات اور بڑے بڑے ندی نالے ہیں ۔ جو ان باغات کو سیراب کرتے ہیں ۔ ان کے علاوہ ایسے ندی نالے بھی بکثرت ہیں جو اس علاقے کے لوگوں

marfat.com

کے لئے مشکلات اور پریشانی کا باعث ہیں ۔ ان نالوں کے پانی کا ذائقہ گندھک آمیز ہے ۔ استور اور روپال وادی و جانے کے لئے گلگت سے 50 میل کے فاصلے پر ایک خوبصورت شہر رائے کوٹ ہے ۔ جہاں سے دریائے سندھ کو کراس کرنا ہوتا ہے ۔ پہاڑی سلسلے میں واقع دریائے سندھ اور دریائے گلگت کے سنگم پر کچھ فاصلے پر دریائے سندھ کو دوبارہ کراس کرنا پڑتا ہے ۔ اس کے بعد یہ سڑک بنجی کو چلی جاتی ہے ۔ پھر یہی سڑک " شیطان نالہ " جو کہ دریائے استور میں گرتا ہے کے اوپر سے گزرتی ہے ۔ دریائے استور ایک ہنگامہ خیز دریا ہے ۔ اور یہ عمودی پہاڑیوں کے درمیان میں سے گزرتا ہے ۔ استور جانے والی سڑک ایک تو بڑی تنگ ہے اور دوسرا اس پر ارد گرد کی پہاڑیوں سے ہر وقت چھوٹے موٹے پتھر گرتے رہتے ہیں ۔ ایک جگہ پر تو ایک بہت بڑی چٹان پھسل کر سڑک کے اوپر ابھی تک لٹک رہی ہے ۔ اور گاڑیاں اس کے نیچے سے گزرتی ہیں ۔ یہ جگہ انتہائی خطرناک ہے ۔ کیونکہ اس علاقے کے پتھر اور چٹانیں زیادہ پختہ نہیں ہیں ۔ ماضی میں بہت سی کاریں اور جیپیں ایسی چٹانوں کے نیچے دب چکی ہیں ۔ استور سڑک اس قدر تنگ ہے کہ اس پر چھوٹی جیپ ہی چل سکتی ہے ۔ استور وادی میں رام پور ایک بہت خوبصورت قصبہ ہے ۔ استور وادی کی سیر کے لئے جانے والے سیاح زیادہ تر اس قصبے میں قیام کرتے ہیں ۔ یہاں کے لوگ ملنسار ، مہذب ، حوصلے والے اور مہمان نواز ہیں ۔ والی بال یہاں کا مقبول کھیل ہے ۔ روپال کیمپ عبور کرنے کے بعد زرخیز علاقہ ہے اور تارشنگ تک دیہات کا طویل سلسلہ ہے ۔ تارشنگ گلیشیئر چٹانوں اور صدیوں پرانے ملبے سے ڈھکا ہوا ہے ۔ اس گلیشیئر کے اوپر جا کر ہی پوری وادی کا نظارہ کیا جاسکتا ہے ۔ گلیشیئر کے اوپر پھرنے کے بعد ہی گلیشیئر کی ہیئت اور سائز کا صحیح اندازہ ہوتا ہے ۔ تارشنگ گلیشیئر زیادہ خطرناک نہیں اس پر چڑھنے کے لئے راستے بھی آسان ، جانے پہچانے اور معروف ہیں ۔

وادی کا صحیح نظارہ وادی سے اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر کیا جاسکتا ہے ۔ مثلاً اگر روپال گاؤں کی خوبصورتی کا صحیح نظارہ کرنا ہو تو روپال گاؤں سے گزر کر پہاڑی پر چڑھ جانا چاہئے ۔ اس گاؤں سے کچھ فاصلے پر بازہین گاشنر ہے ۔ اس کے نیچے جنگل میں سیاح زیادہ تر اپنے کیمپ لگاتے ہیں ۔ تارشنگ گلیشیئر کے ساتھ ہی توشین ۱۱ گلیشیئر ہے ۔ یہ تارشنگ سے بھی زیادہ خوبصورت اور بڑا ہے ۔ اس کی برفانی چوٹیاں اس قدر پرکشش ہیں کہ لوگ دور دور سے کھنچے چلے آتے ہیں ۔ توشین گلیشیئر کے ساتھ " ٹاپ " نامی ایک سبزہ زار ہے ۔ اس جگہ پر اس جرمن کوہ پیمانے نے " بیس کیمپ " لگایا تھا ۔ جس نے روپال کی چوٹی کو سر کیا تھا ۔ گلیشیئر کی سیر سے ہی ناگا پربت کی اصل خوبصورتی کا پتہ چلتا ہے ۔ یہ پہاڑ اب " دیا میر " کے نام سے مشہور ہے " دیا میر " کو پہاڑوں کا بادشاہ کہتے ہیں ۔

marfat.com

جھیل سیف الملوک

****

جھیل سیف الملوک 10200 فٹ کی بلندی پر واقع ہے ۔ اور یہ دنیا کی بلند ترین جھیلوں میں سے ایک ہے ۔ اس کا نیلگوں شفاف اور ساکن پانی آئینے کی مانند ارد گرد کی برف پوش پہاڑیوں کا عکس پیش کرتا ہے ۔ سارا دن جتنی بار آسمان کا رنگ بادلوں کی وجہ سے بدلتا ہے جھیل کا پانی بھی رنگ تبدیل کرتا ہے ۔ یہاں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہر طرف ایک بے کراں سکوت، سناٹا اور خاموشی طاری رہتی ہے ۔ صرف کبھی کبھار دور سے کسی گائے، بھیڑ یا بکری کی آواز پانی کی سطح پر پھسلتی سنائی دیتی ہے ۔ جھیل کے پانی کی عمیق گہرائیوں سے ابھرنے والے عکس کا حیرت انگیز اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان فلک بوس پہاڑوں کی موجودگی کے باوجود بھی اپنے آپ کو کہیں زیادہ قد آور محسوس کرتا ہے ۔ انسان جس طرف نظر اٹھائے رب ذوالجلال کے کرشمے دکھائی دیں گے ۔ کیونکہ یہاں انسانی ہاتھ عوام قدرت میں بہت کم مخل ہوئے ہیں ۔ اس تنہا اور ناقابل تسخیر جھیل کے کنارے ایک چھوٹا سا عمدہ اور آرام دہ ریسٹ ہاؤس بھی ہے ۔ کسی صاحب ذوق نے اس رومانی خطہ ارضی پر یہ عمارت تعمیر کر کے انسانیت پر کتنا بڑا احسان کیا ہے ۔

لوک کہانی مشہور ہے کہ ایران کے ایک نوجوان خوبصورت شہزادے سیف الملوک پر کوہ قاف کی ایک چنچل پری بدر جمال دل و جان سے عاشق ہو گئی تھی ۔ بدر جمال دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر جادو کے زور سے اپنے محبوب شہزادے کو اس کے محل سے اٹھا لائی اور پھر یہاں لاکر اپنے دام سحر میں محبوس رکھا ۔ حسین و جمیل بدر جمال نے خوبرو شہزادے کو برسوں اس جادو نگری میں اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر بنائے رکھا ۔ اسی شہزادے کے نام پر اس جھیل کا نام سیف الملوک مشہور ہے ۔

برف پوش پہاڑ، گنگناتے چشمے، چیڑ اور صنوبر کے سرسبز و شاداب جنگل اس وادی کا انمول خزانہ ہیں ۔ صاف و شفاف جھیلیں ۔ پہاڑوں کے دامن میں برگ و بار سے لدے ہوئے درخت، تیز و تند دریا اور انواع و اقسام کے گلہائے رنگا رنگ سب قدرت ایزدی کی گواہی دیتے ہیں ۔ شہری ہنگامہ خیز زندگی میں کھوئے ہوئے روحانی سکون کے لئے اس وادی جنت نشان کا اچھوتا حسن، صحت مند فضا اور فرحت بخش ماحول جادو کا اثر رکھتا ہے ۔

====

marfat.com

جنت ارضی ..... شنگریلا

****

بشیر محمود کے مطابق شنگریلا کا تعارف اس وقت ہوا جب سکردو (بلتستان) میں ایک ہوٹل کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کی خوبصورتی دلاویزی اور پر سکون ماحول کی وجہ سے اس کا نام جنت ارضی مشہور ہو گیا۔ یہاں پر سیاحوں کے لئے ہوٹلوں کی بنیاد نارتھ سکاؤٹس کے پہلے کمانڈر بریگیڈئر محمد اسلم خان نے رکھی۔

شنگریلا کا نام جیمز ہلٹن کے ناول "گمشدہ افق" کی کہانی سے متاثر ہو کر رکھا گیا۔ جیمز ہلٹن نے اپنی کتاب میں ایک فرضی کہانی بیان کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ 1920ء کی دہائی میں ایک خوبصورت پہاڑی علاقہ میں دریا کے کنارے ایک ہوائی جہاز کا حادثہ ہوا۔ حادثے میں اکثر مسافر جاں بحق ہو گئے۔ تاہم بچ جانے والے مسافر ایک نزدیکی عبادت گاہ میں پہنچے اور مذہبی رہنماؤں سے مدد کی درخواست کی یہ لوگ انہیں ایک خوبصورت باغ میں لے گئے یہ باغ بڑا گھنا سایہ دار اور پھلوں پھولوں سے اٹا ہوا تھا۔ مذہبی رہنما بالکل نوجوان تھے۔ حالانکہ ان کی عمریں سو سال سے بھی زائد تھیں۔ اس آئیڈیل جگہ کا نام شنگریلا تھا۔ شنگریلا چینی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی جنت ارضی کے ہیں۔ بریگیڈیئر محمد اسلم خان نے جیمز ہلٹن کی اس کہانی سے متاثر ہو کر سکردو کے اس خوبصورت علاقہ کا نام شنگریلا رکھا۔ انہوں نے یہاں ایسی جگہ کا انتخاب کیا جو سکردو کی ایک جھیل کچورا کے ساتھ واقع ہے۔ اس کی بلندی 1440 میٹر کے لگ بھگ ہے۔ بریگیڈئر صاحب نے یہاں پر ایک خوبصورت باغ کی بنیاد رکھی اس باغ میں پھلدار اور پھولدار پودے لگائے گئے۔

اس طرح 1950ء کی دہائی میں ایک فرضی داستان نے اس وقت حقیقت کا روپ دھار لیا جب اورینٹ ائرویز کا ایک ڈی سی 3 طیارہ 13 - اکتوبر 1954ء کو سکردو کے ہوائی اڈے سے فضا میں بلند ہوا اور ایک انجن فیل ہو جانے کے بعد اسے دریائے سندھ کے کنارے کریش لینڈنگ کرنی پڑی۔ اس حادثے میں سارے مسافر اور پورا عملہ محفوظ رہا۔ اس جہاز کے کپتان صادق ملک اور کو پائیلٹ میاں اے عزیز تھے۔ اس طیارے پر ایک معروف غیر ملکی رائٹر جیمز مکنر بھی سوار تھے بعد میں اورینٹ ائرویز کے اس طیارے کو بریگیڈئر محمد اسلم خان نے ایک سو پچاس روپے میں خرید لیا اور اسے بڑی مشکل سے کھینچ کر موجودہ جگہ پر لایا گیا جس پر بھاری رقم خرچ ہوئی۔ اب یہ طیارہ ایک کیفے کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ کیفے سیاحوں کے لئے ایک نئی اور پر کشش چیز ہے۔ اس کے بعد یہاں ہوٹل شنگریلا کا قیام عمل میں آگیا۔

اپنی خوبصورتی، حسن اور کشش کے باعث شنگریلا بین الاقوامی شہرت حاصل کر گیا۔ دور دراز سے ممالک کے سیاح اڈتے ہوئے اس خوبصورت علاقے کو دیکھنے کے لئے آنے لگے۔ شنگریلا کے بعد اس کے نزدیک دوسری جگہوں پر بھی ہوٹل اور قیام گاہیں تعمیر کی گئیں۔ جن کے نام چلاس، رائے کوٹ، خیری میڈوز اور مری ہیں۔ یہ ساری کی ساری جگہیں بڑی خوبصورت اور پر فضا ہیں۔ اسوقت یہ علاقہ غیر ملکی سیاحوں کی توجہ کا مرکز بن چکا ہے۔

marfat.com

شنگریلا کے اس علاقے کو دنیا کی چھت کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ۔ شنگریلا ایسی جھیل کے کنارے واقع ہے جو انسانی دل کی شکل کی ہے ۔ یہاں کی آب و ہوا بڑی خوشگوار اور صاف ہے یہاں کے باسی طویل عمریں پاتے ہیں اور ہر قسم کی بیماری سے مبرا ہیں ۔ ملکی اور غیر ملکی سیاح کثرت سے یہاں آتے ہیں اور خوبصورت فضاؤں اور موسم کا لطف اٹھاتے ہیں ۔

شنگریلا کا ہوٹل 70 آرام دہ مہمان کمروں پر مشتمل ہے ۔ اس طرح ہی مون جھیل کے ارد گرد سیاحوں کی رہائش کے کمرے تعمیر کئے گئے ہیں ۔ ہر کمرے میں ڈائریکٹ ڈائل ٹیلیفون کی سہولت موجود ہے ۔ کمروں میں سنگ مر مر کے فرش ہیں ۔ نیز بہتے پانی کی سہولت بھی موجود ہے ۔

ریسٹورنٹس کی طرف سے سیاحوں کے لئے بہترین کھانا ان کے اپنے چوائس کے مطابق مہیا کیا جاتا ہے ۔ جن کے ریٹ بھی واجبی ہیں ۔

شنگریلا جانے کے لئے پی آئی اے کے طیاروں کی سہولت موجود ہے ۔ اسلام آباد سے سکردو تک بوئنگ 737 کی روزانہ سروس ہے ۔ طیارہ 45 منٹ کے اندر اندر شنگریلا پہنچ جاتا ہے ۔ جب طیارہ فضا میں بلند ہوتا ہے تو دنیا کی بلند ترین چوٹیوں کا خوبصورت نظارہ کیا جاسکتا ہے ۔ سڑک کے ذریعہ بھی سفر کیا جاسکتا ہے ۔ یہ سڑک بل کھاتی ہوئی وادیوں پر وادیاں قطع کرتی ہوئی سکردو جا پہنچتی ہے ۔ یہ سڑک چینی اور پاکستانی فوجوں کا عظیم کارنامہ ہے ۔ اپریل سے لیکر نومبر تک تمام راستے کھلے ہوتے ہیں ۔ برفباری کم ہوتی ہے اس لئے سفر میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی ۔

ایبٹ آباد کے علاقہ میں نوگزی قبریں

دریاؤں آبی گزر گاہوں کے قرب و جوار میں انسانی آبادیوں کے آثار ملتے ہیں ۔ قدیم دور میں انسان کی رہائش پہاڑوں میں ہوا کرتی تھی ۔ پہاڑوں میں رہ کر وہ اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتا تھا ۔ قدیم دور کی نوگزی قبریں ایبٹ آباد کے قریب کالا ڈھاکہ میں بھی ہیں ۔ ایبٹ آباد سے مانسہرہ نیو دربند کیلئے قدیمی گزر گاہ ہے ۔ نیو در بند کے قریب دریائے سندھ کو کشتی سے عبور کر کے علاقہ مدخیل میں داخل ہونا پڑتا ہے یہ علاقہ غیر ہے یہاں رہنے والوں کی آپس میں دشمنیاں ہیں ۔ محتاط سفر کی ضرورت ہے بلکہ اس علاقہ کی انتظامیہ سے اجازت مل جائے تو محفوظ سفر کی امید ہو سکتی ہے ۔ کالا ڈھاکہ میں نو گزی قبریں ہیں ۔ دریائے سندھ کے گردو نواح علاقے ۔ مداخیل ، اکازئی ، نصرت خیل ، بسی خیل وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں ۔

marfat.com

کوہستان

****

کوہستان جو کہ شمال کی طرف صوبہ سرحد کا آخری ضلع ہے ۔ دونوں طرف بلند و بالا پہاڑ ہیں اور پہاڑوں کی اتنی کثرت ہے کہ کوئی بڑا میدانی علاقہ ناپید ہے ۔ درمیان میں تنگ سی جگہ میں دریائے سندھ بہتا ہے ۔ پہاڑوں کی بہتات اور میدانوں کی کمی کی وجہ سے اسے کوہستان کہا جاتا ہے ۔ ملک کے دیگر شمالی علاقوں ، سوات ، دیر ، چترال ، باجوڑ ، گلگت ، ہنزہ اور بلتستان میں بھی بہت سے بلند و بالا پہاڑ ہیں لیکن اس کے باوجود وہ کوہستان کا نام نہ پا سکے ۔ صرف چار علاقے ایسے ہیں جو کوہستان کے نام سے زیادہ جانے جاتے ہیں ۔ اور وہ اباسین کوہستان ، سوات کوہستان ، کالام کوہستان اور دیر کوہستان ہیں ۔

کوہستان کو اباسین کوہستان بھی کہا جاتا ہے ۔ کیونکہ دریائے سندھ کوہستان کے درمیان میں بہتا ہے ۔ اس بڑے دریا کی وجہ سے اس علاقہ کا نام اباسین کوہستان پڑ گیا ۔ اباسین کے معنی ہیں بڑا دریا یعنی دریاؤں کا باپ ۔ اوپر کے علاقوں میں اس دریا کو نام دریائے تبت ، دریائے کیلاس ، دریائے کنہار اور دریائے سنگھے چو رکہتے ہیں ۔ جبکہ نیچے علاقوں میں اس کا نام اٹک ، مہران اور سندھ ہیں ۔ اس دریا کی عظمت فارغ البالی اور شان و شوکت بہت پرانی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو بہت سی اقوام دانشوروں ، ماہرین اور شعراء نے خراج تحسین پیش کیا ۔ یہاں تک کہ دنیا کی معلوم قدیم ترین کتاب " رگ وید " میں اس کا نام سندھو ہے ۔ مشہور یونانی سیاح میگھستینز کہتا ہے ۔ کہ اگر ایشیا اور یورپ کے بڑے بڑے دریاؤں کو یکجا بھی کر دیا جائے تو بھی یہ سارے کے سارے دریائے سندھ کی ہمسری نہیں کر سکتے ۔ جو بجائے خود ایک بہت بڑا دریا ہے اور جس کی عظمت اس وقت بہت ہی بڑھ جاتی ہے جب اس میں اس کے پندرہ معاون آن شامل ہوتے ہیں ۔ اگر کوئی دریائے سندھ کا رقیب ہے تو وہ گنگا ہے مگر سندھ نے اپنے اس بڑے رقیب پر اس لئے سبقت پائی ہے کہ اس کے نام سے یہ سرزمین منسوب ہے ۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ یہ دیوتاؤں کا مسکن ہے ۔ اور یہ شیوا کا ارضی مسکن ہے ۔ تبت کے بدھ لوگ کہتے ہیں کہ مہاتما گوتم بدھ اپنے پانچ پیروکاروں کے ساتھ یہاں مقیم ہیں ۔ ہندو اور بدھ اس کے پانی کو متبرک سمجھتے ہیں اور یہاں سے پانی لے جاتے ہیں ۔ اور مردے چاہے بدھ مت ہو یا ہندو بڑے خوش نصیب سمجھے جاتے ہیں ۔ جن کی راکھ یہاں (تبت) اسی دریا میں ڈالی جائے ۔ یہ اباسین زیر بحث کوہستان کے علاقے میں 185 کلومیٹر تک بہتا ہے ۔ پرانے وقت میں اس سے عمارتی لکڑی بہانے کا کام لیا جاتا تھا ۔ آج بھی اس کی ریت میں سونا پایا جاتا ہے ۔ اور ہمارے لوگ اس پیشہ سے وابستہ ہیں ۔ اس اباسین نے اگر ایک طرف پورے انڈیا کو اس کا نام دیا ہے تو دوسری طرف اس نے دنیا کی قدیم اور شاندار تہذیب کو جنم دیا ہے ۔ جو انڈس تہذیب کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے ۔ اور جس کے باقیات آج بھی موہنجو داڑو اور ہڑپہ کی شکل میں موجود ہیں ۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو پاکستان کی ساری زرعی خوشحالی اور فارغ البالی اسی اباسین کی مرہون منت ہے ۔ اس کی پیدا کردہ بجلی کی وجہ سے ہماری صنعت رواں دواں ہے ۔ کوہستان خداوند تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے یہ علاقہ جنگلات معدنیات سے بھرا پڑا ہے ۔ قدرت نے وطن عزیز کو یہ بہت بڑا خزانہ دے رکھا ہے ۔ اگر ان سے معدنیات نکالی جائیں تو ملک میں خوشحالی آ سکتی ہے ۔

marfat.com

یہ بلند وبالا پہاڑ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے پہرہ دار اور محافظ ہیں ۔ یہ پہاڑ پاکستان کو چین ، روس ، افغانستان سے علیحدہ کرتے ہیں ۔ کتاب اباسین کوہستان از محمد پرویش شاہین کے مطابق کوہستان کا رقبہ دو ہزار مربع میل (تقریباً آبادی 467420 ، صدر مقام داسو ، سب ڈویژن داسو ، پٹن ، طول بلد 74 - 72.5 ، عرض بلد - 3635 سطح سمندر سے بلندی : 3800 - 4000 میٹر کے درمیان ، سالانہ بارش 500 - 600 ملی لیٹر کے درمیان ، مذہب اسلام ، زبان کوہستانی ، ٹڑاکی ، بٹیڑی ۔ پشتو ، درجہ حرارت 43 سنٹی گریڈ (زیادہ سے زیادہ) لمبائی 185 کلومیٹر سماجی نظام قبائلی مذہبی ، اہم شہر کمیلہ پٹن ، دوبیر ، بڑے بڑے علاقے ۔ بن کڑ ، دوبر ، رانولیا ، جیجال ، پٹن ، کیال ، کمیلہ ، سیو ، کندھیا ، بٹیڑہ ، مداخلہ ، کولئی ، پالس ، جال کوٹ ، داسو ، ہرن بھاشہ اور سازین ۔

ضلعی حیثیت :-

1976ء کوہستان کا علاقہ ہرے بھرے جنگلات جڑی بوٹیوں سے بھرا پڑا ہے ۔ زیادہ تر عمارتی لکڑی اور کانوں سے معدنیات نکالنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ۔ شارع قراقرم المعروف شاہراہ ریشم علاقہ کوہستان کے درمیان میں سے گزرتی ہے ۔ دریا ، سڑک کے ساتھ ساتھ بہتا ہے ۔ 28 دسمبر 1975ء کو اس علاقہ میں بہت بڑا زلزلہ آیا ۔ جس سے بہت زیادہ تباہی ہوئی ۔ جولائی 1987ء میں پٹن کی وادی گھمبیر میں قبیلہ زرو خیل ہی ایک خاتون کو سونے کا ایک ایسا ہار ملا جو پورے برصغیر میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور اس خبر نے پورے پاکستان میں ہلچل مچا دی اور اسی ہار کی وجہ سے تاریخی واقعات میں علاقہ کوہستان کی اہمیت خاصی بڑھ گئی ۔ یہ ہار 57 ٹکڑوں میں تیار ہوا ۔ اس کا وزن 14 کلو اور 200 گرام ہے ۔ ان ٹکڑوں پر جو تصاویر کندہ ہیں ۔ ان میں جانوروں کی تصاویر بھی شامل ہیں ۔ رخور ، اونٹ ، گھوڑے ، بکریوں کی تصاویر بنی ہیں ۔ بعض ٹکڑوں پر ریچھ اور بندر کی تصاویر ہیں ۔ ہار پر بنی ہوئی اہم تصاویر انسان ہیں جو اس ہار کو بت کا درجہ دیتی ہیں ۔ ایک جگہ پر تین انسانوں کی تصاویر ہیں جن میں ایک انسان کے ہاتھ میں نیزہ جو شاید محافظ ہے ۔ اس کے آگے ایک آدمی تقریباً بیٹھا ہوا ہے ۔ اس کے سامنے ایک آدمی ایستادہ حالت میں ہے ۔ جس کے ہاتھ میں ایک تیر کمان ہے ۔ انسان کی شکل ایک اور جگہ بھی بنی ہوئی ہے ۔ کندہ تصاویر میں شیر کی تصاویر جہاں بھی ہیں وہ شکار کرتا ہوا دکھایا گیا ہے ۔ اس کا منہ کھلا ہے ۔ دانت باہر نکلے ہیں اور پنجہ حملے کی حالت میں پھیلا ہوا ہے ۔ اور اس کے سامنے جو بھی بکری نما چیز ہے ۔ وہ اوندھے منہ پڑی ہے ۔ جیسے اسی کا شکار ہو گیا ہو ۔ ان سب ٹکڑوں کو اگر ملا کر رکھ دیا جائے تو ایک ہار کی سی شکل بن جاتی ہے ۔ ان ٹکڑوں کی قیمت موجودہ بھاؤ کے مطابق لاکھوں روپے بنتی ہے ۔

کوہستان کے مغرب میں ضلع سوات ، شمال مشرق میں وادی کاغان ، مانسہرہ ، شمال میں دیامر ، جنوب اور مشرق میں مانسہرہ کے کوہ سیاہ واقع ہے ۔ کوہستان کے مندرجہ ذیل قلعہ جات ہیں ۔ اوتھور ، توٹی ، جج شوئی ، کرنگ ، کمیلہ ، سیو ، گیال ، مندرازا ، کیال ، گجرال ، پٹن ، بنیل ، ڈاک ، جیجال ، رانولیا ، بن کڈ ، جاگ ، شوگلرہ ، دوبیر ۔

کوہستان میں اولیاء کرام کے مزارات :-

شہید بابا ، کندیا : مرچکے بابا ، پٹن : گنڈو بابا ، رانولیا : کنئی بابا ، رانولیا : بیلے بابا ، رانولیا : شیخ دربابا ، دوبیر : آئی تکیہ ، کوئی غازی بابا ، نازکی تآباد : تھمبیر ، کوئی : میاں بابا ، پٹن : نبیل بابا ، پٹن . عبدالغفور راحون بابا ، دوبیر گاؤں : بلباجی صاحب دوبیر گاؤں

marfat.com

فاصلے :- داسو سے

پٹن 40 = کلومیٹر، ہربن 70 = کلومیٹر، سومر 49 = کلومیٹر، پنڈی 34 کلومیٹر، گلگت 241 = کلومیٹر، مینگورہ 176 کلومیٹر،
بشام 76 = کلومیٹر، بتیال 65 = کلومیٹر، کندیا پل 22 = کلومیٹر، چلاس 124 = کلومیٹر، سکردو 390 = کلومیٹر، خنجراب =
513 کلومیٹر، تھاکوٹ پل سے، بشام 27 = کلومیٹر، داس 103 = کلومیٹر، چلاس 227 = کلومیٹر، گلگت 360 = کلومیٹر،
سکردو 493 = کلومیٹر، پٹن 67 = کلومیٹر، سازین 162 = کلومیٹر، جگلوٹ 312 = کلومیٹر، ہنزہ 434 = کلومیٹر، خنجراب =
616 کلومیٹر،

بشام سے

کراچی 1834 = کلومیٹر، پیکنگ 5414 = کلومیٹر، کوئٹہ : 1744 کلومیٹر، کاشغر 964 = کلومیٹر، لاہور 545 = کلومیٹر، پشاور
343 = کلومیٹر، اسلام آباد 268 = کلومیٹر، حسن ابدال 224 = کلومیٹر، ایبٹ آباد 150 = کلومیٹر، مانسہرہ 141 = کلومیٹر،
تھاکوٹ 29 = کلومیٹر، داسو شیتالی 60 = کلومیٹر، شیتال چلاس 72 = کلومیٹر، چلاس جگلوٹ 86 = کلومیٹر، جگلوٹ گلگت =
49 کلومیٹر، گلگت ہنزہ 67 = کلومیٹر، کریم آباد پسو 64 = کلومیٹر، پسو مست 34 = کلومیٹر، ست خنجراب 86 = کلومیٹر،
سکردو 514 = کلومیٹر، علی آباد ہنزہ 450 = کلومیٹر، گلگت 351 = کلومیٹر، چلاس 217 = کلومیٹر، داسو 82 = کلومیٹر، پٹن =
41 کلومیٹر، مینگورہ 92 = کلومیٹر، داسو پٹن 43 = کلومیٹر، پٹن دوبیر 19 = کلومیٹر، دوبیر بشام 20 = کلومیٹر، بشام تھاکوٹ =
28 کلومیٹر، تھاکوٹ بٹگرام 32 = کلومیٹر، بٹگرام مانسہرہ 72 = کلومیٹر، مانسہرہ ایبٹ آباد 25 = کلومیٹر، ایبٹ، حویلیاں 16 =
کلومیٹر، حویلیاں، ہری پور 20 = کلومیٹر، ہری پور حسن ابدال 33 = کلومیٹر، حسن ابدال پنڈی 45 = کلومیٹر

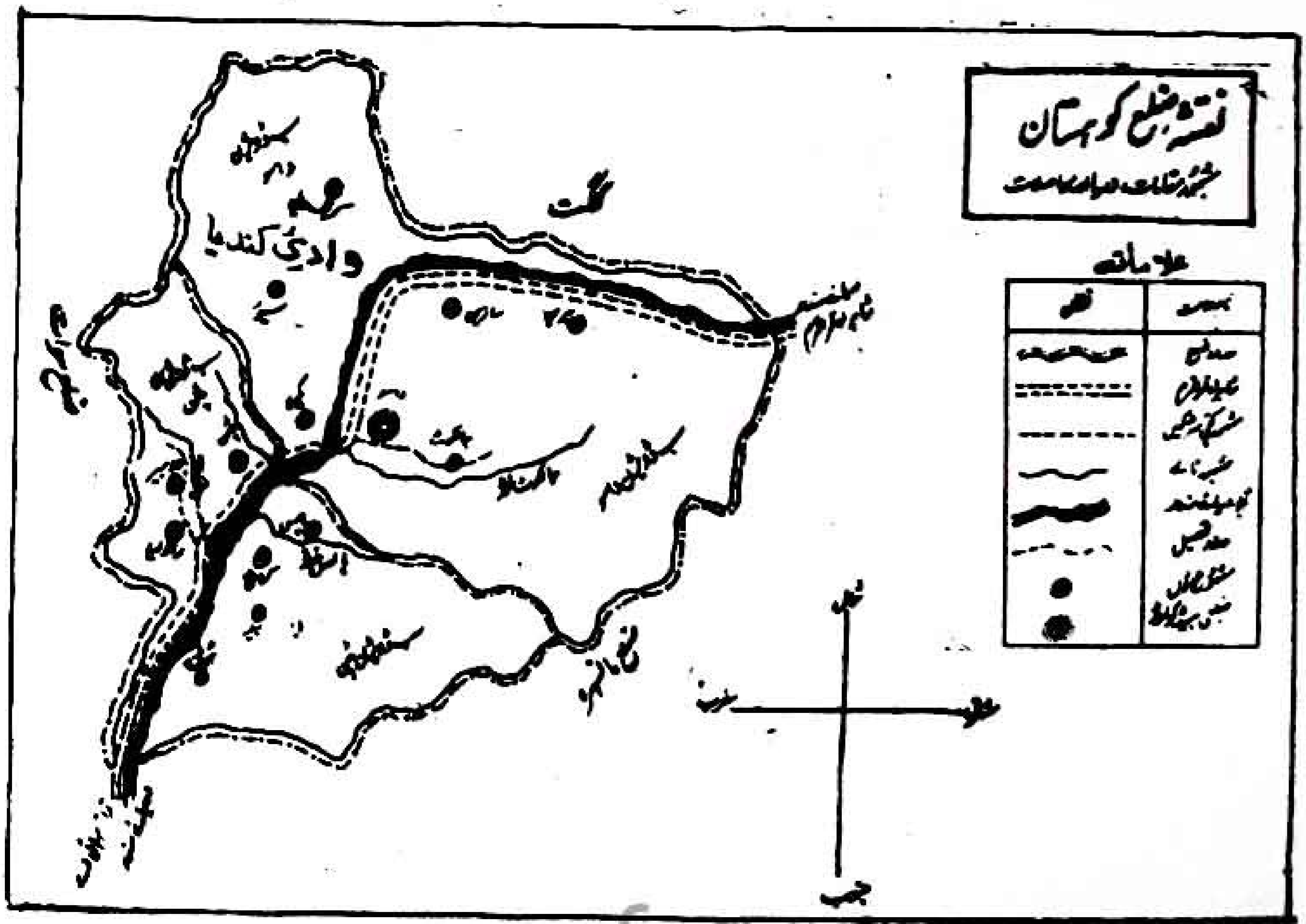

marfat.com

ایبٹ آباد

ایبٹ آباد صوبہ سرحد کا مشہور، صحت افزا اور پہاڑی مقام ہے ۔ قدرت کے حسین مناظر ایبٹ آباد میں دیکھے جاسکتے ہیں ۔ یہ خطہ قدرتی حسن سے مالا مال ہے ۔ ایبٹ آباد راولپنڈی، حسن ابدال روڈ پر واقع ہے اور یہ حسن ابدال سے 44 میل کے فاصلے پر ہے ۔ یہاں قدرتی مناظر اور جھیلیں بھی پائی جاتی ہیں ۔ سطح سمندر سے 4120 میٹر بلند ہے ۔ ایبٹ آباد کی بنیاد 1853ء میں اس وقت کے ڈپٹی کمشنر جیمز ایبٹ نے رکھی اور ضلعی ہیڈ کوارٹر کو ہری پور سے ایبٹ آباد میں منتقل کر دیا ۔ کئی اہم سڑکیں ایبٹ آباد میں آکر ملتی ہیں ۔ گرمیوں کے لئے یہ صحت افزا مقام ہے ۔ پاکستان ملٹری کی مشہور اکیڈمی ایبٹ آباد میں ہے ۔ جس کی وجہ سے ایبٹ آباد کا کول کافی مشہور ہے ۔ ایبٹ آباد کے اہم قصبوں میں نواں شہر، حویلیاں، ہری پور، حطار، تربیلا، خان پور ہزارہ اہم شہر ہیں ۔ مانسہرہ بھی پہاڑی علاقہ میں ہے اور اسے ضلعی مقام حاصل ہے ۔ مانسہرہ کے مشہور شہر بفا، اگی، گڑھی حبیب اللہ، بارہ گلی، کالا پانی، کالا باغ، نتھیا گلی، ڈونگا گلی، خانس پور، چنگلا گلی، کھیرہ گلی، ایوبیہ، دوسرے اہم شہر قدرتی حسن سے مالا مال ہیں ۔ درختوں نے اس علاقہ کی خوبصورت کو مالا مال کر رکھا ہے ۔

بالا کوٹ

بالا کوٹ مانسرہ سے 23 میل کے فاصلے پر اور ایبٹ آباد سے 38 میل کے فاصلے پر ہے ۔ یہ سر سبز وادی پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے ۔ یہاں سید احمد شہید اور اسماعیل شہید کے مزارات ہیں جو 1830ء میں سکھوں کے ساتھ جہاد کرتے شہید ہوئے ۔ ان کی وجہ سے یہ علاقہ مشہور ہے ۔ سر سبز پہاڑوں چشموں کے علاوہ گرمی کے موسم میں یہ صحت افزا مقام ہے ۔ گرمی کے موسم میں سیاح دور دور سے کاغان وادی کا نظارہ کرنے آتے ہیں ۔ سارا علاقہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے ۔ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے چشمے جا بجا نظر آتے ہیں ۔ کاغان کے اہم شہر کاوائی، پارس، مالا کنڈی، مہاوری، ناران، جھیل سیف الملوک جو ناران سے چھ میل مشرق کی طرف ہے ۔

الملوک نصف میل کے قریب لمبی ہے ۔ اور 500 گز چوڑی ہے ۔ باٹا کنڈی، بارہ وائی مشہور جھیل، لوئسر بلو سر اہم قصبے ہیں ۔

marfat.com

بابا رحمت اللہ المعروف دیوانہ بابا تنکہ شریف تناول تحصیل و ضلع مانسہرہ

(آپ کے حضور پاکستان کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف ، بینظیر بھٹو ، گورنر اور وزراء حاضری دے چکے ہیں)

****

بابا رحمت اللہ المعروف دیوانہ بابا تنکہ شریف ایک دشوار گزار پہاڑی علاقہ کے گاؤں جسگواں میں 1930ء میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد کا نام محمد اکبر تھا ۔ آپ کا تعلق ایک دیندار گھرانے سے ہے ۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی ۔ اس کے بعد لاہور میں میاں صاحب کے درس میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے ۔ اس کے بعد بابا صاحب ملازمت کے سلسلہ میں کراچی چلے گئے ۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ پر خصوصی نظر کرم فرمائی اور آپ ملازمت چھوڑ کر اپنے گاؤں تشریف لے آئے ۔ تنکہ شریف کو جو کہ آپ کے گاؤں سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے میں ڈیرا جا لیا اور آپ پر جذب کی سی کیفیت طاری رہتی ۔ اکثر اوقات زبان سے یہ کہتے سنا گیا میں دیوانہ اپنے مرشد کا میں دیوانہ زندہ پیر کا ۔ غوث پاک بھی ساتھ ہیں ۔

بابا جی کے مطابق زندہ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف اشارہ ہے ۔ تنکہ شریف میں تشریف آوری کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھ گئے ۔ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوئے مقامی آبادی کے مطابق عرصہ تیس سال ہو چکا ہے کہ بابا صاحب اسی حالت میں پتھر پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کبھی لیٹ جاتے ہیں چلتے پھرتے بالکل نہیں پہلے اس جگہ پہنچنا بہت مشکل تھا ۔ اب پختہ سڑک کی وجہ سے آسانی سے بابا صاحب کے پاس پہنچا جا سکتا ہے ۔ آپ کے ہاں حاضری دینے والوں میں سابق وزرائے اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور بینظیر بھٹو کے علاوہ کئی وزراء اور گورنر حاضری دے چکے ہیں ۔ زائرین کے آرام کے لئے کمرے اور مسجد بھی تعمیر کر دی گئی ہے ۔ آپ کا سلسلہ چشتی قادری ہے ۔ دربار کے دیگر معاملات انتظامیہ چلاتی ہے ۔

نماز باجماعت دیگر مذہبی رسومات بھی باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہیں ۔ عورتوں اور مردوں کی علیحدہ علیحدہ باپردہ رہائش کا انتظام کیا گیا ہے ۔ 24 گھنٹوں میں صرف ایک بار بابا صاحب دعا فرماتے ہیں ۔ حاجت مند بابا صاحب کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں ۔ اپنے مسائل اور حاجت مختصر بیان کرتے ہیں ۔ بابا صاحب اپنے قریب رکھے ہوئے تین چار سائز کے ڈنڈوں میں سے کوئی ایک ڈنڈا اٹھا کر اس مرد یا اس کے سر یا اس کی پیٹھ پر لگا دیتے ہیں ۔ اس چھڑی کے بارے میں فرماتے ہیں یہ پیار والی ہے مرشد والی ہے ۔ فیض والی ہے ۔ یہ حکومتی ہے اختیار والی ہے ۔ جنگلی نہیں ۔ ان ڈنڈوں کے مارنے کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں ۔ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ ڈنڈے پڑتے ہیں ۔ کسی کو آہستہ اور کسی کو زور سے پڑتے ہیں ۔ بابا صاحب کے قریب ہی میدان میں ایک پتھر کی سل پڑی ہوئی ہے ۔ جس میں سے نمک پیس کر حاضرین کو دیا جاتا ہے ۔ حاضرین یہ نمک لے کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں ۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نمک میں مٹی کے برتنوں کی ٹوٹی ہوئی ٹھیکریاں بھی حاضرین کو دی جاتی ہیں ۔ اس مکسچر کو بابا صاحب مسری کے نام سے تعبیر

marfat.com

کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ یہ شفاء کی تاثیر رکھتی ہے ۔ بابا صاحب کے عین سامنے مچ بنا ہوا ہے ۔ جس میں صبح شام لکڑیاں جلتی رہتی ہیں ۔ اس مچ کی راکھ کو بابا صاحب پھول کہتے ہیں ۔ جس کسی کو جلد کی بیماری پھوڑا پھنسی ہو رگڑنے کیلئے کہا جاتا ہے ۔

بابا صاحب کبھی کبھار ہلکی پھلکی گالیاں بھی دیتے ہیں ۔ کبھی جلال میں آ کر چھوٹی چھوٹی کنکریاں مجمع میں پھینکتے ہیں ۔ مٹھائی کی مشری مچ کے تبرک حاصل کرنے کے بعد لوگوں کو گھر جانے کی اجازت مل جاتی ہے ۔ زائرین قطار باندھ کر بابا صاحب کے پاس سے گزرتے ہیں ۔ بابا صاحب ان کی پیٹھ یا سر پر ڈنڈے سے ایک دو ضربیں لگاتے ہیں ۔ یہ الوداعی سلام ہوتا ہے ۔ زائرین کے لئے رہائش اور لنگر کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے ۔ آپ ہر قسم کے موسمی اثرات سے بے نیاز ہیں ۔ آپ کا لباس ایک لنگوٹ، ٹکڑوں سے بنی ہوئی آدھے بازو کی جیکٹ جو مختلف رنگ کے کپڑوں سے بنی ہوئی ٹوپی ، گھٹنوں پر رکھنے کیلئے سبز رنگ کے ٹکڑے ہوتے ہیں ۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں مختلف نگوں کی انگوٹھیاں اور بائیں بازو پر کڑے بھی پہن رکھے ہیں ۔ آپ کی خدمت میں چند ملنگ ہر وقت رہتے ہیں ۔

آپ مسلسل 30 سال سے ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہفتہ عشرہ میں کبھی پیشاب کی حاجت محسوس ہوتی ہے ۔ یہ درست ہے کہ ولی کامل خدا کی عطا کردہ مہربانی سے اس کی آنکھ بن جاتا ہے ۔ آپ حضرت داتا گنج بخش کو بہت یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ داتا صاحب بہت بڑے آدمی ہیں ۔ میں داتا کی نگری کا چور ہوں مجھے بھی وہاں سے کچھ فیض ملا ہے ۔ حضرت میاں میر، سائیں سہیلی سرکار ، پیر بابا دیوانہ بابا، پیر مہر علی شاہ ، بری امام، چھور شریف ، ہری پور ، خواجہ عبدالرحمن ہری پور کو یاد کرتے ہیں ۔ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ ننگے فقیر تین قسم کے ہوتے ہیں ایک ایسا فقیر جسے کسی قسم کا ہوش نہ ہو ۔ گالی گلوچ پتھروں سے لوگوں کو دور کرے ۔ ایسے درویش سے فیض پانا مشکل ہے ۔ دوسرے وہ جو مخلوص خدا کو فیض یاب کرتے ہیں ۔ تیسرے وہ جو اسلام کی قدروں میں عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں ۔ الغرض بابا تنکہ شریف کے آستانے پر دن رات مخلوق خدا حاضر ہوتی ہے ۔ جمعرات جمعہ کو ایک میلہ کا سماں نظر آتا ہے ۔ زائرین میں دن رات لنگر تقسیم ہوتا ہے اور عبادت کی محفلیں بھی منعقد ہوتی ہیں

marfat.com

مجاہد ملت حضرت سید احمد شہید بریلویؒ

بالاکوٹ کا معرکہ جس نے سید احمد کی تحریک کو زندہ جاوید کر دیا

****

مجاہد ملت حضرت مولانا سید احمد شہید بریلوی کی تحریک جہاد پورے عالم اسلام کی بہتری اور برصغیر کی بہبود و آزادی اور اسلام کی سربلندی کی تحریک تھی ۔ اسی تحریک سے ارض ہند کے مسلمانوں کا دور ثانی شروع ہوا ۔ اور جو 14 اگست 1947ء بمطابق 27 ویں شب ماہ رمضان المبارک 1366ھ کو دنیا کے نقشہ پر ایک نئی اسلامی مملکت " پاکستان " کے نام سے ابھر آئی ۔

جمعہ 6 مئی 1831ء بمطابق 29 ذیقعد 1246ھ کا وہ یادگار دن ہے جس کی صبح صادق کے وقت مجاہد کبیر حضرت مولانا سید احمد بریلوی اور ان کے رفیق خاص مولانا محمد اسماعیل بن مولانا عبدالغنی بن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بمقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ سکھوں کے خلاف معرکہ جہاد میں رنجیت سنگھ کے لڑکے شیر سنگھ کی فوج کی گولیوں سے جام شہادت نوش فرما کر مقصود مومن تلاش کر لیا اور اس طرح جہاد فی سبیل اللہ کی اس روح کو بھی زندہ کر دیا جو قرون اولی کے مسلمانوں کا طرہ امتیاز تھی ۔

حضرت مولانا سید احمد بریلوی دو شنبہ ، 7 صفر 1201ھ مطابق 29 نومبر 1786ء بمقام تکیہ بریلی ، سادات کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ یہ خاندان سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں ہندوستان آیا اور پہلے کڑہ مانک پور اور پھر رائے بریلی میں آباد ہوا ۔ اس خاندان کے ایک بزرگ شاہ علم اللہ (وفات 1096ھ) عہد عالمگیر کے اکابر میں شامل تھے ۔ سید احمد شہید کے والد مولانا سید عرفان احمد بھی اپنے وقت کے مشہور و ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے ۔ آپ حسنی سید تھے ۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی ۔ مزید تعلیم کے لئے آپ نے لکھنؤ کا سفر اختیار کیا ۔ پھر طلب علم ان کو دہلی لے گئی ۔ وہاں پہنچ کر حضرت شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ کے حلقہ تلامذہ میں داخل ہوئے اور پھر مولانا شاہ عبدالعزیز ہی کے دست مبارک پر بیعت کی ۔ دہلی میں آپ کا قیام مسجد اکبری میں تھا ۔

حضرت مولانا سید احمد بریلوی علم ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو کر اپنے اصل مقصد ، تجدید احیائے دین توحید خالص کی تبلیغ اور دشمنان اسلام کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کے لئے دہلی سے نکلے اور عظیم آباد ، پٹنہ ، کلکتہ ، الہ اباد ، کانپور ، بنارس ، غازی پور ، دہلی ، لکھنؤ ، رام پور اور بریلی وغیرہ میں جہاد پر تقریر فرماتے رہے ۔ آپ کے قریبی خلفاء میں مولانا محمد اسماعیل اور مولوی عبدالغنی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے ۔

حضرت بریلوی کی سرگرمیوں سے ہندوستان کے انگریز حکمران بھی پریشان تھے ۔ لیکن اس وقت تحریک جہاد کا رخ پنجاب اور سرحد کے سکھوں کی جانب تھا ۔ کیونکہ وہاں کے مسلمان ظلم و ستم کا نشانہ بنائے جا رہے تھے ۔ راجہ رنجیت سنگھ پشاور اور خیبر سے رہتک تک کے علاقہ کا حکمران تھا ۔ حضرت بریلوی نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں پر ایک غیر مسلم حکمرانی کرے ۔ چنانچہ حضرت بریلوی نے فریضہ حج ادا کرنے کے بعد سکھوں سے

marfat.com

خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ کیا ۔ لہذا یکم شوال 1236ھ کو قریباً پانچ سو افراد کے قافلہ کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے ۔ اور ماہ عید الاضحیٰ 1337ھ میں فریضہ حج سے فارغ ہو کر ماہ شعبان 1339ھ میں واپس بریلی پہنچے اور اب الجہاد الجہاد کا نعرہ بلند کرتے ہوئے میدان جہاد میں آگئے ۔ اور بریلی سے ٹونک پہنچے ۔ جہاں ہزاروں مجاہدین آپ کے ساتھ ہو گئے ۔ اب آپ مالیر کوٹلہ، ممدوٹ اور بہاولپور سے ہوتے ہوئے سندھ میں جہاں مشہور روحانی پیشوا صبغتہ اللہ شاہ اول پیر پگاڑا نے آپ کی بڑی پذیرائی کی اور ان کے اصرار پر حضرت بریلوی نے اپنے اہل و عیال کو سندھ میں چھوڑا اور خود پنجاب کے راستے پشاور ہوتے ہوئے اکوڑہ کے قریب پہنچ گئے ۔

حضرت بریلوی کی قیادت میں مجاہدین اسلام سے سکھوں کی پہلی مزاحمت 21 دسمبر 1826ء مطابق 20 جمادی الاول 1242ھ میں اکوڑہ کے مقام پر ہوئی ۔ اور فتح پائی ۔ پھر سکاری کے مقام پر جنگ ہوئی اس کے بعد اتمان زئی، زیدہ، تربیلا، انب، اور پھواڑہ وغیرہ رزم گاہ بنے ۔ آپ کی ان تمام مقامات پر فتوحات سے رنجیت سنگھ گھبرا گیا ۔ اور اس شرط کے ساتھ کہ دریائے اباسین (سندھ) کے اس کنارے کا علاقہ جو سید احمد بریلوی کے قبضہ میں ہے اس کو رنجیت سنگھ کی طرف سے انعام تصور کر کے اس کو اپنے قبضہ اور تصرف میں رکھیں لیکن دریائے اباسین کے اس جانب کا قصد نہ کریں اس نے صلح کا پیغام بھیجا لیکن حضرت بریلوی نے اسے ٹھکرا دیا اور مجاہدین کی پیش قدمی جاری رہی ۔ دشمنان اسلام نے جب دیکھا کہ فتح و نصرت اللہ کے سپاہیوں کے قدم چوم رہی ہے تو انھوں نے اپنے روایتی سازشی ذہن سے کام لیتے ہوئے حضرت بریلوی کے دوست نما دشمنوں کو گانٹھا اور قبائلی سردار جو سید احمد کی شرعی پابندیوں، زکوۃ و عشر کی وصولی اور بے جا رسوم کی بندش کو اپنے لئے باعث زحمت سمجھتے تھے ۔ رنجیت سنگھ کے ساتھ مل گئے ۔ اس طرح پشاور کا سردار سلطان محمد بھی دشمنوں کے ہاتھوں بک گیا جس کے بعد مجاہدین پشاور، ضلع ہزارہ، مانسرہ اور مظفر آباد کے بعد بالا کوٹ کی جنگ میں اپنی روایات قائم نہ رکھ سکے ۔

کوہ مصلی موسیٰ کے دامن میں سکھوں کی بھارتی فوج مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما تھی ادھر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل رہ گئی تھی لیکن ان کے جوش و جذبہ میں کوئی کمی نہ تھی ۔ حضرت بریلوی خود داد شجاعت دے رہے تھے ۔ دشمنوں کی طرف سے گولیوں کی شدید بارش ہو رہی تھی ۔ اس دوران میں جمعہ 6 مئی 1831ء کی صبح مصلی موسیٰ پہاڑ کے دامن میں دریائے کنہار کے کنارے حضرت مولانا سید احمد بریلوی نے جام شہادت نوش کر کے اپنے مقصد کو پا لیا ۔ اس جنگ میں آپ اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ شہید ہوئے ۔ آپ کا مدفن بالا کوٹ ہے ۔ اس نسبت سے آپ کو سید احمد شہید کہا جاتا ہے ۔

marfat.com

کوہاٹ

صوبہ سرحد کے دیگر اضلاع

****

کوہاٹ

کوہاٹ کو ڈویژن کا درجہ حاصل ہے ۔ یہ پشاور سے 39 میل کے فاصلے پر ہے اور راولپنڈی سے بذریعہ ریل 119 میل کے فاصلے پر ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ بدھ مت کے دور میں راجہ کوہاٹ کی یہاں حکومت تھی ۔ جس نے کوہاٹ کی بنیاد رکھی ۔ پرانا کوہاٹ موجودہ کوہاٹ سے دو میل کے فاصلے پر ہے ۔ یہاں پانی کے کئی چشمے بھی ہیں ۔ دریائے توئی اس کے قریب سے گزرتا ہے ۔ جس پر تاندہ ڈیم تعمیر کیا گیا ہے ۔ چھاؤنی بھی ہے ۔ مشہور شہر خوشحال گڑھ ، ہنگو میں ٹریننگ سنٹر بھی ہے ۔ یہاں قلعہ میکسن ، قلعہ لوک ہارٹ ، قلعہ ٹل میں لکڑی کی بہت بڑی منڈی ہے ۔ اور افغانستان سے تجارتی رابطے ہیں ۔ بہادر خیل مشہور قصبہ ہے ۔ جو کوہاٹ بنوں روڈ پر ہے ۔

کرک : یہ کوہاٹ سے تقریباً 17 میل کے فاصلے پر ہے ۔ یہاں نمک کی کانیں بھی ہیں ۔

marfat.com

بنوں

بنوں بھی صوبہ سرحد کا اہم ضلع ہے ۔ پشاور اور ڈیرہ اسماعیل خاں کو جانے والی سڑک کے قریب واقع ہے ۔ ماڑی انڈس سے بنوں کے لئے ریلوے لائن جاتی ہے ۔ بنوں کا علاقہ کافی زرخیز ہے ۔ اور جنگلات بھی پائے جاتے ہیں ۔ مقامی روایت کے مطابق اس علاقہ میں بنوں نامی ایک عورت کی حکومت تھی ۔ ایک اور روایت کے مطابق بنوں نامی عورت ملک وزیر کی بیوی تھی ۔ سکھوں کے دور میں مہاراجہ دلیپ سنگھ نے یہاں قلعہ تعمیر کیا ۔ سکھوں کے دور میں بھی یہاں تعمیر ہوئیں ۔ بنوں کے چاروں طرف دیوار تھی ۔ بڑا دروازہ لکی گیٹ کے نام سے مشہور تھا ۔ اس کے علاوہ قصاباں گیٹ ، پراڈ گیٹ ، ہنجل گیٹ ، پھوری گیٹ ، میراں گیٹ ، بنوں کے بڑے شہروں میں اکرہ ہے ۔ جو پہاڑی علاقہ ہے ۔ پرانے کھنڈرات پائے جاتے ہیں ۔ ان کھنڈرات سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ اور سکے پائے جاتے ہیں ۔ ہندو تہذیب کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ یہاں کئی تہذیبوں کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ سرائے نورنگ بنوں کا اہم شہر ہے ۔ لکی مروت بھی بنوں کا اہم شہر ہے ۔ کرم گڑھی دریائے کرم کے کنارے مشہور شہر ہے ۔

ڈیرہ اسماعیل خان

ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد کا اہم شہر ہے ۔ جسے ڈویژن کا درجہ حاصل ہے ۔ پشاث کوہاٹ ، ڈیرہ اسماعیل خان روڈ پشاور سے ملتی ہے ۔ قریبی سٹیشن جو دریا خان کندیاں کے قریب واقع ہے دریا خان اور ڈیرہ اسماعیل خان کی ذیل میں پھیلا ہوا ہے ۔ 15 ویں صدی عیسوی میں ملک سہراب خان نے اسے آباد کیا اور اس کے بیٹے اسماعیل خان کے نام سے مشہور ہوا ۔ پرانا شہر 1823ء میں دریا برد ہوگیا ۔ نئے شہر کی بنیاد نواب شیر محمد خان نے رکھی ۔ گومل یونیورسٹی بھی ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے ۔ اس علاقے میں زنانہ مردانہ تعلیمی ادارے بھی ہیں ۔

پہاڑپور ، ڈیرہ اسماعیل خان کے قصبوں میں پہاڑ پور ، یہ قصبہ خاندان لودھی کے دور میں آباد ہوا ۔ دریائے سندھ قریب سے گزرتا ہے ۔ چشمہ بیراج کی ابتداء بھی یہیں سے ہوئی ہے ۔ ٹانک بھی ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل ہے ۔ چھوٹی ریلوے لائن یہاں بنائی گئی ہے ۔ یہ بھی دریا کے بائیں کنارے پر واقع ہے ۔ ٹانک کی بنیاد نواب آف ٹانک نے رکھی ۔ کہتے ہیں کہ سر ہنری ڈیونڈ جو پنجاب کے گورنر تھے ۔ 1811ء میں ان کی بیوی کو یہاں شدید زخم آئے ۔ جب وہ گیٹ سے گزر رہی تھی ۔ چشمہ بھی ڈیرہ اسماعیل خان کا مشہور شہر ہے جو دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے ۔ یہاں چشمہ بیراج بھی تعمیر کیا گیا ہے ۔ بیراج 6 ہزار 2 سو فٹ لمبا ہے ۔ ڈیرہ اسماعیل خان کی مشہور تحصیل کلاچی ہے ۔ اس کے علاوہ پنیلا ، کافر کوٹ ، پینزہ مشہور اور اہم قصبے ہیں ۔ بیشتر علاقے پہاڑی سلسلے ہوتے ہیں اور یہاں دریائے سندھ پر ڈیم تعمیر کر کے بجلی کی قلت کو پورا کیا جاسکتا ہے ۔ جنوب کی جانب ڈیرہ اسماعیل خان سرحد کا آخری شہر ہے ۔

marfat.com

کوہاٹ میں نو گز لمبے مزار

کوہاٹ ایک قدیم اور تاریخی شہر ہے جو راولپنڈی سے تقریباً ایک سو بیس میل اور پشاور سے تقریباً چالیس میل کے فاصلے پر ہے جدید کوہاٹ دریا کے بائیں کنارے پر آباد ہے ۔ جو پرانے شہر سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے ۔ شہر کے ارد گرد فصیل بنائی گئی ہے ۔ مشرقی دروازہ فیصل گیٹ کے نام سے مشہور ہے ۔ مغربی دروازہ کو تحصیل گیٹ کے نام سے پکارتے ہیں ۔ کوہاٹ کا قلعہ شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے ۔ کوہاٹ میں تقریباً چار پانچ کے قریب قدیم نو گز لمبے مزار ہیں ۔ حضرت بخاری بابا کا مزار چھاؤنی میں ہے ۔ حضرت بہادر بابا کا مزار زرگراں بازار میں ہے ۔ حضرت خوشحال بابا کا مزار جنگل خیل میں ہے ۔ حضرت بابا طور ولی کا مزار لاری اڈا کوہاٹ کے قریب قبرستان میں ہے ۔ یہ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے۔ یہاں نو گز لمبا مزار ہے ۔ جو پتھر اور مٹی سے تعمیر کیا گیا ہے ۔ چار دیواری بھی پتھر اور سرخ مٹی سے تیار کی گئی ہے ۔ مزار کی لمبائی نو گز کے قریب ہے ۔ دریا اور ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشموں کی وجہ سے یہاں قدیم آبادیوں ، شہروں کے آثار ملتے ہیں ۔ پنجاب کے زرخیز علاقہ اور پشاور کیلئے کوہاٹ سے قدیم راستوں سے حملہ آور اور تجارتی قافلے گزرتے رہے ۔ قدیم گزر گاہوں کے قریب حفاظت کیلئے قلعے تعمیر کیے گئے ہیں ۔

marfat.com

کوہاٹ کے قریب گھمگول شریف کا روحانی سفر

گھمگول شریف کا نام عرصہ سے سن رکھا تھا۔ کئی روحانی محفلوں میں گھمگول شریف کا ذکر ہوتا ہے۔ عرس مبارک پر گھمگول شریف کیلئے بسوں کے قافلے جاتے ہیں۔ حاجی آستانہ عالیہ گھمگول شریف سے وابستہ ہیں کئی بار حاضری کیلئے دعوت دی۔ لیکن جب گھمگول شریف کیلئے حاضری کی منظوری ہوئی۔ چند گھنٹوں میں پروگرام بن گیا۔ دولت نگر کے حاجی عالم دین جو فوج کے ریٹائرڈ صوبیدار ہیں۔ میں نے ان کے ایک مقدمہ کی پیروی کی۔ آخری تاریخ پر جب مقدمہ میں انہیں داد رسی مل گئی تو ان کے بیٹوں ریاض اور فیاض نے بزریعہ کار گھمگول شریف حاضری کا پروگرام بنایا۔ اور وہ مجھے بھی ہمراہ لے گئے۔ یوں گھمگول شریف حاضری کیلئے برسوں کی خواہش پوری ہو گئی۔ چار بجے صبح گھمگول شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ دوران سفر فجر کی نماز ادا کی۔ راولپنڈی کے راستہ روحانی مقامات پر حاضری دیتے ہوئے براستہ ترنول کوہاٹ کیلئے سفر کا آغاز کیا۔ یہ قدیمی گزر گاہ سرحد کوہاٹ کو پنجاب کے مشہور ضلع راولپنڈی سے ملاتی ہے۔ راولپنڈی سے کوہاٹ کیلئے ریلوے لائن بھی ہے۔ اور تقریباً ایک سو بیس میل کا فاصلہ ہے۔ اس سڑک پر جنڈ کے قریب مشہور آستانہ چورہ شریف بھی ہے۔ فتح جنگ راستہ میں جنڈ خوشحال گڑھ گمبٹ مشہور شہر آتے ہیں۔ پنڈی گیپ کے لیے سڑک اس راستہ سے جاتی ہے۔ خوشحال گڑھ کے قریب دریائے سندھ بڑی خاموشی سے بہتا ہے۔ دریا کی چوڑائی بہت کم ہے۔ دریا پر ۱۹۰۸ء میں پل تعمیر کیا گیا۔ پل کے اوپر والے حصے سے ریل گزرتی ہے اور نیچے سڑک ہے۔ تمام پل لوہے سے تعمیر کیا گیا ہے۔ سبزی مائل اور نیلگوں پانی سست رفتار سے بہتا ہے۔ شہر گمبٹ کے بعد کوہاٹ کے بلند و بالا پہاڑ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اب شہر کوہاٹ قریب ہے۔ پہاڑوں پر بکریوں کے ریوڑ نظر آتے ہیں۔ تعلیمی، عسکری تربیت گاہوں کے شہر کوہاٹ میں قلعہ اور دریا کے علاوہ تقریباً پانچ نو گز لمبے مزار جو بخاری بابا، بہادر بابا، خوشحال بابا اور طور ولی کے نام سے مشہور ہیں۔ لاری اڈا پر بورڈ آویزاں ہے۔ انتظار گاہ برائے آستانہ عالیہ نقشبندیہ گھمگول شریف اڈا سے دربار شریف کیلئے وقفہ وقفہ کے بعد بس چلتی ہے۔ جو ارادت مندوں کو دربار شریف لے جاتی ہے۔ گھمگول شریف کوہاٹ شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے سو دربار شریف کے

marfat.com

اروں طرف پہاڑ ہیں ۔ آمدورفت کیلئے طرف ایک ہی راستہ ہے ۔ خشک سنگلاخ پہاڑوں میں حضرت
دہ پیر گھمگول شریف نے روحانیت کے چشمے جاری کئے ہوئے ہیں ۔ ان پہاڑوں میں کبھی چڑیا کیلئے ایک
ند پانی نہیں ملتا تھا آجکل ہر طرف پانی کے علاوہ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں ۔ پہاڑ کے اوپر ایک
غار نظر آتی ہے۔ جس پر اللہ ہو لکھا ہے ۔ یہاں حضرت صاحب نے چلہ کشی کی ۔ چاروں طرف پہاڑوں کے
اندر اس مقدس سرزمین پر کبھی چوروں ڈاکوؤں ، راہزنوں اور بد معاشوں کا قبضہ تھا۔ اس علاقہ غیر میں
مرشد پاک قطب المشائخ حضرت سید قائم شاہ سرکار موہڑہ شریف مری حکم پر نورانی شمع روشن کرنے اور
ساد دلوں کو منور کرنے کا حکم صادر ہوا ۔ آپ نے مرشد پاک کے حکم پر اس ویران جنگل میں پہاڑوں کے
میان ڈیرہ جما لیا ۔ جب روحانیت کی کرنیں ابھرتی ہیں تو علاقہ جگمگا اٹھتا ہے ۔ یہ کیفیت گھمگول شریف
ہے ۔ پہاڑوں کے اندر داخل ہوتے ہی ایک عالیٰ شان اور خوبصورت شاندار مسجد کے سفید بلند و بالا
نار اور گنبد دور سے دکھائی دیتے ہیں ۔ مسجد اللہ والوں کی پہچان ہوتی ہے ۔ مسجد کے چاروں طرف سر
خت اور ہریالی ایک ولی کامل کی کرامت کی نشانی ہے۔ وسیع عریض مسجد کی جتنی تعریف کی جائے کم
ہے۔ مسجد کے بیرونی دروازے پر دو پانی کے حوض تعمیر کیے گئے ہیں ۔ جن میں ہر وقت ٹھنڈا میٹھا پانی
وجود رہتا ہے ۔ مسجد میں شکرانہ کے نفل ادا کرنے کے بعد آستانہ کے اندر داخل ہوئے ۔ آستانہ عالیہ
گھمگول شریف میں مثالی صفائی دیکھنے میں آئی ۔ ارادتمند اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں ۔ دن رات
لنگر کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔ غلام رسول نے ہمیں حضرت صاحب کے ملحقہ کمرہ میں بیٹھنے کا اشارہ کیا چند
نوں بعد لنگر سے چائے اور مٹھائی پیش کی ۔ آستانہ کے بزرگ مرید خاص شیخ صاحب بھی تشریف لے آئے
وقفہ وقفہ کے بعد مخلوق خدا دامن پھیلائے آنی شروع ہو گئی ۔ حضرت صاحب سے ملنے والوں میں اضافہ
ہوتا گیا ۔ مردوں کیلئے علیحدہ عورتوں کیلئے علیحدہ مہمان خانے ہیں ۔ خادم غلام رسول نے بتایا کہ ابھی
تھوڑی دیر بعد سرکار سے ملاقات ہو جائیگی۔ مہمان خانہ عقیدت مندوں سے بھر گیا ۔ انتظار کے لمحات بڑے
کربناک ہوتے ہیں ۔ بس دل میں یہی تڑپ تھی ولی کامل کا درشن ہو جائے ۔ میں نے غلام رسول سے
پوچھا کتنی دیر بعد ملاقات ہو گی ۔ اس نے تسلی دی ابھی ملاقات ہونے والی ہے ۔ ملاقات کیلئے ملک بھر سے
مختلف علاقوں سے آنے والے قطاروں میں کھڑے تھے ۔ میں بھی ایک قطار میں کھڑا ہو گیا ۔ چھوٹے سے
کمرہ میں ملاقاتی اندر جاتے اپنی حاجت بیان کر کے دعا خیر تعویز لینے کے بعد باہر واپس آجاتے ۔ خادم دربار
دو تین ارادتمندوں کو ملاقات کیلئے حضرت صاحب کے کمرہ میں داخل کر دیتے ۔ ہر کوئی اپنی آرزو بیان کرتا

marfat.com

دکھوں اور پریشانیوں کے مارے لوگ اپنی پریشانیوں کیلئے التجا کرتے ۔ حضرت صاحب ہر ملنے والے سے یہی کہتے اپنی دلی تمنا بیان کرو ۔ حضرت صاحب دعا کرتے اور تعویز بھی دیتے ۔ ساتھ یہ بھی کہتے نماز پڑھو، روزہ رکھو اور اللہ کو یاد کیا کرو ۔ وہ بھی تمہیں یاد کرے گا ۔ انتظار کے لمحات ختم ہوئے تڑپتے ہوئے دل کے ساتھ میں بھی حضرت صاحب کے قریب بیٹھ گیا ۔ فرمایا کہاں سے آئے ہو عرض کی گجرات سے وکیل ہوں ۔ میں نے اپنی تحریر کردہ دو عدد روحانی کتب گجرات تاریخ کے آئینے میں ۔ سیالکوٹ سے خیبر تک پیش کیں قریب بیٹھے ہوئے کوہاٹ کے سینئر وکیل سید علمدار الدین بخاری ایڈووکیٹ ملک فخر اعظم ایڈووکیٹ ملک حمید خاں آفریدی ایڈووکیٹ سے ملاقات ہوئی ۔ حضرت صاحب نورانی چہرہ انہوں نے شفقت بھری نظروں سے میری طرف دیکھا فرمایا بیان کرو ۔ میں نے عرض کی آپ کو دیکھ لیا ہے سب کچھ مل گیا ہے ۔ فرمایا گلاب کے پھول کی ٹہنی دوسری جگہ منتقل ہو جائے تو یہ ٹہنی جہاں بھی جائے گی پھول اور خوشبو ہی دے گی ۔ یہ پہاڑ علاقہ غیر میں تھے ۔ ایک مرد کامل کی نظر کرم سے عرس کے موقع پہ ہر طرف انسان ہی انسان نظر آتے ہیں ۔ مخلوق خدا کا اتنا ہجوم نظر آتا ہے کہ پہاڑوں پر بھی آدم ہی آدم نظر آتے ہیں ۔ اب اس سرزمین پر جنگل سے منگل کا سماں پیدا ہو چکا ہے ۔

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے محفل کا رنگ وہی ہے
ساقی کی عنایت جاری ہے مہماں بدلتے رہتے ہیں

حضرت صاحب ہر ملنے والے پر مہربانی فرماتے ہیں ۔ سوالی کی بات پوری توجہ سے سنتے ہیں ۔ آستانہ عالیہ گھمکول شریف پر حاکم وقت کے علاوہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز افسران بھی یہاں حاضری دیتے دیکھے گئے ہیں ۔ ایک نشست میں سینکڑوں حاجت مند اپنی آرزو بیان کرتے ہیں کوئی دین کا طالب ہے تو کوئی دنیا کا طالب یہ سلسلہ دیر تک جاری رہتا ہے ۔ تمام حاضرین کو ملاقات کا موقع مل جاتا ہے ۔ اس مختصر سی نشست میں سیالکوٹ، فیصل آباد، راولپنڈی، گجرات، لاہور، کوہاٹ، کراچی اور گردو نواح کے علاوہ دور دراز سے آتے ہوئے ارادتمند عرض کرتے ہیں ۔ حضرت صاحب پشتو کے علاوہ اردو میں بھی حاضرین سے بات چیت کرتے ہیں ۔ میں نے اجازت چاہی فرمایا نہیں پہلے لنگر کھاؤ پھر نماز جمعہ پڑھو اس کے بعد اجازت ملے گی ۔ لنگر خانہ کا وسیع و عریض انتظام ہے ۔ بلا تفریق مہمانوں کو لنگر پیش کیا جاتا ہے لنگر کا انتظام مریدین خود کرتے ہیں ۔ کھانے کے بعد چائے پیش کی جاتی ہے ۔ لنگر اور چائے پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ مردوں سے ملاقات کے بعد عورتوں کی باری آتی ہے ۔ اس موقع پر تمام مرد آستانہ عالیہ

marfat.com

سے باہر آجاتے ہیں ۔ دعا خیر کے بعد خواتین کو فوراً اپنے اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دی جاتی ہے ۔ نماز جمعہ کے لیے جب حضرت صاحب مسجد میں تشریف لاتے ہیں ۔ مریدین کی ایک کثیر تعداد کلمہ کا ورد کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتی ہے۔ عقیدت مندوں کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ مرشد پاک کے قریب جگہ مل جائے ۔ نماز کے بعد جب حضرت صاحب اپنے کمرہ کی جانب جاتے ہیں تو حضرت صاحب کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے مریدین قطاروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ شیخ صاحب نے اپنے مرشد کی بہت زیادہ کرامات بیان کیں ۔ جو مضمون طویل ہونے کے پیش نظر تحریر نہیں کی جا سکتی ۔ میں نے اجازت مانگی ۔ سرکار گھمگول شریف نے شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ ہاتھ ملایا ۔ اور واپسی کی اجازت دے دی ۔ ان کا نورانی چہرہ میری آنکھوں کے سامنے ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ولی اللہ کے پاس چند لمحات کی محبت کئی سالوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ لیکن یہ لمحے اس خوش نصیب کے حصہ میں آتے ہیں ۔ جو اس منزل کا راہی ہو۔

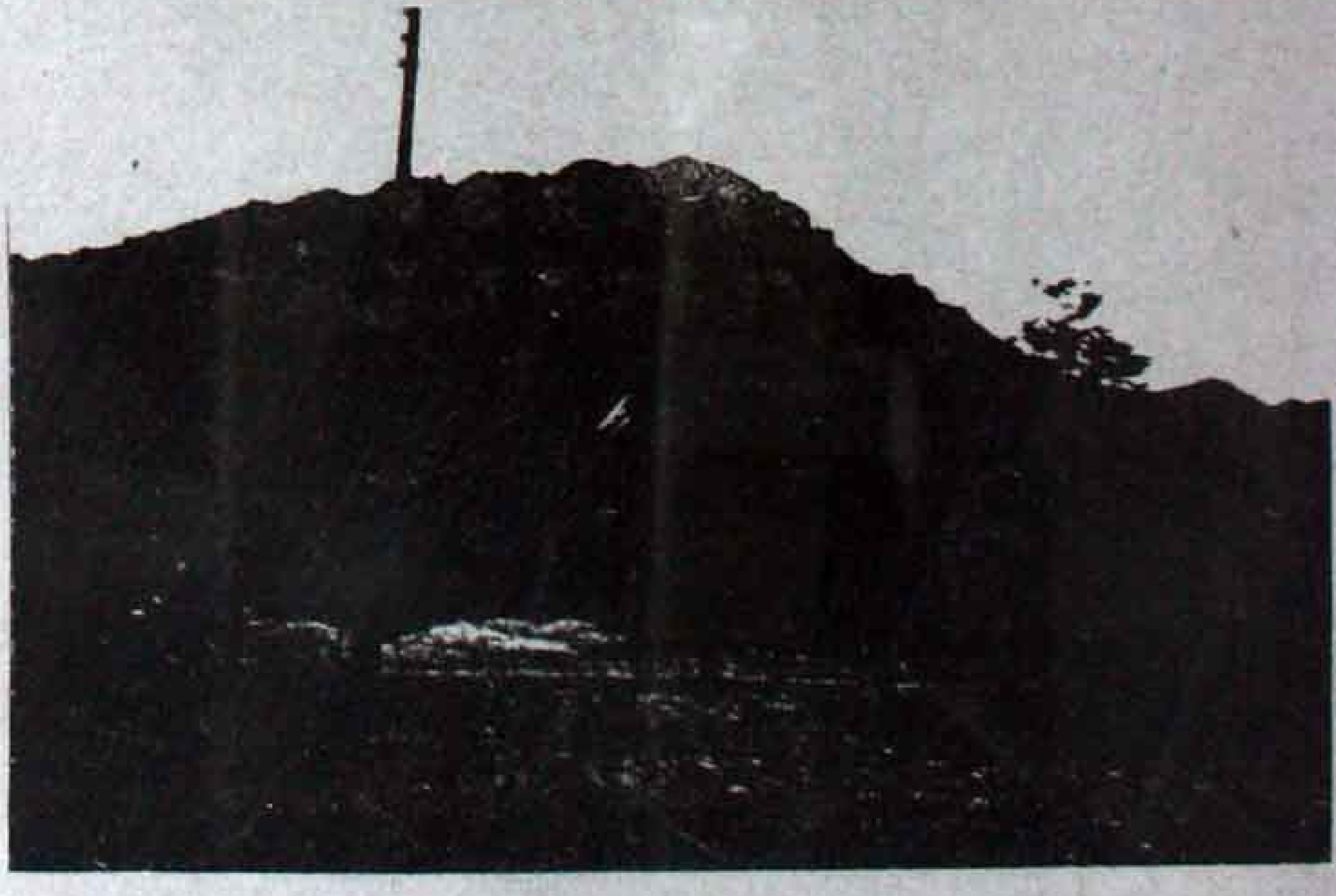

marfat.com

اٹک

(نوٹ) اٹک کے بارے میں تفصیل راقم کی تحریر کردہ کتاب "سیالکوٹ سے خیبر تک" میں شائع ہو چکی ہے

اٹک کے علمائے کرام و مشائخ عظام

****

حضرت بی صاحب اٹک، حضرت سلطان صدر الدین اٹک، حضرت شیخ نذر دیوان صاحب، حضرت سائیں کلو بابا، حضرت بابا حیدر والے، حضرت ملاں سرخو بابا، حضرت مولانا غلام حبیب صاحب، حضرت مولانا سید رسول صاحب، حضرت مولانا عبدالدیان صاحب دامانی، حضرت مولانا کریم اللہ صاحب دامانی، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب (حمید)، حضرت سید میاں بادشاہ صاحب، حضرت سید عبدالعزیز شاہ صاحب، حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب نظمی، حضرت سید حکمت علی شاہ صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب چھکنی، حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب، حضرت مولانا عبداللہ جان صاحب، حضرت مولانا فیضی میاں صاحب، حضرت مولانا عبدالحق میاں صاحب غور غشتوی، حضرت مولانا نصیر الدین صاحب، حضرت مولانا قطب الدین غور غشتوی، حضرت مولانا عبدالرحمن بہبودی، حضرت مولانا عبدالحمید شاہ زرتوپہ، حضرت مولانا صفی اللہ صاحب المعروف بابا صاحب برہ زئی، حضرت مولانا سعد اللہ صاحب اخونزادہ، حضرت مولانا گل اکرام صاحب برہ زئی، حضرت میاں فضل الٰہی صاحب (حضرو)، حضرت مولانا خدا بخش صاحب، حضرت مولانا پیر ہدایت الحق صاحب حضرو، حضرت مولانا قاضی عبدالواحد صاحب، حضرت مولانا عبدالحق صاحب پیر زئی، حضرت مولانا محمد سعید صاحب، حضرت حافظ عبدالغفور صاحب (دریا شریف)، حضرت شاہ عبدالرحمن صاحب عرف شاہ ربانہ بابا، حضرت مولانا غلام خان صاحب دریا شریف، حضرت مولانا سید ولایت شاہ صاحب، حضرت مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری، حضرت مولانا قاضی غلام جیلانی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد صاحب، حضرت سید شمس العارفین صاحب، حضرت قاضی محمد حسین صاحب المعروف قاضی خان، حکیم محمد یوسف حضروی، حضرت سید یوسف حضروی۔ حضرت سید شاہ حسین شیرازی

marfat.com

حضرت پیر خواجہ باواجی فقیر محمد فاروقی نقشبندی مجددی چوراہی

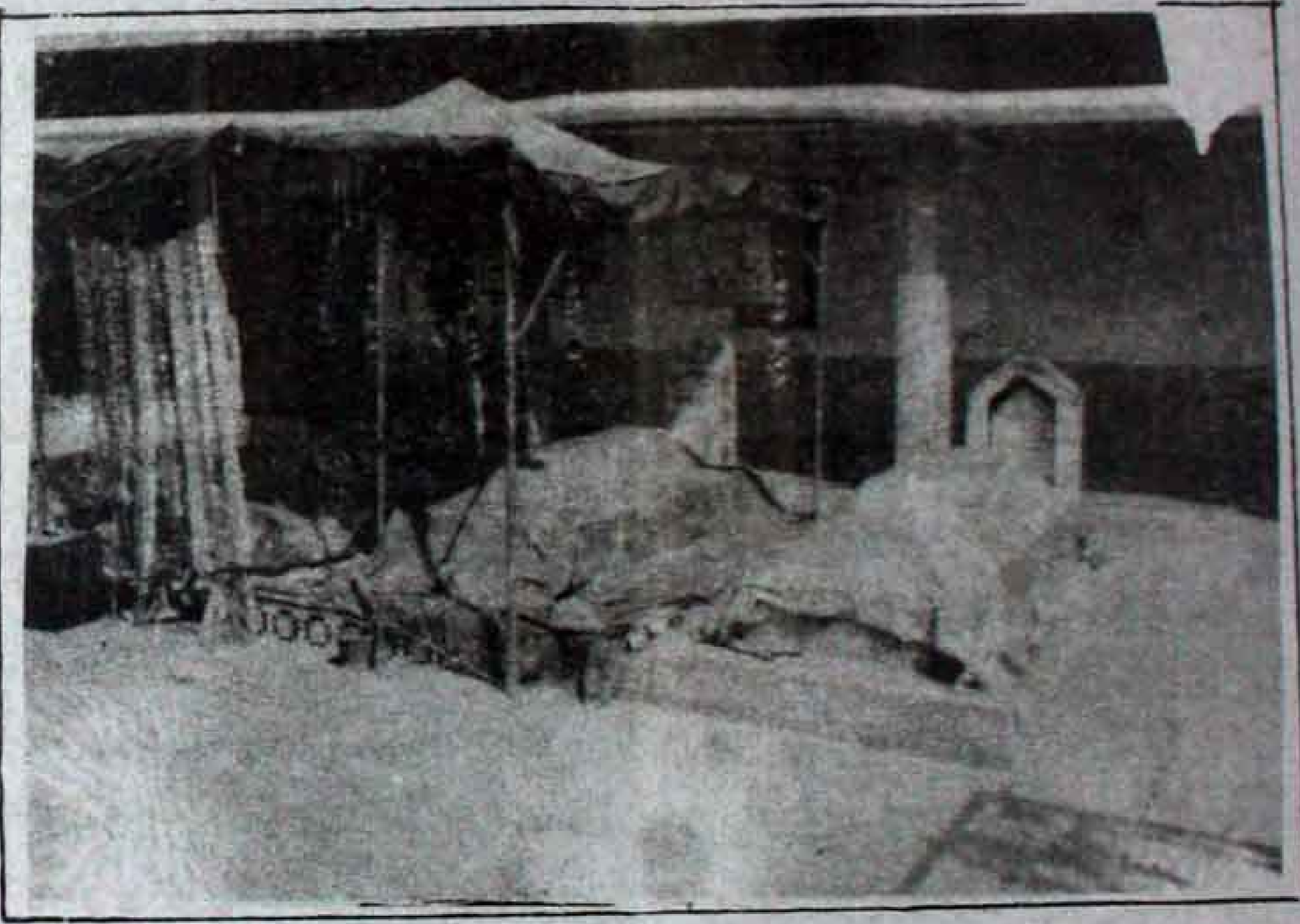

کتاب فیضان چوراہی کے مطابق حضرت باواجی فقیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اٹھارہویں صدی عیسوی کے اختتام پر، (1798ء) میں موجودہ پاکستان و افغانستان کی سرحد پر واقع علاقہ تیراہ شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی قدر، حضرت پیر خواجہ نور محمدؒ اور دادا حضرت پیر خواجہ فیض اللہؒ اس علاقہ کے مقتدر علماء اور مشائخ طریقت تھے۔ برصغیر پاک و ہند اس زمانے میں مغربی (یورپی) طالع آزماؤں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (1707ء) کے بعد اس برصغیر میں مسلمانان ہند کے اقتدار کی گرفت ڈھیلی پڑتی جا رہی تھی۔ یہاں کی ہندو قوم نے انگریز کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا تھا اور یہ دونوں کافر قوتیں مل کر اس برصغیر سے مسلم قیادت کو ختم کرنے کے درپے تھیں۔ خاص طور سے یورپی اقوام میں سے انگریز، یہاں تسلط جمانے کیلئے یہاں کی سب سے بڑی مزاحم قوت، مسلمانوں پر، اخلاقی، سیاسی، سماجی و ثقافتی اور معاشی سطح پر، غلبہ حاصل کرنے میں کوشاں تھا۔ ان تمام ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ملت اسلامیہ کو اس کے اصل محور، جناب نبی اکرم رسول مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت کے جذبہ کو از سر نو زندہ کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے سلاسل طریقت، مردانہ وار میدان میں اترے۔ قادری، سہروردی، چشتی اور نقشبندی مشائخ طریقت نے بڑی جانفشانی سے ملت رسولؐ ہاشمی کے اصل مرض، اپنے

marfat.com

حضرت پیر خواجہ باواجی فقیر محمد فاروقی نقشبندی مجددی چوراہی

کتاب فیضان چوراہی کے مطابق حضرت باواجی فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اٹھارہویں صدی عیسوی کے اختتام پر، (1798ء) میں موجودہ پاکستان و افغانستان کی سرحد پر واقع علاقہ تیراہ شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی قدر، حضرت پیر خواجہ نور محمدؒ اور دادا حضرت پیر خواجہ فیض اللہؒ اس علاقہ کے مقتدر علماء اور مشائخ طریقت تھے۔ برصغیر پاک و ہند اس زمانے میں مغربی (یورپی) طالع آزماؤں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (1707ء) کے بعد اس برصغیر میں مسلمانان ہند کے اقتدار کی گرفت ڈھیلی پڑتی جارہی تھی۔ یہاں کی ہندو قوم نے انگریز کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا تھا اور یہ دونوں کافر قوتیں مل کر اس برصغیر سے مسلم قیادت کو ختم کرنے کے درپے تھیں۔ خاص طور سے یورپی اقوام میں سے انگریز، یہاں تسلط جمانے کیلئے یہاں کی سب سے بڑی مزاحم قوت، مسلمانوں پر، اخلاقی، سیاسی، سماجی و ثقافتی اور معاشی سطح پر، غلبہ حاصل کرنے میں کوشاں تھا۔ ان تمام ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ملت اسلامیہ کو اس کے اصل محور، جناب نبی اکرم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت کے جذبہ کو ازسرنو زندہ کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے سلاسل طریقت، مردانہ وار میدان میں اترے۔ قادری، سہروردی، چشتی اور نقشبندی مشائخ طریقت نے بڑی جانفشانی سے ملت رسولؐ ہاشمی کے اصل مرض، اپنے

marfat.com

رسول کریم سے والہانہ پن کے ساتھ تعلق میں ہی کو تشخیص کر لیا تھا اور اس کے سدباب کے لئے ابنائے اسلام کے دلوں میں پھرے، مقام مصطفی اجاگر کرنے کا بیڑہ اٹھا لیا تھا۔ پیران چورہ شریف بھی اس اسلامی جہاد میں کسی دوسرے سلسلہ طریقت سے پیچھے نہ رہے۔ ان کے جداعلی خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی جو خاندانی طور پر شیخ عبدالرسول رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے سے قادری مشرب رکھتے تھے۔ رامپور کے مشہور زمانہ شیخ طریقت، خواجہ سید جمال اللہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ میں بھی فیضیاب ہوئے۔ اور بحکم شیخ مذکور، تیراہ شریف واپس آکر قادری و نقشبندی مشرب طریقت کی اشاعت میں مشغول ہوئے۔ آپ کے فرزند ارجمند، خواجہ نور محمد نے اپنے والد (شیخ مذکور) سے متداولہ علوم اور راہ سلوک میں تربیت حاصل کی اور اپنی زندگی کے آخری دور میں تیراہ شریف سے ہجرت کر کے عرصہ پچیس سال سفر میں گزار کر بالآخر پنجاب کے ایک دور افتادہ شمالی علاقہ میں واقعہ موضع چورہ شریف (مضافات ضلع اٹک) کو اپنا مستقل مستقر بنایا۔ یوں اپنی اولاد مطہرہ کو جو خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے سلسلہ نسب رکھتی ہے۔ اس وادی میں لابسایا۔ حضرت پیر خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ساری اولادیں تو بڑی صاحب علم اور صاحب طریقت رہی، مگر ان میں حضرت پیر خواجہ فقیر محمد رحمتہ اللہ علیہ نے جس منفرد اور موثر انداز میں اہالیان پنجاب کی روحانی تربیت فرمائی اور ان میں جذبہ عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا وہ انتہائی منفرد اور قابل صد ستائش ہے۔

حضرت باوا جی فقیر محمد رحمتہ اللہ علیہ نے علوم متداولہ کی تکمیل نہایت ہی قلیل عرصہ میں مکمل کی اور حضرت بیس سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ میں مقام مہارت پر فائز ہوئے۔ ازاں بعد صرف دس سال کے عرصہ میں اپنے والد مکرم جناب پیر خواجہ نور محمد تیراہی ثم چوراہی سے تکمیل نسبت کی اور خرقہ خلافت پایا اور یوں مخلوق خدا کی ہدایت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔

ولادت: حضرت باوا جی فقیر محمد تیراہی ثم چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کی عین حیات میں 1213ھ بمطابق 1798ء میں تیراہ شریف میں متولد ہوئے۔ یہ خوشخبری سن کر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بچہ ان کو دکھایا جائے۔ خاندان کا ایک بزرگ بچے کو گود میں لئے حاضر ہوا۔ سعادت اطوار بچے کو دیکھ کر آپ بے حد مسرور ہوئے اور فرط محبت میں اپنی زبان مبارک اس ننھے سے بچے کے منہ میں ڈال دی۔ بچے کے لئے اس دنیائے آب و گل میں یہ پہلی غذا تھی، جسے اس نے بڑی لطافت سے چوسا، پیر خواجہ اس عمل سے مزید خوش ہوئے فیض روحانی نے جوش مارا اور آپ فرمانے لگے۔

"بچہ تو ابھی سے اپنے حصے کے فیض کا طلبگار ہے۔ الحمدللہ بڑا سعادت مند، خوش اطوار اور نیک بخت ہوگا۔ ایک زمانہ اس کے فیض معرفت سے استفادہ کرے گا"

آپ نے والد محترم نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ چلہ کشی اور خلوت گزینی میں گزارا۔ شاید ہی کبھی آپ تیراہ شریف سے باہر کسی سفر پر گئے ہوں۔ لیکن امر الہی کچھ یوں تھا کہ آپ مریدین پنجاب کی درخواست پر اسی

marfat.com

سال کی عمر میں وادی تیراہ سے نقل مکانی کر کے موضع بموضع سفر کرتے کوہاٹ کے مضافات موضع ذراذر تشریف لائے اور پچیس سال کے طویل عرصہ بعد اپنے سفر کو چورہ شریف (اٹک) پہنچ کر ختم کیا۔ 1259ھ میں تیراہ شریف سے نکلنے والا یہ قافلہ نور بالآخر 1284ھ میں موجودہ مقام چورہ شریف میں آن ٹھہرا اور پنجاب کے ایک وسیع علاقہ کو ان کے دست حق پرست پر تائب ہو کر رجوع الی اللہ ہونے کا موقع میسر آیا۔ آپ کی تمام اولاد صاحب نسبت ہو کر خلافت سے سرفراز ہوئی بلکہ مریدین سے بھی ایک معقول تعداد تکمیل نسبت و خلافت روحانی سے مشرف ہوئی۔ اولاد مطہرہ کے اسمائے گرام حسب ذیل ہیں۔

1۔ حضرت خواجہ احمد گل '2۔ حضرت خواجہ فقیر محمد '3۔ حضرت خواجہ دین محمد '4۔ حضرت خواجہ شاہ محمد '

مشہور و مقتدر خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

1۔ حضرت خواجہ اللہ نور ' (خٹک) 2۔ حضرت خواجہ عجب نور للہ (خٹک) '3۔ حضرت خواجہ حاجی نامدار شاہ ' (تھیال) '4۔ حضرت خواجہ مرتضی شاہ ' (رترہ) '5۔ حضرت خواجہ خان عالم ' (باؤلی گجرات) '6۔ حضرت خواجہ سید چمن شاہ ' (آلو مہار سیالکوٹ) '7۔ حضرت خواجہ حبیب اللہ شاہ ' (رندولی) '8۔ حضرت خواجہ محمد شریف ' (فتح جنگ) 9۔ حضرت خواجہ ملا محمد نصیر ' (ملک مالہ) '10۔ حضرت پیر حافظ خواجہ الدین ' (راجو والہ) '11۔ حضرت خواجہ صاحبزادہ محمد بخش ' (باؤلی) '12۔ حضرت خواجہ حافظ عبداللطیف (پشاور) '13۔ حضرت خواجہ سید حبیب اللہ شاہ سائیں ' (پونچھ) '14۔ حضرت خواجہ ملا مرید ' (بھٹو) '15۔ حضرت خواجہ ملا بشیر ' (بھٹو) '16۔ حضرت خواجہ ملا حسن علی ' (نکو) '17۔ حضرت خواجہ خدا بخش (بنے والا کشمیر) '18۔ حضرت خواجہ ملا بہادر ' (پنڈی گھیپ) '19۔ حضرت خواجہ حاجی سرخرو ' (رجویہ) '20۔ حضرت خواجہ میاں محمود ' (لالی والا) '21۔ حضرت خواجہ احمد میاں ' (کراچی) '22۔ حضرت خواجہ محمد عظیم ' (سوں والا) '23۔ حضرت خواجہ میاں محمود ' (پنوڑی والا) '24۔ حضرت خواجہ حاجی صاحب (ایلس) '25۔ حضرت خواجہ جان محمد ' (کنتھ) '26 حضرت خواجہ عبید اللہ ' (کوٹ چھچی)

خلفائے کرام کے علاقائی ناموں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ کے فیضان کرم سے کتنے دور افتادہ مقامات کو روحانی زندگی ملی۔ گوشہ نشینی کا یہ عالم ہے تو جلوہ افروزی کا کیا عالم ہوتا؟ گویا پشاور سے کراچی اور ادھر کشمیر تک کا وسیع علاقہ (موجودہ پورا پاکستان) آپ کے انوارات سے فیض یاب ہوا۔

marfat.com

مشہور خلفاء کرام

****

آپ کے معروف خلفاء عظام کے اسماء گرامی یہ ہیں ۔

1 ۔ حضرت پیر خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف ، گجرات

2 ۔ حضرت پیر سید غلام قادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ، کوٹلی سیداں

3 ۔ حضرت پیر سید ایزو بخش رحمۃ اللہ علیہ ، مسجد نیلا برج باغبانپورہ ، لاہور

4 ۔ امیر ملت حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ رحمت اللہ علیہ ، علی پور سیداں

5 ۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

6 ۔ حضرت پیر خواجہ مولانا محمد حسین رحمت اللہ علیہ پسرور ، ضلع سیالکوٹ

7 ۔ حضرت پیر غلام محمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب بادشاہی مسجد ، لاہور

8 ۔ حضرت مولانا حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ سابق خطیب مسجد عیدگاہ ، راولپنڈی

9 ۔ حضرت مولانا صوفی غلام نبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ چک قریشیاں نزد قلعہ سوبھا سنگھ سیالکوٹ

10 ۔ جناب پیر نواب علی رحمۃ اللہ علیہ

11 ۔ جناب راجہ شیر باز خاں رحمۃ اللہ علیہ

12 ۔ جناب حافظ جی جوڑی والے رحمۃ اللہ علیہ

اور قریبا سات سو دیگر خلفاء عظام

==

marfat.com

حضرت خواجہ پیر سید حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہ (المعروف کالی چادر والی سرکار)

****

کتاب تذکرہ مشائخ چورہ شریف از حافظ اعظم شہزاد کے مطابق آپ چورہ شریف میں پیدا ہوئے ۔ تاریخ ولادت ایک محتاط اندازے کے مطابق 1222 - 1223 ھجری بیان کی جاتی ہے ۔ ظاہری تعلیم آپ نے اپنے والد ماجد خواجہ احمد نبی سے حاصل کی اور سفر و حضر میں انہی کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی یہی وجہ تھی کہ اپنے والد ماجد کے سیرت و کردار کی آپ میں نمایاں جھلک نظر آتی تھی ۔

بیعت اپنے دادا جان حضرت خواجہ فقیر محمد سے ہوئے اور خرقہ خلافت اور اجازت بیعت اپنے والد گرامی القدر قبلہ سید احمد نبی سے حاصل کی اور اس طرح عام ولایت دو آتشہ ہو گیا تھا ۔

اپنے آباء و اجداد کی طرح مہمان نوازی آپ کی رگ رگ میں بھری ہوئی تھی ۔ سیادت اور تبلیغ اور خصوصی طریقہ سے علماء اور درویشوں کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے ۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا ۔ سادات علماء مشائخ کا بے حد احترام فرماتے ۔ بیوگان، یتامی اور غرباء مساکین کی خبر گیری کرتے ۔ سخاوت اور فیاضی آپ کی فطرت ثانیا تھی ۔

آپ کافی عرصہ مٹھن شریف نزدیک چونترہ شریف ریلوے اسٹیشن رہے ۔ اس کے بعد آپ لاہور اپنے والد ماجد کے مسند طریقت پر جلوہ فرما ہوئے اور زندگی کے آخری دم تک وہیں رہے ۔

وفات : آپ کا وصال 20 شعبان 1384ھ بمطابق 26 دسمبر 1964ء میں ہوا ۔ اور چورہ شریف میں دفن ہوئے

marfat.com

حضرت خواجہ سید احمد بی رحمۃ اللہ علیہ المعروف زلفاں والی سرکار

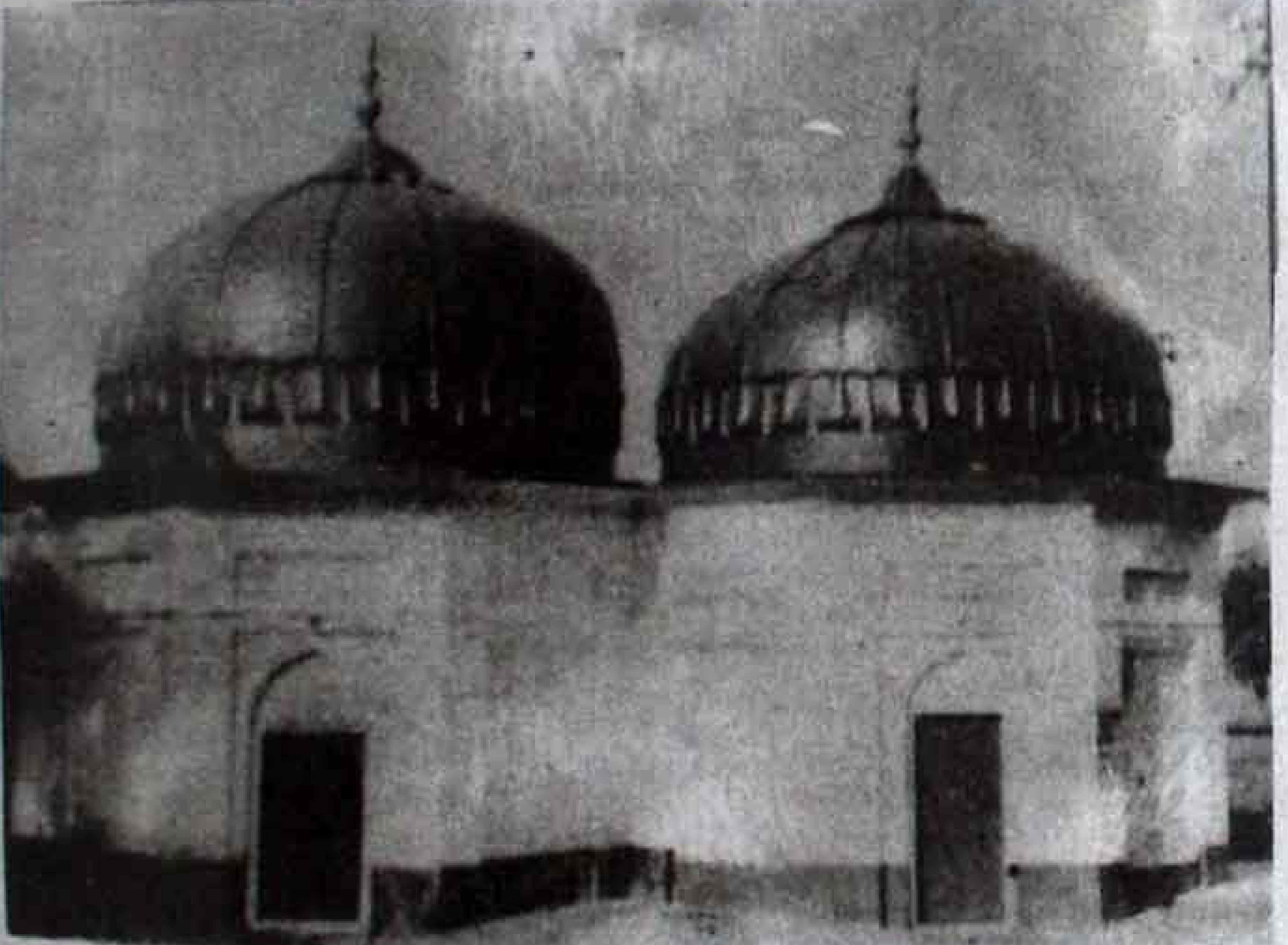

تاریخ ولادت: 1280ھ یا 1282ھ ہے اور آپ تیراہ شریف میں پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ سید احمد بیؒ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سوئم ہیں۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آثار ولایت بچپن میں ہی آپ کی جبین سعادت سے ہویدا تھے، چہرہ اقدس مطلع انوار اور مظہر تجلیات جلال و جمال تھا۔ روایت ہے کہ ولادت کے معا بعد آپ نے دودھ نوش نہ فرمایا۔ حضور قبلہ عالم خواجہ فقیر محمد علیہ الرحمۃ سے گزارش کی گئی کہ آپ کا فرزند ارجمند ماں کا دودھ پینے سے گریزاں ہے۔ خواجہ صاحب نے تبسم آمیز لہجہ میں فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب اپنا حصہ طلب کر رہے ہیں۔ آپ تشریف لائے، فرزند ارجمند کو سینہ سے لگایا اور طریقت نقشبندیہ کے تمام مراحل چشم زدن میں طے کروا دیئے۔ حضرت زلفاں والی سرکار نے اسی وقت دودھ پینا شروع کر دیا۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ آپ نے رشد وہدایت کی شمعیں روشن کیں۔

یہ آفتاب ولایت کائنات روحانیات میں ضیاپاشیاں کرتے ہوئے بالآخر لاہور ہی میں روپوش ہو گیا۔ آپ پانچ شوال 1345ھ بروز جمعۃ المبارک خلد آشیاں ہوئے لاہور میں آپ کے وصال کی خبریں پھیلی کہ خلق خدا لاکھوں کی تعداد میں امڈ آئی۔ استاذ المحدثین حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھوں سے غسل دے کر کفن زیب تن کیا، خود نماز جنازہ پڑھائی اور اعلان کیا کہ آج چشم ظاہر سے دیکھ لیا ہے کہ اولیاء کس طرح زندہ ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ جو حیات اولیاء کا مشاہدہ کرنا چاہے آگے آئے اور دیکھے کہ حضرت

marfat.com

کا دل مبارک اب بھی بدستور حرکت کر رہا ہے اور ذکر میں مشغول ہے ۔
پھر اعلان فرمایا کہ آج تک میری نظر نے اتنا بڑا جنازہ کبھی نہیں دیکھا ۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت پیر حیدر شاہ رحمۃ اللہ کی خواہش پر آپ کے جسد اطہر کو بذریعہ ریل گاڑی چورہ شریف لایا گیا ۔ یہاں حضرت پیر لاثانی نے دوسری بار نماز جنازہ پڑھائی ۔ اور چورہ شریف میں ہی سپرد خاک کر دیا گیا ۔

حضرت خواجہ پیر سید محمد فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

****

آپ کی ولادت چورہ شریف میں ہوئی ۔
بیعت خلافت اور اجازت بیعت اپنے والد گرامی القدر حضرت پیر سید حیدر شاہ سے حاصل کی ۔ آپ کی روحانی تربیت میں آپ کے ماموں حضرت خواجہ پیر مستوار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ حصہ ہے ۔
والد گرامی کی وفات کے بعد 1964ء میں مسند رشد و ہدایت پر لاہور وسن پورہ میں متمکن ہوئے اور زندگی کا آخری حصہ یہاں ہی گزارا ۔

وفات : آپ کی وفات 19 مئی 1969ء میں ہوئی ۔ یعنی اپنے والد گرامی کے بعد صرف پانچ سال کا قلیل عرصہ ہی زندگی نے وفا کی ۔ اناللہ و انا الیہ راجعون چورہ شریف میں آپ اپنے آباء و اجداد کے متصل مدفون ہوئے

marfat.com

دریائے سندھ المعروف (انڈس)

اباسین (دریاؤں کا باپ)

****

دریائے سندھ جسے مقامی زبان میں اباسین (دریاؤں کا باپ) کہا جاتا ہے ۔ کوہستان اور ہزارہ کی پہاڑی منزلیں طے کرتا ہوا وادی چھچھ میں ایک قوس کی شکل میں بہتا ہوا اٹک کی پہاڑیوں میں نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے ۔ اباسین نہ صرف ایک دریا کا نام ہے بلکہ یہ دنیا کی ایک عظیم تہذیب ، ایک عظیم ملک بلکہ پورے برصغیر کا نام ہے ۔

برصغیر پاک و ہند میں چھوٹے بڑے دریاؤں کی کمی نہیں لیکن جو اہمیت اور تقدس اباسین کو حاصل ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی جس طرح دریائے نیل کی مصری تہذیب ، فرات کی سمیری تہذیب آشکارا ہوئیں ۔ اباسین بھی اپنے ہمعصروں سے کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں اور وادی سندھ کی تہذیب البتہ ان سے دو گام آگے ہے ۔ جو تیزی و تندی اباسین اپنے اندر رکھتا ہے نہ دجلہ و فرات میں ہے اور نہ ہی دریائے نیل میں ۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اباسین (دریاؤں کا باپ) کا اعزاز حاصل کیا ہے ۔

اباسین مختلف علاقوں میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے ۔ اسے دریائے سندھ بھی کہا جاتا ہے ۔ مہران اور نیلاب بھی ۔ انتہائی شمال میں اسے سنکار اور سیلاس بھی کہا جاتا ہے ۔ بعض لوگ اسے تبت کا دریا کہتے ہیں ۔ تبت میں اسے شیر ببر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ بیرن ہیگل کے بیان کے مطابق اسے بالائی علاقہ میں جو، سیچو اور سنکتی بھی کہتے ہیں ۔ یونانیوں نے اسے سندوس کہہ کر پکارا جو بعد ازاں لاطینی تلفظ سے سندس اور انگریزی میں انڈس (INDUS) بن گیا ۔ آریاؤں نے اس کی تند و تیز موجوں کی وجہ سے اسے سندھو کا نام دیا تھا ۔ جس کے معنی سرکش گھوڑے کے ہیں ۔ رگ وید جو ایک قدیم کتاب ہے اس میں اسے زرفشاں کا نام دیا گیا ہے ۔ کیوں کہ یہ اپنے ساتھ پہاڑی دروں سے سونے کے ذرات بھی لاتا ہے ۔

پشتو زبان میں چھوٹے دریا کو توی اور اور فرانسیسی زبان میں " دوئی " پکارا جاتا ہے ۔ فاضل میک کرندلے دریائے سندھ کے معنی قاسم ، محافظ اور ناصر کرتا ہے ۔ کیونکہ یہ دشمنوں اور وحشی جانوروں کے حملوں سے آبادیوں کا بچاؤ کرتا ہے ۔ مشہور مستشرق ماکس ملر کا کہنا ہے کہ اس دریا کا اصلی نام سندھو ہے ۔ جسے ایرانیوں نے حسب عادت ہندو بنا دیا جو یونانی میں انڈس اور انگریزی میں انڈیا اس پورے ملک کے لئے پکارا جانے لگا ۔ اکبری دور میں اسے سند ساگر کہا جاتا تھا ۔ دریائے سندھ کا منبع سطح سمندر سے تقریباً سترہ ہزار فٹ کی بلندی پر مغربی تبت کے کیدش کے پہاڑوں میں واقع ہے ۔ سرحد اور پنجاب کے پانچ دریاؤں کے ساتھ مل جاتا ہے ۔ جبکہ وہاں سے بہتا ہوا کشمور کے مقام پر صوبہ سندھ میں داخل ہوتا ہے ۔ جہاں سے پوری رفتار سے چلتے چلتے کراچی کے قریب بحیرہ عرب میں جا گرتا ہے ۔ آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کی خاطر دریائے سندھ پر متعدد بند باندھے گئے ہیں جو تربیلہ ڈیم ، تونسہ بیراج ، گدو بیراج ، جناح بیراج ، سکھر بیراج اور غلام محمد بیراج کے نام سے مشہور ہیں ۔ جن کی وجہ سے بڑے بڑے ریگستانوں کو گلستانوں میں تبدیل کیا گیا ۔ پاکستان میں اباسین کی کل لمبائی اندازاً اٹھارہ

marfat.com

ہوتی ہے۔ اٹک سے کراچی تک لمبائی چودہ سو میل ہے۔

وہ دریا جو کہ چالیس کے قریب ہیں دریائے سندھ میں شامل ہوتے ہیں۔ میگا ستھنیز کا کہنا ہے کہ ایشیا و یورپ کا کوئی بھی دریا اس دریا کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کا ایک رقیب دریائے گنگا ہے لیکن اباسین نے گنگا سے بھی سبقت لے لی کیونکہ اس کے ساتھ ایک بہت بڑی سرزمین سندھ کا نام وابستہ ہے۔ جبکہ گنگا بیچارہ اس خوبی سے محروم ہے۔ وادی چھچھ میں بعض مقامات پر جزیرے بناتا ہے ایک میل کی چوڑائی اختیار کر لیتا ہے۔ اٹک کے مقام پر دریائے کابل سے بغل گیر ہو کر کچھ سکڑ جاتا ہے۔ اٹک سے نیچے باغ نیلاب کے مقام پر ایک بڑی جھیل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے بعد سکڑ کر ایک مقام پر اس کی چوڑائی صرف ساٹھ فٹ رہ جاتی ہے۔

اباسین یا وادی سندھ کی تہذیب جو اپنے دور کی نہایت ترقی یافتہ تہذیب تھی۔ پانچ لاکھ مربع میل کے علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ ہڑپہ اور موہنجو دڑو اس کے صدر مقام تھے۔ یہ سلطنت بحیرہ عرب کے ساحل سے شمال کی جانب سات سو میل کی لمبائی تک پھیلی ہوئی تھی۔

پرانے زمانے میں جبکہ ذرائع آمدورفت مفقود تھے اباسین ہی کے ذریعے تجارتی سامان شمالی علاقوں سے جنوب کی طرف بھیجا جایا کرتا تھا۔ بعض جگہوں پر آج بھی اس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

اکثر مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ ہڑپہ اور موہنجو دڑو کی بڑی بڑی بستیاں دریائے سندھ میں شدید طغیانی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں۔ تقریباً ایسے ستر قدیم شہروں کی نشاندہی ہو چکی ہے جو دریائے سندھ کی ایک ہزار میل لمبی اور تین صد میل چوڑی پٹی میں آباد تھے۔ قلعہ اٹک کے پاس دریا کی اوسط گہرائی 42 فٹ ہے۔ راولپنڈی ضلع کے گزیٹیر 94-1893ء کے مطابق سردیوں میں قلعہ اٹک کے قریب دریا کی گہرائی 17 فٹ اور گرمیوں میں 50 فٹ رہتی ہے۔

اباسین تقریباً پانچ لاکھ مربع میل پہاڑی علاقے کی برف و باراں سے دریائی شکل اختیار کرتا ہے جو وہاں سات مہینے تک برستے رہتے ہیں۔ پھر سورج کی تمازت سے یہ برف پگھل پگھل کر اسے ایک مست گھوڑے یعنی سندھو کی شکل دے دیتی ہے۔

" تاریخ پشاور " کے مصنف کے بیان کے مطابق ہندو دریائے سندھ کو ایک تیرتھ سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ 1955ء بکرمی تک دریائے گنگا کی پاکیزگی اور برکات جدا ہو کر اس دریا میں آجائے گی۔ اس لئے اس میں نہانے سے انسان گناہ سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ یکم بیساکھ کو ہندو یہاں میلہ منانے آتے تھے۔ اکثر ہندو دریائے سندھ سے پار جانا گناہ سمجھتے تھے۔

====

marfat.com

دریائے سندھ اور دریائے کابل کا ملاپ

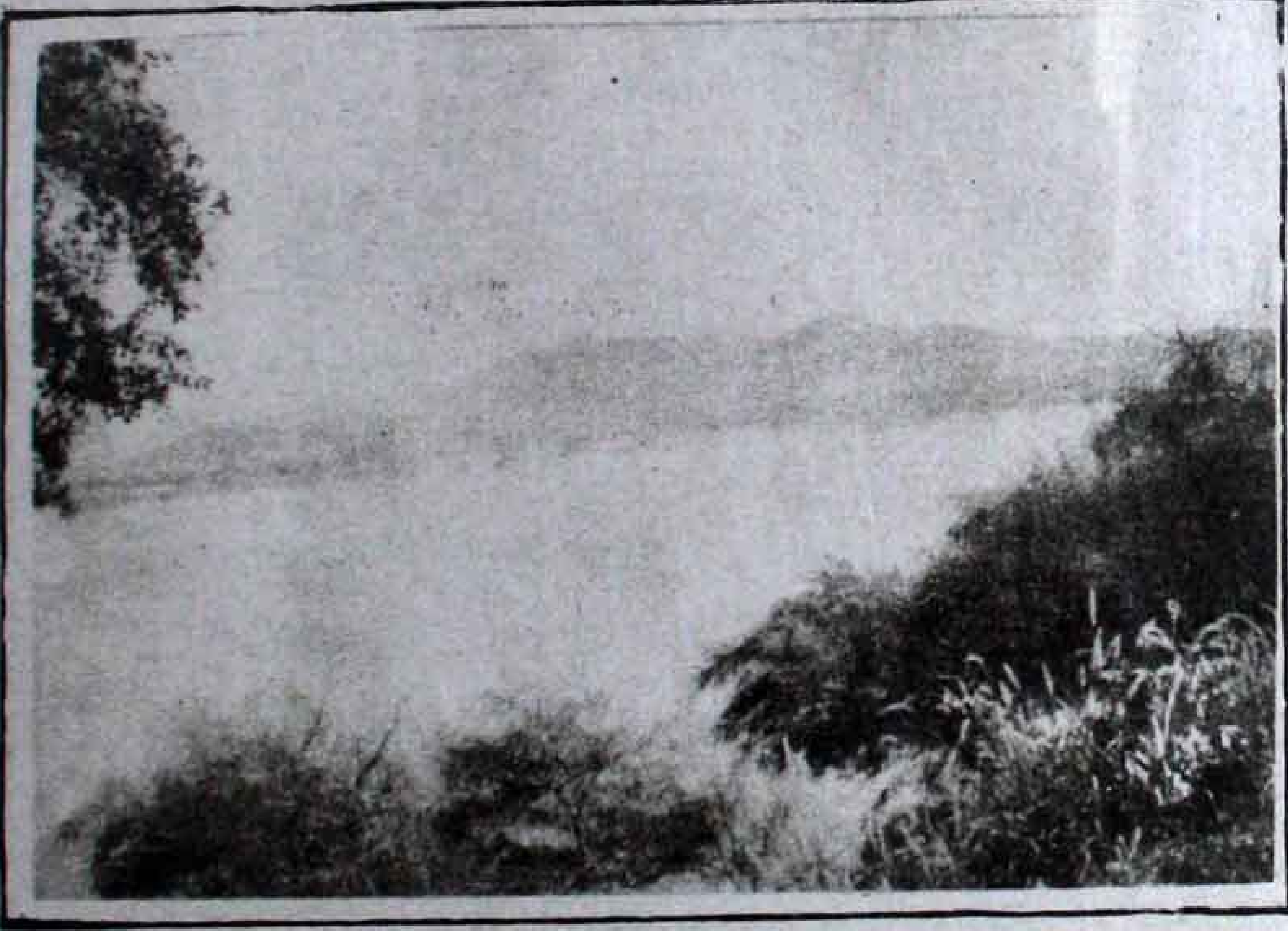

اٹک کے پل کو عبور کرنے کے بعد دریائے کابل جی ٹی روڈ کے شمال کی سمت بہتا ہے۔ جس مقام پر ان دونوں دریاؤں کا ملاپ ہوتا ہے۔ دور سے ہی دریائے سندھ کا نیلگوں پانی اور دریائے کابل کا سرخی مائل پانی نظر آتا ہے۔ دریائے کابل کا پانی کافی فاصلے تک دریائے سندھ میں سرخی مائل نظر آتا ہے اور پانی کی یہ لہر دور تک سرخی مائل ہی نظر آتی ہے۔ جبکہ دریائے سندھ کا پانی نیلگوں نظر آتا ہے۔ دریائے سندھ کو مقامی زبان میں اباسین کہتے ہیں۔ یعنی دریاؤں کا بادشاہ، دریائے سندھ کوہستان ہزارہ سے ہوتا ہوا اٹک میں داخل ہوتا ہے۔ اس دریا کے ساتھ کئی تہذیبیں وابستہ ہیں۔ دریائے سندھ (اباسین) مختلف علاقوں میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اسے کنکار اوکلیاش تبت کا دریا بھی کہتے ہیں۔ یونانیوں نے اسے سندوس کہہ کر پکارا جو بعد ازاں سندس اور انگریزی میں انڈس بن گیا۔ آریاؤں نے اس دریا کو سندھو کا نام دیا۔ رگوید جو ایک قدیم کتاب ہے۔ اس میں اسے زرخشاں کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس دریا کی ریت میں سونا پایا جاتا ہے۔ مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں اسے سند ساگر کہا جاتا تھا۔ دریائے سندھ سطح سمندر سے تقریباً 17 ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ پنجاب میں دریائے سندھ پانچ دریاؤں سے آکر مل جاتا ہے۔ کشمیر کے مقام پر صوبہ سندھ میں داخل ہوتا ہے اور آخر کار بحیرہ عرب میں جا گرتا ہے۔ آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کے لئے اس دریا پر کئی بند باندھے گئے ہیں۔ ان میں تربیلا ڈیم، تونسہ بیراج، گڈو بیراج، جناح بیراج، سکھر بیراج اور غلام محمد بیراج کے نام مشہور ہیں۔ اس دریا کی کل لمبائی 1800 میل کے لگ بھگ ہے۔ برصغیر میں دریائے سندھ اور دریائے گنگا بڑے بڑے دریا ہیں لیکن تاریخ میں جو اہمیت دریائے سندھ (اباسین) کو حاصل ہے وہ کسی اور دریا کو نہیں اٹک کے مقام پر یہ دریا کم چوڑا ہے لیکن میدانی

marfat.com

علاقوں میں جا کر اس کی چوڑائی بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ پہلے وقتوں میں جب ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھے تو اس دریا کے ذریعے سے شمالی علاقوں سے جنوبی علاقوں میں سامان تجارت بھیجا جاتا تھا۔ راولپنڈی گزیٹر 1894ء، 1893ء کے مطابق سردیوں میں اٹک کے قریب دریا کی گہرائی 17 فٹ اور گرمیوں میں 50 فٹ رہتی ہے۔ ہندو دریائے سندھ کو جانتے ہیں اور ان کے مطابق اس دریا میں نہانے سے انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور قیام پاکستان سے قبل اس کے کنارے بیساکھی کے میلے منعقد ہوا کرتے تھے۔ ایک اندازے کے مطابق پہاڑی اور میدانی علاقوں کے دریا جو دریائے سندھ (اباسین) میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد 40 کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ اکثر تاریخ دان اس بات پر متفق ہیں کہ ہڑپہ اور موہنجو داڑو کی بڑی بڑی بستیاں دریائے سندھ میں شدید طغیانی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں اور ایسے لاتعداد قدیم شہر اس دریا کی طغیانی اور سیلاب کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔

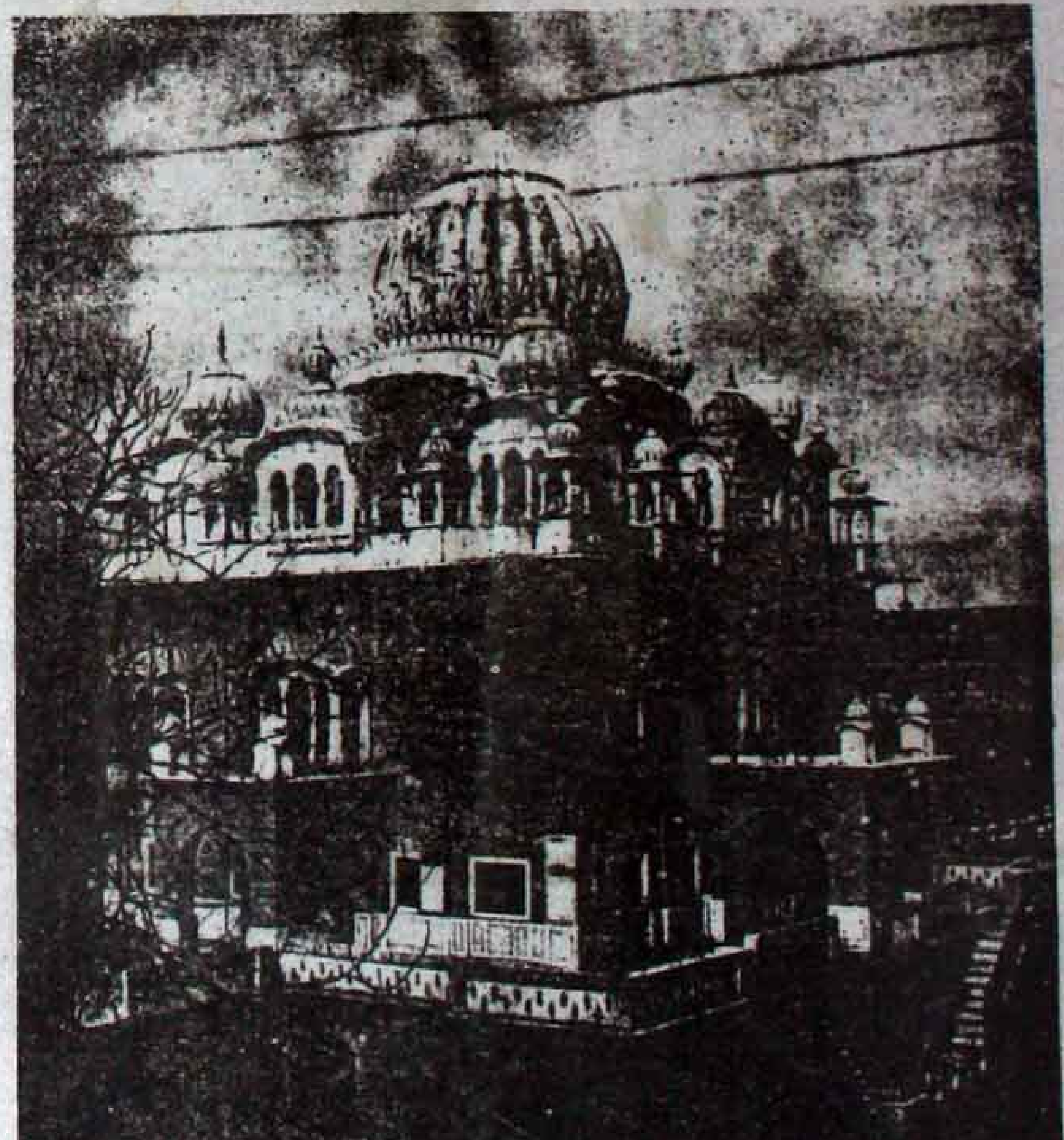

ہری پر مندر ۔ [illegible] دروازہ [illegible] صاحب

marfat.com

بابا ولی قندھاری کی بیٹھک

اور گردوارہ پنجہ صاحب

marfat.com

راولپنڈی سے 28 میل کے فاصلہ پر ایک تاریخی قدیمی بستی حسن ابدال پشاور کے کنارے واقع ہے۔ میٹھے پانی کے چشموں کی اس سرزمین پر کئی انسانی تہذیبوں نے فروغ پایا یہاں انسانی آبادیاں آباد ہوئیں اور وقت آنے پر مٹتی گئیں۔ لیکن ان تہذیبوں کے آثار حسن ابدال کے گردونواح میں آج بھی پائے جاتے ہیں۔ ان تہذیبوں کے آثار حسن ابدال کے قریب ٹیکسلا سے جاملتے ہیں کیونکہ ٹیکسلا کے کھنڈرات حسن ابدال سے جنوب مشرق تقریباً 12 میل کے فاصلے پر ہیں۔

حسن ابدال شہر ایک درویش ولی اللہ بابا ولی قندھاری کی بیٹھک سکھوں کی عبادت گاہ گردوارہ پنجہ صاحب اور لالہ رخ کا مقبرہ اور چشموں کی وجہ سے مشہور ہے۔ راولپنڈی سے پشاور روڈ پر چند کلو میٹر کے فاصلہ پر تاریخی قدیمی شہر ٹیکسلا کی حدود میں داخل ہوتے ہی دکانوں پر سجی پرانی مورتیاں دلکش سجاوٹ کا سامان پتھر کے بنے ہوئے چند برتن دیکھ کر انسان کا دھیان ماضی کی طرف چلا جاتا ہے۔ ٹیکسلا میں سجاوٹ کا سامان دکانوں میں سجا نظر آتا ہے۔ یہ سلسلہ ٹیکسلا کے کھنڈرات اور عجائب گھر تک چلا جاتا ہے۔ حسن ابدال چشموں کے علاوہ تین اطراف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ چشموں کی وجہ سے یہ وادی سرسبز اور شاداب ہے۔ شہر کے عین وسط میں سکھوں کی مشہور عبادت گاہ پنجہ صاحب کے جانب مشرق ایک پہاڑی پر حضرت باب ولی قندھاری کی بیٹھک پر حاضری دینے والوں کی لمبی قطاریں نظر آتی ہیں۔ جمعرات جمعہ کو بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ سڑک سے لے کر پہاڑ کی چوٹی تک تقریباً ایک میل راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ یہ پہاڑ خشک سنگلاخ چٹان کی مانند ہے۔ سارا راستہ نوکیلے پتھروں پر مشتمل ہے کہیں کہیں نرم و ملائم پتھر بھی ہیں۔ جہاں پھسلن کا خدشہ ہوتا ہے۔ راستہ میں سوائے ایک دو درختوں کے کہیں سایہ نہیں۔ نصف راستہ میں زائرین نے پانی کا اہتمام کر رکھا ہے۔ یہاں کھانے پینے کی دکان بھی ہے اور سایہ دار درخت بھی ہیں۔ حضرت بابا ولی قندھاری کی بیٹھک عین پہاڑی کی چوٹی پر ہے۔ بیٹھک کے باہر چند دکانیں ہیں۔ درجنوں سیڑھیوں سے گزر کر صحن میں داخل ہوتے ہیں۔ دائیں ہاتھ گنبد نما کمرہ میں بابا ولی قندھاری کی بیٹھک ہے۔ اس کمرہ کے جانب شمال مغرب دو دروازے ہیں۔ صحن میں ایک قبر ہے۔ دو چراغ دان ہیں ایک چراغ دان میں دن رات مٹی کا دیا جلتا رہتا ہے دوسرا چراغ دوران جانب مغرب دیوار میں بنایا گیا ہے۔ یہاں مٹی کا دیا اور دھات کا بنا ہوا دیا موجود رہتا ہے۔ بیٹھک کی دیوار پر سنگ مرمر کی تختی پر ملک بشیر احمد اعوان اسسٹنٹ کمشنر اٹک کی جانب سے یہ عبارت تحریر ہے کہ بابا ولی قندھاری کہتے ہیں بابا ولی قندھاری کی بیٹھک میں کسی زمانہ میں ایک چراغ روشن ہوا کرتا تھا جس میں سوا سیر سرسوں کا تیل اور سوا پاؤ روئی کی بتی ڈال دی جاتی تھی تیز آندھی یا بارش میں بھی یہ چراغ نہ بجھتا تھا۔ میں سوچتا ہوں کہ کیا یہ چراغ انہی چراغوں کی باقیات میں سے تھا جو صدیوں سے یہ اللہ والے اسے بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے روشن کرتے چلے آتے ہیں۔ وہ چراغ تو آج بھی شاید روشن ہوں کہیں ہمارے اندر کی آنکھ نہ بجھ گئی ہو۔ یہ بلند و بالا پہاڑ جہاں آپ اس وقت موجود ہیں، اس کے نواح سے لے کر مارگلہ کی پہاڑیوں تک آج سے تقریباً 5 ہزار سال قبل بھی انسان آباد تھا۔ مختلف ادوار میں گیارہ انسانی تہذیبوں نے یہاں فروغ پایا۔ حضرت بابا حسن ابدال جس کا نام حسن اور صوفیانہ مرتبہ کے اعتبار سے ابدال تھے، ان کی نسبت سے اس قصبے کا نام حسن ابدال پڑا۔ یہ پہاڑی چوٹی بابا حسن ابدال کی بیٹھک تھی۔ اسے بیٹھک بابا ولی قندھاری کہا جاتا ہے۔ یہ سطح سمندر سے 2344 فٹ اور جی ٹی روڈ سے 950 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس کا فاصلہ تقریباً سوا کلو میٹر بنتا ہے۔ اس چوٹی سے جانب مغرب جہاں آج نک دانز ورکس کی ٹینکی

marfat.com

بتائی گئی ہے، بابا قندھاری کا تخت واقع تھا جسے تخت ابدال کہتے ہیں جہاں آپ لوگوں کو شرف ملاقات سے نوازا کرتے تھے ۔ تخت حسن ابدال کے بارے میں روایت ہے کہ راست و دروغ بر گردن راوی کہ یہاں پانی کا چشمہ ابلتا تھا نیچے بے آب و گیاہ پہاڑی علاقہ تھا۔ بابا گرونانک مہاراج حضور کے مرید کو پیاس لگی تو انہوں نے اسے بابا قندھاری کے پاس پانی کے لئے بھیجا۔ بابا ولی قندھاری نے کہلا بھیجا کہ تمہارا گرونانک بہت بڑا ولی اللہ ہے اسے کہو کہ وہ خود پانی کا چشمہ جاری کرے۔ بابا نانک نے دوبارہ سہ بار مرید کو واپس بابا قندھاری کے پاس بھیجا۔ اس کشمکش میں تنازعہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ بابا نانک مہاراج نے تخت ابدال کے پانی کا چشمہ کرامت سے اپنے پاس نیچے کھینچ لیا۔ بابا قندھاری نے غصہ میں ان کی طرف پتھر کی چٹان لڑھکا دی۔ جو بابا نانک نے اپنے دائیں ہاتھ سے روک لی جس پر ان کے ہاتھ کا نشان ثبت ہو گیا۔ سکھ عقیدت کے مطابق اس حوالے سے اس مقام کا نام پنجہ صاحب مشہور ہوا۔ ارد گرد کے ہاتھ کا عکس محفوظ کر لیا گیا۔ اس پتھر کے نیچے صدیاں گزریں پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ یہاں سکھوں نے خوبصورت گردوارہ پنجہ صاحب تعمیر کیا جو ان کے نزدیک متبرک مقام ہے اور عام آدمی کے لئے جاذب نظر عمارت ہے۔ روایت کے مطابق بابا نانک بابا قندھاری میں صلح ہو گئی بابا نانک نے احترام اور عقیدت کی بناء پر اپنے پیروکاروں کے لئے لازم قرار دیا کہ جو بھی پنجہ صاحب آئے وہ بابا قندھاری کی بیٹھک پر ضرور حاضری دے۔ تقریباً 600 سال کے بعد وہ پانی جو بابا نانک نے روحانی قوت سے نیچے کھینچ لیا تھا، اب بابا قندھاری کے پیروکاروں نے اس پانی کو مئی 1980ء میں برقی قوت کی کرامت سے تخت حسن ابدال پر واٹر ورکس کی ٹینکی تعمیر کر کے واپس لوٹا دیا ہے اور یوں پرانا قرضہ چکا دیا۔ اس پانی سے خلق خدا فیض یاب ہو رہی ہے۔ بابا قندھاری حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے ہیں۔ سلسلہ طریقت میں حضرت خواجہ حسن بصری سے وابستگی تھی۔ شاہ عبداللطیف بری امام آپ کے مریدین میں سے تھے۔ بابا ولی قندھاری صاحب سجود و سلوک ولی اللہ تھے۔ آپ کی زندگی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا عملی نمونہ تھی۔ وہ عاشق رسولؐ تھے۔ آپ کے نام سے ایران پاکستان افغانستان میں تین خوبصورت بستیاں آباد ہیں۔ ایران کے ضلع بیجان میں ایک بستی کا نام بابا ولی اور ضلع رنگجان میں ایک گاؤں کے کا نام حسن ابدال ہے۔ افغانستان میں جس بستی میں قیام کیا اس کا نام بھی حسن ابدال ہے جس کوہ کے دامن میں بابا کا دربار واقع ہے اس کی چوٹی پر بھی ایک گنبد بنا ہوا ہے۔ جو فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ یہ تینوں مقامات اپنے قدرتی حسن مرغزاروں چشموں کی وجہ سے بے حد دلفریب ہیں۔ یہ جملہ مناظر بابا ولی کے حسن فطرت کے لگاؤ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ملک بشیر احمد اعوان اے سی اٹک 1.4.92 تاریخ حسن ابدال از منظور الحق صدیقی حضرت بابا حسن ابدال کو قندھار میں بابا ولی اور دور دراز کے علاقوں میں بابا ولی قندھاری کہتے ہیں۔ 1809ء میں الفنسٹن حسن ابدال آیا وہ لکھتا ہے کہ حسن کا لقب ابدال تھا۔ یہ قندھار کے معروف ولی تھے۔ وہاں انہیں بابا ولی کہتے ہیں۔ 1835ء میں چارلس ہوگل حسن ابدال آیا۔ اس نے لکھا قندھار میں ان کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ وہاں انہیں بابا ولی کہتے ہیں۔ ضلع راولپنڈی کی رپورٹ بندوبست 1865ء میں قصبہ حسن ابدال کے ذکر میں آیا ہے کہ پہاڑی کے اوپر بابا ولی معروف بہ حسن ابدال کی درگاہ ہے۔ آئین اکبری کے انگریزی مترجم بلاخمن نے 1873ء میں قندھار کے قریب مدفون حضرت بابا حسن ابدال کے بارے میں لکھا ہے کہ پنجاب میں اٹک کے مشرق میں قصبہ حسن ابدال کا نام ان کے نام پر ہے۔ سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ نے اپنی تواریخ گورو

marfat.com

خالصہ میں ولی قندھاری کا نام حسن ابدال لکھا ہے۔ آریانا دائرۃالمعارف مطبوعہ کابل میں ہے کہ بابا حسن ابدال بابا ولی کے نام سے معروف ہیں۔ بابا ولی قندھاری کے مختلف علاقوں میں لاتعداد گدی نشین ہیں۔ بیساکھی کے موقع پر اور سکھوں کے دوسرے تہوار کے موقع پر جب وہ پنجہ صاحب آتے ہیں تو یہاں حاضری ضرور دیتے ہیں۔ عقیدت مند یہاں بکرے مرغے و دیگر نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔ بیٹھک محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ لیکن محکمہ نے یہاں زائرین کی سہولت کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔ عقیدت مند گھڑوں میں پانی یہاں لاتے ہیں۔ اوقاف والے یہاں پیش کرنے والی اشیاء زائرین میں تقسیم نہیں کرتے۔ بلکہ وہ دوبارہ باہر دکانوں میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ یوں نذرانہ کی اشیاء کی بار بار فروخت ہوتی رہتی ہے۔ زائرین کے لئے لنگر کا کوئی اہتمام نہیں اور بیٹھک تک آنے کے لئے کوئی سڑک نہیں یہاں زائرین کے لئے آرام گاہ پختہ سڑک یا راستہ پانی کی اشد ضرورت ہے۔ پہاڑی کے نیچے سکھوں کی عبادت گاہ پنجہ صاحب ہے جو ایک عالی شان قلعہ نما عمارت ہے جس کے چاروں طرف دو منزلہ رہائشی کمرے ہیں۔ عمارت کے وسط میں عبادت گاہ ہے۔ صاف شفاف پاک کمرے میں سفید سنگ مرمر شیشہ کے فریم میں سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کھلی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ ملحقہ کمرہ میں عبادت کا ساز و سامان رکھا جاتا ہے۔ گوردوارہ پنجہ صاحب کے باہر سارا سال جھنڈا لہراتا رہتا ہے۔ سال بعد اسے اتار لیا جاتا ہے۔ اس کے ٹکڑے کر کے تبرک سمجھتے ہوئے سکھ یاتری اسے محفوظ کر لیتے ہیں۔ جانب مشرق تالاب اور پنجہ صاحب کا وہ پتھر ہے جس پر گرونانک کے دائیں ہاتھ کا نشان ثبت ہے۔ چشمہ کا پانی اس پنجہ سے ہوتا ہوا تالاب میں شامل ہو جاتا ہے۔ حسن ابدال کے بڑے بڑے چشموں کا پانی ندیوں کی شکل میں گوردوارہ میں داخل ہوتا ہوا پھر عمارتوں کے نیچے سے بہتا ہوا باہر نکل جاتا ہے۔ گوردوارہ میں لگی ہوئی سنگ مرمر کی سفید اینٹ پر تعمیر میں معاونت کرنے والے کا نام پنجابی زبان میں تحریر ہے۔ یعنی سوا کرائی اپریل کے مہینے میں بیساکھی کا میلہ لگتا ہے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے یاتریوں کو ہر قسم کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ ہسپتال ڈاک خانہ پبلک کال آفس ریلوے ریزرویشن آفس نیشنل بینک کی شاخ کھول دی جاتی ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے سکھ یہاں حاضری دیتے ہیں اور بابا ولی قندھاری کی بیٹھک پر حاضری کے لئے جاتے ہیں۔ نہانے اور پنجہ صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑنے کے علاوہ تمام مذہبی رسوم ہری ہر مندر میں ادا کی جاتی ہیں۔ یہیں پر اکٹھ پاٹھ شروع ہوتا ہے۔ اکٹھ مسلسل کو کہتے ہیں پاٹھ گرنتھ صاحب پڑھنے والے کو کہتے ہیں۔ ایک گرنتھی بلند آواز گرنتھ پڑھتا ہے۔ تھکنے پر دوسرا آ جاتا ہے۔ پڑھائی کا یہ سلسلہ 48 گھنٹے میں ختم ہو جاتا ہے۔ ہر آنے والا گرنتھ صاحب کو سجدہ کرتا ہے۔ بچھے ہوئے کپڑوں میں کچھ ڈال کر سماعت کرتا ہے۔ تاریخ حسن ابدال از منظور الحق صدیقی صفحہ 158 کے مطابق یہ اکٹھ پاٹھ جاری رہتا ہے۔ اسی دوران ہر صبح آسا کی وار کا کیرتن ہوتا ہے۔ آسا راگ کو کہتے ہیں اور وار سے مراد رزمیہ کلام کا ایک حصہ گرنتھ صاحب ہمیشہ 1430 صفحات پر چھاپا جاتا ہے۔ اس میں کل 22 واریں ہیں جس میں ایک وار کا نام آسا ہے۔ ایک دوسری تقسیم کی رو سے گرنتھ صاحب کو اکیس راگوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ آسا کی وار کیرتن راگی کرتے ہیں رنگی جتھہ ہندوستان سے آتا ہے کچھ میراثی بھی کیرتن کرتے ہیں انہیں ربابی کہتے ہیں۔ یہ ربابی لاہور سے آتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو بھائی مردانہ کی نسل سے مذہباً مسلمان بتاتے ہیں۔ بھائی مردانہ بابا گرو نانک کے خدمت گزار تھے۔ حسن ابدال ان کے ہمراہ تھے۔ بابا ولی قندھاری سے وہی پانی مانگنے گئے تھے۔ کرتن ساز کے

marfat.com

ساتھ ہوتا ہے ۔ اس میں گرنتھ صاحب کا کوئی بند پڑھ کر قصہ چھیڑ دیا جاتا ہے ۔ اکٹھ پاٹھ کے خاتمہ کی دعا ہوتی ہے ۔ معزز مہمانوں کو سروپا دیتے ہیں ۔ حاضرین میں پرشاد چھوارے بتاشے گرنتھ صاحب کے پھول یا کڑاہ تقسیم کرتے ہیں ۔

اس پر رسوم کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ اس مذہب کے بانی بابا گرونانک ہیں ۔ تاریخ حسن ابدال از منظور الحق صدیقی کے مطابق گردوارہ پنجہ صاحب کی حدود میں پہاڑ سے ٹوٹی ہوئی ایک چٹان پڑی ہے اس بڑے پتھر کی غربی ناہموار عمودی سطح پر دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں اور ہتھیلی کا نشان کھلا ہوا ہے ۔ انگلیوں کا رخ اوپر کی طرف ہے ۔ سکھوں کی غالب اکثریت کا عقیدہ ہے کہ نزدیکی پہاڑی کی چوٹی سے ولی قندھاری نے ایک چٹان گرونانک جی پر پھینکی اسے انہوں نے ہاتھ سے روک لیا اور ان کا ہاتھ قدرے چٹان میں دھنس گیا ۔ اس عقیدے کی اس کے بارے میں سکھوں کی معتبر اور مستند کتابوں میں جو لکھا ہے ۔ گرونانک کے بارے میں کتاب تاریخ پنجاب از کنہیا لال ہندی میں تحریر ہے ۔

بابا گرونانک ایک فقیر صلح کل خدا دوست صاحب کشف و کرامت و بے طمع صاحب عبادت و ریاضت تھا ۔ ہر ایک شخص اور ہر ایک قوم کے ساتھ اس کی دلی محبت تھی ۔ مزاج اس کا تعصب مذہبی سے خالی تھا ۔ اخلاق اس کے بہت اچھے تھے ۔ غضب و قہر بدمزاجی تو خالق حقیقی نے اس کے جسم میں پیدا ہی نہیں کی تھیں ۔ محبت و رحم ، لطف و سخاوت کی اس کو عادت تھی ۔ طالب دنیا یا طالب خدا جو کوئی اس کے روبرو جاتا تا خالی نہ آتا ۔ سمت 1520 بکرمی مطابق 880ھ 1448ء میں بہ عہد سلطنت سلطان بہلول لودھی موضع تلونڈی رائے بھولا واقع دوآبہ چناب میں جواب ضلع شیخوپورہ ہے کالو کھتری بیدی کے گھر میں نانک پیدا ہوا ۔ اس کے بعد جو ایک بہن اس کی پیدا ہوئی اس کا نام نانکی رکھا گیا جو جے رام کھتری ساکن سلطان پورہ کے ساتھ منسوب ہوئی اور گرونانک کی شادی مولا کھتری بٹالہ کے رہنے والے کی لڑکی سے ہوئی ۔ خوردسالی کی عمر میں جب گرونانک ابھی چھ سات برس کا تھا کبھی گھر سے باہر نہ جاتا اور لڑکوں کے ساتھ نہ کھیلتا ہر ایک کام سے خدا کی یاد کو بہتر جانتا ۔ اکثر اوقات خاموش رہتا جب ماں باپ بلاتے تب بولتا ورنہ چپکے بیٹھا رہتا ۔ نانک کے اقرباء اور عزیزوں نے جب اس کا یہ حال دیکھا تو سب کو فکر ہوئی اور سب نے مل کر نانک کے باپ کو کہا کہ تیرے بیٹے کو جنوں کا مرض ہے طبیبوں سے اس کا علاج کرانا چاہئے ۔ کلوان کے کہنے سے ایک طبیب کے پاس گیا اور اس کو گھر بلایا ۔ طبیب نے جب نبض نانک کی دیکھی تو نانک ہنسا اور کلمات عارفانہ مولکات فقیرانہ زبان گوہر افشاں سے کہنے شروع کئے اور فرمایا کہ میرے جسم میں کوئی عارضی مرض و بیماری نہیں ہے ۔ جس کا تم علاج کرو گے اور عارضہ عشق حقیقی میری روح کو لاحق حال ہے ۔ اس کا علاج تم نہیں جانتے ۔ طبیب نے بابا نانک کے باپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تیرے بیٹے کو عشق حقیقی کی بیماری ہے ۔ اس کا علاج حکیم کے پاس نہیں چنانچہ بابا گرونانک کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا ۔ بابا گرونانک کئی کئی روز جنگلوں میں رہتے جب ماں باپ وہاں سے پکڑ کر لاتے تو وہ گھر کے ایک گوشے میں جا بیٹھتے ۔ جب کھانا پیش کیا جاتا دو ایک لقمے سے زیادہ نہ کھاتے ۔ جب آپ کی عمر 16 سال کی ہوئی تو والدین نے شادی کردی شاید وہ دنیا کی طرف راغب ہو جاتے کام کاج کے لئے بابا گرونانک کے بہنوئی جے رام جو دولت خان جاگیردار کے گھر ملازم تھا ، کے پاس روانہ کر دیا ۔ وہاں بھی آپ کی وہی کیفیت رہی ۔ جے رام کی سفارش پر آپ کو غلہ کے گودام میں ملازم کروا دیا گیا ۔ لیکن وہاں بھی آپ کا یہی حال تھا ۔ ہر دور سادھو سنت فقیر مفلس درویش لوگوں میں دال آٹا مفت تقسیم کر دیتے جس پر آپ کی شکایت نواب دولت خان کے پاس کی

marfat.com

گئی کہ نانک نے اجناس سرکاری سب فقیروں میں تقسیم کردی ہے۔ اس سے حساب لیا جائے کہ کس قدر نقصان ہوا ہے۔ یہ شکایت سن کر دولت خان غصے میں آگیا۔ اپنے اہلکار جے رام کو قید کر لیا۔ بابا نانک کو طلب کر کے حساب کتب کیا تو رقم اور جنس دوگنے پائے گئے۔ اس بات سے حاسد پریشان ہوئے جبکہ دولت خان نے رضامند ہو کر آپ کو خلعت بخشی اور جے رام کو قید سے نکال کر بدستور اسی عہدہ پر بحال کر دیا۔ بابا گرونانک نے یہی سلسلہ جاری رکھا لیکن جب حساب

کتاب کیا جاتا تو رقم جنس دوگنے پائے جاتے۔ اسی روز سے دولت خان نے بابا نانک کو اجازت عام دے دی کہ وہ جس قدر چاہے اپنے اختیار سے فقراء کو غلہ جنس تقسیم کرے۔ آئندہ کبھی حساب کتاب نہیں کیا جائے گا۔ لیکن آپ نے وہ نوکری چھوڑ دی اور کاروبار دنیاوی سے دلبرداشتہ ہو کر روئے زمین کی سیر کو نکل گئے۔ ہندوستان کے نزدیکی تیرتھوں کی سیر کر کے پھر کوہ ہمالیہ کے تمام ملکوں کو دیکھا عرب عجم دور دور کے ملکوں میں جا کر چوبیس سال کی عمر عزیز کے اس کام میں صرف کئے۔ اس کے بعد آپ نے دریائے راوی کے کنارے ڈیرہ نانک آباد کیا۔ سکونت اختیار کی لنگر کا سلسلہ جاری کیا، مابعد بابا نانک نے قصبہ کرتارپور کی بنیاد رکھی وہاں اکثر اوقات آپ کی سکونت رہتی۔ حسن ابدال میں بابا لالہ رخ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ یہاں چشموں کے پانی کو حوض میں جمع کر کے سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ صاف شفاف پانی میں مچھلیاں تیرتی نظر آتی ہیں۔ قریب مقبرہ پر ایک تختی آویزاں ہے۔ جس پر یہ عبارت تحریر ہے کہ یہ حوض اور مقبرہ تقریباً 1589ء میں خواجہ شمس الدین خوانی گورنر پنجاب متوفی 1599 نے اپنے لئے بنوایا تھا مگر یہاں دفن نہ ہو سکے خواجہ کی بجائے مسیح الدین ابوالفتح گیلانی متوفی 1599 اور ان کے بھائی حکیم ہمایوں المعروف حکیم حمام متوفی 1595 شہنشاہ اکبر کے حکم سے یہاں دفن ہوئے۔ حکیم بھائی اکبر کے دور کے با اثر امراء میں سے تھے۔ یہ مقبرہ خستہ حالی میں ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ یہیں پر لالہ رخ کا مقبرہ ہے۔ چار دیواری اور چاروں کونوں پر برج ہیں وسط میں قبر نما چبوترہ ہے۔ یہاں خوشنما درخت ہیں اس باغ میں ولی قندھاری کی زیر زمین وہ کمرہ بھی ہے جہاں آپ نے چلہ کشی کی۔ باغ لالہ رخ خوبصورت مقام ہے۔ حسن ابدال بالخصوص گردوارہ پنجہ صاحب کے چشموں کے پانی میں یہ خوبی ہے کہ یہ پانی انسانی صحت کے لئے بہترین ہے۔ معدہ کے امراض بالخصوص گیس کے لئے اکسیر ہے۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال کو یہیں سے پانی کی سپلائی دی گئی ہے۔ بابا ولی قندھاری کی بیٹھک تک پختہ راستہ تعمیر کیا جائے اور وہاں لنگر کا اہتمام کیا جائے۔ زائرین کے لئے رہائش گاہ تعمیر کی جائے۔

marfat.com

سکھ مت

چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں اسلام اور ہندو دھرم کے اختلاط سے جن چند نئی مذہبی تحریکوں نے جنم لیا، ان میں ایک سکھ مت ہے۔ سکھ مت کے بانی گورو نانک ۱۴۴۹ء میں پنجاب میں پیدا ہوئے۔ وہ اہل ملک کے اتحاد کے علمبردار تھے۔ ان کی تعلیم میں توحید کے عقیدے پر بہت زور دیا گیا ہے ان کے نزدیک انسان صرف پرہیزگاری کے ذریعے سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ وہ مذہب کے ظاہری رسوم کے قائل نہیں تھے۔ اور ذات پات کے طریقے اور بت پرستی کے مخالف تھے۔ ان کے پیرو سکھ کہلائے۔ گورو نانک کا مقصد کوئی سیاسی جماعت قائم کرنا نہ تھا۔ ان کے جانشین نو گرو ہوئے۔ جن کے زمانے میں کچھ تو ان میں سے بعض کے شخصی اثر سے اور کچھ سیاسی واقعات کی وجہ سے، سکھ مت نے ایک سیاسی جماعت کی صورت اختیار کر لی۔ پہلے سات سکھ گرووں کے تعلقات مغل فرمانرواوں سے بڑے خوش گوار رہے۔ البتہ آٹھویں گرو تیغ بہادر نے شاہی مقبوضات پر حملے شروع کر دیے اور گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔ آخری گرو گوبند سنگھ نے گدی پر بیٹھ کر ۱۶۹۵ء تک امن کی زندگی بسر کی اور اس عرصہ میں سکھ جماعت کی اصلاح و تنظیم کا کام جاری رہا سکھ مت میں "خالصہ" جماعت قائم کی۔ اس کی تعلیم کے پانچ اصول یہ ہیں۔ ایک خدا کی پرستش کرنا۔ گرو نانک اور دوسرے گرووں کی تعظیم کرنا۔ آدی گرنتھ کو اپنی کتاب ماننا، ایک خاص طریقہ سے ایک دوسرے کو سلام کرنا۔ ہر سکھ کے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وہ کنگھی، کڑا، چاقو اور تلوار رکھے۔ اپنے بال نہ کٹوائے اور "کچھ" یعنی جانگھیا پہنے۔ ان کے حکم سے سکھوں نے لفظ "سنگھ" کو جس کے معنی شیر کے ہیں۔ اپنے نام کا جزو بنا لیا۔ ان ذریعوں سے گورو گوبند سنگھ نے سکھوں کو ایک منظم فوجی جماعت بنا دیا۔ جنہوں نے مغلوں کے زوال اور نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے آغاز میں ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں میں ایک سکھ ریاست قائم کر لی۔ جسے انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں ختم کر دیا۔ اس کے بیشتر گوردوارے پاکستان میں ہیں۔ جیسے ننکانہ صاحب اور پنجہ صاحب (حسن ابدال)

marfat.com

بیساکھی

بیساکھی کا تہوار زیادہ تر برصغیر پاک وہند کے ان حصوں میں منایا جاتا ہے۔ جن کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ اور جہاں آبادی کی اکثریت ہندو مذہب کی ہے۔ بکرمی سال کا پہلا مہینہ بیساکھی کا ہے۔ اور اس مہینہ میں فصلوں کی بہار اپنے پورے جوبن پر ہوتی ہے۔ اس لیے ہندو اور سکھ یکم بیساکھ کو جو بکرمی سمت کا نو روز بھی ہے عید کی صورت میں مناتے ہیں۔ پنجاب اپنی زرخیزی اور شادابی کی وجہ سے بیساکھی کے تہوار میں پیش پیش رہا ہے۔ پاکستان میں ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ بیساکھی کے میلے کی وجہ سے اب بھی بڑی شہرت رکھتا ہے اطراف وجوانب سے ہزاروں لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں اور دو دن تک بڑا ہنگامہ رہتا ہے۔ مویشیوں کی منڈی لگتی ہے۔ اور اس کی کشش دور دور سے لوگوں کو اس اجتماع میں کھینچ لاتی ہے ایمن آباد کے علاوہ کئی دوسرے مقامات پر بھی بیساکھی کے موقعہ پر مال مویشی کی منڈی لگتی ہے۔ اور ان کی خرید و فروخت بڑے پیمانے پر ہوتی ہے۔ حسن ابدال میں بیساکھی کا میلہ دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

marfat.com

مغلیہ باغ واہ کی مختصر تاریخ

مغل شہنشاہوں کا خوبصورت نظاروں سے لگاؤ قدرتی اور حسین وادیوں سے محبت بہتے ہوئے پانیوں اور آبشاروں سے وابستگی نے مغل باغات کی روایت کو جنم دیا جن کا حسین امتزاج شالیمار باغ لاہور اور یہاں پر مغلیہ باغ واہ میں نمایاں ہے۔ اس انداز کی جھلک ہمیں ان باغات میں بھی ملتی ہے جو مغلوں نے مقابر کے ساتھ بنوائے۔ شالیمار باغ لاہور اور مغلیہ باغ واہ آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں اور ان میں تمام روایتی اور تعمیراتی خصوصیات موجود ہیں جس کے لئے مغلیہ باغات تمام عالم میں مشہور ہیں۔ شہنشاہ اکبر کے ایک نامور امیر راجہ مان سنگھ جو کہ جہانگیر کے برادر نسبتی تھے، 1581ء تا 1582ء یہاں پر دشمنوں کو اٹک پار رکھنے کے لئے مقرر ہوئے۔ انہی دنوں انہوں نے یہاں پر ایک حوض اور اس کے درمیان ایک بارہ دری بنوائی۔ شہنشاہ جہانگیر نے کابل جاتے ہوئے 29 اپریل 1607ء کو اس جگہ پر قیام کے دوران حوض سے مچھلی کا شکار کیا۔ وہ اپنی خوبصورت تزک جہانگیری میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: بارھویں محرم 1016ھ بابا حسن ابدال میں قیام کیا اس مقام کی شرقی سمت میں ایک کوس کے فاصلے پر ایک آبشار ہے جس کا پانی نہایت تیزی سے گرتا ہے۔ اس تالاب کے وسط میں جو آبشار کا منبع ہے راجہ مان سنگھ نے ایک مختصر سی عمارت بنوائی ہے۔ تالاب میں چوتھائی گز لمبی مچھلیاں بکثرت ہیں۔ اس دلکش مقام پر تین دن قیام رہا اور مچھلی کا شکار کھیلا میں نے اپنے ہاتھ سے جال ڈال کر دس بارہ مچھلیاں پکڑیں اور ان کی ناک میں موتی پرو کر انہیں پانی میں چھوڑ دیا۔ تخت نشینی کے بعد شاہ جہان بادشاہ نے 1639ء میں کابل جاتے ہوئے پہلی مرتبہ یہاں قیام کیا اور اپنے مرکزی محکمہ تعمیرات کو یہاں کے باغات اور عمارات کو از سر نو تعمیر کا حکم دیا۔ اس دور کے ماہر تعمیرات احمد معمار لاہوری نے یہاں کے باغوں محلات اور سرائے کے نقشے تیار کئے اور دو سال تک اس باغ کو اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا۔ واہ باغ کی تعمیر مغلیہ طرز پر کی گئی ہے اور اس میں خوبصورت حوض، بارہ دریاں، فوارے، نہریں اور آبشاریں بنوائیں۔ بڑی بارہ دری کے جنوبی پہلو میں

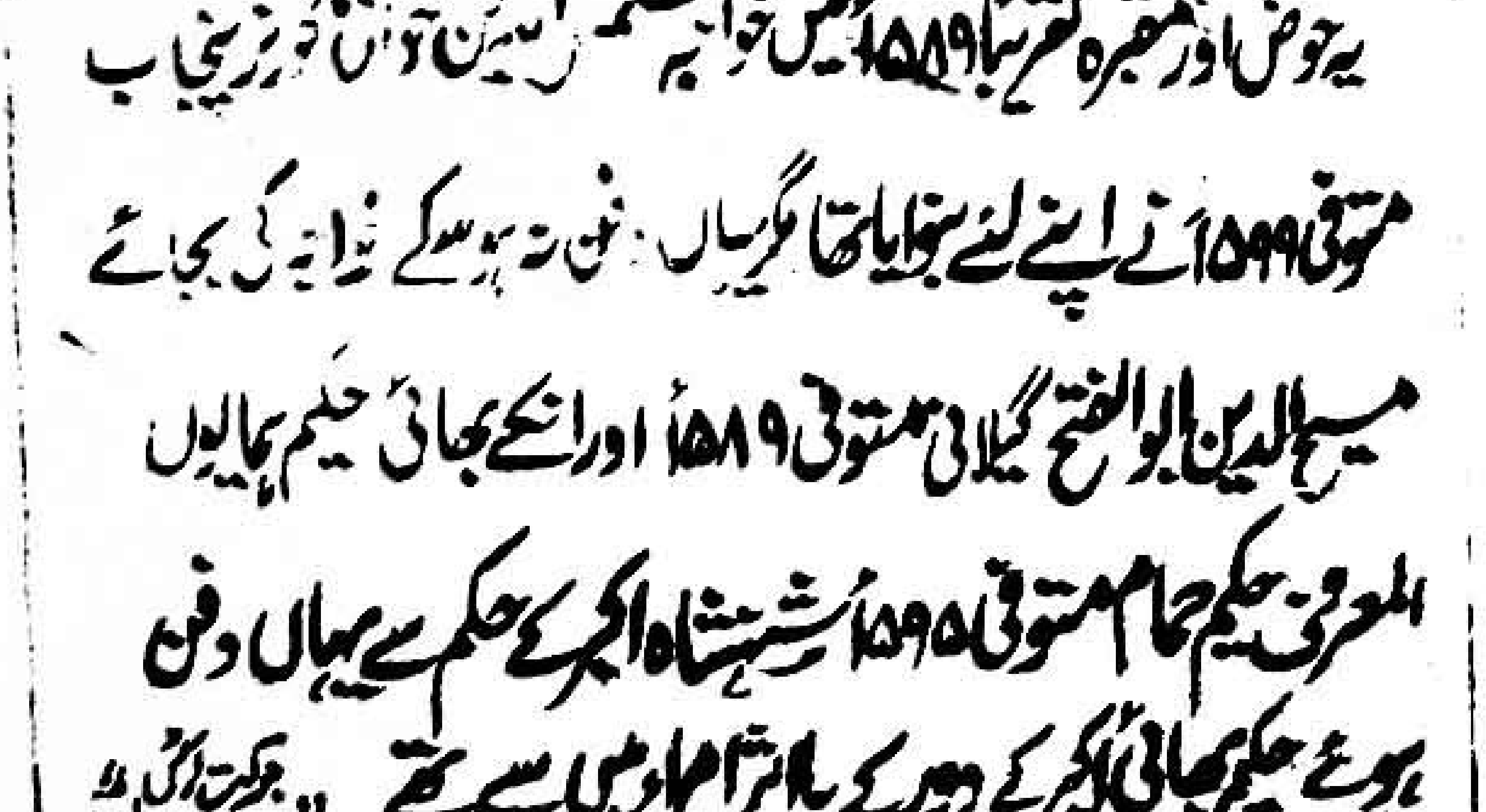

marfat.com

گرم سرد پانی کے حماموں کی تعمیر کی گئی ہے ۔ بارہ دری کے اندرونی حصے میں مسالے سے استر کاری کی گئی ہے اور چھوٹے کمروں کی دیواروں کو پھول پتیوں اور گلدستوں سے سجایا گیا ہے۔ اس کے بعد شاہجہان نے چار مرتبہ 1646ء، 1647ء، 1649ء اور 1652ء میں کابل جاتے ہوئے یہاں قیام کیا۔

اورنگزیب عالمگیر آخری مغل فرماں روا تھا اورنگزیب عالمگیر نے بھی یہاں قیام کیا۔ پہاڑوں کے دامن میں صاف اور میٹھے پانی کے اس چشمہ سے واہ گارڈن میں ایک حوض بھی تعمیر کیا گیا ہے ۔ گردونواح مغل دور کی عمارتیں جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں محکمہ آثار قدیمہ ان پر توجہ دے ۔ باغ کے باہر بورڈ پر جو مختصر تحریر درج ہے اس کے بیشتر الفاظ مٹ چکے ہیں ۔ محکمہ آثار قدیمہ بورڈ پر واہ گارڈن کی تاریخ از سر نو تحریر کر کے نصب کرے ۔ پانی کے اس قدرتی چشمہ کی وجہ سے یہاں اور چھوٹے چھوٹے باغ ہیں قدرت کا نظام کہ یہ چشمہ صدیوں سے ابل رہا ہے ۔ جس کی روانی میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں آئی ۔

marfat.com

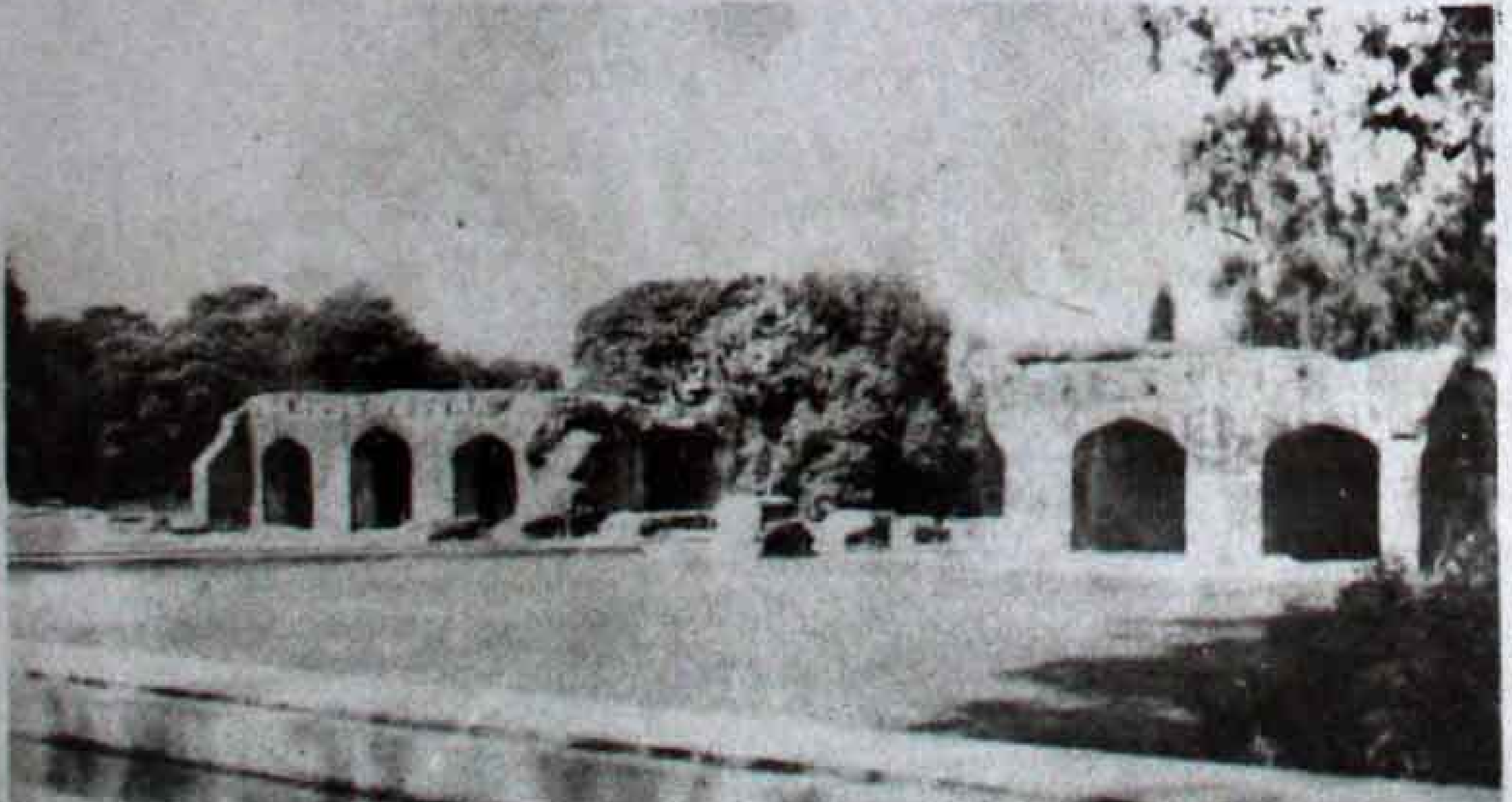

باغ واہ

marfat.com

راولپنڈی

مری

اسلام آباد

گوجر خان

تفصیل راقم کی تحریر کردہ کتاب سیالکوٹ سے خیبر تک میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

راولپنڈی ترنول کے قریب فتح جنگ روڈ موضع نوگزی میں نوگز لمبا مزار

ترنول سے ایک سڑک مشہور روحانی قصبہ چورہ شریف اور دباث کی طرف جاتی ہے۔ چورہ شریف کی نورانی شعاعیں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ بستی بستی سرکار چورہ شریف کے چشمے جاری ہیں۔ ترنول سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ایک تباہ شدہ ٹبے ٹیلے پر نوگز لمبا مزار ہے۔ گاؤں کا نام بھی نوگزی ہے۔ اسی نام سے اس بستی کو لکھا اور پکارا جاتا ہے۔ ٹبے کے جانب مشرق قدیمی آبی گزرگاہ ہے۔ ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے. جہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور تراشے ہوئے پتھروں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ ٹبہ کے عین اوپر نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کی لمبائی نوگز کے قریب ہے۔ مقامی آبادی کے افراد یہاں پوری عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ ٹبہ کافی بلندی پر ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر دور دور تک انسانوں کی نقل و حرکت دیکھی جا سکتی ہے۔ اس ٹبہ پر قدیمی دور کی چند اور قبریں بھی ہیں اور رہائشی مکانات کی بنیادوں کے آثار بھی ملتے ہیں۔ مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کی پہلی کرن اس ٹبہ پر ہی پڑتی ہے۔ نئی بستی اس ٹبہ سے جانب مغرب بنائی گئی ہے۔ مقامی آبادی کے بزرگ نے بتایا کہ اللہ کے نیک بندے کا مزار یہاں صدیوں سے ہے۔

==

marfat.com

ترنول کے قریب نوگزی گاؤں میں قدیمی مبہ

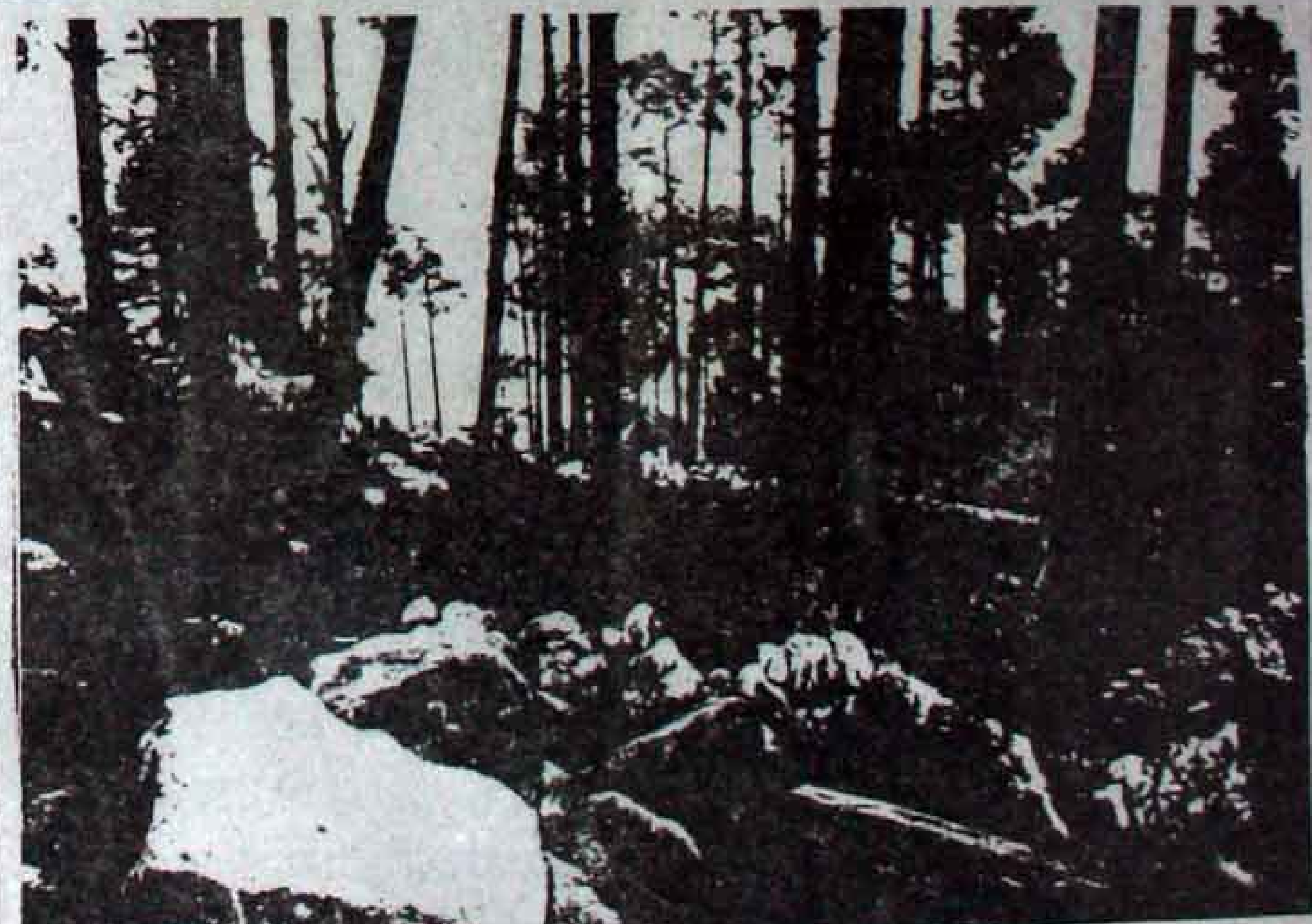

ان درختوں کے نیچے حضرت سید لال شاہ قلندر نے چلہ کشی کی

marfat.com

ٹیکسلا کے قریب دھرماراجیکا کی مختصر تاریخ

دھرماراجیکا ستوپہ خانقاہ دوسری صدی قبل مسیح یا پانچویں صدی عیسوی۔ وادی ٹیکسلا میں ستوپوں اور خانقاہوں میں دھرماجیکا ستوپہ اور خانقاہ قدیم ترین ہے۔ مہاراجہ اشوک کے عہد میں (432-372) قبل از مسیح ستوپہ مقامی طور پر چیڑ توپ کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ اس کے بیچ میں ایک نمایاں شگاف نظر آتا ہے جو غالباً نوادرات تلاش کرنے والوں نے لگایا تھا۔ تاہم اس اسٹوپے اور خانقاہ کو مہاتما بدھ کے ماننے والوں کی مذہبی رسومات میں نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔ لاتعداد چھوٹے یادگاری ستوپے اس بات کا ثبوت ہیں کہ بڑا ستوپہ تیسری صدی قبل از مسیح سے لے کر پانچویں صدی عیسوی زیارت کا اہم مرکز رہا تھا۔ یہاں مہاتما بدھ کے ماننے والے بڑے اسٹوپے کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں۔ مہاتما بدھ کی تعلیمات کا ورد کرتے تھے۔ گنبد نما اسٹوپہ مربع شکل کے بلند چبوترے پر تعمیر کیا گیا ہے۔ 150 فٹ گولائی اسٹوپے کا نام دھرملا اجیکا مہاراج اشوک کے لقب دھرم راجہ سے منسوب کیا گیا ہے اور غالباً اسی کے عہد میں تعمیر ہوا تھا۔ اسٹوپہ

marfat.com

اور خانقاہ پانچویں صدی کے آخر میں وسط ایشیاء قوم سفید ہن کے ہاتھوں تباہ ہوا۔ جنہوں نے علاقے کو تاخت و تاراج کیا۔

1۔ اسٹوپے کی مغربی سیڑھیوں سے 355 سکے بادشاہ راجودل، عزیز ثانی، گیڈفائیس اول، ہوشک، واودیو، شاہ پور ثانی، ہوٹو میگس اور ہندی ساسانیوں کے سکے ہیں۔

2۔ شمال مشرقی تحت سے 305 سکے ملے ہیں۔ 2 ویلدیو کے 18 ساسانیوں کے اور خراب حالت والے 5 سکے ہیں۔

4۔ انسانی ڈھانچے بمعہ براہمی زبان میں کتبے جلے ہوئے علمی نسخے پانچویں صدی عیسوی اور شاکا کشان کیڈر کشان سفید ہن اور ساسانیوں کے صحن خانہ جے سے برآمد ہوئے ہیں۔

==

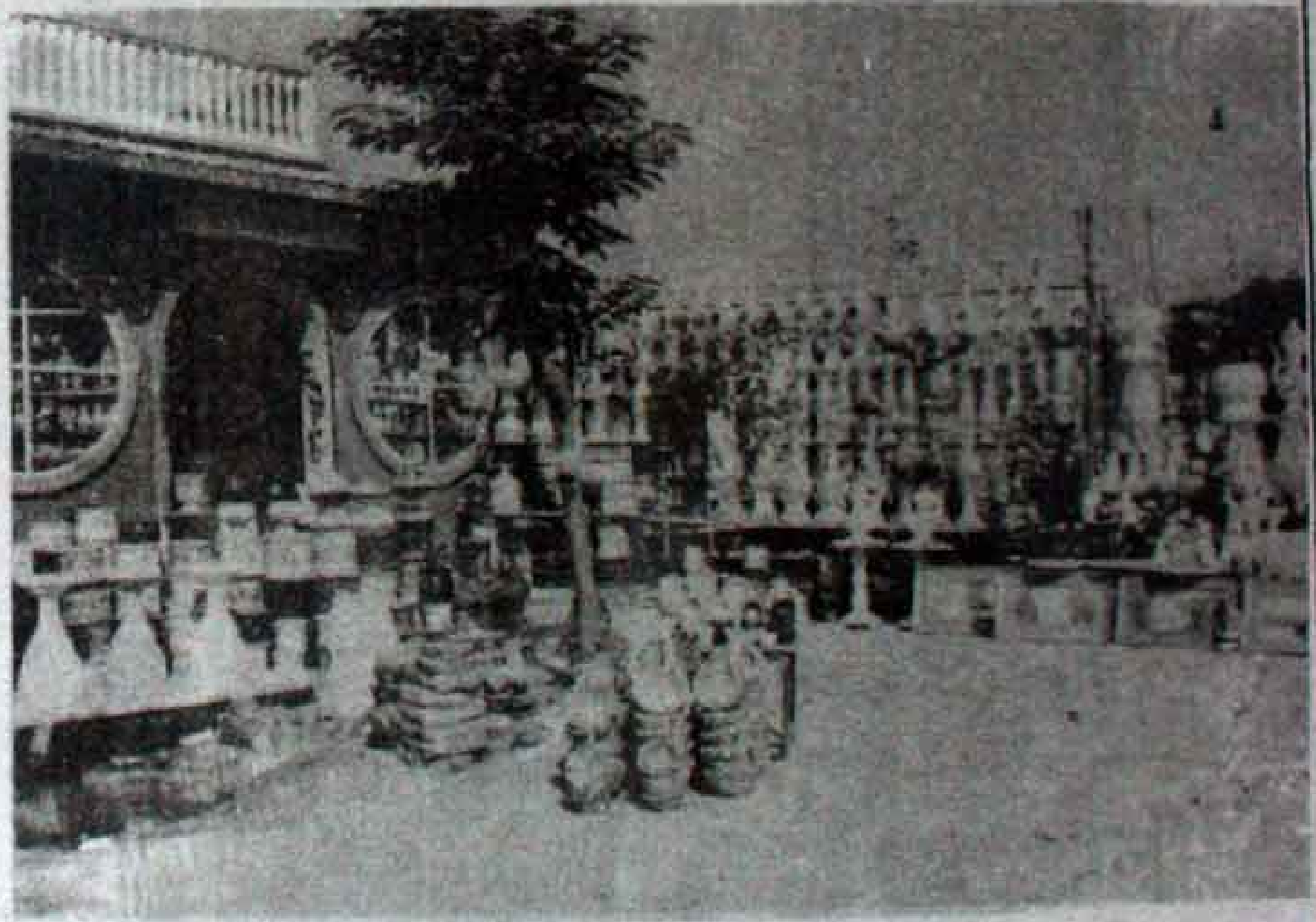

ٹیکسلا کے قریب جی ٹی روڈ کے کنارے نوادرات کے نمونہ جات کی دوکان۔

marfat.com

مارگلہ کی پہاڑی پر جنرل نکلسن کی یادگار

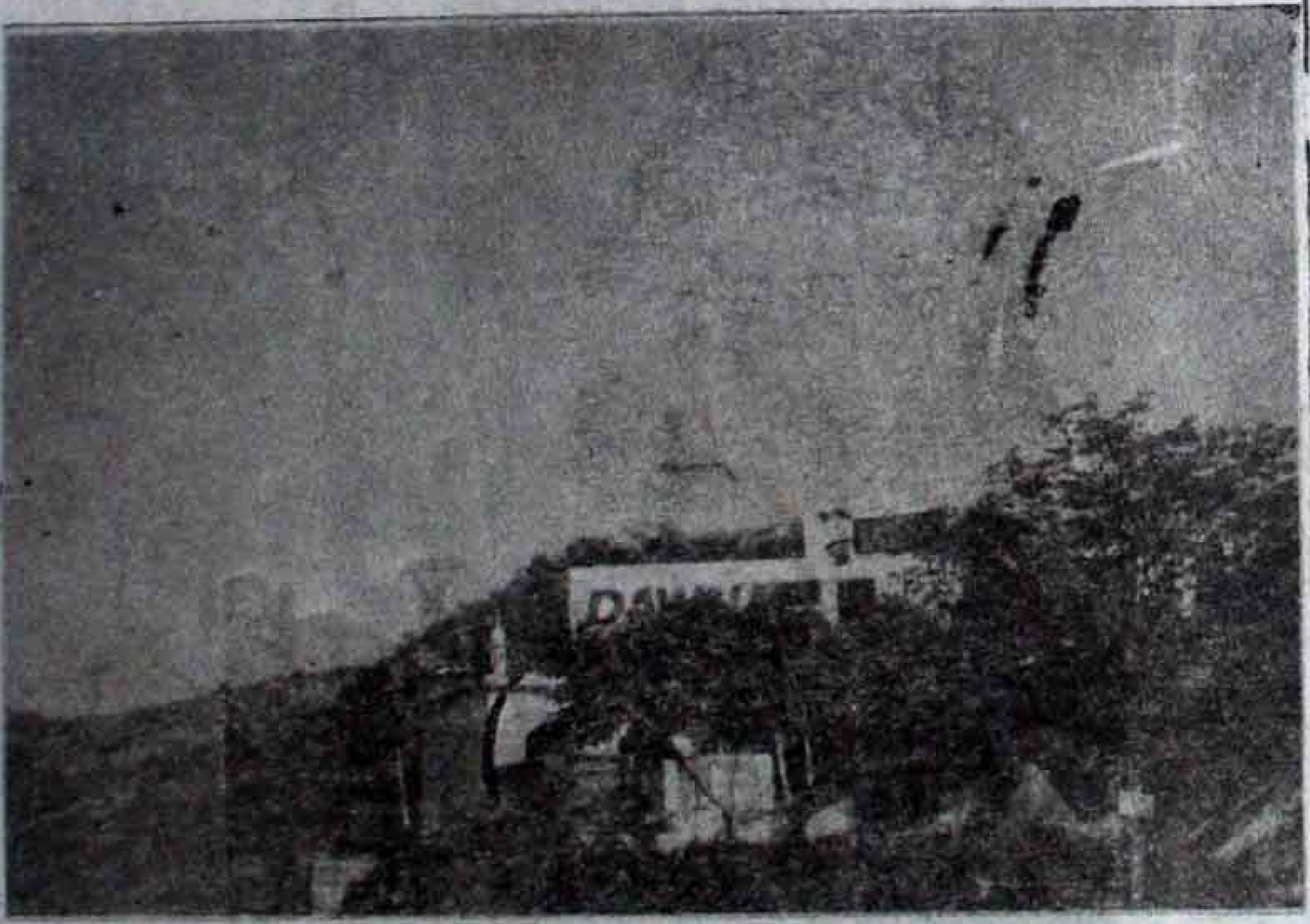

برصغیر میں جب انگریزوں نے قدم رکھا تو آزادی کے پروانوں نے مادر وطن کی آزادی کے لیے انگریزوں کے خلاف کئی لڑائیاں لڑیں۔ مارگلہ کی پہاڑیوں میں مادر وطن کی حفاظت کرنے والوں اور انگریزوں کے درمیان خونریز معرکہ ہوا۔ اس معرکہ میں انگریز جنرل نکلسن آزادی کے پروانے کے ہاتھوں مارا گیا۔ اگرچہ وہ اپنے وطن سے ہزاروں میل دور اس سرزمین پر ایک فرض کی بجا آوری میں مارا گیا اس بہادری اور شاندار کارنامہ سر انجام دینے پر اس کے مرنے والے مقام پر سرخ پتھروں سے پہاڑی کے اوپر ایک مینار تعمیر کیا گیا ہے کہتے ہیں کہ اس معرکہ کے بعد برصغیر میں انگریزوں کی حکومت کمزور ہو گئی وہ کے ایک جاگیردار کو انگریزوں کے ساتھ وفاداری کے صلے میں جاگیر بھی عطا ہوئی تھی۔ یہ یادگار جنرل نکلسن کی لڑائی میں مارے جانے والے مقام پر مارگلہ ٹیکسلا میں تعمیر کی گئی

marfat.com

راولپنڈی سے پشاور تک جی ٹی روڈ کے کنارے کنارے
تاریخی روحانی مقامات کے بارے میں دلچسپ معلومات
مارگلہ حضرت بری امام ٹیکسلا واہ گارڈن حسن ابدال پنجہ صاحب بابا ولی قندھاری بیگم سرائے اٹک میں سخی سلطان حضرت جی باباؒ کے مزارات خوشحال خان خٹک کا مزار نوشہرہ میں زیارت کاکا صاحب چمکنی میں حضرت عمر شیخ کا مزار

پہاڑی اور میدانی علاقوں کے درمیان راولپنڈی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ۔ قدیم زمانہ کی کئی شاہراہوں کی کڑیاں راولپنڈی میں آکر ملتی ہیں۔ جدید دور میں تعمیر کی گئی شاہراہ اعظم پشاور سے شروع ہو کر کراچی تک جاتی ہے اس سڑک کے کنارے کئی قدیمی شہر اور روحانی و تاریخی مقام ہیں۔ ایسا ہی ایک مقام راولپنڈی سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔جہاں قطب الاقطاب حضرت بری شاہ عبداللطیف قادری المعروف حضرت بری امامؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ اپنے عہد کے عظیم اور مشہور اولیاء سے ہیں۔ آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے ہے۔ آپ کی بزرگی اور عظمت کا چرچہ دور دور تک ہے۔ آپ پیدائشی ولی تھے۔ آپ نے اپنی کرامات سے خطہ پوٹھوار میں اسلام کا پرچم لہرا کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو دینی و دنیاوی فیض بخشا اور اس خطہ کی کایا پلٹ دی۔ آپ کا وصل 1117ھ میں 91 سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ ملک بھر کے کونے کونے سے زائرین حاضری دیتے ہیں۔ آپ کے مرشد پاک کا نام سخی حیات اکبرؒ تھا۔ راولپنڈی سے تھوڑے سے فاصلے پر گولڑہ شریف میں حضرت سید مہر علی شاہؒ کا آستانہ مبارک ہے۔ آپ کے مزار پر ایک عالی شان گنبد بنا ہوا ہے۔ مزار کے ساتھ ایک بہت ہی بڑی مسجد اور پانی کا تالاب بھی ہے۔ تمام تعمیرات سنگ مرمر سے کی گئی ہیں۔ زائرین کے آرام کے لئے کمرے بھی ہیں صبح وشام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ آپ نے کئی کتابیں تحریر کیں۔ آپ کا وصال 1937ء میں ہوا۔ آپ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ سے فیض یاب تھے۔ جی ٹی روڈ کے کنارے مارگلہ کی ایک پہاڑی پر جنرل نکلسن کی ایک یادگار تعمیر کی گئی ہے جو یہاں سرفروشوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہاں کے سرداروں کے کسی بزرگ کو قمیض پر تحریر دی۔ یہ تحریر بعد میں انگریزوں کے دربار میں پیش کر کے اس کے عوض جاگیر پائی۔ مارگلہ کے بعد ٹیکسلا کے قدیمی تباہ شدہ کھنڈرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ تباہ شدہ شہر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چشموں کے قریب ہیں۔ ٹیکسلا کا عجائب گھر قابل دید ہے۔جہاں محکمہ آثار قدیمہ نے نوادرات محفوظ کر رکھی ہیں۔ ٹیکسلا جولیاں اسٹوپا خانقاہ دھرم راجیکا اسٹوپا اور خانقاہ گھائی خانقاہ کنال کا اسٹوپا ایسی دل کا مندر دو سر والے عقاب کا مندر جنڈیال کا مندر سرکاپ کا شہر موہڑہ مرادو کا اسٹوپا سرسکھ اور بھر کے کھنڈرات ہیں۔ ٹیکسلا کے بعد مغلیہ دور کا واہ گارڈن ہے مغل شہنشاہوں کو خوبصورت نظاروں سے قدرتی لگاؤ، حسین وادیوں سے محبت، بہتے پانیوں، آبشاروں سے محبت تھی۔ یہ باغ پہاڑ کے دامن میں قدرتی چشمہ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس میں خوبصورت حوض بارہ دری

marfat.com

فوارے نہریں آبشار تعمیر کی گئی ہے ۔ ٹھنڈے اور گرم پانی کی سپلائی حماموں کو دی گئی ہے ۔ یہ عمارتیں اب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں ۔ واہ کے قریب حسن ابدال میں سکھوں کی مقدس عبادت گاہ پنجہ صاحب ہے ۔ یہاں ہر سال بیساکھی کا میلہ لگتا ہے ۔

ہندوستان کے علاوہ اندرون اور بیرون ملک سے ہزاروں سکھ اس میلہ میں شامل ہوتے ہیں ۔ پنجہ صاحب کے قریب پہاڑی پر بابا ولی قندھاریؒ کی بیٹھک ہے ۔ بابا گرونانک نے حسن ابدال قیام کیا ۔ انہوں نے اپنے خادم کو پانی کے لئے بابا ولی قندھاریؒ کے پاس بھیجا ۔ بابا ولی قندھاری نے ملازم کو جواب دیا کہ اگر تمہارا گرو اتنا پہنچا ہوا ہے تو پانی نیچے کھینچ لے ۔ چنانچہ بابا گرونانک نے کشف سے پانی نیچے کھینچ لیا ۔ جس پر بابا ولی قندھاری نے غصہ میں آکر پہاڑی کی ایک چٹان گرو نانک کی طرف لڑھکا دی جو بابا گرونانک نے ہاتھ سے روکی ۔ اس چٹان پر ان کے پنجے کا نشان کندہ ہوگیا ۔ چشمہ کا پانی اس پنجہ سے ہوتا ہوا چشمہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے ۔ بعد میں دونوں میں صلح ہوگئی ۔ چنانچہ جو سکھ یاتری پنجہ صاحب حاضر ہوتا ہے وہ بابا ولی قندھاری کی بیٹھک پر بھی حاضری دیتا ہے ۔ حسن ابدال میں ٹھنڈے اور میٹھے پانیوں کے چشمے ہیں قریب ہی مغلیہ دور کی تاریخی عمارتیں اور باغ بھی ہیں ۔ اٹک کے قلعہ کے قریب بیگم سرائے جس کا عہد جہانگیری 1605ء سے 1620ء تک تعمیر کیا گیا تھا ۔ اس قلعہ کو کئی شہنشاہوں نے استعمال کیا ہوگا ۔ شہنشاہ حملہ آور یہاں قیام پذیر ہوئے ہوں گے ۔ جی ٹی روڈ کے قریب اٹک خورد میں حضرت سخی سلطان ابن سلطان سلطان العارفین صدر الدین سلطان بھاکری کا مزار ہے ۔ یہ مزار پہاڑی نما ٹیلہ پر واقع ہے ۔ یہاں ہر سال عرس مبارک منعقد ہوتا ہے ۔ یہ عرس حضرت سخی سلطانؒ کی زندگی میں ہوا کرتا تھا اور بندگان خدا کو فیض ہوتا ہے ۔ آپ کی مختصر سی تاریخ یوں ہے کہ آج سے سینکڑوں برس پیشتر شہنشاہ ہمایوں کے عہد میں حضرت سخی سلطانؒ کی ذات گرامی کا ظہور ہوا ۔ آپ فوج میں سپہ سالار کے بلند ترین عہدے پر فائز تھے ۔ پانی پت جاتے ہوئے جناب شاہ شرف قلندر المعروف نوشی قلندر سے آپ کی ملاقات ہوئی ۔ یہ ملاقات کیا تھی سونے پر سہاگہ ۔ حضرت قلندر صاحب کی نگاہ کیمیاء اثر نے دنیا ہی بدل ڈالی ۔ حضرت سخی سلطان نے ملازمت ترک کر دی ۔ بیعت کے بعد طریقت معرفت کی منازل طے کرنے لگے ۔ پھر تو یہ عالم ہوگیا کہ خود معدن ولایت و کرامت بن گئے ۔ لاکھوں تشنگان معرفت کو سیراب کیا حتیٰ کہ شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد میں آپ کا وصال ہوا ۔ آپ کے مزار کے قریب آپ کی اولاد کی قبریں ہیں ۔ دریائے اباسین کے کنارے ایک اور مغلیہ دور کی عمارت ہے ۔ دریا کے کنارے ایک ولی اللہ مرد کامل درویش سلطان الاولیاء شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف جی باباؒ کا آستانہ مبارک ہے ۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد یحییٰ ان کی کنیت ابو اسماعیل لقب سر الاعظم المعروف حضرت جی بابا رحمتہ اللہ علیہ ۔ آپ کے والد پیر دادا صاحب رحمتہ اللہ علیہ مغلیہ خاندان کی ایک معزز اور معتبر شخصیت تھے ۔ آپ 1041ھ بمطابق 1631ء میں میر حضرت شاہ ابو سراب حضرت سخی سلطان باہوؒ بلھے شاہؒ اور صوبہ سرحد کے حضرت بابر بابا صوفی جمال دین خان خٹک المعروف فقیر بابا چشتیؒ کے ہم عصر تھے ۔ آپ کا تعلق نقشبندیہ سلسلہ سے ہے ۔ اس کے علاوہ سلسلہ سہروردیہ سے بھی آپ کو فیض حاصل ہے ۔ آپ کے خلفاء میں حضرت شاکر اٹکیؒ مولانا شیخ محمد عمر المعروف چمکنی حضرت بابا جنید پشاوری سید نجم الدین اور مولانا عبد الواحد قابل ذکر ہیں ۔ آپ اخلاق و سیرت اور عادات و اطوار میں حضور اکرمؐ کے اسوہ حسنہ پر عمر بھر عمل پیرا رہے ۔

marfat.com

روحانیت میں آپ اس مقام پر تھے کہ آپ کے پیرو مرشد اپنے ارادت مندوں کو حضرت جی بابا کی پیروی اور ان سے فیض حاصل کرنے کی تلقین فرمایا کرتے ۔ حضرت مولانا محمد عمر آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت مآبؐ سے راز کی جو باتیں معراج کے موقع پر فرمائی تھیں وہ حضرت صدیق اکبرؓ پر آشکار کی گئیں اور پھر سلسلہ در سلسلہ یہ باتیں حضرت جی بابا تک پہنچیں ۔ حضرت محمد عمر چمکنی بابا حضرت شاکر اٹکی مولانا محمد زاہد اٹکی و دیگر شعراء نے حضرت جی بابا کے اوصاف حمیدہ کو اپنے قلمی نسخوں میں خوبصورت انداز سے منظوم کیا ہے ۔ یہ نسخے تاریخی اعتبار سے اور طالبان راہ سلوک کے لئے بہترین ادب پارہ ہیں ۔ سینکڑوں سال بیت گئے ۔ آج بھی حضرت جی بابا کا مزار ان لوگوں کا مرجع ہے ۔ جس کی عملی شکل ہر سال عرس مبارک کے موقع پر نظر آتی ہے ۔ جہاں علاقائی لسانی اور تمدنی فرق کے باوجود پنجاب اور سرحد کے لاکھوں زائرین تجلی کے اس مرکز پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے پیرو مرشد کی بے پناہ رحمتوں اور ان گنت برکتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں ۔ اٹک کے پرانے پل کے قریب ایک بات مشہور ہے کہ جانب جنوب جہاں دریا تنگ گھاٹیوں سے گزرتا ہے سکندر اعظم کے گھوڑے نے چھلانگ لگا کر دریا کو عبور کیا تھا ۔ اٹک کے قریب سے روحانی مقام چورہ شریف کے لئے سڑک جاتی ہے ۔ خیر آباد کنڈ کے قریب دریائے کابل اور دریائے سندھ کا نیلا پانی اور دریائے کابل کا سرخ پانی دونوں دریاؤں کے پانی دور دور تک ایک رخ بہتے ہیں ۔ خیر آباد کے بعد اکوڑہ خٹک میں پشتو کے مشہور شاعر قوم پرست رہنما خوشحال خان خٹک کا مزار ہے ۔ یہ قصبہ اکوڑہ کے قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے دامن میں ہے ۔ آپ نے شاعری کے ذریعے قوم پرستی کا درس دیا ۔ انہوں نے پشتو شاعری میں بڑا نام پیدا کیا ۔ ان کی شاعری میں بہادری ، جوانمردی ، ناموس اور نصیحت کی باتیں کی ہیں ۔ انہوں نے اپنے اشعار اور فکر کے ذریعے لوگوں تک اپنی نعمتیں پہنچائیں اور انہیں بیدار کر کے 1100ھ بمطابق 1690ء میں وفات پائی ۔ مزار کے قریب لائبریری کے علاوہ ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے ۔ مزار کی تعمیر کے لئے تین چار رنگوں میں بہترین سنگ مرمر کابل کے بادشاہ ظاہر شاہ نے بھیجا تھا ۔ جی ٹی روڈ کے کنارے مشہور شہر نوشہرہ ہے ۔ دریائے کابل نوشہرہ اور رسالپور کے وسط میں بہتا ہے ۔ نوشہرہ میں مردان ، سوات ، دیر ، چترال ، کافرستان کے لئے سڑکیں نکلتی ہیں ۔ نوشہرہ میں ہزاروں سالہ قدیمی نوگز لمبا مزار بھی ہے ۔ یہ نوگز لمبے مزار دریائے کابل کے کنارے دوسرا نوگز لمبا مزار اریڑھ سکول کے قریب ہے ۔ تیسرا نوگز لمبا مزار امان گڑھ کے قریب ریلوے کے قریب قبرستان میں ہے ۔ اس قبرستان میں کئی قدیمی مزار ہیں ۔ صاحب مزار کا نام سادلحام دوسرے کا نام لعان ہے ۔ نوشہرہ سے قریب زیارت کاکا صاحب کے لئے سڑک جاتی ہے ۔ پہاڑوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی یہ سڑک حضرت شیخ رحم کار المعروف کاکا صاحبؒ کے مزار پر اختتام پذیر ہوتی ہے ۔ حضرت شیخ رحم عظیم المرتبت اولیاء میں سے ہیں جنہوں نے خاندان اویسیہ سہروردیہ کے روشن چراغ کی حیثیت سے دین اسلام کی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں ۔ آپ کا اصل نام کستیر گل ہے لیکن حسن سلوک مخلوق خدا پر شفقت کی وجہ سے رحم کار کے لقب سے مشہور ہوئے ۔ آپ عظمت بزرگی کی بناء پر کاکا صاحب کے خطاب سے مشہور ہوئے ۔ کاکا پشتو زبان میں بزرگ اور محترم کو کہتے ہیں ۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں ۔ ایک دفعہ شہنشاہ اکبر دہلی سے پشاور آیا اکبر نے کاکا صاحب کی بزرگی کا حال سن رکھا تھا ۔ چنانچہ نوشہرہ کے مقام پر آپ سے ملاقات ہوئی ۔ بہت عزت و تکریم کی ۔ علاقہ خٹک آپ کو جاگیر کے طور پر دے دیا ۔ آپ کا وصال 24 رجب 2061ھ 1653ء میں ہوا ۔

marfat.com

آپ کے عقیدت مند دن رات آپ کے روضہ پر حاضری دیتے ہیں۔ آپ کے مزار کے قریب کئی اولیاء کرام کے مزارات ہیں۔ آپ کا مزار مغلیہ فن کا ایک بہترین شاہکار ہے جسے ہندوستان کے معماروں نے تعمیر کی تھا۔ پشاور کے قریب مشہور قصبہ چمکنی ہے۔ یہاں حضرت بابا شیخ عمر صاحب کا مزار ہے۔ آپ حضرت جی بابا اٹک سے فیض یافتہ تھے۔ آپ بہت بڑے ولی اللہ اور درویش ہو گزرے ہیں۔

کہتے ہیں کہ احمد شاہ ابدالی ہندوستان میں مرہٹوں کی سرکوبی کے لئے جب روانہ ہوا تو اس نے آپ کے حضور حاضری دی اور عرض کی کہ کفار کے لاکھوں کے لشکر کے مقابلہ میں میرے پاس مجاہدین کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ آپ نے دعائے خیر کے بعد احمد شاہ ابدالی کو روانہ کیا۔ میدان جنگ میں جب معرکہ شروع ہوا حضرت شیخ عمر پیپل یا بوہڑ کے درخت پر چڑھ گئے اور درخت کے پتے کاٹنے شروع کر دیئے۔ ادھر ایک پتہ کٹتا ادھر ایک کافر مرتا۔ احمد شاہ ابدالی جب فتح یاب ہو کر آپ کے حضور پیش ہوا فتح کی خوشخبری سنائی آپ نے فرمایا کتنے کافروں کے سر قلم کئے ہیں۔ احمد شاہ ابدالی نے تعداد بتائی۔ آپ نے فرمایا درخت کے پتے شمار کئے جائیں۔ مرنے والے کفار اور پتوں کی تعداد ایک تھی۔ آپ نے فرمایا احمد شاہ میں ادھر ایک پتہ کاٹتا تھا ادھر ایک کافر کا سر قلم ہو جاتا تھا احمد شاہ ابدالی آپ کا بہت عقیدت مند تھا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

راولپنڈی ریلوے لائن کے قریب 9 گز لمبا مزار

راولپنڈی کے ریلوے اسٹیشن کے جانب مشرق یہ 9 گز لمبا مزار ہے۔ ریلوے لائن قریب سے گزرتی ہے۔ مزار کے قریب ایک مسجد بھی ہے اور زائرین کے آرام کے لئے ایک کمرہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر عرس اور ختم کی تقریبات بھی منعقد کی جاتی ہیں۔ مزار کے متولی نے بتایا کہ راولپنڈی میں دو تین اور بھی 9 گز لمبے مزار ہیں۔ ماضی میں کشمیر کو جانے والے بعض قافلے راولپنڈی کے راستے گزرتے رہے ہیں۔ پنجاب اور ہندوستان میں آنے والے بھی راولپنڈی میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ راولپنڈی ایک قدیمی شہر ہے یہاں اللہ کے نیک بندوں کے نشان ملتے ہیں۔ راولپنڈی کے وسط میں گزرنے والا نالہ لئی ماضی میں اس نالے کا پانی بڑا صاف اور شفاف ہوتا تھا۔ لمبی مسافت کے مسافر اور قافلے پیاس بجھانے کے لئے یہاں قیام کرتے تھے۔

marfat.com

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ

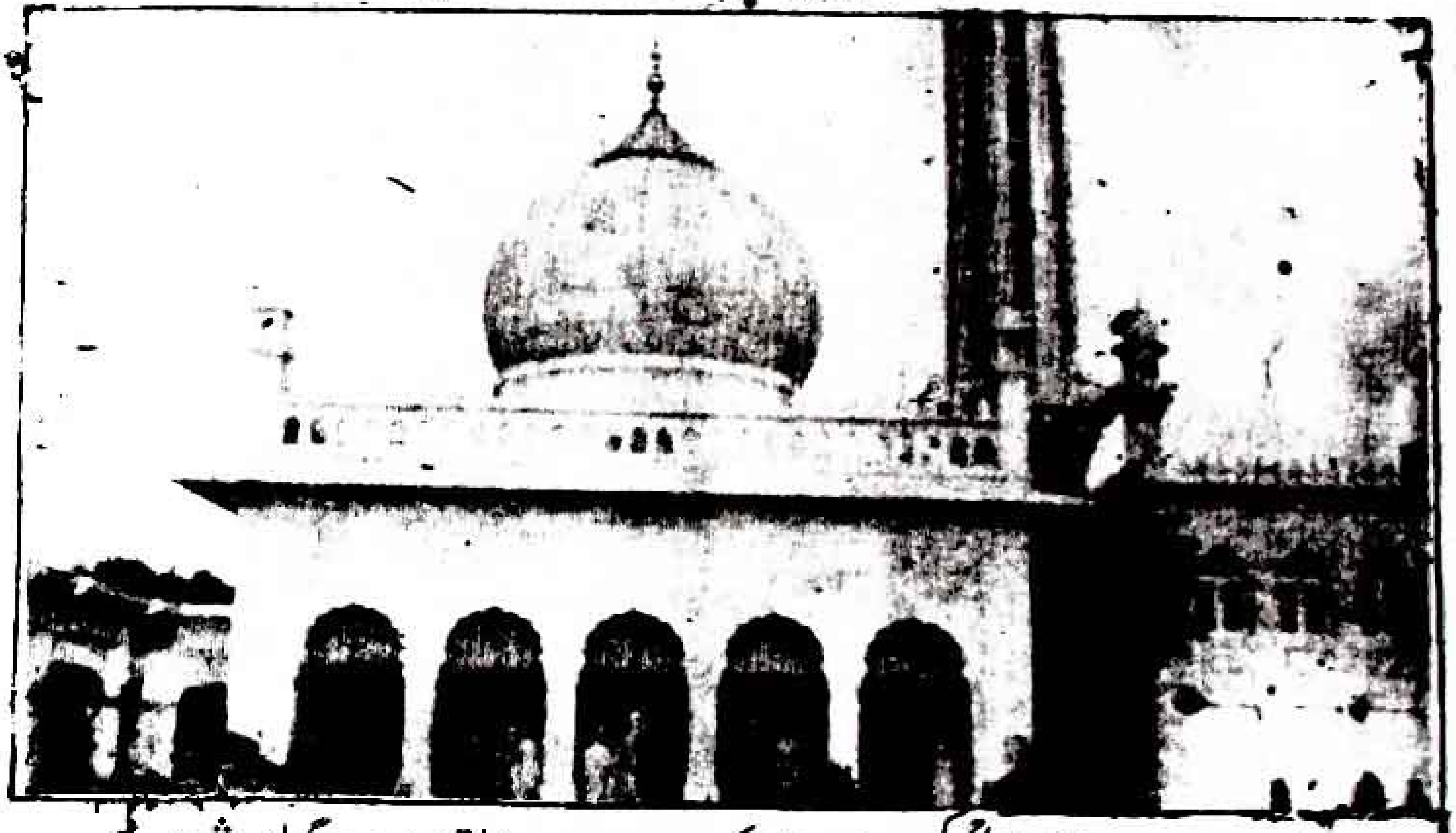

حضرت پیر مہر علی شاہؒ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ (مطابق ۱۸۵۹) گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ دور جدید کے ان بابرکت بزرگوں اور معتبر علمائے دین میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ جن کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہے۔ بابا پیر مہر علی شاہ کی ساری زندگی دین حق کی تبلیغ اور خدمت میں گزری۔ آپ کے زمانے میں قادیانی تحریک نے جنم لیا جس کی تردید میں سرکار نے متعدد کتابیں تصنیف کیں اور گمراہی کی اس تحریک کے بانی کے جھوٹے دعووں کی قلعی کھول دی۔ پیر صاحب اعلیٰ پائے کے شاعر بھی تھے فارسی اردو اور پنجابی زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ آپ کی مشہور نعت کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا کو لافانی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی علمی خدمات بے شمار ہیں۔ اس کا اندازہ ان کی تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے اکابر علمائے تفسیر حدیث سے تعلیم حاصل کی تھی۔ سرکار کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بھی نیاز حاصل تھا۔ جنہوں نے آپ کو اپنی خلافت بھی عنایت فرمائی تھی۔ سرکار کے مریدوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ آپ کا انتقال ۲۹ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو ہوا گولڑہ میں ہی مدفون ہوئے آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے ہزاروں زائرین کے خورد و نوش رہائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔

marfat.com

حضرت پیر صاحب دیول شریف

****

محمد جاوید مسکین کے مطابق شیخ المشائخ حضرت پیر عبدالمجید احمد خضری المعروف پیر صاحب دیول شریف عالم اسلام کے مایہ ناز مبلغ، عظیم مفکر، دانشور، ممتاز عالم دین اور منفرد روحانی شخصیت تھے۔ آپ کی پوری حیات مبارکہ خدمت اسلام سے عبارت تھی۔ تبلیغ دین کے حوالے سے آپ نے ایک بھرپور زندگی گزاری۔ لاکھوں انسانوں کو اپنی سحر انگیز اور روحانی تصرف سے متاثر کر کے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا۔ ان کا آستانہ رشد و ہدایت کا عظیم مرکز تھا۔

آستانہ عالیہ دیول شریف پر ہر وقت طالبان حق اور پریشان حال لوگوں کا ہجوم رہتا۔ رونق آستانہ، پیر صاحب دیول شریف آنے والوں سے ملاقات کراتے اور لوگوں کے دکھ درد بانٹتے۔ ان کو تسلیاں دیتے۔ مالی اعانت کرتے۔ با عمل ہونے کی تلقین کرتے۔ ہر آنے والے کو وعظ و نصیحت کرتے۔

آپ علم و فضل اور تفقہ فی الدین میں بے مثال تھے۔ بڑے بڑے علماء، نامور قانون دان، عظیم فلسفی اور سائنس دان اپنے دقیق اور لاینحل نکات لے کر آتے اور عقدہ کشائی پر پیر صاحب کے علم الدنی پر دنگ رہ جاتے۔ زمانہ گواہ ہے کہ پیر صاحب دیول شریف نے ظاہری علوم کے لئے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ نہیں کیا۔ اللہ تعالٰی نے اپنے فضل خاص سے انہیں علم الدنی سے نوازا۔

آپ ہر آنے والے کی عزت و تکریم بلا لحاظ عہدہ و مقام کرتے۔ اگر حکمران اور بڑے بڑے جرنیل آپ سے عزت پاتے تھے تو لاکھوں بے کس اور بے بس انسانوں نے بھی آپ کی آغوش شفقت میں پناہ لی۔ ناقدین نے پیر صاحب اور حکمرانوں کے تعلقات کو تو خوب اچھالا مگر ان کی نظر ہزاروں ایسے مناظر کو دیکھنے سے محروم رہی جب پیر صاحب ایسے شخص کو بھی شرف میزبانی بخشتے جو اپنے مکان کا دروازہ تک لگوانے کی سکت نہ رکھتا تھا۔ ایک بار تانگے والے ایک مرید کو خبر ہوئی کہ پیر صاحب آج رات کسی وقت اس راستے سے گزریں گے تو وہ اس سڑک پر کھڑا ہو گیا۔ رات ایک بجے آپ کی گاڑی گزری تو اس نے روکا اور گھر جانے کے لئے اصرار کیا۔ آدھی رات اور بارش کے باوجود بھی آپ اس کے ساتھ ہو لئے۔ اس کا گھر قریباً دو میل کے فاصلے پر تھا اور تمام راستے گڈے کی "... ..." مشتمل تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں لوگوں سے اس لئے پیار کرتا ہوں کہ اب ان کو آستانوں سے وہ پیار ... ... جو ان لوگوں کا حق ہے۔ اکثر پیر صاحبان کا جاہ و جلال دکھی لوگوں کی فریاد کرنے کی طاقت سلب ... ہے۔ ... ان لوگوں کو سینے سے لگاتا ہوں کہ اب یہ لوگ پیر صاحبان سے ہاتھ ملانے سے بھی محروم ہوتے ... ہیں۔ ... روتے دھوتے لوگوں، پرنم آنکھوں اور گندے لباس والوں سے اس لئے محبت ہے کہ ان سے ... آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

... محبت اور شفقت بلاشبہ انسانی عقل و فکر سے باہر تھی۔ مسلسل تبلیغ لگاتار ملاقاتیں۔ تبلیغی سفر، تنظیمی مصروفیات، ضعیف العمری اور سب سے بڑی بات دل کی تکلیف مگر پیر صاحب نہ تھکتے نہ غصے میں آتے اور نہ کسی

marfat.com

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا
کامل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

وجہ بنتے۔ ایک دلنواز تبسم کے ساتھ ہر ایک کا استقبال کرتے۔ حافظہ کمال کا تھا، برسوں بعد بھی پہچان لیتے۔ معاملہ فہمی یہ کہ مخاطب کا مافی الضمیر فوراً سمجھ لیتے۔ صاحب کرامت تھے۔ مگر کرامات کے چرچے کو ناپسند فرماتے۔ آپ اعلیٰ پائے کے خطیب تھے۔ ان کی خطابت کا اپنا ایک انداز تھا۔

پیر صاحب نے اسلام کی سربلندی کے لئے پوری زندگی سخت محنت کی۔ مشائخ عظام جیسی عظیم مگر غیر منظم طاقت کو اکٹھا کرنے کے لئے مرکزی جمعیت المشائخ پاکستان کے نام سے پیران عظام کی تنظیم قائم کی۔ تمام مکاتب فکر اور مسالک کے علماء کرام کو فرقہ واریت کے خاتمہ کی غرض سے اتحاد بین المسلمین کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ آپ کی انہی مساعی کے اعتراف کے طور پر ایران میں منعقدہ عالمی اتحاد بین المسلمین تنظیم کا آپ کو صدر منتخب کیا گیا۔ تطہیر معاشرہ کے لئے آپ نے نماز کا ماحول فراہم کرنے پر زور دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے تحریک الصلوۃ پاکستان کی بنیاد رکھی اور ملک بھر میں صلوۃ کمیٹیاں قائم کیں۔

آپ اپنے مریدوں پر بے حد شفیق تھے۔ دکھوں کے مارے لوگ اپنے دکھوں کی گٹھڑی اٹھائے آپ کی خدمت میں جاتے۔ اور آسودہ حالت اور مطمئن واپس آتے۔ آپ اپنے مریدوں کو ہمیشہ اتباع شریعت کا درس دیتے اور نماز کی پابندی کا حکم دیتے۔ آپ فرماتے تھے کہ شریعت سے تہی تصوف اور پیری مریدی محض ایک ڈھونگ ہے۔ آپ روایتی پیری مریدی سے سخت نفرت کرتے تھے۔ اکثر فرماتے کہ ہاتھ چوم لینے سے آخر میں کچھ حاصل نہ ہوگا جب تک اس عہد کی پابندی نہ کی ہو جو اعمال صالحہ پر ایک پیر اور مرید کے درمیان ہوا ہے۔ آپ حقوق العباد کی ادائیگی پر بہت زور دیتے۔ فرماتے کہ اسلام کے عملی پہلوؤں کو نظر انداز کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام نہیں دیا جاسکتا۔

25 ستمبر 1995ء کو یہ عظیم روحانی ہستی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئی۔ ہزاروں سوگوار افراد نے آپ کے جنازے میں شرکت کی۔ ہر مکتب فکر کے لوگ آپ کے سفر آخرت میں شامل ہوئے۔ آپ کا سالانہ دو روزہ عرس مبارک 24 اور 25 ستمبر کو سجادہ نشین آستانہ عالیہ دیول شریف حضرت پیر روح الحسنین معین کی زیر سرپرستی آستانہ عالیہ دیول شریف ڈیفنس روڈ مورگاہ راولپنڈی میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ملک بھر سے آپ کے عقیدت مند اور ممتاز علماء و مشائخ عظام شرکت کرتے ہیں۔

marfat.com

پاکستان کا دارالخلافہ

اسلام آباد

****

1959ء میں اس وقت کے صدر پاکستان نے اس علاقہ میں اسلام آباد کی بنیاد رکھیں اور دارالخلافہ کراچی سے راولپنڈی اسلام آباد منتقل کر لیا۔ اسلام آباد، راولپنڈی سے شمال کی جانب پوٹھوہار کے علاقہ میں ہے۔ اسلام آباد کو خوبصورت پہاڑیوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ یہ علاقہ سطح سمندر سے 1650 فٹ سے لے کر 4000 فٹ تک بلند ہے۔ اس علاقہ میں دو اہم مقام نور پور شاہان اور سید پور مشہور تھے۔ نور پور شاہان میں حضرت بری شاہ لطیف قادری بری امام کا آستانہ مبارک ہے۔ سید پور میں ہندوؤں کی آبادی تھی۔ کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے دن رات محنت کر کے اسلام آباد میں عمارتیں تعمیر کیں۔ راول ڈیم اسلام آباد کے قریب ہے۔ راول جھیل میں پانی اکٹھا کر کے اسلام آباد راولپنڈی کے مکینوں کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ اسلام آباد کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ تاحال دن رات تعمیرات کا کام جاری رہتا ہے۔ اسلام آباد میں نیشنل اسمبلی، ایوان صدر، وزیراعظم ہاؤس، سنٹرل سیکرٹریٹ کے علاوہ تمام دنیا کے سفارتخانے قائم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیلی ویژن سنٹر، ٹیلی فون ایکس چینج، بنکوں کے ہیڈ آفس کی بلند و بالا عمارتیں اسلام آباد کے حسن میں اضافہ کرتی ہیں۔ بلیو ایریا میں تجارتی دفاتر قائم ہیں۔ 42 ایکڑ رقبہ میں شاہ فیصل مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مسجد سعودی عرب کے شاہ فیصل کے نام پر تعمیر کی گئی ہے۔ جس کے تمام اخراجات سعودی عرب کی حکومت نے برداشت کئے۔ مسجد کے میناروں کی بلندی 300 فٹ تک بتائی جاتی ہے اور یہ مینار 20 میل دور سے نظر آتے ہیں۔ شکر پڑیاں کے پہاڑ کی اپنی اہمیت ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک کے سربراہوں نے پاکستان میں دورہ کے دوران درخت لگائے۔ قائد اعظم یونیورسٹی بھی قائم کر دی گئی ہے۔ پاکستان کے تمام محکموں کے دفاتر اور تحقیقی سنٹر یہاں قائم کئے گئے ہیں۔ نیوی اور پاک فضائیہ کا ہیڈ کوارٹر بھی اسلام آباد میں ہے۔ اہم دفاتر میں وفاقی محتسب اعلی، کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن، نیشنل بک فاؤنڈیشن، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن فیڈرل لینڈ کمیشن، پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹ، پاکستان میڈیکل ریسرچ کونسل، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، نیشنل انسٹی ٹیوٹ ایجوکیشن کا کونسل پاکستان نیشنل سنٹر، پاکستان پبلک ایڈمنسٹریشن ریسرچ سنٹر، ایکسپورٹ پروموشن بیورو، نیشنل پریس ٹرسٹ پاکستان نیشنل فاؤنڈیشن، بورڈ آف انڈسٹریل مینجمنٹ، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، الیکشن کمیشن، نیشنل سائنس کونسل آف پاکستان، پاکستان پاپولیشن پلاننگ، آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن، پاکستان نرسنگ کونسل، ایگری کلچر ریسرچ کونسل محکمہ شماریات، پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن کے دفاتر کے علاوہ کئی محکموں کے دفاتر یہاں قائم ہیں

marfat.com

ولی کامل حضرت محمد قاسمؒ آف موہڑہ شریف مری

****

تذکرہ اولیاء پاکستان از علامہ عالم فقری کے مطابق حضرت محمد قاسمؒ کے والد ماجد بچپن میں ہی داغ مفارقت دے گئے۔ ہوش سنبھالنے پر والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اور علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے ہندوستان بھیجا۔ جہاں آپ نے اس دور کے مشہور فضلاء سے استفادہ کیا اور تقریباً 8-1267ھ بمطابق 1860ء میں تکمیل علوم کے بعد واپس تشریف لائے۔ اور راولپنڈی کے قریب موضع جگیوٹ میں دینی مدرسہ قائم کر کے تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرنے لگے۔ اس کے باوجود آپ کو کسی مرد کامل کی تلاش بے چین کئے رکھتی تھی۔ جس سے اسرار معرفت اور فیوض و برکات کا استفادہ کیا جاتا۔

علاقہ مری کی جنوبی جانب سنی قوم آباد تھی۔ ان میں ایک ایک دفعہ سنی شیعہ بنیاد پر تنازعہ پیدا ہو گیا اور نوبت خونریزی تک جا پہنچی۔ فریقین کے اہل دانش نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کسی معتبر عالم دین کو بلا کر تصفیہ کرایا جائے۔ اور ان کے فیصلے کو دونوں فریق تسلیم کر لیں۔ نگاہ انتخاب حضرت خواجہ محمد قاسمؒ پر پڑی۔ آپ نے فریقین کے بیانات سن کر اہل سنت کے حق میں فیصلہ دیا۔ فریق مخالف نے سازش کے تحت آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ جسے کھا کر آپ بے ہوش ہو گئے۔ اور ایک رات دن یہی کیفیت رہی۔ اسی حالت میں آپ کو حضرت خواجہ نظام الدین کیاں شریف (کشمیر) کے دربار عالیہ کا نقشہ دکھا کر حاضری کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ آپ ہوش میں آنے کے بعد دشوار گزار راستوں کو طے کرتے ہوئے کیاں شریف پہنچ گئے۔ اور مرجع عالم حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے دست مقدس پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت حاصل کی۔ آپ کا سلسلہ طریقت بارہ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔

مرشد کامل نے بیعت کے بعد خلافت سے نوازا اور موہڑہ شریف ایسے گنجان اور دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں قیام کا حکم دیا۔ حضرت خواجہ محمد قاسمؒ نے شیخ کے ارشاد کی تعمیل اس طرح کی کہ ستر سال کا طویل دورانیہ اسی جگہ عبادت و ریاضت اور خلق خدا کی رہنمائی میں بسر کیا اور سال میں ایک دفعہ مرشد کی خدمت میں حاضری دینے کے علاوہ کسی طرف رخ نہ کیا۔ دور افتادہ مقام میں قیام کے باوجود ہزاروں افراد آپ کی خدمت میں حاضری دیتے اور مقصد دلی حاصل کر کے واپس ہوتے۔ سینکڑوں راہ طریقت کے سالک رتبہ کمال کو پہنچے۔ خلعت خلافت سے مشرف ہوئے اور پھر پاک و ہند کے مختلف مقامات پر تبلیغ دین اور رشد و ہدایت کے کام پر مامور ہوئے۔ آج بھی لاکھوں افراد آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔ آپ کے اخلاق و عادات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر تھے سینکڑوں ہندو اور سکھ آپ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور بے شمار فسق و فجور میں مبتلا افراد آپ کے فیض صحبت سے تقویٰ و پرہیزگاری کے پیکر بن گئے۔

marfat.com

آپ ہر وقت جبہ زیب تن رکھتے تھے کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ جس طرح ایک ملازم باوردی ڈیوٹی پر حاضر ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا ہر لمحہ یاد خدا اور مخلوق خدا کی ہدایت میں باوردی لکھا جائے۔ آپ نے ایک سو بیس سال کی عمر میں 21 نومبر 1943ء بروز جمعہ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار اقدس موڑہ شریف تحصیل مری میں ہے۔ ہر سال عقیدت و احترام سے عرس منایا جاتا ہے۔ اور ملک بھر سے ہزاروں عقیدت مند حاضری دیتے ہیں۔

===

marfat.com

مری کے قریب سوراسی شریف میں حضرت سید لال شاہ قلندرؒ کا مزار

حضرت سید لال شاہ قلندرؒ کا آستانہ مری کے قریب سوراسی شریف میں ہے۔ مری کے سوراسی شریف کے لئے چھوٹی ٹرانسپورٹ وقفے وقفے کے بعد جاتی ہے۔ مزار کے راستے میں چشمے کچے اخروٹ اور سیب وغیرہ بکثرت ملتے ہیں۔ آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے باہر آگ جلانے والا مچ بھی دکھائی دیتا ہے۔ آپ 1904ء کے ملک بھنگ سوراسی نزد مری ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے مرشد کا نام چن پیر شاہ المعروف چن بادشاہ مشہدیؒ پنڈوراں شریف ضلع اسلام آباد ہے۔ آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد سید مردان شاہ اور والدہ محترمہ سے حاصل کی۔ آپ کے والد گاؤں سوراسی کے امام مسجد تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ مشکل کشا شیر خدا سے جا ملتا ہے۔ آپ نے معرفت کی منزل کے لئے دنیا جہاں سے الگ تھلگ ہو کر چلہ کشی کی اور قلندری سلسلہ سے فقیری کا خرقہ حاصل کیا۔ چلہ کشی کے دوران چوبیس گھنٹے لباس کے بغیر ہی برف کے اندر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ آپ کے اندر اس قدر عشق اللہ اور عشق رسول تھا کہ آپ کے اوپر جو برف باری ہوتی وہ خود بخود اس تپش سے پگھل جاتی۔ شدید سردی بھی آپ پر اثر انداز نہ ہوتی۔ اس کے بعد آپ گمنام جنگل میں گم ہو گئے۔ متواتر دو سال تک بغیر کچھ کھائے یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ اس جنگل میں ایک دھنیال گاؤں ہے۔ جہاں سے اکثر لوگ آپ کی زیارت کے لئے آتے اور کھانے پینے کی چیزیں بھی لاتے۔ تن پوشی کے لئے کپڑے بھی پیش کرتے جو آپ ایک جگہ ڈھیر لگا دیتے۔ اس گنجان علاقہ سے چلہ کشی

marfat.com

کرنے کے بعد گلگراگی کے جنگل میں منتقل ہو گئے درختوں کے گھنے جنگل میں آپ نے متواتر 22 سال بسر کئے۔ صرف دس بارہ گز کے دائرے میں بیٹھے رہتے ۔ یہ خطرناک برفانی علاقہ ہے ۔جہاں چار پانچ فٹ برف پڑتی ہے ۔ مگر اس کے باوجود آپ نے کسی کو جھونپڑا تیار نہ کرنے دیا۔ اس کے بعد آپ نے گلگراگی سے ہجرت کر کے اپنے گھر سے آدھے فاصلے پر چیڑ کے ایک درخت کے نیچے اپنا ڈیرہ بنالیا اور مستقل اسی جگہ رہے ۔ آپ کا چرچہ دور دور تک ہونے لگا۔ لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے دینی و دنیاوی مرادیں پاتے ۔ کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں دو تین مجذوب دنیا میں ضرور رہتے ہیں۔ مجذوب کا رشتہ خدا سے براہ راست ہوتا ہے ۔ مجذوب کے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے فوراً پورا ہو جاتا ہے ۔ مجذوب کا اپنا کوئی آستانہ نہیں ہوتا تاہم یہ لوگ آبادی سے دور ... پہاڑوں دریاؤں کے قریب اپنا ڈیرہ بنا لیتے ہیں۔ آپ کے عقیدت مند دور دور سے نذر نیاز قیمتی تحفے لاتے لیکن بابا سید لال شاہ قلندر ان کی اشیاء کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حاضرین میں سے کسی کو گالیاں دینا شروع کر دیتے قریب پڑی ہوئی لاٹھی سائل کو مارنا شروع کر دیتے لیکن کوئی شخص اف تک نہ کرتا۔ معصوم بچوں سے آپ شفقت فرماتے ۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ۔ پیار کرتے ۔ آپ کے ارد گرد ہر وقت مخلوق خدا جمع رہتی ۔ سوراسی شریف میں اس مرد قلندر کا مزار مخلوق خدا کے لئے زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ پاکستان کے صدر محمد ایوب خان اور اس کے اہل خانہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ۔ پریشان حال مخلوق خدا آپ کے پاس حاضر ہوتی ۔ آپ ان کے دامن مرادوں سے بھر دیتے ۔ بابا لال شاہ قلندرؒ آپ وقت کے مادر ذات ولی اللہ تھے ۔

آپ کی بہت زیادہ کرامات بیان کی جاتی ہیں ۔ سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان کو حضرت بابا لال شاہ قلندرؒ سے بڑی عقیدت تھی اور وہ اکثر ان کے آستانے پر حاضری دیتے رہتے تھے ۔ ابھی وہ کمانڈر انچیف تھے کہ ایک بار بابا صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میری ملازمت کی مدت پوری ہونے والی ہے دعا کریں کہ آرام اور عزت سے پنشن لے کر گھر چلا جاؤں ۔ بابا جی نے مسکرا کر ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ ابھی آپ پنشن پر نہیں جا سکتے ۔ آپ نے پاکستان کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالنی ہے اور بڑے کام کرنے ہیں ۔ یہ وہ دور جب مارشل لاء نافذ ہونے کا کسی کو وہم و گمان تک نہ تھا۔ بابا جی نے فرمایا کہ اوپر سے آرڈر جاری ہو چکے ہیں ۔ تھوڑا صبر کرو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ چند روز بعد جنرل محمد ایوب خان نے سکندر مرزا کو ہٹا کر اقتدار خود سنبھال لیا اور یوں کئی ماہ بعد بابا جی کا فرمان حرف بہ حرف پورا ہوا اور سننے دیکھنے والے دنگ رہ گئے ۔ آپ کا وصال 11 جون 1967ء کو ہوا سوراسی شریف سیداں میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے ۔

marfat.com

مری میں آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف کی نرالی شان

لوہر ٹوپہ میں آستانہ عالیہ قادری بڑیلہ شریف ضلع گجرات نورانی کرنیں بکھیر رہا ہے۔ حضرت صاحبزادہ محمد رفیق اللہ صاحب نے یہاں جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر رکھا ہے۔ یہاں بھی طالبان حق صبح و شام حاضری دیتے رہتے ہیں۔ سرکار بڑیلہ شریف کا لنگر یہاں بھی جاری رہتا ہے۔ 11 بجے دعا شروع کی جاتی ہے جو 12 بجے اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔ جو مخلوق اس دعا میں شامل ہوتی ہے اس کی ظاہری باطنی خواہشات کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔ یہاں لنگر کا سلسلہ بڑیلہ شریف کے دربار شریف کے لنگر کی طرح جاری ہے۔ بڑیلہ شریف ضلع گجرات میں سرکار کی نرالی شان ہے۔ اللہ کے بندوں کی آؤ بھگت کی جاتی ہے۔ یہاں بھی دن کے 11 بجے دعا شروع ہوتی ہے جو 12 بجے دن اختتام پذیر ہوتی ہے۔ راقم نے گجرات، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، جہلم، وزیر آباد، منڈی بہاؤالدین و دیگر اضلاع میں آستانوں پر حاضری دی ہے لیکن جو بات آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف میں دیکھی گئی ہے وہ کسی جگہ نہیں مل سکی مری میں قیام کے دوران راقم نے آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف میں اپنے پیر و مرشد پیشوا کے حضور حاضری دی۔ اس مرشد کامل نے چھوٹی عمر میں بندہ ناچیز کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ دربار کے سجادہ نشین خواجہ محمد رفیق اللہ صاحب کا قرب حاصل ہوا وہ معرفت تصوف کے انداز میں گفتگو کرتے رہے جو میرے دل پر اثر انداز ہوتی گئی۔ میرے ہمراہ احسان اللہ بھی تھا علم، حکمت و دانائی کی گفتگو رات گئے تک جاری رہی۔ بڑیلہ شریف اور مری میں سارا سلسلہ آفتاب رشد و ہدایت سلطان اولیاء رئیس الکاملین شمس المقربین امام الصادقین شہنشاہ غریب نواز سرکار بڑیلہ شریف کی طفیل ہے۔ نرالی شان والے اس آستانہ میں دینی دنیاوی فیض کے علاوہ دن رات لنگر خاص و عام میں تقسیم ہوتا ہے۔ جس کی مثال پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں نہیں ملتی۔ یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔

marfat.com

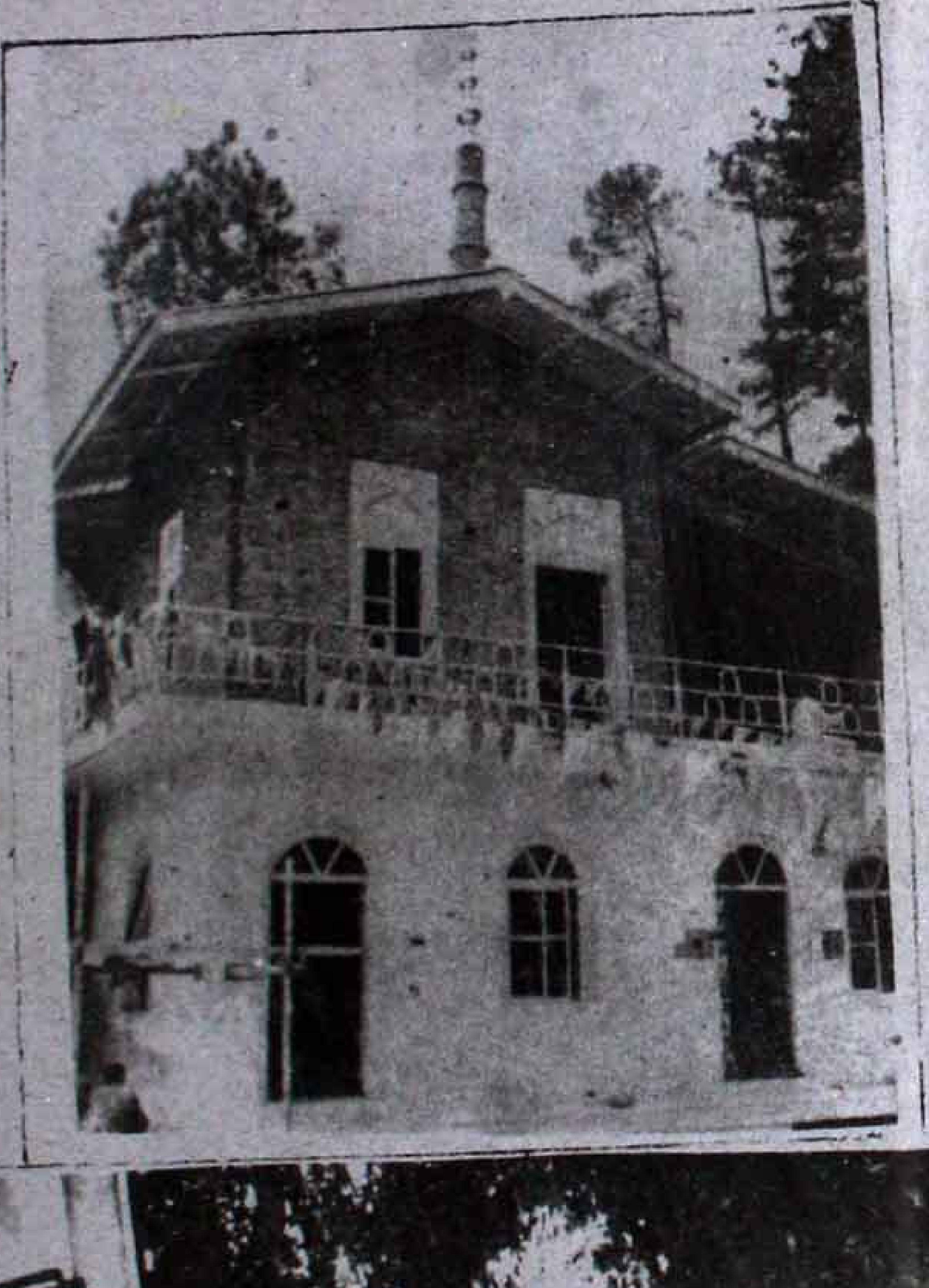

آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف میں لنگر

marfat.com

مری کشمیر پوائنٹ میں حضرت خواجہ معصومؒ کی تعمیر کردہ مسجد

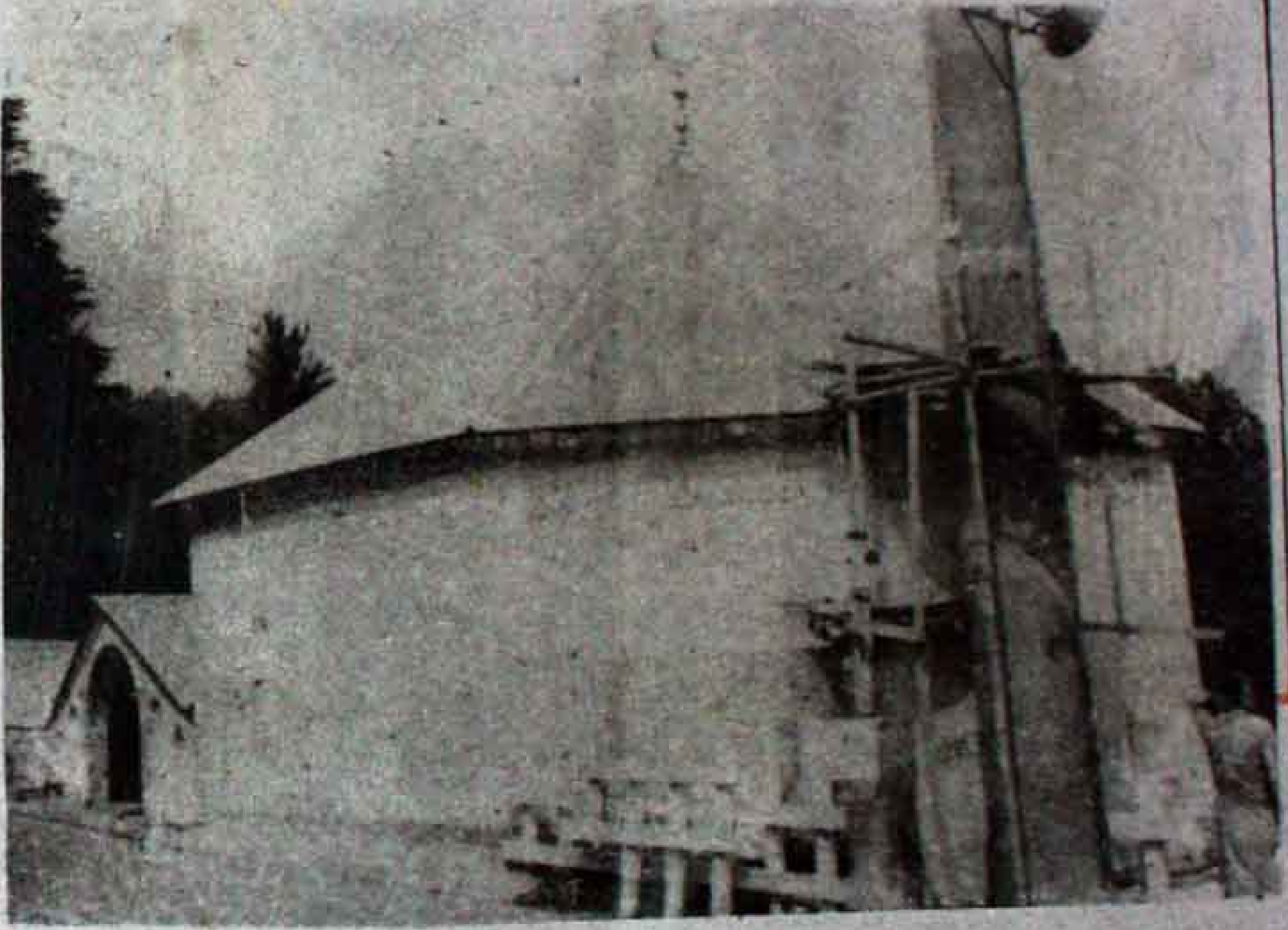

حضرت خواجہ محمد معصومؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات جو ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں، وہ ہر سال جولائی کے مہینے میں جشن نزول قرآن کا پروگرام مری میں منعقد کیا کرتے تھے۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد اور افتتاح بھی انہوں نے خود کیا تھا۔ یہ مسجد اکرم لاج کشمیر پوائنٹ کے قریب ہے۔ یہاں نورانی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ مسجد کی تعمیر میں شیشہ کاری کا کام بہترین انداز میں کیا گیا ہے۔ حضرت خواجہ معصومؒ کے قیام کے دوران ان کے مریدین ملک کے کونے کونے سے یہاں آتے اور مری کی فضائیں اللہ ہو اور حق اللہ کے نعروں سے گونج اٹھتیں۔

۱- مسجد بہت شاندار اور جدید ڈیزائن کی تعمیر کی گئی ہے۔

marfat.com

مری کی پہاڑیاں

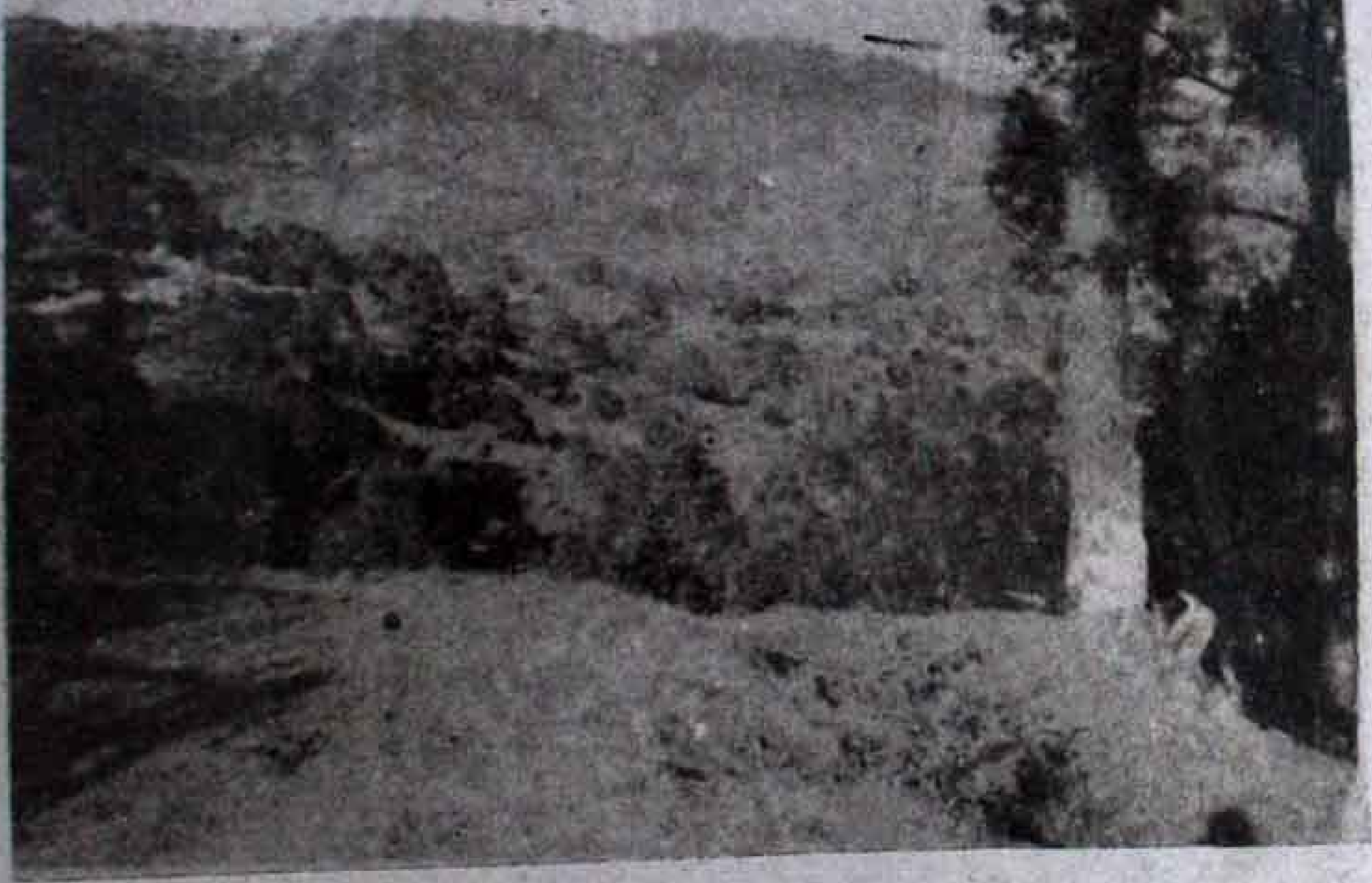

راولپنڈی کے قریب پاکستان کا صحت افزاء مقام مری ہے۔ جو راولپنڈی سے 37 میل کے فاصلے پر ہے۔ راولپنڈی اور مری کے درمیان پکی سڑک سے دن رات آمدورفت ہوتی رہتی ہے۔ مری سطح سمندر سے تقریباً 8 ہزار فٹ بلند ہے۔ مری سے پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا ہے جو آزاد کشمیر مظفر آباد، سری نگر اور ہمالیہ تک جا ملتا ہے۔ مری کا یہ مقام 1850ء میں منتخب کیا گیا۔ 1876ء تک یہ حکومت پنجاب کا گرمائی ہیڈ کوارٹر تھا بعد میں گرمائی صدر مقام ہندوستان کے شہر شملہ منتقل کر دیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد مری کی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ گورنر ہاؤس پریذیڈنٹ ہاؤس کے علاوہ غیر ملکی سفارت خانوں کے دفاتر یہاں منتقل ہو گئے۔ اسلام آباد میں دارالحکومت منتقل ہونے کے بعد مری کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی۔ بڑے بڑے افسر سرمایہ دار جاگیردار امیر لوگ اور ان کے خاندان گرمی کے دنوں میں مری میں قیام کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ سیاح اور ملک بھر سے سیر و تفریح کیلئے لوگ گرمی کے دنوں میں یہاں آتے ہیں۔ سردی کے موسم میں یہاں برف باری کا نظارہ دیکھنے کے قابل ہوتا ہے اور برسات کے موسم میں بھی بادلوں کے ٹکڑے مری کی پہاڑیوں پر سرگوشیاں کرتے نظر آتے ہیں اور بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بادلوں کے یہ ٹکڑے انسان کے سر پر سے گزر رہے ہیں۔

مری کے پہاڑوں پر چیڑ کے درخت خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ مال روڈ مری کی اہم سڑک ہے۔ سب سے زیادہ گہما گہمی پوسٹ آفس کے سامنے ہوتی ہے۔ بیشتر امیر لوگوں نے یہاں زمینیں خرید کر اپنے مکان تعمیر کر لئے ہیں اور

marfat.com

مری میں قیام کے لئے سستے اور مہنگے ہوٹل ہیں ۔ یہاں کا پانی اور آب و ہوا انسانی صحت کے لئے بہت مفید ہے ۔ رات کے وقت پہاڑوں پر دکانوں سے لگی ہوئی روشنیاں ایک خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں ۔ مری میں جیب کے بالمقابل ہیں پہاڑوں سے نکلنے والا چشمے کا پانی جو میدانی علاقہ میں پہنچ کر چاول اور مکئی کی پیداوار میں معاون ثابت ہوتا ہے یہاں لوہر ٹوپہ میں درسگاہیں بھی ہیں ۔ PF کا اسٹیشن بھی ہے اور لاتعداد سرکاری دفاتر بھی ہیں ۔ کئی آستانوں کے سجادہ نشینوں نے یہاں اپنی ذاتی قیام گاہیں تعمیر کر کے رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کر رکھی ہیں ۔ سرکار لال بادشاہ، موہڑہ شریف، دیول شریف، برتلہ شریف مشہور آستانے ہیں ۔ گھوڑا گلی، کمپنی باغ، سامنی یہاں ایک ٹی وی کا سینی ٹوریم ہے ۔

سنی بینک مری کا اہم مقام ہے ۔ جھیکا گلی، گھریال، کشمیر بازار، بھوربن، ٹوپہ، گلہارہ گلی مری کے اہم بازار اور مقام ہیں ۔ اس کے علاوہ اہم تفریح گاہ پتریاٹہ میں ایک لفٹ تعمیر کر کے سیاحوں کو تفریح مہیا کی گئی ہے ۔ پوری مری کے علاقہ میں بہترین قسم کی سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں ۔ گرمی کے موسم میں مری میں دن کے وقت خاموشی ہوتی ہے ۔ لیکن رات کو ہر طرف چہل پہل اور گہما گہمی ہوتی ہے

marfat.com

قلعہ رواتلور قلعہ کی مسجد

رواتکا قلعہ رولپنڈی سے 11 میل دور شاہراہ اعظم پر واقع ہے۔ کتاب پوٹھوہار کے مطابق قلعوں کی روائتی جسامت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو ہم قلعہ سے زیادہ دیکھ بھال کی ایک اہم چوکی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے صرف دو دروازے ہیں ایک جو مشرق کی سمت کھلتا ہے دوسرا مغرب کی طرف اس کو قدرے بلندی پر تعمیر کیا گیا تھا تاکہ آس پاس کی آبادی پر نظر رکھی جاسکے۔ علاوہ ازیں ملک کے مختلف حصوں کو ڈاک لے جانے والے ہرکارے اس چوکی پر گھوڑے بدلنے کے لئے ٹھہرا کرتے تھے۔ اس کی دیواریں تیس فٹ بلند رکھی گئی تھیں اور اس میں فوجیوں کے لئے چند رہائشی مکانات بھی بنوائے گئے اور ایک مسجد بھی۔ درمیان میں خوبصورت اور کشادہ اسلامی طرز کا دیوان خانہ بھی ہے۔ رواتکا لفظ غلط العوام ہے۔ اصل میں یہ رباط تھا اور رباط چار دیواروں میں محصور اور محفوظ مقام کو کہتے ہیں۔ گکھڑ سلطان سارنگ کی قبر اس قلعہ میں شمال مغربی کنارے پر موجود ہے۔ 1545ء میں شیر شاہ سوری کے بیٹے اسلام شاہ نے گکھڑوں کو تادیب کرنے کے لئے پوٹھوہار پر چڑھائی کی اور سلطان پور کے قریب گکھڑوں کو بھاری جانی نقصان پہنچایا اور پھر روات میں فیصلہ کن جنگ کر کے ان کی قوت کو بہت نقصان پہنچایا۔ سلطان سارنگ اور اس کے سولہ بیٹے جنگ میں مارے گئے۔ سلطان سارنگ کے بھائی آدم خان نے اپنے بھائی اور بھتیجوں کو دفن کیا اور افغانوں کے خلاف گوریلا جنگ شروع کی۔ اسی دوران اس نے یہ قلعہ بھی تعمیر کرایا مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قلعہ مغلوں نے بنوایا تھا اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس کی تعمیر میں مغل فن تعمیر جھلکتا ہے۔ تعمیر کی تاریخ یہ ہے۔

marfat.com

بہ تاریخ ہجری گزشت است سل
بہ نو صد چہل ہشت آمد جلال

اس زمانے میں مغل فن تعمیر ہی رائج تھا۔ جس کی وجہ سے اشتباہ ہوا کہ یہ قلعہ مغلوں نے بنوایا تھا اس پر ایک مرتبہ جھگڑا بھی ہو چکا ہے۔ مغل کہتے ہیں کہ ٹیکسلا کے قریب مغلوں کی تعمیر کردہ ایک سرائے میں جو مسالہ استعمال ہوا وہی رواٹ کے قلعہ میں بھی نظر آتا ہے اس لئے یہ قلعہ ہمارے اسلاف نے بنوایا تھا۔ مگر یہ محض مفروضہ ہے اور اسکی بنیاد آدم خان نے ہی رکھی تھی اور یہ گکھڑوں ہی کی یادگار ہے۔ آج کل رواٹ میں چند گھر گکھڑوں کے ہیں باقی ساری آبادیاں مغلوں اور اعوانوں کی ہیں۔

marfat.com

قلعہ روات

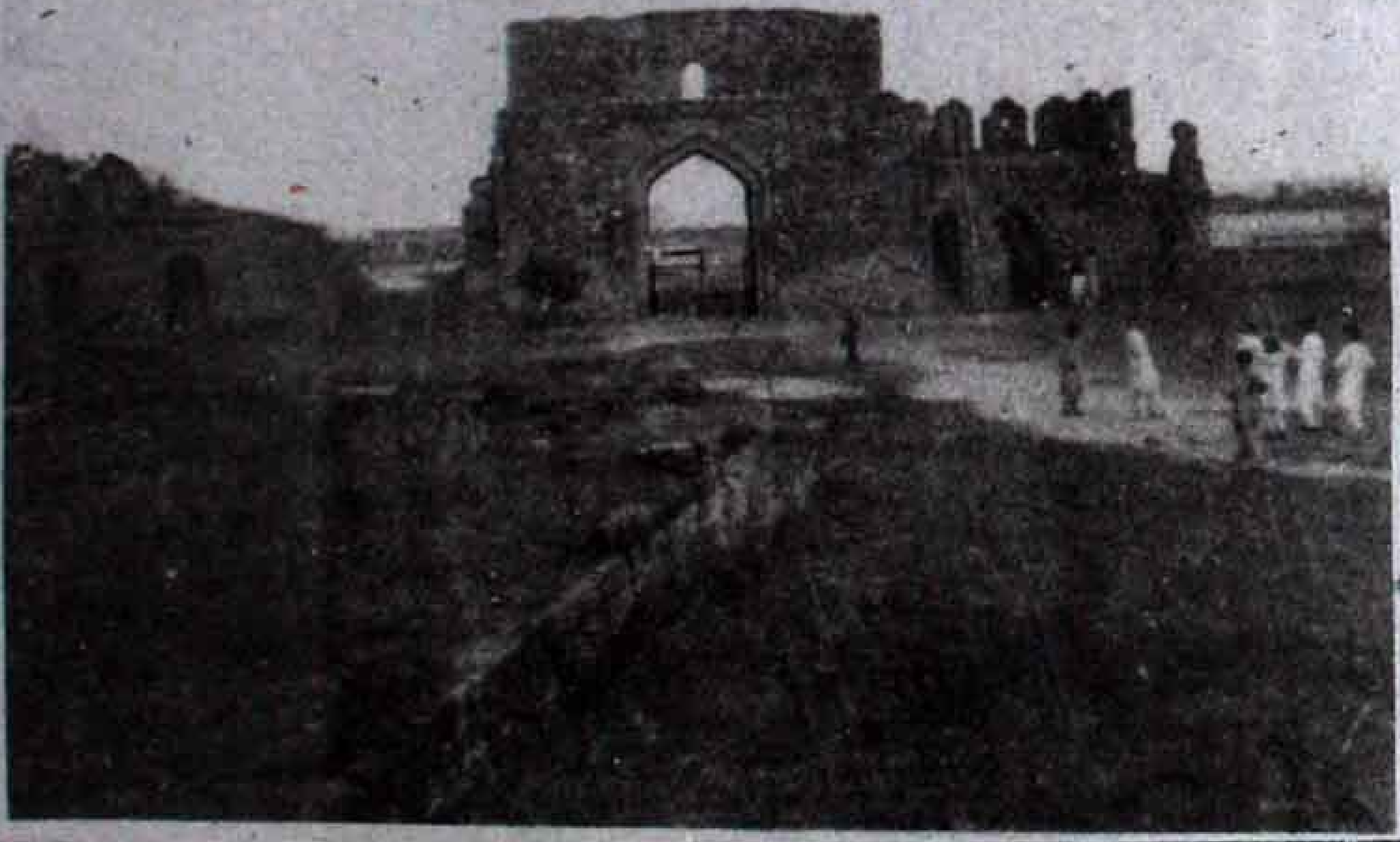

راولپنڈی کے قریب مشہور و معروف قصبہ روات ہے۔ روات میں ایک سینکڑوں سالہ پرانی مسجد اور قلعہ ہے۔ یہ قلعہ اور مسجد تراشے ہوئے پتھروں سے تعمیر کیئے گئے ہیں۔ یہ قلعہ دشمنوں کی شورش کو ختم کرنے کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ قلعہ جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے لیکن اس کے برج اور کئی کمرے اب بھی موجود ہیں۔ مسجد بہت ہی شاندار انداز میں تعمیر کی گئی ہے۔ روایات کے مطابق یہ مسجد اور قلعہ سارنگ خاں نے تعمیر کروایا آبادی کیوجہ سے یہ قلعہ اور مسجد شہر کے وسط میں آچکے ہیں۔

marfat.com

بھلوٹ ضلع راولپنڈی میں حضرت سلسانوش ؒ کا مزار

حضرت سلسانوش ؒ کا مزار پوٹھوہار کے علاقہ میں ہے ۔ مزار کے گردونواح پہاڑیوں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے اور تھوڑے تھوڑے پانی کی گزرگاہیں بھی ہیں ۔ سرخ مٹی زرخیزی میں اپنی مثال آپ ہوتی ہے ۔ پوٹھوہار کے بیشتر میدانی علاقوں کی مٹی سرخ ہے جہاں قدیم ترین تہذیبوں کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ حضرت سلسانوش ؒ کا مزار بھلوٹ میں ہے ۔ ملک شمس الدین گیلانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر 326 نمبر شمار 416 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت سلسانوش ؒ ہے ۔ مزار تک جانے کے لئے دو راستے ہیں گوجر خان سے ایک سڑک بدھانہ کی طرف جاتی ہے ۔ یہی سڑک آبی گزرگاہوں سے ہوتی ہوئی ایک پرانی گزرگاہ بھلوٹ کی طرف جاتی ہے ۔ دوسرا راستہ سوہاوہ چکوال چوک سے ایک سڑک شندور کی طرف جاتی ہے ۔ شندور میں حضرت دیوان حسوری ؒ کا آستانہ ہے ۔ یہی سڑک دھمیک کی طرف جاتی ہے ۔ یہاں فاتح ہند سلطان شہاب الدین محمد غوری ؒ کا مزار ہے جو پاکستان کے معروف سیاست دان ڈاکٹر قدیر خان نے خوبصورت انداز میں تعمیر کرایا ہے ۔ حضرت حافظ شمس الدین ؒ نے صاحب مزار کے نام کے قریب یہ وضاحت کی ہے کہ یہ مزار شندور کے قریب ہے ۔ صاحب مزار کا سلسلہ اللہ کی نیک اور برگزیدہ ہستیوں سے جا ملتا ہے ۔ اس علاقہ میں آبی گزرگاہوں کے کنارے کئی قدیمی مزار ہیں ۔ مقامی آبادیاں یہاں عقیدت و احترام سے حاضری دیتی ہیں ۔

marfat.com

کلیام شریف میں حضرت حاوانامؒ کا مزار

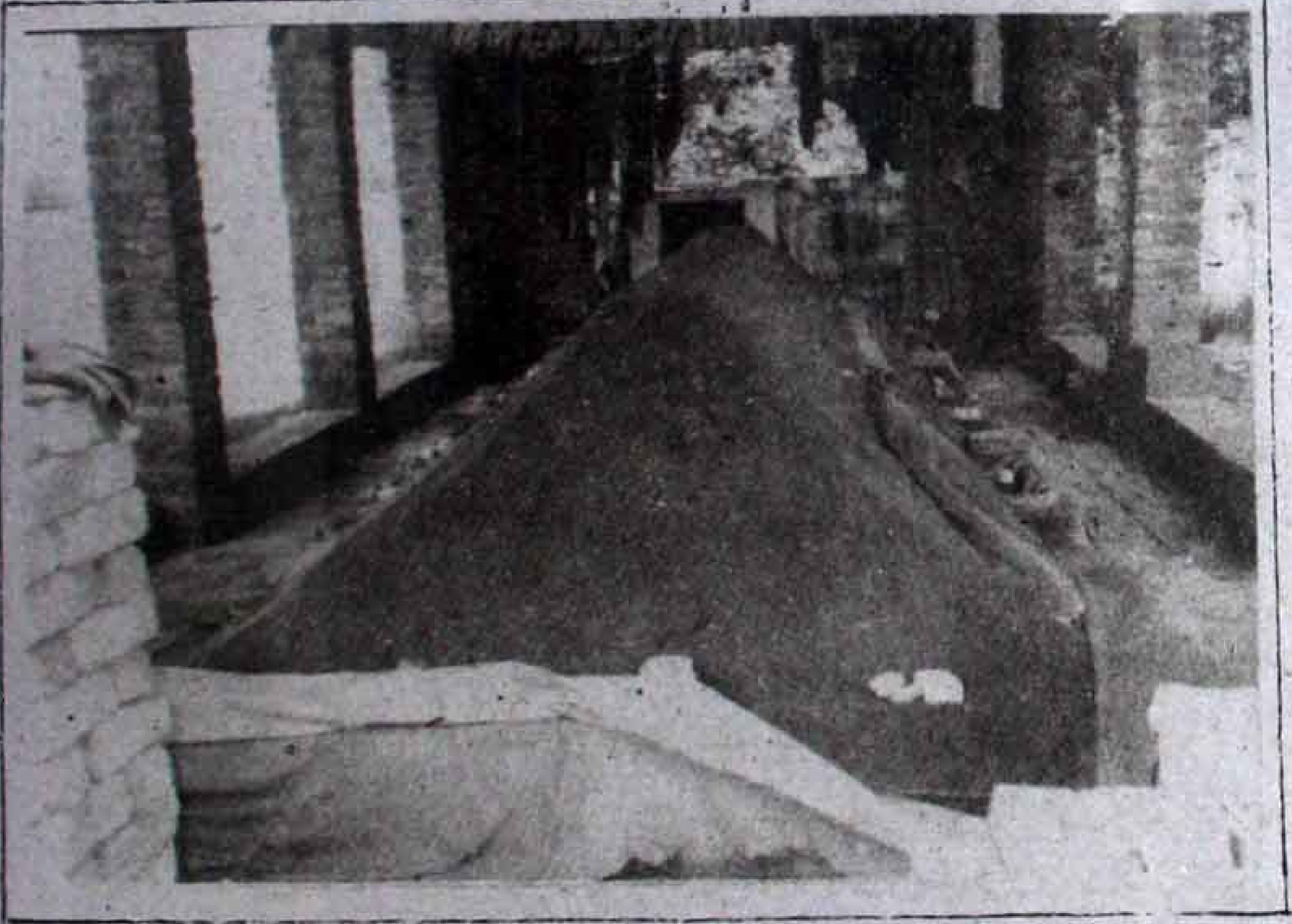

گوجر خاں اور راولپنڈی کے درمیان مشہور قصبہ کلیام شریف ہے یہاں بزرگ اولیاء کرام کے مزارات کے علاوہ نو گز لمبے مزارات بھی ہیں۔ اور پانی کے چشمہ کے کنارے ایک تباہ شدہ شہر کے آثار بھی ملتے ہیں۔ تین مزارات میں سے ایک مزار پختہ تعمیر ہے۔ چھت کے علاوہ چار دیواری بھی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 325 نمبر شمار 374 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت حاوانامؒ ہے۔ آپ حضرت سلمانؑ کی اولاد سے بیان کیے گئے ہیں۔ دوسری دو نو گز قبریں بھی قریب ہی ہیں۔

marfat.com

کلیام شریف میں حضرت حاوا نام کا مزار

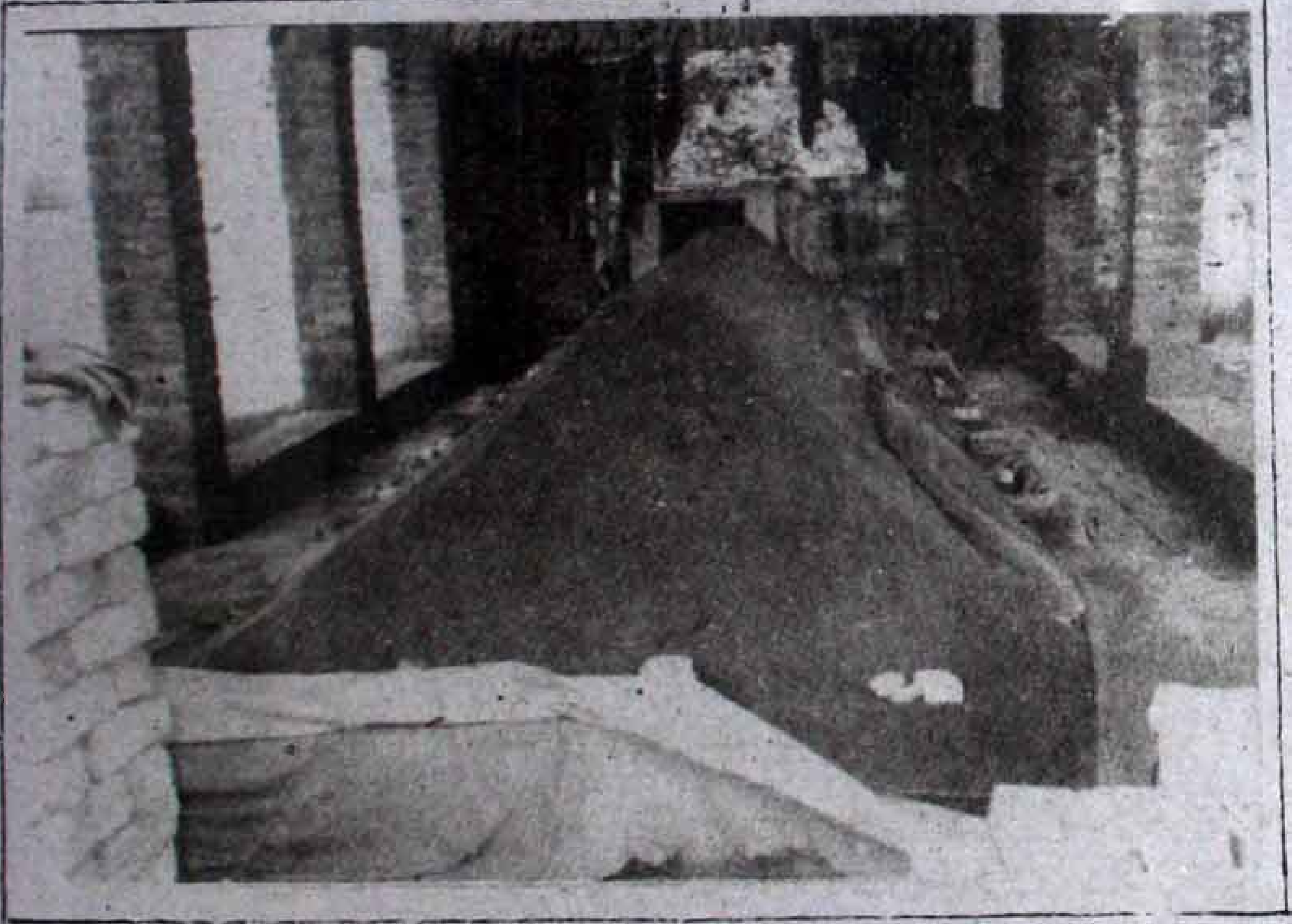

گوجر خاں اور راولپنڈی کے درمیان مشہور قصبہ کلیام شریف ہے یہاں بزرگ اولیاء کرام کے مزارات کے علاوہ نوگز لمبے مزارات بھی ہیں۔ اور پانی کے چشمہ کے کنارے ایک تباہ شدہ شہر کے آثار بھی ملتے ہیں۔ تین مزارات میں سے ایک مزار پختہ تعمیر ہے۔ چھت کے علاوہ چار دیواری بھی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 325 نمبر شمار 374 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت حاوا نامؒ ہے۔ آپ حضرت سلمانؑ کی اولاد سے بیان کیے گئے ہیں۔ دوسری دو نوگز قبریں بھی قریب ہی ہیں۔

marfat.com

کلیام شریف میں حضرت سیلوش المعروف شاہ نعمت ولی کا مزار

کلیام شریف گوجر خان سے 10 ، 12 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جہاں حضرت خواجہ فضل چشتی صابری کے علاوہ دیگر بزرگان دین کے مزار بھی ہیں۔ لیکن یہ قدیمی مزار کلیام شریف کے شمال مشرق کی جانب ہے۔ کلیام ایک قدیمی شہر ہے۔ تباہ شدہ کھنڈرات کے قریب ہی ایک پانی کا چشمہ بھی ہے۔ اس چشمہ کے کنارے کسی تباہ شدہ آبادی کے آثار ملتے ہیں۔ پرانے ٹبے سے مٹی کے برتن کے ٹکڑے، تراشے پتھر اور اینٹوں کے ٹکڑے بھی ملتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر کئی بار اجڑا، کئی بار آباد ہوا۔ کلیام میں دو نو گز لمبے مزار ہیں۔ ایک مزار پختہ ہے۔ چار دیواری اور چھت بھی ہے۔ جو قبرستان میں ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز کے قریب ہے۔ یہاں مقامی آبادی کے لوگ پوری عقیدت اور احترام سے حاضر ہوتے ہیں۔ دوسرا مزار قدیمی چشمہ کے قریب ہے۔ جس کی لمبائی 9 گز کے قریب ہے۔ مقامی آبادی سے مطابق اس مزار کو وہ شاہ نعمت ولی کے نام سے پکارتے ہیں۔ کلیام کے رہنے والے ریٹائرڈ ہیڈ کلرک ملک نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے۔ کہ اس مزار کو ہم شاہ نعمت ولی کے نام سے پکارتے ہیں۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس سے صفحہ نمبر 325 نمبر شمار 381 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت سیلوش تحریر ہے۔ نام کے نیچے نام شاہ نعمت ولی بھی تحریر ہے۔

کلیام میں ایک اور ٹبہ پر بہت بڑے درخت کے نیچے بھی قدیمی مزار ہے۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ سے صفحہ 335 نمبر شمار 374 کے مطابق صاحب مزار کا نام "حضرت حاوانام" ہے۔ حضرت سیلوش کے نام کے قریب ہی درج ہے۔ جو حضرت موسیٰ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ قدیمی مزار اس بات کے داعی ہیں کہ کلیام ایک قدیم شہر ہے۔ جہاں اللہ کے نیک بندے رشد و ہدایت کیلئے تشریف لاتے رہے۔

marfat.com

اولیائے کلیام شریف راولپنڈی

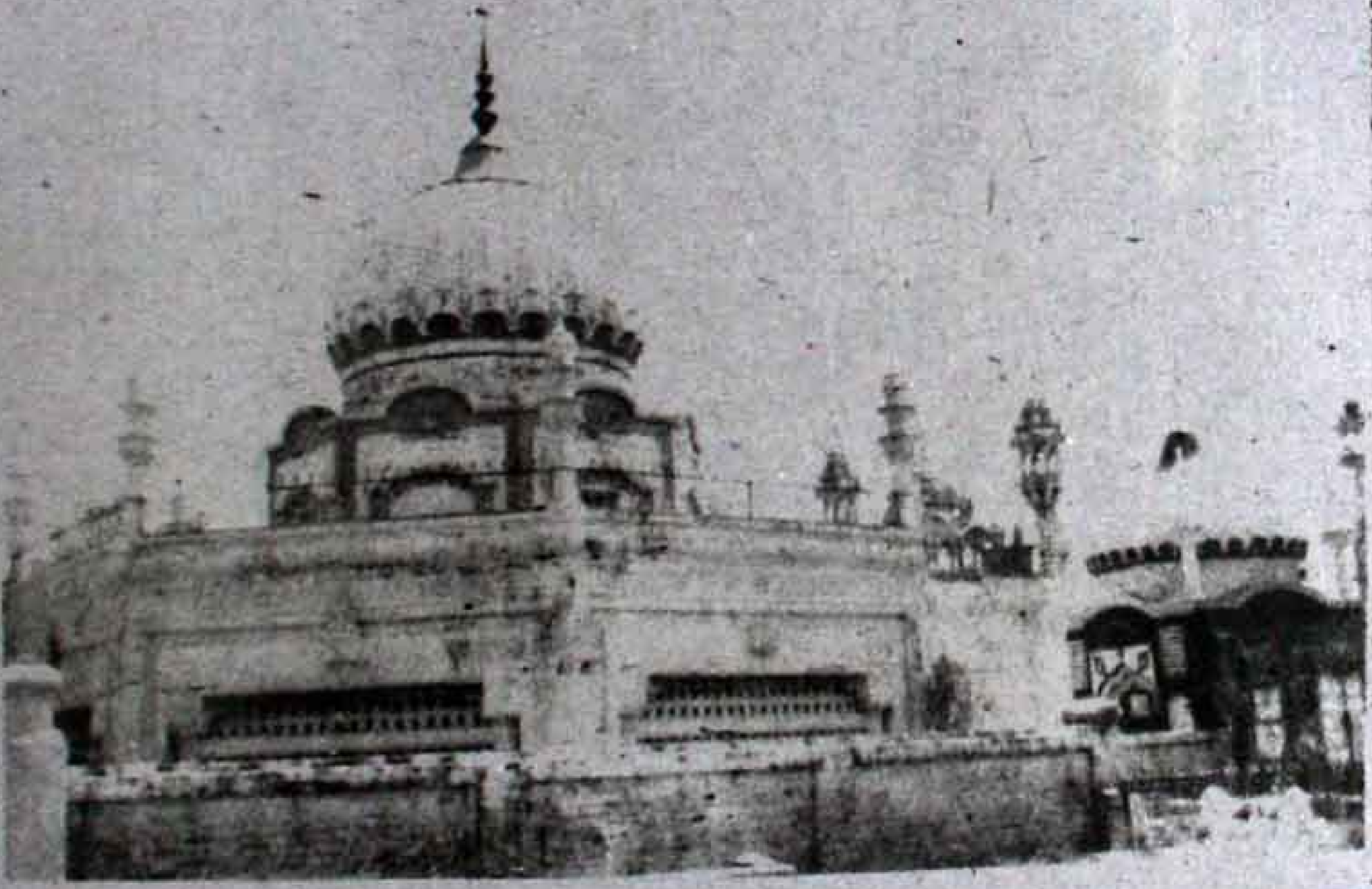

راولپنڈی سے تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر گوجر خان راولپنڈی کے درمیان مشہور قدیمی روحانی قصبہ کلیام شریف ہے۔ کلیام شریف میں نوگزلمبی قبروں کے علاوہ تباہ شدہ بستی کے آثار بھی ملتے ہیں۔ کلیام شریف کے آستانہ مبارک میں حضرت خواجہ محمد شریفؒ حضرت خواجہ فضل الدین چشتی، چشتی صابریؒ حضرت سائیں محمد حسین عرف سائیں سنگھوڑیؒ حضرت سید امیر علی شاہؒ حضرت مولوی عبدالستارؒ کے مزار مبارک میں بڑی سرکار کا روضہ مبارک شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کو فیض حضرت سید خواجہ مظہر علیؒ جلال آباد سے ملا۔ کافی عرصہ مرشد پاک کے حضور حاضر رہے۔ ولایت پانے سے بعد آپ کو مرشد کے ساتھ پوٹھوہار جانے کا حکم صادر کیا آپ کلیام میں قیام پذیر ہوئے

marfat.com

کلیام میں حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کا مزار

راولپنڈی سے 16 میل دور موضع کلیام اعوان میں حضرت بابا فضل الدین چشتی صابری کا مزار ہے۔ بڑے پائے کے درویش ہیں۔ مجاہدات شاقہ میں زندگی بسر کی۔ فرمایا کرتے درویشی جہاد بالنفس کا نام ہے۔ لذات دنیا سے عمر بھر کنارہ کش رہے۔ گرمیوں میں تیز دھوپ کے اندر ایک سل پر پڑے رہے اور سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں میں ٹھنڈے پانی کی دھار سر پر ڈلواتے اور فرماتے "ہائے سڑی میاں، ہائی بلی میاں" یہ عشق کی آگ تھی جس میں آخری سانس تک جلتے رہے۔ 1892ء میں وصال ہوا۔ جنازہ کی نماز حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے پڑھائی۔ اب ہر سال جنوری میں وہاں بہت بڑا عرس ہوتا ہے جو دس روز برابر جاری رہتا ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ مزار پر عرس کے دنوں میں قوالی ہو رہی تھی کہ لحد کو جنبش ہونے لگی حاضرین نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت گولڑویؒ فرماتے ہیں جس قسم کی ریاضت شاقہ نفسانی راحت کو توڑنے والی انہوں نے کی ہیں اہل زمانہ نے ان کی نظیر نہیں دیکھی اہل حاضران کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بے خبری کے باعث ان پر معترض ہوتے تھے۔ ان کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ گزرتا اور کمال استغراق حال سے اشتغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور تھے۔ آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں جو مضمون کی طوالت کے باعث تحریر نہیں کی جاسکتیں۔ آپ کا مزار مبارک کلیام شریف راولپنڈی کے قریب ہے۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے اور سارا کام شیشہ کاری سے ہوا ہے۔

marfat.com

پوٹھوہار میں قدیمی قلعے

پوٹھوہار کی سرزمین بہت قدیمی ہے۔ یہاں سے پائی جانے والی پرانی تہذیب کی کڑیاں ہزاروں سالہ پرانی ہیں۔ درہ خیبر سے آنے والے حملہ آوروں اور تجارتی قافلوں کا گزر پوٹھوہار کے علاقہ سے ہوتا رہا۔ پوٹھوہار کے علاقے میں چند قلعوں کے آثار ملتے ہیں تاریخی کتاب پوٹھوہار میں جن قلعوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔

(1) قلعہ نندنا (باغاں والا) (2) قلعہ ناڑا (3) قلعہ کوٹ (پورا نام معلوم نہیں ہو سکا محل وقوع دو میل شمال از ملک پور) (4) قلعہ گرجاکھ (5) قلعہ کسک (6) قلعہ کھجولا (7) قلعہ کٹاس (8) قلعہ ڈنڈوت (9) قلعہ کوٹ ککھی (موجودہ نام گاہی) (10) قلعہ ملوٹ (11) قلعہ کھتکا (12) قلعہ بادشاہ پور (یہ قلعہ نہیں صرف بابر نے یہاں قیام کیا تھا) (13) قلعہ نلی (14) قلعہ بیلی (15) قلعہ دھولر (16) قلعہ شاریہ (17) قلعہ کھوڑا کھتوائی (18) قلعہ گانڈے والا (نزو پنڈ داو نخان) (19) قلعہ پھروالا (20) قلعہ رواث (21) قلعہ دانگلی (22) قلعہ روہتاس (23) قلعہ سلطان پور

ان قلعوں میں تین چار قلعے یعنی پھروالا، رواث، سلطان پور، دانگلی، روہتاس بہت بڑے تھے۔ ان کے کھنڈر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں قلعوں کے دروازے بہت اونچے رکھے جاتے تھے۔ کیونکہ ان سے ہاتھیوں کو گزرنا ہوتا تھا۔ ہاتھی جنگی ضرورتوں کے علاوہ بار برداری اور سفر کے لئے بھی استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ اگر غنیم حملہ کر کے کسی شہر پر قبضہ کر لیتا تو شہری آبادی قلعہ میں منتقل ہو کر مقابلہ کرتی۔ اس لئے قلعے مضبوط سے مضبوط تر بنوائے جاتے۔ دیواریں بلند رکھی جاتیں اور ان میں تیر اندازی کی خاطر موکھ یا سوراخ رکھے جاتے قلعہ کے محافظ دستوں کے رہائشی مکان صدر دروازے کے بالکل سامنے ہوا کرتے تھے۔ قلعہ پھروالا تحصیل کہوٹہ میں ہے۔ جو گکھڑوں کا صدر مقام تھا۔

بابر نے اپنی تزک میں پھروالا کو پرہالہ لکھا ہے۔ یہاں سلطان کیگوہر عرف گکھڑ شاہ نے ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا جو 1008ء سے 1012ء کے درمیانی عرصہ میں مکمل ہوا۔ پھروالا کا قلعہ اڑھائی میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ قلعہ کے شمال میں اونچی پہاڑیاں ہیں جنوب کی سمت گہرے کھڈ ہیں ایک جانب قلعہ کی دیواروں کے نیچے دریائے سواں بہتا ہے۔ یہ کھڈ پہاڑیاں اور دریا قلعہ کے لئے قدرتی دفاع کا کام کرتے رہے۔ اس طرح عسکری نقطہ نظر سے اس قلعہ کی تعمیر کے لئے پھروالا کے مقام کا انتخاب غلط نہ تھا۔ قلعہ میں چھ دروازے ہیں دیواریں تیس فٹ بلند اور بیس فٹ چوڑی ہیں۔ دیواروں میں غنیم پر تیر چلانے اور بندوق داغنے کے لئے جگہ جگہ روزن موجود ہیں۔ نقار خانہ والے حصے کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سپاہیوں کے رہائشی مکانات ہوں گے۔ اس قلعہ کی فوجی اہمیت بہر حال عیاں ہے۔ تاہم اسے فن تعمیر کا کوئی بلند پایہ نمونہ نہیں کہا جاسکتا۔ تزک بابر کے مطابق مغل شہنشاہ بابر نے اس قلعہ میں قیام کیا۔ مغل شہنشاہوں کی کئی باتیں اس قلعہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مغل شہنشاہ ہمایوں کے بھائی کامران کی آنکھیں اس قلعہ میں نکالی گئی تھیں۔ آنکھوں سے محرومی کے بعد مرزا کامران نے ہمایوں سے حج پر جانے کی اجازت چاہی اور سندھ کے راستے عازم حجاز ہوا۔ اس سفر میں اس کی اہلیہ ماہ چوچک، بیگم چلمہ بیگ اور بیگ ملوک اس کے ہمراہ گئے۔ کامران نے تین مرتبہ حج کی سعادت پائی اور 15 اکتوبر 1557ء کو مکہ مکرمہ میں اس کا انتقال ہوا۔ پھروالا دریائے سواں کے کنارے کہوٹہ کے مغرب کی جانب ہے۔

marfat.com

گوجر خاں کے قریب حامد جھنگی میں ۱۲ نو گز لمبے مزارات

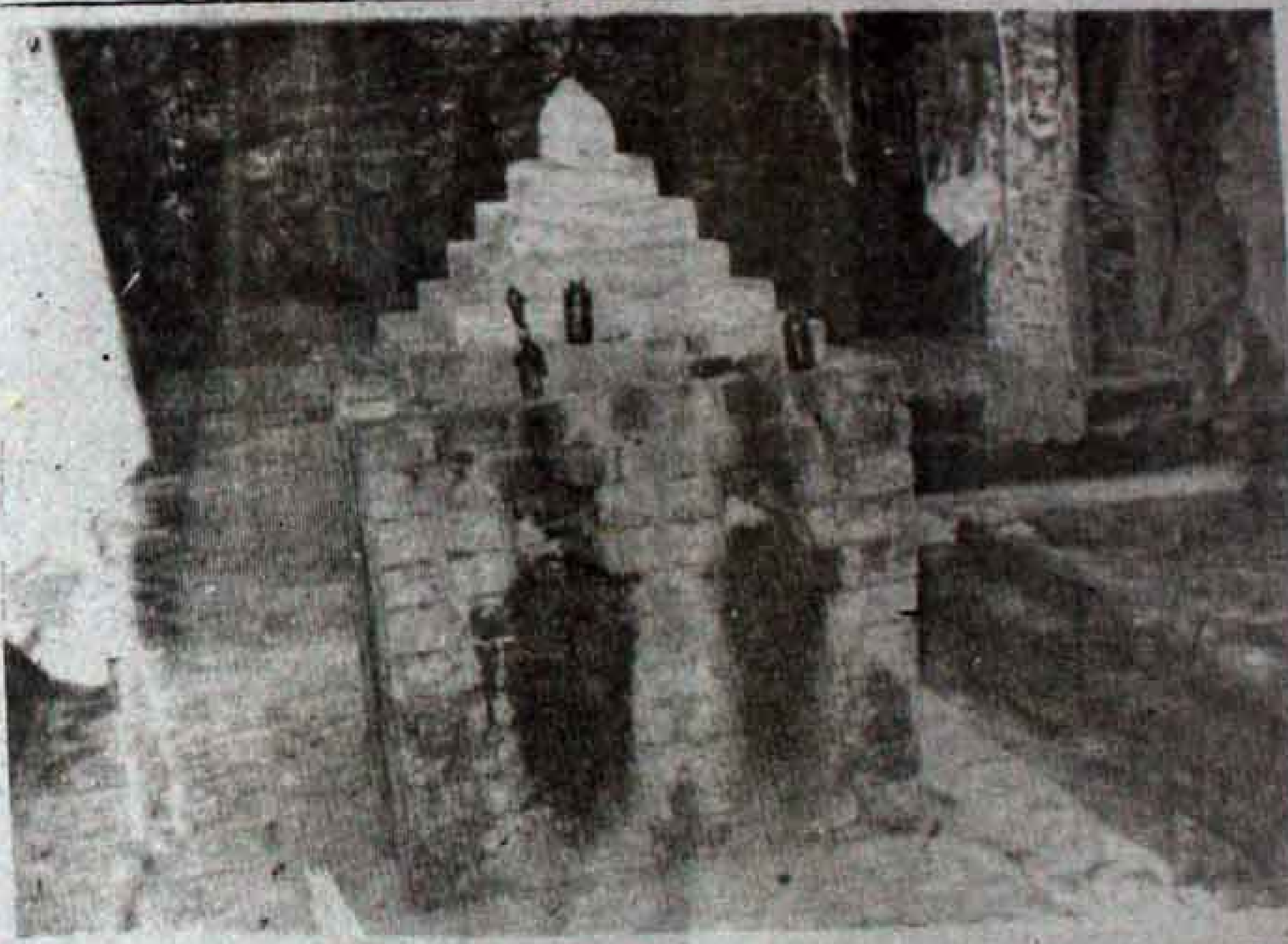

گوجر خاں کے مین بازار سے ایک سڑک جانب جنوب مانکیالہ کی طرف جاتی ہے مانکیالہ سے ایک کچی سڑک شمال کی طرف حامد جھنگی کی طرف جاتی ہے۔ حامد جھنگی کے قریب قبرستان میں بڑے بڑے درخت بھی ہیں۔ یہاں قدیمی دور کے نوگز لمبے بارہ مزارات ہیں جن کی لمبائی نوگز ہے۔ جو پتھر سے تعمیر شدہ ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے ہاں ملنے والے قلمی نسخہ میں صاحب مزارات کے نام اسرائیل، انوش، ہرشیا، سلمیان، فاحان، سلمان، لومال، حزقیل، اسماعیل ہیں ان میں دس قبریں شمال جنوب ہیں اور دو کی سمتیں مشرق مغرب ہیں۔ ان میں اسرائیل اور انوش موسیٰؑ کی اولاد سے ہیں اور ہرشیا حضرت داؤدؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں

مانکیالہ کے قریب ایک سڑک حامد جھنگی کی طرف جاتی ہے حامد جھنگی اور بھروال دلالاں کے قریب گھنے جنگل نما قبرستان میں درخت ہی درخت ہیں۔ ان گھنے درختوں کے درمیان بارہ عدد نوگزی قبریں ہیں۔

marfat.com

جو یہاں پتھروں سے تعمیر کی گئی ہیں ۔ دس قبریں شمالاً جنوباً جبکہ دو کا رخ مشرق مغرب کی طرف ہے ۔ یہ مزار ہزاروں سال پرانے ہیں ۔ عرصہ گزر جانے کے باوجود ان ہستیوں کے نشان نہیں مٹ سکے ۔ گھنے درختوں نے ان کا تقدس برقرار رکھا ہے ۔ اہل نظر اہل کشف کے مطابق یہ مزار انبیاء کرام یا ان کے خلفاء غازیوں کے ہیں ۔ بڑے دروازے پر شیشہ کاری کا کام کیا گیا ہے ۔ اصحاب غازی تحریر ہے ۔ ہندوستان سے آئے ہوئے بزرگ اللہ دتہ جو یہاں تنہا رہتے ہیں ، عرصہ چالیس سال سے ان مزارات کی دیکھ بھال ، صفائی اور دیا بتی کرتے ہیں ۔ گرمی کے موسم میں مچھروں جیسے زہریلے کیڑے مکوڑوں کے درمیان قیام کرنا بابا اللہ دتہ کا ہی کام ہے ۔ بابا اللہ دتہ ان مزارات کے بارے میں کئی راز کی باتیں بیان کرتے ہیں ۔ حافظ شمس الدین جو گجرات کے مشہور قصبہ گلیانہ کے رہنے والے تھے ۔ ایک صدی قبل ان کے ہاں ملنے والے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزارات کے نام اسرائیل ، انوش از اولاد کلیم اللہ ، ہرشیا سلیمان از اولاد حضرت داؤد فرامان از اولاد حضرت یوسف ، سلمان لومال ، حزتیل ، اسماعیل کا اندراج پایا جاتا ہے ۔ ان قبروں کے قریب سنگلاخ چٹانیں ، سرخ سفید پتھریلے خشک پہاڑ اپنے اندر کئی داستانیں لئے کھڑے ہیں ۔

حامد جھنگی میں نو گز لمبا مزار

marfat.com

گوجر خاں کے قریب بھڈانہ میں نو گز لمبا قدیمی مزار

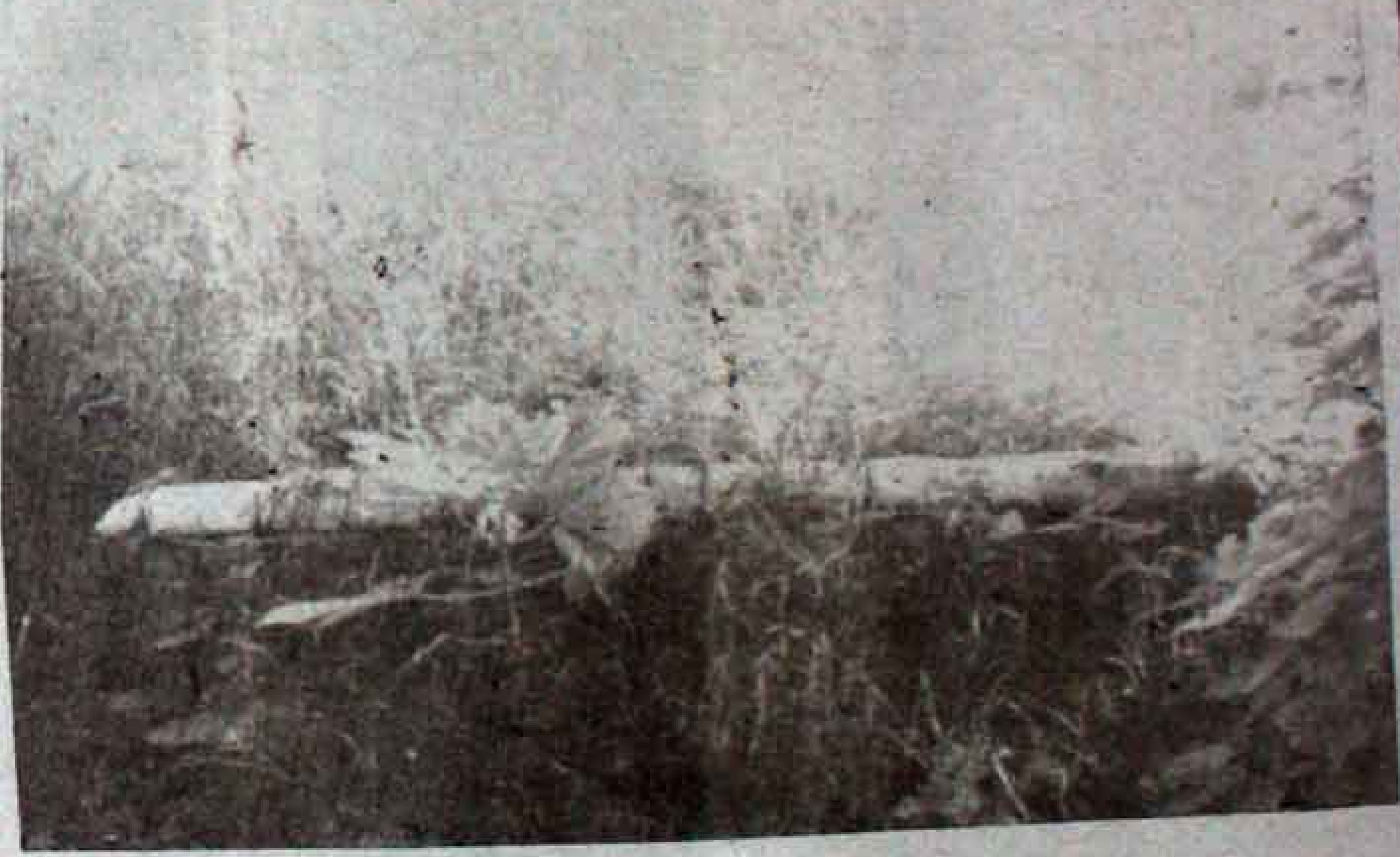

یہ مزار گوجر خاں کے قدیمی تاریخی قصبہ کے جانب مشرق میں ہے ۔ بھڈانہ گاؤں گوجر خاں سے تقریباً چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ۔ اور نشیبی علاقہ میں ہے ۔ یہاں کہیں آبی گذر گاہیں ہیں مزار نو گزہ لمبا ہے ۔ پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور چار دیواری بھی ہے ۔ حافظ شمس الدین گلیانوی رح کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۲۴ نمبر شمار ۳۵۸ کے مطابق صاحب مزار کا نام مرطوش ع ہے ۔ جو حضرت موسیٰ ع کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں ۔ آپ کو غازی اور خلیفہ کا رتبہ بھی حاصل تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گوجر خاں بھڈانہ کے قریب سے کوئی پرانی سڑک جو مغرب سے نکل کر آبی گزر گاہوں اور گوجر خاں سے ہوتی ہوئی، جانب مشرق جا نکلتی تھی ۔ جس کے کنارے مزار کے یہ نشان ہیں ۔

marfat.com

گوجر خاں میں اولیاء کرام اور تاریخی مقامات

====

برصغیر کی مشہور و معروف بزرگ ہستی حضرت بری شاہ لطیف المعروف بری امام حضرت معظم دریا مشہدی گوجر خاں کے نواحی قصبہ سید کسراں میں پیدا ہوئے ۔ آپ سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ۔ حضرت فضل الدین کلیامی کے ہم عصر تھے ۔ آپ تمام عمر تبلیغ اسلام کرتے رہے آپ کی بے شمار کرامات ہیں ۔

حضرت سید محمد شاہ:

حضرت سید محمد شاہ میرپور کے نواحی گاؤں قصبہ کیمارہ میں پیدا ہوئے تھے ۔ آپ کا سلسلہ نصب بخاری سادات سے جا ملتا ہے ۔ آپ پنجابی کے بڑے شاعر تھے ۔ اور پیر محمد شاہ مرتب کی ۔ آپکا انتقال 1884ء میں ہوا۔ اور کیمارہ شریف میں ہی دفن ہوئے ۔ منگلا ڈیم کی تعمیر کی وجہ سے آپ کے تابوت کو نکال کر گوجر خاں کے قریب مندرہ لایا گیا ۔ مندرہ کے مقام پر آپ کا مزار ہے ۔

حضرت بودلے بہار شاہ:

سید کسراں میں پیدا ہوئے ۔ آپکا سلسلہ نصب حضرت بری امام شاہ سے جا ملتا ہے ۔ آپ نے غریبوں یتیموں مسکینوں کیلئے ایک لنگر خانہ جاری کیا ۔ ہندوؤں ، مسلمانوں سکھوں میں بلا تفریق قوم نسل لنگر تقسیم کرتے ۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو سکھ بھی آپ کے عقیدت مند تھے ۔ آپکا مزار دولتالہ میں ہے ۔

صاحبزادہ عبدالحکیم المعروف چیرے والا:

صاحبزادہ عبدالحکیم کے آباؤ اجداد عرصہ دراز تک شہنشاہان ایران کے استاد رہے ۔ اس سبب آپ کے خاندان کو صاحبزادگان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں آپ کے بزرگ سیر و سیاحت کیلئے ایران سے برصغیر پاک و ہند تشریف لائے ۔ اغلب خیال یہ ہے کہ آپ کے بزرگ اولاً کشمیر آئے ہوں گے ۔ اور ثانیاً کشمیر کے سرحدی علاقہ چکڑائی بدھالی کو پسند فرما کر یہیں مستقل رہائش پذیر ہوئے ہوں گے ۔ صاحب زادہ عبدالحکیم نے روحانیت میں کمال حاصل کرنے کیلئے پانی میں چلہ کشی کی اس دوران آپ ایک غوطہ میں اکتالیس مرتبہ سورۃ یسین کی تلاوت فرماتے تھے ۔ چلہ کشی کے دوران ایک مرتبہ آپ اتنا زیادہ عرصہ پانی میں رہے کہ آپکے جسم کا نچلا حصہ مچھلیاں کھا گئیں ۔ آپ بہت بڑے ولی اللہ درویش ہو گزرتے ہیں ۔ آپکا مزار قلعہ سنگھنی میں ہے جب آپ کو دوبارہ دفن کیا گیا تو آپ صحیح حالت میں پائے گئے تو لوگ تین دن آپ کے جسد خاکی کا دیدار کرتے رہے ۔ اس کے علاوہ حضرت چپو شاہ کا مزار بھی گوجر خاں میں ہی ہے ۔ آپ 30 سال تک خاموش رہے ۔ جس کیلئے آپ کو چپو شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۔

بابا سید پہلوان شاہ:

بابا سید پہلوان شاہ مشہدی موضع ہجرانہ کے رہنے والے تھے آپ کے آباؤ اجداد ایران سے کشمیر اور کشمیر سے ہجرت کر کے اس گاؤں میں تشریف لائے تھے ۔ آپ کے والد محترم سید غلام مصطفیٰ شاہ مشہدی نے موضع

marfat.com

کیال جترانہ میں اسلامی طرز پر ایک مدرسے کی بنیاد رکھی ۔ اس مدرسے میں اولاً آپ کے والد سید غلام مصطفیٰ شاہ مشہدی تمام عمر اسلامی تعلیمات سے بچوں کو بہرہ ور کرتے رہے ۔ اور پھر آپ کی وفات کے بعد اس عظیم کام کی تکمیل کا بیڑہ سید پہلوان شاہ مشہدی نے اٹھایا مگر انگریزوں کے پنجاب کے قبضے اور مسلمانوں کی فوج میں شمولیت کے سبب آپ اس کی تکمیل جاری نہ رکھ سکے ۔

سید جلال اکرم شاہ مشہدی :

سید جلال اکرم شاہ مشہدی بھی موضع کیال بجرانہ کے رہنے والے تھے ۔ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے ۔ آپ روحانیت سے انسانوں اور جانوروں کی بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے ۔ آپ کی بے شمار کرامات خاص و عام کی زبان پر ہیں ۔

ان کے علاوہ گوجر خاں میں حضرت بابا جھنڈا، حضرت شاہ شریف ، حضرت فقیر شاہ بخاری ، حضرت شیخ طالب ، حضرت شہید بابا ، سید گلاب شاہ شیرازی ، درویش اور ولی اللہ ہو گزرے ہیں ۔ حضرت بابا گلاب شاہ شیرازی کو اللہ تعالیٰ نے بے اولاد افراد کو ان کی نعمت سے سرفراز کرنے کی فضیلت بخشی تھی ۔ آپ نے اپنی زندگی میں لاتعداد افراد کو اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا ۔ بابا گلاب شاہ 1308ھ کو فوت ہوئے آپکا مزار آپ کی حویلی میں بنایا گیا ۔

گوجر خاں کے آثار قدیمہ : •

کتاب تاریخ گوجر خاں از اکرام الحق کے مطابق گوجر خاں میں چند قدیم قلعوں کے آثار ملتے ہیں ۔ قلعہ سکھوں نے بنایا تھا ۔ اسکا قلعدار ککر کے بیدی باوا کا خاص مشیر پرمل سنگھ تھا ۔ ہندو مسلم فسادات میں مسلمانوں نے اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور اس کا نام و نشان تک مٹادیا ۔ اس کے کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا سا قلعہ تھا ۔ جو دفاعی اعتبار سے بنایا گیا تھا ۔

قلعہ سنگھنی :

گوجر خاں کے شمال میں قصبہ بیول سے تقریباً چار کلو میٹر اور موضع لکال سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر تحصیل کہوٹہ اور تحصیل گوجر خاں کی سرحد پر قلعہ سنگھنی واقع ہے ۔ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ اس کا نام سنگھنی لفظ سنگم سے بگڑی ہوئی شکل ہے ۔ جسے ابتداء میں قلعہ سنگمی کہا جاتا تھا ۔ اس کو سنگھنی اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ قدرتی نالوں کے سنگم پر واقع ہے ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسے کسی مغل بادشاہ نے تعمیر کروایا اور اس عہد میں کچے یا معمولی قلعہ کو سنگھی کہا جاتا تھا ۔ سکھوں نے پنجاب پر قبضہ کرنے کے بعد دفاع کے اعتبار سے اسے مضبوط بناتے ہوئے چتر سنگھ تحصیلدار بیول اور حاکم علاقہ گلاب سنگھ کی زیر نگرانی 1823ء سے 1825ء کے درمیانی عرصہ میں اسے پکا کردیا ۔ قلعہ کے پختہ ہونے پر اسے قلعہ سنگھنی کا نام دیا گیا جسکا مطلب پکا قلعہ ہے ۔ قلعہ سنگھنی مربع کی شکل کا ہے ۔ اس کے مغرب اور جنوب مشرق میں ایک خوبصورت ندی بہتی ہے ۔ جو سطح زمین سے تقریباً دو سو فٹ گہری ہے ۔ قلعہ کی مغرب کی جانب یہ ندی ایک خوبصورت آبشار کا

marfat.com

منظر پیش کرتی ہے ۔ یہ آبشار قلعہ سے ملحق بلند بالا پہاڑی کے عین وسط سے نکلتی ہے ۔ قلعہ کے اندرونی دفاع کے اعتبار سے بیرونی حملہ آور فوج کو روکنے کیلئے مورچے تعمیر کئے گئے تھے ۔ رات کی تاریکی کو ختم کرنے اور چھت پر روشنی کے بندوبست کیلئے ایک گنبد ہے ۔ جہاں آگ جلائی جاتی تھی ۔ اس قلعہ میں جو پتھر پہاڑیوں سے استعمال کیا گیا ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اردگرد کی پہاڑیوں سے لیا گیا ہے ۔ اس کی تعمیر سکھوں کے تقریباً دو سو قیدیوں نے کی تھی ۔ جن میں اکثریت مسلمانوں کی تھی ۔ اور ان کے معمار و مزدور قیدیوں کے ہاتھ قلعہ کی تعمیر کے بعد کاٹ دیئے گئے تھے ۔ سکھوں نے اگرچہ اپنے دفاع کو استحکام بخشنے کیلئے اس قلعہ کو تعمیر کیا تھا تاہم بعد میں اس سے جیل کا کام لینا شروع کردیا ۔ چنانچہ سکھ اس جیل نما قلعہ میں حریت پسند مسلمانوں کو گرفتار کر کے ان پر تشدد کرنے لگے ۔ قلعے کے اندر صاحبزادہ عبدالحکیم کا مزار تعمیر کیا ہوا ہے ۔ اگرچہ یہ قلعہ اب اپنی اصلی حالت میں نہیں ہے تاہم اس کی بناوٹ کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے عہد کا ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا ۔ جو وقت کے ساتھ اپنی عظمت کھوچکا ہے ۔

زوتم بلڈنگ :

گوجر خاں شہر میں ہندو تاجر زوتم داس نے اپنی رہائش کیلئے عظیم الشان عمارت تعمیر کروائی تھی ۔ جسے زوتم داس شاہ کا محل کہا جاتا ہے اس عمارت میں قیمتی سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے ۔ اس کی وسعت کشادگی اور دیدہ زیبی اپنا ثانی نہیں رکھتی ہے ۔ تقسیم برصغیر کے وقت ہندوؤں کے یہاں سے چلے جانے پر زوتم داس شاہ کی عظیم الشان عمارت کا مسلمانوں نے نام ونشان مٹا دیا ۔ جو کبھی لوگوں کی نگاہ کا مرکز ہوا کرتی تھی ۔

باولیاں :

گوجر خاں میں اسلامی عہد میں متعدد باولیاں تعمیر کراوائی گئیں ۔ جو گردش زمانہ اور رفتار زمانہ کے ہاتھوں نیست نابود ہوچکی ہیں ۔ شیر شاہ سوری نے گوجر خاں شہر میں ایک باؤلی تعمیر کروائی تھی ۔ جسکے آثار اب نظر نہیں آتے ۔ جبکہ شیر شاہ سوری کی قائم کردہ مسجد کی توسیع کرکے جامع مسجد میں تبدیل کردیا گیا جواب شاہراہ قائداعظم اور پولیس اسٹیشن کے قریب واقع ہے ۔ تاہم شیر شاہ سوری کے قائم کردہ دو کنوئیں اب بھی باقی ہیں جن میں سے ایک زیر استعمال ہے جو اس وقت مسلمانوں کیلئے تعمیر کیا گیا ۔ جبکہ دوسرا کنواں جو ہندوؤں کیلئے تعمیر کیا گیا تھا ختم ہوتا جارہا ہے ۔ اس کنوئیں کے اوپر ہندوؤں کا متبرک درخت پیپل اب بھی موجود ہے ۔ جو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ کنواں ہندوؤں کا تھا ۔ اس خطہ میں سکھ عہد میں جو باولیاں تعمیر ہوئیں ۔ ان کے آثار دولتالہ ، گوجر خاں ، بیولی ، سکھو اور گلیانہ کے گردنواح میں ملتے ہیں ۔ ان میں سے بعض مٹی سے بھر گئے ہیں ۔ اور بعض کی سیڑھیاں ٹوٹ چکی ہیں ۔ جسکے باعث یہ قابل استعمال نہیں رہیں ۔

تالاب :

گوجر خاں میں قدیم ترین تالاب جبر ودتیاں کے مقام پر ہے ۔ جو محمود غزنوی کے غلام اور گورنر لاہور ایاز نے فوجی چھاؤنی کی تعمیر کے سلسلے میں پانی کے ذخیرہ کیلئے بنوایا تھا مگر بعد ازاں یہاں کی کالی مٹی کے موسم گرما میں

marfat.com

پھٹنے کے عمل سے چھاؤنی کی تعمیر روک دی گئی تاہم تالاب بن چکا تھا جسے ختم نہ کیا گیا، اس تالاب کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ جہاں اس تالاب کو تعمیر کیا گیا اس جگہ کو ایاز سر کہا جاتا ہے۔ جو بعد میں بگڑ کر حیات سر کے نام سے مشہور ہوگیا۔ شیر شاہ سوری نے جہاں گوجر خاں میں مسجد سرائے، اور کنوئیں وغیرہ تعمیر کروائے تھے وہاں اس نے تالاب بھی عوامی فلاح و بہبود کیلئے بنوایا تھا جو موجودہ جنرل پوسٹ آفس اور لائبریری کے مقام پر واقع ہے۔ گوجر خاں کی اقوام گکھڑ، راجپوت، چوہان راجپوت، بھٹی راجپوت، جنجوعہ راجپوت، قریشی، جٹ اور نگیال ہیں۔

marfat.com

چکوال

تفصیل راقم کی تحریر کردہ کتاب

سیالکوٹ سے خیبر تک میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

چکوال میں حضرت حمزہ نوش ؒ کا مزار

یہ مزار چکوال کے قبرستان میں میں واقع ہے ۔ مزار کی چار دیواری بھی ہے ۔ پھول دار نقش ونگار والی تختیوں سے تعمیر کیا گیا ہے ۔ اس مزار پر اپنے وقت کے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر 325 نمبر شار 391 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت حمزہ نوش ؒ ہے ۔ آپ کا سلسلہ مرسلین سے جا ملتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہم نے ہر قوم ہر قبیلہ کے پاس ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجے ۔ یہ مزار چکوال کے قبرستان میں ہے ۔ راقم مزار پر حاضری دے رہے ہیں ۔ چکوال کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے ۔ اس علاقہ میں ہندوؤں کی عبادت گاہیں ہزاروں سالہ قدیمی ہیں ۔ اللہ کے نیک بندے رشد وہدایت کے لئے اس علاقہ میں آتے رہے ۔ یہ اس دور کی بات ہے کہ جب دنیا میں تاریخ نام کی کوئی چیز نہ تھی ۔ چونکہ چکوال کی سرزمین معدنیات سے مالا مال ہے اور قدم قدم پر چشمے ندی نالے بہتے ہیں ۔ چکوال کا جدید شہر سولہویں صدی میں آباد ہوا ۔ تاہم ان نوگز لمبے مزارات کے قریب تباہ شدہ بستیوں کے آثار ملتے ہیں ۔ جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ماضی میں یہاں کوئی شہر آباد تھا ۔

marfat.com

چکوال میں نوگز لمبا مزار

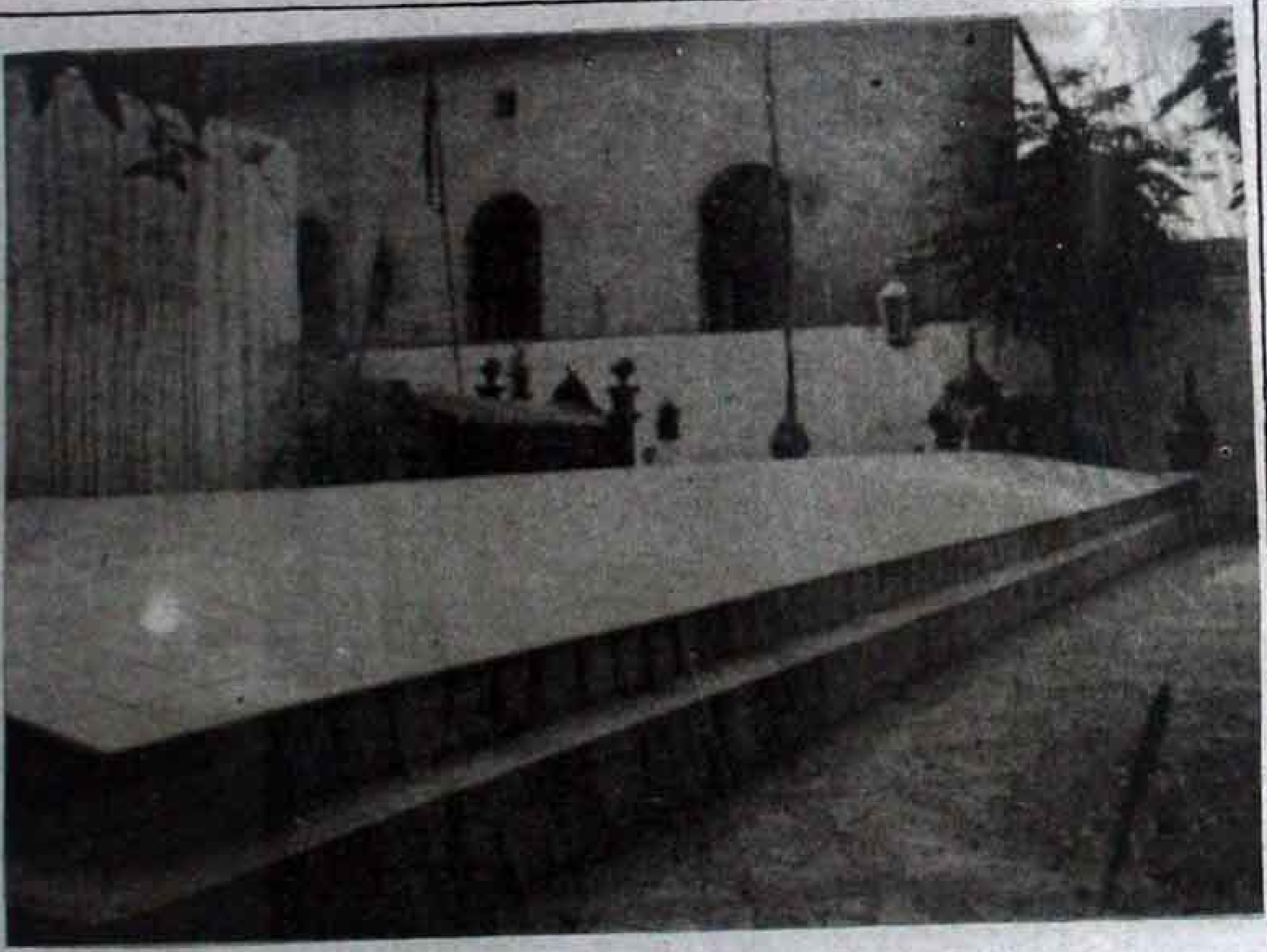

چکوال کے گردونواح کوہستان کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہے۔ ماضی میں چکوال کو بہت اہمیت حاصل رہی یہ مزار قبرستان کے مغرب کی جانب ہے۔ مزار کی لمبائی نوگز کے قریب ہے۔ مزار کو شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے بیرونی دروازے پر یہ تحریر لکھی ہوئی ہے "اصحاب رسول کریم عرف نوگزہ" قریب ہی ایک درویش کا مزار بھی ہے جس پر یہ تحریر درج ہے "قبلہ شیخ محمد اسلم قلندر محبوب سلطان العارفین تاریخ وصال 1950ء" درج ہے۔ یہ مزار جہلم چکوال روڈ چونگی کے نزدیک ہے۔ محلہ سرگوجرہ قبرستان میں کئی اور قدیمی قبریں بھی ہیں اور برگد پیپل کے بڑے بڑے درخت بھی ہیں۔ قریب ہی کسی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ کیونکہ زمین سے مٹی کے پرانے برتنوں کے ٹکڑے اور انسان کے استعمال میں ہونے والی اشیاء کے ٹکڑے بھی ملتے ہیں۔ جو کسی تباہ شدہ شہر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس نوگز مزار کے جانب مشرق نوگز لمبا مزار ہے جو قبرستان میں ہے۔ یہ بہت خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ صاحب مزار کا نام حضرت حمزہ نوش ؒ ہے۔

marfat.com

چکوال راولپنڈی روڈ پر پہاڑوں کے درمیان جنگل میں نو گز لمبا مزار

چکوال سے ایک سڑک راولپنڈی کی طرف جاتی ہے۔ اس قدیمی گزرگاہ سے کئی اللہ کے نیک بندے میدانی علاقوں میں داخل ہوتے رہے۔ یہ مزار سڑک کی مغرب کی جانب گھنے درختوں میں ہے۔ اگرچہ مزار پختہ تعمیر نہیں لیکن مزار کے نوگز حصے تک اینٹیں پڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ چند سبز رنگ کے جھنڈے بھی درختوں کے ساتھ لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مقامی آبادیوں کے چند بزرگوں نے بتایا کہ یہ مزار عرصہ سے ہم ایسی حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ اس قدیمی گزرگاہ سے کئی اولیاء کرام جو کابل افغانستان کی جانب سے رشد وہدایت کے لئے آتے تھے، اس علاقہ سے گزرے۔ اس علاقہ میں حضرت خواجہ محمد ابراہیم المعروف توتاں والی سرکار کا آستانہ بھی ہے۔ قریب ہی کلر کہار ڈیم کے جنگل بیابانوں میں نوگز لمبا مزار ہے۔ اس مزار پر جانے والا راستہ خاردار جھاڑیوں سے بھرا پڑا ہے۔ چھوٹی بڑی پہاڑیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس مزار پر حاضری کے لئے مقامی آبادی کا کوئی فرد ساتھ ہونا ضروری ہے۔

marfat.com

چکوال کے قریب موضع ہرڑ میں حضرت حاوانامؑ کا مزار

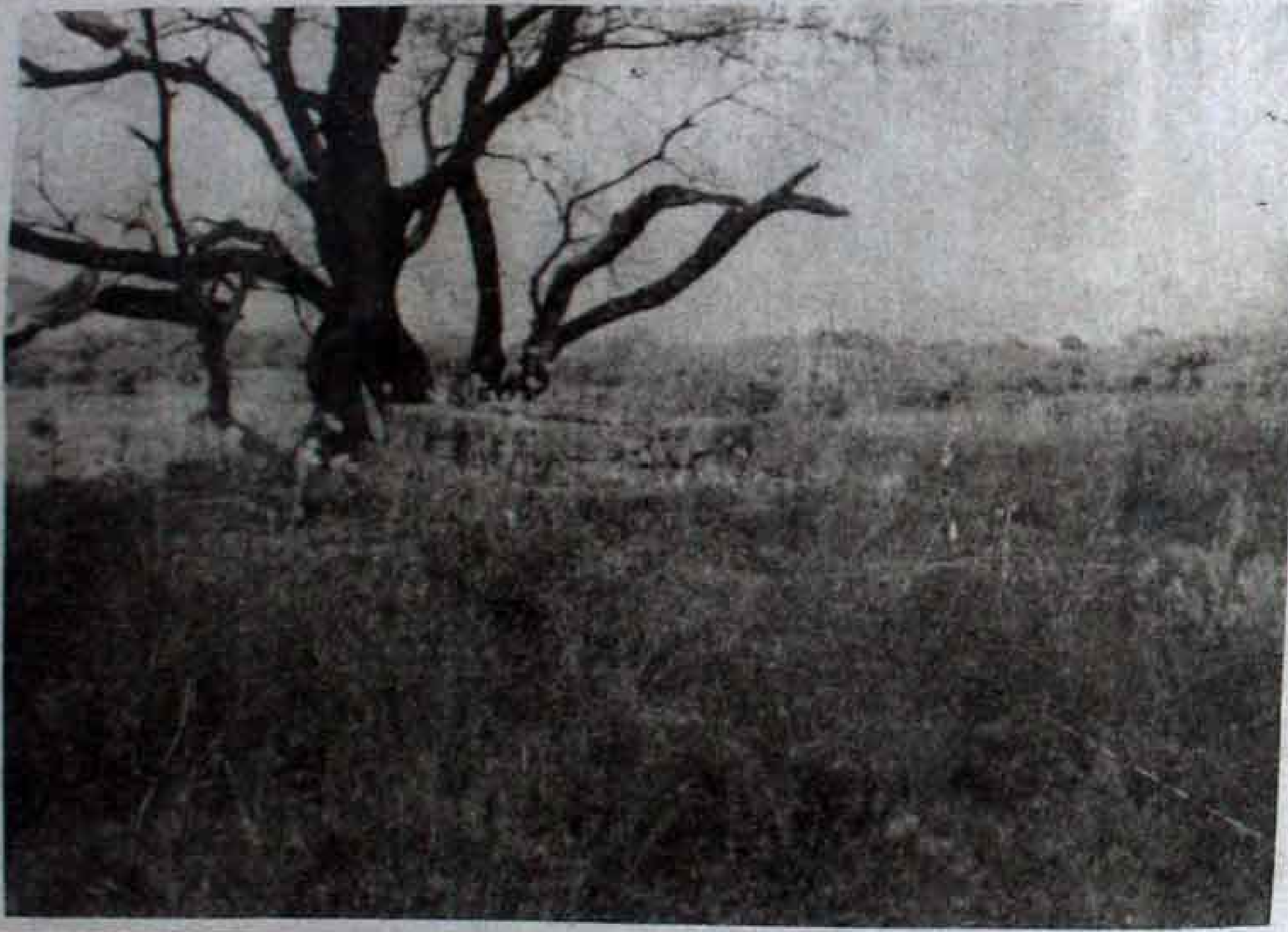

چکوال سے ایک سڑک راولپنڈی کی طرف جاتی ہے۔ چکوال سے تقریباً بارہ تیرہ کلومیٹر کے فاصلے پر مشہور گاؤں ہرڑ ہے۔ چکوال، راولپنڈی روڈ پر ہرڑ چوک سے ایک کچا راستہ گاؤں ہرڑ کی طرف جاتا ہے۔ یہ پتھریلا راستہ ہزاروں سالہ تاریخ اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ گاؤں ہرڑ کی کچی پکی گلیوں سے گزرنے کے بعد مغرب کی جانب ایک پرانی آبی گزرگاہ ہے جہاں اب پانی کے حصول کے لئے ایک کنواں بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اس چشمہ نما کنواں میں پانی ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اس پانی کے ذخیرہ کے جانب معرب ایک پتھریلے ٹبہ پر پتھروں سے تعمیر کردہ ایک چار دیواری ہے۔ اس کے اندر ایک قدیمی دور کا مزار ہے۔ یہ مزار بھی پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کے قریب پرانے درخت بھی ہیں۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر 323 نمبر شمار 356 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت حاوانامؑ ہے۔ نام کے ساتھ ہرڑ بشمال چکوال چار کوہ درج ہے۔ پختہ سڑک تعمیر ہونے سے پہلے جو پرانا راستہ چکوال سے ہرڑ کے لئے تھا اس مختصر گزرگاہ کے آثار ملتے ہیں اور درمیانی فاصلہ تقریباً چھ سات میل بنتا ہے۔ کئی صدیاں گزرنے کے بعد اللہ کے نیک بندوں کے نشان قائم و دائم ہیں۔ مزار کے مشرق کی جانب ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور تراشے ہوئے پتھروں کے آثار ملتے ہیں۔ اس میں مختلف ادوار کے سونے کے سکے بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ ہرڑ چوک سے جانب مشرق ایک سڑک بادشاہان کی طرف جاتی ہے۔ 2 کلومیٹر کے فاصلے پر گورکھتری میں قدیمی مسجد دریافت ہوئی ہے۔

marfat.com

کلر کہار کے قریب ملہوٹ کے جنگل میں قدیمی نو گز لمبا مزار

راج کٹاس سے ایک سڑک کلر کہار کی طرف جاتی ہے۔ چیلیانوالہ چوک سے ایک سڑک قلعہ ملہوٹ کی طرف جاتی ہے۔ ملہوٹ روڈ کے قریب ہی مشہور سڑک موٹر وے گزرتی ہے۔ یہاں سیمنٹ کی بہت بڑی فیکٹری بھی ہے۔ پہاڑوں کے دامن سے بل کھاتی ہوئی یہ سڑک قلعہ ملہوٹ کی طرف جاتی ہے۔ قلعہ ملہوٹ سینکڑوں سالہ قدیمی بستی ہے۔ اس قلعہ نما نگری کے جانب شمال ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔ پختہ سڑک قبرستان کے درمیان سے گزرتی ہے۔ سڑک کے مشرق کی طرف تمام جنگل ہے۔ اس جنگل کے وسط میں قدیمی نو گز لمبا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ ارد گرد چار دیواری بھی ہے۔ مزار کے گردونواح میں بڑے بڑے پتھر بکھرے ہوئے ہیں۔ اس جنگل میں بیشتر درخت اتنے قدیمی ہیں کہ ایک قسم کے درخت میں دوسری قسم کا درخت پرورش پا رہا ہے۔ بیشتر درختوں کی خشک لکڑی زمین پر بکھری پڑی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے لکڑی اٹھانے اور لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ مزار بہت قدیمی دور کا ہے۔ اس علاقہ میں زیادہ آبادی بت پرستوں کی تھی۔ اللہ کا کوئی نیک بندہ رشد و ہدایت کے لئے یہاں تشریف فرما ہوا اور بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہ راست پر لانے کے لئے تبلیغی فرائض سرانجام دیئے۔

marfat.com

جہلم

تفصیل راقم کی تحریر کردہ کتاب سیالکوٹ سے خیبر تک میں ملاحظہ فرمائیں

marfat.com

دریائے جہلم کے کنارے حضرت قینان علیہ السلام

المعروف حضرت سلیمان پارس کا مزار

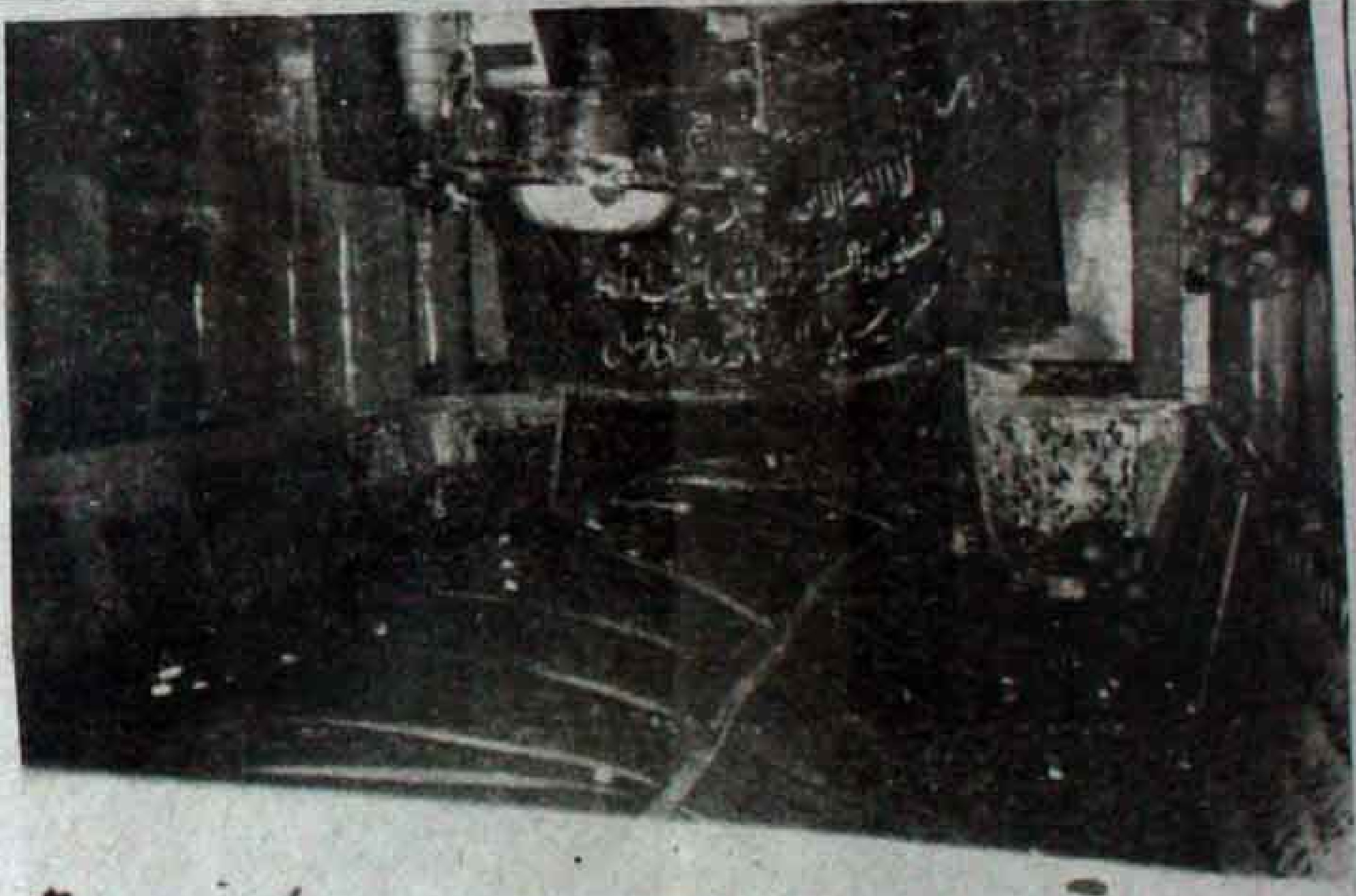

قدیم دور میں انسانی آبادیاں دریاؤں کے کنارے آباد تھیں۔ دریاؤں کے کنارے بڑے بڑے شہر اور پتن ہوا کرتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آبی گزرگاہوں کے کنارے ماضی میں بڑی بڑی جنگیں لڑی گئیں۔ دریائے جہلم میں ہزاروں سال سے بہہ رہا ہے۔ اس دریا کے شمالی کنارے پر حضرت قینان علیہ السلام کا روضہ مبارک جو حضرت سلیمان پارس کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا سلسلہ مُرسلین سے جا ملتا ہے۔ دریا کا پانی بہت خاموشی اور عقیدت سے گزرتا ہے۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ گجرات جو علم کشف القبور کے بحر بیکراں تھے۔ ان کے ہاں ملنے والے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت قینیان علیہ السلام ہے۔ نام کے ساتھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ابو قینیان بن مہلائیل بن انوش مزار شریف خاص جہلم شہر در بکری منڈی بنام سلیمان پارس است،

مزار مہابانی نور کے قریب ہے۔ مزار پر چھت بھی ہے۔ مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ ہر سال میلہ ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ کے ان نیک بندوں کے مزار پر غیر شرعی حرکات ڈولی، کروُلی، ناچ گانا قوالی منع ہے۔ جو فائدہ کی بجائے نقصان کا باعث بنتی ہے

marfat.com

جہلم کے قریب رانی گھی ملز کے نزدیک حضرت قتلان علیہ السلام المعروف پیر شہاب کا مزار

جہلم سے تقریباً آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر جی ٹی روڈ کے کنارے رانی گھی ملز کے پاس حضرت قتلان المعروف پیر شہاب کا نو گز سے زیادہ لمبا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر عالی شان گنبد بھی ہے۔ مزار کے اندر داخل ہوتے ہی سکون ملتا ہے۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 326 نمبر شمار 402 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت قتلان علیہ السلام بیان کیا گیا ہے۔ نام کے ساتھ اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ آپ حضرت داود علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ مرسلین سے جا ملتا ہے۔ آپ کے نام پر 115 درجہ تحریر ہے۔ جہلم سے تین کوہ یعنی تین کوس، مزار کے قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ دریائے جہلم مشرق کی جانب ہے۔ قدیمی شاہراہ مزار کے قریب ہے۔ مزار کے جنوب کی طرف مسجد زیر تعمیر ہے۔ مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ جمعرات، جمعہ کو یہاں میلہ کا سماں ہوتا ہے زائرین دور دراز سے حاضری دیتے ہیں

marfat.com

جہلم ٹاہلیاں والا میں نو گز لمبا مزار

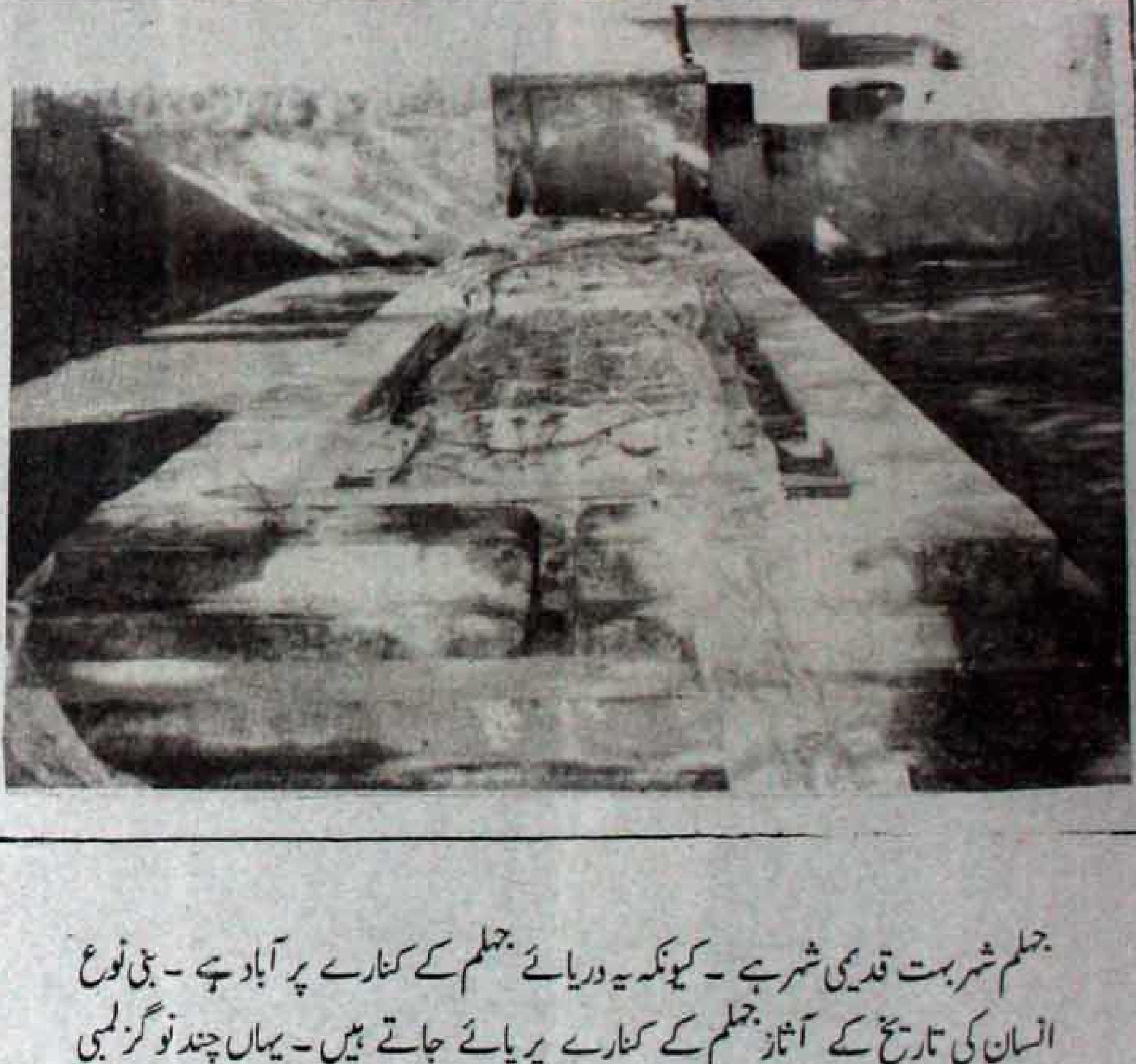

جہلم شہر بہت قدیمی شہر ہے۔ کیونکہ یہ دریائے جہلم کے کنارے پر آباد ہے۔ بنی نوع انسان کی تاریخ کے آثار جہلم کے کنارے پر پائے جاتے ہیں۔ یہاں چند نو گز لمبی قبریں پائی جاتی ہیں ان میں ایک قبر موضع ٹاہلیاں والا میں ہے۔ قبر کی لمبائی نو گز ہے۔ پختہ تعمیر ہے چاردیواری بھی ہے۔ اس مزار کے تھوڑے سے فاصلے پر دریائے جہلم بہتا ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 328 نمبر شمار 479 کے مطابق صاحب مزار کا نام فرطوشؒ ہے۔ یہ ہزاروں سالہ پرانا مزار آج بھی دریائے جہلم کی طغیانی سیلاب کے باوجود قائم و دائم ہے

marfat.com

جہلم منگلا روڈ کے قریب نکودر میں نو گز لمبا مزار

دینہ سے ایک سڑک منگلا میرپور کی طرف جاتی ہے۔ مغلوں کے دور میں دینہ سے ایک راستہ قلعہ روہتاس کی طرف جاتا تھا اور قلعہ روہتاس سے ہی ایک راستہ ٹلہ جوگیاں اور پہاڑوں سے ہوتا ہوا ٹیکسلا اور کابل کی طرف جاتا تھا اس خفیہ راستے سے حملہ آوروں کے ہراول اور خفیہ دستے گزرتے رہے۔ منگلا کے مقام پر ایک قلعہ بھی ہے وہاں قیام کرنے کے بعد اپنی منزل کی جانب روانہ ہو جاتے ہیں۔ منگلا روڈ نکودر کے جانب جنوب قبرستان میں ایک نو گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی چار دیواری بھی ہے۔ مزار کے سر کی جانب ایک بہت بڑا کیکر ہے۔ جس کے تنے کا محیط اچھا خاصا ہے۔ مزار اہل دینہ نے پختہ تعمیر کر رکھا ہے۔ وہی اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ مزار قدرے بلند ٹبے پر ہے۔ ٹبہ میں سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بھی ملتے ہیں۔ اس قبرستان میں کئی بزرگوں کے مزارات ہیں جو پختہ تعمیر کئے گئے ہیں۔

marfat.com

تھانہ دینہ روہتاس جی ٹی روڈ کے قریب 9 گز لمبا مزار

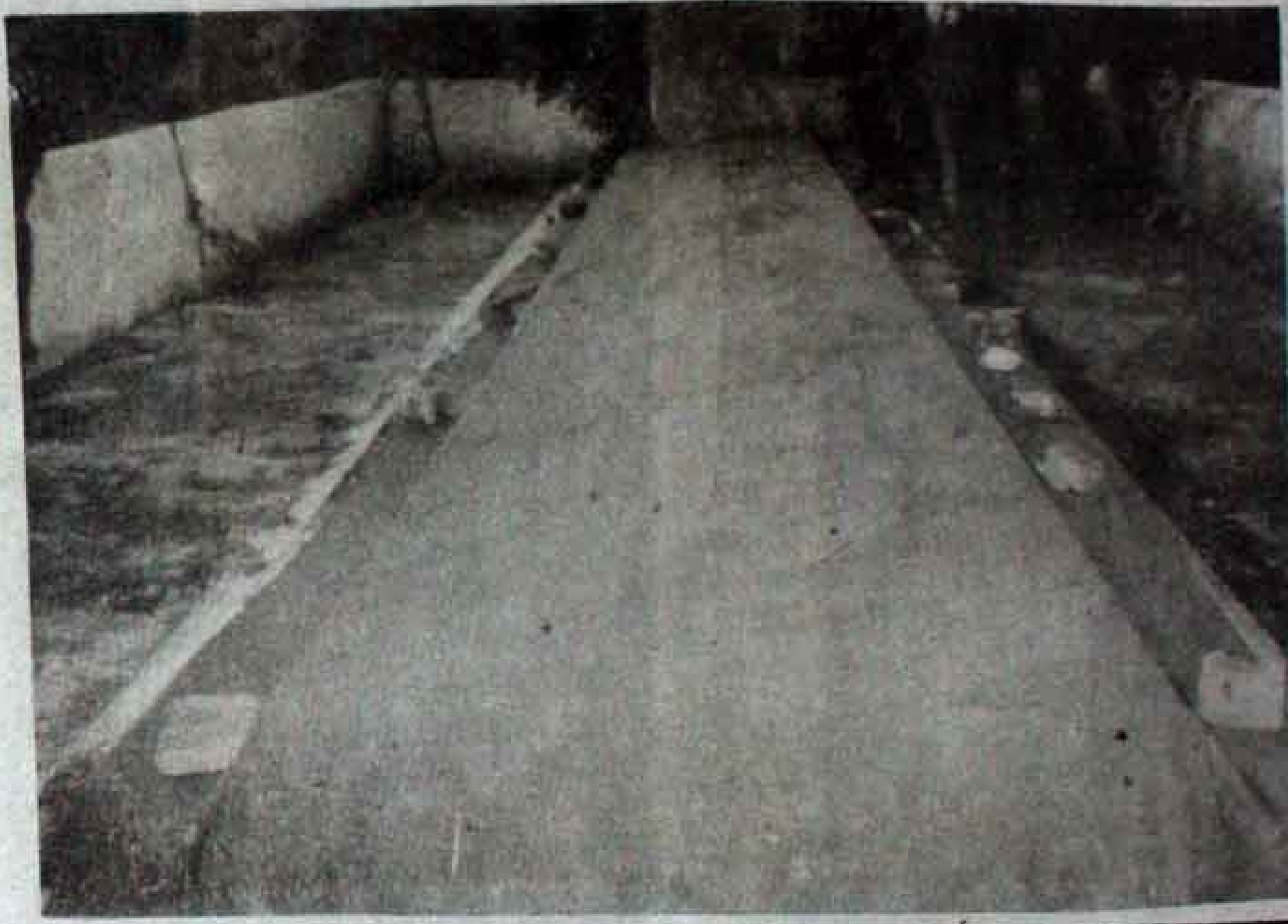

مزار تھانہ دینہ کے بالمقابل ہزاروں سالہ پرانی آبی گزرگاہ کے کنارے واقع ہے ۔ یہاں سے ایک راستہ قلعہ روہتاس کو بھی جاتا ہے یہ مزار جی ٹی روڈ کے کنارے پر ہے اور یہ قدیمی دور کی گزرگاہ رہی ہے ۔ اس علاقہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر یہ نوگزے مزارات ہیں ۔ رانی گھی مل کے قریب بھی نوگز لمبا مزار ہے اس طرح کے لمبے مزارات گوجر خان کے قریب ہیں ۔ مزار پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے اور اس کی لمبائی نوگز کے قریب ہے ۔ پینے کے پانی کے لیے کنواں بھی تعمیر کیا گیا ہے ۔ اور ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے

marfat.com

پنڈ دادنخان کے قریب رِوال میں حضرت حام علیہ اسلام کا چھبیس گز لمبا مزار

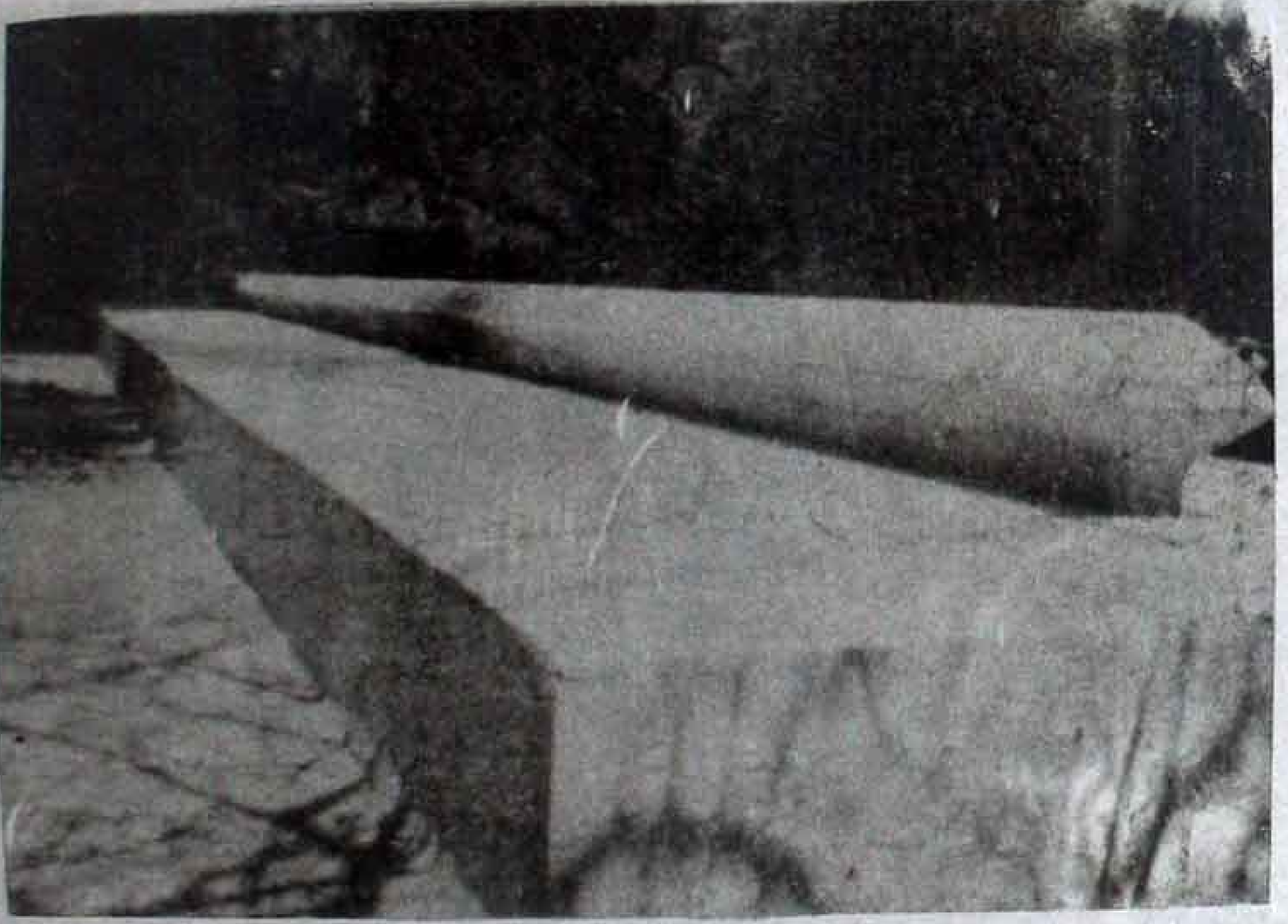

جہلم گجرات کی طرف سے ایک سڑک پنڈ دادنخان کھیوڑہ کی طرف جاتی ہے۔ پنن وال سے تھوڑے فاصلے پر مجاہد آباد کے قریب سے ایک لنک روڈ غریب وال سیمنٹ کی طرف سے جاتی ہے۔ اسی سڑک سے ایک پختہ سڑک رِوال کی طرف جاتی ہے۔ چھوٹی گاڑیاں رِوال کی طرف جاتی ہیں۔ ملک پور کی طرف سے ریل گاڑی بھی ہرن پور کی طرف سے آتی ہے۔ رِوال ہرن پور کے قریب ہے۔ رِوال میں گھنے درختوں اور میٹھے پانی کے چشموں کے قریب حضرت حام علیہ السلام کا چھبیس گز لمبا مزار ہے۔ حضرت حام حضرت نوحؑ کے بیٹے بیان کیے جاتے ہیں۔ مقام مرسل بیان کیے جاتے ہیں۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری کے علاوہ مسجد اور کمرہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار اور چار دیواری تراشے ہوئے پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے۔ حافظ شمس الدین اف گلیانہ ضلع گجرات کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام حام علیہ السلام ہے۔ یہ مزار انہوں نے تعمیر کرایا مابعد حاجی فرمان نے یہ مزار از سر نو تعمیر کروایا۔ راقم نے حضرت حامؑ کی مختصر سی تاریخ سنگ مرمر کے پتھر پر تحریر کر کے تختی نصب کی ہے۔ مزار کے گرد و نواح گھنے قد آور درخت ہیں۔ درختوں پر پرندوں نے گھونسلے بنا رکھے ہیں۔ چشمہ کی وجہ سے چاروں طرف ہریالی اور سبزہ ہے۔ مزار کے شمال کی جانب سنگلاخ پہاڑ ہیں۔

marfat.com

ٹبہ سیداں دارا پور کے قریب حضرت فیلقوس ؑ کا مزار

دریائے جہلم کے قریب دارا پور کے قدیمی شہر سے ایک سڑک کوٹلی سیداں کی طرف جاتی ہے۔ شمال کی جانب ٹلہ جوگیاں کے پہاڑ نظر آتے ہیں۔ کوٹلی سیداں سے ایک کچا راستہ ٹبہ ملیاراں المعروف ٹبہ آرائیاں کی طرف جاتی ہے۔ کسی زمانہ میں اس شہر پر بہت بڑا شہر آباد تھا۔ ٹبہ پر تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ تراشے ہوئے پتھر پرانی اینٹیں، مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ یہ ٹبہ ماضی میں ٹبہ سیداں کے نام سے مشہور تھا ٹبہ پر کئی قدیمی قبریں ہیں حضرت قاضی سلطان محمد صاحبؒ آف اعوان شریف ضلع گجرات کے ہاں ملنے والے قلمی نسخہ عروۃ الوثقیٰ کے مطابق دارا پور کے قریب ٹبہ سیداں والا پر حضرت فیلقوس علیہ السلام کا مزار ہے۔ حافظ شمس الدینؒ کے قلمی نسخہ پر بھی یہی نام درج ہے۔ حافظ صاحب نے مزید نشاندہی کی ہے کہ صاحب مزار حضرت موسیٰ کی اولاد میں سے ہیں۔ ٹبہ ملیاراں دس بارہ ایکڑ رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ کافی بلندی پر ہے۔ قریب سے دارا پور کے قدیمی شہر سے کھدائی کے دوران قدیمی دور کی اشیاء مٹی کے برتن، چکیوں کے پاٹ اور سکے ملتے ہیں۔ دارا پور کے جنوب مشرق دریائے چناب کے کنارے پران مونگ کی قدیمی بستیاں نمایاں نظر آتی ہیں۔ یہ علاقہ قدیم ترین تہذیب کا گہوارہ ہے۔

marfat.com

میرپور

marfat.com

آزاد کشمیر کے ضلع میرپور کا تاریخی پس منظر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میرپور شہر میں داخل ہو جائیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انسان یورپ کے کسی شہر میں آگیا ہے۔ صاف ستھری کشادہ سڑکیں عالی شان مسجدیں جن کے مینار آسمان کو چھو رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر خوبصورت کوٹھیاں، مکان، یورپ کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ ایک کوٹھی کا نقشہ دوسری کوٹھی سے نہیں ملتا۔ ہر کوٹھی کا الگ الگ انداز ہے۔ دریائے جہلم میرپور کے قریب سے گزرتا ہے۔ منگلا ڈیم تعمیر ہونے کی وجہ سے جھیل کا پانی سارا سال میرپور کے موسم کو خوشگوار رکھتا ہے۔ رات کے وقت میرپور شہر کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں پر ستارے جگمگا رہے ہیں۔ میرپور کے باشندے زیادہ تر یورپ میں کاروبار کرتے ہیں۔ خصوصی طور پر جب منگلا ڈیم تعمیر ہوا تو کئی دیہات کو نقل مکانی پر مجبور ہونا پڑا۔ اور یہ لوگ بھی زیادہ تر میرپور میں آکر ہی آباد ہو گئے ہیں۔ میرپور سے چک سواری تک دریائے جہلم سڑک کے ساتھ ساتھ بہتا نظر آتا ہے۔

آزاد کشمیر کا یہ شہر اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ میرپور کے باشندوں کا رہن سہن ثقافت کافی حد تک ضلع جہلم کے لوگوں سے ملتا ہے۔ میرپور میں صنعتیں بھی ہیں۔ منگلا ڈیم کی وجہ سے یہ ترقی کی منازل طے کرتا ہوا بہت بڑا شہر بن گیا ہے۔ میرپور کے لوگ اپنی جفاکشی، تندمندی اور جانفشانی کے ساتھ ساتھ خوش خلقی کی وجہ سے

marfat.com

پوری ریاست میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں ۔ اور اپنی انہی خصوصیات کی بدولت وہ دنیا بھر کے ملکوں میں پہنچنے کے علاوہ فوج اور پولیس کی ملازمت میں بھی نسبتاً بہتر شمار ہوتے تھے ۔ اس لئے میرپور کو ریاست کا بازوئے شمشیر زن کہا جاتا تھا ۔ کتاب میرپور 47ء سے قبل از سید سلطان علی شاہ کے مطابق میرپور شہر کے قیام کے بارے میں تو وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن اس شہر کی قدامت کا اندازہ ایک بات سے ہوتا ہے کہ یہ شہر ہندوستان میں 1857ء کی جنگ آزادی کے وقت موجود تھا ۔ میرپور کا نام پرانی دستاویزات میں میرپور چومکھ ملتا ہے ۔ چومکھ میرپور شہر سے دس میل کے فاصلے پر دریائے پونچھ کے کنارے کھنڈرات کی صورت میں موجود تھا ۔ عین ممکن ہے کہ میرپور شہر کبھی چومکھ کے قریب واقع ہو ۔ بعد ازاں یہ آبادی منگلا ڈیم کی تعمیر سے قبل والی جگہ پر منتقل ہو کر میرپور شہر آباد ہو گیا ہو ۔ میرپور اور بھی بہت سے مقامات پر موجود ہیں ۔ اور سب کی وجہ تسمیہ ایک نہیں ہو سکتی ۔ بعض میرپور شہروں کی پہچان کے لئے ان کے نام کے ساتھ کچھ بڑھا بھی دیا گیا ہے ۔ مثلاً میرپور سدھر، میرپور خاص وغیرہ ۔ اسی طرح ممکن ہے میرپور چومکھ محض تخصیص کے لئے کہا جاتا ہو اور شہر میرپور وہاں ہی آباد ہوا ہو جہاں وہ تھا ۔ ریاست کی اس مخصوص پوٹھوہاری تہذیب اور معاشرے کی علاقائی خصوصیات سے پتہ چلتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان ندی نالوں سے بٹی ہوئی ان چھوٹی چھوٹی وادیوں میں مغلیہ دور سے قبل اور سکھوں کی آخری حکومت ، انگریزوں کی آمد اور ان کے باجگزار راجہ کے اس علاقہ پر ریاست قائم کرنے تک ان علاقوں پر وسط ایشیاء سے آنے والے قبائلی حملہ آوروں میں بعض ان علاقوں میں ہی ٹھہر گئے ۔ اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں ۔ ضلع میرپور میں چونسٹھ گاؤں جاگیروں میں شمار ہوتے تھے ۔ اور تین سو چھتیس دیہات میں معافیداروں کے رقبہ جات تھے ۔ ہر دور میں اکثریت مسلمانوں کی تھی ۔ شروع میں ڈوگرہ راج کا بانی اور انگریز کا باجگزار راجہ گلاب سنگھ تین اضلاع پر

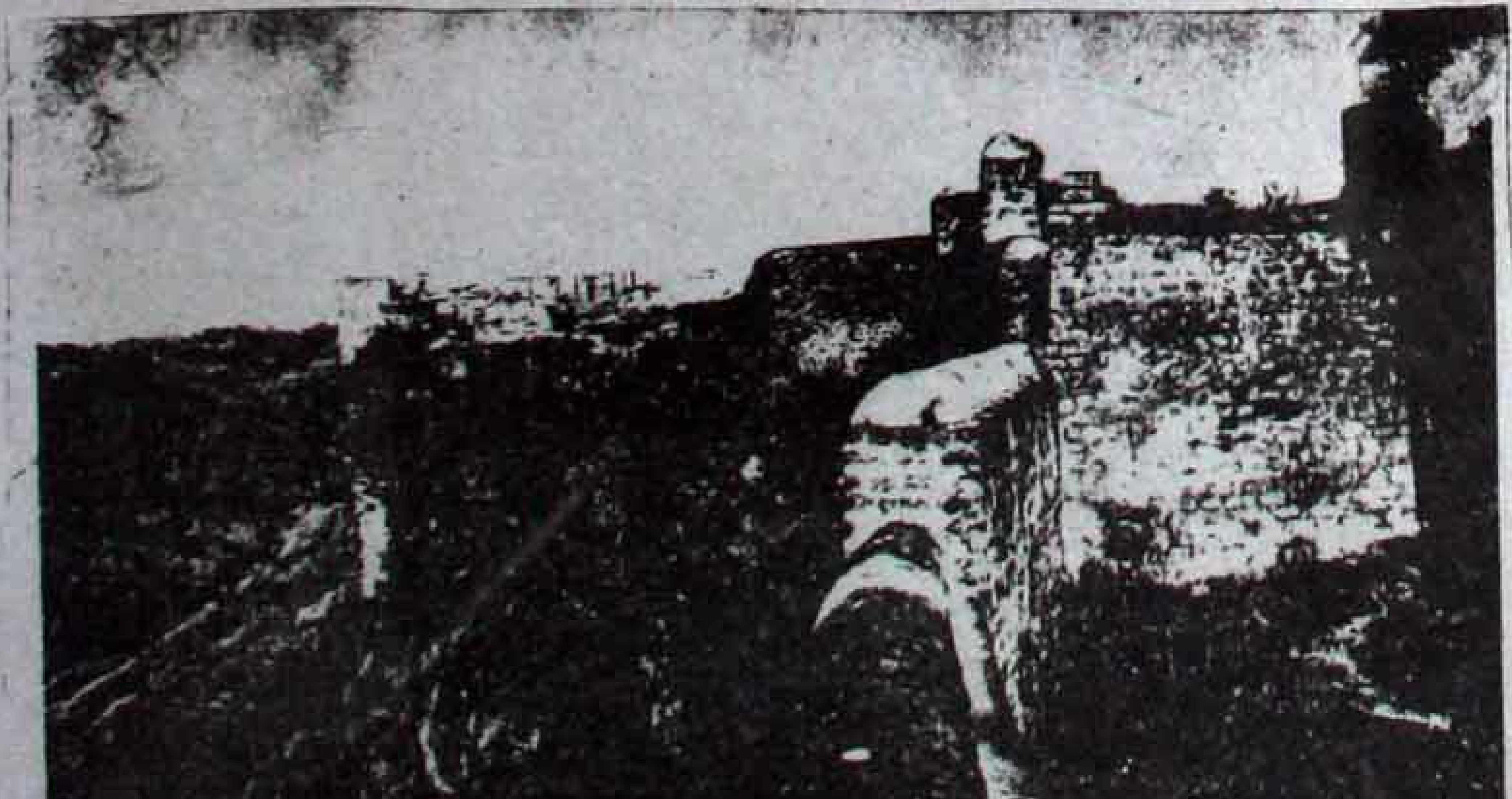

قلعہ تھروچی

marfat.com

مشتمل ریاست جموں کا راجہ تھا۔ ریاست کا ایک ضلع جموں تھا جو جموں کٹھوعہ اور اودھم پر مشتمل تھا جبکہ دوسرا ضلع ریاسی تھا جو کوہ پر پنچال کے سلسلے کے ساتھ ساتھ پونچھ جاگیر تک اور جنوب میں راجوری اور دیگر ملحقہ علاقے پر مشتمل تھا۔ تیسرا ضلع مناور کہلاتا تھا۔ جس میں نوشہرہ، بھمبر، کوٹلی اور میرپور کا تمام علاقہ شامل تھا۔ اس طرح ریاست کی سرحد مشرق میں دریائے راوی کے کنارے تک تھی۔ جس کے پار برٹش انڈیا کا ضلع گورداسپور تھا۔ جنوب کی جانب ضلع سیالکوٹ، ضلع گجرات واقع تھے۔ اور مغرب کی جانب دریائے جہلم بہتا تھا۔ جو ضلع جہلم اور ضلع راولپنڈی کے ساتھ ساتھ میرپور ضلع کی سرحد بناتا تھا۔ شمال کی جانب پونچھ تک اس کی حدود متعین تھیں۔ وادی کشمیر اور گلگت کے علاقہ جات پر مکمل تسلط کے بعد ریاست کا نام ریاست جموں و کشمیر رکھا گیا۔ اور اس کو دو صوبوں میں تقسیم کیا گیا۔ جن میں ایک صوبہ جموں اور دوسرا کشمیر تھا۔ صوبہ جموں میں پانچ ضلع تھے۔ یعنی جموں، کٹھوعہ اودھم پور، ریاسی اور میرپور، مناور سے ضلعی ہیڈ کوارٹر میرپور میں تبدیل کر کے ضلع میرپور بنایا گیا تھا۔ میرپور خانقاہوں اور درباروں کے لئے بھی مشہور ہے۔ ان میں مقیم سجادہ نشینوں اور متولیوں کے کارنامے اور خدمات علاقہ کی شہرت میں اضافہ کرتے رہے ہیں۔ بعض درگاہوں پر دینی درس بھی موجود تھے۔ جن سے عقیدت مندوں کے علاوہ دیگر لوگ بھی مستفید ہوتے تھے۔ سالانہ عرس کے موقع پر مختلف مقامات سے لوگ بھی مستفید ہوتے تھے۔ سالانہ عرس کے موقع پر مختلف مقامات سے لوگ اکٹھے ہوتے اور ایک دوسرے سے آشنائی ہوتی۔ یہ عرس روحانی تعلیمات کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت، توانائی کے مظاہروں کے مواقع بھی فراہم کرتے۔ جہاں علاقے کے گھبرو جوان لوگوں کے سامنے اپنی جسمانی قوت کے کرتب دکھاتے تھے۔ ضلع میرپور کی مشہور خانقاہوں میں پیرے شاہ غازی کھڑی شریف، بابا شادی شہید سماہنی کھنیارہ شریف اندریلی اور ان کے علاوہ موہڑہ شیر شاہ، بل پیراں، خانقاہ نیک عالم شاہ، گوڑہ سیداں، دلاز شہاب، پیر گنوئی، مونڈا، ملوٹ، پیرناہن، موہڑہ شریف، سمرال شریف، نوگراں، فتحپور شریف، تحصیل بھمبر میں مونگہ والی سرکار شاہ شتر مزار، پیر تاج دین، مزار سائیں سخی سرکاری بجڑہ، کوٹلی شہر میں منڈی شریف، تتہ پانی، مائی طوطی، محمد عالم، دربار قابل ذکر ہیں۔

قلعہ کرجاہی

marfat.com

حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ : سید پیرے شاہ غازی قلندر کے آستانہ عالیہ خانقاہ درگاہ کے متولی، شمس العارفین، اولیاء قطب زمان، حضرت میاں محمد بخشؒ کی ذات گرامی کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ عارف کھڑیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف سیف الملوک، پنجابی زبان میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس قصے کے پردے میں جناب میاں صاحب نے تصوف کے اسرار و رموز کو اس قدر آسان اور عام فہم زبان میں تحریر کیا ہے کہ عام آدمی بھی ان کو آسانی سے سمجھ کر لطف اندوز ہوتا ہے۔ پنجابی زبان کی یہ مثنوی پورے اردو ادب کی یہ پہلی تصنیف ہے۔ یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم کی تفسیر قصہ سیف الملوک میں کردار واقعات کی اصلی صورت میں نظر آتی ہے۔ اور پھر شاعر کی مشاقی کا یہ عالم ہے کہ اس کتاب کے بیشتر اشعار ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ جو علاقہ کشمیر اور پوٹھوہار میں عام لوگوں کی روزمرہ کی بول چال میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ آپ نے پنجابی شاعری میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔ (تیرہ عدد) لیکن عالمگیر شہرت، سفرالعشق، المعروف قصہ سیف الملوک بدیع جمال کو حاصل ہوئی۔ آپ کی کچھ تصانیف دنیا کی کئی ایک زبانوں میں ترجمہ ہو کر چھپ چکی ہے۔

پیر سید نیک عالم شاہؒ : آپ سادات گوڑہ سیداں کے روشن چراغ تھے۔ 1280ء ہجری میں ولادت ہوئی۔ اور چالیس سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ اس عرصہ حیات میں آپ نے حرمین شریفین کا پیادہ سفر کیا اور چھ سال اس سرزمین پاک میں اقامت، فریضہ حج اور زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا سلسلہ طریقت نقشبندی مجددیہ تھا اور اس سلسلہ میں آپ ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ درس دیتے تھے اور اپنے طالب علموں و سلوک مجددیہ طے [illegible] کے خلافت سے سرفراز فرماتے تھے۔ قدرت نے آپ کو اعلیٰ شاعرانہ ذوق عنایت فرمایا تھا۔ آپ کی

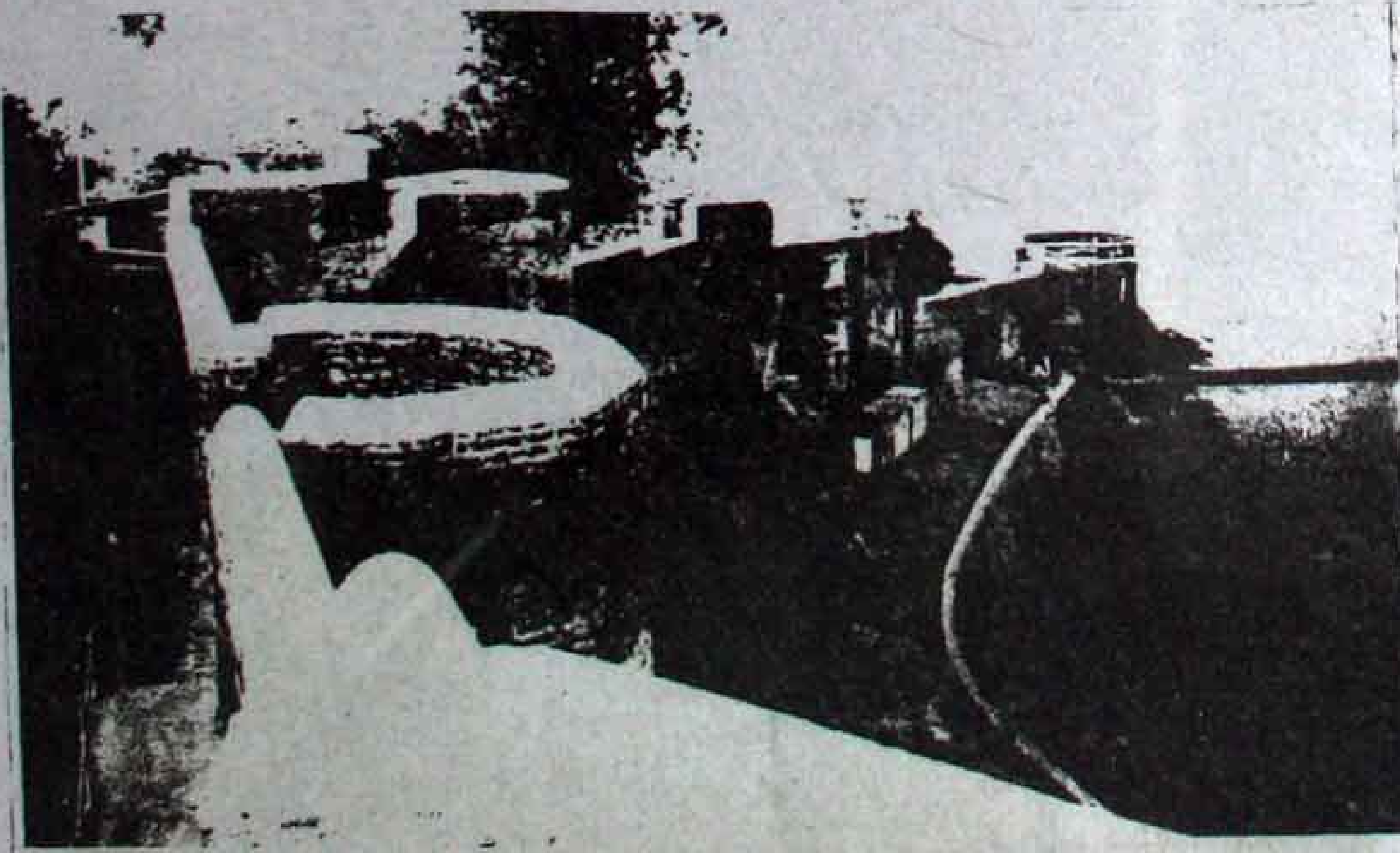

قلعہ منگلا

marfat.com

شاعری میں اکثر مقامات پر قرآن، حدیث، اصطلاحات، تصوف اور دیگر فنون عقیلہ کا پرتو ملتا ہے۔ ملک کے عظیم شاعر عارف کھڑی میاں محمد بخش سے گہری دوستی اور والہانہ پیار تھا۔ اکثر اوقات ان کے مابین خط و کتابت میں شاعرانہ چشمک بھی نظر آتی ہے۔

پیر سید محمد شاہ: سلطان العارفین پیر سید محمد شاہ بخاری قادری علاقے کے روحانی بزرگ کھنیارہ شریف سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ پنجابی کے مقبول شعراء سے تعلق رکھتے ہیں۔ عظمت ان کے کلام ہیر رانجھے کی سی حرفی ہے۔ جس میں تصوف اور معرفت کا رنگ بھرا ہوا۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ ناخواندہ تھے۔ لیکن وجد میں آکر کلام زبان سے ادا کرتے تھے تو ان کے عقیدت مند ان اشعار کو قلمبند کر لیتے۔ بعض عقیدت مند حفظ کر کے سینہ بہ سینہ ایک سے دوسری نسل تک منتقل کرتے آتے ہیں۔ علاقہ پوٹھوہار میں ان کا کلام عوامی زندگی میں اہم مقبولیت رکھتا ہے۔ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف میرپور، پیر نسارن منگلا جو دریائے جہلم کے کنارے ہے۔ وہاں بچوں کو نہلایا جاتا ہے اور کپڑے وہیں پر رکھ دیے جاتے ہیں۔ پیر لال شاہ، پیر گجا، پیر گرونڈا کے علاوہ کئی مزار منگلا ڈیم میں ہیں۔ جب ڈیم کا پانی کم ہوتا ہے تو یہ مزارات نظر آتے ہیں۔ بیشتر اولیاء کرام کے تابوت میرپور سے دوسری جگہ منتقل کر دیئے گئے ہیں۔

میرپور ضلع کی تاریخی عمارتیں

علاقہ میرپور میں چند قلعے جو کھنڈروں کی شکل میں موجود تھے۔ ان کا شمار مغلیہ خاندان کے بنے ہوئے بڑے بڑے

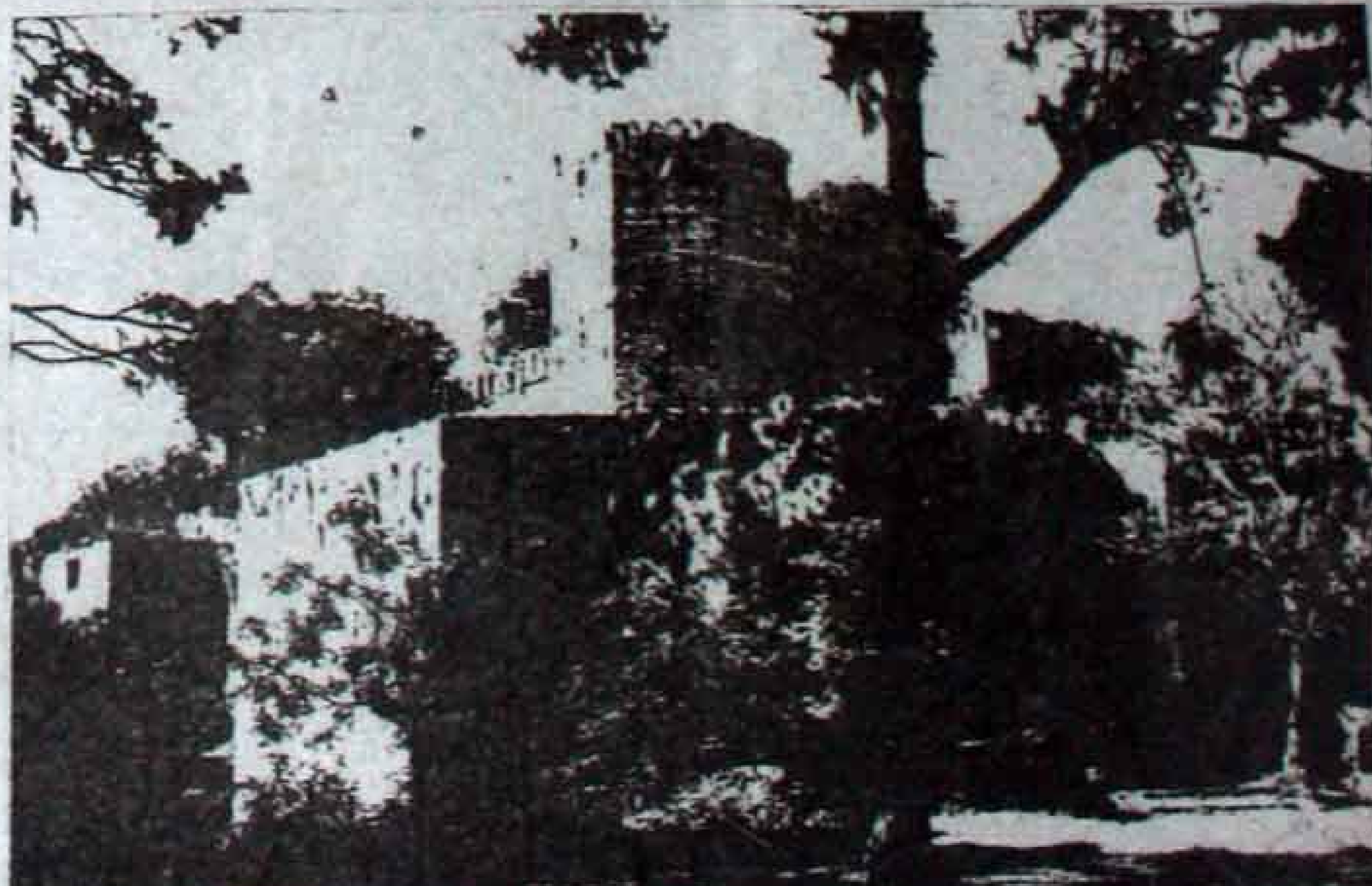

قلعہ باغسر

marfat.com

قلعوں میں نہیں ہوتا ۔ تاہم اپنے وقت کے مقامی حکمرانوں کی تاریخی یادگاریں ہیں ۔ یہ قلعہ جات بڑے شہروں اور آبادیوں کے درمیان نہ تھے بلکہ دور افتادہ ایسے مقامات یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر تعمیر کئے گئے تھے ۔ جہاں تک رسائی بڑی مشکل تھی ۔ ظاہر ہے کہ جگہ کا انتخاب حالات زمانہ کے مطابق ہوا ہوگا ۔ تاکہ بیرونی حملہ آور آسانی سے ان قلعہ جات پر قبضہ نہ کر سکیں اور علاقہ کو محفوظ رکھا جائے ۔ قلعہ منگلا مائی میں ایک مورتی ہونے کی بنا پر مقامی ہندو پنڈتوں نے مذہبی رسومات کا سلسلہ چلا رکھا تھا ۔ دوسرے قلعہ جات برجن رام ، کوٹ قلعہ کرجاہی ، قلعہ تھروچی اور جھمبر کا قلعہ باغ سر مشہور تھے ۔ جو ویران پڑے تھے ۔ اور سعد آباد سرائے مشہور و معروف مغلیہ خاندان کی پنجاب سے وادی کشمیر جانے والی گزرگاہ پر موجود تھی ۔ میرپور شہر میں سکھوں کی حویلی خاص طور پر مشہور تھی اس کے اندر اپنا کنواں تھا اور چار دیواری کی شکل قلعہ نما تھی ۔ اس حویلی کی تعمیر میں پتھر اور پرانے زمانے کی بھٹی کی پکی ہوئی چھوٹی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں ۔ اس کے اندر زمین دوز تہہ خانے بھی تھے ۔ ان دونوں شہروں کے بعد میرپور ریاست کا سب سے قدیمی، تجارتی ، دولت مند اور صاف ستھرا شہر تھا ۔ یہ آج کے نئے میرپور سے شمال کی جانب سنگوٹ سے آگے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا ۔ جہاں پانی کی اب مصنوعی جھیل ہے ۔ منگلا ڈیم کی اس جھیل میں کئی بستیاں مدفون ہیں مغلیہ دور میں شہر موجودہ مقام سے سات میل کی دوری پر دریائے پونچھ کے کنارے موضع چوکھہ میں آباد تھا ۔ جہاں کا حاکم مسلمان تھا ۔

سکھوں نے اپنے دور میں اس پر حملہ کر کے تباہ و برباد کر دیا اور اس کی باقی ماندہ آبادی دو مقامی دانشوروں میراں شاہ اور پوری کی قیادت میں یہاں منتقل ہو کر آباد ہو گئی ۔ پیر محمد میران شاہ کا مقبرہ شہر کی مشرقی جانب ضلعی دفاتر کے بالمقابل تھا جو اب بھی منگلا جھیل کا پانی اترنے پر نظر آتا ہے ۔ جبکہ ہندو پنڈت پوری کا مندر اور سمادھی جنوب کی جانب ڈاب کے کنارے پر واقع تھی ۔ کہاوت مشہور ہے کہ ان دونوں نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ مستقبل میں جب کبھی اس شہر کی آبادی مشرقی و مغربی ہاتھی دروازے کے باہر نکلے گی تو یہ شہر فنا ہو جائے گا ۔ اور 1947ء میں ایسا ہی ہوا ۔ یہ شہر مشرقی ہاتھی دروازہ اور مغربی ہاتھی دروازہ کے اندر اور نالہ کھڈ اور نالہ ڈاب کے درمیان سمایا ہوا تھا ۔ چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے اندر تنگ وادی کے درمیان بیضوی شکل کے اونچے ٹیلے پر آباد یہ شہر علاقہ کی دور دراز حدوں سے ایک خوبصورت منظر پیش کرتا ہے ۔

منگلا ڈیم میں آنے والے اور ضلع میرپور کے دیہات :

گوڑہ سیداں، سیداں، گوڑہ منی رام ، مغلاں ، بھمل، پنڈوڑہ ہلیاراں، بجوٹھی، بوتھی، کھاڑک، سیب ، برمن ، گوڑہ سانولہ ، نومحال ، جنگواں ، بیلہ ، بنیام ، مونڈا ، کلال شہرو ، مہتہ جاگیر، موہڑہ دولو ، کھرکاں ، بلاہ ، سنگوٹ ، کونجرل ، کھتھال ، نلوٹی ، جدبال ، جھنگ ، کچھن پور ، فتح پور ، لدڑ ، چک سواری ، تنگدیو ، بوعہ ڈھانگری ، موضع آڑہ ، نکہ چن شاہ ، چوہان مولا جاگیر ، پنڈ خورد ، برجن ، پنیام ، علاقہ بنیسی ، بجاڑ ، لکھورہ ، ڈھلہ ، اندراہ کلاں ، جیوٹ و کونجری ، اکالگڑھ ، رٹھوعہ ، بنگریلہ ، دورل جاگیر ، جڑی ، کلیال بنیسی ، پوٹھہ بنیسی ، علاقہ اندرہل ، ڈڈیال : علاقہ اندرہل کا مرکزی مقام ڈڈیال تھا ۔ اور میرپور کا سب سے بڑا قصبہ تھا ۔ اس کا بازار اینٹوں سے پختہ کشادہ اور صاف ستھرا تھا ۔ تقریباً ایک صد

marfat.com

سے زائد دوکانات تھیں اور مرکزی تجارتی منڈی تھی۔ انگریزی علاقہ سے درآمد اشیاء خوردنی و دیگر تجارتی مال براستہ بل، بگام پتن، گوجر خاں سے آتا تھا۔ دریائے جہلم کے اس پتن پر بھی کشتیوں کے ذریعے آنا جانا ہوتا تھا۔ ٹرانسپورٹ کا سلسلہ اونٹ، گدھا کی باربرداری سے تھا۔ ڈڈیال سے میرپور آمدورفت کے لئے براستہ چوکھ دریائے پونچھ کو پتن چوکھ پر عبور کر کے موضع پنڈال سے ٹانگہ کی سواری کے ذریعے میرپور کے لئے آٹھ میل کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ چک دہمائی، تاجپور، سملوٹھہ، رائے پور، چانہ، بھگل، ڈروٹی، سہار تھلہ، موضع انگر، سہالہ، کنچور، بل، برڈوعی، کھرڑی، اتب، اوناع، تھب جاگیر، بلوچ، بہاری، چلایار، دودھ پروٹ، لعل خاں، بسار، کراڑہ سیداں، کنھاڑ، بیلہ بہادر شاہ، پوٹھہ، پوٹھہ بنگش، پوٹھہ شیر، کھنیارہ، موہڑوا گرو، بل، چھترو، رٹہ، علاقہ کھڑی منگلا صاحب چک، لٹری، کانگڑہ، عزیز پور، بنک، رینگ، سنکیاہ، بھلیالہ وکس کلیال، چیچیاں، رتالی، ڈب، خورد، چک دولت، چھابڑیاں، پنڈی سبروال، گوبند پور، رنگ پور، لوہار، سموال، دتیال، بنی ساہنگ، منڈا گھسیٹ پور، کوٹلہ دتاں، مھموں پور، جنگیاں، روپا، گنڈے، چک قاضی، پھکڑال، بوڑیال، نوگراں، جویاں، جاتلاں، عبدوپور، لعلی، سگر، بھاگپور، مغل شیخان، رائے پور شامل ہیں

ڈھانگری شریف کے قریب پہاڑ پر قدیمی مزار

marfat.com

قلعہ منگلا اور منگلا ڈیم

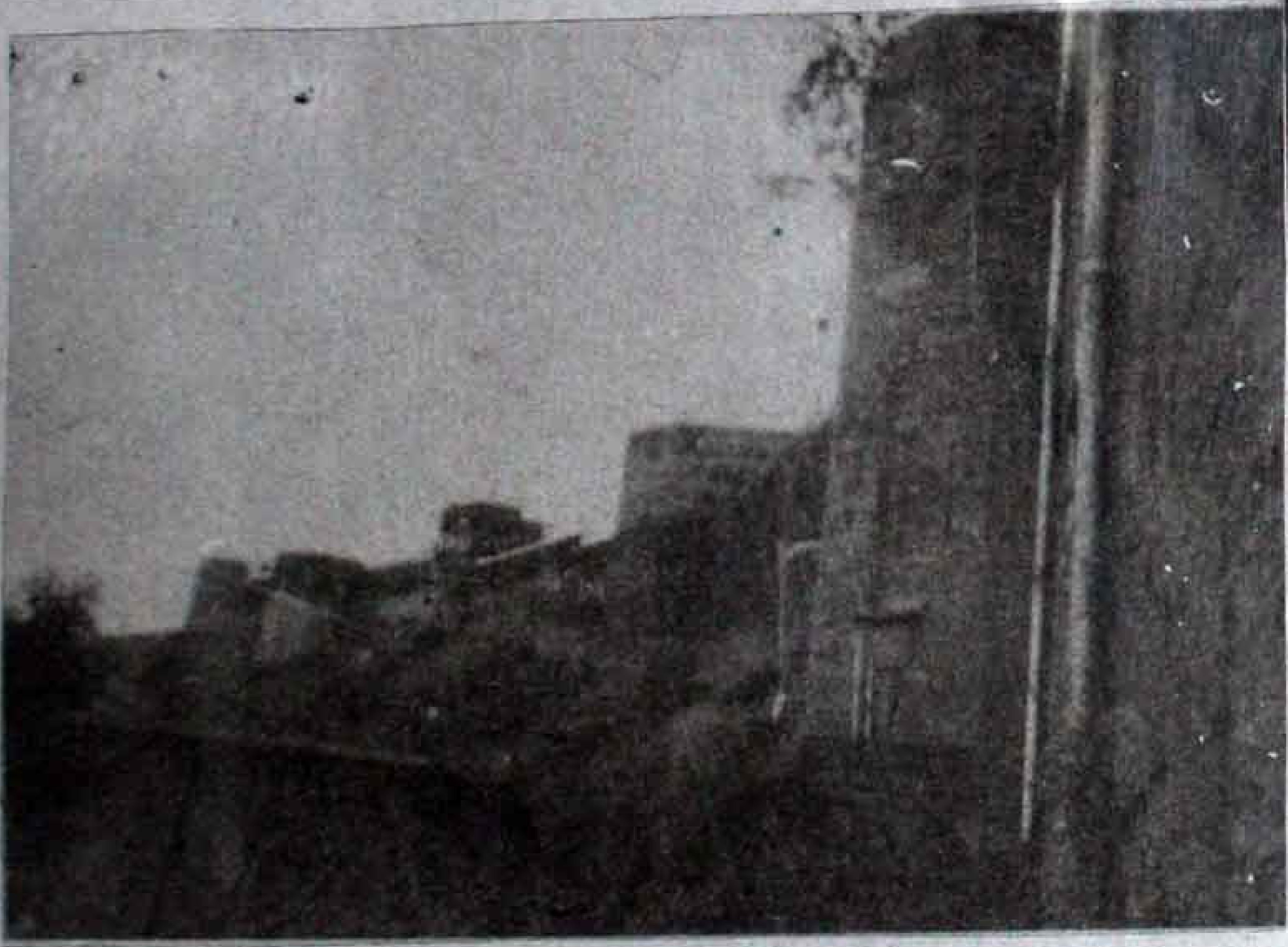

یہ قلعہ منگلا کے قریب دریائے جہلم پر تعمیر کیا گیا ہے۔ قلعہ پتھروں کو تراش کر پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے۔ پرانی گزرگاہ جو روہتاس سے نکل کر دینہ کی طرف آتی ہے یہ سڑک دینہ سے منگلا کی طرف جاتی ہے۔ منگلا سے میرپور بھمبر اور میرپور سے دریائے جہلم کے کنارے چک سواری کوٹلی کی طرف جا نکلتی ہے۔ اس قلعہ کے بارے میں ایک بات مشہور ہے کہ مائی منگلا راجہ پورس کی بیٹی تھی اور اسے یہ علاقہ جہیز میں دیا گیا تھا۔ قلعہ کے اوپر برج کئی فٹ بلند فصیل اور فصیل کے اوپر تیراندازی کے لئے سوراخ بھی بنائے گئے ہیں۔ آج کل منگلا ڈیم تعمیر ہونے کی وجہ سے قلعہ کو تفریح گاہ بنا دیا گیا ہے۔ چھٹی کے روز یہاں اچھی خاصی رونق ہوتی ہے۔ قلعہ کے کمرہ میں میوزیم بھی ہے جس میں بجلی پیدا کرنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے اور نہری نظام دکھایا گیا ہے۔ منگلا ڈیم 64-1963ء میں ایوب خان کے دور حکومت میں سندھ طاس معاہدے کے تحت تعمیر کیا گیا۔ منگلا کے مقام پر دریائے جہلم پر بند باندھ کر نہر نکالی گئی ہے اور اس پانی سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ منگلا جھیل بہت بڑی ہے۔ جس میں سال بھر کے لئے پانی جمع کر لیا جاتا ہے۔ پانی سے بجلی اور آب پاشی کا کام لیا جاتا ہے۔ منگلا کے قریب ہی ایک صوفی درویش لال شاہ کا مزار بھی ہے۔ منگلا ڈیم تعمیر ہونے کی وجہ سے کئی دیہات خالی کرا لئے گئے۔

marfat.com

منگلا

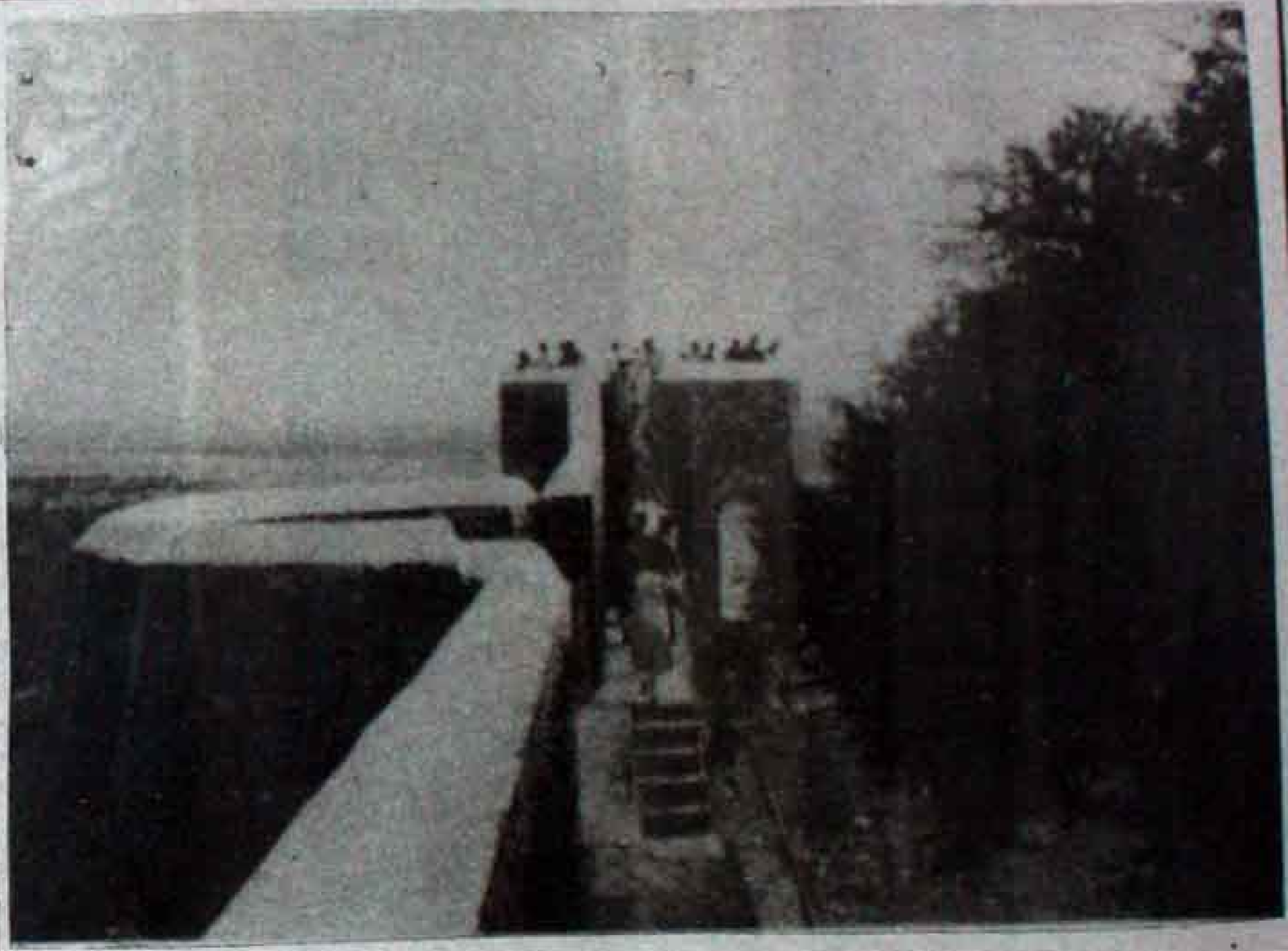

ایک قدیم وعظیم تاریخی مقام ہے اور اسے وادی جہلم سے بہت ہی قریبی تعلق ہے اور یہ وادی جہلم کی عظیم رفتہ اور شان حال کی ترجمان ہے برہمنی کہانیوں کی رو سے سکندر اعظم کے حملہ سے بہت مدت پہلے دریائے جہلم کے کنارے منگلا پہاڑی پر مائی منگلا دیوی کا ایک شاندار مندر تھا یہ منگلا دیوی ہندوؤں کے نزدیک ایک ماورائی ہستی تھی لیکن بعض کا خیال ہے کہ منگلا دیوی راجہ پورس کی خوبصورت اور نیک سیرت دختر تھی ۔ جس نے اپنے کندن جیسے دمکتے بدن پر راکھ ملی ہوئی تھی اور وہ گیان دھیان میں مست رہتی ہے

جوگ اور جوت کا چولا تن پر روپ میں ڈوبے نین
بولے تو آواز کا جادو لوٹ لے من کا چین

اس سندر صورت جوگن کے رسیلے گیتوں اور پریم بھری تانوں نے ہزاروں خرد مندوں کو پاگل اور ہزاروں دنیا داروں کو فقیر بنا دیا ۔ اور اس کے چرنوں کو چھونے کیلئے دور دور سے راجے مہاراجے آیا کرتے اور قرب و دور کے لوگ اس کا درشن پاتے نذرانے چڑھاتے اور مرادیں مانگنے کیلئے صبح سویرے ہی ٹولیوں کی صورت میں چوکھٹ پر آ بیٹھتے تھے ۔ اس زمانے میں منگلا دیوی کے مندر میں آٹھوں پہر پجاریوں کا ہجوم رہتا تھا رفتہ رفتہ راجہ پورس کی نیک چلن بیٹی ایک ماورائی ہستی بن گئی منگلا ماضی میں بھی خاص و عام کی نظروں کا مرکز تھا اور آج

marfat.com

بھی ہے ماضی میں وہ ایک مذہبی اور روحانی استھان تھا اور آج انسانوں کی مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ایک سرچشمہ 1940ء میں جہلم اور اس کے قریہ وجوار بسنے والے جیالوں نے اپنے فولادی پنجوں اور اپنی کوہ شکن ضربوں سے منگلا کے پہاڑی علاقے کو ایک آبشار کی شکل میں جہلم کی چھاتی پر گرا کر لوگوں کو دکھا دیا کہ مردیوں مہریں لگاتے ہیں وقت کی جبین پر منگلا پاکستان میں سب سے زیادہ خوبصورت مرمرین، آبی ذخیرہ دلکش اور خوشنما جھیل، حسین وجمیل وادی، مچھلیاں پکڑنے کی شکار گاہ اور سیر وسیاحت کا ایک پر فضا مقام ہے۔

منگلا بند دنیا کا دوسرا بڑا بند ہے یہ تقریباً تین ارب بیس کروڑ روپے کی لاگت سے 1968ء میں تعمیر ہوا تھا۔ منگلا بند دریائے جہلم پر منگلا کے مقام پر بنا ہوا ہے۔ اس کی تعمیر کے دوران 15 ہزار پاکستانی اور سات سو غیر ملکی ماہرین اور کارکن شب روز کام کرتے ہے اس بند کے ذریعے دریائے جہلم کے سیلاؤں پر بھی اب قابو پایا گیا ہے۔ اس بند کے نو دروازے ہیں اور ہر دروازہ گیارہ سو فٹ لمبا تین سو اسی فٹ چوڑا اور چار سو پچیس فٹ اونچا ہے۔ یہ بند اسی برس تک کام دے سکتا ہے۔ منگلا ڈیم سے روزانہ آٹھ سو کلوواٹ بجلی پیدا کی جاتی ہے اس میں دس سرنگیں ہیں اور ایک وقت میں 9 لاکھ کیوبک فٹ پانی نکالا جا سکتا ہے اور زائد پانی ایک سوراخ کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے اس کا پانی آبپاشی اور بجلی پیدا کرنے کے کام آتا ہے اور ماہی گیری کی صنعت کو فروغ دے کر مچھلیوں سے غذائی قلت بھی دور کی جا سکتی ہے اس بند پر سات لاکھ اسی ہزار مکعب گز مٹی گارے، چٹانیں اور کنکریٹ استعمال ہوا کرتی ہے، بند کے بائیں سرے پر تیس فٹ چوڑی پانچ سرنگیں بنی ہوئی ہیں ہر سرنگ دو ہزار فٹ لمبی ہے۔ ایک سرنگ ایک لاکھ کلوواٹ قوت کے دو جنریٹر چلا سکتی ہے دائیں سرے پر نکاس دروازہ ہے یہ زمینی نوعیت کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا دروازہ ہے یہ نو آہنی دروازوں پر مشتمل ہے جن میں یہاں کے تاریخی نوادرات رکھے ہوئے ہیں۔

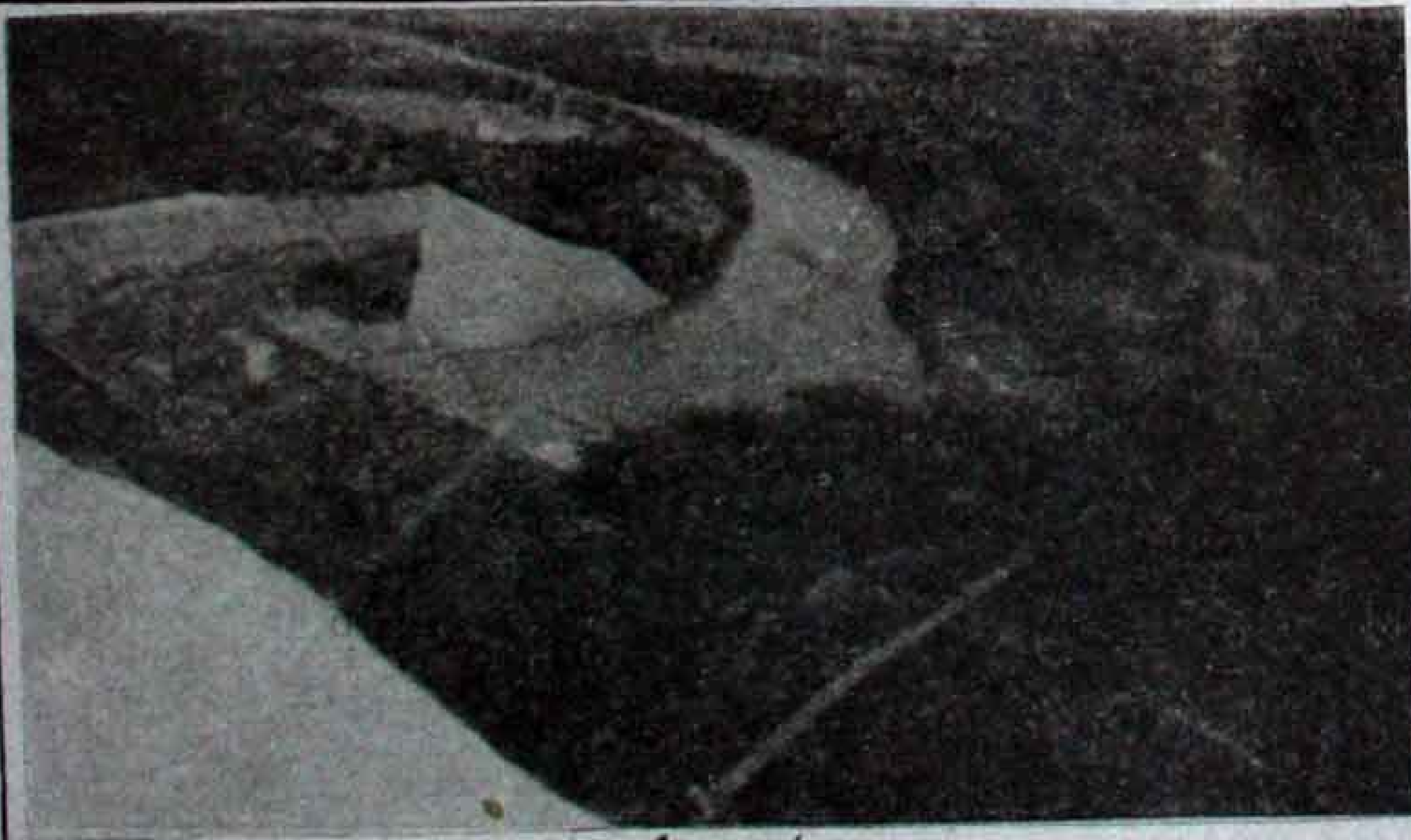

منگلا پاور ہاؤس

marfat.com

حضرت مولانا الحاج محمد عالم میرپوری مدظلہ

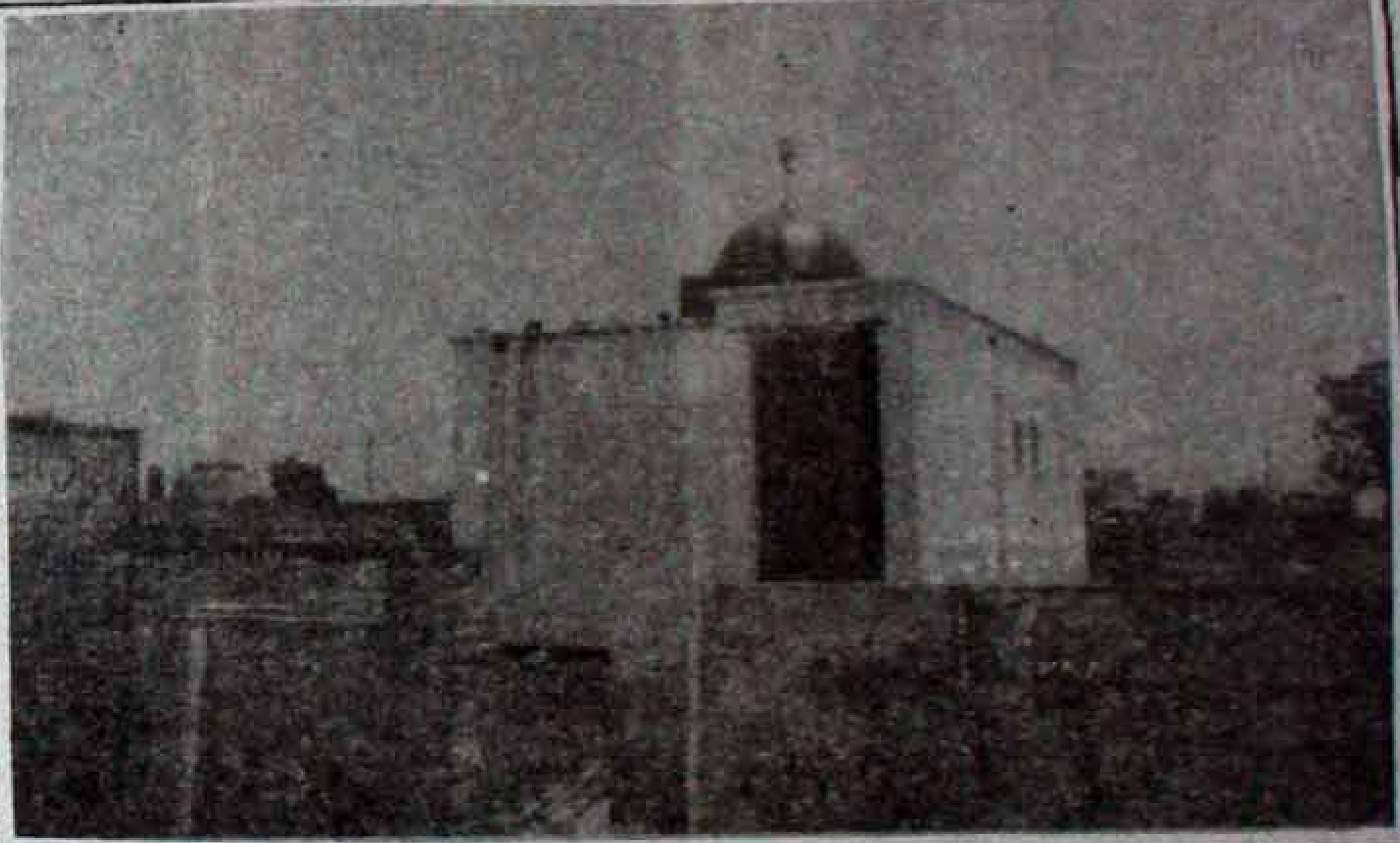

کتاب امیر ملت اور ان کے خلفاء کے مطابق آپکی ولادت باسعادت ضلع میرپور (آزاد کشمیر) کے ایک دور افتادہ گاؤں موضع ٹھیکریاں میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک مولوی علم الدین تھا۔ جو جامع مسجد کے امام تھے۔ ابھی آپ چالیس یوم کے تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔ چار پانچ سال بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت مولانا عبداللہ نقشبندی لدڑ شریف میرپور سے عقد ثانی کر لیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولانا لدڑی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش محبت میں پرورش پائی۔ ابتدائی دینی تعلیم کے لئے مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف میں داخل ہو کر اکتساب علم کیا۔ پھر دار العلوم نعمانیہ لاہور، ہری پور ہزار، مکھڈ شریف، ضلع کیمل پور وغیرہ جیسے علمی مراکز میں علمی استفادہ کرتے رہے۔ پھر یہ تشنگی علم کشاں کشاں برصغیر کی مشہور و معروف بزرگ شخصیت حضرت مولانا صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئی۔ اور یہاں سے علم حدیث پڑھنے کے بعد سند فضیلت حاصل کی۔

دار العلوم نعمانیہ لاہور میں حصول علم کے دوران مسجد پٹولیاں اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں بعمر شریف بیس سال حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا۔ جب شعبان 1345ھ میں دار العلوم جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں حضرت صد الافاضل رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل علوم کے بعد دستار بندی ہوئی تو حضرت امیر ملت قدس سرہ بھی اس موقعہ پر جلوہ افروز تھے۔ یہاں حضرت قدس سرہ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کی رحلت کے بعد بر موقعہ چہلم شریف حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلافت عظمیٰ سے نوازا۔

حصول خلافت کے بعد میرپور مقیم ہوگئے۔ اور اپنے آپ کو مذہبی خدمات کے لئے وقف کر دیا۔ عوام کی روحانی تربیت کے لئے گاہے بگاہے جلسے کرواتے رہے۔ جن میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کے علاوہ حضرت سراج الملت سید محمد حسین علی پوری علیہ الرحمۃ، مولانا امام الدین رائے پوری علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء کرام بھی شرکت فرماتے رہے۔

marfat.com

آپ کو حضرت امیر ملت قدس سرہ سے ازحد عشق و محبت تھی۔ آپ نے عرصہ تک حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل کیا۔ اور سفر و حضر میں بڑی مستعدی سے خدمات سرانجام دیں۔ حضرت بھی آپ پر بڑا لطف و کرم فرماتے تھے ۔ آپ کئی بار حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور دو تین مرتبہ حضرت امیر ملت ؒ کی معیت میں اس سفر کی نعمت سے سرفراز ہوئے ۔

1936ء تا 1942ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ۔ اور پھر 1942ء میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کے حکم پر چک نمبر 5 جنوبی بھلوال ضلع سرگودھا میں تشریف لے آئے اور علم و عرفان کی نہریں بہانے لگے ۔ اسی سال قائد ملت چودھری غلام عباس رحمتہ اللہ علیہ نے میرپور میں ایک جلسہ کروایا۔ جس کی صدارت کا قرعہ آپ کے نام پڑا ۔ جلسہ بہت کامیاب رہا۔ حکومت وقت نے اس صورتحال سے گھبرا کر آپ کی زبان بندی کر دی ۔ لیکن آپ نے ڈوگرہ راج کے خلاف مقدور بھر جدوجہد کی ۔

جب تحریک پاکستان فیصلہ کن مراحل میں داخل ہوگئی تو حضرت امیر ملت تن من دھن کی بازی لگا کر میدان میں کود پڑے ۔ اور مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کی ۔ کانگریس ، انگریز اور یونینسٹوں کی مکروہ کوششوں کے دام فریب کو تار تار کیا۔ حضرت کے ساتھ آپ کے صاحبزادگان اور جملہ مریدین بھی کمربستہ ہو کر اس جہاد میں ڈٹ گئے ۔ ان حالات میں آپ (مولانا محمد عالم) کا اس جدوجہد سے الگ رہنا ممکن نہ تھا ۔ چنانچہ آپ بھی مسلم لیگ کا علم ہاتھ میں لے کر ضلع سرگودھا میں سرگرداں رہے اور پر زور تقریر کے ذریعے مسلمانوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کر کے مرشد گرامی کے ارشاد کی تعمیل کی ۔

1961ء میں آپ حضرت سراج الملت سید محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر چک نمبر 5 بھلوال سے کھاریاں چھاؤنی (گجرات) میں تشریف لے آئے اور گیمن کمپنی میں خطابت کا جادو جگاتے رہے ۔ یہاں آپ نے عوام سے چندہ جمع کر کے چھاؤنی میں پہلی مسجد بنوائی ۔ جو اب گیمن جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے ۔ گیمن کمپنی کے چلے جانے کے بعد یہ مسجد سی ایم ایچ کے زیر انتظام آگئی اور 1974ء میں آپ ملازمت سے باعزت سبکدوش ہو کر پنشن یاب ہوئے ۔ اس کے بعد سجادہ نشین دوم حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں علی پور شریف حاضر ہوئے ۔ تو حضرت نے فرمایا " آپ کھاریاں ہی رہیں اللہ تعالی غیب سے سامان مہیا کرے گا " چنانچہ آپ کھاریاں کینٹ کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ و ترویج میں ہمہ تن کوشاں رہے ۔

آپ کے پاس بے شمار نادر تبرکات ہیں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے اندرونی حصہ کی روئی نما خاک مبارک آپ کے پاس 1935ء سے محفوظ ہے ۔ جو آج بھی معطر ہے ۔ اس کے علاوہ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے دندان مبارک ، رومال مبارک ، خاک تیمم ، نعلین مبارک ، لباس مبارک (جو وصال کے وقت پہنا ہوا تھا) محفوظ ہیں ۔ حضرت سراج الملت رحمتہ اللہ علیہ کے ناخن مبارک ، موئے مبارک اور مصلّی مبارک بھی محفوظ ہے ۔ حضرت مولانا الحاج محمد عالم میرپوری کے آستانہ کے قریب ایک عالی شان مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے ۔ آپ کا مزار آستانہ کے مشرق کی جانب ہے ۔

marfat.com

آزاد کشمیر میں دربار غوثیہ جنیال شریف

****

جہلم سرائے عالمگیر سے ایک سڑک نہر اپر جہلم کے کنارے ہوتی ہوئی جاتلاں آزاد کشمیر جاتی ہے ۔ وہاں سے ایک سڑک بطرف ٹوہی شریف دھریاں والی سرکار سے ہوتی ہوئی میرپور آزاد کشمیر جاتی ہے ۔ دوسری طرف ایک سڑک براستہ خالق آباد میرپور جاتی ہے ۔

خالق آباد ایک چھوٹا سا نگر ہے ۔ جہی کس ڈیم کے قریب واقعہ ہے ۔ بوقت ڈیم نئی آبادی ہے ۔ خالق آباد کے مشرق کی جانب سے ایک سڑک موضع جنیال کو جاتی ہے ۔ جو خالق آباد سے قریب ڈیڑھ میل جنوب کی طرف ایک قدیمی گاؤں ہے ۔ اکثریت جاٹ برادری کی ہے ۔ گاؤں کے زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ گاؤں کے جانب مغرب چند قدم پر دربار غوثیہ جناب پیر سید شہریار جناب پیر سید مہتاب شاہ اور تیسرے جناب قاضی محمد لطیف شاہ ہیں ۔ تینوں خانقاہیں ایک ہی مزار میں واقع ہیں دربار تقریباً 20 فٹ چوڑائی اور 40 فٹ لمبائی اور درمیان میں 50 فٹ اونچائی گنبد محیط پر واقع ہے ۔

حضرت پیر سید شہریار آپ کا سلسلہ قادریہ ہے ۔ اور آپ حضرت قلب شاہانہ پنڈی میانی والوں کے فرزند ارجمند حضرت شاہ مراد رحمتہ کے پوتے کے صاحبزادے ہیں ۔ بلسلسلہ تبلیغ دین کشمیر تک دورہ کرتے تھے ۔ آپ کے مریدین دور دور تک ضلع میرپور، ضلع کوٹلی اور سری نگر تک پھیلے ہوئے ہیں ۔ آپ نہایت کم گو اور عبادت گزار تھے ۔ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے تھے ۔ آپ نہایت پرہیزگار اور متقی تھے ۔ اکثر نماز عشاء کے وضو سے صبح کی نماز بھی ادا کرتے تھے ۔ آپ موضع نہیں کے قریب ایک کس (دواڑہ) کے قریب اکثر رات کو عبادت کرتے رہتے تھے ۔ ایک رات کو ایک سکھ نے آپ پر وار کیا ۔ زخمی حالت میں آپ نے مریدوں کو حکم دیا کہ مجھے موضع جنیال دفن کیا جائے ۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں ۔ جنیال موضع ایک ٹبی پر واقع ہے ۔ اس کے ارد گرد کہیں پانی کا نشان تک نہیں ۔ مگر ولی کی کرامت سے گاؤں میں پہلے ہی کنواں موجود تھا اور اب تو اکثر گھروں میں نلکا لگا ہے ۔

حضرت پیر سید مہتاب شاہ گورا دبلا جسم ، حافظ قران پاک تھے ۔ ہر روز 15 پارہ قرآن پاک منزل کرتے تھے ۔ آپ چھ ماہ کا روزہ رکھتے تھے ۔ ولی اللہ تھے ۔ دنیا سے کوئی محبت نہ تھی ۔ ہر وقت دین کی تبلیغ میں رہتے تھے ۔ ایام روزہ میں کم و بیش کسی دعوت میں شرکت نہیں کرتے تھے ۔ آپ کا دور میاں محمد کوڑی شریف کے زمانے کا تھا ۔ ایک دفعہ آپ دونوں بزرگ کہیں اکٹھے جارہے تھے کہ فقیر رستے میں مل گیا ۔ میاں محمد صاحب سے اس نے عارفانہ سوال کر دیا کہ آپ دونوں میں سے کون سوار ہے اور کون پیدل ۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کہ پیر صاحب (مہتاب شاہ) سوار ہیں اور میں پیدل ۔ اس فقیر نے کہا کہ کس طرح تو میاں صاحب نے فرمایا کہ پیر صاحب نے خود بھی کمایا ہے (عبادت کی ہے) اور ان کو اپنے

marfat.com

خاندان کی وراثت سے بھی ملا ہے ۔ مگر میں نے جو بھی کمایا ہے خود ہی کمایا ہے ۔

آپ ایک رات عبادت میں مصروف تھے کہ رات کو حضرت پیر شہریار اپنے دادا جان سے ملاقات ہوئی ۔ فرمایا کہ مجھے خاندان سے بالکل ہی باہر نکال دیا ہے ۔ اس پر آپ نے بہت سوچا ۔ آپ موضع ستبونعیہ علاقہ

وینس میں بیمار ہوگئے ۔ ۔ آپ نے نمبر دار دیہہ اور دسرے لوگوں سے قسم لی کہ مجھے موضع جنیال میں دفن کیا جائے ۔ اگر میرے بھائی موضع منڈی بہانی سے آئیں تو ان کو میرا جسد مبارک نہ دینا ۔ اس طرح آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو بھی موضع جنیال شمولیت اپنے دادا جان کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا ۔ آپ کے دربار بنوانے میں آپ کے بیٹے اور بھتیجوں نے کوششیں کی مگر کامیابی سے ہمکنار ان کے پوتے سید یعقوب الحسن جو گجرات میں وکیل ہیں اور نواسے سید فیض احسن کی وساطت سے پایہ تکمیل کو پہنچا ۔ آپ کا عرس ہاڑ کی آخری جمعرات کو منایا جاتا ہے ۔ دور دور سے عقیدت مند حضرات تشریف لاتے ہیں ۔ لنگر عام ہوتا ہے ۔ آپ کے سجادہ نشین پیر سید یعقوب الحسن ہیں

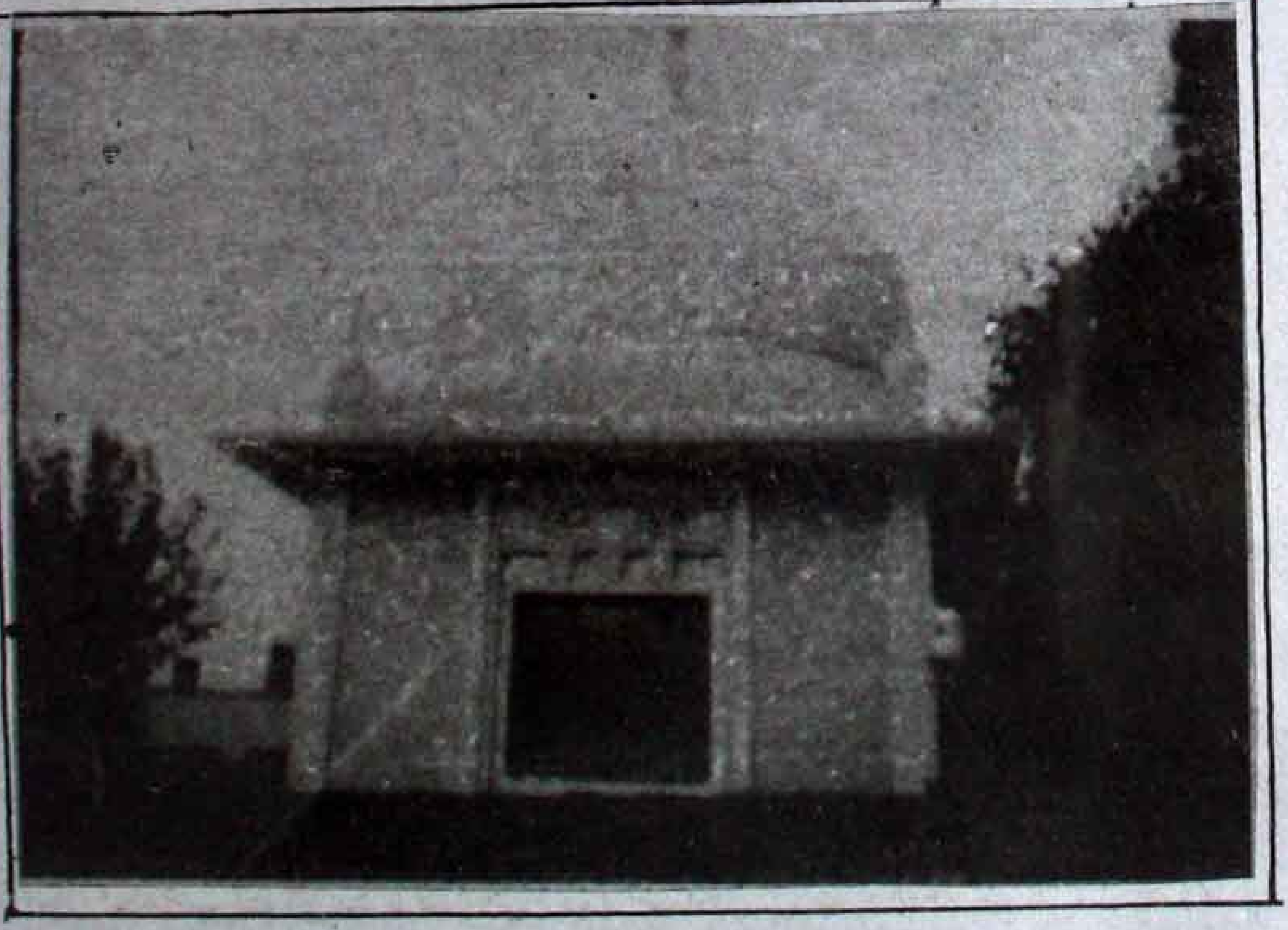

marfat.com

آزاد کشمیر

کے

ضلع بھمبر

کے

علاقہ دیوا وٹالہ چھمب مناور

میں

نوگزے لمبے مزار

نوٹ: مزید تفصیل کتاب "گجرات تاریخ کے آئینے میں" ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

آزاد کشمیر کا ضلع بھمبر
تاریخ کے آئینے میں

****

شاہجہان کے عہد کے نامور وقائع نگار برنیر نے بھمبر کو " باب الکشمیر " قرار دیا ہے ۔ بھمبر نالہ صدیوں سے پاکستان اور کشمیر کے درمیان یک جہتی کی علامت ہے ۔ بھمبر گجرات سے 29 میل شمال کی طرف ہے ۔ جہلم سے 23 میل مشرق کو اور سیالکوٹ سے 50 میل شمال مغرب کو۔ پیر پنجال یا پنت سال کے راستے سری نگر سے اس کا فاصلہ 150 میل ہے اور کشمیر کے سفر میں میدانی علاقہ یہاں سے ختم ہو جاتا ہے ۔

امپیریل گزیٹیر آف انڈیا میں بھمبر نالہ کے بارے میں درج ہے کہ یہ برساتی نالہ ہمالیہ پربت کے دوسرے سلسلے سے جنم لیتا ہے ۔ پہاڑی علاقہ میں اچھی خاصی وادی بناتا اور نچی کی پہاڑیوں کا چکر کاٹتا جنوب کو 25 میل کا سفر کرتا ہوا اپنے کنارے کے ساتھ ساتھ نشیبی علاقہ کو زرخیز کرتا چلا جاتا ہے ۔ کھو ہر غربی اور منڈ سے ذرا آگے بڑھ کر شادیوال کے قریب نہر اپر جہلم میں جا گرتا ہے ۔ بھمبر کے مکانوں کو دیکھ کر یہ کسی طرح گمان نہیں گزرتا کہ یہ قصبہ اس قدر قدیم ہو سکتا ہے ۔ کہ مشہور چینی سیاح ہیون سانگ کے ایام میں بھی یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے موجود تھا ۔

پنجاب سے کشمیر جانے والے بھمبر کے راستے ہی سے گزرتے تھے ۔ سلاطین کے زمانے میں اس راستہ کو بڑی اہمیت حاصل تھی ۔ اس کی جغرافیائی اہمیت کی بنا پر فتح کشمیر کے بعد اکبر نے اسی راستے کو شاہی سڑک بنانے کے لئے منتخب کیا جو کہ لاہور اور کشمیر کو ملاتی ہے ۔ کتاب خاندان چب راجپوت از راجہ افتخار علی کے مطابق پنجاب اور کشمیر کے درمیان بھمبر کو صدیوں سے ایک اہم رہ گزر کی حیثیت حاصل رہی ہے ۔ بھمبر کے گرد و نواح میں بعض ایسی یادگاریں بھی موجود ہیں ۔ جو اس خطہ کی تہذیب کی قدامت کا پتہ دیتی ہیں ۔ مثلاً سماہنی کی حسین و جمیل وادی میں کوروؤں پانڈوؤں کے دور کی ایسی یادگاریں جا بجا نظر آتی ہیں جن کو دیکھ کر وثوق سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ یادگاریں ہندو تہذیب کے بالکل ابتدائی دور کی باقیات میں سے ہیں ۔ سماہنی سے بنڈالہ تک شرقاً غرباً پھیلے ہوئے تین چار میل کی حدود میں پرانی اور سیاہ رنگ کی بڑی بڑی چٹانوں اور پتھروں سے بنے ہوئے دو مندر موجود ہیں ۔ جو بڑے وسیع اور عالیشان چبوتروں پر بنے ہوئے ہیں ۔ پتھروں کے وزن کو دیکھ کر عوام الناس میں یہ خیال راسخ ہو چکا ہے کہ یہ مندر دیوؤں اور پریوں کا کارنامہ ہیں ۔ ان مندروں میں پتھروں پر منقش کچھ مورتیاں بھی ہیں ۔ جن کی تراش اور ساخت خاصی متاثر ہیں ۔ ان مندروں سے جنہیں سماہنی کے باسی دھیرے کہتے ہیں ۔ چند فرلانگ دور ایک پرانے جوہڑ کے نشانات بھی ہیں جو " پریوں کے تلا " کے نام سے موسوم ہیں ۔ اس تالاب کو پتھر سے بنی ہوئی دو عمدہ نالیاں ان مندروں کے کنوؤں سے ملاتی تھیں جو مندروں کو چبوتروں پر بہت بڑی چٹانوں سے ڈھکے ہوئے ہیں ۔ بنڈالہ اور سماہنی کے درمیان متعدد

marfat.com

کاشتکاروں کو ہل چلاتے ہوئے کانسی کے برتن اور بعض پرانے سکے بھی ملتے ہیں جن پر قدیم مصری سکوں کی طرز کی تصاویر منقوش ہوتی ہیں ۔ یہ یادگاریں سماہنی ویلی میں ہی نہیں بلکہ تحصیل بھمبر کے مشرق میں توی کے کنارے آباد تاریخی شہر مناور کے قریب مغربی سمت میں " راؤ والا تالاب " اپنی ساخت کے اعتبار سے سماہنی میں موجود تالاب سے خاصہ متماثل ہے ۔ مناور کے اس تالاب کے کنارے نیل کے کارخانے کا پتہ بھی دیتے ہیں ۔ سماہنی اور مناور میں موجود یادگاریں اس خطہ کی قدامت کی شاہد ہیں ۔ مغلیہ دور کی یادگاریں تو اس علاقہ میں ان گنت ہیں ۔

بھمبر میں آج تک مغلوں کی سرائے موجود ہے ۔ جس میں عدالتوں کا کام ہو رہا ہے ۔ اس سرائے کے ساتھ ملحق ایک مغلیہ مسجد بھی ہے ۔ اس سرائے سے چند فرلانگ دور غربی سمت میں ایک خوبصورت باؤلی بھی موجود ہے جو پانی کے حصول کے لئے بنائی گئی ہے ۔ اس میں ایک ٹیوب ویل بھی نصب کیا گیا ہے ۔ ہائی سکول اور موجودہ کالج بلڈنگ کے ساتھ ہی ایک مغلیہ حمام اور کنواں موجود ہے ۔ اس حمام کو زیر زمین سیڑھیوں کے ذریعے کنویں سے ملایا گیا ہے ۔

بھمبر قصبہ کے دائیں طرف بھمبر نالہ کے شمالی کنارے پر ایک مسجد بھی ہے جو مغلیہ دور کی یادگاروں میں سے ہے ۔ نقش و نگار کی خوبصورتی کے علاوہ دیواروں پر لکھی ہوئی تحریروں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسجد مغلیہ دور میں تعمیر ہوئی تھی ۔

مثلاً معزالدین نامی ایک شخص نے جو قندھار سے آیا تھا ایک دیوار پر سعدیؒ کے چند اشعار لکھنے کے بعد نیچے اپنا نام اور تاریخ لکھی ہے ۔ اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ معزالدین 1191ھ میں یہاں آیا اور کوئی ثبوت ہو یا نہ ہو ۔ یہ تحریر اس مسجد کے مغلوں کی یادگار ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہے ۔ مسجد کے ساتھ بھمبر ریاست کے آخری حکمران راجہ سلطان خان کے محلات کے آثار بھی موجود ہیں ۔ محلات کی دیواریں موجود ہیں ۔ راجہ سلطان خان کے محلات کی وجہ سے ان محلات کے کھنڈرات کے ایریا کو اب تک محلاں کہا جاتا ہے ۔ اس علاقہ میں چشموں کی کمی کی وجہ سے ایک تالاب تعمیر کیا گیا تھا تاکہ اس میں پانی کی ذخیرہ جمع کیا جا سکے ۔ اس پختہ تالاب میں ایک کعبہ ہے اس پر اس تالاب کی تعمیر کی تاریخ " ماہ چیت 1937ء بکرمی " درج ہے ۔ اور یہ سماہنی کے ایک ہندو کا تعمیر کرایا ہوا ہے ۔ اس تالاب سے تقریباً ایک میل دور باوا شادی شہید کا مزار ہے ۔ جو مرجع خاص و عام ہے ۔ یہاں بہت سے لوگ نذریں لے کر آتے ہیں ۔ عموماً یہاں بکرا ذبح کرتے ہیں اور اس تقریب میں خاندان کے سب چھوٹے بڑے شریک ہوتے ہیں ۔

ان مقامات سے آگے سماہنی کی وادی کا آغاز ہوتا ہے ۔ اس وادی میں مغلیہ دور کے بہت سے آثار ہیں ۔ ان آثار میں اہم یادگار سعد آباد کی سرائے ہے ۔ جو سماہنی کی سرسبز و شاداب وادی میں تعمیر کی گئی ہے ۔ یہ شاہجہان کے مہتمم تعمیرات سعد خان کے نام نامی سے موسوم ہے ۔ اس سرائے کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور ایک باغ بھی جس کے ارد گرد چار دیواری ہے ۔ چند فرلانگ پر ایک اور قیام گاہ ہے ۔ جہاں مغل

marfat.com

بیگمات ٹھہرتی تھیں ۔ بیگمات کے لئے نالے پر پل باندھ کر نالے کو جھیل کی شکل میں تبدیل کیا گیا تھا ۔ پل کے نشانات اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں ۔

مغلیہ سرائے کے بعد اگلا پڑاؤ نوشہرہ میں ہوتا تھا ۔ 1947ء سے پہلے نوشہرہ تحصیل بھمبر میں شامل تھا ۔ یہاں نیابت تھی ۔ یہ شہر راجوری ، ریاسی اور بھمبر ملاتا تھا ۔ یہاں دو قلعے تھے ۔ شہر کے ساتھ توی بہتا تھا ۔ یہاں ایک خوبصورت مغلیہ سرائے تھے ۔

سعد آباد کے بعد اب مقبوضہ کشمیر کا آغاز ہو جاتا ہے ۔ سعد آباد کے جنوباً شرقاً ایک بلند پہاڑی پر باغ سر مغلیہ کا قلعہ اور قصبہ آباد ہے ۔ یہ قلعہ بہت اہم حیثیت رکھتا ہے ۔ یہ قلعہ بیک وقت بھمبر ، نوشہرہ ، دیوا وٹالہ ، بیری پتن سے مربوط ہے ۔ اس قلعہ میں ایک خوبصورت اور دلکش جھیل بھی ہے ۔ بھمبر سماہنی روڈ پر واقع گاؤں سندھ دیانے سے باغ کی طرف ایک چھوٹی سی سڑک جاتی ہے ۔ باغ کے ارد گرد خوبصورت جنگل بھی ہے ۔ گرمیوں میں یہاں کا موسم بڑا ہی خوشگوار ہوتا ہے ۔ تھوڑی سی توجہ سے باغ سر کو گرمیوں میں سیرو تفریح اور رہائش کے لئے صحت افزا مقام بنایا جاسکتا ہے ۔ پنجاب میں بہت سے افراد گرمیوں میں یہاں آسکتے ہیں ۔

ہاتھی کے مجسمے سنگ تراشی کا ایک حیرت انگریز مظہر ہیں ۔ بڑی بڑی چٹانوں پر چابک دست ہاتھوں نے دو ہاتھیوں کی تصویریں بنائی ہیں جو سنگتراشی کا شاہکار ہیں ۔ مشہور ہے کہ مغلوں کے ہاتھی ان ہاتھیوں کو دیکھ کر بدک جایا کرتے تھے ۔ باغ سر کا قلعہ ہمیں ماضی کے دفاعی اور جنگی تکنیک سے روشناس کرتا ہے ۔ یہ قلعہ اس دور میں تعمیر ہوئے تھے جو دور آج کے دور سے بہت پسماندہ تھا ۔ لیکن اس دور میں یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ ہر قلعہ سے دوسرے قلعہ کی نقل و حرکت دیکھی جاسکتی تھی ۔ اور مخصوص اشاروں سے دوسرے قلعہ میں محصور فوج کو دشمن کی نقل و حرکت سے آگاہ بھی کیا جاسکتا تھا ۔

1947ء سے قبل باغ سر کے علاوہ تحصیل بھمبر میں مناور ، کھمبا ، نوشہرہ اور پنڈھار کے قلعہ بھی موجود تھے ۔ اب مناور اور پنڈھار کے قلعہ کے صرف کھنڈرات موجود ہیں ۔ کھمبا اور نوشہرہ مقبوضہ کشمیر میں ہیں ۔ باغ سر کے قلعہ جیسا قلعہ صرف میرپور سے کوٹلی کے راستے پر تھروچی کے مقام پر ہے ۔ مناور پڈہار باغ سر کے قلعہ ، پنجاب کے حملہ آوروں کے خلاف مدافعت کے لئے بنائے گئے تھے ۔ پڈہار کا قلعہ دیوا وٹالہ کے ساتھ ہے ۔ دیوا وٹالہ کو سکھ ڈوگرہ عہد میں نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے ۔

مناور کی حیثیت بھی مختلف ادوار میں برابر تبدیل ہوتی رہی ۔ 1928 بکرمی میں مناور کو ضلع کا صدر مقام بنایا گیا ۔ 1944 بکرمی میں مناور کی بجائے بھمبر کو ضلع بنادیا گیا ۔ اور 1956 بکرمی میں میرپور ضلع بنا ۔ مناور ایک زمانے میں پرگنہ بہلول پور میں شامل تھا ۔ بہلول پور اب دریائے چناب کے کنارے گجرات کا ایک گاؤں جس کے ساتھ ہی ہیڈ مرالہ ہے جہاں دریائے چناب توی ، مناور اور توی آپس میں ملتے ہیں ۔ پرگنہ بہلول پور میں کنار ، بجوات ، گنگوال ، مناور ، اکھنور ، کھو اور دہاڑ ہوتہ کے بتے شامل تھے ۔ مناور اور کری کو معاہدہ امرتسر کے

marfat.com

بعد ریاست جموں و کشمیر میں شامل کیا گیا۔ ابتدا میں ہزارہ کا علاقہ بھی ریاست کشمیر میں شامل کیا گیا لیکن ہزارہ میں گلاب سنگھ کے خلاف بغاوت کے بعد ریاست جموں و کشمیر کی حدود میں ہزارہ کی بجائے مناور اور کری کا علاقہ شامل کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً ان تبدیلیوں کی وجہ بھمبر کا سیالکوٹ اور گجرات سے گہرا تعلق رہا۔ سکھ ڈوگرہ عہد سے قبل مغلیہ اور سلاطین کے عہد میں بھمبر ایک اہم رزم گاہ بھی رہا ہے۔ اکبر کے حملے کا آغاز بھی اسی جگہ سے ہوا۔

مدتوں میدان جنگ بنے رہنے کے بعد آخر کار بھمبر کی تاریخ میں وہ دور آیا جو بھمبر کی اب تک کی تاریخ رزم کا آخری باب ہے۔ یہ دور تقسیم برصغیر 1947ء کا ہے۔ ہندوپاک کی تقسیم کے فوراً بعد جنگ آزادی کشمیر کا رخ میدان سیاست سے میدان جنگ کی طرف مڑ گیا۔ تربیت یافتہ اور منظم باقاعدہ ڈوگرہ فوج کے مقابلہ میں بھمبر کے باسیوں کے پاس صرف آبائی شجاعت، جذبہ ایمانی اور غیرت ملی کے ہتھیار تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بھمبر کے مکینوں کا پیشہ آباء سو پشت سے سپہ گری بھی تھا۔ تحصیل بھمبر کا جتنا علاقہ آج آزاد ہے۔ یہ علاقہ یہاں کے غیور اور شجاع لوگوں نے اپنے زور بازو سے آزاد کرایا ہے۔

1995ء میں بھمبر کو ضلع کا درجہ اور برنالہ، سماہنی کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا۔ بھمبر کا علاقہ دیوا وٹالہ دیسی آموں کے لئے مشہور ہے۔ اس علاقہ میں پہاڑوں پر پتھر ہی پتھر ہیں۔ خشک پہاڑوں میں ہر طرف آم ہی کے باغ نظر آتے ہیں۔ اس علاقہ میں مہاراجہ ہری سنگھ کی برادری اور قریبی رشتہ داریاں تھیں۔

marfat.com

آزاد کشمیر برنالہ کوٹ جیمل کے قریب اپر وٹالہ میں حضرت نعما طوش المعروف پیر کامل اور حضرت مائی مستانہ کا مزار

گجرات سے ایک سڑک مشہور قصبہ اعوان شریف کی طرف جاتی ہے۔ اعوان شریف گجرات سے تقریباً میں کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہی سے آزاد کشمیر کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ اس مقام سے تحصیل برنالہ کا آغاز ہوتا ہے۔ برنالہ قدیمی شہر ہونے کے علاوہ اس علاقہ میں اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں سے پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اس علاقہ میں پہاڑوں کے چھوٹے سلسلہ کے بعد بڑے پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ برسات کے بعد موسم صاف ہو تو برف پوش پہاڑ بھی نظر آتے ہیں۔ برنالہ کے مشرق کی جانب کوٹ جیمل کا مشہور قصبہ ہے۔ پیر بادلی۔ کوٹ جیمل سے ہی دیوا کے لئے سڑک جاتی ہے۔ یہیں سے پیر منگاولی کی طرف کچی سڑک جاتی ہے۔ شمال کی جانب ایک سڑک قلعہ چھپڑ سے ہوتی ہوئی چاندنی چوک سے قلعہ .لہ کی طرف جاتی ہے۔ قلعہ وٹالہ کیلئے نصف سڑک پکی ہے بقیہ حصہ پر جابجا پتھر ہیں۔ بیریوں کے باغات کے بعد آم کے .غ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ قدرت کی شان اس علاقہ میں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہیں۔ پورے علاقہ میں پتھروں کی ایک تہہ بچھی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر ہر طرف آم ہی آم دکھائی دیتے ہیں۔ دیسی آموں کی سرزمین وٹالہ اس علاقہ میں آموں کی سب سے بڑی منڈی ہے۔

ایک روایت مشہور ہے کہ دنیا کا پہلا آم وٹالہ برنالہ میں پایا گیا۔ قلعہ وٹالہ ایک پہاڑ پر پرانی عمارت کی بنیادیں اس قلعہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس مقام پر کھڑے ہو کر اس وادی کا دور دور تک نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ برنالہ کوٹ جیمل کی بستیاں خوشنما اور سرسبز نظر آتی ہیں۔

قلعہ وٹالہ کے قریب ایک بہت بڑے درخت کے نیچے مہاراجہ ہری سنگھ کی بیٹھک ہے جہاں ہری سنگھ عدالت کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ اس علاقہ میں ہری سنگھ کی شادی بھی ہوئی تھی۔ اس علاقہ کے باسیوں کو اس دھرتی سے بہت پیار ہے۔ گائے بکریوں کے غول دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ لوگ سرکنڈوں میں مکان تعمیر کر کے رہائش رکھتے ہیں۔ جنہیں گجرات میں کنڈی کے لوگ کہا جاتا ہے۔ قلعہ وٹالہ کے جانب مغرب میں ایک سڑک نور والا کی طرف جاتی ہے۔ نور والا کے چاروں جانب آم کے باغ ہیں۔ آم کے درختوں کے نیچے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر حضرت نعما طوشؒ المعروف پیر کامل اور ان کی خدمت گزار حضرت مائی مستانہ صاحبہ کا مزار مبارک ہے۔

یہاں 10 ہاڑ - 21 مگھر عرس ہوتا ہے۔ مائی مستانہ صاحبہ کا عرس 11 مارچ کو ہوتا ہے۔ ہر ماہ چاند کی دن دس رات گیارہ شریف کا ختم ہوتا ہے۔ ارادت مند دن رات یہاں حاضری دیتے ہیں۔ اس پوری پٹی میں مساور سے لے کر قلعہ وٹالہ تک تقریباً پندرہ کے قریب نو گز لمبے مزار ہیں۔ جو پختہ تعمیر کئے گئے ہیں۔ یہ علاقہ ماضی میں جنگ وجدل کا میدان رہا ہے۔ حق وباطل کے معرکے ہوتے رہے ہیں۔ قدیم دور کا انسان پہاڑوں میں رہائش رکھتا تھا۔

حضرت مائی مستانہ کو اس دربار کے ساتھ وابستگی کا واقعہ دربار کے موجودہ متولی نگران سائیں منشی خان نے سنایا کہ دسمبر 1959ء میں مائی مستانہ صاحبہ کو مزار حضرت نعما طوشؒ المعروف پیر کامل کی طرف سے اشارہ ہوا۔ مزار پر آؤ۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے

marfat.com

نفس کو مارنے کے لئے پرانی قبروں میں چلہ کشی کی۔ دو سال کے بعد چلہ کشی مکمل ہوئی تو صاحب مزار کی طرف سے اشارہ ہوا۔ مزار کے قریب ذاتی زمین میں آم کے درخت کے نیچے ڈیرے جمالو اور مخلوق خدا کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دو۔ جو یہاں آئے گا دینی و دنیاوی دولت سے مالا مال ہوگا۔ چنانچہ اس روز سے مائی مستانہ صاحبہ نے گھربار کو خیرباد کہہ کر پوری لگن اور خلوص کے ساتھ روضہ کی اور مخلوق خدا کی خدمت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مائی صاحبہ روحانیت کی منازل طے کرتی رہیں۔ اور مخلوق خدا کو فیض بخشتی رہیں۔ مزار پر حاضری دینے والے کو موسم کے مطابق خاطر خدمت کرتی اور ان کے لئے دعائے خیر کرتی رہیں۔ دکھی مخلوق کی خدمت کرتے کرتے مائی مستانہ صاحبہ گیارہ مارچ 1991ء کو مالک حقیقی سے جا ملیں۔ آپ کا روضہ حضرت نعما طوش المعروف پیر کامل کے روضہ کے ساتھ ہے۔ روضہ پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ روضہ تک پہنچنے کے لئے تیس سیڑھیاں تعمیر کی گئی ہیں۔ نیچے برساتی نالہ بہتا ہے۔ جس میں موسم برسات میں پانی آجاتا ہے۔ آج کل روضہ مائی مستانہ صاحبہ اور حضرت نعما طوش المعروف پیر کامل متولی سائیں منشی خان ہیں۔

سائیں منشی خان بھی اپنی والدہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ وہ دن رات روضہ کے قریب رہتے ہیں۔ سرکنڈوں کی جھونپڑا میں دن رات یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ دور سے کوئی انسان نظر آئے تو خوش ہوتے ہیں۔ پیار خلوص محبت سے لنگر پیش کرتے ہیں۔ سیف الملوک کے بول ترنم سے پڑھتے ہیں۔ جو مائی مستانہ صاحبہ کو بہت پسند تھے۔ مزار حضرت نعما طوش المعروف پیر کامل کا مزار چھوٹی سی پہاڑی پر ہے۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر 335 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت نعما طوش تحریر ہے۔ اپروٹالہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سول عدالت کے بیلف محمد اکبر جو اولیاء کرام کے پرستار اور نوگز لمبے مزارات پر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ ایک روز سائیں منشی خان کو بتایا کہ مزار کی لمبائی کم ہے۔ اسے نوگز تعمیر کرو۔ اس سلسلہ میں دونوں نے مزار حضرت نعما طوش المعروف پیر کامل پر حاضری دی۔ دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے تھے کہ سائیں منشی خان پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ اور وہ زمین پر گر پڑے۔ کافی دیر بعد ہوش میں آئے۔ محمد اکبر کو کیفیت بیان کی۔ سائیں منشی خان کو ان کی والدہ مائی مستانہ مرحومہ نے نصیحت کر رکھی ہے کہ میرے بعد مخلوق خدا کی خدمت کرتے رہنا اور کسی سے کچھ نہ مانگنا۔ حضرت نعما طوش المعروف پیر کاملا اور میری قبر کی مٹی تمہیں اور مخلوق خدا کو بہت کچھ دے گی۔ سائیں منشی خان نے آپ کی کئی کرامات بیان کیں۔

اس علاقہ میں بابا دینا بادشاہ اور پنج پیر کے قدیمی مزارات بھی ہیں۔ پاکستان اور آزاد کشمیر کی سرحد کے قریب آہی میں حضرت نقیب طوشی علیہ السلام کا مزار ہے۔ جس کی لمبائی نوگز سے زیادہ ہے۔ یہ مزار تقریباً دو سو کنال رقبہ میں پھیلا کئی قدیمی درخت ہے۔ موضع آہی کے محمد حسین نعیمی جنہیں اس مزار سے بہت عقیدت ہے انہوں نے بتایا کہ تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے خرچ کر کے مزار کو از سر نو تعمیر کروایا ہے۔ اس سلسلہ میں پاک فوج اور اہل دیہہ نے بہت تعاون کیا۔ مزارات کی چار دیواری پر سیمنٹ کے پانچ ہزار بلاک استعمال ہوئے۔ مزار سبز رنگ کی خوشنما تختیوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ پختہ چھت ہے۔ قطب المشائخ حضرت قاضی سلطان محمد صاحب اعوان شریف اس مزار پر حاضری دیتے تھے۔ ایک بار اونٹوں نے درختوں کو نقصان پہنچایا۔ چنانچہ حضرت نقیب طوشی علیہ السلام نے قاضی سلطان محمود صاحب کو فرمایا باغ اجڑ رہے ہیں۔ چنانچہ اس دن کے بعد درختوں کی کٹائی بند ہو گئی۔ مزار حضرت نقیب طوشی علیہ السلام پر ہر سال عرس منایا جاتا ہے۔ یہ مزار پیر غیب شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ محمد حسین نعیمی مزار کی تعمیرات میں دیکھ بھال میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ ہیر میں سلطان الفقراء حضرت سخی بابا ہیرا بادشاہؒ کا مزار

ملت اسلامیہ کی تاریخ میں جن علماء و مشائخ کے کارنامے شاندار اور آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں کہ انہوں نے ہمیشہ باد سموم کا مقابلہ کر کے اسلام کی نشر و اشاعت، تبلیغ و ترویج اور معاشرتی صلاح و فلاح کا تسلسل قائم نہ حکومت کیا طاقت اس کو روک سکی اور نہ کسی طبقے کا حسد ان کو اس سے باز رکھ سکا اگر یہ صوفیائے عظام و علماء کرام نہ ہوتے تو نہ اسلام کی صحیح تعلیم اجاگر ہوتی اور نہ اسلامی معاشرہ کے خدوخال نمایاں ہوتے۔ اس بناء پر مسلم قوم فطرتاً ان سے عقیدت و محبت رکھنے پر مجبور ہے۔ انہی محبوبان خدا ہستیوں سے استاذ العلماء و سلطان الفقراء حضرت میاں اللہ دتہ المعروف بحضرت سخی بابا ہیرا بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سرکار ہیار شریف ضلع بھمبر آزاد کشمیر بھی ہیں جنہوں نے پنجاب اور ریاست جموں و کشمیر میں سکھ حکومت کے تاریک و مہیب دور میں دینی خدمات انجام دیں اور مخلصانہ دینی تعلیم اور تبلیغ اور نابغہ روزگار شخصیت کے تاثیر سے ایک کثیر تعداد مصلحین مخلصین کی پیدا فرمائی اور ان کے ذریعے اس خطے میں دینی انقلاب پیدا فرمایا اور دین اسلام کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کیا۔ بزرگان دین کی مصدقہ روایات کے آپ نے ریاست جموں و کشمیر میں بے شمار غیر مسلم گھرانوں میں دین اسلام کی شمع روشن فرمائی ہے۔

حضرت باباجی صاحبؒ کا شمار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ پاکباز میں ہوتا ہے۔ آپ آفتاب علم و معرفت سرتاج اولیاء حضرت مولانا پیر قادر بخش سہروردیؒ کے فرزند گرامی ہیں اور سرتاج فقراء حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؒ سجادہ نشین کوٹ رانجھا ضلع گجرات کی نعمت عظمیٰ و کبریٰ کے وارث حقیقی ہیں اور ان اولیاء اللہ میں شامل ہیں کہ جن کی ولایت پر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔

موہڑہ شریف میں چلا

باباجی صاحبؒ کے پوتے حضرت میاں محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ باباجی کی حیات مبارکہ پابندی شریعت و سنت اور خدمت دین سے ہی عبارت رہی ہے۔ آپ کی زندگی کا آغاز خدمت دین سے ہوا اور اسی خدمت دین میں ہی آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد فرمائی۔

سرتاج فقراء حضرت میاں اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند آرائے آستانہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ کوٹ رانجھا ضلع گجرات کی خلافت عظمیٰ کے منصب جلیلہ سے سرفراز ہونے کے بعد حضور باباجی نے اپنی علمی و روحانی فیض رسانی کا مرکز موہڑہ شریف ضلع بھمبر آزاد کشمیر کو بنایا۔ ہیر شریف میں اس وقت آپ کے والد گرامی سلطان المشائخ حضرت مولانا حافظ قادر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند رشد و ہدایت کی زینت بنے ہوئے تھے اور فیضان رشد و ہدایت سے خلق خدا کو مستفیض فرما رہے تھے۔ آپ نے موہڑہ شریف میں اپنے آستانہ عالیہ کا قیام فرمایا اور آستانہ عالیہ کے قریب مسجد کو تعلیمی و تبلیغی فیض رسانی کا مرکز بنایا اور اس طرح عرصہ 40 سال موہڑہ شریف کو ہی آپ نے اپنے فیضان رشد و ہدایت کا مرکز بنائے رکھا اور اپنے والد محترم کے وصال کے بعد ہیر شریف آپ کے فیضان ظاہری و باطنی کا مرکز بنا۔ موہڑہ شریف میں 40 سالہ قیام میں آپ نے عشاء کے وضوء سے ہی نماز فجر ادا کی ہے۔

marfat.com

حضرت باباجیؒ کا سالانہ عرس مبارک

حضرت میاں محمد رمضان صاحبؒ نے بیان فرمایا باباجی صاحبؒ کے وصال کے وقت میں جوان عمر میں تھا۔ آپ کے وصال سے ایک سال قبل قحط تھا۔ خشک سالی کی وجہ سے فصلیں نہ ہوئیں۔ آپ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے جناب مست میاں صاحبؒ کو اپنے پاس اپنی خدمت کے لئے رکھا اور باقی تین صاحبزادوں سے ارشاد فرمایا جاؤ اور باہر جا کے محنت مشقت کرو اور اپنے بال بچے کا بھی خرچہ مہیا کرو اور ہمیں بھی کچھ لنگر کے لئے پیش کرو۔ پوہ کے مہینے میں آپ نے جموں کے علاقے میں دورہ فرمایا اور ماگھ کی 5 تاریخ کو واپس پیر شریف تشریف فرما ہوئے۔ رات کو نماز عشاء کے بعد اپنے آستانہ عالیہ رونق افروز ہوئے اور دریافت فرمایا آج کیا تاریخ ہے؟ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ آج ماگھ کی 5 تاریخ ہے۔

آپ نے فرمایا آج ماگھ کی 5 تاریخ ہے تو پھر آج ہماری زندگی کی آخری رات ہے۔ آج رات سحری کے وقت ہم دنیا سے سفر کر جائیں گے اور کل ماگھ کی 6 تاریخ ہے تو کل ہم شام سے پہلے قبر میں چلے جائیں گے۔ حضور باباجی کا یہ ارشاد گرامی سن کر تمام مخلصین اہل ارادت میں غم و فکر کی ایک لہر دوڑ گئی اور کوئی بھی کچھ عرض کرنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ آخر جناب مست میاں صاحب نے عرض کیا حضور یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ قحط کا زمانہ ہے گھر میں بھی فاقے آ رہے ہیں اور لنگر میں بھی فاقے آ رہے ہیں اور میرے تینوں بھائی بھی گھر نہیں ہیں میں کیا کروں گا۔ آپ کا وصال ہو گیا تو یہاں ہزاروں لوگ جمع ہو جائیں گے اور جب ان کی مہمان نوازی کا انتظام نہ ہو سکا تو ہماری کس قدر بدنامی ہوگی تو آپ نے ارشاد فرمایا جب رب تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔ تقدیر کو کون ٹال سکتا ہے۔ تو جناب مست میاں صاحب نے عرض کیا حضور اگر آپ تقدیر کو بدل نہیں سکتے تو پھر آپ فقیر کیسے ہوئے تو آپ یہ بات سن کر مسکرائے اور جناب نمبردار کالے خان صاحبؒ سے فرمایا نمبردار جی مست میاں نے بات تو ٹھیک کی ہے تو نمبردار صاحب نے عرض کیا جی حضور بالکل صحیح کہا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا اچھا مست میاں پھر اگلے سال ماگھ کی 6 تاریخ کو ہمیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔ صادق الیقین فرزند ارجمند کو یہ ارشاد گرامی سن کر خوشی ہوئی اور اسی خوشی کے عالم میں زبان سے یہ بھی نکل گیا کہ حضور میرے بھائی گھر میں موجود ہونے چاہئیں میرے بھائی تینوں گھر آ جائیں تو خواہ آپ کا چھ ماہ بعد ہی انتقال ہو جائے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں آپ نے فرمایا بہت بہتر۔

اساڑھ (ہاڑ) کے پہلے بدھ وار کو باباجیؒ نماز عشاء کے بعد جب اپنے آستانہ عالیہ میں رونق افروز ہوئے تو چاروں بھائی اکٹھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا مست میاں اپنا وعدہ یاد رہے تم نے کہا تھا کہ میرے بھائی گھر میں موجود ہونے چاہئیں آپ کے انتقال کی پرواہ نہیں خواہ آپ چھ ماہ بعد ہی انتقال کر جائیں۔ آج تم چاروں بھائی گھر میں موجود ہو آج میں نے اس دار فانی سے کوچ کر جانا ہے اور دو گھنٹے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

جب آپ کا جنازہ آستانہ عالیہ سے اٹھانے کا وقت آیا تو چوہدری کالے خان صاحب کی ایک شریکنی نے کہا یہ کیا؟ چوہدری کالے خان کا پیر جھوٹ مار کے مر گیا ہے اس نے کہا تھا کہ میں ماگھ کی 6 تاریخ کو قبر میں جاؤں گا۔ جاٹ شریک کی بولی برداشت نہیں کرتے چوہدری صاحب نے کہا کہ تو 6 ماگھ کو ہی میں اپنے پیر صاحب کو قبر میں داخل کروں گا اور

marfat.com

آپ کا جنازہ آپ کے کمرہ مبارک میں رکھوا کر تالہ لگوا دیا اور اعلان کردیا کہ ماگھ کی 5 تاریخ کو یہاں سے سب کے سامنے جنازہ نکالیں گے اور ماگھ کی 6 تاریخ کو نماز جنازہ ادا کر کے آپ کو قبر شریف میں داخل کریں گے۔

7 ماہ بعد ماگھ کی 5 تاریخ کو آپ کا جنازہ آپ کے کمرے سے نکالا گیا۔ آپ کا جسد عنصری پلنگ پر تھا 7 ماہ بعد بھی جسم مبارک پھول کی طرح تازہ آپ کو دوبارہ غسل دیا گیا اور نیا کفن پہنایا گیا اور 6 ماگھ کو نماز جنازہ ادا کر کے شام سے قبل آپ کا جسد عنصری ایک صندوق میں رکھ کر مزار مبارک میں داخل کر دیا گیا۔ آپ کے دربار فیض بار میں آپ کے دو دفعہ سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے۔ ہر سال ہاڑ کے پہلے بدھ وار کو آپ کے وصال کے دن ایک روزہ عرس ہوتا ہے اور ماگھ 6، 7 اور 8 تاریخ کو تین روزہ عرس مبارک ہوتا ہے۔ یہ آپ کے دفن سے ختم قل کی یاد میں ہوتا ہے۔

مدرسہ جامعہ حفیظیہ رفیق العلوم

حضرت باباجی صاحبؒ ایک کامل متبع شریعت و سنت فقیر کامل ہیں۔ تمام عمر مبارک میں آپ کا کوئی ایک کام بھی خلاف شریعت و سنت نہیں اور آپ کی زندگی کا نصب العین دینی خدمات تھا مگر آپ کے وصال فرما جانے کے بعد آپ کے سالانہ عرس مبارک پر میلہ لگنا شروع ہو گیا اور کچھ مدت بعد صرف میلہ ہی رہ گیا اور میلے پر کھیل تماشے اور بھانڈ مراثیوں کی غیر شرعی حرکات ہوتی تھیں۔ حال ہی میں آپ کی اولاد مقدس مولانا الحاج حافظ محمد اسحاق مدظلہ جو حضور قبلہ عالم سرکار بڑیلہ شریف (ضلع گجرات) کے خادم خاص ہیں آپ نے حضور باباجی صاحبؒ کی درگاہ مبارک کے ساتھ ایک وسیع جامع مسجد تعمیر کرائی ہے اور اس کے ساتھ ایک دینی درسگاہ "مدرسہ جامعہ حفیظیہ رفیق العلوم" کے نام سے قائم کی ہے اور اس طرح آں حضور کا بجھا ہوا چراغ دوبارہ روشن ہو گیا ہے۔

==

marfat.com

بھمبر کے قریب چھپراں میں سائیں غلام علیؒ کا مزار

سال 1994ء کا واقعہ ہے کہ عارف علی میر ایڈووکیٹ کے ہمراہ چھپراں میں سائیں غلام علیؒ سے ملاقات کا پروگرام طے ہوا۔ اس ملاقات کے لئے ہم سب یونس میر کی کار میں سائیں غلام علی سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ ٹوٹی پھوٹی سڑک، کچے راستوں سے گزرتے ہوئے ایک آبی گزرگاہ کے قریب ہم سائیں غلام علیؒ کے آستانے پر پہنچے۔ سائیں غلام علی چج کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ دیگچہ میں بکرے کا گوشت پکا رکھا تھا۔ تندور کی بڑی بڑی روٹیاں اور سالن پیش کیا جو تمام حاضرین نے ایک چٹائی پر بیٹھ کر کھایا۔ اس کے بعد عارف علی میر نے مٹھائی کا ڈبہ پیش کیا جو سائیں غلام علی نے تمام حاضرین میں پیش کیا۔ یہ میری یہاں پہلی حاضری تھی۔ دوسری بار میرا دوست رشید [illegible] جانا چاہتا تھا۔ اس کے ہمراہ ہم سائیں غلام علی کے حضور حاضر ہوئے۔ سائیں غلام علی بار بار یہی لفظ کہتے [illegible] ان کے سروں میں جوئیں ہوتی ہیں۔ اس ملاقات میں سائیں غلام علی نے ہمیں چائے اور پنجیری پیش کی۔ ایک گرداور صاحب اپنی ترقی کے لئے عرض کر رہے تھے۔ سائیں غلام علی انہیں بار بار کہتے ایمانداری سے کام کرو ترقی ہو جائے گی۔ ساتھ ساتھ وہ گرداور کی طرف غصے سے دیکھتے رہتے۔ سائیں غلام علی مجذوب درویش ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ لنگر اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرتے۔ انہیں فیض جہلم کے کسی درویش سے ملا تھا۔ جس جگہ آپ کا آستانہ ہے وہاں قریب ہی پہاڑی پر آپ نے کئی سال چلہ کشی کی۔ گرمی، سردی، بارش طوفان ایک ہی مقام پر یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔ گھر والے ان کے لئے سخت سردی میں رضائی لاتے۔ لیکن وہ رضائی کو تار تار کر دیتے۔ اگر کوئی کھانے پینے کی چیز پیش کی جاتی تو وہ پرندوں کو ڈال دیتے۔ سائیں غلام علی کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ آپ بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ آستانے میں لنگر کا سلسلہ سارا دن جاری رہتا ہے۔ آپ کی خدمت میں دور دور سے لوگ آتے۔ جو کچھ آپ کی خدمت میں پیش کرتے آپ فوراً حاضرین میں تقسیم کر دیتے اور کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھتے۔ سادہ لباس، سادہ خوراک اور سادہ زبان استعمال کرتے۔ زیادہ وقت آگ کے چج کے پاس بیٹھے رہتے۔ یہی مجذوب درویشوں کی نشانی ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے آستانے کا اجراء اپنی ذاتی زمین پر کیا۔ سال 1995ء میں سائیں غلام علی مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

marfat.com

برنالہ کے قریب پتنی روڈ پر نو گز لمبا مزار

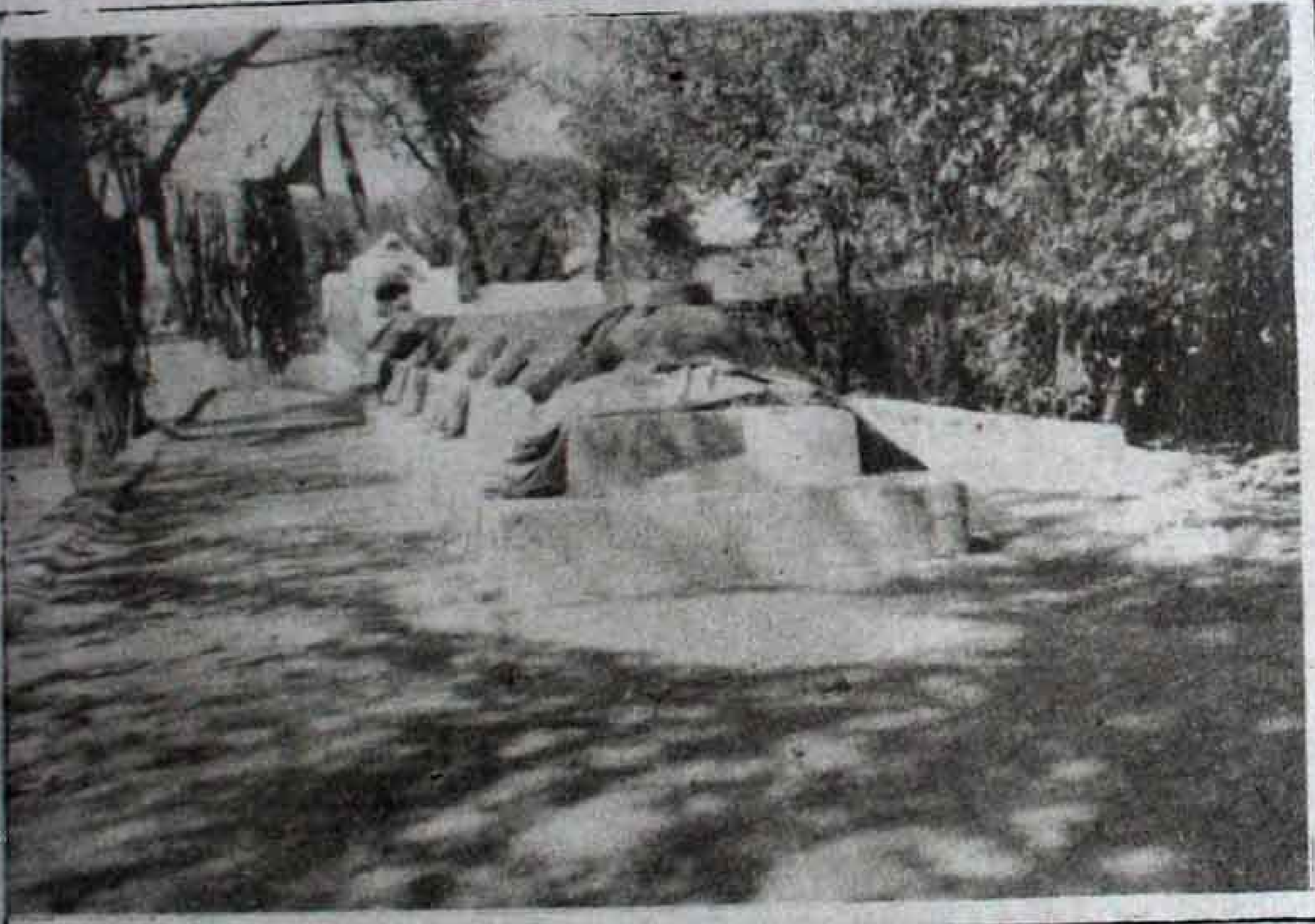

یہ مزار آزاد کشمیر کے مشہور قصبہ برنالہ کے قریب قبرستان میں قدیمی شاہراہ پتنی کے کنارے واقع ہے مزار کے جانب شمال ایک بہت بڑا پانی کا تالاب بھی ہے مزار کے قریب جو گاؤں ہے اس کا نام خربوزہ ہے مزار نو گز لمبا ہے اور پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے اور عرف عام میں اس کو پیر معصوم شاہ کے نام سے پکارتے ہیں اور اس علاقہ میں پانی کی شدید قلت رہی انسانوں کے علاوہ مال مویشی چھپڑ کے پانی سے گزارہ کرتے، اس قسم کے نو گز لمبے مزار برنالہ میں چار ہیں یہ پہاڑی علاقہ دیسی آموں کے لئے بہت مشہور ہے یہاں دور دور تک دیسی آموں کے باغات ہیں

marfat.com

دیوا آزاد کشمیر میں 9 گز لمبا مزار

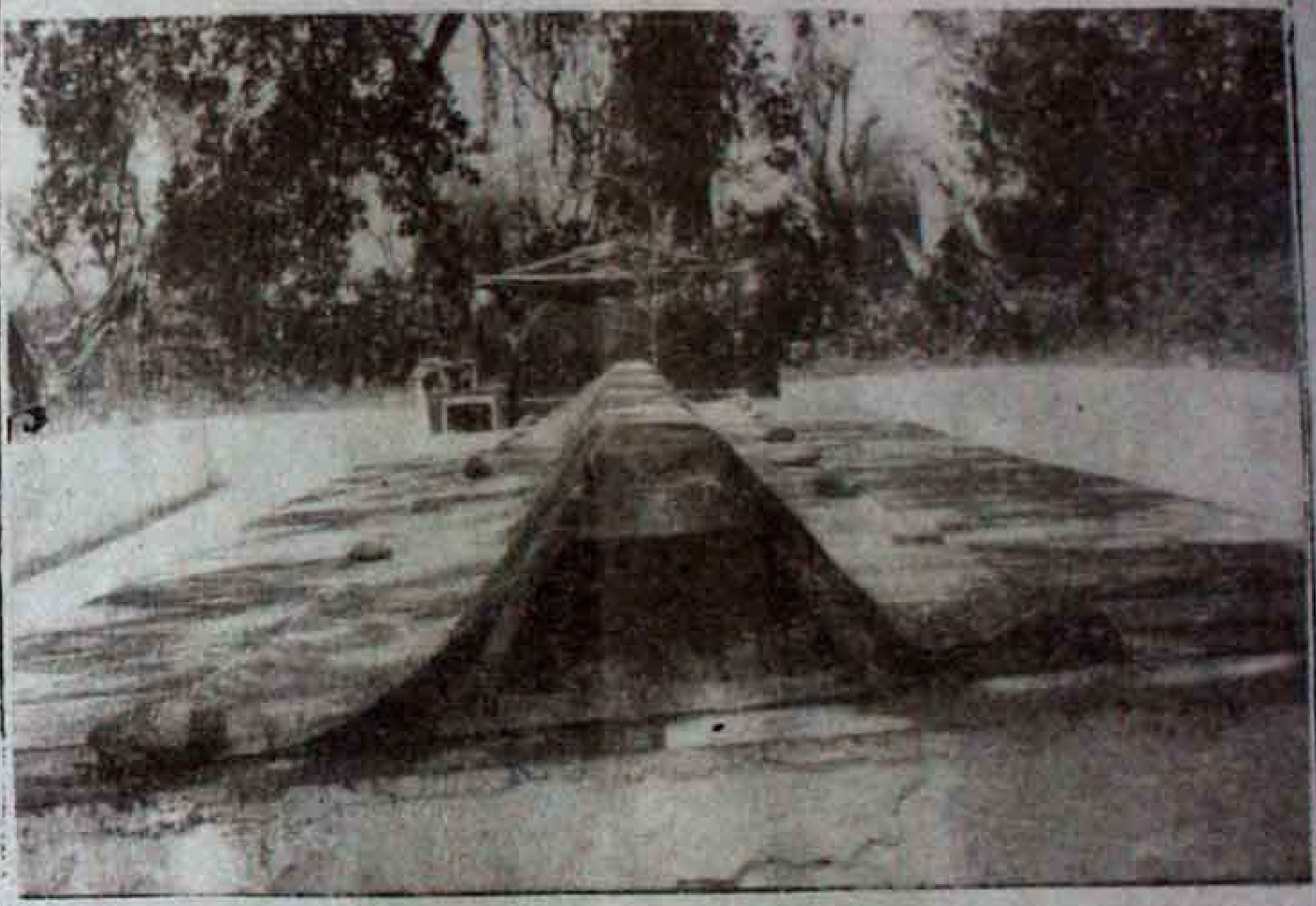

آزاد کشمیر کے مشہور قصبہ وٹالہ کے نزد دیوا ٹاپ جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے ۔ پہاڑوں کے درمیان گھنے درختوں میں 9 گز لمبا مزار ہے ۔ یہ مزار 1947ء، 1965ء، 1971ء کی جنگوں میں محفوظ رہا ۔ مزار کے قریب ہندوستان کی فوج میں جو مسلمان سپاہی جاں بحق ہوئے ان کے مزار بھی ہیں یہ جگہ بہت قدیمی ہے اور اس کے تعمیرات کے نشان ٹلہ جوگیاں سے ملتے ہیں صاحب مزار کا نام حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی رحمتہ اللہ علیہ کے شجرۂ نسب میں ہے ۔ موجودہ نام پیر کامل کے نام سے پکارتے ہیں ۔ مزار تک جانے کے لیے کوٹ جمیل سے راستہ جاتا ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے ۔ بہار کے موسم میں جنگلی گلاب کی مہک ہوتی ہے ۔ صاحب مزار کو آجکل پیر کانجی کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ لیکن حافظ گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس صفحہ 329 نمبر شمار 502 پر حضرت مرشیا ہے ۔ آپ حضرت موسیٰ کی اولاد سے ہیں خلیفہ اور غازی کا لقب پایا

marfat.com

آزاد کشمیر میں پیر موںگا ولی کا مزار

یہ مزار مشہور قصبہ وٹالہ یعنی دیسی آموں کی سرزمین میں واقع ہے ۔ دور دور سے عقیدت مند نذر و نیاز لے کر حاضر ہوتے ہیں ۔ بکروں کے علاوہ مرغ دودھ اور اجناس کی صورت میں چڑھاوے آتے ہیں ۔ مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے ۔ گردونواح بڑے بڑے درخت ہیں آپ ایک مرد کامل ہیں دینی دنیاوی مرادیں پوری ہوتی ہیں ۔ ہر سال کبڈی کا میچ ہوتا ہے ۔ حضرت شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوارالشمس میں صفحہ نمبر 324 نمبر شمار 357 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت ہرشیا ہے ۔ آپ حضرت موسیٰ کی اولاد میں سے ہیں مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے ۔ چھت بھی ہے چار دیواری بھی ہے صاحب نظر یہاں حاضری دیتے ہیں

marfat.com

تھانہ برنالہ کے پہلو میں نو گز لمبا مزار

یہ مزار تھانہ برنالہ کے جانب مغرب واقع ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے مزار پختہ تعمیر ہے اور اس کی چار دیواری بھی ہے پرانا برنالہ شہر ایک بلند مقام پر آباد تھا جس کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں برنالہ سے کئی سڑکیں مختلف اطراف کی طرف جاتی ہیں جسکی وجہ سے برنالہ کو مرکزی حثیت حاصل ہے تھانہ کے قریب سے ایک سڑک چھمب سے ہوتی ہوئی جموں کشمیر کی طرف جا نکلتی ہے ، چھمب سے یہی سڑک مناور کی طرف جاتی ہے اس قدیمی گزرگاہ کے قریب کئی نو گزی خانقاہیں ہیں جن کے آثار بھی موجود ہیں

marfat.com

آزاد کشمیر کے موضع آہی میں نو گز لمبا مزار

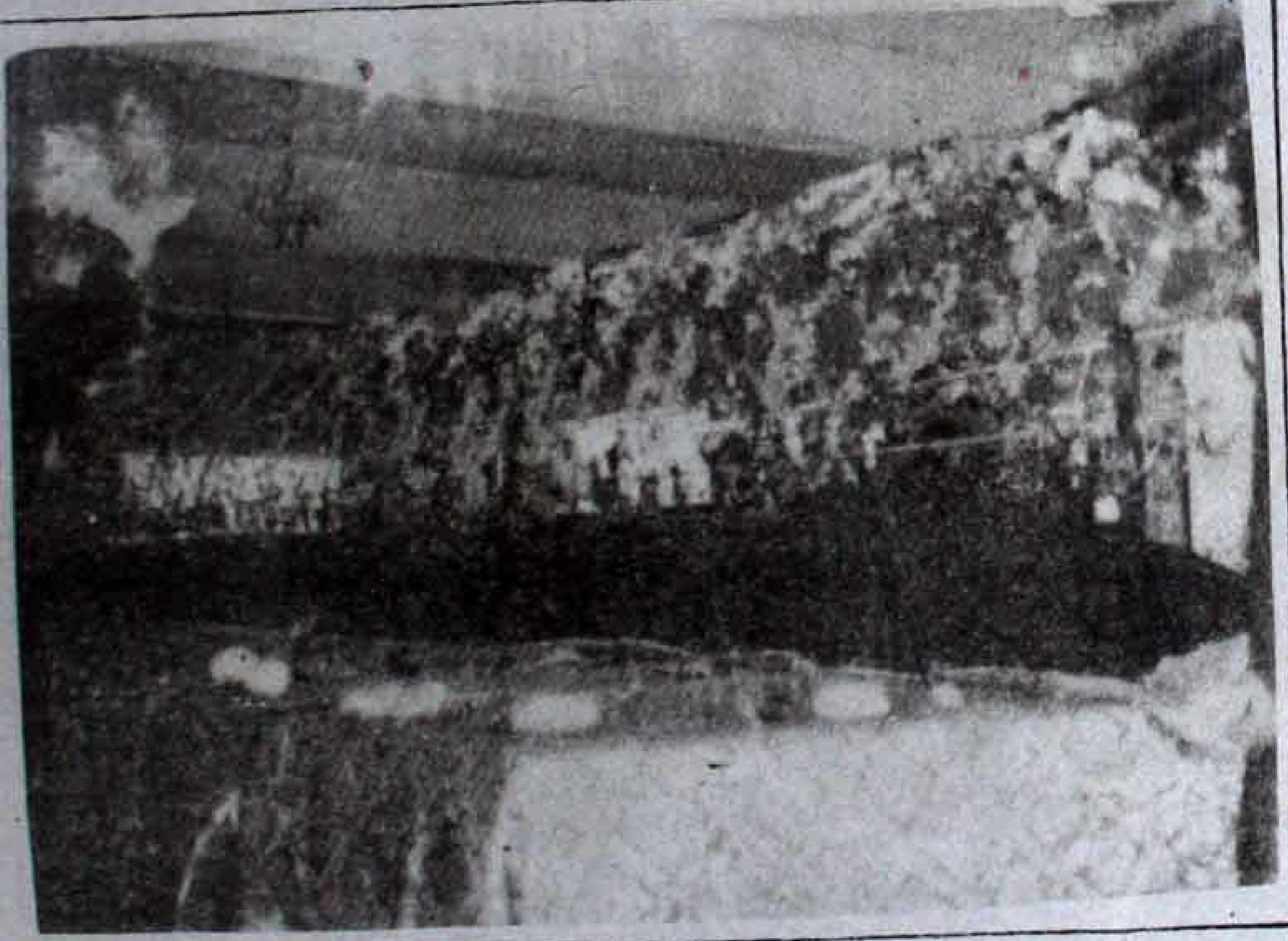

یہ مزار اعوان شریف کے قریب آزاد کشمیر کے علاقہ موضع آہی میں چھپڑ کے کنارے پختہ تعمیر شدہ ہے۔ صاحب مزار کا نام حضرت نقیب طوشی ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے پختہ تعمیر ہے مزار کے اوپر چھت بھی ڈالی گئی ہے۔ مزار کے ارد گرد گھنے درخت بھی ہیں۔ حضرت قاضی سلطان محمد صاحب اعوان شریف والے یہاں حاضری دیا کرتے تھے۔ اہل کشف بھی حاضری دیتے رہے ہیں

marfat.com

موضع ہیر کے راستہ میں 9 گز لمبا مزار

کشمیر کی سر زمین جو پہاڑوں اور جنگل میں گھری ہوئی ہے ماضی میں انسان پہاڑوں میں قیام پذیر ہو کر اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتا ان پہاڑوں میں قدیمی آبادیوں کے آثار ملتے ہیں۔ مشہور برساتی نالہ کے قریب موضع ہیر کو جانے والے راستے میں یہ مزار ہے جو پختہ تعمیر ہے۔ اور اس کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ گردونواح کے دیہات کے لوگ پوری عقیدت سے حاضر ہوتے ہیں اور ان کی دینی دنیاوی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس میں صاحب مزار کا نام صلصار ہے۔ جو قلمی نسخہ کے صفحہ 327 پر درج ہے۔ علامت سے امت نوحؑ ظاہر کیا گیا ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ ہیر میں پیر ہرا کا مزار

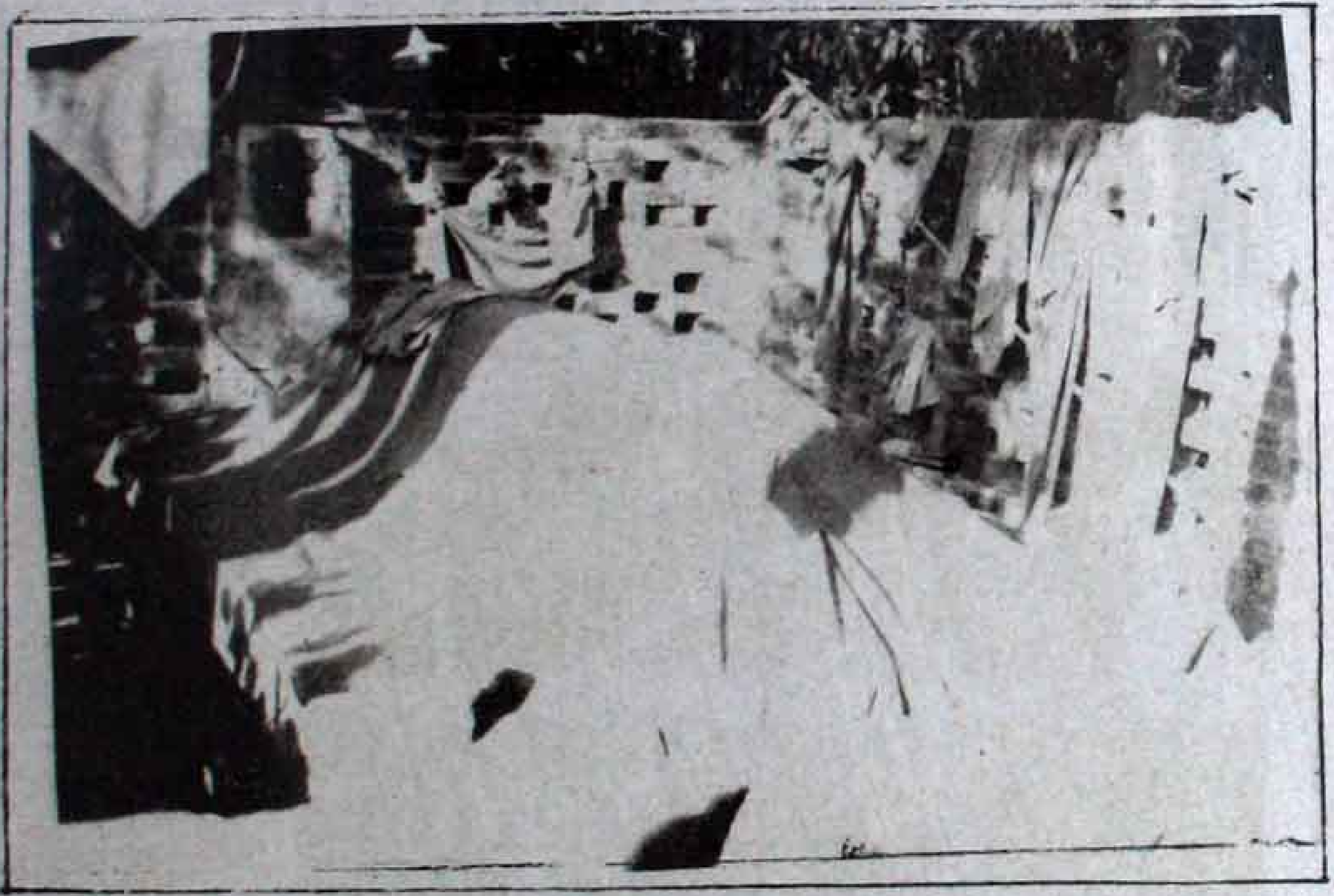

یہ مزار ہیر گاؤں کے جانب شمال مشرق ایک پانی کی پرانی گزر گاہ کے کنارے پر ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے اس کی چار دیواری بھی ہے یہاں بڑے بڑے گھنے درخت ہیں۔ مقامی زبان میں صاحب مزار کو پیر ہرا کے نام سے پکارتے ہیں قریب ہی ایک ٹھنڈے میٹھے صاف پانی کی ندی بھی ہے۔ اور ہیر گاؤں ایک بہت بڑے برساتی نالہ کے کنارے پر آباد ہے بلند و بالا ٹیلے پرانے مزارات اس کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں۔ ہیر کے گردونواح کئی نوگز لمبے مزارات پائے جاتے ہیں۔ ایک بات مشہور ہے کہ اہل دیہہ نے آپ کے مزار سے ایک خشک درخت کاٹنے کا ارادہ کیا دوسرے روز جب درخت کاٹنے گئے تو وہ درخت ہرا ہو چکا تھا جس کی وجہ سے آپ کو پیر ہرا کے نام سے پکارتے ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انور الشمس میں موضع ہیر میں ایک قدیمی مزار کا ذکر ہے صاحب مزار کا نام صلصاد بیان کیا گیا ہے جو حضرت نوح ؑ کی امت سے بتائے جاتے ہیں ہیر کے مغرب ایک پانی کا نالہ بہتا ہے جس کی وجہ سے یہاں قدیمی آبادی کے آثار پائے جاتے ہیں

marfat.com

برنالہ آزاد کشمیر کے قریب نو گز لمبا مزار

آزاد کشمیر کے علاقہ دیوا وٹالہ میں برنالہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ برنالہ میں کئی قدیمی بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ برنالہ اس علاقہ کی بڑی شاہراہ کے قریب آباد ہے۔ پہاڑی علاقہ کے قریب سرسبز زرخیز میدان میں یہ مٹی گندم باجرہ دالیں پیدا کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ سرخ رنگ کی مٹی بہت زرخیز ہے۔ موسم کے مطابق بارش ہو جائے تو فصلیں اچھی پیدا ہوتی ہیں۔ برنالہ میں پانچ کے قریب نو گز لمبے مزار ہیں۔ یہ مزار برنالہ کالج کے قریب کوٹھے جٹاں کے قریب ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ اس علاقہ میں کئی ٹیلے ہیں جہاں تباہ شدہ بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ برنالہ کے قریب پہاڑی علاقہ ہے جو پتھروں پر مشتمل ہے۔ دنیا کا پہلا آم برنالہ میں پیدا ہوا تھا۔ برنالہ قدیمی بستی ہے۔

marfat.com

برنالہ آزاد کشمیر میں قدیمی مزار

آزاد کشمیر کا قصبہ برنالہ ۔بہت قدیمی بستی ہے۔ میدانی اور پہاڑی علاقہ کے درمیان یہ شہر صدیوں سے قائم اور دائم ہے۔ یہ علاقہ آم کے باغوں کے لئے مشہور ہے۔ مشہور علاقہ دیواوٹالہ برنالہ کے قریب ہے۔ یہ قدیمی مزار یک قدیمی آبی گزر گاہ کے قریب ہے۔ اور بلند ٹبہ پر ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے چھت بھی ہے۔ اور مزار کی لمبائی نو گز ہے۔ قریب کئی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ یہاں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر انسانی آبادیاں قائم ہیں۔ قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ موسم بہار میں ہر علاقہ خوبصورتی میں مثالی حیثیت رکھتا ہے۔

marfat.com

کوئل کے قریب نو گز لمبا مزار

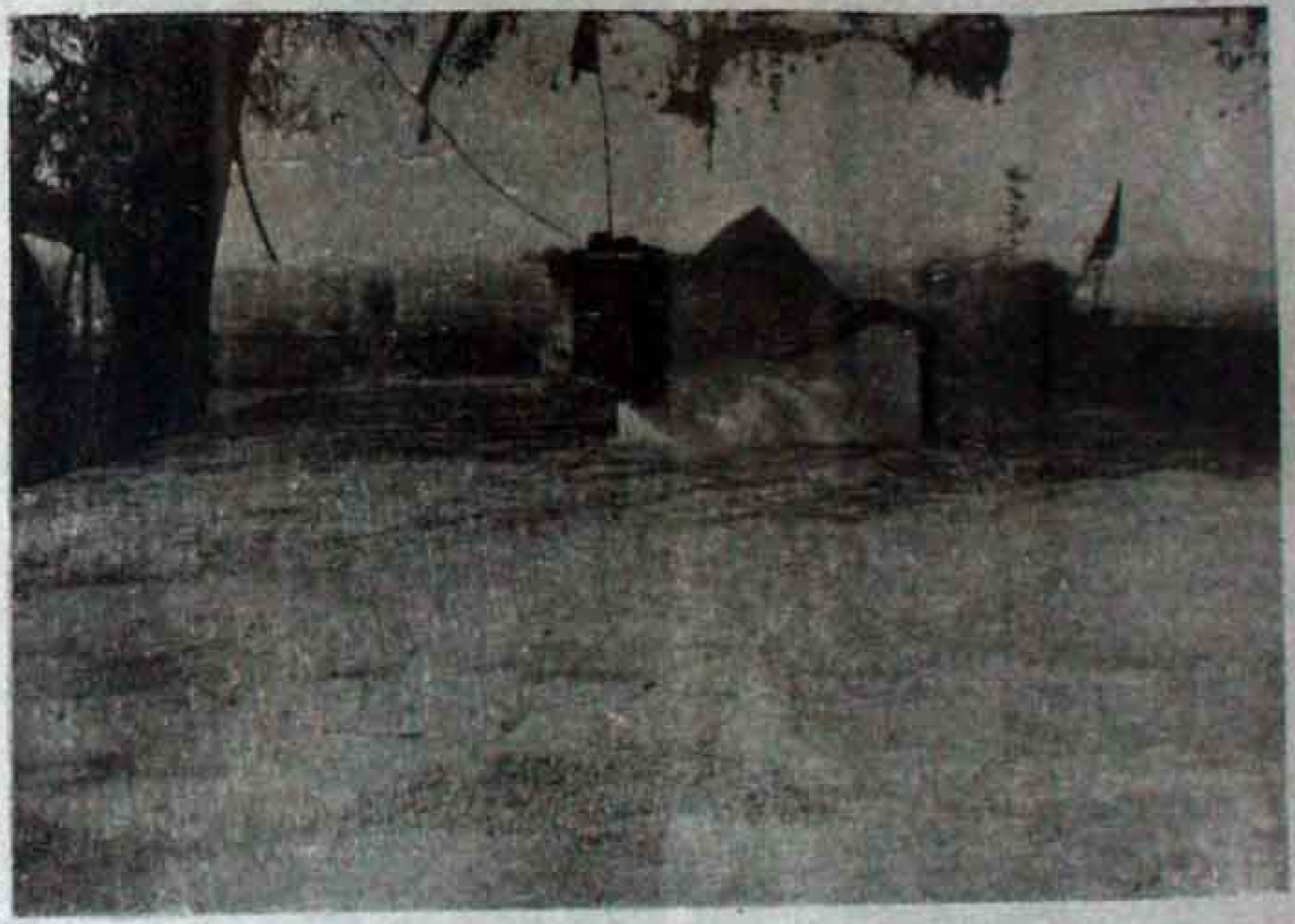

کَوئل گاؤں چھمب جانے والی سڑک کے کنارے پر برنالہ کے قریب واقع ہے یہاں جابجا ٹبے ٹیلے اور تباہ شدہ بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں جانب شمال پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے یہ علاقہ دیوا وٹالہ کی سرزمین میں واقع ہے کَوئل کا یہ مزار ایک بلند ٹبے پر ہے ٹبے کی کھدائی کرنے پر وہاں پرانے مٹی کے برتن قدیمی دور کی کچھ اشیاء ملتی ہیں اس مزار کو مقامی زبان میں پیر بھگوان کے نام سے پکارا جاتا ہے مزار پختہ تعمیر ہے چاردیواری بھی ہے اور مزار کی لمبائی نو گز کے قریب ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ کوئل میں نو گز لمبا مزار

یہ مزار آزاد کشمیر کے مشہور قصبہ کوئل کے قریب ہے یہ مزار کھنڈرات میں ہے کوئل میں ایک نو گز خانقاہ کو پیر بھگوان کے نام سے پکارتے ہیں. اس نو گز خانقاہ پر نو گز برکار بیری والا درج ہے کیونکہ بیری کا درخت مزار کے عین مغرب جانب ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے اس پر سبز رنگ کا غلاف تھا اہل دیہہ گردنواح کے رہنے والے عقیدت احترام سے حاضری دیتے ہیں

marfat.com

اپروٹالہ میں پیر کامل کا مزار

آزاد کشمیر کا علاقہ دیوا وٹالہ جو دیسی آموں کے لئے مشہور ہے اس علاقے میں ہر طرف پتھر ہی پتھر بکھرے ہوئے ہیں ۔ ان پتھروں میں سر سبز آم اور بیریوں کے درخت ہیں ۔ قلعہ وٹالہ کے نزدیک پہاڑوں پر ایک قدیمی عمارت کی بنیادوں کے آثار بھی ملتے ہیں اگرچہ اس علاقہ میں پانی کی شدید قلت ہے لیکن پھر بھی انسانی آبادی کے آثار پائے گئے ہیں ۔ یہ مزار اپر دیوا کے جانب مغرب ہے مائی مستانہ نے یہاں چالیس سال تک خدمت کی اس کا مزار بھی قریب ہی تعمیر کیا گیا ہے حافظ شمس الدین ،گلیانوی ؒ کے قلمی نسخہ میں دو ناموں کی نشاندہی کی گئی ہے ایک نام نعماطوش نزد قلعہ وٹالہ ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ دھوڑانوالہ میں تین قدیمی مزار

دھوڑانوالہ قصبہ آزاد کشمیر اور پاکستان کا سرحدی گاؤں ہے۔ کڑیانوالہ کے علاوہ کوٹ جیمل کے قریب ہے کڑیانوالہ سے بھی دھوڑا کو سڑک جاتی ہے۔ شمالی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں برسات کے موسم میں خوب بارشیں ہوتی ہیں۔ جو فصلوں پر اچھا تاثر چھوڑتی ہیں۔ اجناس بہت پیدا ہوتی ہے اس قصبہ کے قریب ایک بلند ٹبہ بھی ہے جو کسی شہر کی تباہی بربادی کی نشاندہی کرتا ہے۔

اس ٹبہ اور آبی گذر گاہ کے قریب تین قدیمی مزار ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق مزارات میں مدفن پاک ہستیوں کے نام حمیارا نملؑ طاطانوش؟۔ نوناثؑ ہیں صدیاں گزرنے کے باوجود یہ نشان قائم ہیں۔ مقامی آبادی پیر گجہ کے نام سے پکارتی ہے گھنے درخت کاٹ کر مزارات کو از سر نو تعمیر کیا گیا ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ پنگالی کے قریب نو گز لمبا مزار

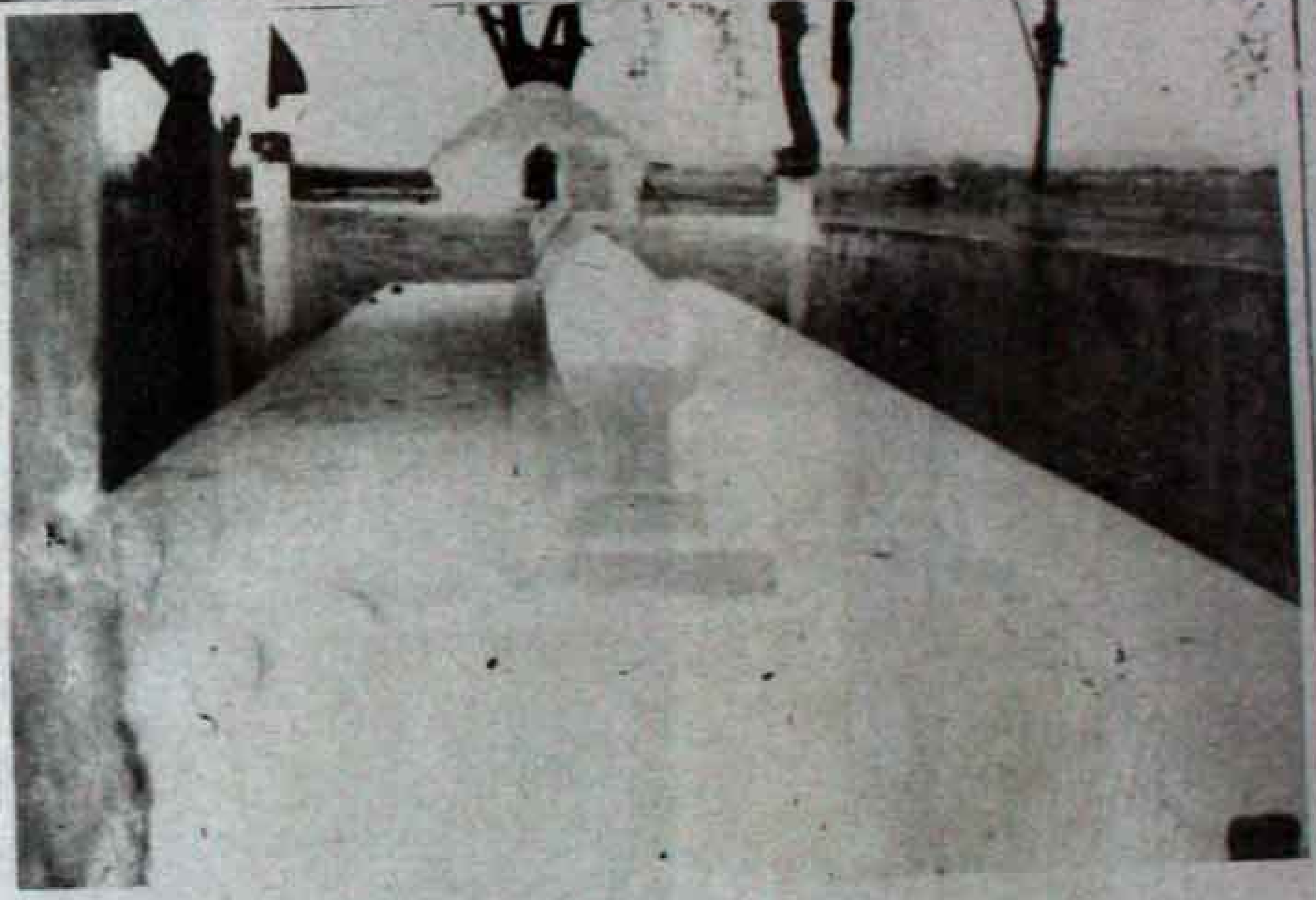

پنگالی گاؤں آزاد کشمیر اور پاکستان کی سرحد پر دکھوحا کے قریب ہے۔ یہ مزار ایک تباہ شدہ بستی ٹبہ کے جانب شمال واقع ہے۔ اس مزار کے قریب ایک آبی گزر گاہ بھی ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ مزار کے گردونواح ہزاروں سالہ قدیمی بیریوں کے درخت ہیں ٹبہ پر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔ دکھوحا کا مطلب دو کنوئیں ہیں۔ مقامی روایات کے مطابق دو کنوئیں بھی برآمد ہوئے جو قدیمی دور کے بتائے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ علاقہ سرحد پر ہے۔ کسی معرکہ میں یہ بستی تباہ ہو گئی اور کنوئیں بند ہو گئے۔ پنگالی کے قریب پنڈی میں بھی نو گز لمبا مزار ہے کشمیر کی آبی گزر گاہوں کے کنارے لاتعداد لمبے مزارات ہیں۔ مزار کو سائیں لال شاہ سرکار کے کسی ماننے والے نے آباد کر رکھا ہے۔ پنگالی کے قریب ایک آبی گزر گاہ بھی ہے جہاں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے

marfat.com

پوڑ آزاد کشمیر میں 9 گز لمبا مزار

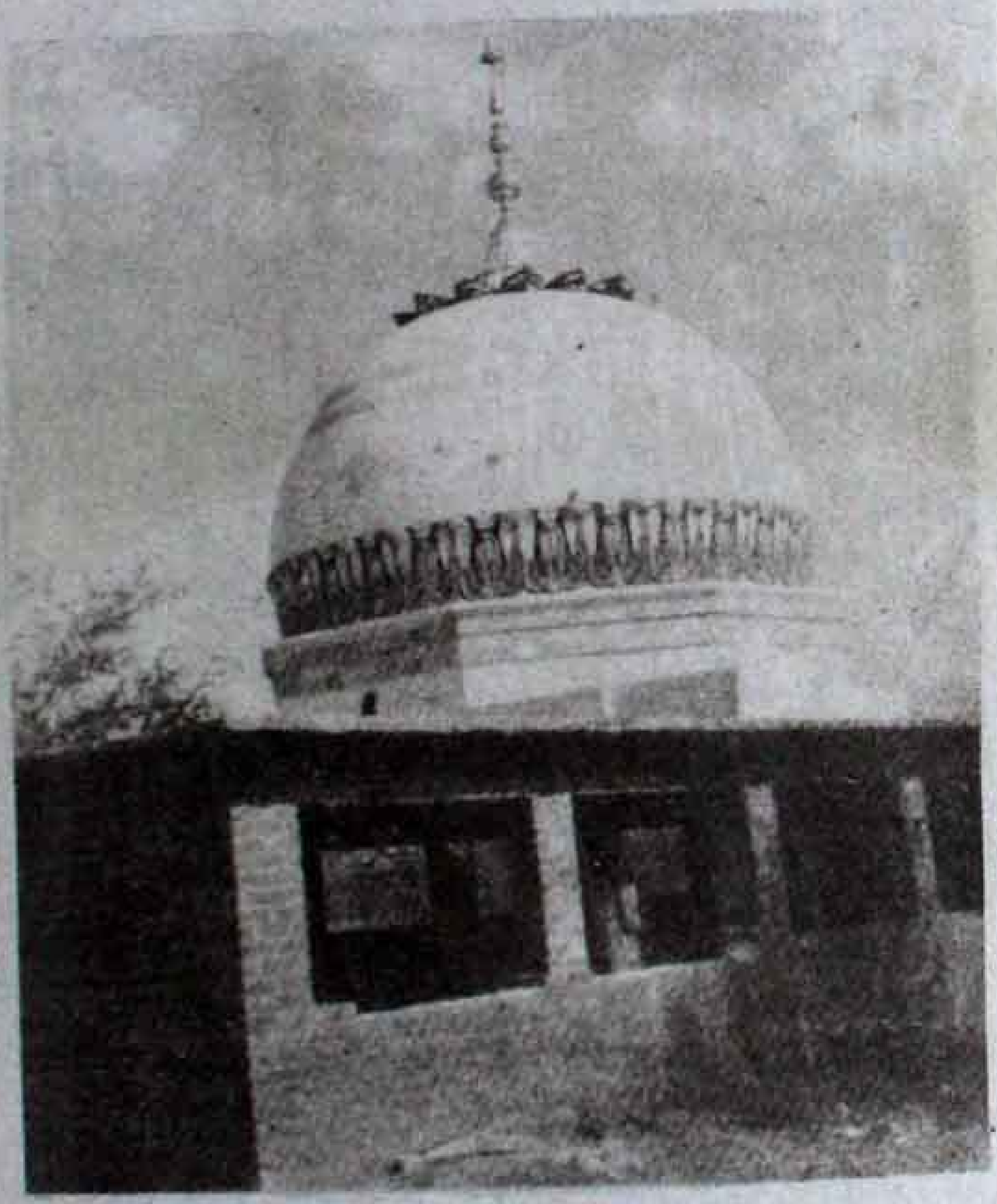

یہ مزار برٹیلہ شریف کے جانب شمال آزاد کشمیر کے گاؤں پوڑ میں واقع ہے مزار کے گردونواح کافی رقبہ ہے حالیہ دنوں اہالیان دیہہ نے یہ مزار پختہ تعمیر کروایا ہے ، مزار کی لمبائی 9 گز ہے چھت کے علاوہ گبند بھی ہے اس سلسلہ کی نو گز لمبی قبریں موضع ڈلہ میں بھی ہیں ایسی لمبی قبروں کا سلسلہ یہاں دور دور تک پھیلا ہوا ہے علاقہ کی زرعی اراضی پیداوار میں مثالی حیثیت رکھتی ہے حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام " شمسان " ہے قلمی نسخہ کے صفحہ 326 نمبر شمار 428 پر یہ نام درج ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے قریب موضع پوڑ میں 9 گز لمبا مزار

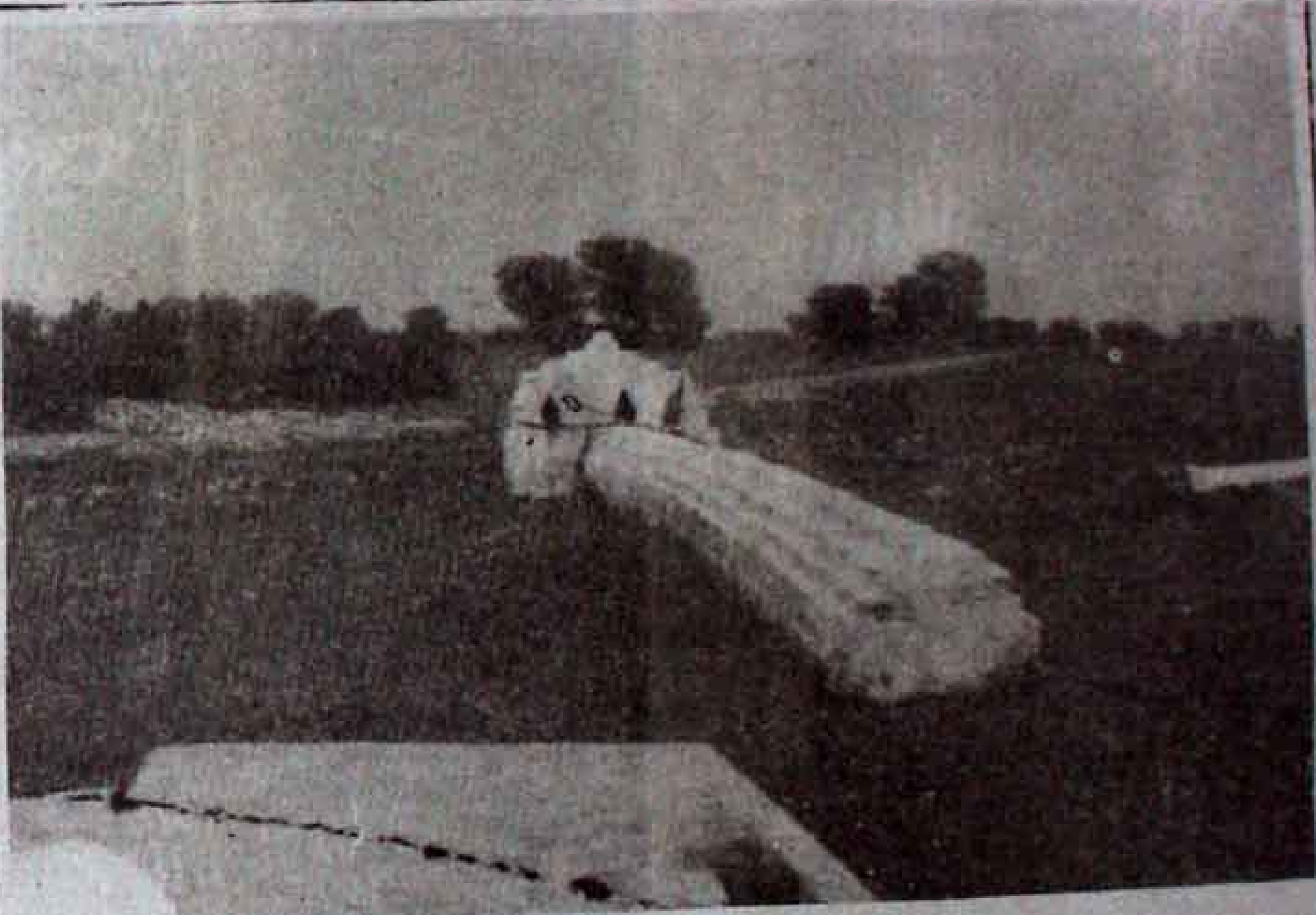

قدیم دور کی تاریخ بتاتی ہے کہ انسان پہاڑوں میں غاریں کھود کر رہتا تھا پتھر سے اوزار وغیرہ بنا کر شکار کیا کرتا تھا۔ آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب کے قریب پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ ان پہاڑوں کے جانب جنوب سرسبز میدان ہیں پہاڑوں سے نکلنے والے ندی نالوں نے اس علاقہ کو سرسبز بنا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے قدیم دور کے انسان کے آثار اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں ایسے ہی مزارات کا سلسلہ اس علاقہ میں دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ قدیم دور میں گنبد مینار کا رواج نہ تھا۔ کسی انسان کی شخصی روحانی اہمیت یا بہادری کی اہمیت یا بے مثال کارناموں کو مدنظر رکھتے ہوئے قبر عام قد سے ذرا لمبی بنا دی جاتی تاکہ صاحب قبر کی اہمیت برقرار رہے۔ یہ قبر بھی پختہ تعمیر ہے۔ اور اس کے جانب جنوب کئی اور لمبی قبریں بھی ہیں۔ جو پختہ تعمیر ہیں

marfat.com

مناور کے قریب گولڑہ ملکہ سنگری میں 9 گز لمبا مزار

یہ مزار آزاد کشمیر کے مشہور قصبے مناور کے نزدیک موضع گولڑہ ملکہ میں واقع ہے ۔ یہ علاقہ 1947ء سے لیکر 1971ء تک ہندوستان کے قبضہ میں رہا لیکن اس مزار کا نشان نہ مٹ سکا یہ مزار 9 گز لمبا ہے اور پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے ، اس قسم کی بہت سی لمبی قبریں گردو نواح میں ہیں قبر کے قریب پانی کا بہت بڑا تالاب ہے یہ علاقہ سر سبز اور شاداب ہے کشمیر کو جانے والی سڑک قریب سے گزرتی ہے تمام علاقہ میں مناور کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ۔ تجارتی قصبہ تھا جس کی وجہ سے گردو نواح قدیمی آبادی کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ اس علاقہ میں لمبی قبریں اس بات کی داعی ہیں کہ ماضی میں یہاں بھی حق و باطل کی جنگیں ہوئی ہیں

marfat.com

آزاد کشمیر کے گاؤں پنج گراں میں 9 گز لمبا مزار

موضع پنج گراں مناور سے مغرب کی طرف ہے پنج گراں گاؤں قدرے بلندی پر واقعہ ہے اور پانچ دیہات کو ملا کر ایک پنج گراں کے نام سے مشہور ہے یہ علاقہ قدرے نشیبی ہے اور یہ سر سبز و شاداب علاقہ ہے گندم، چاول، باجرہ، مکئی دالیں چارہ وافر مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ زمین بہت زرخیز ہے عام علاقوں کی نسبت یہاں پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے پختہ تعمیر کیا گیا ہے گردونواح کے دیہات میں چند اور لمبی قبریں بھی ہیں ماضی میں اس علاقہ میں پنج گراں کی اہمیت رہی ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب کے قریب ڈلہ میں 9 گز لمبا مزار

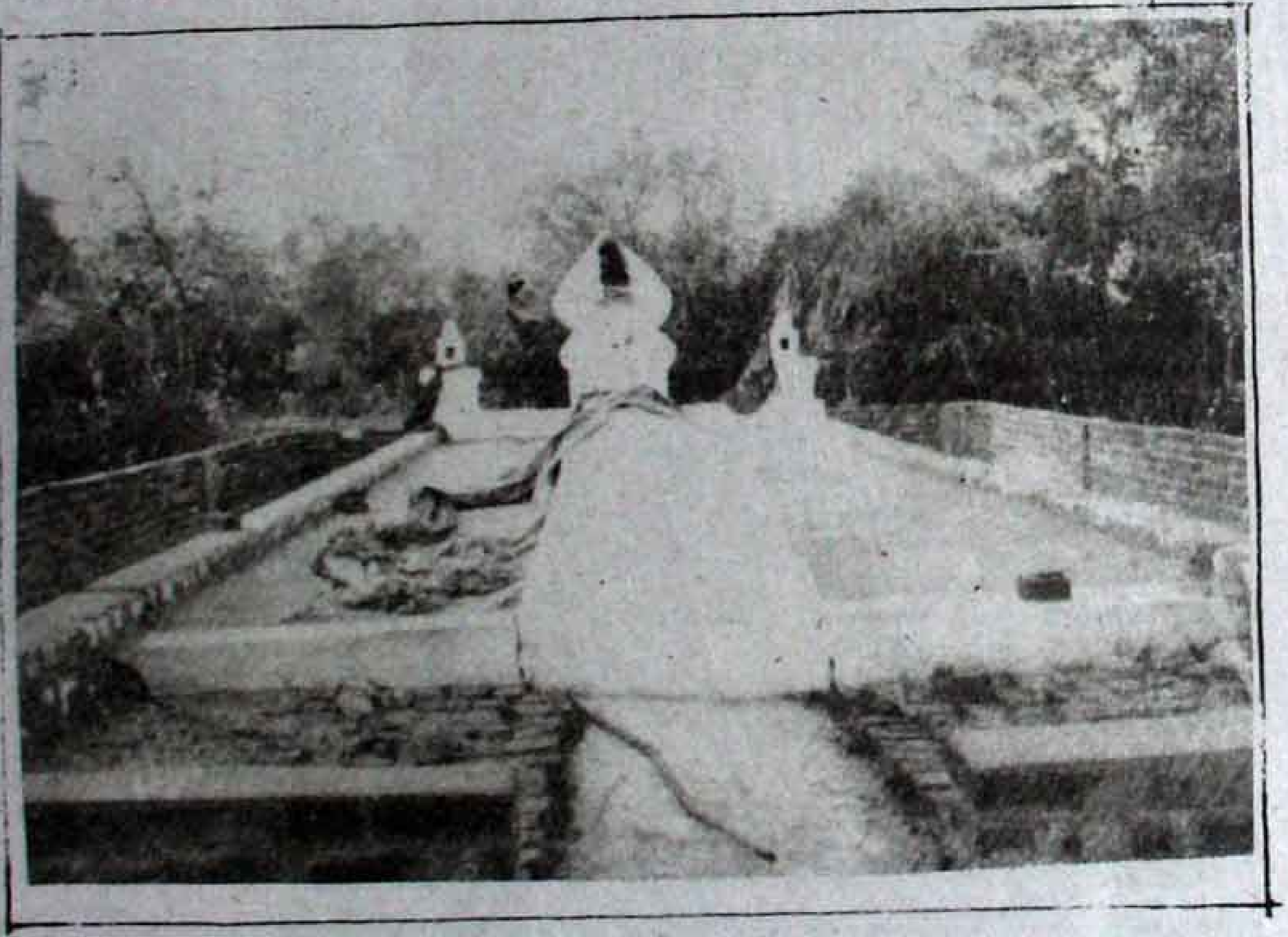

یہ مزار موضع ڈلہ میں ہے ڈلہ اور پوڑ دو مشہور گاؤں ہیں، پوڑ میں بھی 9 گز لمبا مزار ہے
دونوں مزارات کے قریب بیریوں کے باغ ہیں مزار کی لمبائی نو گز ہے پختہ تعمیر ہے اس
مزار کے قریب بیریوں کے باغ میں اور بھی نو گز لمبی قبریں ہیں جن کے اوپر مٹی کے
برتنوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ زمانہ قدیم میں رواج تھا کہ قبر کے نشان کو قائم
رکھنے کے لیے سال میں ایک بار پختہ مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ڈال دیئے جاتے تھے۔
ڈلہ کے مقامی باشندوں کی روایت کے مطابق اس قبرستان میں کئی حافظ قرآن دفن ہیں
پورے قبرستان میں بیریوں کا باغ لگا ہوا ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ بوڑے جال میں 9 گز لمبا مزار

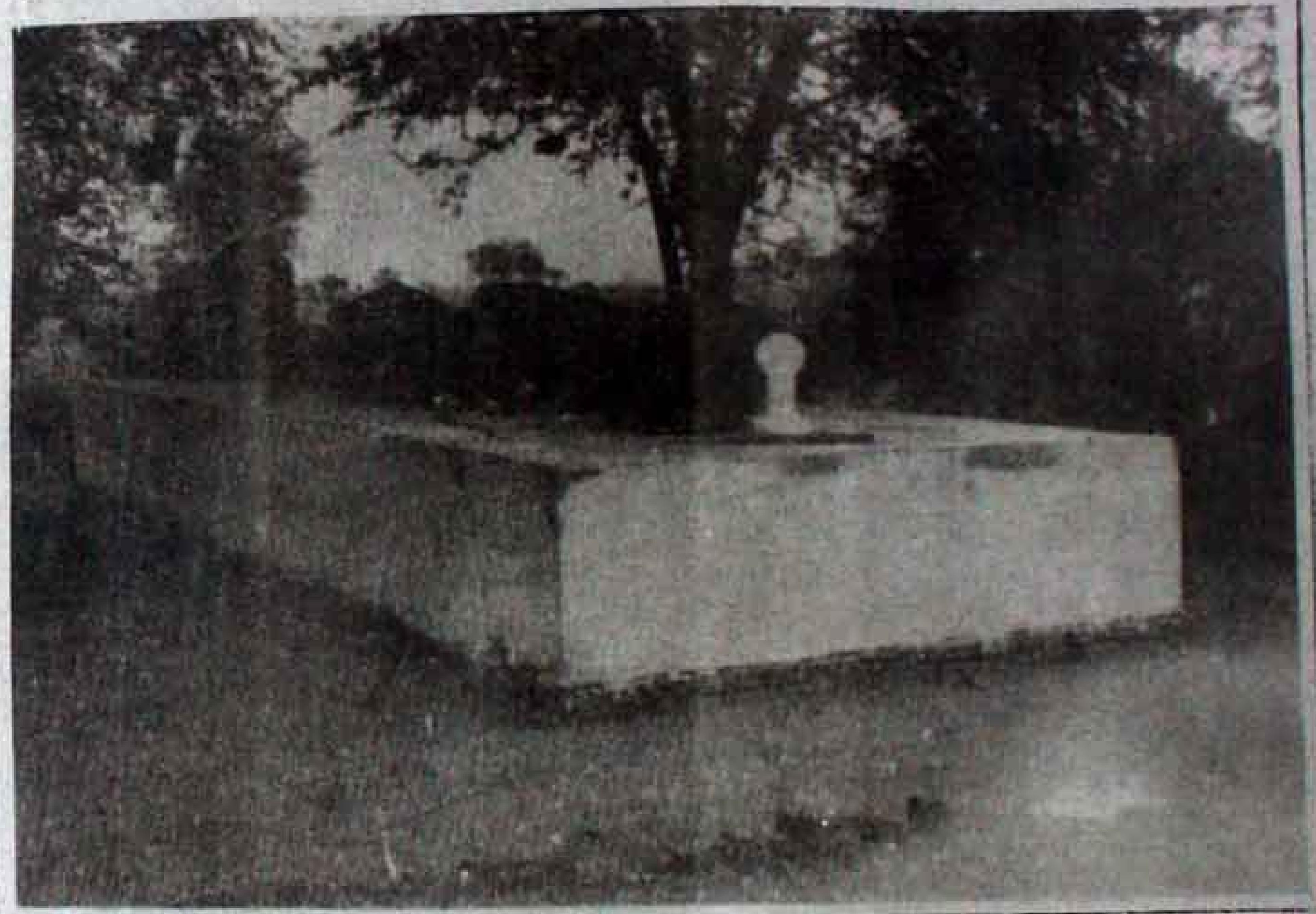

یہ مزار بوڑے جال کی مشرق کی سمت ہے۔ مزار نو گز لمبا ہے۔ اور پختہ تعمیر ہے۔ اور مزار کے جانب جنوب ایک ٹبہ ٹیلہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں یہاں کوئی بستی تباہ ہوئی تھی۔ بوڑے جال کے قبرستان میں بھی ایک نو گز لمبا مزار ہے بوڑے جال کئی دفعہ تباہ و برباد ہوا۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام بطاشائیل ۲ور شاہان ہیں مزار پختہ تعمیر ہیں ایسے مزارت کا سلسلہ دریائے توی کے کنارے تک پھیلا ہوا ہے

marfat.com

مہلو کے قریب نو گز لمبا مزار۔

مہلو گاؤں آزاد کشمیر کے بارڈر بوڑے جال کے قریب واقع ہے ۔ بوڑے جال میں بھی دو نو گز لمبی قبریں ہیں ایک جانب مشرق اور دوسری قبرستان میں ہے یہ مزار حالیہ دنوں تعمیر ہوا ہے مزار پختہ تعمیر ہے اس کی لمبائی نو گز ہے مہلو جانے کے لیے کرڑیانوالہ سے راستہ جاتا ہے مزار تعمیر کرنے والے نے بتایا کہ اسے خواب میں کئی بار اشارہ ہوا اس جگہ کو آباد کرو چنانچہ اس نے اپنے حصہ کی زمین فروخت کر کے مزار تعمیر کیا مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے پانی کا اہتمام بھی کیا گیا اور ہر سال عقیدت و احترام سے عرس بھی منایا جاتا ہے

marfat.com

(آزاد کشمیر) مناور کے قریب بدوچک میں نو گز لمبا مزار

آزاد کشمیر کے علاقہ میں دریائے توی کے قریب ایک قدیمی شہر مناور کے نام سے ایک گاؤں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ مناور کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا۔ مناور کے بارے میں ایک روایت مشہور ہے کہ ماضی میں ایک بہت بڑا شہر تھا۔ اس کے ارد گرد کئی چھوٹے بڑے شہر آباد تھے جو حوادث زمانہ کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔ مناور کی وادی کے قریب دریائے مناور توی بہتا ہے۔ جسکی وجہ سے اس علاقہ میں بڑی زرخیزی اور خوشحالی ہے۔ اس علاقہ میں آج تک قحط سالی نہیں پڑی۔ ہزاروں سالہ پرانی سرزمین میں بدوچک کے نو گز قبر میں حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 332 کے مطابق صاحب مزار کا نام کیومرث ہے۔

marfat.com

مناور گولڑہ ملکہ آزاد کشمیر میں 9 گز لمبا مزار

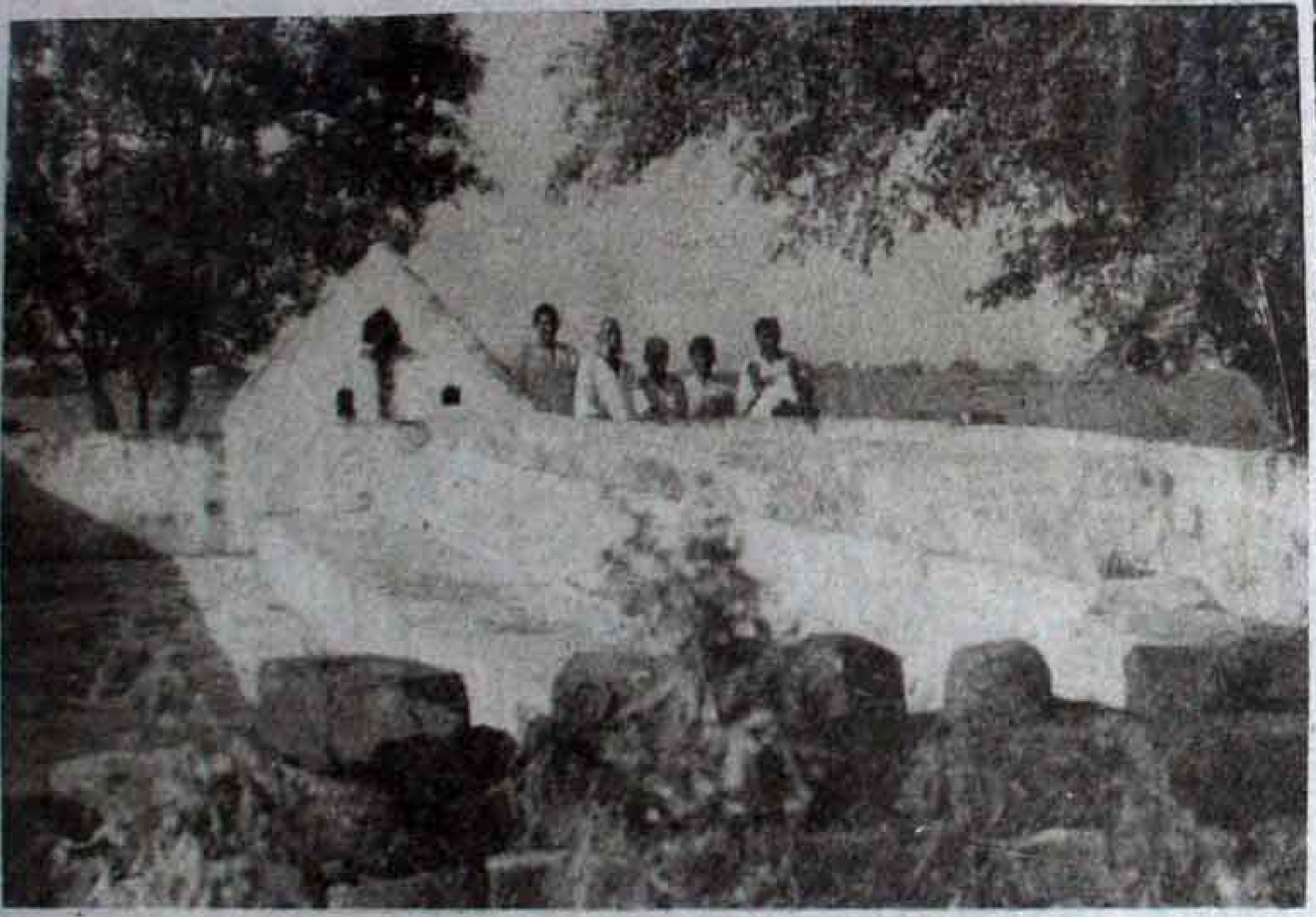

یہ مزار مشہور قدیمی قصبہ مناور کے جانب مغرب گولڑہ ملکہ سنگری کے قریب واقع ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے۔ اس علاقہ میں ایسے مزارات کی تعداد پانچ چھ کے قریب ہے۔ صدیاں گزر گئیں لیکن ان کا نشان تقدس قائم ہے۔ 1947ء میں اس علاقہ پر ہندوؤں کا قبضہ ہو گیا جو 1971 تک قائم رہا۔ یہ علاقہ غیر مسلموں کی تحویل میں ہونے کے باوجود بھی اس مزار نے اپنا تقدس قائم رکھا اور کوئی اس کی اینٹ بھی اکھاڑ نہ سکا۔ مزار اب بھی اسی شان و شوکت سے قائم ہے۔ اسی قسم کے مزاروں کا سلسلہ دریائے توی کے قرب و جوار اور جموں تک پھیلا ہوا ہے

marfat.com

آزاد کشمیر کے گاوٴں رانا کے قریب نو گز لمبا مزار

یہ مزار ٹانڈہ سے نکلنے والی سڑک جو بڑیلہ شریف سے گزر کر چھمب کی طرف جاتی ہے کے قریب ہے متیانوالہ اور گیگیاں کے درمیانی علاقہ میں پاکستان اور آزاد کشمیر کو ملنے والی سرحد پر تھوڑے سے فاصلے پر قدیمی شہر مناور بھی ہے مناور کی وجہ سے اس علاقہ میں ماضی میں بہت رونق رہی مزار نو گز لمبا ہے۔ پختہ تعمیر ہے اور چار دیواری بھی ہے۔ یہ مزار کسی سابقہ گزرگاہ کے قریب ہے کیونکہ یہیں سے گزرنے والی ایک قدیمی شاہراہ جو مغرب کی سمت جاتی ہے اور لمبے مزارات کے نشانات ایک ہی رخ مغرب کی جانب متعدد قصبات میں پائے جاتے ہیں۔

marfat.com

آزاد کشمیر کے قصبہ سنگری نیا ملکہ کے قریب 9 گز لمبا مزار

آزاد کشمیر کے علاقہ میں مناور ایک زرخیز شاداب علاقہ ہے یہاں اناج اوراشیائے خوردنی کی فراوانی رہی ہے جس کی وجہسے یہاں گنجان آبادی رہی ہے مناور کے گردونواح میں کئی قدیمی گاؤں ہیں ۔ دریائے توی کی وجہ سے یہ علاقہ پر رونق رہا ، قصبہ سنگری کے قریب جانب جنوب ایک گہرے جوہڑ کے کنارے یہ 9 گز لمبی قبر ہے پختہ تعمیر ہے اس پر ایک قد آور درخت بھی ہے مقامی زبان میں اس کو پیرڈونگا کے نام سے پکارتے ہیں اگرچہ یہ علاقہ 1947ء سے لیکر 1971ء تک ہندوستان کے قبضے میں رہا لیکن قبر کے نشان نہ مٹ سکے

marfat.com

مناور کے قریب حضرت طینوش ؑ کا نو گز لمبا مزار

****

کسی زمانہ میں مناور کو ایک سلطنت کی حثیت حاصل رہی ۔ دریائے توی کے کنارے یہ شہر کئی بار اجڑا کئی بار آباد ہوا ۔ قلعہ نما شہر کے آثار کافی رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ اہم شہروں کو ملانے والی سڑکیں مناور سے نکلتی ہیں ۔ قدیم زمانہ سے ہی یہ علاقہ جنگ کا میدان رہا ۔یہاں حق باطل کے معرکے ہوئے ۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگیں مناور کے میدانوں میں لڑی گئیں ۔ پاک فوج کو فتح نصیب ہوئی ۱۹۶۵ء میں چھمب ، پدانوالہ ، جوڑیاں کے علاقے فتح ہوئے پاک فوج لکھنوٴ کے قریب پہنچ گئی اس معرکے کے ہیرو جنرل اختر ملک تھے ۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں جنرل افتخار نے قیادت کی اور دوران جنگ شہید ہوئے ۔ ان کے نام پر چھمب کو افتخار آباد کا نام دیا گیا ہے ۔ اس خطہ میں داخل ہوتے ہی صاف اور ٹھنڈی ہوا سرسبز میدان اس علاقہ کے شاداب ہونے کی گواہی دیتے ہیں ۔ مٹی زرخیز ہے کھاد پانی کی ضرورت نہیں ماضی میں مناور کو ضلع کی حثیت حاصل رہی ۔ مناور کے چاروں طرف کئی بستیاں تھیں ۔ جن کے نشان صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں ۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشان قائم دائم ہیں ۔ حضرت طینوش ؑ کا مزار مناور کے قریب کنواں کے نزدیک ہے ۔ مزار پختہ تعمیر کیا ہے ۔ راقم نے سنگ مرمر کی تختی پر مختصر تاریخ تحریر کر کے تختی نصب کی ہے صاحب مزار کا سلسلہ نسب مرسلین سے جا ملتا ہے ۔آپ حضرت یوسف ؑ کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں ۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۲۴ نمبر شمار ۴۰۵ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت طینوش ؑ ہے ۔

marfat.com

آزاد کشمیر کے علاقہ چھمب میں حضرت فلسانوش حضرت جسقوق کے مزار

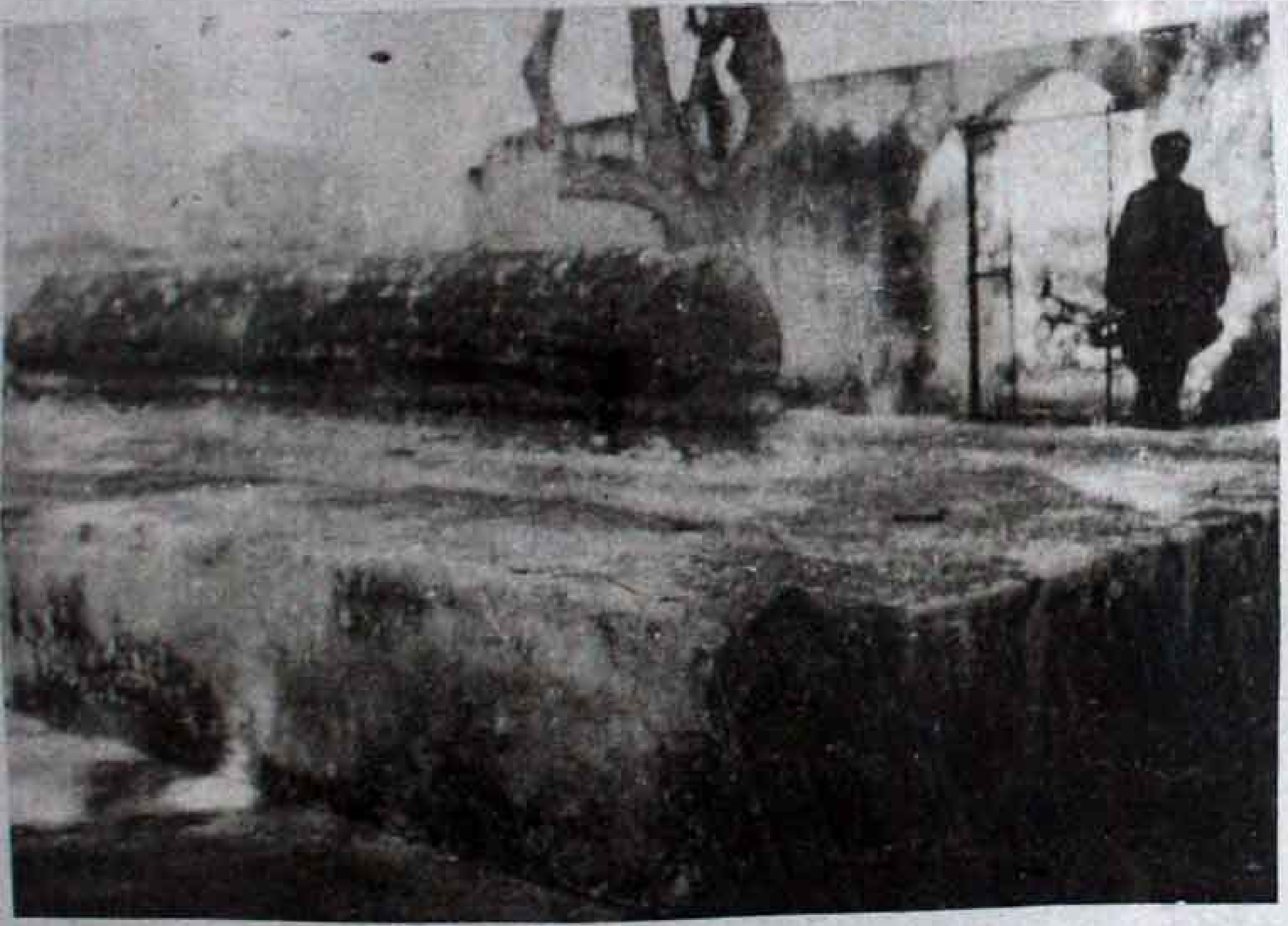

آزاد کشمیر کا قصبہ چھمب دریائے توی کے کنارے آباد تھا۔ یہ شہر کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا گجرات ٹانڈہ سے جموں کشمیر میں داخل ہونے کے لیے چھمب سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے چھمب کو جموں کشمیر کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ یہ خطہ زرخیز ہے۔ دریائے توی کا ٹھنڈا میٹھا پانی اور ہوا کے جھونکے شمال کی جانب پہاڑیوں کا دلکش منظر سرسبز درخت چھمب کی پہچان ہے اجناس کی پیداوار میں یہ مثالی علاقہ ہے دریائے توی کی وجہ سے دنیا کے قدیم ترین تہذیب کے آثار چھمب میں ملتے ہیں۔ چھمب کے میدانوں میں حضرت فلسانوشؑ کا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ کے صفحہ 327 نمبر شمار 434 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت فلسانوشؑ ہے جو حضرت یوسفؑ کی اولاد سے بیان کیے گئے ہیں۔ صفحہ نمبر ۳۲۸ نمبر شمار ۴۹۱ کے مطابق دوسرے صاحب مزار کا نام حضرت جسقوقؑ ہے شجرہ کے مطابق دونوں کا سلسلہ انبیاء کرام سے جا ملتا ہے۔

marfat.com

جرأت اور بہادری اِس خطہ کو ورثہ میں ملی

حُسن و عِشق کی لازوال داستان

وفاؤں کا شہر —— خلوص و محبّت کا پیکر

ذہین لوگوں کیلئے علم و ادب کا گہوارہ

خِطّۂ یُونان گجرات

مُصنّفہ:

ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

marfat.com

خطہ یونان، گجرات

سر سید احمد خاں نے سرزمین گجرات کو خطہ یونان کہا ہے ۔ ماضی میں یونان کی وجہ شہرت جرآت بہادری علم حسن بیان کی جاتی ہے ۔یہی خوبیاں سرزمین گجرات میں پائی جاتی ہے ۔ جن سے متاثر ہو کر سر سید احمد خاں نے گجرات کو خطہ یونان قرار دیا ۔ جرآت بہادری ازل سے خطہ گجرات کو ورثہ میں ملی یہاں مزاحمتی قوتیں ہر دور میں موجود رہیں ۔ سکندر نے دنیا کو فتح کرتے کرتے جب خطہ گجرات پر قدم رکھا اس دھرتی کے سپوت راجہ پورس نے اس کے قدم روکے سکندر کے بعد کے حملہ آوروں کو بھی اس سرزمین پر منہ کی کھانی پڑی ملک جسرس کھوکھر کی جرآت بہادری کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ۔چوہدری رحمت خان کلاچور کی جرآت اور بہادری کی بھی مثال ہے ۔

۱۸۶۹ء میں چیلیانوالہ کے میدانوں میں سکھوں اور انگریزوں کے آخری معرکہ کے دوران تقریباً دو اڑھائی ہزار انگریز سکھوں کے ہاتھوں مارے گئے ۔چیلیانوالہ میں اس معرکے کی یادگار جرآت اور بہادری کا روشن باب ہے ۔ 1965 ،1971 کی جنگوں میں جرآت اور بہادری کے صلہ میں ملنے والے تین نشان حیدر بھی گجرات کے حصہ میں آئے ۔

علم ہر دور میں ہمیشہ ہی اہل گجرات کی میراث رہا نامور علمی ادبی شخصیت کا تعلق بھی گجرات سے ہے ۔ گجرات کے ہی سر فضل علی نے ایک عظیم درس گاہ زمیندار کالج قائم کر کے علم کی شمع روشن کی ۔ جس کی روشنی میں دور دراز کے طالب علم فیض یاب ہوئے ۔آج بھی یہ درس گاہ ملک بھر میں مثالی حثیت رکھتے ہیں ۔ زمیندار ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام کالج کی عظیم الشان عمارت، مسجد تعمیر کی گئی ۔ طلباء کے قیام کیلئے ہاسٹل بھی بنایا گیا ۔ گجرات کے شاعروں اور ادیبوں نے اپنی نگارشات کے ذریعے خطہ یونان کا حق ادا کیا ۔ خطہ یونان کا تیسرا پہلو اس دھرتی کے قدرتی حسن ، نکھار ہیں ۔ تین دریاؤں جہلم ،چناب ، توی آبی گزرگاہوں کی وجہ سے ہیں ۔ وسطی ہند ، کشمیر کے علاوہ درہ خیبر کے راستے برصغیر میں داخل ہونے والے جب گجرات کی دھرتی پر قدم رکھتے انہیں ایک سکون ملتا ۔ مغلوں کا مسکن گجرات تھا ۔ پانی ، اجناس جیسی دولت سے یہ خطہ مالا مال ہے خوبصورت کوئل ، محنتی جوان ، وفاؤں کے پیکر اس دھرتی کے باسی ، تاریخ میں انمٹ کردار ادا کرتے رہے ۔

marfat.com

منڈی بہاوالدین پھالیہ سرائے عالمگیر کے علیحدہ ہو جانے کے بعد ضلع گجرات اب صرف تحصیل گجرات تحصیل کھاریاں جن کے ۱۹۹۱ مواضعات ہیں پر مشتمل ہے ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس کا رقبہ 794225 ایکڑ ہے جس میں سے 37820 ایکڑ رقبہ شہری علاقہ پر مشتمل ہے۔ 756405 ایکڑ کا رقبہ دیہی ہے اس طرح ضلع ہذا کا کل رقبہ تقریباً 4997 مربع کلومیٹر ہے۔ 1891 مردم شماری کے مطابق ضلع گجرات کی کل آبادی 1373121 نفوس پر مشتمل ہے۔ تحصیل گجرات کی شہری آبادی 225740 اور دیہی آبادی 530154 افراد پر مشتمل ہے۔

تحصیل کھاریاں شہری آبادی 225740 دیہی آبادی 53154 نفوس پر مشتمل ہے۔ اس طرح ضلع گجرات کی شہری آبادی 321393 اور دیہی آبادی 1040693 نفوس پر مشتمل ہے۔ سال 1993 میں گجرات کی آبادی بائیس لاکھ ہو چکی ہے۔ تھانہ اے ڈویژن، تھانہ بی ڈویژن، تھانہ سول لائن، تینوں تھانہ جات میونسپل کمیٹی کی حدود پر مشتمل ہیں۔ تھانہ صدر گجرات آبادی 113564 رقبہ 50733 ایکڑ تھانہ کڑیانوالہ آبادی 85220 رقبہ 62116 ایکڑ تھانہ کنجاہ آبادی 135695 رقبہ 86147 ایکڑ، تھانہ صدر جلالپور جٹاں آبادی 155837 افراد رقبہ 194537 ، تھانہ سٹی جلالپور جٹاں آبادی 29590 افراد رقبہ 2291 ایکڑ، تھانہ ٹانڈہ آبادی 69841 افراد رقبہ 98659 ایکڑ، تھانہ کھاریاں آبادی 27135 افراد رقبہ 100229 ایکڑ، تھانہ کھاریاں کینٹ آبادی 42177 افراد رقبہ 62168 ایکڑ، تھانہ صدر لالہ موسیٰ آبادی 74333 افراد اور رقبہ 39209 ایکڑ، تھانہ سٹی لالہ موسیٰ آبادی 46626 افراد رقبہ 502 ایکڑ، تھانہ ککرالی آبادی 910064 افراد رقبہ 64106 ایکڑ، تھانہ ڈنگہ آبادی 1006221 افراد رقبہ 80392 ایکڑ ہے۔

marfat.com

سرسید گجرات اور زمیندار کالج

گجرات کے سیاستدانوں کا ذکر راقم کی آئیندہ شائع ہونے والی کتاب گجرات سیاست کے آئینہ میں شائع ہو گا۔ تاہم جس شخصیت نے خطہ گجرات میں علم کی روشنی پھیلائی ان کا نام سر فضل علی ہے۔ ان کا تعلق گجرات کے مشہور گاؤں اجنالہ سے تھا وہ برصغیر کی مشہور درس گاہ علی گڑھ میں حصول تعلیم کیلئے گئے تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ گجرات میں بھی مثالی تعلیمی درس گاہ قائم کی جائے۔ علی گڑھ میں وہ سر سید احمد خاں سے بہت متاثر ہوئے۔ نواب سر فضل علی نے گجرات میں علمی پسماندگی دور کرنے کیلئے ۱۹۱۴ء میں زمیندار ایجوکیشنل ایسوسی ایشن قائم کی جس کے تحت ۱۹۱۵ء میں تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ گجرات کے پہلے ڈپٹی کمشنر خورشید محمد خاں نے ۱۹۳۵ء میں خورشید گیٹ کی بنیاد رکھی۔ نواب سر فضل علی اور ان کے ساتھیوں کی شب و روز محنت زمیندار کالج ترقی کی منازل طے کرتا گیا۔ یہ کالج پاکستان کے بہترین کالجوں میں شمار ہوتا ہے۔ ملک کی مایہ ناز شخصیات نے زمیندار کالج سے تعلیم حاصل کی۔ سر سید احمد خاں نے مسلمانوں کیلئے درس گاہیں قائم کرنے کی ترغیب دے کر قوم پر احسان عظیم کیا ملت اسلامیہ کیلئے جن لوگوں نے تعلیمی ادارے قائم کیے مقامی لوگوں نے ان درس گاہوں کے بانیوں کو سر سید کا خطاب دیا۔ مدرسۃ الاسلام کراچی کے بانی حسن علی آفندی کو سر سید سندھ۔ صاحبزادہ عبدالقیوم سرحد کے سر سید قرار پائے۔ اس طرح نواب سر فضل علی کو گجرات کا سر سید کہا گیا تبسم قریشی نے کیا خوب کہا ہے کہ

جو دل میں ہے بلا خوف و خطر وہ بات کہتا ہوں
میں اس نواب کو سر سید گجرات کہتا ہوں

marfat.com

گجرات کے قریب ہزاروں سال قدیمی شہر چوپالہ سے برآمد ہونے والی مورتیاں

گجرات سے تقریباً 20 کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے چناب کے کنارے قدیمی شہر چوپالہ ہے۔ جس کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔ سال 1996ء برسات کے موسم یعنی ماہ اگست میں دریا میں طغیانی آئی تو دریائے چناب کے مغربی کنارہ سے کٹاؤ کی وجہ سے سطح زمین سے تقریباً بیس فٹ نیچے قدیمی دور کی ہندوؤں کی عبادت گاہ کے آثار ملے۔ جس میں چند سرخ مٹی کے پتھروں کی موتیاں ملیں جس جگہ یہ مورتیاں برآمد ہوئی ہیں۔ اس مقام سے دریا تھوڑے سے فاصلے پر تھا۔ یہاں قلعہ کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ مقامی آبادی نے

marfat.com

قلعہ سے برآمد ہونے والی اینٹیں اپنے گھروں میں استعمال کر رکھی ہیں۔ یہ شہر جس کی بنیاد راجہ چوپال نے رکھی۔ اس کے نام سے یہ شہر چوپالہ مشہور ہوا۔ راجہ چوپال کی رشتہ داری سیالکوٹ کے راجہ رسالو سے بھی تھی۔ ماضی میں یہاں بہت بڑا پتن تھا۔ دریا کے آر پار قلعہ نما شہر آباد تھے۔ چوپالہ کے قریب عدالت گڑھ کے ٹبہ پر بھی ایک پرانا مندر بیان کیا جاتا تھا۔ عدالت گڑھ اور چوپالہ کا منظر ایک ہی دور میں ہوئے عدالت گڑھ کے ٹبہ پر دو نو گز لمبے مزار بھی ہے۔ 1890ء کے لگ بھگ عدالت گڑھ کا قلعہ اور مندر کی بنیادیں موجود تھیں دریائے چناب کے کنارے شہباز پور کے ٹبہ پر بھی قلعہ تھا۔

یہ قلعہ چھوٹی اینٹ سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اور ضرورت پڑنے پر قلعہ میں فوج قیام کرتی۔ چوپالہ کے قریب دو ٹبے کسی قدیمی شہر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے بڑے بڑے شہر آباد تھے۔ یہاں تباہ شدہ بستیوں کے قریب 9 گز لمبے مزارات موجود ہیں۔ جن کا تذکرہ راقم کی پہلی شائع ہوئی کتاب گجرات تصاویر کے آئینے میں، گجرات تاریخ کے آئینے میں شائع ہو چکا ہے۔ پرانی تہذیبوں کے آثار کشمیر کے علاوہ جموں سے لے کر پنجاب کے سرسبز میدانوں پر پھیلے ہوئے ہیں جب دریا اپنا رخ بدلتے ہیں تو دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے بڑے بڑے شہر دریا برد ہو جاتے ہیں۔ صرف جلالپور جٹاں کے گردونواح دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے لاتعداد بستیاں دریا برد ہو چکی ہیں۔ ان میں نت شرقی، نانوانوال، خاصہ، علی شیر، میرا کلاں، عمروال، ننگووال، چوہدووال، جم گوندل، چھنی گوندل، بھکریانوالی اور کئی بستیاں دریا برد ہو چکی ہیں۔ ابھی دریائے چناب کے کنارے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے، چکیوں کے پاٹ پتھروں کی تراشی ہوئی مورتیاں، انسانی ضروریات کی اشیاء جو اس بات کی گواہ ہیں کہ یہاں ہزاروں سال قبل انسانی بستیاں آباد تھیں۔

چوپالہ کے قریب کسان ٹیوب سے دریائے چناب کو عبور کر رہے ہیں

marfat.com

چوپالہ سے ہزاروں سال پرانے مندر کی دریافت

****

یوسف بھٹہ کی رپورٹ کے مطابق گجرات سے 25 کلومیٹر شمال مشرق کی جانب دریائے چناب کے کنارے واقع گاؤں چوپالہ سے دریا کے کنارے انتہائی قدیم مورتیاں برآمد ہوئی ہیں۔ دریا ہمیشہ رخ بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان کے کنارے آباد گاؤں اجڑتے بستے رہتے ہیں۔ چوپالہ بھی اپنی تاریخ میں دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ کئی دفعہ برباد ہوا اور دریا کے شدید کٹاؤ کے بعد جب نیچے دبی ہوئی خوبصورت مورتیاں اور مندر کا پلیٹ فارم اور دیگر اشیاء برآمد ہوئیں اور ماہرین نے انہیں ڈیڑھ ہزار سال قدیمی تاریخ کا حصہ قرار دیا۔

چودھری محمد افضل اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو چوپالہ کے ہیڈ ماسٹر چودھری محمد عنایت کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ چوپالہ میں دریا نے اپنی تند و تیز لہروں سے چند مورتیوں کو باہر اچھال دیا ہے جو کہ پتھر کی ہیں۔ مگر کھدائی کے بعد یہاں سونے کی مورتیاں برآمد ہونے کے بھی امکانات ہو سکتے ہیں۔ چودھری محمد افضل نے یہ خبر ڈپٹی کمشنر افتخار احمد کو سنائی۔ ڈپٹی کمشنر تاریخ اور تاریخی ورثہ سے بے پناہ محبت کرنے والے افسر ہیں۔ انہوں نے فی الفور اے ڈی سی جی ڈاکٹر ظفر نصر اللہ کو ہدایت کی کہ وہاں سے برآمد ہونے والی مورتیاں فوری طور

چوپالہ کے قریب قدیمی مندر کے آثار

سرکاری تحویل میں لے لی جائیں - چنانچہ اے ڈی سی جی کی ہدایت پر مجسٹریٹ درجہ اول ملک غضنفر اعوان ولمت
گئے تھانے صدر جلالپور جٹاں کی پولیس کے ہمراہ پر خطر راستوں سے گزر کر چوپالہ پہنچے مگر تلاشی لے کر مورتی
برآمد کی جو کہ وہاں کے ایک آدمی طارق کے پاس تھی - مجسٹریٹ غضنفر اعوان یہ مورتی اٹھا کر گجرات لے آئے -
ڈپٹی کمشنر نے دیکھتے ہی وثوق سے کہا کہ اس کی تاریخ یقیناً صدیوں پرانی ہے - اور اس علاقے میں مزید کھدائی سے
ان اشیاء پر مزید تحقیق سے بے پناہ متعلق معلومات حاصل ہو سکتی ہیں - ڈپٹی کمشنر افتخار احمد اپنے کن مین کے
ہمراہ چوپالہ پہنچ گئے اور دریا کے کنارے پر پڑی ہوئی قدم آدم دوسری مورتی کا معائنہ کیا -
انہوں نے محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جنرل شہباز خان سے رابطہ قائم کر کے تحقیق اور مزید کھدائی کرنے کی
دعوت دی - روزنامہ جذبہ کے بعد دیگر قومی اخبارات نے بھی اس خبر کو نمایاں شائع کیا - تو چوپالہ میں مورتیاں
دیکھنے والے لوگوں کا تانتا بندھ گیا - کسی بے وقوف نوجوان نے کسی جاہل آدمی کے اعلان پر کہ جو مورتیوں کو جوتا
مارے گا اسے دس نیکیاں ملیں گی - محمود غزنوی بن کر مورتیوں کی توڑ پھوڑ کی اور غیر متعلقہ اطلاع کے مطابق
لوگوں نے مورتیاں توڑ کر دریا کی نذر کر دیں - تاہم ڈپٹی کمشنر نے لوگوں کو سمجھایا کہ مورتیوں کو ہم تحقیق کی
غرض سے محفوظ کرنا چاہتے ہیں - ہمیں اس علاقے کی تاریخی اہمیت اور قدیم تہذیب و تمدن کا پتہ چلے گا - ڈپٹی
کمشنر کی درخواست پر علاقہ کے معزز چودھری محمد عنایت وڑائچ اور چودھری محمد ارشد وڑائچ نے مورتیوں کی دیکھ
بھال کی ذمہ داری قبول کی -
اس جگہ سے قدیم ہڈیاں، اینٹیں، چراغ اور لکڑی کے شہتیر بھی ملے ہیں - مورتیاں سرخ پتھر سے تراشی گئی
تھیں - مورتیوں کے متعلق تمام قومی اخبارات میں خبر پڑھنے کے بعد یہاں لوگوں کا میلہ لگا رہا، تاریخ سے دلچسپی
رکھنے والے اور تحقیق کے خواہشمند لوگ بھی کافی تعداد میں وہاں آنے لگے - لاہور میوزیم کے ڈائریکٹر ڈاکٹر
یوسف الرحمن ڈار نے بھی علاقے کا دورہ کیا - وہاں سے چند قدیم اشیاء کے نمونے اکٹھے کئے اور علاقے کے
لوگوں سے معلومات لیں -

ڈاکٹر سیف الرحمن ڈار نے بتایا کہ چوپالہ سے ملنے والی مورتیاں 500ء یا 600ء کے زمانہ کی ہیں - یہ جس پتھر سے
تیار کی گئیں ہیں وہ چوا سیدن شاہ کے قریب واقع سرخ پہاڑوں سے لائے گئے ہیں - اور اس قسم کی مورتیاں لاہور
عجائب گھر میں بھی موجود ہیں جو چوا سیدن شاہ کے علاقے سے ہی ملی ہیں - انہوں نے بتایا کہ دریائے چناب
انتہائی قدیم دریا ہے - جس کا ذکر مہا بھارت، رامائن اور یونانیوں کی قدیم کتابوں سے بھی ملتا ہے - مہا بھارت اور
رامائن میں اس دریا کو چندر بھاگ لکھا گیا ہے - جس کا نام زمانے کے تغیر و تبدیل کے ساتھ بگڑ کر چناب ہو گیا -
یونانیوں نے اس دریا کا نام AKESINES کہا ہے - یہ بات پکی ہے کہ قدیم زمانے میں یہ دریا کا کنارہ تھا اور
یہاں ہندوؤں نے سوریا کا مندر بنایا تھا اس کا منہ سورج کی طرف ہے - ان مورتیوں کو لاوا ستون کے ...
مضبوط پلیٹ فارم پر فٹ کیا گیا تھا - ہندو یہاں صبح و شام پوجا کیا کرتے تھے - ہندو فلسفہ میں یہ دیوتا رتھ پر سوار
ہوتا ہے لیکن اس مورتی کے ساتھ رتھ نہیں ہے - بلکہ یہ لاوا ستون بنی گھنگر کے پلیٹ فارم میں گڑھی ہوئی ہے

marfat.com

مندر کے اطراف میں دو چھوٹے دیوتے ہوتے ہیں جن میں سے ایک کا نام راتر (رات والا) جو ان کے عقائد کے مطابق رات کا محافظ ہوتا ہے۔ دوسرا دن کا محافظ سمجھا جاتا ہے۔ اس دیوتا کے سر پر اونچی ٹوپی بھی ہوتی ہے جو کہ ...ت میں موجود ہے۔ ... یہاں سورج دیوتا کا مندر ہے۔ چناب کا تعلق بھی ہمیشہ پانی کی پرستش سے رہا ہے۔ انھوں نے اس خطے کی ثقافتی تاریخ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

یہاں سے ملنے والی مورتیاں جہلم سے ملنے والی ایک مکھالنگا سے بھی مماثلت رکھتی ہیں۔ لاہور، جہلم، چو... سیدان شاہ ... مورتیوں کا میٹریل بھی اس سے کافی ملتا جلتا ہے۔ پاکستان کا سب سے پرانا میٹریل ہڑپہ سے ملتا ہے۔ جو تقریباً پانچ ہزار سال پرانا ہے۔ ڈاکٹر سیف الرحمان ڈار نے بتایا کہ مندر کا پلیٹ فارم کنجور پتھر سے بنایا گیا ہے۔ یہ پتھر ... سے لایا گیا ہے۔ کیونکہ اس علاقہ میں قریب قریب لاوے والا کوئی پہاڑ نہیں ہے۔ مورتی تراشنے

چوپالہ کے قریب سے ملنے والی مورتی سنگتراشی کا اعلیٰ نمونہ

marfat.com

ـ ـ یہ سرخ پتھر استعمال کیا گیا ہے ۔ یہ صرف پوٹھوہار کے علاقے سے ملتا ہے ۔ مورتی ۔ ۔ ۔ تراش ۔ فن کا بہترین نمونہ دکھائی دیتی ہے ۔ محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جنرل شہباز خان اور ڈپٹی ۔ ۔ مسعود نے مجسٹریٹ ملک غضنفر علی اعوان کے ہمراہ چوپالہ کا دورہ کیا ۔ شہباز خان نے بتایا کہ چوپالہ سے دریافت ہونے والا قدیم مندر تاریخ کی گمشدہ کڑیاں ملانے میں ایک اہم پیش رفت ہوگا ۔ انہوں نے کہا کہ زمانہ قدیم میں کٹاس ہندوؤں کا اہم ترین مرکز تھا ۔ یہ علاقہ ضلع چکوال ، چوآسیدن شاہ کے قریب واقع ہے ۔ اس علاقے سے ہمیں اہم مندر ملتے ہیں ۔ باور کیا جاتا ہے کہ ہندوؤں کا مرکز کشمیر تھا اور کشمیر کے راجاؤں کے ذریعے اس علاقے میں ہندو مذہب پہنچا ۔

راستے میں گجرات اور جہلم آتا ہے جہاں سے ہمیں کبھی ہندوؤں کا کوئی اہم مرکز نہیں ملا ہے ۔ اب گجرات میں چوپالہ کے قریب اس مندر کی دریافت کے بعد ہمیں تاریخ کی کئی گمشدہ کڑیوں کو ملانے میں مدد ملے گی ۔ یہاں کا بیشتر علاقہ دریا برد ہو چکا ہے ۔ مگر جس جگہ سے سوریا مندر کے آثار ملے ہیں ہم اس مٹی کے اندر سے پرانی تہذیبوں کا پتہ چلائیں گے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم کچھ روز تک اس علاقے میں مزید کھدائی کریں گے تو اس کی صحیح تاریخ کے بارے میں وثوق سے کچھ بتا سکیں گے ۔ انہوں نے کہا کہ چوپالہ میں ہندو فن بت تراشی و مجسمہ سازی کا بہترین نمونہ ملا ہے ۔ چوپالہ سے ملنے والی مورتیاں بھی اس قدر خوبصورت ہیں کہ ایک ہی جگہ سے اتنی تعداد میں خوبصورت مورتیوں کی بازیابی سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ علاقہ ہندو تہذیب کا یقیناً کوئی اہم مرکز ہوگا ۔ اس جگہ کی کھدائی کے بعد ہمیں بہت سے نامعلوم حقائق کا پتہ چلے گا ۔ شہباز خان نے کہا کہ ڈپٹی کمشنر گجرات افتخار احمد نے علم دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ان مورتیوں کو محفوظ کر لیا ہے جو کہ آئندہ تحقیق میں بڑی مددگار ثابت ہوں گی ۔

چوپالہ میں سوریا مندر کی جگہ پر خندق یعنی TRIL TRENCH بنائیں گے ۔ اس کی گہری کھدائی کر کے تہہ در تہہ مطالعہ کریں گے کہ کیا کچھ ملتا ہے ۔ وہاں کی ٹھیکریاں ، سکوں ، ہڈیوں وغیرہ کو بنیاد بنا کر اپنی تحقیق کو آگے بڑھائیں گے ۔ اس طرح پہلی کھدائی میں اگر حوصلہ افزاء نتائج ملے تو ہم پورے علاقے کی کھدائی کر کے مکمل تحقیق کریں گے ۔ اس کے بعد اس علاقے کی تہذیب و ثقافت کا صحیح پتہ چل سکے گا ۔

marfat.com

راقم مورتی کے قریب پرانی پتھروں، مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اکٹھے کر رہے ہیں

marfat.com

پرانی گھڑی بہلول پور

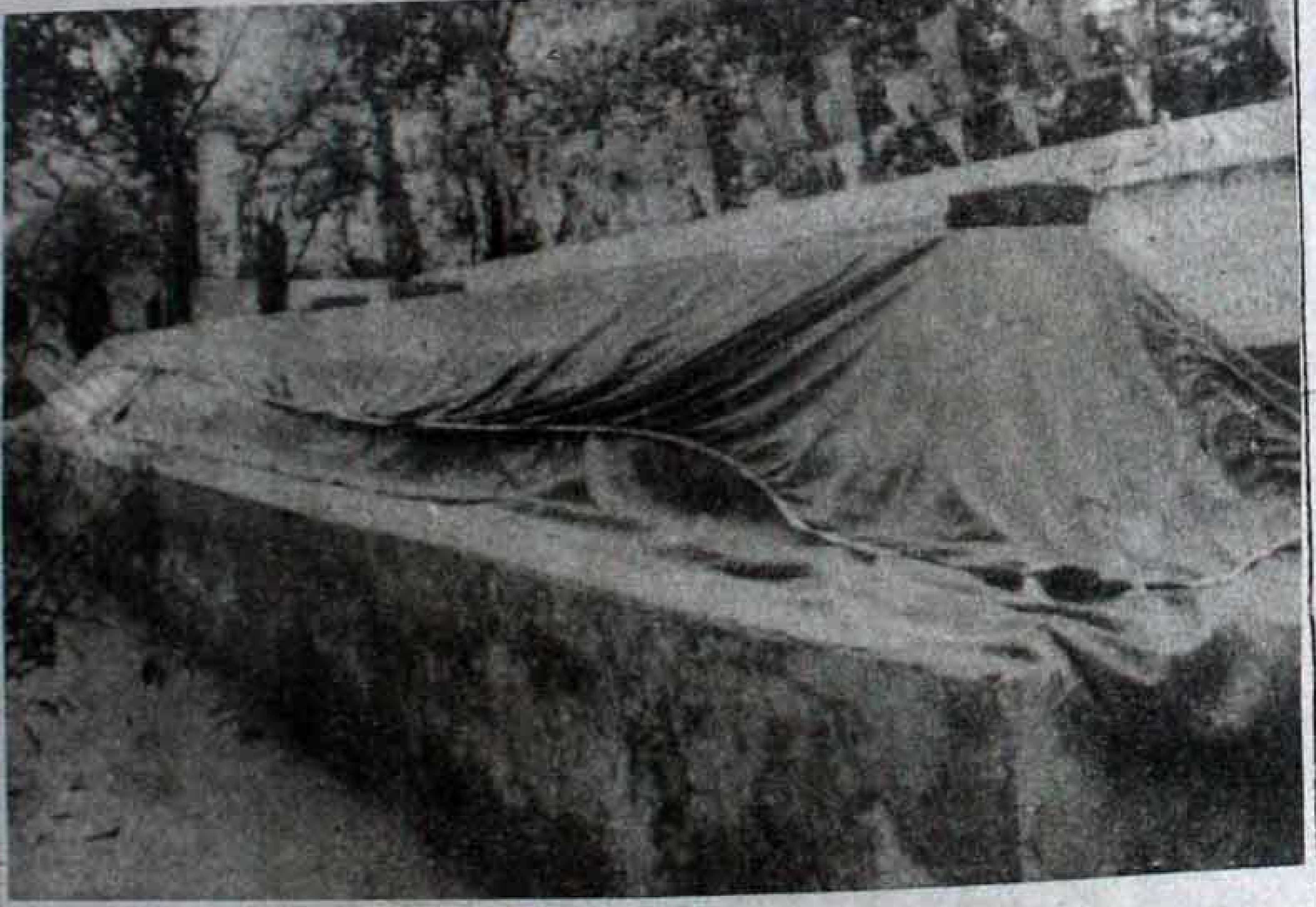

دریائے چناب کے مغربی کنارے پر ایک ہزاروں سالہ قدیمی سرزمین بہلول پور ہے۔ ماضی میں یہ مشہور پتن تھا۔ برصغیر پر حملہ آور شہنشاہ اس پتن کے ذریعے ہندوستان میں داخل ہوتے تھے۔ یہ شہر کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا۔ موجودہ شہر لودھی خاندان کے بادشاہ بہلول لودھی نے آباد کیا۔ بابر نے بھی یہاں قیام کیا اور اپنی کتاب "تزک بابری" میں بہلول پور کا ذکر کیا ہے۔ دریا پر پتن ہونے کی وجہ سے تجارتی قافلے اور حملہ آور شہنشاہ اور ان کی فوجیں یہاں قیام کرتی ہیں۔

تحصیل گجرات میں سب سے زیادہ رقبہ بھی بہلول پور کا ہے۔ بہلول پور کے جنگلات میں ٹبوں پر پانچ نو گز لمبے مزارات ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر 325 نمبر شمار 368 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت ملک حمزہ نوشؒ ہے جو حضرت سلمانؓ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ مقامی نام کے لوگ اسے حمد قندھاری کے نام سے پکارتے ہیں۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس جنگل میں دو اور نو گز لمبے مزار بھی ہیں جو کچے ہیں۔ بہلول پور کے قریب پرانی گھڑی میں جو کافی بلندی پر ہے اس ٹبہ سے کسی بستی کے تباہ ہونے کے آثار ملتے ہیں۔ ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے، چکیوں کے پاٹ، ٹھلونوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ پرانی گھڑی میں دو نو گز

marfat.com

لمبے مزار ہیں۔ جو پختہ تعمیر ہیں۔ چاردیواری بھی ہے ایک نو گز لمبا مزار بہلول پور کے وسط میں بھی ہے۔ بہلول پور کے جانب جنوب ایک ٹبہ پر دو نوگز لمبے مزار ہیں۔

مقامی آبادی کے لوگ اسے شیر شاہ بادشاہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ ایک مزار کا رخ مشرق مغرب کی طرف جبکہ دوسرے کا شمال جنوب کی طرف ہے۔ شمال جنوب والا مزار بھی نوگز لمبا ہے۔ خاردار جھاڑیوں اور جنگلی کیکروں نے ان مزارات کو اپنی تحویل میں لے رکھا ہے۔ مزار کے سامنے چکرالہ مہرالہ کے قریب کلووال کا مشہور پتن ہے۔ 1901ء میں دریائے چناب پر بند باندھ کر نہریں نکالی گئی تھیں بہلول کے پرانے بزرگوں کے مطابق 1891ء 1892ء میں دریا بہلول پور کے نیچے بہتا تھا۔ نہریں تعمیر کرنے کی وجہ سے دریا کا رخ تبدیل کر دیا گیا۔ سائیں غلام محمد نے بتایا کہ پرانی گھڑی والا مزار 1965ء میں تعمیر کیا گیا ہے اور پہلے یہ کھنگر یلے پتھروں سے تعمیر تھا۔ سائیں غلام محمد جو عرصہ 30 سال سے اس مزار پر ہیں، نے بتایا کہ جب زوردار بارش ہو تو ٹبہ ٹیلہ سے موتی اور تانبے کے سکے بھی ملتے ہیں۔ بہلول پور جنگل کا رقبہ 1945 ایکڑ کے لگ بھگ ہے جو کھنڈرات پر مشتمل ہے۔ سائیں غلام محمد نے یہاں دربار کے قریب مسجد بھی تعمیر کر رکھی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس جنگل میں بہت زیادہ نوگز لمبے مزار ہیں۔ جس میں بیشتر سلیمانی لشکر کے ہیں۔ کچھ مزارات ظاہر ہونے ہیں باقی پردہ پوش ہیں۔ سائیں غلام محمد نے بتایا کہ اس نے اس مزار کے ساتھ عشق و لگن سے نوکری کی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں سائیں غلام محمد نے بتایا کہ میری صاحب مزار سے کئی بار ملاقات ہوئی۔ سفید لباس سفید داڑھی ہاتھ میں کھونٹی تھی۔ بہلول پور کے قریب مشہور قصبہ ماڑی کھوکھراں ہے۔ ماڑی کھوکھراں میں بھی تین نوگز لمبے مزار ہیں۔ راقم نے 8/10/93 کو ان مزارات کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ مقامی آبادی کے بزرگ نے بتایا کہ ہم انہیں میاں دی بی والا نوگز لمبا مزار پیر رکھ والا نوگز لمبا مزار پیر نوگزہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ قدیمی قبریں ماڑی سے جانب شمال کی طرف ہیں اور قبروں کے ارد گرد قدیمی درخت بھی ہیں۔ قریب ہی پانی کے تالاب ہیں۔ دریائے چناب کے کنارے قدیم دور میں دو حکومتوں کی حدبندی تھی یا پانی کے حصول کے لئے کئی معرکے ہوئے ہوں گے۔

بہلول پور کے قریب ایک بہت پرانی بستی کری ہے۔ کری کے ٹبہ پر ایک قلعہ کے آثار ملتے ہیں۔ اس قلعہ پر ملک برادری کے جد امجد ملک جسرس جو پنجاب کا بہت بڑا حکمران ہو گزرا ہے، کا مزار بھی ہے۔ دریا کے کنارے کنارے ان نوگز لمبے مزارات کے آثار دریائے مناور توی دریائے چناب اور دریائے جموں توی کے گرد بھی ملتے ہیں۔ سیالکوٹ کی یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ یہاں بڑے بڑے دریا بھی ہیں۔ پانی کے نالے بھی ہیں۔ جن میں سارا سال ٹھنڈا اور شفاف پانی بہتا رہتا ہے۔ یہ علاقہ کشمیر کے قریب ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہاں قدیمی بستیوں کے آثار ملتے ہیں بلکہ مون سون بارشوں کی زد میں رہتا ہے۔ زمین میں نمی کی وجہ سے اجناس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ کھاد اور پانی کے بغیر ہی یہاں گندم،

چاول اور دیگر اجناس کافی مقدار میں پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی یہ علاقہ زبردست قسم کے سیلاب کی نذر ہو جاتا ہے۔ رہی سہی کسر جنگلی جانور نکال دیتے ہیں۔ اس علاقہ میں بیشتر ندی نالے جموں کی طرف سے آتے ہیں اور کئی قدیمی سڑکیں بھی جموں سیالکوٹ کو ملاتی ہیں۔ اس علاقہ میں باربرداری کا کام اونٹ گھوڑوں گدھوں سے لیا جاتا ہے سرحدی علاقہ ہونے کی وجہ سے 1947ء، 1965ء، 1971ء کی جنگیں اس خطہ میں لڑی گئیں۔

marfat.com

دریائے چناب کے کنارے تباہ شدہ بستی دھرم کوٹ، ٹبہ مرہیا شاہ زندہ پیر اور شاہ دولہ بادشاہ کا مزار

گذشتہ سال چوپالہ کے قریب دریائے چناب کے کنارے چند مورتیاں دریافت ہوئیں ۔ جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ماضی میں دریائے چناب کے کنارے کسی زمانہ میں بہت بڑے شہر اور پتن ہوا کرتے تھے ۔ تجارتی قافلے حملہ آور ان پتن سے دریائے چناب کو عبور کر کے سیالکوٹ کی سرزمین میں داخل ہوا کرتے تھے ۔ ویسے بھی پرانے زمانہ میں انسانی آبادیاں پانی کے کنارے آباد تھیں ۔ پانی کے ذخائر کے حصول کیلئے لڑائیاں جھگڑے ہوتے رہتے تھے ۔ جو فریق طاقت ور ہوتا وہ پانی کے ذخائر پر قابض ہو جاتا اور علاقہ کا حکمران بن جاتا ۔ ایسی قدیم بستیاں قلعہ نما ٹبوں ٹیلوں کے آثار دریائے توی کے کنارے پائے جاتے ہیں ۔ کوری بہلولپور کے قریب جہاں آج کل ہیڈ مرالہ بنایا گیا ہے ۔ اور دریائے توی اور چناب ملتے ہیں ۔ ماضی میں کوری کو اس علاقہ میں مرکزی حثیت حاصل تھی ۔ کوری کے ٹبہ پر اس علاقہ کے بہادر حکمران ملک جسرس کھوکھر کا مزار ہے ۔ کوری کے بعد بہلول پور کو پرگند کی حثیت حاصل رہی ۔ اس وقت بھی ضلع گجرات میں بہلول پور کا رقبہ سب سے زیادہ ہے ۔ بہلول پور کے جنگلات کھنڈرات میں کئی تہذیبیں دفن ہیں ۔ بیشتر قدیم شہر دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں ۔ لیکن محکمہ مال کے کاغذات میں بے چراغ دیہات کا اندراج پایا جاتا ہے ۔ بے چراغ کے معنی وہ دیہات یا شہر جن کے نام و نشان قدرتی آفات کی وجہ سے مٹ چکے ہیں دریائے چناب کے کنارے دریا برد ایک بستی دھرم کوٹ بھی تھی ۔ جو دریائے چناب کی لہروں کی نذر ہو چکی ہے ۔ دھرم کوٹ ہندوؤں کا مقدس شہر تھا دھرم کے معنی مذہب کے ہیں ۔ کئی سو سال پہلے یہ بستی ایک قلعہ نما ٹبہ پر آباد تھی اس تباہ شدہ آبادی کے قریب ایک قلعہ نما ٹبہ مریبا بھی تھا ۔ حطار کے رہنے والے بزرگ محمد حسین میرے ہمراہ تھے وہ بتا رہے تھے کہ ٹبہ مریبا ہے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے دھات کے کھوٹے سکے اور چکیوں کے پاٹ سلیمانی موتی اور کوڑیاں ملتی تھیں ۔ اس ٹبہ کا بیشتر حصہ دریائے چناب کے کٹاؤ کی نذر ہو چکا ہے ۔ شیخ جوگانی کے مشہور پتن کے بالمقابل دریائے چناب کے کنارے ماضی میں کلووال ایک مشہور پتن اور شہر تھا ۔ جو اب صرف کلووال رہ گیا ہے شیخ جوگانی سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر حضرت آمنون علیہ السلام کا نو گز لمبا مزار ہے اس مزار سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بلند بالا تباہ ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے

marfat.com

پاٹ اور انسان کے استعمال ہونے والی اشیاء کے آثار ملتے ہیں۔ ٹبہ کافی بلند ہے کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ کسی وقت یہاں شہر آباد ہو گا۔ دھرم کوٹ کی بستی کو جب دریائے چناب کی لہریں نگل رہی تھیں۔ تو اس شہر میں مدفن روحانی شخصیت حضرت سید شاہ حبیب اللہ عرف شاہ زندہ پیر نے اشارہ میں کہا۔ نشاندہی کی کہ ان کا طابوت یہاں سے نکال کر تھوڑے سے فاصلہ پر دفن کیا جائے۔ چنانچہ حضرت شاہ زندہ پیر کا مزار اب حطار کے قریب یکم اگست ۱۹۸۴ء کو از سر نو تعمیر کیا گیا حضرت شاہ زندہ پیر مرشد ہدایت کیلئے اس علاقہ میں آئے حضرت لال شاہ کے پاس چند شاہی فرمان اور دستاویزات قلمی نسخہ ہیں۔ ایک دستایز پر سمت ۵۱۴۷ تحریر ہے کسی مغل بادشاہ کی مہر کے نشان بھی ملتے ہیں۔ حطار کے قبرستان کے قریب ایک بزرگ کا مزار ہے محمد حسین نے بتایا کہ یہ بزرگ بہت پہنچے ہوئے ولی اللہ ہیں۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری اور گنبد بھی ہے۔ یہاں پیپل بوہڑ کے قد آور درخت ہوا کرتے تھے۔ کنواں بھی تھا پیپل بوہڑ طوفان کی وجہ سے گر گئے۔ جبکہ کنواں بند ہو چکا ہے۔ قریب آبی گزر گاہ بھی ہے۔ مقامی آبادی صاحب مزار کو شاہ دولہ بادشاہ کے نام سے پکارتی ہے۔ کھلتے ہوئے بہار کے موسم میں دریائے چناب کے صاف شفاف پانی سے سورج کی روشنی سے نکلنے والی شعائیں بتا رہی تھیں کہ ہندوؤں کے اس مقدس دریائے چناب کے کنارے شہید بابا کا مزار بھی ہے۔ راقم تقریباً ۳۲ بتیس کے قریب سیڑھیاں چڑھتا ہوا شہید بابا کے مزار پر حاضر ہوا۔ دریائے چناب شہید بابا کے مزار کے نیچے بہتا ہے مزار کے قریب پھرواں اوردن کے درخت بہت قدیم ہیں۔ ان درختوں کی عمریں بہت زیادہ ہوتی ہیں شہید بابا کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ حطار اور دھول کے درمیان بابا پیر کوارہ شاہ کا مزار ہے۔ گاؤں دھول میں بہت بڑے پیپل کے درختوں کے نیچے حضرت قاضی صاحبؒ کا مزار ہے مزار کو پیر سید بشیر شاہ تعمیر کروا رہے ہیں۔ قریب ظاہر شاہ ولی کا مزار ہے۔ دھول گاؤں بھی بہت قدیم ہے۔ دریائے چناب اس کے جنوب کی طرف بہتا ہے۔ جبکہ شمال کی جانب بہت بڑا جنگل ہے۔ مشرقی جانب حطار اور مغرب کی طرف مشہور قدیم بستی چوپالہ ہے یہ دونوں قصبے (دھول چوپالہ) کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ دونوں دیہات پسماندگی سے دوچار ہیں۔ لیکن محنت کے بل بوتے پر یہاں چند نامی گرامی ایم۔ بی۔ بی ایس ڈاکٹر ملک کی خدمت کر رہے ہیں۔ دھول گاؤں اونچے ناہموار ٹبوں پر واقع ہے۔ دریائے چناب کے کنارے حضرت شاہ کبیرؒ کا مزار ہے ان دیہات کا بیشتر رقبہ دریا کے وسط میں ہے جو ٹریکٹر کے ٹیوب کے ذریعے دریا عبور کرتے ہیں۔ ملاح بھی کشتیوں کے ذریعے کسانوں کو آر پار لے جاتے ہیں۔ جس کے عوض

marfat.com

کسان فصل تیار ہونے پر ملاحوں کو اجناس کی تھوڑی سی مقدار دے دیتے ہیں ۔ سیلاب کے موسم میں طغیانی سیلاب کی وجہ سے دریا کافی چوڑا ہو جاتا ہے ۔ دریائے چناب کے بسنے والے لوگوں کے مکان کچے ہیں ۔ چار دیواری دروازہ نام کی کوئی چیز نہیں ۔ صرف جنگلی کیکروں کی ٹہنیاں کاٹ کر گھروں کے ارد گرد بھاڑ لگا رکھی ہے ۔ میں شہید بابا کے بلند بالا مزار پر کھڑا ہو کر کلو وال کا نظارہ کر رہا تھا اور دریائے چناب کی لہریں مجھے کہہ رہی تھیں کہ انسانوں کی بستیاں صفحہ ہستی سے مٹ گئی ہیں ۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشان صدیاں گزرنے کے باوجود قائم دائم ہیں ۔

marfat.com

بڑیلہ شریف میں حضرت معصوم شاہ اور پیر گجا کا مزار

حضرت پیر معصوم شاہ کا مزار ضلع گجرات کے قصبہ بڑیلہ شریف کے محلہ چوہان میں ہے۔ ساتھ ہی جامع مسجد بنی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی جو کشف القبور کے بحر بیکراں تھے جب انہوں نے بڑیلہ شریف میں حضرت قنبیطؒ کے مزار کی نشاندہی کی اس موقع پر آپ نے پیر معصوم شاہ کے بارے میں کہا کہ پیر معصوم شاہ کفار کے ساتھ پہاڑوں پر جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ پیر معصوم شاہ کے قدموں میں ان کے خادم کا مزار ہے۔ جن کی اولاد بڑیلہ شریف میں آباد ہے۔ پیر معصوم شاہ کے مزار کے جانب شمال قبرستان کے قریب کسی تباہ شدہ بستی کے آثار پائے جاتے ہیں یہاں ایک کنواں بھی تھا جس کو مقامی زبان میں بجنڈر کھوہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک درویش کا یہاں سے گزر ہوا عورت کنواں سے پانی بھر رہی تھی درویش نے پانی مانگا عورت کے انکار پر بزرگ کی دعا سے یہ کنواں تباہ ہوگیا اس روز سے اسے بجنڈر کھوہ کہا جاتا ہے۔ پیر گجا کا مزار حضرت قنبیطؒ کے مزار کے شمال کی جانب ہے۔ یہاں ماضی میں پانی کا بہت بڑا تالاب ہوا کرتا تھا۔ جس میں سارا سال پانی رہتا تھا۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کے ٹھکانے پہاڑوں، جنگلوں یا پھر پانی کے ذخائر کے قریب ہوتے ہیں۔ پیر گجا کا مزار صوبیدار بہادر خان نے تعمیر کروایا ہے۔ چاردیواری بھی ہے البتہ چھپڑ کی حیثیت ختم کرکے اسے زرعی زمین میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

marfat.com

بھاگووال کلاں میں حضرت پیر سید معصوم شاہ ولیؒ کا مزار

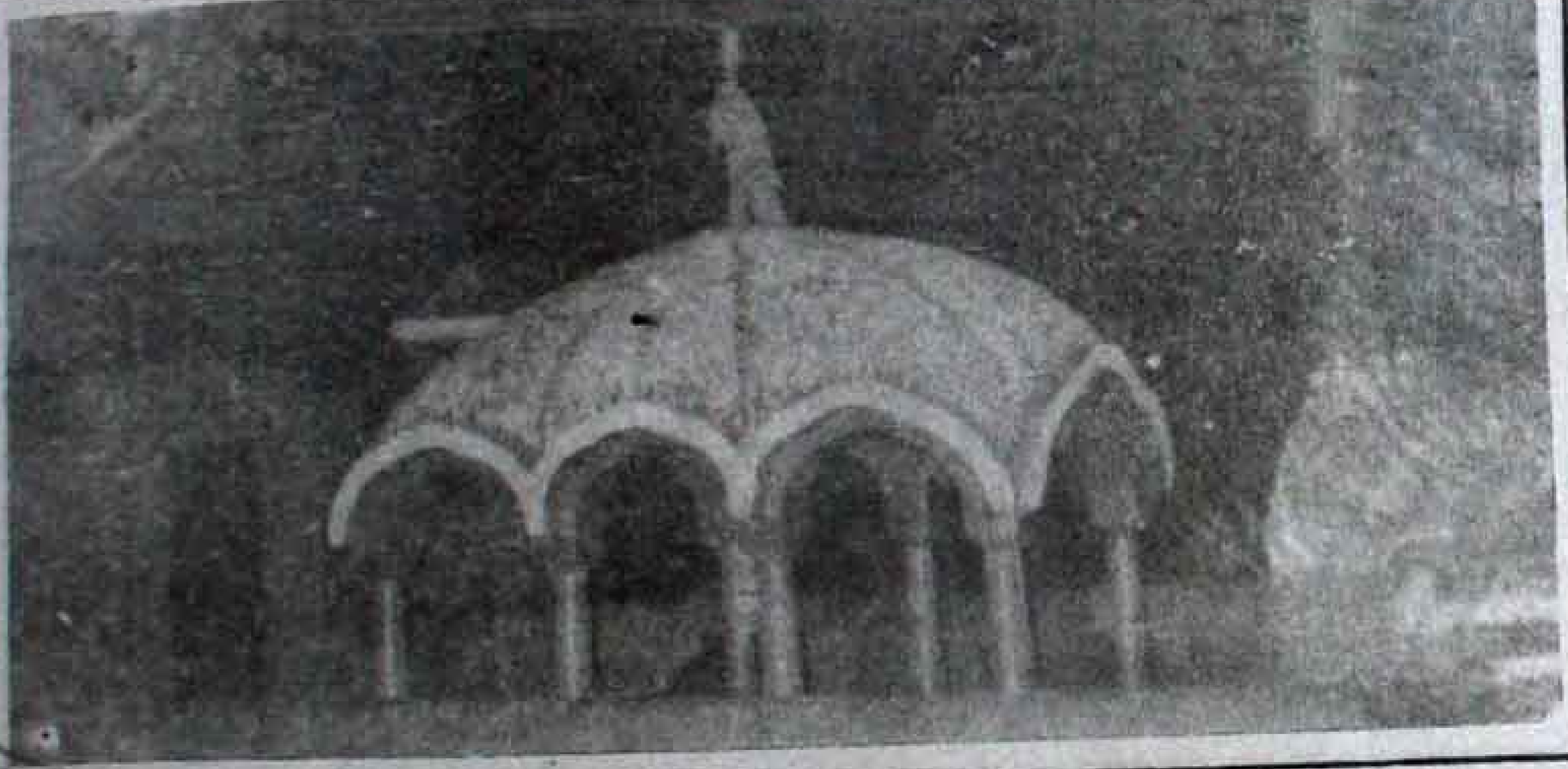

حضرت معصوم شاہؒ کا مزار بہت پرانا ہے جس کے متعلق مختلف لوگ مختلف قسم کے دلائل دیتے ہیں۔ گاؤں ہذا کے معمر ترین شخص محمد عنایت نے بتایا کہ میری تاریخ پیدائش 28 اپریل 1908ء ہے۔ میں نے اپنے دادا محترم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ دربار ہماری ہوش سے بھی پہلے کا ہے اور اس دربار کے بہت سے لوگ عقیدت مند ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیر معصوم شاہ سرکارؒ نے وصال سے قبل وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میری چارپائی اٹھا لینا اور جہاں پر جا کر رک جائے وہیں دفن کر دینا۔ آپ کو بھاگووال کلاں میں دفن کیا گیا۔ پہلے مزار کچا تھا اب پختہ تعمیر کر دیا گیا ہے ہر جمعرات کو ختم پڑھا جاتا ہے۔

میاں رحمت خان قادری جو کہ دربار جتی شاہ رحمان سرکار ضلع گوجرانوالہ میں تقریباً 12 سال سے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے ہیں انہیں پیر کامل نے حکم دیا کہ اب تم دربار مذکور کی خدمت کے لئے چلے جاؤ۔ انہوں نے اپنی تمام عمر اسی خدمت میں صرف کر دی۔ ان کے بے شمار مرید اور عقیدت مند ہیں۔ آج تک اس دربار کی خدمت کا ذمہ اسی خاندان کے پاس ہے اور انہی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

کہتے ہیں کہ حضرت پیر گوہر سرکار جو کہ کشف القبور کے مالک تھے وہ باقاعدگی سے حضرت پیر معصوم شاہؒ کے دربار پر حاضری دیتے تھے۔ ایک بار انہوں نے بھاگووال کلاں کے قریب نوگزے مزار موسیٰ حجازیؒ (تعمیر کردہ) کے لئے لکڑیاں کٹوائیں لوگوں نے کہا آپ یہ لکڑیاں لے جائیں تو انہوں نے کہا کہ یہ بزرگ بہت سخت ہیں مجھ میں اتنی طاقت نہیں۔ وہ لکڑیاں عرصہ دراز تک مزار کے قریب ہی پڑی رہیں۔

آج تک دربار ہذا سے کسی نے بھی زبردستی کوئی لکڑی وغیرہ کاٹی تو اسے بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ دربار میں بہت رونق ہوتی ہے۔ بے شمار عقیدت مند قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ حسب معمول روزانہ اور بالخصوص جمعرات کو چراغاں ہوتا ہے اور سالانہ عرس مبارک 27 جون کو ہوتا ہے۔ جس میں نعت خوان اور علماء کرام تشریف لاتے ہیں۔ رات کو محفل سماع منعقد ہوتی ہے۔

marfat.com

جلالپور صوبتیاں میں
سید کبیر حسین شاہؒ المعروف کنواں والا کا مزار

اس خطہ میں جلال پور صوبتیاں سب سے قدیمی قصبہ ہے۔ جس کا ذکر راقم کی تحریر کردہ کتب " گجرات تصاویر کے آئینے میں " اور گجرات تاریخ کے آئینے میں " تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حضرت سید کبیر حسین شاہؒ کے بارے میں دربار کے متولی سائیں محمد شفیع نے بتایا کہ ان بزرگوں کو ظاہر ہوئے 500 سال کا عرصہ ہوا ہے۔ غوث پاک کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں۔ مزار بہت عالیشان تعمیر کیا گیا۔ اور چوبیس ڈاٹ نما دروازے ہیں جو چونا گچ نما گارے سے تعمیر کئے گئے ہیں۔ مزار پر بند بھی ہے۔ مزار کے جانب مشرق تقریباً 19 کنال رقبہ میں پانی کا بہت بڑا تالاب ہے۔ تالاب میں اترنے کے لئے تقریباً 12 سیڑھیاں ہیں۔ اسی تالاب کے مشرقی کنارے پر گرو گورکھ ناتھ کے چیلوں کی مڑیاں ہیں جنہیں مقامی زبان میں جوگی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ گرو گورکھ ناتھ کے چیلے جب مرتے ہیں تو ان کی لاش کو پاؤں کے بل بٹھا کر اس کے چاروں طرف اینٹیں لگا دی جاتی ہیں۔ اسی

marfat.com

مڑھ کی مڑھیاں ٹلہ جوگیاں میں بھی موجود ہیں اور ایسے ہی تالاب وہاں بھی دیکھنے میں آتے ہیں ۔ قدیم زمانہ میں ٹلہ جوگیاں کی طرف جانے والے گروہ گورکھ ناتھ کے چیلے یہاں قیام کرتے تھے اور ٹلہ جوگیاں کی طرف منہ کر کے یہ لوگ عبادت کرتے ہیں ۔ چند مڑھیوں کے قریب ہی میش ناتھ کینتھ ناتھ جو بعد میں مسلمان ہوئے اور عبدالرحمن کے نام سے مشہور ہوئے ۔ ان کی قبر ہے ۔ قریب ہی مچ آتش کدہ ہے ۔ جہاں سارا سال آگ جلتی رہتی ہے ۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جو چھوٹی اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے ۔ دیوار تقریباً 5 فٹ چوڑی ہے ۔ یہ بہت خوبصورت انداز میں تعمیر ہے ۔ کمرے کے اندر راکھ کا ایک ڈھیر تھا ۔ سائیں محمد شفیع نے جب راکھ ٹٹولی تو اس میں سے آگ کے انگارے نکل آئے ۔ صحن میں ایک تنور بھی نصب ہے ۔ 19 ۔ 20 نومبر کو عرس ہوتا ہے اور دن رات لنگر پکتا رہتا ہے ۔

ایک بات اور مشہور ہے کہ حضرت کبیر الدین شاہدولہ دریائی جن کا مزار گجرات میں ہے ۔ یہاں سیر کے لئے آئے اور یہاں قیام کا ارادہ کیا ۔ شاہدولہ سرکار نے سید کبیر حسین شاہ کے روضے پر حاضری دی تو اشارہ ہوا اس جگہ آپ کا قیام نہیں ۔ چنانچہ حضرت شاہدولہ سرکار گجرات تشریف فرما ہوئے ۔ قیام پاکستان سے قبل تمام قومیں جلال پور صوبتیاں میں حضرت سید کبیر شاہ کے پاس آتی تھیں اور ان کو یہاں سے فیض حاصل ہوتا تھا ۔ محمد شفیع عرف باوا برکت علی نے مزار کے فرش کو از سر نو تعمیر کروایا ۔ اس نے بتایا کہ فرش تعمیر کرنے کے لئے اکھاڑا گیا تو نیچے سے بڑی بڑی اینٹیں ملیں ۔ ان اینٹوں پر اکبر کے دور کی چھوٹی چھوٹی اینٹیں بھی ملی تھیں ۔ وہ گورکھ ناتھ کے ماننے والوں کی عبادت گاہیں ٹلہ جوگیاں جانب مشرق ہندوستان تک ایک ہی لائن میں تھیں ۔ وقفہ وقفہ کے بعد ڈیرے آتے ۔ جہاں گروہ کے چیلے قیام کرتے ۔ سائیں شفیع نے بتایا کہ پیر غازی کے ٹبہ کے قریب بھی ان کے کسی گرو کی مڑھی بیان کی جاتی ہے ۔ قدیم دور میں جہاں بھی کسی عبادت گاہ کے آثار ملتے ہیں وہاں پانی کے آثار بھی پائے جاتے ہیں ۔ تحقیق طلب پہلو یہ ہے کہ تالاب کے مغرب کی جانب ایک درویش اور ولی اللہ کا مزار ہے ۔ جب کہ مشرق کی جانب گروہ گورکھ ناتھ کے چیلوں کی مڑھیاں ہیں ۔ قیام پاکستان سے قبل یہاں شیشم ، آم ، جامن ، کیکر کے بہت زیادہ درخت ہوا کرتے تھے ۔ اس علاقہ میں بیساکھی کا سب سے بڑا میلہ ہوتا ۔ جس میں دور دراز کے علاقوں سے ہندو ، مسلمان ، سکھ اس میلہ میں آتے ۔ کبڈی اور کشتیوں کے مقابلے ہوتے ۔ اس تالاب کے قریب ہی مائی جھوری کا ڈیرہ بھی ہے جو زندہ زمین میں سما گئی تھی ۔ مچ (آتش کدہ) جو چار پانچ سو سال قبل تعمیر کیا گیا تھا اپنی اصلی حالت میں ہے ۔ ساتھ ہی دو کمرے بھی ہیں جو غالباً گروؤں کے لئے بنائے گئے تھے ۔ مزار حضرت سید کبیر شاہ صاحب کے قریب جو سیڑھیاں تالاب میں اترتی ہیں ان سیڑھیوں پر چند لمے بیٹھنے سے عجیب سکون ملتا ہے ۔ پرندوں کی بولیاں مچھلیوں کا پانی میں تیرنا ۔ اس سب کو دیکھیں تو انسان اپنے اندر ایک عجیب کیفیت محسوس کرتا ہے ۔ سورج کی کرنیں جب پانی پر پڑتی ہیں تو خوبصورت سماں پیدا ہو جاتا ہے ۔

marfat.com

پیروشاہ قدیمی قصبہ

پیروشاہ کا مشہور قدیمی قصبہ گجرات سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ۔ چاروں جانب سے پرانی سڑکیں پیروشاہ کے قریب سے گزرتی ہیں گجرات ، دولت نگر ، کھاریاں ، لالہ موسیٰ ، کھوڑی لیانہ ، اجنالہ اعوان شریف ، کڑیانوالہ ، ٹانڈہ ۔ بہلول پور کے پتن کو جانے والی سڑکیں پیروشاہ کے قریب سے گزرتی ہیں ۔ پیروشاہ کا پرانہ قصبہ ایک ٹبہ پر ہے ۔ گاؤں کے مغرب کی جانب ایک ٹبہ ہے ۔ مغرب کی جانب تھوڑے سے فاصلے پر آبی گزرگاہ ہے ۔ جہاں سارا سال ٹھنڈا میٹھا پانی بہتا رہتا ہے ۔ چوہدری غضنفر علی نے بتایا کہ پیروشاہ سے دس بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر کشمیر کی سرحد کے ساتھ ساتھ دیوا وٹالہ کی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔ پہاڑی علاقہ میں جب راجپوت آباد تھے ۔ جو اکثر و بیشتر پنجاب ، گجرات کے علاقہ میں لوٹ مار کرتے ۔ قصبہ کے چوہدری پیرو خاں نے حفاظت کے لیے سید منور شاہ کو اس بستی میں آنے کی دعوت دی ۔ جو شاہ صاحب نے قبول کر لی ۔ اور پیروشاہ میں قیام پذیر ہوئے ۔ بستی کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی ۔ شمال کی جانب جب راجپوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے ۔ گاؤں چوروں ڈاکوؤں کی زد سے محفوظ ہو گیا ۔ سید منور شاہ کا مزار گاؤں پیروشاہ کے وسط میں ہے ۔ مزار کے قریب پیپل کا درخت ہے ۔ صاحب مزار کی ایک کرامت بہت مشہور ہے ۔ ایک دفعہ ایک ہندو نے درخت کا تنا کاٹ لیا اس بے ادبی کی سزا اسے ملی اور اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ۔ سید منور شاہ کے بارے میں ایک اور بات مشہور ہے کہ آپ کا سر پیروشاہ میں دفن اور دھڑ نافریاں کے قریب دفن ہے ۔ پیروشاہ نام کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ پیرو گجر اور منور شاہ میں بہت دوستی تھی لہذا دونوں کے نام سے قصبہ کا نام پیروشاہ رکھا گیا ۔ پیروشاہ کے مغرب کی جانب پیر گجا کا قدیمی مزار ہے ۔ زمین کو سیراب کرنے کے لیے کھال نکالی جا رہی تھی جس مقام پر آپ کا مزار ہے زمین کھودنے کی کوشش کی گئی ۔ تو زمین سے ناں ناں کی آواز آئی ۔ اس جگہ پر پیر گجا کا شاندار مزار تعمیر کر دیا گیا ۔ مزار پر سبز گنبد بھی ہے پیروشاہ کے بلند ٹبہ پر جو آجکل قبرستان ہے ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ ، پیالے ملتے ہیں ۔ قبرستان کے عین وسط میں ٹبہ پر پیر صاحب کا مزار ہے ۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے ۔ چار دیواری بھی ہے ۔ صوفی محمد اصغر معصومی جو خواجہ محمد معصومؒ آف موہری شریف کے حلقۂ ارادت میں شامل ہیں نے بزرگوں کی بہت کرامات بیان کیں صوفی محمد اصغر نے بتایا کہ ایک بزرگ خواب میں ملے اور کہا کہ قبرستان پیروشاہ میں بے ادبی نہ ہو یہاں اللہ کے نیک بندے دفن ہیں ۔ شاہ صاحبؒ کے مزار کے قریب پیپل کے بڑے بڑے درخت تھے ۔ ان درختوں کو کاٹنے والوں نے نقصان اٹھایا ۔ پیروشاہ میں سائیں رحمت کا مزار ہے جو اللہ کے نیک بندے اور درویش قسم کے آدمی تھے ۔ پیروشاہ میں مزار حضرت سید منور شاہ کے قریب جامع مسجد بھی ہے ۔ جو عالیشان خوبصورت

marfat.com

جدید انداز میں تعمیر کی گئی ہے۔ پیرو شاہ کے ٹبہ سے کھدائی کے دوران مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ، موتی، مٹی کے برتن ملتے ہیں۔ جو اس بات کے دائمی ہیں کہ ماضی میں یہاں کوئی قلعہ نما شہر آباد تھا۔ جس کے آثار کھدائی کے دوران ملتے ہیں۔

پیرو شاہ میں سید منور علیشاہ کا مزار

marfat.com

جوڑا کرنانہ ایک قدیمی قصبہ

****

جوڑا کرنانہ قومی شاہراہ جی ٹی روڈ کے مقام لالہ موسیٰ سے تقریباً 15 کلومیٹر مغرب کی جانب لالہ موسیٰ بھنگہ روڈ کے درمیان واقعہ ہے۔ افغانستان کابل کی جانب سے آنے والے حملہ آور اور تجارتی قافلے جو برصغیر کی جانب آتے رہے۔ مختلف لشکر اس قدیمی گزرگاہ سے گزرتے رہے۔ جوڑا ایک قدیمی شہر ہے۔ یہاں ماضی میں دو ٹبوں پر شہر آباد تھے۔ یہاں ہزاروں سالہ قدیمی اللہ کے نیک بندے کا مزار بھی ہے۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت حاوا نامؒ ہے۔ جن کا سلسلہ انبیاء کرام سے جا ملتا ہے۔ یہ شہر کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا۔ مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے دور میں یہ شہر ایک بار پھر آباد ہوا۔ انگریزوں نے منڈی بہاؤالدین، چیلیانوالہ اور کھیوڑہ سے نمک حاصل کرنے کے لئے ریلوے لائن کا نظام بچھایا۔ یہاں بھی ریلوے اسٹیشن قائم ہوا۔ انگریزوں نے اس خطہ میں نہروں کا نظام جاری کیا تو نہر اپر جہلم بھی جوڑا کے قریب سے گزرتی ہے۔ جوڑا میں چاروں طرف اولیاء کرام کے مزارات ہیں۔ یہاں بابا ولی شاہ عرف دلیل شاہ کا مزار ہے۔ یہ بزرگ آزاد کشمیر کے قصبہ مناور سے ہجرت کر کے یہاں رشد وہدایت کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضرت دلیل شاہ کا مزار گاؤں کے مغرب کی جانب قبرستان میں ہے۔ یہاں ہر سال میلہ بھی لگتا ہے۔ کان پیڑ کے مریضوں کو اس دربار سے شفا ملتی ہے۔ حضرت بابا دلیل شاہ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ جوڑا کے جنوب کی طرف شاہ تکیہ کے مقام پر میاں غلام نبی صاحب کا مزار ہے۔ جو علاقہ جہلم سے تشریف لائے تھے۔ آپ کا عرس 24 پھاگن کو منایا جاتا ہے۔ اس روز بہت بڑے میلہ کا سماں ہوتا ہے۔ ارادت مند دور دراز سے سفر کر کے یہاں حاضری دیتے ہیں۔ جوڑا کے وسط میں حافظ فقیراللہ کا مزار بھی ہے۔ آپ صاحب کرامت درویش ہو گزرے ہیں۔ مقامی روایت کے مطابق آپ جس دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دیوار کو چلنے کا اشارہ کیا تو وہ دیوار چل پڑی۔ حافظ صاحب نے اس دیوار پر سواری کی۔ جوڑا کے مشرق کی جانب حضرت پیر مانگے شاہ کا مزار ہے۔ حضرت دلیل شاہ کے قبرستان میں 9 گز لمبا مزار بھی ہے۔ جوڑا کے شمال کی جانب نہر سے مشرق کی طرف بابا پیر جند کا مزار مبارک ہے۔ جوڑا کے مشرق کی جانب میانہ چک ہمرو کا مشترکہ قبرستان ہے۔ یہاں بھی بابا عبدالخالق جو صاحب کرامت صوفی درویش ہو گزرے ہیں جوڑا میں ایک نہایت پرانا آریہ سکول بھی ہے۔ ایک اور روایت مشہور ہے کہ ایک بار سکھوں نے جوڑا پر حملہ کر دیا کسی شخص نے بابا دلیل شاہ کے کان میں جا کر بات کی کہ گاؤں پر حملہ ہو گیا ہے۔ بابا جی کے پاس پتھر کی دوری پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اس دوری کو الٹا دیا اور کہا کہ یہ گاؤں کی حفاظت کیلئے کافی ہے۔ مقامی روایت کے مطابق جوڑا گاؤں بابا جی کی دعاؤں کی وجہ سے محفوظ رہا۔ جوڑا میں ہندوؤں کی بنائی ہوئی قدیمی عمارتیں بھی ہیں۔

marfat.com

رانا محمد افضل نے جوڑا گاؤں کے بارے میں تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ قصبہ ہزاروں سالہ قدیمی گزرگاہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت بہت زیادہ رہی۔ یہاں تجارتی قافلے پڑاؤ کرتے۔ سابق ممبر ضلع کونسل مہر ناصر محمود نے بتایا کہ جوڑا کے قریب سکھ چین کا ٹبہ اور سیکروالی کا ٹبہ چلوڑی کے قریب بلند و بالا ہے اس بات کے دلیل ہیں کہ جوڑا کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ اب بھی جوڑا کے ارد گرد لاتعداد دیہات کے افراد خرید و فروخت کے لئے جوڑا میں آتے ہیں۔ ان کے والد سابق چیئرمین مہر غلام احمد نے دیہی مرکز صحت سکول اور دیگر منصوبوں کے لئے تین ایکڑ زمین دی۔ جس کی مالیت چھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ لڑکوں کے ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر علی حسن نے بتایا کہ سکول میں تقریباً چھ سو طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹریس پروین افضل رانا کی اطلاع کے مطابق 350 طالبات سکول میں زیر تعلیم ہیں۔ دینی تعلیم کے لئے جامع سروریہ غوثیہ کی درسگاہ قائم ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے [illegible] یہ دینی کام کر رہی ہے۔ گاؤں میں تقریباً 15 کے قریب مساجد ہیں۔ مرکزی جامع مسجد کے خطیب صاحبزادہ علامہ داؤد انجم ہیں۔ جو بھیرہ سے تعلیم یافتہ ہیں۔

اس قدیمی گزرگاہ کے پاس کئی تباہ شدہ بستیوں کے آثار بھی ملتے ہیں۔ یہ قدیمی گزرگاہ ڈنگہ سے نکل کر جوڑا سے ہوتی ہوئی لالہ موسیٰ خواص پور کو کراس کرتی ہوئی دولت نگر، عالم گڑھ، جلالپور کے قریب دریائے چناب میں اختتام پذیر ہوتی ہے۔ دریائے چناب کو کشتیوں کے ذریعے عبور کر کے سیالکوٹ کے راستے ہندوستان کی طرف روانہ ہوتے تھے۔

marfat.com

گجرات کے قریب قدیمی قصبہ باہووال

گجرات سے ۸۰۷ کلو میٹر کے فاصلے پر اعوان شریف، فتح پور روڈ کے کنارے مشہور قدیمی قصبہ باہووال ہے۔ باہووال اس لئے قدیمی قصبہ ہے کہ یہاں ہندوؤں کا ایک مندر ہے۔ جس کے بارے میں قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ مغلوں کے دور کا ہے۔ یہ مندر تین طرف سے بند ہے۔ مشرق کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ ہندوؤں کے جتنے بھی مندر دیکھنے میں آئے ہیں ان کے دروازے مشرق ہی کی جانب ہیں۔ یعنی جس طرف سے سورج نکلتا ہے۔ ہندو قدیم دور میں سورج کی پوجا کیا کرتے تھے۔ مندر کے قریب ہی سکھوں کا گردوارہ بھی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل یہاں بیساکھی کا بہت بڑا میلہ لگتا تھا۔ مندر کے قریب جوڑ کا میلہ لگتا تھا۔ جو تین دن رہتا تھا۔ میلہ میں کشتیاں، کبڈی وغیرہ کیلئے ہندو، مسلمان سکھ شامل ہوتے۔ اس میلہ میں لوگ ضروریات زندگی کی اشیاء سال بھر کے لئے خرید لیتے تھے۔ باوا عرف باؤ جس کے نام پر یہ گاؤں ہے اس کا مکان دیکھنے کے قابل تھا۔ باہووال میں ہندوؤں کے دور میں ایک باغ ہوا کرتا تھا۔ جس کا نام ونشان تک مٹ چکا ہے۔ باہووال کے باوا کا نام باوا بجھتر سنگھ تھا۔ ایک اور روایت کے مطابق اس پرانی عمارت میں باوا لال سنگھ کی راکھ دفن ہے۔ یہاں مسلمانوں کے چند گھر تھے۔ موجودہ آبادی باہر سے آئی ہوئی ہے۔ دیوا کے سکھ یہاں لوٹ مار کرتے تھے۔ مسلمانوں نے اپنے دفاع کے لئے سکھوں کو لا کر یہاں آباد کیا۔ یہ سکھ امرتسر سے آئے تھے۔ پہلے مسلمان کا نام بابا اللہ دین تھا۔ باہووال میں ایک بزرگ درویش کا مزار ہے جو پیر خانہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ چھت اور گنبد بھی ہے۔ صاحب مزار کرامت والے بیان کئے جاتے ہیں۔ اہل دیہہ عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں۔

marfat.com

شادی وال ایک قدیمی قصبہ

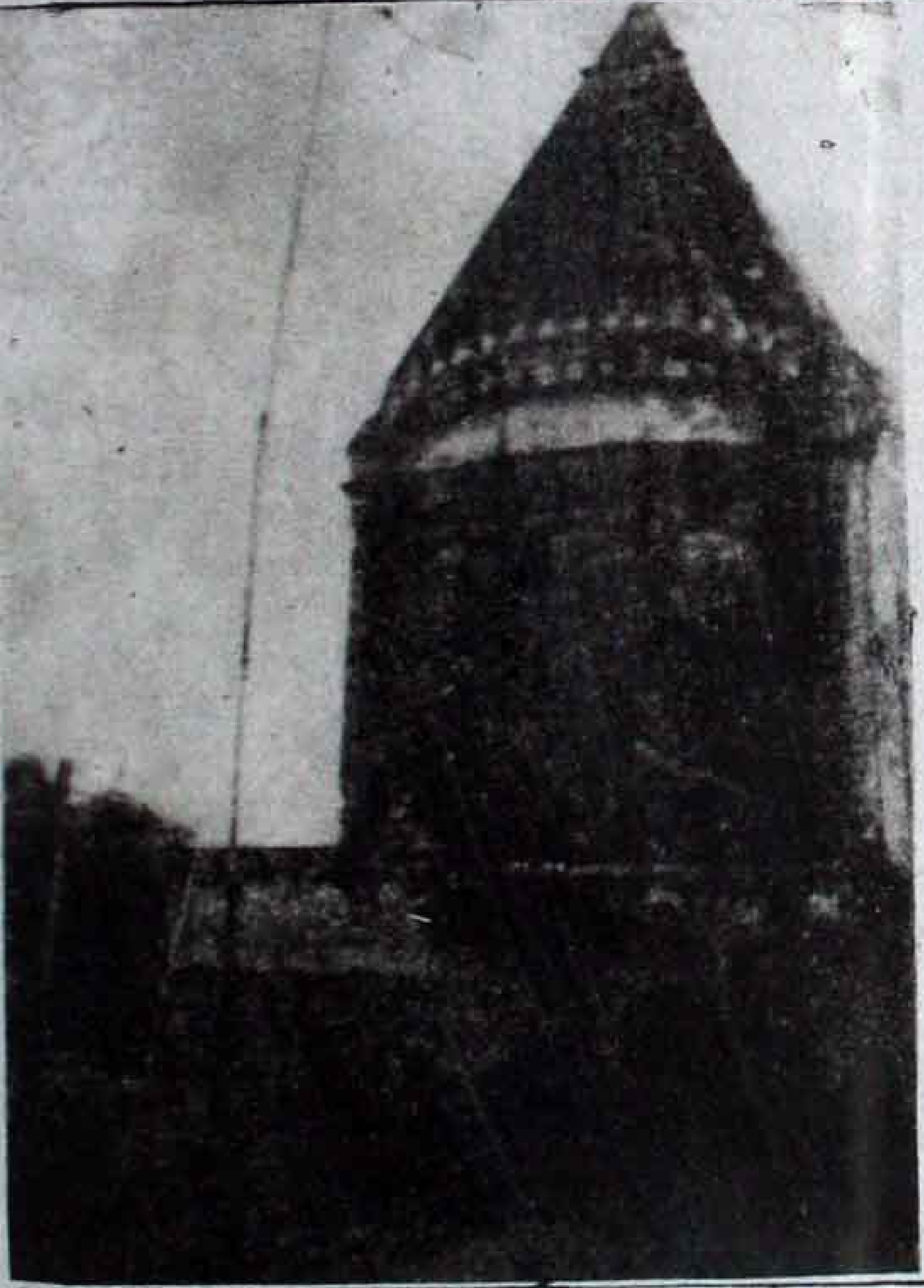

گجرات کے قریب شادی وال ایک بہت قدیمی قصبہ ہے ماضی میں کنجاہ کی جانب سے آنے والی سڑک جو وزیر آباد کی طرف جاتی تھی شادیوال کے قریب سے گزرتی تھی قیام پاکستان سے پہلے شادیوال میں زیادہ تر ہندو آباد تھے شادی وال کے وسط میں ہندووں کا ایک مندر ہے اور اس مندر کے قریب ہندووں کا ایک شادی گھر بھی تھا۔ جہاں شادی کے وقت عورت اور مرد کو ایک بندھن میں باندھ دیا جاتا۔ قیام پاکستان سے قبل شادی وال کا اچار دور دور تک مشہور تھا مٹی کے برتن تیار کرنے والے بیشتر گھرانے شادی وال میں آباد ہیں جو کنال جتوریں گھڑے ومرتبان، صراحیاں، ہانڈیاں وغیرہ پکا کر تیار کرتے تھے ان میں چند گھرانے اب بھی یہ کام کرتے ہیں شادیوال کو چار ونڈوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان کے نام چوڑ کے ونڈ، خان کے ونڈ، محمد کے ونڈ، اجھر کے ونڈ ہے شادی وال میں کئی اولیائے کرام کے آستانے بھی ہیں ہندووں کا یہ مندر شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے اعلیٰ قسم کا نقش ونگار اور اکبر کے دور کی چھوٹی چھوٹی اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے، منبو کے زیریں حصہ میں سنگ مرمر کا پتھر استعمال کیا گیا ہے۔

marfat.com

ساروکی میں حضرت شاہ موسیٰ ولیؒ کا مزار

گجرات کی علمی ادبی شخصیت غفور اسلم کا تعلق ساروکی کے نزدیک مشہور قصبہ شیخ قریشیاں سے ہے میں نے ان کے ہمراہ بابا نوگزہ بادشاہ پر حاضری دی۔ ساروکی میں حضرت شاہ موسیٰ ولی کے مزار پر حاضری کے لئے ناصر محمود نے پہلے ہی دعوت دے رکھی تھی۔ حضرت شاہ موسیٰ ولی کا مزار ساروکی کے قبرستان میں ہے۔ مقامی روایات کے مطابق کسی زمانہ میں ساروکی کے قریب ایک آبی گزرگاہ تھی۔ حضرت شاہ موسیٰ ولی کا صندوق اس نالہ میں بہتا ہوا آیا اور ساروکی کے قریب آکر رک گیا۔ اہل دیہہ نے اس صندوق کو اٹھا کر ساروکی میں دفن کر دیا۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ گنبد بھی ہے۔ کسی زمانے میں یہاں بہت بڑا میلہ لگتا تھا۔ مزار حضرت شاہ موسیٰ ولی کے ارد گرد چمڑہ سازی کی دوکانیں ہیں۔ حضرت شاہ موسیٰ ولی کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ مقامی آبادی پوری عقیدت اور احترام سے حاضری دیتی ہے۔ حضرت شاہ موسیٰ ولی کے مزار کے قریب کسی اور بزرگ کا مزار بھی ہے۔

marfat.com

کھاریاں شہر میں باؤلی کے قریب شوق شاہ ولیؒ کا مزار

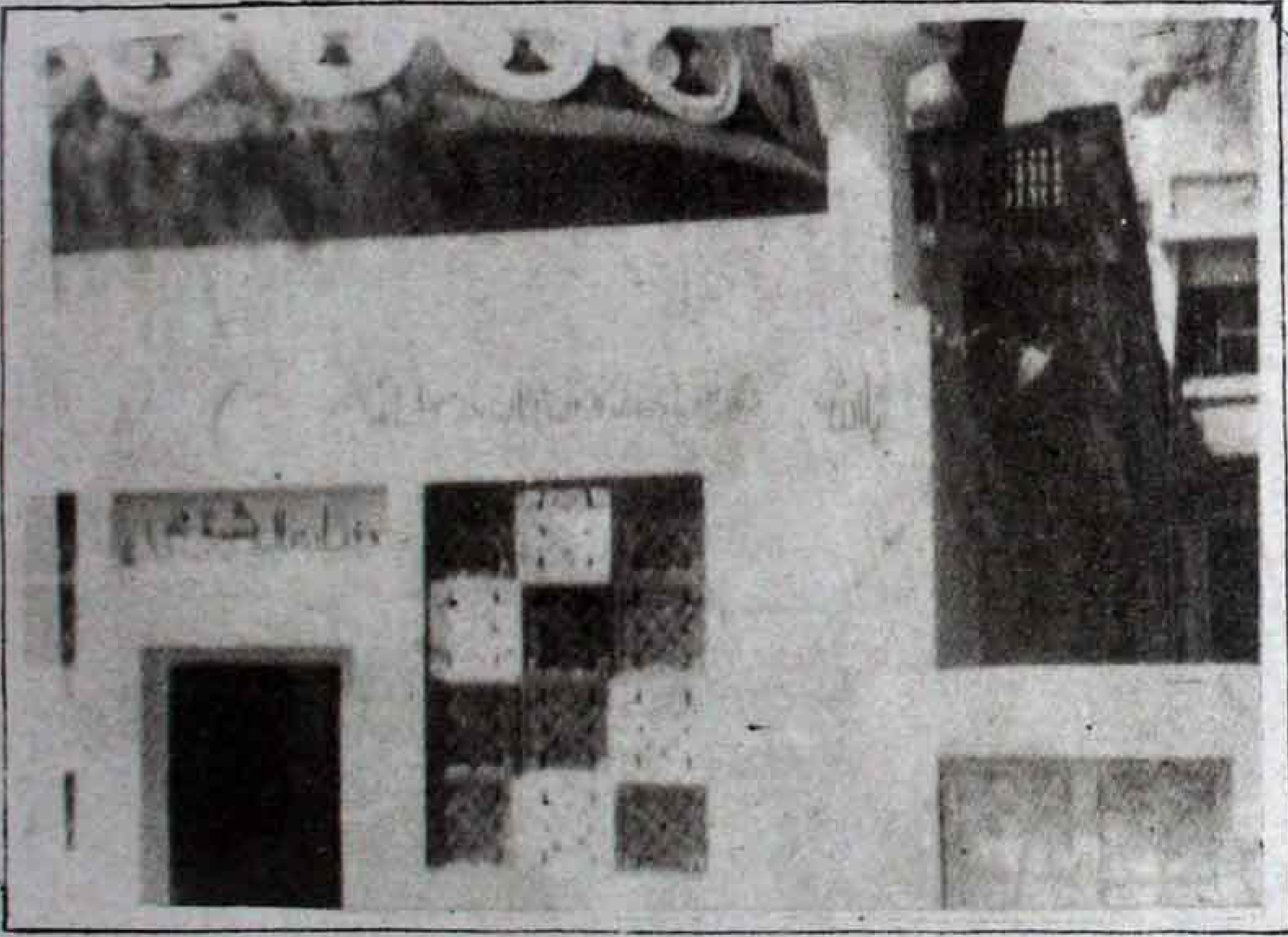

کھاریاں شہر کے وسط میں قدیمی گزرگاہ جو گلیانہ کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک کے قریب ایک محلہ میں مغل شہنشاہ اکبر کے دور کی تعمیر کردہ باؤلی ہے۔ یہ باؤلی کس طرح تعمیر ہوئی اس کا ذکر راقم کی تحریر کردہ کتاب "گجرات تاریخ کے آئینے میں" آچکا ہے۔ مزار کے جانب شمال ایک درویش حضرت شوق شاہ ولی کا مزار ہے۔ آپ بہت بڑے درویش، ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اور سبز گنبد بھی ہے۔ آج سے کئی سو سال پہلے آبادی کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ ایک قدیمی گزرگاہ تھی جس کے قریب باؤلی تعمیر کی گئی تھی۔ اس باؤلی کے قریب ہی اس بزرگ کا مزار ہے۔ مزار کے دروازے پر حضرت شوق شاہ ولیؒ نام تحریر ہے۔

===

گجرات کے قریب جوڑا جلالپور میں

سید بابا قادر شاہ کا مزار

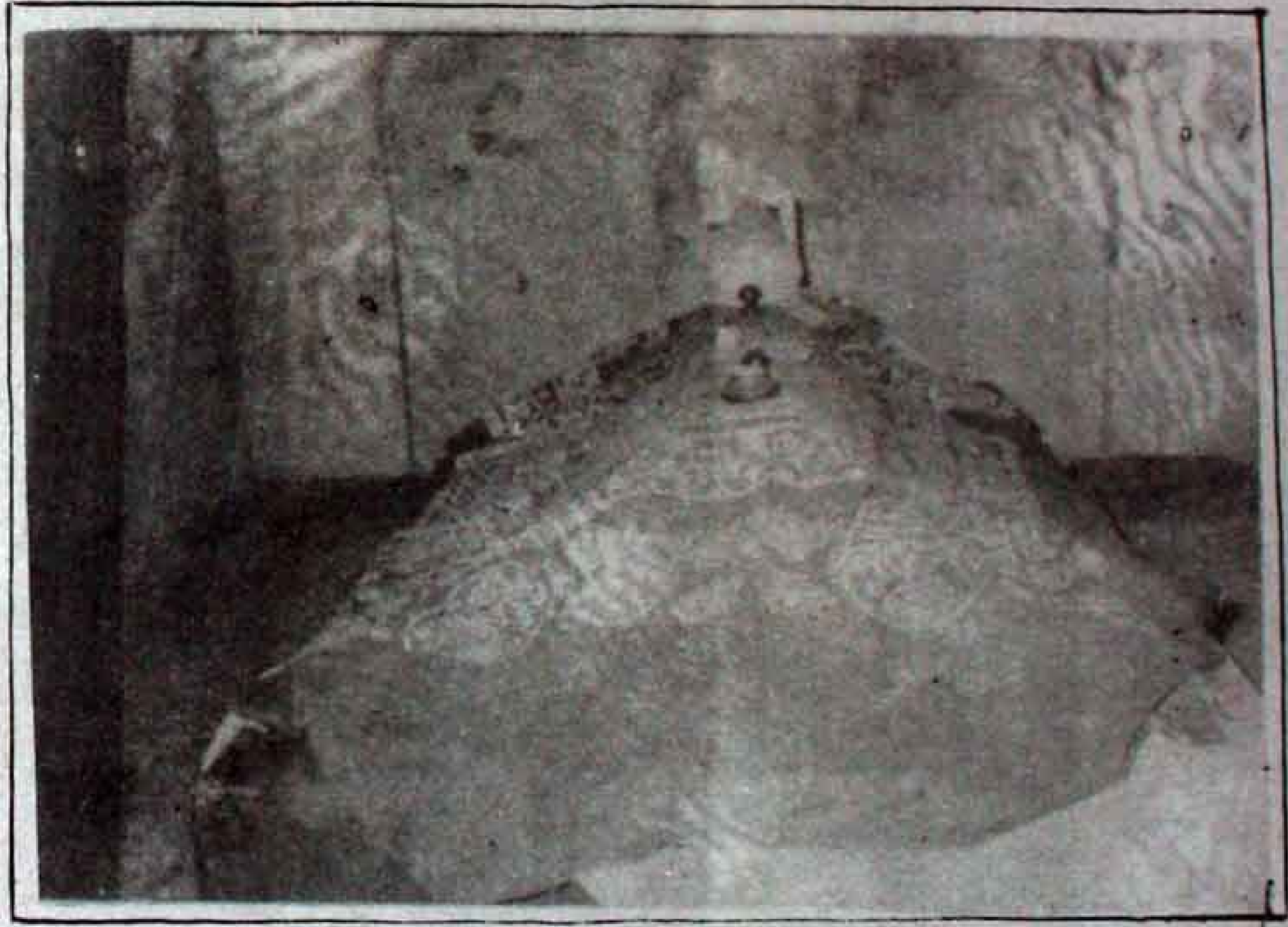

بھمبر کے قریب سے ایک سڑک ملھو کھوکھر سے ہوتی ہوئی جوڑا جلالپور کی طرف جاتی ہے ملھو کھوکھر کے قریب ہی ایک ٹبہ پر تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں اس ٹبہ کے قریب ہی نو گز لمبا مزار ہیں۔ جہاں گجرات کے اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ۔ قریب ہی مشہور بستی جوڑا جلالپور ہے ۔ یہاں گاؤں کے وسط میں حضرت سید بابا قادر شاہؒ کا مزار ہے ۔ بابا قادر شاہؒ درویش مجذوب تارک و دنیا تھے ۔ آپ کی کئی کرامات ہیں آپ ؒ فوت ہوئے سو سال کا عرصہ ہو گیا ہے ۔ بابا قادر شاہؒ صاحب کے مزار کے جانب مائی کرم بی بی کا مزار ہے ۔ ۱۸۶۴ء میں ان کا وصول ہوا ۔ جوڑا جلالپور کے قریب آبی بزرہ کے کنارے بابا پیر کجا کا مزار ہے ۔ جن کی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں ۔ ایک بار نالہ میں ایسی طغیانی آئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی تھا ۔ لیکن آپ کا مزار محفوظ رہا ۔ ملک پورہ چابڑہ آدھی سیدھری میں پانی کڑوا ہے لیکن بزرگوں کی دعاؤں سے یہاں کا پانی میٹھا ہے

--

marfat.com

شادیوال میں حضرت محبوب شاہ المعروف محبوب عالم شاہ کا مزار

شادیوال کے بازار سے گزرتے ہوئے چھوٹی اینٹوں سے تعمیر شدہ مکان پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصبہ بہت قدیم ہے۔ شہر کے وسط میں مسجد میاں راجہ میں سید محبوب عالم شاہ ان کے بیٹے سید اکبر شاہ اور حسین بی بی کے مزار ہیں۔ یہ مسجد پہلے سادات کی مسجد مشہور تھی لیکن اب اسے مسجد میاں راجہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مسجد کے ایک کونہ میں یہ تینوں مزار ہیں جو اللہ کے نیک بندے ہو گزرے ہیں۔ سید محبوب شاہ کے دوسرے بیٹے سید جھلے شاہ کا مزار خوینین غربی میں ہے ان کے تیسرے بیٹے امام شاہ جو شادی وال کے بڑے والے قبرستان میں دفن ہیں ان کے بیٹے سید امیر علی شاہ کا مزار شادی وال میں ہے مزار پر گنبد بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ امیر علی شاہ کے بیٹے سید فقیر شاہ کا مزار بھی ان کے قدموں میں ہے۔ یہ مزار زیر تعمیر ہے۔ سید فقیر شاہ مزار ان کے بیٹے سید آصف علی شاہ جو آستانہ کے سجادہ نشین ہیں یہ مزار تعمیر کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ کے شہہ زور مردان شاہ جوانی میں ساڑھے چھ من وزنی پتھر اٹھا لیتے تھے۔

کنجاہ کے قریب مشہور قصبہ خوینین ہے جہاں حضرت سید جھلے شاہ کا مزار ہے۔ اس گاؤں میں طاعون کی بیماری پھیلی تو اہل دیہہ حضرت محبوب شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اپنا آدمی ہمارے ساتھ بھیجیں تاکہ ان کی دعا سے اس وباء سے نجات مل سکے۔ چنانچہ سید جھلے شاہ کی دعاؤں سے اہل دیہہ کو اس بیماری سے نجات مل گئی۔ جب آپ واپس شادی وال آنے لگے تو اہل دیہہ نے عرض کی آپ ادھر ہی رہیں چونکہ آپ کے بزرگ اسلام کی تبلیغ کیلئے اس علاقہ میں آئے تھے لہذا آپ بھی دین کی تبلیغ کے لئے خوینین میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے۔ مخلوق خدا کی خدمت میں مگن رہے آپ نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں۔ شادی وال میں ایک تھڑا ایسا بھی ہے۔ یہاں ایک تھڑا کے ارد گرد لوہے کا جنگلہ نصب کر رکھا ہے اس تھڑا پر حضرت سید جھلے شاہ جن کا مزار کنجاہری میں ہے ان سے یہ بات منسوب ہے کہ کہتے تھے کہ اس تھڑا پر حقہ تیار کر کے رکھ دینا اگر حقہ سے کش لگانے پر آواز گڑ گڑ آئے تو سمجھ لینا کہ جھلے شاہ ادھر ہی ہے اگر آوازیں نہ آئیں تو سمجھ لینا کہ جھلے شاہ نہیں ہے۔ چنانچہ اکثر ایسا ہی ہوا کئی لوگوں نے حقہ کی آگ دیکھی جو صحیح سلامت ہوتی تمباکو کی راکھ ملتی۔

سید جھلے شاہ جموں سے آئے تھے وہاں سے مرشد نے حکم دیا پنجاب کے ضلع گجرات میں دین کی تبلیغ کرو اور مخلوق خدا کی خدمت کرو حضرت جھلے شاہ کے بدن پر تقریباً سوا من لوہے کی زنجیریں ہوتی تھیں سوا من لوہا پہن کر چلہ کشی کی اور عرصہ تک لوہا پہن رکھا۔ آپ بری امام سے روحانی طور پر بھی فیض یافتہ تھے۔ ایک بار سید امیر شاہ بیلوں کے ہمراہ زمین کاشت کر رہے تھے زیر کاشت زمین میں دو درویشوں کا ملاپ ہوا جھلے شاہ نے امیر شاہ سے کہا روٹی کیلئے بیلوں کو ہل کے آگے جوت رکھا ہے انہیں آزاد کر دو۔ امیر شاہ نے بیلوں کو آزاد کر دیا۔ ہل پنجالی پھینک کر گھر آ گئے۔ گھر آ کر جائے نماز پر بیٹھ گئے۔ قریب ہی جھلے شاہ بھی چٹائی پر بیٹھ گئے۔ جھلے شاہ نے چٹائی کا ایک کونا اٹھایا۔ امیر شاہ سے کہا دنیا کا مال چاہتے ہو تو وہ میرے قدموں میں ہے۔ جب مصلہ اٹھایا تو نیچے دولت پڑی تھی۔ یہ تمام دولت اٹھا لو۔ یا پھر صبر کا پیمانہ پی لو۔ سید امیر شاہ نے صبر کا دامن تھام لیا۔ جھلے شاہ کا یہ فرمان پورا ہوا کہ مخلوق اللہ بھی تمہارے سے فیض حاصل کریں گے۔ سید آصف حسین شاہ کے مطابق کنجاہ میں ایک ہندو جادو کے زور پر

marfat.com

انوں کو گمراہ کرتا رہتا۔ جھلے شاہ نے کجابڑی کے نب پر ڈیرہ جمایا ہوا تھا جو لفظ منہ سے نکالتے پورا ہو جاتا۔ آپ کی ... ت کا
علاقہ میں پھیلنے لگا۔ مخلوق خدا حاضر خدمت ہوتی دینی دنیاوی مرادوں سے دامن بھر کر لے جاتے۔ ایک عورت نے منت
جب مراد پوری ہوئی تو وہ نیاز لے کر جھلے شاہ کے حضور روانہ ہوئی۔ جب وہ عورت ہندو جادوگر کے گھر کے قریب سے گزری تو
نے نیاز طلب کی عورت نے کہا یہ نیاز جھلے شاہ کے حضور پیش کرنی ہے ہندو جادوگر نے اسے اپنی طرف قائل کرنے کی کوشش
... کی اثناء میں حضرت جھلے شاہ کی کھڑائیں (لکڑی کی جوتی) ہندو کے سر پر آ لگی۔ وہ جادوگر سید جھلے شاہ کے قدموں میں
ور معافی مانگی۔ آپ نے کہا کلمہ پڑھ لے اس میں تیری بہتری ہے چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ سید جھلے شاہ کا مزار ... ب
قریب ہے مزار پر گنبد بھی ہے۔ سید محبوب عالم شاہ نے ... کتابیں لکھیں ان میں تین تصوف پر ہیں چار کتابیں مسائل ...
م کی کرامات کے بارے میں ہیں۔ جو فارسی زبان میں ہیں۔ خوشخط اعلیٰ نفاست سے تحریر کی گئی ہیں۔ ان کا اردو میں ترجمہ کیا جا
ہے۔ یہ قلمی نسخہ آنے والی نسلوں کے لئے قیمتی اثاثہ ہیں۔ ایک درویش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں اس دور میں نایاب ترین
ان ہیں۔ کجابڑی میں حضرت جھلے شاہ کے روضہ کی دیکھ بھال سید آصف علی شاہ سجادہ نشین شاہی والی کرتے ہیں

بشکریہ ماہنامہ بدلتے موسم

marfat.com

درویش کامل سید فقیر حسین شاہؒ

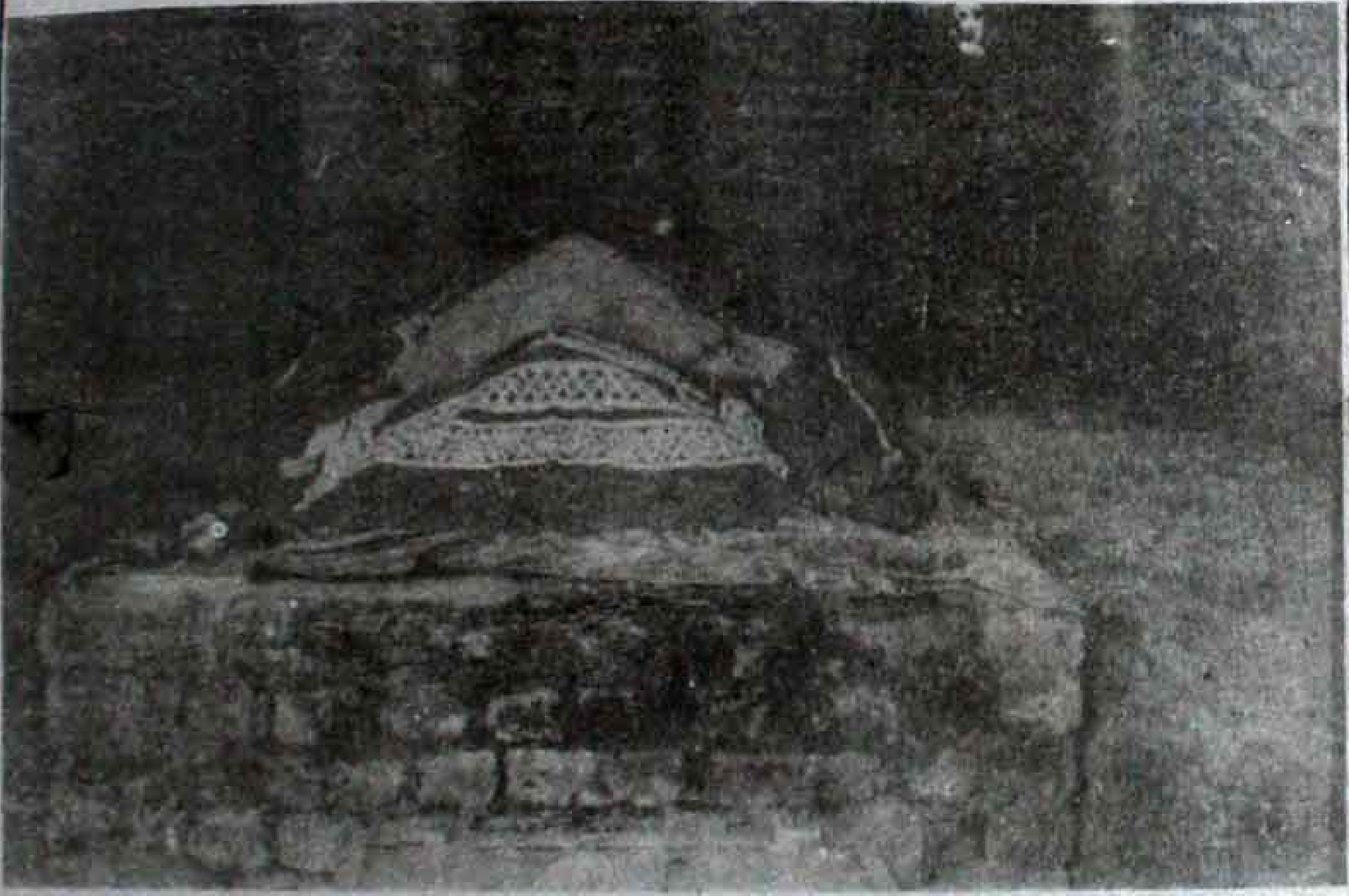

حضرت پیر سید فقیر علی حسین شاہؒ جن کا مزار پر انوار گجرات کے ایک قصبہ شادیوال شریف میں واقع ہے۔ آپ کے اجداد ایران کے شہر مشہد کے باشندے تھے۔ جن کا تعلق کاظمی سادات سے تھا۔ یہ سید گھرانہ تبلیغ اسلام کی خاطر ایران سے ہجرت کر کے دور مغلیہ میں ہندوستان میں تشریف لائے۔ اور قلع رہتاس ضلع جہلم رہائش پذیر ہوئے۔ اس زمانے میں گجرات کے ایک قصبہ شادیوال میں ایک خطرناک اور جان لیوا بیماری کا حملہ تھا۔ جس کے باعث بہت سے انسان دن بدن ہلاک ہو رہے تھے۔ اس بیماری سے گھبرا کر گاؤں کے لوگ سید خاندان کے بزرگ کے پاس قلعہ رہتاس میں پہنچے اور اپنا احوال بیان کیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا میرے بیٹے محبوب عالم شاہؒ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ جنہوں نے شادیوال آ کر لوگوں کیلئے دعا فرمائی اور لوگ اس بیماری سے تندرست ہو گئے۔ اس کرامت کو دیکھ کر بہت سے ہندو اور سکھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ محبوب عالم شاہؒ واپس قلعہ رہتاس جانے لگے تو عقیدت مندوں نے آپ

سے وہیں رہائش پذیر ہونے کی درخواست کی۔ والد محترم سے اجازت ملنے پر آپ وہیں رہ گئے۔ آپ کا مزار مبارک شادیوال کی جامع مسجد میں واقع ہے۔ جہاں سے مخلوق خدا آج بھی فیوض و برکات کی نعمت حاصل کرتی ہے۔

سید محبوب عالم شاہؒ کے بعد ان کے بیٹے سید امیر علی شاہؒ باپ کی روحانی وراثت کے امین ہوئے۔ سید امیر علی حسین شاہؒ صاحب کرامات و عالی مقامات ظاہری و باطنی علم میں یگانہ روزگار تھے۔ دوران چلہ آپ کی غذا ایک چھٹانک سرخ مرچ رگڑی ہوئی ایک روٹی اور ایک لسی کا گلاس تھا۔ دوسرا چلہ عرصہ پانچ سال کا تھا۔ جس کے بعد چھ سال آپ

marfat.com

نے مختلف اولیاء اللہ کی زیارت اور خدمت میں گزارے آپ نے روحانی فیض اس وقت کے ایک بزرگ پیر بیجے شاہ سے حاصل کیا۔ جو حضرت بری امام کے خلفاء میں سے تھے۔ سید امیر علی حسین شاہ کی مشہور کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بے اولاد عورت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور ان سے درخواست کی کہ اولاد کیلئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی اور یہ پیش گوئی بھی کی کہ بیٹا ہوگا۔ اور ایسی شکل وصورت کا ہوگا۔ رحمت خداوندی سے اس عورت کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ جو شاہ صاحب کی بتائی ہوئی صورت کا تھا۔ دوسرا واقعہ اس طرح مذکور ہے آپ کا ایک مرید جو ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ وہ ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا اس کا ایک بھائی فوج میں ملازم تھا مصر کے میدان جنگ میں جاں بحق ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ مسند سے اٹھے اور اس مرید کے گھر روانہ ہوئے۔ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ وہ صحیح صلامت ہے۔ اور اس وقت اپنی خچر کو پانی پلا رہا ہے۔ یہ باتیں سن کر لوگ حیران ہوئے آپ نے فرمایا۔ وقت دن سال اور مہینہ نوٹ کرلو۔ جب کچھ عرصہ بعد وہ آدمی زندہ سلامت اپنے گھر پہنچا تو اس نے بتایا کہ صحرا میں اپنے خچر کو پانی پلا رہا تھا۔ کہ خود سید امیر علی حسین شاہ صاحب نے مجھے جلد گھر پہنچنے کی تلقین کی تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ یہ وہی وقت تھا جب شاہ صاحب نے پیش گوئی کی تھی۔ یہ معجزہ دیکھ کر بہت سے غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سید امیر علی حسین شاہ کے دو بیٹے تھے۔ سید فقیر حسین شاہ اور سید مردان علی شاہ نے واصل حق ہونے سے پہلے اپنے بڑے بیٹے سید فقیر حسین شاہ کو اپنی گدی کا وارث قرار دیا۔ فقیر حسین شاہ اس وقت زیر تعلیم تھے۔ آپ نے کیراں والے کے درس میں حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی اور قرآن پاک حفظ کیا۔ حصول تعلیم کے بعد فقیر حسین شاہ شادیوال واپس تشریف لائے آپ نے پہلا چلہ جو کیا وہ اکتالیس دن کا تھا۔ جس کے دوران باوضو رہ کر روزانہ ایک جو اور ایک گھونٹ پانی غذا تھی۔ جب چلہ پورا کیا تو شاہ صاحب جسمانی طور پر اتنے کمزور ہو چکے تھے آپ کو روئی میں لپیٹ کر لے جایا گیا۔ تقریباً چھتیس برس شب و روز خالق حقیقی کی بارگاہ میں عبادت کرتے ہوئے گزارے۔ یو پی سی پی کا سفر کیا دہلی گئے اجمیر شریف گئے حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر حاضری دی۔ وہاں مراقبہ کیا تو آواز آئی فقیر حسین تمہارے لئے فیض کا سرچشمہ تمہارے اپنے گھر میں موجود ہے۔ ادھر ادھر مارے مارے کیوں پھرتے ہو۔ اس کے بعد شاہ صاحب واپس شادیوال آگئے۔ اور ذکر وفکر الٰہی میں مشغول ہوگئے رات کے ایک بجے تک ساڑھے سات پارے قرآن مجید کے تلاوت فرماتے زندگی بھر یہی آپ کا معمول رہا۔ آپ کے مذکور معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ جلالپور جٹاں میں ایک شخص نے کسی کی بھینس چوری کرلی۔ لیکن وہ یہ چوری تسلیم نہیں کرتا تھا۔ جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو کہنے لگا کہ میں تمہارے پیر کے بازو کو ہاتھ لگا کر قسم کھاتا ہوں کہ میں نے چوری نہیں کی۔ شاہ صاحب نے تین مرتبہ اسے منع فرمایا لیکن وہ بضد رہا۔ اور قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ اگر میں چور ہوں تو میرا اکلوتا بیٹا دیکھتے لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اس وقت اس کا بیٹا مر گیا۔ بعد میں وہ بہت رویا چلایا کہ میری جھوٹی قسم کے باعث میرا بیٹا مر گیا ہے۔ دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ جلالپور سوبتیاں سے ملحقہ ٹبہ گاؤں گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کا خدمتگار عطاء محمد بھی تھا۔ راستے میں ایک بیمار چارپائی پر پڑا دیکھا۔ جو چلنے پھرنے سے معذور تھا۔ شاہ صاحب نے

marfat.com

بیمار سے دریافت کیا۔ کہ علاج وغیرہ کروایا، یا نہیں کہنے لگا۔ نہ کوئی حکیم ہے نہ کوئی اللہ والا سب مر گئے ہیں آپ نے فرمایا نہیں ابھی ہیں۔ آپ نے دم کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ مریض اس وقت تندرست ہو گیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اولاد سمیت مرید ہو گیا۔ پیر سید فقیر حسین شاہ سلطان طریقت، دنیائے علم و عرفان کے پیشو میدان تصوف کے شہسوار، عشق و زہد میں بے نظیر، ریاضت و مجاہدہ میں بے مثل، آپ کا مزار پر انوار شادیوال میں اپنے والد پیر امیر علی شاہ کے مزار کے ساتھ ہی واقع ہے۔ اور مرجع خالق ہے۔ پیر سید امیر علی حسین شاہ اور پیر سید فقیر حسین شاہ کا عرس ہر سال بتاریخ 13-14-15 ربیع الاول بمطابق 21-22-23 اگست شادیوال شریف میں ہوتا ہے۔ حمد و نعت کی محافل، محفل سماع کا انعقاد ہوتا ہے۔ لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ مخلوق خدا اور طالبان علم و عرفان دور دراز سے جوق در جوق عرس مبارک میں شرکت کیلئے آتے ہیں۔ اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

marfat.com

ٹبہ بوٹے شاہ میں مجذوب بوٹے شاہ بخاری پاکھڑی کا مزار

گجرات اور لالہ موسیٰ کے درمیان جی ٹی روڈ سے دو میل شمال کی طرف ایک گاؤں بوٹے شاہ کے نام سے آباد ہے۔ اسے ٹبہ بوٹے شاہ کہتے ہیں۔ اور کاغذات مال میں سیدھری کا حصہ ہے۔ سید طفیل حسین شاہ ایڈووکیٹ کے مطابق اس گاؤں کو سید فیض الحسن بخاری پاکھری نے آباد کیا تھا جو سید جلال الدین بخاری اوچ شریف کی اولاد سے ایک باشریعت ولی اللہ تھے۔ ان کے دادا سید رضا سیدھری میں رہائش پذیر تھے اور وہیں دفن ہوئے۔ بہت بڑے عالم اور ولی اللہ تھے۔ اس علاقہ میں آباد ہونے کے لئے بذریعہ کشف اپنے باپ سے اجازت لی اور پھر ساری عمر تبلیغ اسلام اور درس و تدریس میں گزار دی۔ یہ خاندان سیداں والی پیر بہادر شاہ سیالکوٹ سے ہجرت کر کے گجرات آئے اور اس میں کئی قابل ذکر ولی اللہ پیدا ہوئے۔ عبداللہ شاہ، ضامن شاہ بہت مشہور ہوئے اور موضع وکھے نزد حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں مدفون ہیں۔ ان کی کرامات سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

بہرحال جن کے نام پر گاؤں کا نام ٹبہ بوٹے شاہ ہو گیا وہ ایک مجذوب فقیر بوٹے شاہ اسی بخاری خاندان سے ہوئے ہیں۔ ان کا فیض عام تھا۔ سب لوگ سکھ، ہندو، عیسائی اور مسلمان مرید تھے۔ جو بھی حاجت لے کر آتا خالی نہیں جاتا تھا۔ جس درخت کے نیچے عبادت کرتے تھے وہ خشک تھا مگر اللہ کی قدرت سے ہرا ہو گیا۔ آپ کے ایک مرید قائم شاہ نے مختلف مواقع پر سات ظالموں کو قتل کیا مگر آپ کی دعا سے ہر دفعہ بری ہو جاتے تھے۔ سردیوں میں خود بھی اور اپنی بھینس کو بھی باہر کھلی جگہ پر رکھتے مگر گرمیوں میں اندر چلے جاتے۔ نہ سردی اثر کرتی اور نہ گرمی تنگ کرتی۔ اللہ کی راہ میں فنا ہو چکے تھے۔ ہر دعا قبول ہوتی تھی۔

آپ کے ہم عصر آپ کے خالہ زاد بھائی سید نظام علی شاہ عرف ضامن شاہ ایک باشریعت ولی اللہ تھے۔ بوٹے شاہ اکثر اپنے مریدوں کو ضامن شاہ کی طرف دعا کیلئے بھیج دیتے تاکہ وہیں کی بھی تسکین ہو۔ کھانا اکثر ضامن شاہ کے ہاں سے منگواتے۔ آج تک لوگ ان کی قبر سے کھیڑی لا کر گلے میں باندھتے ہیں اور بخار اتر جاتا ہے۔ آپ 1913ء میں فوت ہوئے مگر 1993ء میں بارشوں کی وجہ سے قبر بہت خراب ہو گئی۔ بزرگوں نے صلاح کر کے قبر کھول دی۔ جسد مبارک باہر نکالا گیا تو بالکل ثابت و سالم تھا۔ ایک بال بھی ریش مبارک کا خراب نہ ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا ابھی فوت ہوئے ہیں۔ دوبارہ جنازہ پڑھا کر قبر درست کر کے دفن کیا گیا۔ سارے علاقہ کے لوگوں نے زیارت کی۔

اس خاندان میں اور بھی کئی بزرگ درویش ہو گزرے ہیں۔ حال ہی میں جورے شاہ جن کا اصلی نام منظور حسین شاہ تھا فوت ہوئے ہیں۔ ان کے مرید لاہور، راولپنڈی، گجرات شہر سے آ کر ان کا عرس مناتے ہیں۔ بوٹے شاہ صاحب کا عرس ہر سال ہاڑ کی دوسری جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ بہت رونق ہوتی ہے۔ بازار لگ جاتے ہیں۔ کھیلیں ہوتی ہیں۔ پہلوان کشتیاں لڑتے ہیں۔ کبڈی ہوتی ہے۔ رات دن قوالی کی محفلیں جمی رہتی ہیں۔ مرید دور دور سے آ کر اپنا شوق پورا کرتے ہیں اور جھولیاں بھر بھر کر لے جاتے ہیں۔

marfat.com

فاروق طریقت حضرت مولانا سید محمد یوسف نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت فاروق طریقت 6 ذوالحجہ 1333ھ / 15 اکتوبر 1915ء جمعتہ المبارک کے دن نماز فجر کے وقت قصبہ مجیٹھہ ضلع امرتسر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش کی بشارت ان کے والد ماجد کو ان کے عظیم شیخ طریقت ابن الوقف حضرت خواجہ محمد مصطفی محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی سیدوی قدس سرہ (1850ء-1917ء) نے دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت فاروق طریقت کا نام محمد یوسف خود رکھا اور انہیں خود بتاشے کی گڑھتی دی جس کا ایک ریزہ نیچے گر پڑا اور اسے انکی آیا بے جس نے کھالیا اور بے ہوش ہوگئی۔ حضرت خواجہ صاحب سیدوی نے یہ منظر دیکھا تو ارشاد فرمایا بادشاہوں کے کھانے ہر ایک کو ہضم نہیں ہوتے۔ اور آپ کو ظرف عالی کا لقب دیا۔

حضرت فاروق طریقت نے مجیٹھ چرچ مشن ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد حضرت مولوی حمد اللہ صاحب سے عربی فارسی کی تعلیم پائی اور پھر والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ میں بیعت ہوئے تربیت انتہائی اور اجازت، خلافت سے نوازے گئے۔ یہ 1932ء-1933ء کی بات ہے۔ ازاں بعد والد گرامی اور شیخ طریقت نے ارشاد فرمایا۔

" دنیا پیروں کو نہیں دیکھ سکتی، خزانے مخفی ہی رہیں تو اچھے ہوتے ہیں لہذا درویشی کو عریاں کرنے کی بجائے پردہ اخفا میں رکھو اور رزق حلال کماؤ اور صدق مقال کو اپنا شعار بناؤ۔ ابھی ترویج طریقت کی اجازت نہیں وقت آئے گا تو یہ منصب بھی سپرد کر دیا جائے گا "

یہی وجہ تھی کہ حضرت فاروق طریقت نے عامیانہ طرز حیات میں اپنے آپ کو پوشیدہ کر لیا اور اکیس سالہ محکمہ زراعت میں بطور جونیئر کلرک و سینئر کلرک ملازمت اختیار کی۔ یہاں تک کہ آپ کے والد ماجد نے 1956ء میں ارشاد فرمایا۔

" اب ملازمت سے استعفی دے دو اور میرے پاس قیام کرو۔ میری عمر کے چار سال باقی ہیں۔ لہذا ضروری اور آخری اسباق مکمل کر کے میرے اہل سلسلہ کو سنبھالو "

چنانچہ حضرت فاروق طریقت گوجرانوالہ سے اپنی ملازمت ختم کر کے اور اپنا کاروبار اپنے بڑے بیٹے کو سپرد کر کے گجرات اپنے والد گرامی اور شیخ طریقت کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوگئے اور پھر نومبر 1961ء میں ان کے حسب الحکم ان کی وفات کے بعد ان کے سجادہ نشین بنے۔ اور اس مسند و ارشاد پر اپنی وفات 30 ذوالحجہ 1402ھ / 18 اکتوبر 1982ء تک متمکن رہے۔ تمام اہل سلسلہ کے لئے ایک تناور شجر سایہ دار بنے رہے اور اہل دل اور طالبان خدا کے لئے مرکز عقیدت و رہنمائی کا سامان رہے۔ بے شمار خلق خدا نے ان سے فیض پایا اور انہوں نے اپنوں اور غیروں کو ہر طرح سیراب کیا۔

marfat.com

بلاشبہ وہ نہ صرف یہ کہ خود ایک مرد کامل تھے بلکہ دوسروں کو درجہ تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے ۔ سلوک نقشبندیہ میں حقیقت محمدیہ ان کا گھر ہو گئی تھی ۔ اور تکوینی امور میں وہ اپنے والد ماجد قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ کے دست راست تھے اور امام یمین کے عہدہ پر فائز تھے ۔ جو ابدالوں کا سربراہ ہوتا ہے ۔

انہوں نے سنایا کہ اوائل میں ایک دفعہ وہ اپنے دادا پیر حضرت خواجہ صاحب سیدوی کے سالانہ عرس سے واپس ہو رہے تھے اور منڈی بہاؤالدین کے ریلوے سٹیشن پر پہنچے تھے کہ غلبہ فیضان نے بے قابو کر دیا ۔ چنانچہ ستر احوال کے لئے قریبی مسجد میں چلے گئے وہاں ان کے جسم کے جملہ اعضاء الگ الگ ہو گئے اور بہ آواز بلند ذکر کرنے لگے اور یہ کیف ان پر قریباً دو گھنٹے طاری رہا اور پھر ارشاد فرمایا ۔ یہ اوائل کی بات تھی اب تو سب کچھ ضبط ہو گیا ہے ۔ وہ اکثر حضرت مجدد الف ثانی کا قول دہرایا کرتے تھے کہ حسین بن منصور حلاج ایک بچہ تھا ۔ جس نے ایک قطرہ پی کر شور مچا دیا ۔ یہ مقام ان مردان کامل کا ہے جو سمندر پی جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں مارتے ۔ ان سے ان کی شخصیت کی جامعیت اور کاملیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔

اپنے دور کے جملہ اکابرین وقت سے ان کی ملاقاتیں ہوئی تھیں اور سبھی نے ان کی تعریف کی تھی ۔ ان کی کرامات بھی قابل ذکر ہیں ۔ لیکن ان کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ جو شخص بھی ان کے دامن سے متوسل ہوا اس کے دینی اور دنیاوی جملہ احوال درست ہو گئے ۔ اور اسے استقامت احوال نصیب ہوئی ۔ وہ بڑے صاحب نظر اور صاحب کشف بھی تھے لیکن ان باتوں کو ظاہر نہیں کرتے تھے ۔ وہ شعر بھی کہتے تھے اور معیار نہایت اونچا تھا ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دادا پیر کی مدح میں ایک قصیدہ "عنوان تمنا" کے نام سے تحریر کیا ہے جو چھپ چکا ہے ۔ اور شاعر و ادب کی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے ۔ ان کے اشعار ان کی واردات روحانی کے امین ہوتے تھے ۔

آپ کا وصال 67 سال کی عمر میں 30 ذوالحجہ 1402ھ / 18 اکتوبر 1982ء کو سحری کے وقت ہوا جبکہ صبح سوموار کا دن تھا اور آپ کو آپ کے والد ماجد حضرت قطب الارشاد کے بائیں پہلو میں دفن کیا گیا ۔

marfat.com

معین الدین پور میں حضرت سید سائیں بھورے شاہؒ کا مزار

معین الدین پور درویشیوں ،فقیروں ، بہادروں ، جانثاروں ، وفاداروں مایہ ناز سپوت ، اہل علم ، دانشوروں سخی لوگوں کی بستی ہے ۔ بیشتر اعلیٰ سرکاری ملازموں کا تعلق بھی معین الدین پور سے ہے ۔ معین الدین پور کے سادات کے جد امجد حضرت سید نظام الدینؒ جن کا مزار کوری شریف میں ہے نے اس علاقہ میں اسلام کی روشنی پھیلائی ۔ حضرت سید خیر اللہ شاہ المعروف بابا میاں صاحبؒ کا آستانہ بھی رشد ہدایت کی شمع روشن کئے ہوئے ہے معین الدین پور میں یہ سید سیدن سرکار سید عبد الباقی اور دوسرے اللہ کے نیک بندے آرام فرما رہے ہیں ۔ ان ہی اللہ کے نیک بندوں میں حضرت سید سائیں بھورے شاہ کا مزار بھی ہے ۔ سید محمد اکبر شاہ جن کا تعلق معین الدین پور سے ہے ایک روز انہوں نے راقم کو حضرت سید سائیں بھورے شاہؒ کے مزار پر حاضری کی دعوت دی میرا ایمان ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو موت نہیں آتی بلکہ وہ پردہ فرما لیتے ہیں اللہ کے ان نیک بندوں کی محفلیں ضرور ہوتی ہیں وہ اکٹھے ہوتے ہیں جسے چاہتے ہیں در پہ بلا لیتے ہیں ۔ جمشید افضل کھوکھر کے ہمراہ حضرت سید سائیں بھورے شاہ کے مزار پر حاضری دی ۔ مزار کے فوٹو لئے سید محمد اکبر شاہ ہمارے منتظر تھے حضرت سید سائیں بھورے شاہؒ کا مزار عالی شان انداز میں تعمیر ہوا ہے ۔ مزار پر حاضری کے دوران ہر طرف نور ہی نور نظر آیا ۔ راقم نے سرور اور سکون کی اس نشست میں خداوند تعالیٰ کے حضور شکر ادا کیا کہ ایک گنہگار بندے کی حاضری ایک بلند پایہ ولی اللہ درویش کے آستانہ پر ہوئی ہے ۔ آستانہ پر صبح و شام بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ حضرت سید سائیں بھورے شاہؒ کے مزار پر حاضری کے دوران ہندوستان کے شہر دہلی میں حضرت

marfat.com

نصیر الدین چراغ دہلی کے مزار پر پڑھی جانے والی قوال کے بول کانوں میں گونجنے لگے۔

اللہ کے نیک بندے زندہ ہیں مزاروں میں

خدا کو ڈھونڈو قرآن کے پاروں میں

حضرت شاہ سکندر کیتھل شریف نزد پانی پت انڈیا کے مزار پر پڑھی جانے والی قوال کا سماں میری آنکھوں کے سامنے آ گیا

تاجداراں دے نہ امیراں دے

دیوے بلدے سداں فقیراں دے

غلام رسول شاہ پیشوا حضرت بڈھے شاہ حجرہ شاہ مقیم غلام علی محمد شاہ پیشوا۔ سید حامد شاہ غلام سید محمد ساہ شاہ معین الدین پوری جانب سے سوانح عمری حضرت سید سائیں بھورے شاہ سرکار شائع ہوئی ہے اس کے مطابق حضرت سید سائیں بھورے شاہ صاحب آل نبی اولاد علی پشت حضرت امام حسن علیہ السلام اولاد غوث الاعظم جیلانی لڑی حضرت سید عبدالرزاق صاحب سے ہیں۔ آپ کا فیض غوث الاعظم دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی سے ہے۔ پیشوا حضرت پیر شاہ قلندر کھڑی شریف سے ہے یعنی حضرت سائیں بھورے شاہ کا خاندان حضرت پیر شاہ قلندر سے ملتا ہے۔ اور یہ سید احمد سلیمان پشت امام حسین میں ہیں۔ آپ عالم فاضل حافظ قرآن شریف اولیاء اللہ ہیں ارشاد فرمایا کہ آپ منزل فقر طے کرنے حضرت پیر شاہ قلندر سے ماہ شب برأت میں دیہہ معین الدین پور میں اول تشریف فرما ہوئے تین سال رہے۔ دوبارہ ماہ رمضان میں تشریف فرما ہوئے تو تین ماہ تیرہ یوم موضع معین الدین میں رہ کر اول ماہ محرم بروز جمعرات رحلت فرمائی۔ آپ تشریف فرما ہوئے تین صد تر انویں سال تین ماہ تیرہ یوم موضع معین الدین پور میں ہوئے۔ اس وقت موضع معین الدین پور کو آباد ہوئے سوا دو صد سال ہوئے تھے یعنی پانچویں پیڑھی سادات تک پہنچی تھی حضور سید سائیں بھورے شاہ صاحب سید نظام سید نور محمد و سید محمد مقیم اولاد سید سلیمان سید محمود کو دیکھا اور فرمایا کہ سید نظام ضعیف العمر پوتروں والے تھے لیکن سید سلیمان اور انکے پسر سید محمود فوت ہو چکے تھے۔ حضور کی عمر (۱۰۹) ایک سو نو سال ہوئی ہے۔ آپکی پیدائش ۸۵۳ ہجری آٹھویں ماہ سترہویں یوم کو ہوئی اور رحلت ۹۶۲ ہجری آٹھویں ماہ تیرہویں یوم اول جمعرات ماہ محرم شریف میں ہوئی۔ دیہہ معین الدین پور میں آپکے مرید تھے جو آپکی دعا اور برکات سے تابعدار تھے۔ نور حضرت سید بھورے شاہ قلندر زمانہ سید نظام سے لیکر سید زین العابدین تک ظاہر رہا۔ بعد سید زین العابدین صاحب جب باہر فوت ہو گئے اس وقت سید زین العابدین کی اولاد چھوٹی تھی اس لئے آئندہ کی وجہ سے نہ لگا اور قبرستان آبادی دیہہ میں آ گیا جب سید حامد شاہ ولد سید فضل شاہ صاحب اس مکان میں تشریف لائے تو کافی عرصے کے بعد مسماۃ حیات بیگم زوجہ سید حامد شاہ صاحب مرحوم کو زیارت ہو کر سید سائیں بھورے شاہ صاحب کے نور کا ظہور ہوا۔ ازاں بعد سال ۱۹۰۵ء

marfat.com

میں سید سکندر شاہ و سید حامد شاہ صاحب جبکہ لاہور ملازم تھا حضور سائیں بھورے شاہ قلندر کو اثنائے راہ خواجہ سعید درخت بوہڑ کے نیچے کئی روز آتے جاتے دیکھا مگر مست حالت میں چارپائی پر دھوپ میں پڑے تھے اور بھی بہت سے آدمی وہاں موجود تھے تو سید سکندر شاہ نے سائیں بھورے شاہ کی خدمت میں پیش ہو کر چارپائی سائیں صاحب کی اٹھا کر سایہ دار درخت کے نیچے رکھی تو پھر فقیر سائیں صاحب سید سکندر شاہ سے ہمکلام ہونے دیگر مردان نے کہا کہ شاہ صاحب سید فقیر صاحب عرصہ سے راستہ خواجہ سعید میں درخت بوہڑ کے نیچے پڑے ہیں مگر کسی سے کبھی نہیں بولے ہیں۔ آج آپکے ساتھ بولے ہیں۔ چنانچہ سائیں بھورے شاہ صاحب نے یہ سکندر شاہ کو فرمایا کہ تمہارے مکان میں جس میں تم رہائش رکھتے ہو جسکا دروازہ جانب شمال ہے شمال مغربی گوشہ میں جہاں اوپر پرنالہ لگا ہوا ہے اسکے نیچے مزار سائیں جمعے شاہ ولی ہے۔ مزار کا کچھ حصہ باہر اور کچھ اندر مکان ہے۔ سائیں بھورے شاہ کا ادب کیا جائے یعنی چراغ جمعرات وہاں اس جگہ جلایا جائے اور ختم قرآن شریف درود شریف پڑھ کر سائیں جو بھورے شاہ کی روح مبارک کو بخش جاوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تنگدستی خدا کے فضل سے اور دعا فقیر سے دور ہو جائیگی۔ پھر سال ۱۹۰۹ء میں سید رسول شاہ ولد حامد شاہ ساکن بلدہ فیروزپور اپنے پیشوا حضرت بڑے شاہ خاندان حجرہ شاہ مقیم بمقام موضع شیریں والا موجود تھا۔ تو سید رسول شاہ کو خواب میں اپنے مکان جہاں اب سائیں بھورے شاہ صاحب قلندر کا مزار شریف ہے۔ روضہ شریف نظر آیا اور کلمہ شریف کی آواز آئی اور فرمایا گیا کہ یہ خاندان حضرت سید میراں صاحب بھیرہ شریف اور غوث الاعظم پیران پیر کا ہے جو اس وقت دعا مانگتا تھا پھر بیدار ہونے پر رسول شاہ نے مفصل لکھوا دیا کہ شمال مغربی گوشہ مکان خود میں مزار شریف ہے۔ اس جگہ کا ادب کیا جاوے۔ سائیں کرم الٰہی صاحب کانواں والے بھی تین مرتبہ حضرت سید سائیں بھورے شاہ صاحب کے پاس تشریف لائے۔ ظاہر میں دکھائی دیتے رہے اور جناب حضرت داتا گنج بخش لاہور والے بھی خواب میں تشریف فرما ہوئے اور اپنے اپنے نور سے ارشاد فرمایا کہ بھورے شاہ قلندر جو کہ تمہارے مکان میں ہیں کا ادب کیا جائے۔ اور جو عرض کرنی ہو ان کے حضور میں کی جاوے۔ چنانچہ بموجب ارشاد بزرگان دین سرکار سائیں بھورے شاہ صاحب قلندر کا مطابق دین اسلام سنت محمد الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ادب کیا گیا ہے۔ پھر آپکے نور کا ظہور طفیل حضرت سرکار سید میراں شاہ صاحب بھیرہ شریف ہوا۔ جو نور سائیں بھورے شاہ صاحب قلندر ظاہر ہو کر کلمہ پاک کا فیض جاری ہوا۔ مطابق ارشاد سائیں بھورے شاہ صاحب بروز جمعرات اول ماہ محرم یوم رحلت کو بھنڈارہ یعنی لنگر کیا گیا ہے اور بدھوار کو بمطابق ارشاد حضور ختم قرآن شریف کرایا گیا ہے انشاء اللہ آئندہ سال بموجب ارشاد تعمیل ہوا کریگی۔ اور ہر ماہ کی چار جمعرات کو بھی حسب توفیق ختم کرایا جایا کرے گا۔ ۸ ماہ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ۔ حضرت سید سائیں بھورے شاہ کی سوانح عمری قیمتی کاغذ پر سنہرے حروف میں لکھی ہے سوانح عمری کے آخر میں پنجابی کے چند اشعار بھی عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے۔

marfat.com

شہباز پور کے پتن پر چند لمحے

نُھٹہ موسیٰ کی علمی شخصیت صاحبزادہ نذر محیٔ الدین جو سلسلہ نوشاہیہ سے وابستہ ہیں ۔ وہ دریائے
چناب کے کنارے دریا برد ہونے والی بستیاں اور اس علاقے کی پرانی تاریخ پر کافی معلومات رکھتے ہیں ۔ انہوں
نے بتایا کہ چوپالہ، نوشہرہ ، میانہ ، شہباز پور عدالت گڑھ اور دریائے چناب کے کنارے قدیمی بستیاں ہیں ۔
یہ شہر کئی بار دریا برد ہوئے اور کئی بار آباد ہوئے ۔ دریائے چناب کے کٹاؤ کے عمل سے یہ بستیاں صفحہ
ہستی سے مٹ گئیں۔ نوشہرہ میانہ بہت بڑا پتن تھا ۔ قابل اور کشمیر سے آنے والے قافلے اس پتن سے دریا
عبور کرتے ۔ یہ بہت بڑی تجارتی منڈی تھی ۔ شہباز پور کے قریب بہت بڑا قلعہ تھا ۔ یہ قلعہ ایک بلند ٹبہ پر
تھا ۔ شہباز پور کے پتن سے کئی شہنشاہ برصغیر میں داخل ہوئے۔ شہباز پور کے قلعہ کی بنیادیں دریا برد ہونے
سے پہلے موجود تھیں اس قلعہ میں فوج قیام کرتی تھی۔ بعض مورخین کے مطابق سکندر نے شہباز پور کے پتن
سے دریا عبور کیا تھا ۔ اس علاقہ میں پرانی گزرگاہ سیالکوٹ کی جانب دریائے چناب کا مشہور پتن کلووال تھا ۔
اس راستہ میں جابجا نوگز لمبے مزار اور ٹبے ٹیلے دیکھے جا سکتے ہیں ۔ سیالکوٹ کے قلعہ تک یہ نشانیاں اب بھی
موجود ہیں ۔ شہباز پور کا ٹبہ بعد میں سید غلام علی شاہ کے نام سے مشہور ہوا ۔ سید غلام علی شاہ درویش انسان
تھے کشمیر کی جانب سے اس علاقہ میں آئے تھے ۔ ٹبہ کے دریا برد ہونے سے قبل ان کا تابوت نکال کر نئے
شہباز پور کے نئے قصبہ میں دفن کیا گیا ۔

متذکرہ پتن اور شہر 1825 ۔ کے بعد 1918 ۔ اور 1952 ۔ میں وقفہ وقفہ کے ساتھ دریا برد ہوئے ۔
1973 ۔ اور 1993 کے سیلاب نے ان بستیوں کو مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹا دیا ۔ ماضی میں اس علاقہ
میں کنگ ، کالو ، کسری تین اقوام آباد تھیں ۔ کنگ کے ٹبہ کے آثار اب بھی موجود ہیں ۔ یہ شہر کافی رقبہ
میں پھیلا ہوا ہے ۔ تینو اقوام کو سلطان محمود غزنوی کے سپہ سالار گھکڑ شاہ نے مغلوب کیا ۔ شہباز پور روڈ
کے آثار قبل از مسیح کے وقت بھی موجود تھے ۔ چوپالہ کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے ۔ عدالت
گڑھ دریائے چناب کے کنارے پر آباد تھا ۔ جو دریا برد ہو چکا ہے ۔ یہاں ٹبہ پر پیپل بوہڑ کے قدآور درخت
تھے ۔ ٹبہ پر دو نو گز لمبے مزار تھے ۔ ایک مزار شمال کی جانب اور دوسرا مغرب کی جانب تھا ۔ دونوں مزار پختہ
تھے نُھٹہ ٹبہ پر بھی قلعہ کی بنیادوں کے آثار موجود تھے ۔ جو اس بات کی نشاندہی کرتے رہے کہ یہاں ماضی
میں کوئی قلعہ نما شہر آباد تھا ۔ ان بستیوں کے قلعے دریائے چناب کے کنارے تھے ۔ جو دریا برد ہو کر صفحہ
ہستی سے مٹ چکے ہیں ۔ تاہم شہباز پور کے پتن کی رونق پتن کی وجہ سے قائم ہے ۔

شہباز پور کا پتن جلالپور جٹاں سے سات آٹھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ۔ سڑک بالکل سیدھی ہے ۔

marfat.com

کوئی موڑ نہیں ہے ۔ سڑک کے دونوں طرف شیشم کے پرانے درخت ہیں ۔ دریائے چناب کے کنارے سڑک پر درختوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے ۔ شہباز پور کے پتن کے ذریعے دریا عبور کرتے ہی کلووال سیالکوٹ کیلئے سڑک مل جاتی ہے ۔ دریا کے کٹاؤ کا عمل مغربی کنارے یعنی گجرات کی طرف ہے ۔ حکومت نے کٹاؤ کی روک تھام کیلئے شہباز پور کے قریب حفاظتی پشتہ تعمیر کر دیا ہے ۔ اس کے باوجود کٹاؤ کا عمل جاری ہے ۔ اور قیمتی رقبہ دریا برد ہو رہا ہے ۔ ہیڈ مرالہ سے لے کر وزیرآباد کے پل تک اس علاقہ میں سب سے بڑا پتن شہباز پور کا ہے ۔ مقامی ملاح محمد شریف صبح سے لیکر شام تک کشتی کے ذریعے مسافروں کو دریا کے دونوں جانب پہنچاتا ہے ۔ اس نے بتایا کہ کشتی رانی اس کا آبائی پیشہ ہے ۔ ہم صبح سے لے کر شام تک بازو چلا چلا کر مشقت کرتے ہیں ۔ حکومت اور ٹھیکیدار ہم غریبوں سے ٹیکس وصول کر لیتے ہیں ۔ محمد شریف نے بتایا کہ مقامی لوگ ہماری محنت کے عوض اجناس دیتے ہیں ۔ دوسرے مسافر کرایہ ادا کرتے ہیں جدید دور میں ذرائع آمد و رفت کی وجہ سے ہمارا کام بہت متاثر ہوا ہے ۔ دریا کا رخ بدلنے کی وجہ سے شہباز پور کا کافی رقبہ دریا کے دوسری جانب ہے ۔ مالکان نے اس رقبہ میں ڈیرے بنا کر فصلیں کاشت کر رکھی ہیں ۔ یہ لوگ بس یا ٹریکٹر کے ٹائر کی ٹیوب میں ہوا بھر کر اس کے ذریعے دریا عبور کرتے ہیں ۔ یہ لوگ تیراکی کے ماہر ہوتے ہیں ٹیوب کے ذریعے دریا عبور کرتے وقت توازن برقرار رکھنا پڑتا ہے ۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے بھی پل بھر میں ٹیوب کے ذریعے دریا عبور کر لیتے ہیں ۔ شہباز پور کے نمبردار عطا۔ محمد کے علاوہ بزرگ اللہ دتہ نے بتایا کہ شہباز پور کا پرانا قصبہ موجودہ قصبہ سے تقریباً ایک کلو میٹر مشرق کی طرف تھا۔ شہباز پور کا ٹبہ نما قلعہ مہارت سے بنایا گیا تھا۔ زمین پر اس کی چوڑائی زیادہ اوپر جا کر چوڑائی قدرے کم تھی۔ شہباز پور کے ٹبہ پر گھنے سایہ دار درخت ہوا کرتے تھے ۔ پھل دار درخت بھی کافی مقدار میں تھے بالخصوص کھجور کے درختوں پر اعلیٰ قسم کی کھجوریں جن پر عربی کے لفظ نمایاں نظر آتے تھے ۔ قلعہ کے ساتھ درخت بھی دریا برد ہو چکے ہیں ۔ شہباز پور کے پتن کے شمال مشرق کی جانب شیخ چوگانی ، نوشہرہ میانہ ، چک پنیار ، چوپالہ کے ٹبے نظر آتے ہیں کشمیر اور شمال کی جانب آمد و رفت کیلئے چوپالہ ، شیخ چوگانی نوشہرہ کے پتن استعمال ہوتے لیکن شہباز پور کا پتن سرکار کے استعمال میں تھا ۔ دوسرا پتن نورا منڈیالہ بھی اسی نوعیت کا تھا ۔ یہ پتن بھاگووال اور سمبڑیال کیلئے تھا ۔ جبکہ شہباز پور کا پتن مشہور شہر کلووال کیلئے تھا ۔ بہلول پور سے لیکر شہباز پور تک تمام پتن کلووال سے جا ملتے ہیں ۔ کلووال سے شاہی سڑک قلعہ سیالکوٹ کی طرف جاتی ہے ۔ قلعہ سیالکوٹ سے ماضی میں گجرات سے جموں کشمیر ، ایمن آباد ، وزیر آباد ، پسرور گرداسپور کیلئے سڑکیں نکلتی تھیں ۔ جدید تعمیرات کی وجہ سے پرانی سڑکوں کے نشان ملتے جا رہے ہیں ۔ شہباز پور جلالپور جٹاں کے بالکل نزدیک ہے ۔ یہاں تفریح کیلئے دریا چناب کے کنارے پارک تعمیر کر کے شہباز پور کے پتن کی تاریخ کو زندہ رکھا جا سکتا

maarfat.com

حاجی محمد دین ہاشمی قادری سروری

عارف الہی حضرت حاجی محمد دین صاحب حنفی قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ کو فیض سلطان العارفین حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ حضرت حاجی محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماہ رجب المرجب ۱۲۷۶ھ کو پیدا ہوئے۔ ماہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ کو وصال ہوا۔ آپکا مزار آپ کی جامع مسجد کے جنوب مشرقی کونہ میں واقع کوٹھی شیر باناں شاہدولہ روڈ گجرات میں ہے۔ آپ کے والد محترم کو جتنے سرکاری پروانے جاری ہوئے ان پر راست گو مولوی جیلانی بخش تحصیلدار لکھا ہوتا۔ آپ کی والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ نیک بخت خداترس صوم وصلوٰۃ کی پابند صابرہ خاتون عباسی صدیقی خاندان سے تھیں۔ آپ کو لڑکپن ہی سے درویشوں خدا کے نیک بندوں سے محبت تھی۔ پانچ سال کی عمر میں اکیلے گجرات سے لالہ موسیٰ سائیں جنگو شاہ صاحب کی خدمت میں زیارت کیلئے پہنچے۔ آپ کے والدین آپ کو چھوٹی عمر میں ہی داغ مفارقت دے گئے۔ آپ انٹرس و کمپلائس کے امتحان پاس شدہ تھے۔ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی پر مکمل عبور تھا۔ عرب لہجہ پر قرآن خوب پڑھتے۔ تصانیف: آپ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کی ۳۶ کتب کے مصنف تھے۔ ملازمت سو روپیہ ماہوار پر سب اور سیری پر آپ ملازم رہے۔ اپنی رہائش گاہ پر ذکر الہیٰ میں مشغول تھے کسی فقیر نے نعرہ مارا "حق باہو" آپ حضرت سلطان باہوؒ کے نام پر دل وجان سے فدا ہوگئے۔ ملازمت چھوڑ دی۔ گجرات پہنچے۔ بیوی کو چھوڑ دیا اولاد نہ تھی۔ گھریلو سامان آئمہ مساجد میں تقسیم کر دیا۔ لاکھوں کی جائیداد راہ حق میں ہبہ کر دی۔ چالیس ہزار نقد روپیہ شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا کر گجرات کے بازاروں میں پیر سلطان باہو کی محبت میں یہ اشعار باآواز بلند پڑھتے ہوئے لٹا دیئے:

کھیرے ویلے دی کھلیاں وے ہادی   کھیرے ویلے دی
کھلی کھلی دیاں تھک گئیاں تلیاں وے ہادی حق باہو حق باہو
واہ واہ رنگ تساڈے سائیاں   گلی گلی دے کتے باہو کن
خبر نا پاون مائیاں   حق باہو حق باہو

لڑکے بھی حق باہو کے الفاظ دہراتے آپ روپوں کا چھٹا مارتے۔ لڑکے چننے میں مشغول ہو جاتے۔ آپ آگے نکل جاتے اب بدن کے کپڑے بھی خیرات کر دئے۔ صرف کمبل پہن کر مستانہ وار ہوگئے۔ دربار حضرت سلطان باہو سے مشرف ہوئے آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرتے اور نقل بنالیتے۔

دست بیعت: دربار حضرت سلطان باہو کو پیدل چل کر آتے۔ مزار شریف کے قریب دس دس سپارے بیٹھ کر تلاوت کرتے۔ کم کھاتے۔ کم سوتے۔ ذکر پاس انفاس میں ہمشہ معروف رہتے۔ ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ حسب معمول مزار شریف کی طرف منہ کر کے دوزانوں بیٹھا ہوں۔ اپنے اور دریا کے درمیان دریا موجزن ہے۔ سلطان باہو پانی پر بیٹھے مجھے فرمارہے ہیں۔ ہاتھ بڑھاؤ۔ میں نے دونوں ہاتھ بڑھائے آپ نے دونوں ہاتھ بڑھائے اپنے

marfat.com

ہاتھ میں ہاتھ لے کر سنت کے مطابق بیعت فرمائی اور فرمایا اب خوش ہے۔ اس دست بیعت کے بعد آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ ہر وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چہار اصحاب ہر دم روبرو رہنے لگے۔

عازم حج: آپ گجرات پہنچے چچا جان نے بمبئی کا ٹکٹ خرید کر دیا بمبئی پہنچ قریبی گاؤں ماہم کی ایک مسجد میں قیام کیا دوران قیام رات جاگتے دن روزہ رکھتے۔ مطالعہ تفسیر حسینی کرتے مسجد واجا پاڑی میں نماز باجماعت ادا کرتے۔ وعظ پر تاثر فرماتے اس عمل سے اہل دیہہ مرد کیا عورتیں ہندو کیا مسلمان سب ان کے غلام بن گئے۔ بڑے بڑے سیٹھ آپ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔ مسلمان کیا ہندو بھی آپ سے دم دعا کراتے۔ ۱۲۹۳ھ میں سیٹھ ابراہیم آپ کو اپنے ہمراہ حج پر لے گئے۔ آپ حج سے فراغت پا کر مدینہ منورہ میں نقشبندی خاندان کے ایک کامل بزرگ آپ کو مل گئے۔ روم کے سابق قاضی سے آپ قرات قرآن مجید کا مقابلہ کرتے۔ دن روزہ رکھتے۔ روبرو روضہ اقدس تلاوت قرآن مجید فرماتے۔ تفسیر کا قیام گاہ پر مطالعہ کرتے۔ شب بیداری میں مشغول رہتے۔ آپ نے سال بہ سال کئی حج کئے۔ کافی عرصہ بعد واپس گجرات لوٹے۔ حجرہ مسجد میں قیام کیا از سر نو مسجد آباد کی۔ گھر گھر جا کر عورتوں مردوں کو بلا معاوضہ اسلام کی تعلیم دیتے نماز کا سبق پڑھاتے۔

اب آپ نے بغداد شریف کا ارادہ کیا۔ آپ براستہ بمبئی بذریعہ اگنبوٹ بصرہ کی بندرگاہ پر جا اترے۔ والئے بصرہ کے ہاں قیام کیا بغداد شریف میں نہایت زہد کی حالت میں رہے۔ عراق عرب میں سفر کر کے زیارت سے مشرف ہوئے۔ چند سال اسی طرح گزر گئے۔ تو غوث پاک حضرت سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں واپس گجرات کا فرمایا۔ واپس گجرات پہنچنے پر آپ کے مخالفین جو آپ کی شہرت کے حاسد تھے۔ سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ بالاخر آپ کامیاب رہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کئی مسافر خانے، کنوئیں اور متعدد مساجد تعمیر کرائیں۔ اور دینی مدارس قائم کئے۔ آپ کے ہاتھ پر کئی ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ درویشوں کو کسی کے گھر کھانے پر نہیں بھجتے تھے۔ درویشوں کو درویش کہتے۔ سر پر عمامہ، بدن پر جبہ اور شلوار قمیض، پاؤں میں دیسی جوتی پہنتے تھے۔ ہر قسم کا اناج نہ کھاتے صرف ابلی ہوئی سبزیاں نمک اور سیاہ مرچ ڈال کر کھاتے۔ دودھ اور شربت پیتے، پھل کھاتے۔

وفات: آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ آٹھ بجے غسل کیا اور لیٹ گئے پیاس کا اظہار کیا۔ شربت صندل پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب دیکھ کر کہنے لگے انہیں کوئی مرض نہیں یہ عشق الہی کی غشی میں ہیں۔ تین بجے سے پہلے آپ اٹھ بیٹھے اور قبلہ رو دوزانوں ہو کر بستر پر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے پتہ نہیں آپ کب نماز پڑھائیں گے۔ میں تو پڑھ لیتا ہوں۔ آپ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور مضبوط آواز میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے۔ اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔ اگلے روز جمعرات بوقت بعد نماز ظہر مسجد کے ملکیتی ملحقہ میدان میں پچاس ہزار سے زائد مسلمانوں نے حضرت پیر سید ولایت شاہ صاحب کی اقتدا میں حاجی محمد دین صاحب مرحوم و مغفور کی نماز جنازہ ادا کی خاکسار بھی دیدار سے مستفید ہوا اللہ اکبر کیا نورانی چہرہ تھا۔ دل منور کر گیا۔ پیشکش: خاکسار محمد معظم ملک

marfat.com

کوٹلہ ارب علی خان کے نزدیک گڑھا منہتاں میں قدیمی مزار

ہندوؤں کی سرزمین پر اللہ کے نیک بندے رشد ہدایت کیلئے آئے

گجرات شہر کے محلہ مسلم آباد کے اقبال چوک میں اللہ اور اس کے حبیبؐ کے عشق میں ڈوبے ہوئے چند نوجوانوں نے بزم ذکر حبیب کے نام سے ایک لائبریری قائم کر رکھی ہے اس لائبریری میں اسلامی کتب کے علاوہ اولیائے کرام کی تعلیمات کے بارے لاتعداد کتابیں جمع کر رکھی ہیں نماز مغرب سے لے کر عشاء تک اس لائبریری میں چوہدری محمد عاصم خدمات سرانجام دیتے ہیں چند ملاقاتوں میں وہ میرے بہت قریب آ گئے۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ میری تحریر کردہ کسی کتب میں گڑھا منہتاں میں مدفن کسی بزرگ کا ذکر نہیں ہے ساتھ انہوں نے اس بات کا ذکر کیا وہ بابا محمد حسین سرکار سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ حاجی محمد حسین سرکار ہر جمعرات وزیر آباد سے گڑھا منہتاں مزار حضرت لوکو سرکار پر باقاعدگی سے حاضری دے رہے ہیں اس مزار سے انہیں روحانی فیض بھی ملا ہے مزار کی شاندار تعمیرات اپنی نگرانی میں مکمل کروائی ہیں۔ مورخہ چھ اکتوبر سال دو ہزار بروز اتوار صبح سویرے گڑھا منہتاں حاضری کا پروگرام طے

marfat.com

ہوا۔ راقم کے علاوہ بابا محمد حسین سرکار، چوہدری محمد عاصم۔ محمد امین راجو گڑھا منہتاں کے لئے روانہ ہوئے کچہری چوک سے کوٹلہ ارب علی خان کے لئے ویگن مل گئی۔ لنگڑیال چوک پر گڑھا منہتاں اچھ کوچھ کے لئے پرانے زمانے کی لینڈ کروزر تیار کھڑی تھی۔ اس علاقہ میں ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر اس قسم کی مضبوط گاڑیاں چلتی ہیں جس کے اندر باہر مسافر لٹکتے سفر کرتے ہیں لنگڑیال چوک میں پرویز اختر ریڑھی پر چاول، نان، چھولے، پائے فروخت کرتے ہیں۔ اولیائے کرام کے ماننے والے ہیں بلکہ ان کے والد سائیں گلزار بھی نیک اور برگزیدہ ہستی تھے۔ پرویز اختر نے حق باہو کا نعرہ ریڑھی پر تحریر کر رکھا ہے گاہکوں سے پیار محبت سے پیش آتے ہیں گرمیوں میں کئی ڈرم پانی مسافر فی سبیل اللہ پی جاتے ہیں بلکہ پرویز اختر خندہ پیشانی سے پانی پیش کرتے ہیں محمد اشرف جس کا تعلق کوچھ سے ہے پہلی جنگ عظیم سے [illegible] گاڑی سٹارٹ کی گاڑی میں سوائے سٹیرنگ کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی۔ قسم قسم کی آوازیں نکالتے ہوئے گاڑی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئی۔ سڑکوں کی حالت بہت خراب ہے۔ کوٹلہ ارب علی خان کے دونوں طرف نالہ بھمبر نالہ جندر کے نام سے دو آبی گزرگاہیں ہیں دونوں کا پاٹ کسی دریا سے کم نہیں۔ ان دو بڑی آبی گزرگاہوں کے علاوہ تھوڑے فاصلہ پر کئی ندی نالے چشمے ہیں جن میں سارا سال صاف شفاف پانی بہتا رہتا ہے شمال کی جانب چھوٹی چھوٹی سرسبز پہاڑیاں خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں یہ علاقہ مون سون بارشوں کی زد میں ہے پرانے زمانہ میں گزرگاہیں ان راستوں پر اختیار کی گئی جہاں پانی میسر آئے اس لحاظ سے کوٹلہ ارب علی خان گردونواح کئی قدیمی سڑکیں ہیں جو برصغیر اور مشرق وسطی افغانستان وسطی ریاستوں تک جاتی ہے عرصہ سے اس علاقہ میں تجارتی قافلوں کی آمدورفت جاری رہتی انسانوں کے علاوہ سفری جانوروں کو پانی وافر مقدار میں میسر ہوتا۔

گاڑی کوچھ کی گلیوں سے گزرتی ہوئی گڑھا منہتاں مزار حضرت لوکو سرکار کے قریب رک گئی۔ ہم مزار کے اندر داخل ہوئے مزار کے بیرونی دروازے پر یہ عبارت تحریر ہے دربار عالیہ بابا پیر لوکو سرکار خادم الفقرا، عاشق اولیاء بابا محمد حسین۔ مزار خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے مزار کے اندر بابا لوکو سرکار کے علاوہ دو اور قبریں ہیں جو بابا سرکار کی ازواج مطہرات کی ہیں ان کی ایک بیوی زندہ قبر میں سما گئی تھی۔ مزار پر سبز رنگ کا گنبد اور بارہ روشن دان ہیں مزار کے مغرب کی جانب بابا محمد حسین نے صاحب مزار کی اجازت سے اپنا مزار بھی زندگی میں تعمیر کر رکھا ہے مزار حضرت بابا لوکو سرکار کے شمال کی جانب حضرت شادہ ولی کا مزار ہے۔ کسی زمانہ میں مزار گھنے درختوں میں تھا جنہیں کاٹ کر مزار پختہ شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے سینکڑوں سالہ قدیمی دن کے درخت مزار کے احاطہ میں ہے مزار کے تقدس کو جنات پائمال نہیں ہونے دیتے۔ عمر اسحاق نے ہماری ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی جو مزار سے بہت عقیدت رکھتے ہیں مزار کے شمال کی جانب شاندار مسجد زیر تعمیر ہے۔ یہ مسجد نفاست خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے شیشہ کاری کے علاوہ فرش پر رنگ برنگی چپس نے مسجد کی خوبصورتی میں اضافہ کر رکھا ہے اس مزار کے مشرق کی جانب ایک احاطہ میں قدیمی مزار ہے جو زیر زمین دریافت ہوا۔ سن تعمیر چھبیس نومبر انیس سو ستانوے درج ہے بابا محمد حسین نے بتایا اس احاطہ میں گندگی کے

marfat.com

ڈھیر تھے صاحب مزار نے اشارہ دیا چنانچہ جب تین چار فٹ زمین کھودی گئی تو زیر زمین تیرہ گز لمبا مزار دریافت ہوا جو تراشے ہوئے پتھروں سے تعمیر تھا۔ صاحب مزار کا نام سید بیر الدین بتایا جاتا ہے اس اللہ کے نیک بندے کے مزار پر مزید تعمیرات کی ضرورت بالخصوص گنبد بھی تعمیر ہونا باقی ہے ان مزارات پر حاضری کے بعد گوچھ کے قریب بابا بیر بان کے مزار پر حاضری دی۔ مزار کے متولی غلام حسین نے بتایا صاحب مزار کے دوسرے بھائیوں کے نام میرا پیرا ماجا باجا بتائے جاتے ہیں نالہ بھنڈر کی وجہ سے پرانی بستی برد ہو گئی اب سے مٹی کے برتن سکے اور چکیوں کے پاٹ انسان کے استعمال میں ہونے والی اشیاء ملتی ہے۔ واپسی پر گوچھ قدیمی قصبہ بھی دیکھا جو ایک بلند ٹیلے پر ہے جس کی تہہ سے پرانے زمانے کی چیزیں ملتی ہیں۔

صاحبزادہ محمد اقبال قادری بچیاری جو گوچھ کے بازار میں دکان کرتے ہیں کا تعلق پنڈی اوناں سے ہے نوشو پاک آف رنمل شریف اور بچیارہ پاک سے نسبت رکھتے ہیں راقم نے انہیں قوال کے بول سنائے کل ملی تاں نوشو نال میری۔ ربا تیری رات مک گئی یہ بول سن کر وہ جھوم اٹھے مہمانوں کی تواضع پھل چائے سے کی۔ محمد اسحاق عرف کالے خان اس سفر میں خلوص محبت کا مظاہرہ کرتے رہے صاحبزادہ محمد اقبال قادری بچیاری کی دکان پر قیام کے دوران بابا محمد حسین نے بتایا کہ وہ عرصہ 39 سال سے مزار حضرت لوکو سرکار پر حاضری دے رہے ہیں سخت گرمی سردی میں ٹونلہ سے پیدل گرم ریت میں سفر کر کے مزار پر پہنچتے رہے لاکھوں روپے خرچ کر کے مزار تعمیر کروایا ہے بارہ کی دوسری جمعرات کو عرس ہوتا ہے عرس پر دن رات لنگر تقسیم ہوتا ہے حمد ثناء کے علاوہ محفل سماع رات گئے تک جاری رہتی ہے یہاں حاضری دینے والی دینی دنیاوی فیض ملتا ہے بابا محمد حسین نے بتایا اس علاقہ میں ہندوؤں کے راہنما مہنت کی اکثریت تھی۔ ایک خوبصورت ہندو عورت لوہے کا ترکلا بنوانے کیلئے آپ کے پاس آئی آپ نے لوہے کا ترکلا آگ میں رکھا اور ہندو عورت کی طرف بار بار دیکھتے عورت نے شکایت کی تو فرمایا اتنا خوبصورت چہرہ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ آپ کی کرامت سے وہ عورت فوراً مسلمان ہوئی کیونکہ آپ نے لوہے کا گرم ترکلا آنکھ میں پھیر لیا لیکن آپ کی آنکھ صحیح سلامت رہی آپ کی اس کرامت کی وجہ سے بہت سے ہندوؤں مسلمان ہو گئے۔ کہتے ہیں آپ کی اولاد نہیں تھی ایک بے اولاد عورت حاضر خدمت ہوئی اولاد کے لئے عرض کی بابا لوکو سرکار نے فرمایا دو لڑکے ہوں گے ایک میرا ہو گا دوسرا تیرا لڑکا ہو گا ایک کی اولاد گڑھا منجھاں میں ہے دوسرے کی اولاد جاگل گاؤں میں ہے سید بیر شاہ کے مزار کی تعمیر سے قبل صاحب مزار محمد حیات ولد نواب ساکن گڑھا منجھاں کو تین بار خواب میں ملے اور مزار کی تعمیر کیلئے تاکید کی چنانچہ اب مزار ظاہر ہو چکا ہے تعمیرات کر دی گئی ہیں۔ مہنت پروہت ہندوؤں کے مذہبی راہنما ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کسی زمانہ میں اس بستی میں ہندو راہنماؤں کی بہتات ہو گی اللہ کے نیک بندے رشد ہدایت کے لئے یہاں آئے ہوں گے۔ آپ کے مزار کے علاوہ اس علاقہ میں پنجاب اور کشمیر کی سرحدیں ملتی ہیں پاگراں آخری سرحدی گاؤں ہے قدیمی گزرگاہ اچھو گڑھا منجھاں کے قریب سے گزرتی ہوئی گڑالہ ڈھوڈا کھرانہ ملی صالح سوہاول بنڑ مرجان سے گزرتی ہوئی اعوان شریف پہنچتی ہے اٹلی ایک

marfat.com

مزار حضرت لوکو سرکار کے قریب بابا محمد حسین زمان گھوکھر کے ہمراہ بیٹھے ہیں

شاخ کشمیر کی طرف دوسری وسطی ہند اور مغرب کی جانب لنگڑیال بنکنال کروڑی۔ شام پور گوجر کوٹلہ کوٹلی بجاڑ مڑاز دادو برنالہ ملکہ تھوتھہ رائے بہادر گلیانہ کھاریاں سے ہوتی ہوئی وسطی ریاستوں افغانستان مشرقی وسطی کی طرف جانکلتی ہے اس قدیمی گزرگاہ کے گردو نواح کئی نوگزلمبی قبریں تباہ شدہ بستیوں کے آثار ملتے ہیں بابا محمد حسین مزار حضرت لوکو سرکار سے فیض یافتہ ہیں اور مخلوق خدا کو روحانی اور جسمانی فیض پہنچا رہے ہیں چوہدری محمد عاصم کو بابا محمد حسین سرکار سے جنون کی حد تک عقیدت ہے محمد عاصم کی یہی عقیدت راقم کو کھینچ کر گڑھا منہتاں کے ان بزرگوں کے مزارات پر لے آئی۔ جو صدیوں سے قائم اور دائم ہیں۔ مخلوق خدا کو روحانی جسمانی فیض دے رہے ہیں۔

marfat.com

کھوکھر قبیلے کا بہادر سپوت جو جسرت کھوکھر کے نام سے مشہور ہیں

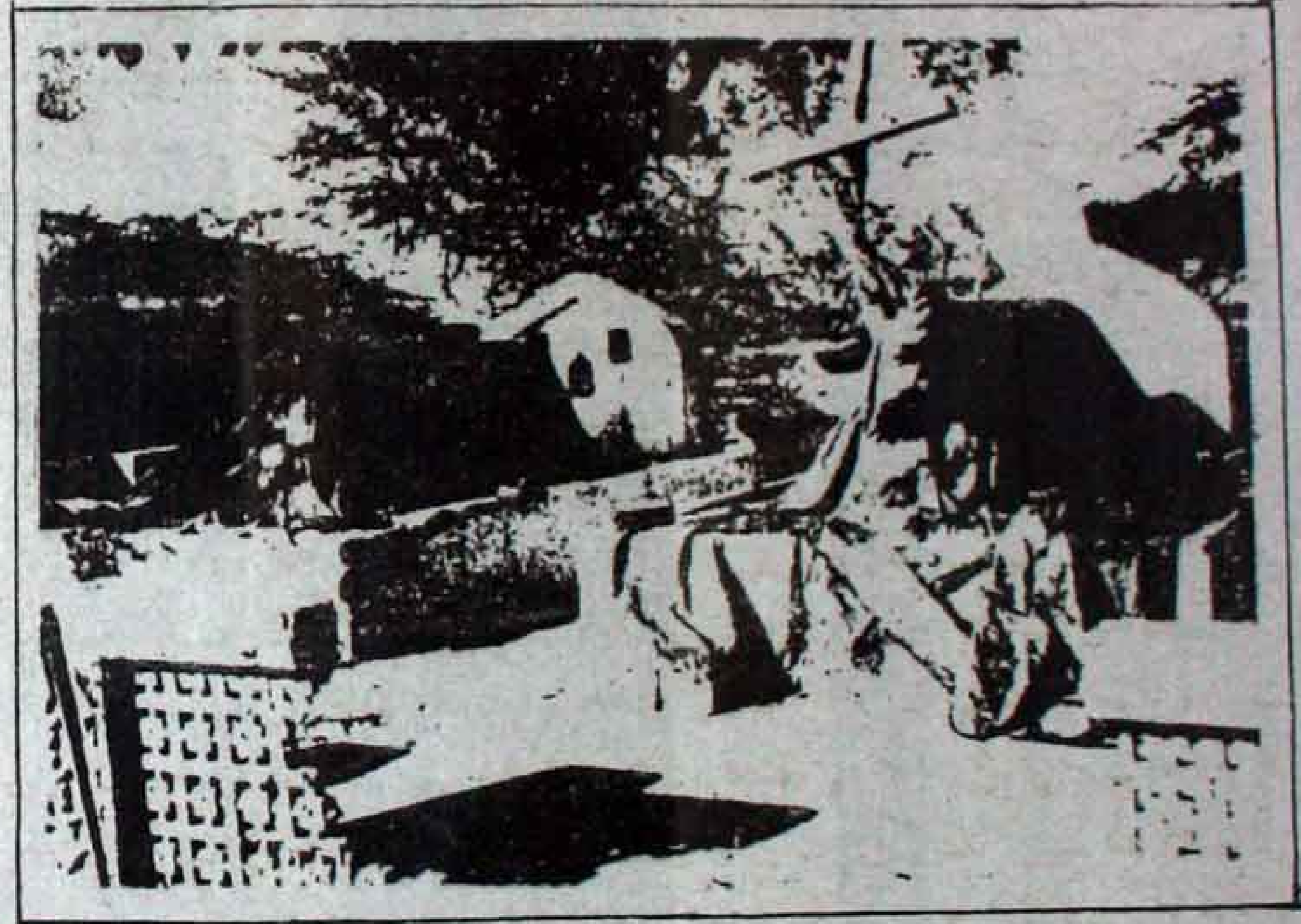

سرزمین گجرات کا بہادر سپوت جسرت کھوکھر کے بارے میں چند الفاظ تحریر کر کے ایک گونہ فخر بھی محسوس کرتا ہوں کہ چند الفاظ کھوکھروں کی بابت، کچھ خدمت شیخا کھوکھر اور جسرت کھوکھر کی سوانح لکھ کر انجام دوں۔ گو یہ کام بڑا دقیق اور تحقیق طلب ہے اور بندہ کو اپنی کم علمی اور تحقیقات میں کمزوری کا اعتراف بھی ہے۔

پنجاب کی تاریخ اور خاص کر گجرات کی تاریخ لکھنے والوں نے یہی تاثر دیا ہے کہ پنجاب کے لوگ ایک بیل کی طرح تھے۔ جو حملہ آور آیا سر تسلیم خم کیا اور حملہ آور افواج کو خوراک، سامان رسد، اور فوج تک مہیا کی مگر یہاں میرا مقصد تو صرف کھوکھر خاندان کے ان سپوتوں کا ذکر مقصود مطلوب ہے کیونکہ جسرت کا نام تاریخ فرشتہ، طبقات اکبری اور دوسری تاریخوں میں زندہ نظر آتا ہے۔

اس زمین کے سپوتوں میں راجہ پورس جیسے بہادر جرنیل جس نے سکندر جیسے فاتح کو بہت مشکل میں ڈالا راجہ پورس اس خطہ کے باسیوں کے جذبات حب الوطنی، عزت نفس، غیرت اور قوت ایمان کا پہلا حسین مظہر تھا اور ثابت کیا کہ اس خطہ کی زمین شیخا کھوکھر، جسرت کھوکھر، رحمت وڑائچ اور منومیر جیسے بہادر، شجاع جوانمرد اور مدبر پیدا کرتی رہے گی۔ جو اپنے خون سے اس مٹی کو خراج دیتے رہیں گے۔ ان ہستیوں اور شیردل جوانوں کی جلائی ہوئی شمع کو جناب محمد سرور شہید، شبیر شریف شہید اور جناب عزیز بھٹی شہید نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر روشن رکھا۔ اور قوم نے ان کے اس بہادری، جرات اور ایثار کے اعتراف میں "نشان حیدر" جیسے

marfat.com

اعزاز سے نوازا جن کی مرقدوں پر بڑے بڑے جرنیل سلام عقیدت پیش کرنا باعث فخر و اعزاز جانتے ہیں۔
جہاں ان بہادروں کا ذکر کرنا مطلوب ہے وہاں میر منو جنگ مان پور کا ہیرو پنجاب کا گورنر کا ذکر نہ کرنا اس بہادر مادر وطن کے سپوت کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ جس نے بیرونی حملہ آور احمد شاہ ابدالی جو کہ پنجاب اور ہندوستان کے لئے ایک عذاب کی صورت میں آیا، بڑی بہادری اور جرات سے روکا اور میدان جنگ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد ہمت اور جوانمردی سے کام لے کر اسے خون آلود کپڑوں میں ہی خیمے میں دفن کر دیا اور زمین برابر کر دی کہ کسی طرح کا نشان باقی نہیں رہا۔ اور ہاتھی پر سوار ہوا۔ جنگ کے نقارے بجانے کا حکم دیا۔ فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ جنگ جاری رکھتے ہوئے شجاعت اور دلیری کا ریکارڈ قائم کر دیا۔
فیروز تغلق کے آخری ایام میں لاہور پر قبضہ کر کے خاندان کھوکھر کے تحت مقامی مسلمانوں نے سلطنت کی بنیاد ڈالی اور شمال میں دریائے سندھ تک کا تمام علاقہ فتح کر لیا۔ امیر تیمور کو دہلی سے واپسی کے وقت شیخا کھوکھر (1380ء تا 1399ء) کا دارالخلافہ لاہور تھا۔ شیخا کھوکھر کا غرور اتنا بڑھ گیا کہ تیمور جب پنجاب سے گزرا تو اس سے ملاقات تک کرنے کو نہ آیا تیمور کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ 1397ء میں تیمور جس نے اپنی فتوحات کا تسلسل تمام دنیا کے پردہ پر ڈال دیا تھا اور لاہور کو لوٹا۔ 1398ء میں جب اس تیمور نے آریہ ورت پر حملہ کیا تو دریائے بیاس کے کنارے شیخا کھوکھر کے بھائی جسرت کھوکھر نے تیمور کا مقابلہ کیا (بعض تاریخ دان جسرت کھوکھر کو شیخا کھوکھر کا بیٹا لکھتے ہیں) تیمور جموں تک پہنچا اور جسرت کھوکھر اس کے پاس صلح کے مشن کے تحت بھیجا گیا اس وقت تیمور نے شیخا کھوکھر کو شمال مغربی حصوں کا حکمران تسلیم کر لیا مگر چند درباریوں کے بہکانے پر شیخا کھوکھر کو ان علاقوں کی حکمرانی سے خارج کیا جاتا ہے اور سید خضر خان کو ان علاقوں کا حاکم بنایا جاتا ہے جس کو بہادر کھوکھر تسلیم نہیں کرتے۔ جس کے نتیجہ میں تیمور کی فوج لاہور پر حملہ آور ہوتی ہے قلعہ لاہور تباہ کر دیا جاتا ہے بہادر جسرت تو بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن شیخا کھوکھر زخمی حالت میں گرفتار ہوا۔ اور تیمور نے اسے جموں میں اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔
شیخا کھوکھر کی وفات کے بعد اس کے چھوٹے بھائی جسرت کھوکھر نے (1399ء تا 1420ء) جالندھر کو اپنا دارالخلافہ بنایا ملتان، دیپال پور، لاہور، سیالکوٹ، میرپور بھمبر اور راجوروی وغیرہ کے علاقہ پر متصرف تھا۔
خضر خان نے جس کی آنکھیں دہلی کے تخت پر لگی تھیں۔ ملتان سے پیش قدمی کی اور ہانس حصار فتح کر کے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ جسرت کھوکھر نے دہلی کے حکمران کو ریونیو (مالیہ) دینے سے انکار کر دیا۔ جونہی خضر خان نے ملتان چھوڑ کر دہلی پر قبضہ کیا۔ نڈر جرنیل جسرت نے جسارت کر کے لاہور پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر اطمینان سے خضر خان کے حاکم کو بھگا دیا اور شمال کا رخ کر کے دریائے سندھ تک علاقہ اپنے ماتحت کیا اور مقامی سرداروں سے مالگزاری اور خراج وصول کرنا شروع کر دی
جسرت کھوکھر کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر خضر خان نے جالندھر کی جاگیر اپنے ایک سپہ سالار زیرک خاں کو بخش دی تو زیرک خاں حدود سلطنت کھوکھر کی طرف بڑھا تو بہادر جسرت شمالی پنجاب سے آیا اور جالندھر کے

marfat.com

نزدیک خضر خان کے دو سپہ سالاروں ملک خیرالدین اور زیرک خاں کو شکست فاش دے کر اپنی حدود سلطنت سے باہر کر دیا۔ اس اثناء میں خضر خان انتقال کر جاتا ہے اور اس کی جگہ اس کا لڑکا مبارک شاہ دہلی کی حکومت سنبھالتا ہے۔

جب تیمور نے جموں میں قیام کیا تو اس وقت وادی کشمیر پر سلطان سکندر کی حکومت تھی۔ جب تیمور واپس چلا گیا تو سکندر نے جموں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سکندر تھوڑے دنوں کے بعد انتقال کر گیا تو اس کا جانشین علی شاہ کشمیر کا فرمانروا ہوا۔ علی شاہ، زین العابدین کو اپنا جانشین مقرر کر کے حجاز کے سفر کا ارادہ کیا۔ وہ ابھی ٹھٹھہ (سندھ) تک پہنچا تھا کہ لوگوں نے اسے بہکا دیا اور زین العابدین اب تخت اسے ہرگز واپس نہ کرے گا۔ جس پر وہ واپس پلٹا اور زین العابدین کو شکست دے کر دوبارہ حکمران بن گیا۔ زین العابدین بھاگ کر جسرت کھوکھر کے پاس لاہور پہنچا۔ اور اس کی امداد کا طالب ہوا۔ جسرت نے اسے لشکر فراہم کیا۔ جس پر علی شاہ نے جسرت کھوکھر پر حملہ کیا۔ سلطان علی کو اس کے خسر راجہ مدردیش نے یہ پیغام بھجوایا کہ تمہارا مقابلہ گکھڑوں سے ہے جن کی شجاعت و بہادری ضرب المثل ہے اصل میں اس کا مقصد اس کو جسرت کھوکھر سے مقابلہ کرنے سے روکنے کا تھا۔ جسرتھ خاں بذات خود ان کے ہمراہ آیا۔ دونوں بھائیوں میں خونریز لڑائی چھڑ گئی۔ لیکن جلد ہی علی شاہ مغلوب ہو کر جسرتھ خاں کی قید میں آگیا اور زین العابدین مظفر و منصور داخل کشمیر ہوا۔ رعایا پہلے ہی علی شاہ کے مظالم سے نالاں اور شاہی خان کے حسن انتظام کی مداح تھی۔ سب نے بغیر قیل و قال اس کی اطاعت قبول کر لی۔ جسرت نے علی شاہ کی شکست کے بعد تعاقب کرتے ہوئے اس کی سلطنت کے ایک بہت بڑے حصہ پر خود قبضہ کر لیا اور بقایا کشمیر پر زین العابدین کو اپنا باجگزار کر کے حاکم مقرر کیا۔ اور شاہی خاں جو کہ بعد میں اپنی فراست سے بہترین حاکم ثابت ہوا اور زین العابدین اور بڈھ شاہ کا لقب پایا نے جسرت کھوکھر کے جرنیل کی حیثیت سے تبت کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ جسرت کھوکھر نے زین العابدین کی امداد کر کے اور اسے حکمرانی دلا کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ بہادری اور انصاف پسندوں اور آزاد شاہینوں کا ساتھی اور مددگار ہے۔

جسرت کھوکھر جالندھر سے مشرق کی طرف پیش قدمی کی تاکہ دہلی پر قبضہ کر سکے لودھیانہ پر قبضہ کے بعد روپڑ و فتح کر کے ایک وسیع سلطنت کا مالک ہوا۔ اور اس کے سپہ سالار امرالامراء ملک طغا ترک نے لاہور کے مغرب میں دریائے سندھ تک تمام علاقوں پر تصرف کر کے سلطنت کھوکھر میں شامل کیا۔

مبارک شاہ والی دہلی کو جسرت کھوکھر کی طاقت کا بخوبی اندازہ تھا۔ اس پر اس نے اپنے سپہ سالار زیرک خاں کو بھاری لشکر کے ساتھ مقابلہ کیلئے بھیجا مگر حدود تھانسیر کے مقام پر بادشاہ جسرت نے دہلی کی فوج کو شکست دے کر زیرک خاں کو زندہ گرفتار کر لیا۔

جب پنجاب کے مقامی مسلمان سرداروں نے جسرت کھوکھر کو ملک طغا ترک کے خلاف اس کے عہدے سے ہٹانے کے لئے مہم کا آغاز کیا اور جسرت کھوکھر کو اس کے خلاف عرضداشت بھیجی۔ جس پر جسرت نے کوئی عمل نہ کیا۔ اس پر ان سرداروں نے آپس میں مل کر سازش تیار کرنا شروع کر دی۔ جب اس امر کی خبر دہلی کے حکمران کو پہنچی کہ جسرت کی قوم کے سردار اس کے خلاف ہو گئے ہیں۔ تو دہلی کے حکمران نے بہلول

marfat.com

لودھی پٹھان کو لاہور پر حملہ کرنے کیلئے ابھارا ۔ اور مبارک شاہ حکمران بذات خود لدھیانہ پر حملہ آور ہوا ۔ تو جسرت بہادر نے لودھیانہ سے نکل کر قبول پور گاؤں کے پاس لشکر آراستہ کرنے میں مشغول ہوا تو اس دوران اس کا قیدی زیرک خاں قید سے فرار ہو کر مبارک شاہ سے جا ملا ۔

کافی دنوں تک افواج آمنے سامنے رہیں ۔ برسات کے شروع ہوتے ہی دریائے ستلج میں طغیانی آگئی ۔ اتفاقاً ایک رات پانی کم ہوا ۔ مبارک شاہ نے جسرت کے لشکر پر شب خون مارا ۔ اس اچانک حملہ نے جسرت کی فوج کو منتشر کر دیا اور اس بے سروسامانی کی حالت میں جسرت جموں پہنچا ۔ اس وقت جموں کا راجہ رائے بھیم اس کا ماتحت تھا ۔ اس کی امداد کے بعد کھوکھر گجرات پہنچا اور دوبارہ ایک بہادر اور عزم سے بھرپور سپاہی کی طرح لشکر بنانے میں مشغول ہوا ۔ لاہور پر حملہ کی نیت سے فوج اکٹھی کی اور لاہور کا رخ کیا مگر رائے بھیر نے بادشاہ دہلی کے بعد از سازش و عہد و پیمان جسرت کو کمک نہ بھیجی ۔ جس پر مجبوراً کھوکھر کو لاہور کا محاصرہ اٹھا کر جموں کے راجہ رائے بھیم دیو پر حملہ کرنا پڑا ۔ رن پڑا اور بھیم مارا گیا ۔ اس کے بعد اپنی ہٹ کا پکا جسرت لاہور پر حملہ آور ہوا مگر جب حاکم لاہور قلعہ میں محصور ہو گیا تو محاصرہ کرنے میں مصلحت نہ سمجھی چنانچہ شمال کا رخ کر کے دریائے سندھ تک کا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا تو ملک سکندر تحفہ نے دریائے چناب کے شمال میں کھوکھر سے مقابلہ کیا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بھاگ کر لاہور پہنچ گیا ۔

جسرت کھوکھر کی شجاعت و بہادری اور دلیری نے امیر کابل امیر شیخ علی کو بھی بہت متاثر کیا ۔ جسرت کھوکھر اور ملک سکندر حاکم لاہور کی معرکہ آرائیاں ہوئیں جسرت کھوکھر نے قصبہ کلانور کا محاصرہ کر لیا تو ملک سکندر تحفہ امیر لاہور (اہل کلانور) مدد کے لئے کلانور کی طرف روانہ ہوا تو جسرت نے کلانور کا محاصرہ اٹھا کر چند کوس بڑھا جہاں اس کے اور ملک سکندر کے درمیان جنگ ہوئی جس میں مشیت ایزدی سے بہادر جسرت کھوکھر غالب آیا اور ملک سکندر کو شکست ہوئی اور وہ اپنے لشکر کے ہمراہ لاہور واپس چلا آیا ۔

دوبارہ ملک سکندر اور اس کے ساتھی رائے غالب کلانوری کی افواج کے ساتھ جنگ لڑنا پڑی جس میں ملک سکندر کو کامیابی ہوئی ۔ جسرت ہمت عزم و بہادری کی چٹان ہار ماننے والا نہ تھا وہ ایک جمعیت کثیر کے ساتھ پہاڑوں سے نکل کر دریائے جہلم ، راوی اور بیاس کو عبور کرتا ہوا جالندھر کے قریب جا نکلا اور ملک سکندر کے سامنے ایک شیر کی مانند ظاہر ہوا ۔ اسے شکست دیتے ہوئے زندہ گرفتار کر لیا ۔

دہلی کے بادشاہ نے ملک الہداد کا کالودھی کے سپرد لاہور اور جالندھر کا علاقہ کیا تاکہ جسرت کھوکھر کو شکست دے سکے ۔ جسرت جو کہ جنگ کے لئے آمادہ اور مستعد تھا دریائے بیاس کو عبور کر کے باجواڑہ (ماچھیواڑہ) کی حدود میں داخل ہوا ۔ جہاں جنگ ہوئی اور ایک بار پھر بہادر جسرت کو خداوند تعالیٰ نے فتح بخشی ۔

سلطان محمد شاہ حاکم دہلی نے ملک بہلول کو دیپالپور و لاہور کی حکومت عطا کر کے جسرت کھوکھر کا قلع قمع کرنے پر مامور کیا ۔ جسرت کھوکھر نے بہلول لودھی سے صلح کر کے اس کو سلطنت دہلی پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی ۔ چنانچہ اس کے دل میں سلطنت دہلی پر قبضہ کرنے کی خواہش چٹکیاں لینے لگی اور اس نے اطراف و اکناف سے افغانوں کو اپنے گرد جمع کرنا شروع کر دیا اور جرات کر کے دہلی کا محاصرہ کیا مگر ناکامی ہوئی ۔

marfat.com

سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد سلطان علاؤالدین بن محمد شاہ تخت دہلی پر بیٹھا وہ اپنے باپ سے زیادہ سست اور گیا گزرا تھا۔ چنانچہ بہلول لودھی جیسے طالع آزما شخص نے دہلی میں خانہ جنگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت پر قبضہ کر لیا، اس طرح لاہور کبھی قوم کھوکھر (گکھڑ) کے قبضہ میں رہا اور کبھی شاہی خاندان حکمران یعنی سادات کا اس پر قبضہ رہا۔

بابر نے ہندوستان پر 925ھ تا 932ھ تک پانچ حملے کئے۔ پہلے حملہ کے وقت جب بابر بستیوں کو لوٹتا ہوا واپس پہاڑوں کے دامن پہنچا تو کھوکھروں کی مزاحمت سے اسے سینکڑوں سپاہی اور گھوڑے ضائع کرنا پڑے۔

جب بابر نے سلطنت کھوکھر پر حملہ کیا پہاڑ کے دامن کے ساتھ ساتھ سیالکوٹ کا راستہ اختیار کیا۔ کھوکھروں کو پیچھے ہٹتے ہوئے قلعہ پرہالہ میں محصور ہونا پڑا۔ جب مغل قلعہ کے سامنے آن پہنچا تو ہاتھی کھوکھر نے قلعہ کا دروازہ کھول کر دشمن پر عقاب کی طرح جھپٹا۔ ہزارہا بہادر میدان میں مارے گئے اور ہاتھی کھوکھر دوبارہ قلعہ میں محصور ہونے کا خیال ترک کر کے کوہستان کا رخ کیا اور ایک آزاد شیر کی طرح بقیہ زندگی تک مغل حکمرانوں پر چھاپے مارتا رہا۔

جب شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو نکال دیا تو کھوکھروں نے دریائے سندھ کے ساتھ پھر حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ جبکہ گکھڑ سرداروں کو بلا بھیجا کہ آکر اطاعت قبول کریں۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی اقتدار کے گھمنڈ میں تیروں کے پیکان کے چند گٹھے اور ببر شیر کے دو بچے جواب کے طور پر بھیج دیئے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم شیر دل اور جنگجو ہیں۔

لیکن افسوس کہ بہادر، نڈر جسرت کھوکھر اپنی بیوی کے ہاتھوں مارا گیا۔ جو کہ رائے بھیم کی لڑکی تھی۔ اور اس نے اس طرح اپنے والد کی موت کا بدلہ لے لیا۔

ہاتھی کھوکھر کے بعد سلطان آدم کھوکھر نے سوری حکومت کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر گجرات پر پھر قبضہ کر لیا جسرت کھوکھر اور دیگر کھوکھروں کی ناکامی اندرونی خلفشاری اور مرکزی نقطہ سے دوری کا باعث بنی ورنہ جس طرح شیخا کھوکھر اور جسرت کھوکھر نے بیرونی حملہ آوروں کا جس دلجمعی، بہادری، جوانمردی اور نڈر قیادت سے مقابلہ کیا اگر ان جیسے ایک دو جرنیل یہ مٹی پیدا کرتی تو مغلوں کی سلطنت کا وجود تک نہ ہوتا۔

اگر میں تناسخ کا قائل ہوتا تو یہاں پر ضرور کہتا کہ ماضی کے ان بہادروں کی روحیں اب بھی عالم ارواح میں چین سے نہیں رہنا چاہتیں بلکہ موجودہ دور کی جنگوں (1965ء، 1971ء) میں ان طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں بار بار اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر مختلف ناموں سے اس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جسرت کھوکھر المعروف جسری کھوکھر کی قبر ضلع گجرات نزد ہیڈ مرالہ کوری کے قلعہ نما جگہ پر ہے اس قلعہ نما جگہ پر پتھر کی بنیادوں کے آثار ملتے ہیں دریائے چناب توی قریب بہتے ہیں۔

بشکریہ عارف میر ایڈووکیٹ

المیر ٹرسٹ لائبریری مرکز تحقیق و تالیف میر سٹریٹ بھمبر روڈ گجرات

marfat.com

کتابیات

- تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی ، خواجہ نعمت اللہ ہروی ، ترجمہ شبیر حسین ، اردو سائنس بورڈ لاہور 1986ء

2 ۔ تاریخ گوجر (آزادی کے پروانے) علی حسن چوہان

3 ۔ احمد شاہ ابدالی گنڈا سنگھ

4 ۔ تاریخ لاہور ، کنہیا لال ہندی ، مرتبہ قلب علی خاں مجلس ترقی ادب لاہور طبع 1987ء

5 ۔ تاریخ پنجاب ، سید محمد لطیف 1880ء سنگ میل لاہور طبع 1982ء

6 ۔ کرانیکل آف گجرات ، کیپٹن ۔ اے سی ایلیٹ 1902ء

7 ۔ تاریخ فرشتہ ، محمد قاسم فرشتہ ، ترجمہ عبدالحئی خواجہ ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ، لاہور

8 ۔ تاریخ جموں ۔ مولوی حشمت اللہ خاں لکھنوی ، ویری ناگ پبلشرز 1991ء

9 ۔ تاریخ رشیدی ۔ مرزا محمد حیدر دغلت ترجمہ ڈینی سن روز

10 ۔ تاریخ پونچھ ۔ سید محمود آزاد ، ادارہ معارف کشمیر پونچھ آزاد کشمیر 1975ء

11 ۔ تاریخ اقوام پونچھ ۔ محمد الدین فوق ۔ ویری ناگ ۔ آزاد کشمیر 1991ء

12 ۔ تاریخ کشمیر ، سید محمود آزاد ۔ سادات پبلی کیشنز مظفر آباد آزاد کشمیر 1990ء

13 ۔ آئین اکبری ۔ علامہ ابوالفضل ترجمہ محمد فدا علی طالب ، سنگ میل ۔ لاہور

14 ۔ ملفوضات تیموری ۔ ایلیٹ ہسٹری

15 ۔ ہسٹری آف ہل سٹیٹس جلد دوم ۔ جے ہچی سن ، جے پی دوگل ۔ گورنمنٹ پرنٹنگ لاہور 1933ء

16 ۔ تاریخ کشمیر (مکمل) محمد الدین فوق ۔ ویری ناگ ۔ آزاد کشمیر

17 ۔ گجرات کی بات ۔ اسحاق آشفتہ (اہل گجرات کا مزاحمتی رویہ / اصغر علی گھرال)

18 ۔ تزک بابری ۔ ترجمہ رشید اختر ندوی

19 ۔ بابر نامہ (انگریزی) ترکی زبان سے ایننی ۔ ایس بیورج سنگ میل 1979ء

20 ۔ تاریخ مبارک شاہی ۔ یحیی بن احمد سرہندی ۔ مترجم ڈاکٹر آفتاب اصغر اردو سائنس بورڈ ۔ لاہور 1986ء

=====

marfat.com

جٹ اور چوہدری رحمت خاں وڑائچ جلالپوریہ حاکم گجرات

****

جاٹ .... ان کو چینی میں یوچی یا یو کی ۔ تاتاری جت ، سندھ میں جت یا جتوئی ، پوٹھوہار میں جٹ اور پنجاب میں جاٹ کہتے ہیں ۔ دریائے گنگا و جمنا کے کناروں پر بھی وہ جاٹ ہی کہلاتے ہیں کرنل ٹاڈ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے فرماں رواؤں میں 363 شاہی خاندان ہیں ان میں سے ایک خاندان شاہی جٹ قوم سے بھی متعلق اور ان کی تقریباً 112 گوتیں اور بعض 140 گوتیں تک بتاتے اور تحریر کرتے ہیں اور یہ قوم کشتی بازی کرتی ہے ان کی ابتدا اور حسب نسب کے متعلق اکثر تاریخ دان محقق متفق نہیں ۔ بعض ان کو ہرات اور اس کے قرب وجوار کے رہنے والے بتاتے ہیں اور کئی معتبر محقق ان کے بارے کہتے ہیں 126 قبل مسیح جاٹوں نے خراسان کو فتح کیا اور سن عیسوی کے آغاز میں انہوں نے اٹک اور پوٹھوہار کا علاقہ فتح کیا جیت اعظم کا پایہ تخت ... تھا اور جاٹوں کا مسکن اٹک کے گردو نواح تھا اور ان کا مذہب آفتاب پرستی بیان کیا گیا ہے اور کئی اس بات پر ... ہیں کہ تو گل تاشی تیمور قوم جاٹ کا بڑا خان تھا راجپوت اور جاٹ ایک ہی نسل ہے ۔ تاریخ جھنگ میں رقم ہے کہ پنجاب حکومت جاٹوں کے قبضہ میں رہی ان کی پایہ تخت راوی اور چناب کے درمیان تھا تقریباً یہی زمانہ مہا بھارت کا ہے ۔

جٹ قوم کی ایک گوت وڑائچ جن کا سلسلہ راجہ کرن سورج بنسی سے ملاتے ہیں کسی زمانے میں وڑائچ مورث اعلیٰ قوم راجپوت ہندو گوت وڑائچ ایک معتبر ذی عزت تھا دہلی سے وجہ معاش ضلع حصار میں بودو باش اختیار کی اور بعد میں اجازت سلطان محمد تغلق بادشاہ وقت سے گوجرانوالہ جنگل ویرانہ کو آباد کیا اور رفتہ رفتہ دریائے چناب عبور کر کے گجرات ضلع میں اکثر گاؤں آباد کئے بعض نے اس طرح تحریر کیا ہے کہ ان کے بزرگوں میں سے دریائے چناب سے گزر کیا تو کنارہ دریا کے گھاس سبز بیلا چراگاہ مال مویشی نظر آیا سب نے خوش ہو کر جائے آرام پسند کر کے گھاس چارہ کو واسطے مویشی غنیمت جانا اور مسکن بنایا۔

قوم جٹ وڑائچ سے بڑے بڑے شیر دل جوانمرد ہوئے ۔ اور اپنی بہادری سے اپنی نسل کو متعارف کرایا ۔ اور مقام پیدا کیا ۔ جن کا سلسلہ جیتو وڑائچ ، ہریا و گیتا ، ابو ، جبو سے ہوتا ہوا اپنے وقت کے نامی گرامی اور اس علاقہ گجرات کی ایک مزاحمتی قوت رحمت خان وڑائچ کے نام نامی سے مشہور ہوا ۔ اپنے وقت کا مانا ہوا سردار جو موجودہ ضلع گجرات کی شناخت تھا اور اس وقت کے جرنیلوں اور فاتحوں کی محفلوں میں اس کا نام گرامی اس علاقہ کی شناخت تھا ۔

جب نادر شاہ ایران سے آ کر ملک پنجاب کو تسخیر کرتا ہے اور مقام روہتاس کو اپنے تصرف میں لاتا ہے تو اس وقت راجہ ہمت خان گکھڑ بوگیال ، چودھری عبدالرحیم پسوال اس کی خدمت میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں ۔ اور اس کے حکم سے قلعہ روہتاس میں ملازمت حاصل کرتے ہیں ۔ تو اس وقت رحمت خان وڑائچ ملکہ جلالپور اپنی ہمت اور کثرت اولاد سے بہت سے مقامات پر قابض ، انتظام مال گزاری زمینداری اور افزائش آبادی کے سلسلہ سے مستحکم ضلع گجرات میں اپنا تصرف رکھتا ہے ۔ عبدالرحیم گوجر کالہ والا غائبانہ سکھوں سے ساز باز کرنے لگا تو قوم گکھڑ

marfat.com

زبردست ہے ۔ اور ان کو نیست و نابود کر کے یہاں کی ریاست حاصل کر لو ۔ اس وقت بلند خان چچا احمد شاہ درانی دو آبہ سندھ ساگر سے قلعہ روہتاس آیا ۔ اور عبدالرحیم گوجر کالہ والا کی سازش کامیاب ہوئی اور فریب سے ایک عرضی از طرف راجہ ہمت خان گکھر بوگیال سے بدیں مضمون کہ ہم قوم گکھر وڑائچ جلالپور والے و چودھریانی ڈنگہ منتظر تشریف آوری سکھاں ہیں ۔ جس وقت فوج دریا عبور کرے گی ۔ قلعہ روہتاس پر تصرف کروا دیویں گے ۔ اس افترا کو بلند خان درست سمجھا اور اس نے چودھری رحمت خان وڑائچ جلال پوریہ ، راجہ ہمت خان ، اللہ داد ، چودھری گوجر ڈنگہ کو اس امر کی خبر ہوئے بغیر کہ ان کو کس مقصد انجام کے لئے بلایا جارہا ہے طلب کیا ۔ عبدالرحیم گوجر کالہ والا کی سازش و دلی مراد کامیاب ہوئی اور اپنے علاقہ کے نامی گرامی رئیس کو قتل کروا دیا ۔ اور بعد از قتل دروازہ قلعہ روہتاس " سہیل " کے باہر دفن کیا گیا ۔ اس سازش عبدالرحیم کے بعد قلعہ روہتاس سکھوں نے فتح کیا ۔ اور عبدالرحیم گوجر نے اپنا اثر و رسوخ بڑھایا ۔

گنڈا سنگھ اپنی کتاب احمد شاہ ابدالی کے باب بابت ساتواں حملہ ہندوستان پر 1763ء - 1764ء میں اس طرح رقمطراز ہیں " اوائل موسم گرما میں سردار چڑہت سنگھ ، سردار گوجر سنگھ بھنگی کے ساتھ روہتاس کے افغان فوجدار سربلند خان پر حملہ کرنے کے لئے شمال مشرق کی جانب روانہ ہوا ۔ ان سرداروں کی غیر حاضری میں سربلند خان نے دریائے جہلم کو پار کر کے گجرات پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے چودھری رحمت خان اور دیوان شیو ناتھ کو سکھوں سے دوستی رکھنے کی بنا پر قتل کروا دیا "

اور ڈاکٹر پروفیسر احمد حسین قریشی اس واقعہ کو اپنی کتاب " ضلع گجرات " میں اس رنگ میں بیان کرتے ہیں کہ رحمت خاں وڑائچ پٹھانوں سے معافی مانگنے کے لئے دیوان شیو ناتھ کو لیکر نواب سربلند خاں کے پاس روہتاس گیا ۔ مگر اسے مقرب خاں کی موت کا دکھ تھا ۔ اور اس نے اس دکھ کی بنا پر کہ رحمت خاں نے سکھوں کو دعوت حملہ دی تھی ۔ اسے معافی نہ دی بلکہ الٹا لٹکا کر قتل کر دیا " جو کہ رحمت خاں وڑائچ کے کردار ، سمجھ بوجھ اور جس فہم و فراست سے اپنے علاقہ کا سردار مانا جاتا تھا ۔ اگر اس حقیقت کو سامنے رکھا جائے تو پھر مہکراج قانونگو کی بات کو درست تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کا قتل عبدالرحیم گوجر کالہ والا کی سازش اور اس افترا کی وجہ سے تھا جو سربلند خان نواب کے دل میں ڈالی گئی ۔ نہ کہ رحمت خان وڑائچ معافی مانگنے گیا تھا ۔ اگر اس نے سازش کی ہوتی تو کسی صورت میں بھی وہ معاف کئے جانے کی رعائت کی توقع کم از کم افغان سردار سے نہ رکھ سکتا تھا ۔ مگر جلد ہی احمد شاہ درانی نے تسخیر پنجاب کیا اور عبدالرحیم گوجر کالا والا اپنے انجام کو پہنچا ۔

چودھری رحمت خاں وڑائچ کے بعد اس کی نسل خوب پھلی پھولی اور اب بھی چودھری رحمت خاں کی نسل سے چوھدری ساجد علی وڑائچ ولد محمد صادق وڑائچ سکنہ جلال پور جٹاں خاندان کے پاس احمد شاہ ابدالی کا فرمان حکمرانی و مالک علاقہ ہونے کا تصدیق نامہ ان کی تحویل میں ہے ۔ ان کے بزرگوں نے محلات پسرور ، سیالکوٹ اور گجرات میں بنائے ۔ ور قلعہ اسلام گڑھ بھی ان کی سابقہ حکمرانی کا تاریخی ثبوت تھا ۔

---

marfat.com

قصہ سوہنی مہینوال

جب ریڈیو ، ٹیلی ویژن ، وی سی آر ، ٹیپ وغیرہ ایجاد نہیں ہوئے تھے ۔ پنجاب کے دیہات میں شادی بیاہ ، خوشی کے موقع پر یا فرصت کے اوقات میں تفریح کیلئے فنکار ہیر رانجھا ، سسی پنوں ، سوہنی مہینوال کے قصے ترنم سے بیان کرتے ۔ سوہنی مہینوال پر لاتعداد شاعروں نے اپنے اپنے انداز میں یہ قصہ پنجابی زبان میں تحریر کیا ہے ۔ سوہنی کا تعلق گجرات شہر جبکہ مرزا عزت بیگ عرف مہینوال کا تعلق بلخ بخارا سے تھا ۔ جو تجارت کی غرض سے ہندوستان آیا کرتا ۔ مقامی روایات کے مطابق اسے مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے دربار تک رسائی حاصل تھی ۔ دہلی اور کابل کو ملانے والی شاہراہ گجرات سے گزرتی تھی ۔ حملہ آور تجارتی قافلے دوران سفر گجرات میں قیام کرتے ۔ مرزا عزت بیگ نے دوران سفر گجرات میں چند روز قیام کیا ۔ گجرات کے مٹی کے برتن دور دور تک مشہور تھے ۔ مرزا عزت بیگ نے مٹی کے برتن بطور نمونہ حاصل کرنے کیلئے ملازم کو بھیجا ۔ تلے نے اپنی لڑکی کو کہا کہ گاہک کو برتن دے دو ۔ تلے کی بیٹی جو حسن میں اپنی مثال آپ تھی ۔ مرزا عزت بیگ کے ملازم نے حسین لڑکی کو دیکھا تو واپس جا کر مرزا عزت بیگ سے سوہنی کے حسن کی بہت زیادہ تعریف کی مرزا عزت بیگ کے دل میں حسین ترین لڑکی سوہنی کو دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا ۔ سوہنی کو دیکھنے کے لیے برتن خریدنے کے بہانے سوہنی کے گھر پہنچا ۔ سوہنی کو ایک جھلک دیکھتے ہی اسے دل دے بیٹھا ۔ سوہنی کے درشن کیلئے مہینوال روزانہ برتن خریدنے سوہنی کے گھر جاتا ۔ سوہنی کے گھر سے برتن خرید کر انہیں کم قیمت پر فروخت کر دیتا ۔ نفع کی بجائے نقصان بلکہ برتن ادھار خریدنے شروع کر دیے ۔ آخر کار تمام پونجی ختم ہو گئی ۔ اثاثہ ختم ہوتے ہی تمام ساتھی بھی ساتھ چھوڑ گئے ۔ ان ساتھیوں نے واپس جا کر مرزا عزت بیگ کے والد کو تمام ماجرہ سنایا کہ آپکا بیٹا ایک ایسا کاروبار کر بیٹھا ہے کہ اب اس کی واپسی کے امکان نہیں ہیں ۔ قرض اتارنے کے لیے دل کے ہاتھوں مجبور مہینوال نے سوہنی کے باپ کے گھر جھاڑو کش صفائی کرنے کی ملازمت اختیار کی ۔ ایک روز مہینوال نے سوہنی سے دل کی کیفیت بیان کی ۔ سوہنی کے بھی یہی جذبات تھے ۔ سوہنی کی سفارش پر اس کے والد نے مرزا عزت بیگ سے کہا کہ وہ دریائے چناب کے بیلے میں اس کی بھینسیں چرانے کیلئے لے جایا کرے ۔ پنجابی میں مہینوال بھینس چرانے والے کو کہتے ہیں ۔ مرزا عزت بیگ اب مہینوال بن گیا ۔ سوہنی مہینوال کو

marfat.com

ملنے بیلے آیا کرتی ۔ عشق اور مشک کب چھپے رہتے ہیں ۔ دونوں کے عشق کے چرچے سوہنی کے رشتہ داروں کے پاس پہنچے ۔ سوہنی کے والد تلے نے مہینوال کو ملازمت سے نکال دیا ۔ اور سوہنی کی شادی کر دی ۔ ان دنوں

دریائے چناب گجرات کے قریب بہتا تھا ۔ مہینوال نے دریا کے دوسرے کنارے ایک جھونپڑی بنا لی اور اس جھونپڑی میں رہنا شروع کیا ۔ روزانہ دن کو مچھلی کا شکار کر کے وہ مچھلی بھون کر گھڑے کے ذریعے دریا عبور کر کے سوہنی کو پیش کرتا ۔ ایک روز دریا میں طغیانی کی وجہ سے مہینوال کو مچھلی نہ ملی ۔ چنانچہ اس نے اپنی ران کا گوشت کاٹ کر سوہنی کو پیش کیا سوہنی نے گوشت کا ذائقہ چکھا تو مہینوال سے کہا کہ یہ مچھلی کا گوشت نہیں ہے ۔ مہینوال نے جب ران کا وہ حصہ دکھایا جہاں سے گوشت کاٹا تھا ۔ مہینوال کے زخم دیکھ کر سوہنی تڑپ اٹھی مہینوال سے کہنے لگی کہ اب وہ دریا گھڑے کے ذریعے تیر کر اسے ملنے آیا کرے گی ۔ سوہنی گھڑے کے ذریعے تیر کر مہینوال سے ملتی رہی ۔ ایک روز سوہنی کی نند دونوں کو ملاقات کرتے دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئی ۔ اس سے دونوں کا ملاپ برداشت نہ ہو سکا اس نے چوری چھپے پکے گھڑے کی بجائے مٹی کا کچا گھڑا رکھ دیا ۔ وفا کی دھرتی میں جنم لینے والی سوہنی کچے گھڑے کے ذریعے دریا میں کود گئی ۔ دریا کے عین وسط میں کچا گھڑا دریا برد ہو گیا ۔ اور سوہنی دریائے چناب کی لہروں کی نذر ہو گئی ۔ سوہنی کی روح نے مہینوال کو پکارا مہینوال نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور سوہنی کی باہوں کو تھام لیا ۔ حسن عشق ایک ہو گئے ۔ دونوں کو دریا نے اپنی آغوش میں لے لیا ۔ سوہنی مہینوال کی لوک داستان کو شاعروں نے اپنے رنگ میں تحریر کیا ہے ۔ دائم اقبال دائم نے سوہنی مہینوال کے قصہ کا جو خاکہ پنجابی میں پیش کیا ہے ۔ وہ بہت پسند کیا گیا ہے ۔ دائم کے کلام میں حکمت، تصوف، صوفیانہ رنگ نمایاں نظر آتا ہے ۔ سوہنی، دریائے چناب اور گجرات ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں ۔ آج بھی گجرات کو سوہنی کے شہر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ یہ حسن گجرات کو کشمیر سے ملا ہے ۔ گجرات کی سرحد کشمیر سے ملتی ہے ۔ کشمیر جسے جنت بے نظیر کا نام دیا گیا ہے ۔ کشمیر قدرتی حسن کی دولت سے مالا مال ہے ۔ کشمیر کے باشندے بھی خوبصورت ہیں ۔ کشمیر کے بیشتر باشندے روزگار کی تلاش میں کشمیر کے گردو نواح کے اضلاع سیالکوٹ، گجرات، جلالپور جٹاں، گوجرانوالہ اور لاہور میں آکر آباد ہو گئے ۔ ذہانت اور محنت کے بل بوتے پر ترقی کرتے کرتے یہیں پر مستقل طور پر آباد ہو گئے ۔ صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی ان میں کشمیر کے حسن کا عکس نمایاں ہے ۔

marfat.com

دوسری جنگ عظیم میں
گجرات کا تعمیر کردہ ہوائی اڈہ

****

گجرات سے تقریباً 4، 5 کلومیٹر کے فاصلے پر بھمبر روڈ کے قریب یہ ہوائی اڈہ دوسری جنگ عظیم کے دوران تعمیر ہوا۔ دوران جنگ یہ ہوائی اڈہ جرمن لڑاکا طیاروں کی زد سے محفوظ رہا۔ یہ ہوائی اڈہ اچھے خاصے رقبے پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کا ایک رن وے صابو وال کی طرف اور دوسرا جوڑ جلالپور کی طرف جاتا ہے۔ پاکستان کی جب بھی کوئی اہم شخصیت گجرات کے دورے پر آتی ہے تو اس ہوائی اڈے کی سنی جاتی ہے۔ اس موقع پر ہوائی اڈہ کی مرمت اور صفائی وغیرہ کر دی جاتی ہے۔ کبھی کبھار یہ ہوائی اڈہ فوج میں زیر تربیت ڈرائیوروں کی ٹریننگ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اہم دنوں میں یہ ہوائی اڈہ ان شہریوں کے لئے تربیت گاہ کا کام دیتا ہے جو ڈرائیونگ سیکھنا چاہتے ہیں۔ دھان کے موسم میں یہ ہوائی اڈہ مونجی خشک کرنے کے لئے ٹھیکیداروں کے پاس رہتا ہے۔ مونجی کے خریدار ہوائی اڈہ پر چاول کی فصل خشک کرتے ہیں۔ بوریوں میں بھر کر ٹرکوں پر لاد کر منڈیوں کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ آج کل ٹریکٹر ٹرالیوں والے ہوائی اڈہ سے مٹی حاصل کر کے زیر تعمیر سڑکوں اور عمارتوں کو مہیا کرتے ہیں۔ جس چار دیواروں میں جہاز کھڑے ہوتے تھے۔ وہاں گردو نواح کی آبادی کی عورتوں نے اپلے تھاپ رکھے ہیں۔ یہ ہوائی اڈہ کی شکل میں تعمیر کیا گیا ہے۔ جو بھمبر روڈ اور نالہ بھمبر کے درمیانی حصہ میں ہے۔

جس سال مہینے میں ہوائی اڈہ کا جتنا حصہ تعمیر ہوتا اس حصہ میں سن تعمیر درج ہے۔ رن وے اچھا خاصا چوڑا ہے۔ اس کے دونوں طرف نکاسی آب کے لئے نالیاں تعمیر کی گئی ہیں۔ گجرات کا یہ ہوائی اڈہ 1941ء سے لے کر 1945ء تک تعمیر ہوا۔ برطانوی سامراج کو روس سے شدید خطرہ لاحق تھا۔ جس کی وجہ سے یہ دفاعی ہوائی اڈہ تعمیر کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس علاقہ میں افرادی قوت بھی آسانی سے مہیا ہو سکتی تھی۔ سیالکوٹ، گوجرانوالہ سے جنگی سازو سامان بھی تیار ہونے لگا۔ اس ہوائی اڈہ پر جنگی طیاروں کے علاوہ ٹرانسپورٹ طیارے بھی اترتے تھے۔ اور یہاں سے اجناس دوسرے علاقوں کو روانہ کی جاتی تھی جنگ کے دوران یہ ہوائی اڈہ سپلائی کا کام بھی دیتا تھا۔ اس علاقہ کے چند بزرگوں نے جو اڈہ کی تعمیر میں بطور مزدور کام کرتے رہے، نے بتایا کہ 80، 80 بوریاں گندم ایک ہی جہاز میں لادی جاتی تھیں۔ برطانیہ کے علاوہ کنیڈا سے فوجی یہاں تعینات تھے۔ ان فوجیوں کی تعداد 150 کے قریب ہوتی تھی۔ اڈہ کی تعمیر میں ہندوستان اور پاکستان کے کاریگر دور دراز کے علاقوں سے آئے تھے۔ رولر کو بیلوں کے ذریعے چلایا جاتا اور کئی کئی دن رات یہاں ریت سیمنٹ بجری اکٹھی کرتے۔ ہنگامی حالات میں بسوں کو بطور ٹرک استعمال کیا جاتا۔ چھوٹی

marfat.com

ی ایک ریلوے لائن بچھائی گئی جس کے ذریعے مکسچر مصالحہ دور تک پہنچایا جاتا۔ کنویں سے دن رات پانی نکالا جاتا اور پانی نکالنے کی اجرت دی جاتی۔ اور وقفے وقفے کے بعد بیلوں کی جوڑی کنواں کے آگے جوت دی جاتی۔ ہوائی اڈہ کے قریب ایک بیرک بھی تعمیر تھی۔ بیرک میں ہوائی اڈہ کا عملہ قیام کرتا۔ ہوائی اڈہ پر بیل وقت کئی طیارے اترتے۔ اس ہوائی اڈہ پر جب پہلا جہاز اترا۔ تو دور دوز سے لوگ جہاز دیکھنے آئے۔ ہوائی اڈہ کی صفائی کے لئے مقامی پولیس کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ ہوائی اڈہ کے گردونواح زرعی زمینیں ہیں۔ جونہی کوئی جہاز رن وے پر اترتا۔ بیل کھیتوں سے بھاگ جاتے۔ جہازوں کے شور سے بھینسیں، رسے تڑوا کر بھاگ نکلتیں۔ اڈہ کی تعمیر میں سینکڑوں مزدوروں اور کاریگروں نے کام کیا۔ اور دور دراز سے لوگ یہاں آئے۔ یہ ہوائی اڈہ تقریباً 5 سال میں تعمیر ہوا۔ رن وے پر 1941، 42، 43، 44، 45 درج ہیں۔ سال کے ساتھ ہر مہینے کا دن بھی درج ہے۔ ہوائی اڈے پر ٹینکرز کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر اس ہوائی اڈہ کو بنایا جائے تو گجرات کے شہروں اور صنعت کاروں کے لئے کارآمد ہو سکتا ہے۔ اور ملک کے بڑے شہروں، لاہور، اسلام آباد، پشاور، راولپنڈی اور دوسرے شہروں کا رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ گجرات کے علاوہ سیالکوٹ، بھمبر اور دوسرے گردونواح کے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

marfat.com

میونسپل ماڈل ہائی سکول گجرات

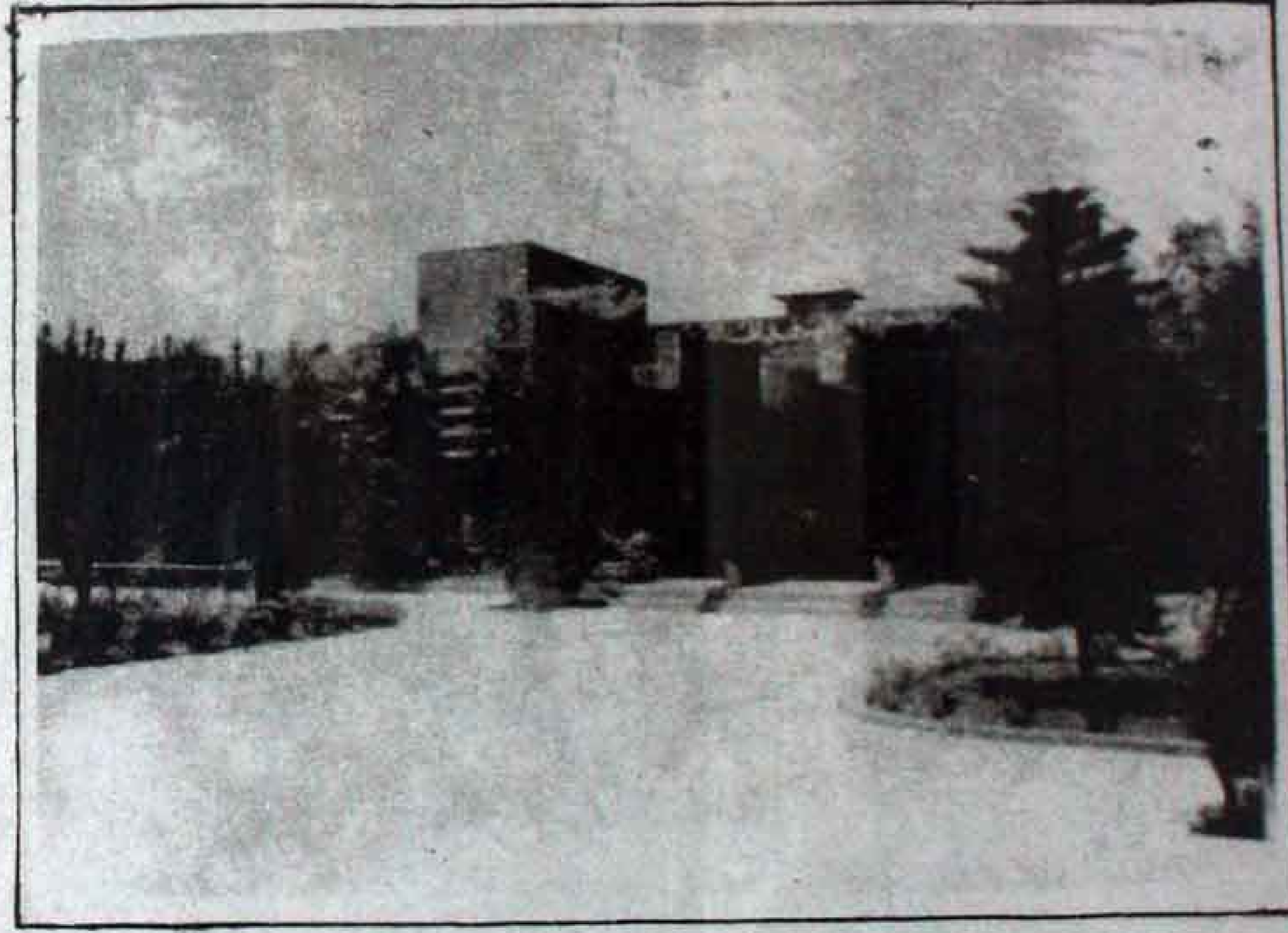

گجرات کی معیاری تعلیمی درسگاہ میونسپل ماڈل ہائی سکول جو تحصیل آفس کے قریب ہے، اس درسگاہ میں بیک وقت تقریباً 4 ہزار کے لگ بھگ طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس درسگاہ نے بڑی بڑی قابل ترین شخصیات پیدا کیں جو ملک کی خدمت کر رہی ہیں۔ سکول کی بنیاد اس وقت کے ڈپٹی کمشنر احمد صادق نے رکھی تھی۔ ڈپٹی کمشنر احمد صادق کے دور کی تعمیر کردہ عمارتیں ان کے تعمیری ذہن کی عکاسی کرتی ہیں۔ میونسپل ماڈل سکول میں مڈل تک لڑکوں کو اور میٹرک تک بچیوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ ہر سال اس کے شاندار نتائج سکول کی موجودہ پرنسپل مس فریدہ شیخ اور اس کے عملہ کے مرہون منت ہیں۔ گجرات شہر کے ہر گلی محلہ سے کوئی نہ کوئی طالب علم اس سکول میں زیر تعلیم رہا۔ اس لحاظ سے اہلیان گجرات مس فریدہ شیخ کے ممنون ہیں جنہوں نے بہترین ماہر تعلیم ہونے کی وجہ سے سکول کا بلند معیار قائم رکھا ہوا ہے۔ سکول کا پورا اسٹاف محنتی اور لائق ہے۔ اس درسگاہ میں بہترین تعلیمی نظام قائم ہے۔ سکول کے کشادہ صاف ستھرے کمرے وسیع و عریض گراؤنڈ پھولدار پودے اس معیاری درسگاہ کے حسن کو دوبالا کرتے ہیں۔ اب تک اس درسگاہ سے ہزاروں بچے تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ ہر سال مڈل اور میٹرک کے امتحان میں کوئی نہ کوئی طالب علم نمایاں پوزیشن حاصل کر لیتا ہے۔ سکول کا اہتمام بلدیہ گجرات کے ذمے ہے۔ بلدیہ گجرات کا ایک ویران سکول محلہ مسلم آباد میں ہے جو چٹا سکول کے نام سے مشہور ہے۔ چٹا سکول کو آباد کر کے یہاں بھی معیاری درسگاہ قائم کی جا سکتی ہے۔

marfat.com

علم کی شمع (مس فریدہ شیخ) بجھ گئی

وہ لوگ کتنے عظیم ہوتے ہیں ۔ جو اپنا آرام سکھ چین قربان کرکے دوسروں کو علم کی روشنی سے منور کرتے ہیں ۔ ایسی ہی ایک ہستی گجرات کی مایہ ناز دختر ماہر تعلیم مس فریدہ شیخ گذشتہ دنوں قضائے الہی سے انتقال کر گئی ۔ یقین نہیں آرہا ہے کہ مس فریدہ شیخ رحلت فرما گئی ہیں ۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ گجرات کے ہر گلی محلہ بلکہ ہر گھر میں مرحومہ کے شاگرد موجود ہیں ۔ گجرات کے ہر شہری کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے میونسپل ماڈل ہائی سکول میں تعلیم حاصل کریں ۔ گجرات کی یہ عظیم درس گاہ جس میں اس وقت تقریباً چار ہزار طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں ۔ ماضی میں بڑے بڑے نامور طالب علم پیدا کیے جنہوں نے اعلیٰ تعلیمی ریکارڈ قائم کرکے اپنے تعلیمی ادارہ میونسپل ماڈل سکول مس فریدہ شیخ کے علاوہ گجرات کا نام روشن کیا ۔ یہ شاندار روایات اور میونسپل ماڈل سکول کے ذمہ دار اساتذہ کی مرہون منت میں ہر سال تقریباً چار ہزار طلبا و طالبات کو ایک ڈسپلن میں ڈھالنے اور انہیں اعلیٰ معیاری تعلیم دینے کیلئے مس فریدہ شیخ نے دن رات محنت کرکے اپنا ارام سکون قربان کرکے میونسپل ماڈل سکول گجرات کو ایک مثالی درس گاہ کا درجہ دیا ۔ آج کے اس مادی دور میں طلبہ ایسے اساتذہ کی تلاش میں ہیں جنہوں نے اس پیشہ کو ایک مقدس مشن سمجھ کر اپنایا

marfat.com

استاد اور طالب علم کے رشتے کی پرانی قدریں ختم ہو چکی ہیں ۔ لیکن مس فریدہ شیخ میں وہ استاد موجود تھا ۔ جس نے معاشرہ میں علم کی روشنی پھیلانے کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ۔ تعلیمی معیار کے علاوہ سکول کا صاف ستھرا ماحول بچوں کے یونیفارم نظم و نسق نے میونسپل ماڈل سکول میں ایک انفرادیت قائم کر دی ہے۔ یہ سب مرحومہ کی کوششوں اور اساتذہ کی محنت کی بدولت ہوا ۔ مرحومہ نے سکول کی بلڈنگ کی وسعت کیلئے بہت زیادہ توجہ دی ۔ سکول میں داخل ہوتے ہی یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ تعلیمی ادارہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے ۔

مس فریدہ شیخ کی وفات سے تعلیم کے میدان میں جو خلا پیدا ہوا ہے ۔ وہ برسوں بعد پورا ہوگا ۔ ایسے ماہر تعلیم روز روز پیدا نہیں ہوتے دنیا میں حساس لوگوں کے مشن کے راستے میں روڑے بھی اٹکائے جاتے ہیں ۔ یہی مشکلات حساس لوگوں کیلئے جان لیوا بھی ثابت ہوتی ہیں ۔ وطن عزیز میں علاج معالجہ کا طریقہ کار بھی غلط ہے ۔ اچھا بھلا انسان جب ناتجربہ کار ڈاکٹر سے علاج کرائے سمجھو وہ ہمیشہ کیلئے ہی ڈاکٹر کا ہو گیا ۔ ہم طب مشرق کو چھوڑ کر مغرب کے علاج معالجہ کے قائل ہو چکے ہیں ۔ ایسی ایسی دوائیاں دی جا رہی ہیں جس سے جگر اور معدہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ۔ افتخار احمد بنڈان مجسٹریٹ دل کے عارضہ میں مبتلا ہوئے انہیں عزیز بھٹی شہید ہسپتال میں داخل کروایا گیا ۔ وہ ہسپتال میں وفات پا گئے ۔ اس وقت کے ڈپٹی کمشنر جناب شوکت علی رانا نے جب اسپتال کے ڈاکٹروں سے سندیں طلب کیں تو کسی کے پاس دل کے امراض کی سند نہیں تھی ۔ اور یہ ڈاکٹر خط و کتابت کے ذریعے ماہر امراض قلب پائے گئے ۔ موصوفہ نیک دل خاتون تھیں ۔ ۲۷ رمضان المبارک جمعۃ الوداع کا مبارک دن پایا ۔ ان کے نماز جنازہ میں ہر شعبہ زندگی نے شرکت کی خصوصی طور پر طلباء و طالبات نے ان کی وفات پر آنسو بہائے ۔ ہر آنکھ اشکبار تھی ۔ خواتین اساتذہ آخری دیدار کیلئے ان کے گھر آئیں علم کی اس شمع کو جس نے ہزاروں ذہنوں کو علم کی روشنی بخشی قبرستان خواجگان میں سپرد خاک کیا گیا ۔ مس فریدہ شیخ زندہ ہیں گجرات میں انکے ہزاروں شاگرد زندہ ہیں گجرات ہی میں نہیں پورے ملک میں ان کے شاگرد موجود ہیں ۔ ان کی وفات پر گجرات کے ہر شعبہ زندگی جن میں سیاسی ، سماجی ، رفاہی ، علمی ، ادبی ، تعلیمی ، اور عوامی حلقوں نے انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا ۔ دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے ۔ (آمین)

marfat.com

ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گجرات

****

1۔ خان محمد خان (بار جج) 19-10-70 سے 20-11-72 ، 2۔ چودھری محمد اسلام بھٹی (پی سی ایس)
24-11-72 سے 1-6-73 ، 3۔ محمد شفیع (پی سی ایس) 6-6-73 سے 8-11-74 ، 4۔ سید بشیر احمد
9-11-74 سے 10-10-76 ، 5۔ محمد اعظم 13-10-76 سے 7-1-78 ، 6۔ محمد حسین بھٹی 8-1-78 سے
1-10-79 ، 7۔ چودھری عبد سعید صابر 28-11-79 سے 31-5-82 ، 8۔ محمد افضل سہیل 1-6-82 سے
7-4-85 ، 9۔ چودھری عبدالمجید 6-5-85 سے 16-2-87 ، 10۔ سید مظفر حسین 23-2-87 سے
24-10-88 ، 11۔ سردار غلام فرید 5-2-89 سے 8-12-90 ، 12۔ میاں جہانگیر 13-12-90 سے 4-11-93 ،
13۔ یار محمد نظامی 10-11-93 سے 21-11-95 ، 14۔ سید محمد رفیق شاہ 10-12-95 سے 16-10-97
15۔ الحاج فیروز الدین خان ۔ 17-10-97 سے 21-06-99 ۔ 16۔ ملک خادم حسین
09-07-99 سے 31-03-01 ۔ 17۔ چوہدری فیض طالب خان 03-04-01 سے 01-06-02 ۔ 18۔
سیف الرحمان خان 04-06-02 سے 19-09-02 ۔ 19۔ عبدالقیوم راجہ 19-09-02 سے تاحال۔

****

سینئر سول جج گجرات

1۔ چودھری انور علی 22-1-74 سے 31-5-76 ، 2۔ سید محمد رفیق شاہ 2-6-76 سے 15-7-78 ، 3۔ حافظ
خلیل احمد 17-9-78 سے 3-7-82 ، 4۔ محمد اسلم شاہ 8-7-82 سے 17-1-83 ، 5۔ سید افضال شریف کاظمی
1-8-83 سے 2-3-85 ، 6۔ ممتاز منور خاں نیازی 14-3-85 سے 30-9-86 ، 7۔ اعجاز محمود چودھری
1-10-86 سے 31-7-88 ، 8۔ خواجہ اورنگزیب 7-8-88 سے 5-5-90 ، 9۔ محمد اشرف چودھری 10-5-90
سے 19-5-93 ، 10۔ چودھری غلام رسول رانجھا 23-5-93 سے 6-2-94 ، 11۔ میاں ناصر حسین 16-3-94
سے 26-10-9 ، 12۔ مرزا رفیع الزماں 1-11-95 سے 22-07-97 ۔

13۔ میاں الطاف حسین مبر 19-11-97 سے
02-01-99 ۔ 14۔ ملک ریاض احمد کھوکھر 11-01-99 سے 16-11-99 ۔ 15۔ مظہر حسین چوہدری
23-11-99 سے 16-03-02 ۔ 16۔ رانا ریاض احمد خان 05-05-00 سے 29-03-01 ۔ 17۔ شاہد محمود
چوہدری 03-04-01 سے 16-10-01 ۔ 18۔ چوہدری محمد طارق 17-10-01 سے تاحال۔

marfat.com

گجرات سپرنٹنڈنٹ پولیس

1 - آر ایم وائی (پی ایس پی) 23-4-46 سے 23-9-47 (2)۔ عبید اللہ خان (پی ایس پی) 24-9-47 سے
28-1-50 (3)۔ ایس۔ جی۔ نیری 4-2-50 سے 30-9-50 (4)۔ آغا سعادت علی 1-10-50 سے 16-6-51 (5)۔ ایم
ایس رمضان علی 17-6-51 سے 3-12-51 (6)۔ راجہ سکندر خان 4-12-51 سے 20-3-52 (7)۔ ایس اعجاز حسین
شاہ 21-3-52 سے 31-3-53 (8)۔ راجہ محمد ارشاد (پی ایس پی) 4-6-53 سے 2-8-55 (9)۔ خلیل الرحمن خان (
پی ایس پی) 4-6-53 سے 2-8-55 (10)۔ ایس ایم اکرم 30-7-56 سے 25-12-56 (11)۔ ملک حق نواز ٹوانہ
1-1-57 سے 30-6-57 (12)۔ قاضی محمد انور 1-7-57 سے 30-6-58 (13)۔ ملک شیر احمد 1-7-58 سے
30-11-58 (14)۔ ملک حق نواز ٹوانہ 1-12-58 سے 28-2-59 (15)۔ ایف ایس انیس 1-3-59 سے
13-5-59 (16)۔ ملک غلام فرید 20-5-59 سے 16-2-60 (17)۔ ایم وائی اورک زئی (پی ایس پی) 16-2-60
سے 20-4-64 (18)۔ ایم عباس مرزا 1-5-61 سے 21-6-63 (19)۔ ایس عبد الرب 22-6-63 سے
3-11-63 (20)۔ ملک شیر احمد (پی کیو، اے) 4-11-63 سے 7-7-64 (21)۔ ارباب ہدایت اللہ (پی ایس پی
15-7-64 سے 1-11-65 (22)۔ ایس، ایم، اے وکیل خاں (پی ایس پی) 2-11-65 سے 10-9-66 (23)۔
ایس کے ملک (پی ایس پی) 29-9-66 سے 5-2-69 (24)۔ وحید امتیاز (پی پی ایم) 6-2-69 سے 2-2-70 (25)۔
صدیق سلیمان (پی ایس پی) 2-2-70 سے 4-7-70 (26)۔ جاوید قیوم خان (پی ایس پی) 10-7-70 سے 30-9-70
(27)۔ عطاء اللہ خان (پی پی ایم) 1-10-70 سے 3-2-72 (28)۔ چودھری محمد رمضان 10-3-72 سے 7-2-73
(29)۔ میاں محمد امین (پی ایس پی) 21-2-73 سے 16-4-74 (30)۔ چودھری محمد شریف چیمہ 17-4-74 سے
28-8-74 (31)۔ چودھری بدر الدین 24-8-74 سے 1-8-75 (32)۔ سید محمد باقر علی 1-8-75 سے 25-4-77
(33)۔ چودھری مقبول احمد 25-4-77 سے 17-8-77 (34)۔ محمد مبارک خان 20-8-77 سے 18-1-78 (35)۔
چودھری علی اصغر 19-1-78 سے 5-9-79 (36)۔ آغا فراست علی 5-9-79 سے 26-6-82 (37)۔ سردار غلام
مہدی 26-6-82 سے 14-10-84 (38)۔ محمد اقبال (پی ایس پی) 14-10-84 سے 28-6-88 (39)۔ چودھری
تنویر احمد (پی ایس پی) (پی پی ایم) 29-6-88 سے 18-3-89 (40)۔ محمد شمیم خاں 18-3-89 سے 22-11-89
(41)۔ شمس الحسن (پی ایس پی) 22-1-90 سے 18-5-90 (42)۔ محمد مسعود خاں بنگش گولڈ میڈلسٹ 26-6-90
سے 5-5-93 (43)۔ چودھری خادم حسین بھٹی (پی ایس پی) (پی پی ایم) 5-5-93 سے 1-8-93 (44)۔ عبد الواسع
رانا (پی ایس پی) 1-8-93 سے 3-11-94 (45)۔ سرمد سعید خاں (پی ایس پی) (کیو پی ایم) 6-11-94 سے
6-8-95 (46)۔ چودھری گل اصغر (پی پی ایم) 7-8-95 سے 27-1-96 (47)۔ پرویز احمد لودھی 28-1-96 سے
11-6-96 (48)۔ ڈاکٹر کامران فضل (اے ڈی ای ایل) (سی ایچ جی ای) (پی ایس پی) 11-6-96 سے 16-7-96
(49)۔ چودھری تصدق حسین (پی ایس پی) 16-7-96 سے 23-11-96 (50)۔ محمد الطاف قمر (پی ایس پی)
1-12-96 تا 1999 (51)۔ محمد مسعود خان بنگش گولڈ میڈلسٹ 15-05-99 سے 02-12-99۔

marfat.com

(52) نسیم الزمان PSP 02-12-99 سے 10-12-00 ۔ (53) محمد ریاض احمد PSP 11-12-02 سے 06-02-02 ۔ (54) رانا عبدالکریم P.S.P 10-06-02 سے 28-06-02 ۔ (55) نثار احمد سرویا 28-06-02 سے 25-09-02 ۔ (56) احمد مبارک 25-09-02 سے 12-12-02 ۔ (57) راجہ منور حسین 12-12-02 سے تا حال ۔

گجرات کے قریب ساروکی میں دیسی چمڑہ سازی کی گھریلو صنعت

ساروکی کا مشہور قصبہ کنجاہ سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ۔ کنجاہ نہر کے پل سے بھی ساروکی کو راستہ جاتا ہے ۔ ساروکی کی جانب مغرب تقریباً ۳۰۰ کے لگ بھگ خام چمڑہ تیار کرنے والے خاندان آباد ہیں ۔ جو دیسی طرز پر چمڑہ تیار کرتے ہیں ۔ ایک وسیع میدان میں چمڑہ تیار کرنے کے چھوٹے چھوٹے پلانٹ نصب کیے گئے ہیں۔ چمڑہ اور اس میں استعمال ہونے والے کیمیکل کی بد بو اور گندے پانی کے تعفن سے گزرتے ہوئے راقم جب چمڑہ تیار کرنے والے مزدوروں کے پاس پہنچا تو بد بو تعفن سے سر میں چکر آنے لگے اور یہی حالت غفور اسلم کی تھی۔ مکھیوں کا طوفان اڈ کر ہمارے دائیں بائیں آ گیا ۔ غالباً مکھیاں اپنی زبان میں کہہ رہی تھی کہ تم اللہ کی اس مخلوق کی خبر لینے والے پہلے انسان ہو جن کی زندگیاں نسل در نسل محنت مشقت کرتے ہوئے اس تعفن اور بد بو میں گزر گئیں ۔ زمین پر کیکر کے درخت کا پوڈر جا بجا بکھرا تھا ۔ کھال کی اون اور بال مختلف جگہوں پر پڑے ہوئے پائے گئے ۔ مزدور بکرے کی کھالوں کو کئی مرحلوں سے گزار رہے تھے ۔ ہم مزدوروں کے درمیان ایک چارپائی پر بیٹھ گئے ۔ ہمیں دیکھتے ہی نیم عریاں تنگ دھڑنگ چھوٹے بڑے تمام مزدور ہمارے ارد گرد اکٹھے ہو گئے ۔ خام چمڑہ سازی تیار کرنے والے ان خاندانوں کے سرکردہ طارق رضا اور اس کے والد سردار علی نے اس گھریلو صنعت کے بارے میں بتایا کہ تین سو خاندان اس چھوٹی صنعت سے وابسطہ ہیں ۔ اور ایک مزدور تقریباً (۹۰) نو روپے کے لگ بھگ مزدوری کر لیتا ہے ۔ اور ۲۵ ، ۳۰ کھالیں تیار کر لیتا ہے ۔ چمڑہ کی اس صنعت سے کئی مزدور وابسطہ ہیں ۔ بکرے کی کھالوں کو سب سے پہلے کیمیکل لگا کر بھگو دیا جاتا ہے ۔ جو مزدور کھال سے بال نکالتے ہیں انہیں کھوائی دار کہتے ہیں ۔ کھوائی دار کے بعد یہ کھال دوسرے مزدور کے پاس بھیج دی جاتی ہے ۔ جسے ڈھیکری کہا جاتا ہے ۔ تیسے مرحلے میں یہ کھال پاتا نامی مزدور کی پاس بھیج دی جاتی ہے ۔

marfat.com

جو کھال سے ہر قسم کے تمام بال اور فالتو گوشت چھچھڑے وغیرہ اتار دیتا ہے۔ سلائی والا مزدور کھال کی مرمت کرتا ہے۔ سلائی کے مرحلے طے کرنے کے بعد کھال رنگ بھرائی والے مزدور کیطرف دھکیل دی جاتی ہے۔ اس کے بعد کھال ایک لوہے کے کڑا میں ڈال دی جاتی ہے۔ اسمیں گندم کا آٹا موٹھ سے تیار کیا ہوا کیمیکل کیکر کا بورا جو کیکر کی چھال پیس کر پوڈر کی صورت میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس محلول میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ایک کھال کو تیار کرنے کیلئے کئی دن لگ جاتے ہیں۔ دیسی ساخت کی چمڑہ سازی میں جو اوزار استعمال ہوتے ہیں۔ مقامی زبان میں ان کو کنڈے، کنال، ٹانگے، کڈونجی، پھٹی، بالٹی وغیرہ استعمال ہوتی ہیں۔ کھال سے تیار ہونے والی پشم، جلالپورجٹاں میں پشم سے تیار ہونے والے کپڑے کے کارخانے کے مالکان لے جاتے ہیں۔ جبکہ بال کراچی اور افغانستان کے سوداگر لے جاتے ہیں۔ دیسی ساخت کا تیار کیا ہوا چمڑہ زیادہ تر راولپنڈی اور سیالکوٹ کی منڈی کی لیے روانہ کیا جاتا ہے۔ چھوٹے جانوروں کی یہ کھالیں کوئٹہ، بنوں، پشاور کی طرف سے لائی جاتی ہیں۔ جبکہ کیکر کا پوڈر جو چمڑہ تیار کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ وہ ملتان سرگودھا سے لایا جاتا ہے۔ چمڑہ کی صنعت سے بچے، جوان، بوڑھے اور عورتیں وابستہ ہیں۔ سکول کے بچے سکول کے اوقات کے بعد چمڑہ سازی کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کھال کو جب نمک لگ جائے تو کوئی جنگلی جانور یا کتا نمک والی کھال کے قریب نہیں جاتا۔ یوں یہ کھالیں رات کے وقت جنگلی جانوروں یا کتوں سے بچ جاتی ہیں۔ چمڑہ سازی میں استعمال ہونے والا گندہ پانی عرصہ سے جوہڑ میں موجود رہتا ہے۔ جسکی نکاسی کا کوئی اہتمام نہیں۔ یہ لوگ اسی تعفن اور بدبو میں زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ حکومت اس زہریلے پانی کی نکاسی کا اہتمام کرنے اور مال کے لانے اور لے جانے کیلئے پختہ راستہ تعمیر کیا جائے۔ حکومت اس چھوٹی صنعت کی سرپرستی کرے جو وسائل نہ ہونے کے باوجود بھی اس پیشہ کو تحفظ دیے ہوئے ہیں۔ ان مزدوروں نے یہ بھی بتایا کہ وہ خام مال نقد رقم دے کر لاتے ہیں۔ لیکن تیار مال خریدتے وقت لوگ ان سے یہ مال ادھار لے جاتے ہیں۔ اور انکی اجرت مزدوی بر وقت ادا نہیں کرتے۔ یہ اتنا محنت طلب کام ہے کہ چھ فٹ کھال سے صرف چھ روپے منافع ہوتا ہے۔ چمڑہ تیار کرنے والے خاندان کو شیخ برادری اور کھٹیک کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان مزدوروں کے وسائل پر فوری توجہ دی جائے۔ گندے پانی کے نکاس کے علاوہ پختہ راستہ تعمیر کیا جائے اور مزدوروں کی ٹریننگ کے لیے ٹریننگ سنٹر کھولے جائیں۔

marfat.com

۱۹۶۵ء کے معرکہ چھمب جوڑیاں میں اہالیان گجرات کا کردار

ضلع گجرات کی ایک لمبی پٹی آزاد کشمیر کے ضلع بھمبر کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی دریائے توی پر اختتام پزیر ہوتی ہے ۔ دریائے توی کے پار مقبوضہ کشمیر کی حد شروع ہوتی ہے ۔ گجرات شہر سے ایک سڑک براستہ کوٹلہ بھمبر، دوسری براستہ اعوان شریف برنالہ ، تیسری سڑک کریانوالہ سے کوٹلی کوٹلہ چوتھی سڑک براستہ ٹانڈہ بڑیلہ شریف سے ہوتی ہوئی مناور چھمب جوڑیاں اور جموں کی طرف جاتی ہے ۔ راقم کا گاؤں بڑیلہ شریف ہے ۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے وقت مقبوضہ کشمیر کی سرحد بڑیلہ شریف کے قریب آ گئی ہے ۔ گیگیاں ، متیانوالہ پاکستان کے آخری سرحدی گاؤں تھے ۔ تنازعہ والے علاقہ میں آئے دن جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے بارڈر ایریا کے رہنے والوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے ۔ ۱۹۴۷ء میں جب برصغیر کے انسان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ۔ اسی کشمکش میں مناور کی طرف سے ہندوؤں ، سکھوں کا ایک جتھہ بڑیلہ شریف میں قتل و غارت کیلئے آیا ۔ جب یہ جتھہ گیگیاں کے قریب پہنچا ۔ تو بڑیلہ شریف کے شب بر گاؤں کے مرد جنازہ کیلئے اکٹھے ہوئے تھے ۔ ہندوؤں سکھوں نے محسوس کیا کہ یہ مجاہدین ہیں ۔ وہ اپنے منصوبے میں ناکام لوٹ گئے ۔ راقم کو گھر کے بزرگوں نے بتایا کہ ان حالات میں ہم بڑیلہ شریف سے محفوظ مقام کیلئے روانہ ہوئے تو ہمارا وفادار کتا ہماری حفاظت کیلئے ٹانڈہ تک ہمارے ساتھ رہا ۔ راستہ میں بزرگ کتے کو گھر واپس جانے کیلئے جھڑکتے رہے لیکن یہ وفادار کتا حفاظت کیلئے ساتھ ساتھ رہا ۔ ٹانڈہ سے ہمارا قافلہ اگلی منزل کیلئے روانہ ہوا تو یہ وفادار کتا واپس بڑیلہ شریف آ گیا ۔ ہمارے واپس آنے تک گھر کی حفاظت کرتا رہا ۔ معلوم نہیں وہ اپنا پیٹ کہاں سے بھرتا تھا ۔ گاؤں کے آدمیوں نے بتایا کہ کتا مکان کی چھت پر سینہ تان کے بیٹھا رہتا ۔ آندھی بارش کے علاوہ کسی چیز کو مکان میں پھڑکنے نہ دیتا کتے کی وفاداری پر پنجابی کے مشہور شاعر میاں محمد نے کیا خوب فرمایا:

جس تن وچ عشق نہ رچیا ، کتے اوس توں چنگے

مالک دے در راکھی کردے ، صابر بھوکے ننگے

دن مہینوں میں مہینے سالوں میں بدلتے گئے ۔ اگست ۱۹۶۵ء میں چھمب جوڑیاں محاذ پر مجاہدین نے کشمیر کی آزادی کا نعرہ بلند کیا ۔ پوری قوم ایک سیسہ پلائی دیوار بن گئی ۔ پاک فوج اور مجاہدین نے بڑیلہ شریف میں حضرت قنبیطؒ کے مزار پر قیام کے بعد نعرہ تکبیر بلند کیا ۔ قوم کے ہر فرد نے اس جنگ میں بھرپور حصہ لیا ۔

قوم کا وہ جذبہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا ۔ راقم بھی مجاہدین کی خدمت میں پیش پیش رہا ۔ جنگ کے دوران ہندوؤں کے بے شمار گائے بیل پناہ کی تلاش میں آوارہ ہو چکے تھے ۔ راقم اور اس کے ساتھی گائے بیل پکڑ کے ذبح کرتے اور مجاہدین کے لیے کھانا تیار کرتے ، دو روٹیوں کے درمیان بھنا ہوا گوشت پیک کر کے

marfat.com

مجاہدین کو پیش کرتے ۔ محلہ چوہان کے کنواں کے پاس خدمت کا یہ کیمپ کئی دن قائم رہا ۔ دوران جنگ ہندوؤں کے سولین جنگی قیدی جن میں بیشتر بوڑھی عورتیں اور مرد تھے ۔ انہیں ہم نے گوشت کی بجائے روٹیوں کے ساتھ آم کا اچار پیش کیا ۔ یہ سولین جنگی قیدی پہاڑی علاقہ سے تعلق رکھتے تھے اور ڈوگری پہاڑی زبان بولتے تھے ۔ چھمب جوڑیاں کے مفتوحہ علاقہ میں ہندوؤں کے اجڑے ویران گھروں میں مٹی کی چٹوریوں میں آم کا اچار کافی مقدار میں دیکھنے میں آیا ۔ دیسی آم، کلونجی، میتھرے، سونف، جواں، چنے کی دال، سرسوں کا خالص تیل اور دیگر مرکبات سے یہ اچار تیار کیا جاتا ۔ طب مشرق کی رو سے یہ اشیاء انسانی صحت کیلئے بہت مفید ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ پورا سال یہ اچار استعمال کرتے تھے ۔ ویسے بھی قدرت نے چھمب جوڑیاں مناور کے خطہ کو اجناس کی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے ۔ دنیا کی قدیم جنگیں بھی اس خطہ میں لڑی گئیں ماضی میں کئی علاقوں کی سرحدیں یہاں ملتی اس خطہ کی قدیمی گزرگاہیں بھی کئی داستانیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں ۔ جسکی واضح مثال اس علاقہ میں قدیمی نوگز لمبے مزار ہیں ۔ جن میں بیشتر انبیاء کرام اور ان کی اولاد خلفاء، غازیوں اور شہداء کے مزار ہیں ۔ ۱۹۶۵ء میں چھمب جوڑیاں کے محاذ پر اہالیان گجرات نے تاریخی کارنامے سرانجام دیے گجرات شہر کے علاوہ جلالپورجٹاں، ٹانڈہ، کڑیانوالہ، اعوان شریف، لونہ اور دیگر دیہات میں مرد و زن نے مجاہدین کے حوصلے بلند رکھے ۔ انہیں کسی چیز کی کمی نہ آنے دی ۔ چھمب جوڑیاں محاذ کے بارے میں عنایت اللہ نے اپنی انعام یافتہ مشہور کتاب " بدر سے باٹاپور تک " میں جنگ کا نقشہ پیش کیا ہے ۔ جنگ ستمبر سے قبل بھارت نے گجرات کے مشہور سرحدی گاؤں اعوان شریف پر گولہ باری کی جس کا نشانہ بے ضرر دیہاتی بنے ۔ اگر بھارت کی یہ کاروائی عام قسم کی سرحدی جھڑپیں ہوتیں تو مفاہمت کی بات کی جا سکتی تھی ۔ لیکن یہ بھرپور حملہ گجرات اور پاکستان کی غیرت کیلئے چیلنج تھا پاک فوج کے مجاہدین میدان میں کود پڑے ۔ ماہنامہ حکایت کے مدیر مشہور جنگی وقائع نگار عنایت اللہ کے مطابق:

میجر جنرل اختر حسین ملک (جنہیں مرحوم لکھتے قلم لرزتا ہے) نے دشمن کو اور آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے بلوچ اور پنجاب رجمنٹیں بھیج دی تھیں جنہیں دیکھ کر انڈین آرمی کو کمک اور مزید توپیں دے دی گئیں ۔

یہ تھا وہ محاذ جسے شاستری نے اپنی مرضی کا محاذ کہا تھا اور جسے اپنے فوجی مشیروں کے کہنے کے مطابق اس نے پہاڑی ڈویژنوں کیلئے بہترین محاذ سمجھا تھا ۔ وہ جانتے تھے کہ پاکستان کے پاس کوئی پہاڑی ڈویژن نہیں ہے ۔

۳۱/ ۳۰ اگست کی رات پاک فوج کے بریگیڈیئر عظمت حیات اور بریگیڈیئر ظفر علی خاں کے بریگیڈ گجرات سے آگے نکل گئے تھے ۔ ان کے ساتھ آزاد کشمیر کے بریگیڈیئر عبدالحمید خاں کا بریگیڈ تھا ۔ بریگیڈیئر امجد علی خاں کے توپ خانے نے رات کو ہی سرحد پر گولہ باری شروع کر دی تھی ۔ جس نے چھمب کے سیمنٹ اور لوہے کے مضبوط بنکروں اور دفاعی لائن کی مضبوطی کو ہلا ڈالا تھا ۔ سحر کی تاریکی میں ہمارے تینوں بریگیڈ برق رفتار پیش

marfat.com

قدمی کر گئے۔

یکم ستمبر ۱۹۶۵ء کی صبح کو تاریخ پاکستان کے ایک درخشندہ باب کی سرخی لکھ دی گئی۔ چھمب کا سورج مر رہا تھا۔ انڈین آرمی کے غرور اور بھارتی حکمرانوں کی نخوت اور رعونت کا سورج پاکستانی توپخانے کی گولہ باری کی سیاہ گھٹاؤں، ٹینکوں اور پیادہ جوانوں کی یلغار کی گرد میں غروب ہو رہا تھا۔ دن کے ساڑھے دس بجے تک بھارتیوں کی قلعہ بندیوں ۔۔۔ ملکوٹیاں، چک پنڈت، مناور، جھنڈا، پھورا اور بو سالہ ۔۔ غازیوں کے قدموں تلے روندی جا چکی تھیں۔ بوڑے جال جو بھارتیوں کا مضبوط مورچہ بلکہ قلعہ تھا، خالی ہو رہا تھا کیونکہ بھارت کے دفاعی دستوں کو محاصرے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ بھارت کے فرانسیسی ٹینک، ایمکس، ہمارے دستوں کو روکنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے مگر پاکستانیوں نے رخ بدل کر دیوا پر حملہ کر دیا پھر دیوا بھی ہاتھ میں آگیا۔

فضا میں ایک واویلا سنائی دیا۔ یہ انڈین آرمی کے ایک شکست خوردہ کمانڈر کی دہائی تھی جو وہ ہائی کمان کو دے رہا تھا۔ وہ وائرلیس پر کہہ رہا تھا "وسکی بھیجو، وسکی بھیجو" ۔۔۔ شام کے ساڑھے چار بج رہے تھے۔ "وسکی" آگئی۔ یہ بوتلوں کی شکل میں نہیں بلکہ یہ چار ویمپائر لڑاکا بمبار طیارے تھے۔ جو اپنی بھاگتی ہوئی فوج کے قدم جمانے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ ذرا اس فوج کا اندازہ کیجئے جو تین برگیڈوں کے آگے ٹینک، توپیں، مارٹر اور مشین گنیں، پٹرول اور ہر طرح کے ایمونیشن کے بکسوں اور لاشوں کے ڈھیر پھینکتی بھاگی جا رہی تھی۔ انڈین آرمی کا نمبر ۱۰ موشین (پہاڑی ڈویژن) ساتھ ۱۹۱، انڈین برگیڈ گروپ اور ۹۳، انڈین انفنٹری برگیڈ بھی تھا۔

آسمان میں بھارت کے چار ویمپائروں کی حکمرانی تھی۔ انہوں نے نہایت اطمینان سے پاکستانی دستوں پر آگ اگلنی شروع کر دی۔ ہمارے زمینی توپچیوں نے مقابلہ کیا مگر طیارے کا مقابلہ طیارہ ہی کر سکتا ہے۔

پاک فضائیہ کے دو شہباز ۔۔۔۔ سکواڈرن لیڈر سرفراز احمد رفیقی شہید اور فلائٹ لیفٹیننٹ امتیاز بھٹی گجرات پر اڑ رہے تھے۔ انہیں ایک آواز سنائی دی۔ "دشمن ہمارے مورچوں پر فائرنگ کر رہا ہے۔ مقابلہ کرو" ۔۔۔ دونوں شہباز تاریخ پاکستان کا پہلا فضائی معرکہ لڑنے کیلئے چھمب کے آسمان پر پہنچ گئے۔ مگر اب وہاں چار ویمپائر ہی نہیں دو کینبرا بھی اڑ رہے تھے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا ہے۔ دو سیبر طیارے چار ویمپائروں اور دو کینبرا جیسے برتر اور تیز تر طیاروں کا مقابلہ کر سکیں گے۔ مگر شاہبازوں نے جان کی بازی لگا دی۔ پاک فوج دیکھ رہی تھی۔ آسمان میں مشین گنوں کے دھماکے سنائی دینے لگے اور ویمپائر یکے بعد دیگرے بموں کی طرح پھٹنے لگے۔ چاروں ویمپائروں کے پرخچے چھمب کی فضا میں بکھر کر زمین پر دور دور جا گرے ۔۔۔ کینبرا طیارے اپنے چار ساتھیوں کا حشر دیکھ کر کھسک گئے تھے۔ "وسکی کی بوتل" چکنا چور ہو گئی ۔۔۔ بھارت کا فضائی قوت کا غرور بھی چکنا چور ہو گیا۔

marfat.com

شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ بھارتی بھاگ بھی رہے تھے ۔ اور سامان بھی پھینکتے چلے جا رہے تھے۔ لیکن راستے میں بارودی سرنگیں بھی بچھاتے جا رہے تھے ۔ ان کا توپخانہ پاکستانیوں کو روکنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا ۔ امریکہ کا ایمونیشن بیدردی سے پھونکا جا رہا تھا ۔ مگر اس کے پیادہ اور بکتر بند دستوں کا مورال اور جذبہ اس حد تک ٹوٹ چکا تھا کہ پاکستانی توپخانے کا کرنل بابر او پی ڈیوٹی کے لیے ہیلی کاپٹر پر اڑ رہا تھا ۔ اسے ایک جگہ بچپن بھارتی سپاہی پوزیشن میں نظر آئے ۔ اس نے ہیلی کاپٹر اتار کر تن تنہا انہیں للکارا اور سارے سپاہیوں اور عہدیداروں نے نہایت برخورداری سے ہتھیار ڈال دیے ۔ یہ نمبر ۵ لائٹ انفنٹری کے سورمے تھے ۔

۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کے روز ہمارے فاتح دستوں کے راستے میں دریائے توی حائل ہو گیا ۔ دشمن کو قدرے اطمینان نصیب ہوا کہ دریائے توی نے پاکستانیوں کو روک لیا ہے ۔ انہوں نے دریا کے ادھر والے کنارے پر توپخانے کی گولہ باری سے آگ کی دیوار کھڑی کر دی ۔ آج پاک فوج کی اس ڈویژن کی کمان جنرل محمد یحییٰ خاں (سابق صدر پاکستان) نے سمبھال لی ۔ شام کے ساڑھے پانچ بجے انہوں نے بریگیڈیئر عظمت حیات کو حکم دیا کہ دریائے توی کو ہر حالت میں عبور کر جائیں ۔ یہ مرحلہ آسان نہ تھا ۔ ایک دریا، دوسرا دشمن کی گولہ باری مگر شام ساڑھے سات بجے غازیوں نے معجزہ کر دکھایا جس میں بریگیڈیئر امجد علی چوہدری کے توپ خانے کا کمال شامل تھا ۔ دریا عبور کر لیا گیا ۔ پیادہ دستے اور ٹینک بھی دریا پھلانگ گئے ۔ دشمن اور زیادہ گھبرا گیا۔ قدرت نے انہیں اتنی بڑی آبی رکاوٹ مہیا کی تھی، وہ بھی پاکستانیوں کو نہ روک سکی ۔ بارودی سرنگیں، توپوں اور ٹینکوں کی گولہ باری کی مسلسل بارش بھی انہیں نہ روک سکی۔ بھارتیوں کیلئے پاکستانی دہشت بن گئے ۔ اور مقام بہ مقام فتح کرتے چلے گئے ۔ آج بھارت کی فضائی قوت کہیں نظر نہیں آئی ۔ پاک فضائیہ کو بری فوج کی مدد کے لیے بلایا گیا ۔ سکواڈرن لیڈر محمد محمود عالم ایک فارمیشن لے کر گئے اور دشمن کی کئی توپوں اور گاڑیوں کو تباہ کر آئے جس سے پیش قدمی اور آسان ہو گئی ۔

۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کے روز بھی پیش قدمی کی رفتار میں فرق نہیں آیا ۔ بریگیڈیئر عظمت حیات اور بریگیڈیئر عبدالحمید خان نے دشمن پر دباؤ برقرار رکھا تاکہ وہ دم نہ لے سکے ۔ انڈین ائر فورس کے چھ نیٹ طیارے اپنی بھاگتی اور دم توڑتی فوج کو مدد دینے کیلئے آئے ۔ پیشتر اس کے کہ وہ ہمارے دستوں پر جھپٹا مارتے، پاک فضائیہ کے دو سٹار فائٹر (ایف ۱۰۴) پہنچ گئے ۔ چھ کے چھ نیٹ فارمیشن توڑ کر آسمان میں بکھر گئے ۔ کوئی غوطہ لگا گیا، کوئی اوپر چلا گیا، اور جس کا جدھر منہ آیا چلا گیا ۔ مگر ایک کو اپنے اڈے کا رخ ہی یاد نہ رہا نہ یہ ہوش کہ ہندوستان کدھر اور پاکستان کدھر ہے ۔ ہمارے شاہبازوں نے اسے گھیر لیا اور اسے ہانک کر پسرور لا اتارا ۔ اس کا نمبر IE 1083 تھا اور اسے سکواڈرن لیڈر برج پال سنگھ اڑا رہا تھا ۔ اسے پاک فوج کے ایک افسر نے

marfat.com

اپنی حراست میں لے لیا۔

۴ ستمبر ۱۹۵۶ء کے روز جوڑیاں دو ہاتھ دور رہ گیا تھا۔ دشمن نے ٹروٹی کے بلند علاقے سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا انتظام کر لیا۔ وہاں سے توپخانے اور ٹینکوں کا فائر اتنی شدت سے آنے لگا کہ اپنا توپخانہ پیچھے ہٹ گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دشمن یہاں سے آگے نہیں بڑھنے دے گا۔ ہمارے دستوں کے سامنے رکاوٹیں بہت تھیں۔ نمونی چھوٹی نہریں تھیں اور دشمن بلندی پر جہاں سے وہ ہر قسم کا چھوٹا بڑا فائر کر کے پاکستانیوں کو جنگ کے کڑے امتحان میں ڈال رہا تھا۔ ٹروٹی کا یہ معرکہ خونریز معرکہ تھا۔ اپنے ٹینک پوزیشنیں بدل بدل کر آگ اگل رہے تھے۔ ہٹ بھی ہو رہے تھے۔ جوان شہید اور زخمی بھی ہو رہے تھے اور معرکے کی شدت اور خونریزی بڑھتی جا رہی تھی۔ شام کے پانچ بج گئے۔ اپنی دو پلٹنیں دشمن کے مورچوں کو کمزور کر کے اس کے پہلو میں پہنچ گئیں دشمن اکھڑتا نظر آ رہا تھا۔ پاک فضائیہ کی مدد لی گئی تاکہ ٹروٹی کے مورچوں کو کمک نہ مل سکے۔ فضائیہ نے یکے بعد دیگرے تین پروازیں بھیجیں۔ شاہبازوں نے زمینی گنوں کی زد میں آکر بھی ایک سڑک پر دشمن کے کئی ٹینک اور آگے کئی توپیں اور گاڑیاں تباہ کر دیں۔ یہ ٹینک ٹروٹی کے مورچے کو مضبوط کرنے کیلئے آ رہے تھے۔ مگر شاہبازوں کے راکٹوں کا شکار ہو گئے۔ ان کے شعلے اور گولہ بارود کے ذخیروں سے اٹھتے ہوئے دھوئیں کو دیکھ کر ٹروٹی کے مورچوں پر دہشت طاری ہو گئی۔ دشمن نے رات کے وقت دو جوابی حملے کئے لیکن بے شمار قتل اور اسلحہ بارود پھینک کر پسپا ہو گیا۔

۵ ستمبر ۱۹۶۵ء اتوار کے روز پاکستان کے لوگ دوپہر کے پروگرام میں ریڈیو سے فرمائشی گانے سن رہے تھے کہ پروگرام اچانک رک گیا اور آواز آئی ۔۔۔ "ایک ضروری اعلان سنیئے...... آزاد کشمیر فوج نے پاک فوج کی مدد سے جوڑیاں کے اہم مقام پر قبضہ کر لیا ہے"۔ جوڑیاں فائر بندی لائن سے اٹھارہ میل اس طرف بھارت کا ایک اہم جنگی مقام تھا۔ جسے لینے کیلئے دشمن کے ٹروٹی کے مورچے کو توڑنا لازمی تھا۔ وہ ٹوٹ گیا اور جوڑیاں کے مقام پر قبضہ کر لیا گیا۔ اب بھارتی پسپا ہو کر اکھنور کو ایک مضبوط دفاعی مورچہ بنانے لگے۔

آج بھارتیوں کا توپخانہ زیادہ ہی عتاب کا مظاہرہ کرنے لگا تھا۔ پاک فضائیہ کی مدد مانگی گئی۔ شاہبازوں نے کئی ایک توپوں کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا۔ آل انڈیا ریڈیو سے آج پراسرار سے اعلان سنائی دیے۔ ساڑھے چار بجے پروگرام روک کر اعلان کیا گیا ۔۔۔ "یہ آل انڈیا ریڈیو ہے۔ علاقہ نمبر ایک میں ایک دو دنوں میں دو جگہوں پر سخت بارش ہو گی" ۔۔۔ اس اعلان کو دوہرایا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد پھر پروگرام کو روکا گیا اور اعلان کیا گیا "علاقہ نمبر ایک کیلئے آج کوئی وارننگ نہیں ہے"۔ اس اعلان کو دہرایا گیا۔ اس سے ایک ہی روز قبل بھارت کے وزیر اعظم شاستری نے اخباری نمائندوں کو بیان دیتے ہوئے کہا تھا ۔۔۔ "دفاع

marfat.com

کے متعلق حکومت اپنے بعض ارادوں کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی"۔ اور وزیر دفاع چاون نے کہا تھا۔۔۔ "ہماری فوجیں ولیری سے لڑ رہی ہیں اور ہم نے مناسب کاروائی کا فیصلہ کر لیا ہے"۔

۵ دسمبر کی رات ہماری بڑی توپوں کے گولے اکھنور میں گر رہے تھے۔ بھارتی ہائی کمان اور حکومت کی بالائی سطح پر بھونچال آیا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھ سے کشمیر نکلا جا رہا تھا۔ یہ فتح اہالیان گجرات کی دعاؤں کا نتیجہ تھی۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں جنرل افتخار جنجوعہ کی قیادت میں مجاہدین یہ علاقہ دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں شہید ہونے والے مجاہدین کی یاد میں حضرت قنبیطؒ کے مزار کے قریب مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ جس کی دیوار پر ۳۶ کے قریب ۸ بلوچ رجمنٹ کے شہدا کے نام درج ہیں۔ اس علاقہ کے باسیوں نے مادر وطن کی خاطر تن من دھن کی قربانیاں دیں۔ اپنی زرعی زمینیں دفاعی مقصد کیلئے پیش کیں۔ دونوں جنگوں میں اہالیان گجرات کا کردار مثالی اور حب الوطنی کے جذبہ سے بھرپور تھا۔

گھمن میں قدیمی مزار

گھمن ہنجرا قدیمی قصبے ہیں۔ گھمن میں دو قدیمی مزار ہیں۔ اہل دیہہ یہاں عقیدت احترام سے حاضری دیتے ہیں مزار پختہ تعمیر کئے گئے ہیں۔ بابا محمد بوٹا ہر سال عرس کا اہتمام کرتے ہیں۔ ختم شریف کے بعد لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ گھمن کے قریب ہنجرا میں بھی قدیمی مزار ہے۔ جو شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ دونوں دیہاتوں کے قریب ایک آبی گزرگاہ ہے۔ ہنجرا کے قریب قدیمی راستہ کے آثار ملتے ہیں۔ گھمن کی مٹی پیار اور خلوص سے لبریز ہے اور لوگ وفادار ہیں۔

marfat.com

خطہ گجرات میں سب سے بڑے سائز کی ملنے والی اینٹیں

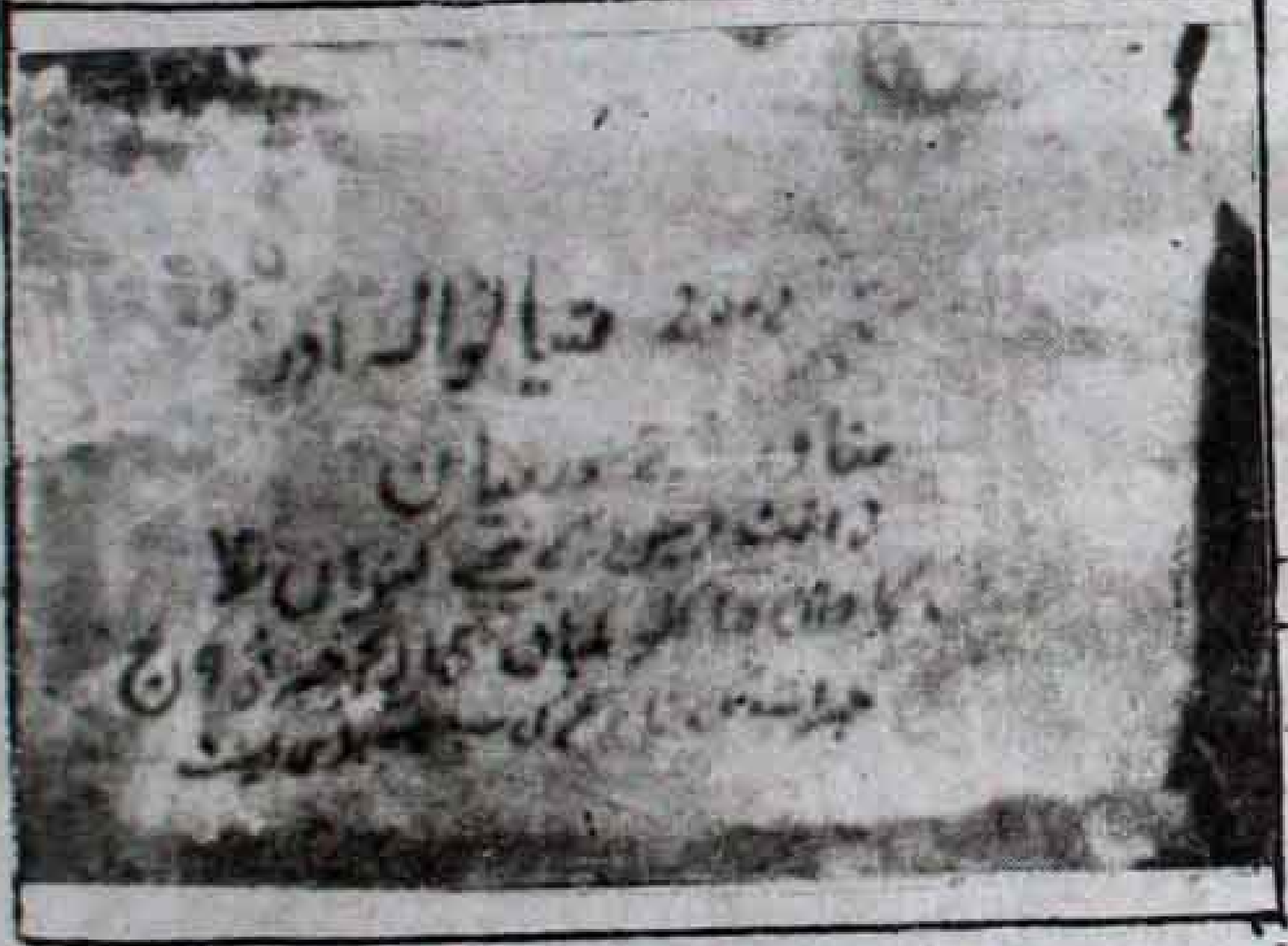

ایک اینٹ کا وزن 10 کلوگرام لمبائی 15 انچ چوڑائی 9 انچ موٹائی 3 انچ

بڑے سائز کی ان اینٹوں سے کنواں تعمیر تھا

مقامی روایات کے مطابق شیریں فرہاد کا تعلق مناور سے تھا

دریائے توی کے کنارے کئی تہذیبیں پروان چڑھیں اور کئی تہذیبیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں جن کے آثار زیر زمین میں دفن ہیں کبھی کبھی یہ راز ظاہر ہوتے ہیں۔ تیانوالہ پاکستان کا آخری سرحدی گاؤں جو آزاد کشمیر کے مشہور قصبہ مناور کے قریب ہے دونوں کی سرحدیں ملتی ہیں۔ محمد بشیر تیانوالہ کے نمبردار ہیں جنہیں تاریخ اور تاریخی واقعات سے گہری دلچسپی ہے۔ محمد بشیر اکثر و بیشتر راقم کے دفتر ضلع کچہری آتے رہتے ہیں میں نے ان کو کہہ رکھا ہے کہ مناور دریائے توی کے کنارے کئی تہذیبیں دفن ہیں۔ اگر زیر زمین کوئی چیز دریافت ہو تو تجزیہ کے لئے مجھے پہنچا دیا کریں ستمبر 2002ء کو وہ مجھے ایک اینٹ دے گئے کہنے لگے یہ اینٹ زیر زمین دریافت ہونے والے کنواں سے ملی ہے کنواں کا قطر تقریباً 8 فٹ ہے میں نے ان سے وعدہ کیا کہ زیر زمین دریافت ہونے والے کنواں کو دیکھنے کے لئے ضرور آؤں گا چنانچہ بروز اتوار مورخہ 29 اگست 2002ء کو محمد حسین کمانڈو جن کا تعلق بڑیلہ شریف سے ہے میرے ہمراہ تھے محمد بشیر اور ان کے بھائی محمد نذیر کے علاوہ محمد وارث، محمد انصر، کفیل بشیر، عدنان بشیر ہمراہ زیر زمین دریافت ہونے والا کنواں دیکھا۔ یہ کنواں سڑک سے تقریباً 13 فٹ نیچے دریافت ہوا ہے۔ بڑی اینٹوں سے کنواں کی دیواریں تعمیر کی گئی ہیں۔ مناور کی زمین نشیبی ہونے کی وجہ سے نم آلود ہے کنواں میں استعمال ہونے والی اینٹیں بھی نم آلود ہیں۔ تین چار اینٹیں اُکھیڑ نے

marfat.com

سے ٹوٹ گئیں۔ جب یہ اینٹیں خشک ہو گی تو انہیں محفوظ کر لیا جائے گا۔ کسی زمانہ میں دریائے توی مناور کے قریب بہتا تھا۔ دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے چھریال گاؤں دریا برد ہو چکا ہے۔ یہاں ایک نو گز لمبا مزار تھا جس پر پیپل کا بہت بڑا درخت تھا۔ اب مزار بمعہ پیپل کا درخت دریا برد ہو چکے ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل کشمیر اور پنجاب کی سرحدی بستیوں کے آثار ملتے ہیں۔ مناور کے قریب راج پور گڑھی چک کندو نصیر پور باجے چک نام کی پرانی بستیاں بھی دریا برد ہو چکی ہیں۔ لیکن ٹبہ پر نو گز لمبا مزار جو پیر کو کناتوالی کے نام سے مشہور ہے یہ مزار سو کنا توالی نام کے رقبہ میں ہے۔ اس ٹبہ پر پرانے درخت کھڑے ہیں جنھوں نے اس سرزمین پر 1947ء، 1965ء اور 1947ء میں ہونے والے حق باطل کے معرکے دیکھے۔

صوبیدار ریٹائرڈ غلام رسول نے بتایا اس کی زمین سے بڑے سائز کی اینٹیں ملتی ہیں قیام پاکستان سے قبل مناور سے اکبر بادشاہ کے دور کی زیر زمین مسجد دریافت ہوئی یہ زمین مٹی کے ٹبہ کے نیچے تھی۔ زوردار بارش سے مسجد کے مینار کا کلس نظر آیا۔ جب کھدائی کی گئی۔ تو مینار کے آثار ملتے گئے۔ ٹبہ کی بہت زیادہ مٹی ہٹانا فرد واحد کے بس کی بات نہیں تھی۔ چنانچہ گردونواح کے دیہات میں اعلان کیا گیا جو مسلمان اس مٹی سے اپنے گھر کی لپائی کرے گا اس گھر میں برکت ہی برکت ہو گی۔ گردونواح کے دیہات کے مسلمان گدھوں گھوڑوں سروں پر مٹی اٹھا اٹھا کر گھروں کو لے جاتے گئے۔ جب مٹی مکمل طور پر ہٹائی گئی تو نیچے تین گنبد چار مینار والی اکبر بادشاہ کے دور کی تعمیر کردہ مسجد صحیح حالت میں پائی گئی مناور کی تاریخ ہزار سالہ پرانی ہے مناور کے ٹبہ پر دو نو گز لمبے مزار اور اللہ تعالیٰ کے نیک برگزیدہ ہستیاں آرام کر رہی ہیں حضرت سید نور شاہ جو اس علاقہ میں رشد ہدایت کے لئے آئے تھے جن کا تعلق حضرت جہانیاں جہاں گشت کے سلسلہ سے ہے 1947ء کے ہنگاموں میں مناور کے سادات گھرانے کے لاتعداد افراد شہید کر دیئے گئے ان کے گھروں کو آگ لگا دی گئی مناور کے گردونواح چھمب کے علاقہ میں درجن بھر کے قریب نو گز لمبے مزار ہیں کسی زمانہ میں یہاں حق باطل کے معرکے ہوئے۔ سرینگر کو چھمب مناور سے سڑک جاتی ہے۔ یہاں آبی گزرگاہوں کا جال بچھا ہوا ہے چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کے علاوہ دریائے مناور توی دریائے چناب قریب قریب بہتے ہیں مناور کے علاوہ دریائے توی کے کنارے آباد دیہات میں بزرگ لوگ آج بھی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ شیریں فرہاد کا تعلق مناور سے تھا۔ محمد بشیر، محمد نذیر کے علاوہ اس علاقہ کے عمر رسیدہ لوگ بیان کرتے ہیں مناور میں پانی کی قلت تھی۔ فرہاد مناور کے حکمران کے محل تعمیر کر رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر شہزادی پر پڑی دونوں ایک دوسرے کو دل دے بیٹھے۔ نجومیوں نے بادشاہ کو بتایا شہزادی کی قسمت محل تعمیر کرنے والے فرہاد سے وابستہ ہو گی۔ مشیروں کو بادشاہ کو مشورہ دیا کہ فرہاد کو ایسی مہم میں ڈال دیا جائے اسکی ساری عمر مہم جوئی میں گزر جائے بادشاہ نے فرہاد سے کہا کہ وہ سامنے پہاڑوں سے پانی کی نہر نکال کر مناور تک لائے تو اسے شیریں کا رشتہ دے دیا جائے گا پرانے زمانہ میں راجے مہاراجے لڑکیوں کی شادی کیلئے سوئمبر کی رسم

marfat.com

حاجی ایم زمان کھوکھر، بشیر احمد، نذیر احمد زیر زمین دریافت ہونے والے کنوئیں کا ملاحظہ کر رہے ہیں ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

رچاتے تھے جو شہزادہ اس رسم میں کامیاب ہوتا شہزادی کی قسمت کا فیصلہ اس کے ساتھ کر دیا جاتا۔ بادشانہ کی جانب سے نہر کی مہم پر فرہاد نے نہر کھودنی شروع کر دی کہتے ہیں ہمت ارادے نیک ہوں قدرت کی طرف سے غائبی امداد مل جاتی ہے فرہاد کئی سال نہر کھودتا رہا۔ شیریں بھی فرہاد کے بارے بار بار پوچھتی۔ بادشاہ تک یہ اطلاع پہنچ چکی تھی کہ فرہاد نہر کھودنے میں کامیاب ہو گیا پہاڑ تھوڑا سا رہ گیا ہے پہاڑ کٹ گئے۔ عاشق کبھی تھکتے نہیں۔ اس دوران ایک بزرگ فرہاد کو ملے فرہاد نے پوری داستان سنائی۔ بزرگ نے کہا محل کی طرف دوڑ کر جاؤ پانی پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ فرہاد نے محل میں پہنچ کر بادشاہ کو بتایا پانی محلوں کی طرف آ رہا ہے شیریں کے ساتھ شادی کی تیاری کرو۔ بادشاہ نے ایک چالاک عورت کو فرہاد کے پاس بھیجا جو جا کر فرہاد کو بتائے کہ شیریں مر چکی ہے یہ سن کر فرہاد نے تیشہ سر پر مار کر اپنی جان ختم کر لی جب یہ بات شیریں تک پہنچی کہ فرہاد نے اپنا قول پورا کر دیا ہے نہر کھود دی ہے اور جان قربان کر دی ہے یہ بات سنتے ہی شیریں نے محل سے نہر میں چھلانگ لگا دی۔ دونوں کے جسم اکٹھے ہو گئے علاقہ کے بزرگ بتاتے ہیں یہ نہر مناور کی پہاڑوں طرف بہتی تھی۔ موسم صاف ہو تو مناور کے قریب شمال کی طرف دیکھا جائے تو پہاڑوں کے درمیان ایک درہ نما دکھائی دیتا ہے اس پہاڑ کو کاٹ کر فرہاد نے یہ نہر نکالی گئی۔ جواب دریائے توی کے نام سے مشہور ہے۔

marfat.com

مرکزی بزم نوشاہی دربار نوشاہی نوشہ پور جہلم میں حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب ربانی شہباز لامکانی پیر پیراں میر میراں سید الاولیاء والاتقیاء ابو محمد محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کے عرس مبارک کی تقریبات کا آنکھوں دیکھا حال

جہلم اور دینہ کے درمیان جی ٹی روڈ کے کنارے مشہور قصبہ رانحیاں کشمیر کالونی جواب روحانی نام نوشہ پور کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہو چکا ہے 27 اکتوبر کو اس سرزمین پر حضرت غوث اعظم کا عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی 8 ستمبر کو برطانیہ سے نوشہ پور تشریف لائے اور عرس کی تقریبات کی تیاریاں شروع کرادیں۔ عرس کی تقریبات دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی کو حضرت غوث اعظم سے بہت زیادہ عقیدت ہے۔ نوشہ پور کے باہر جی ٹی روڈ کے کنارے سینکڑوں بسیں کھڑی تھیں جن کے ذریعے پشاور سے لے کر کراچی تک وابستگان سلسلہ قادری نوشاہی قافلوں کی صورت عرس کی تقریبات میں شرکت کے لئے آئے۔ عرس کی تقریبات صبح نو بجے شروع ہوئیں وقفہ وقفہ کے بعد قافلے نعرہ تکبیر نعرہ رسالت نعرہ حیدری قادری نوشاہی سلسلہ سے اپنی وابستگی اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے آستانہ عالیہ نوشہ پور میں داخل ہوتے رہے۔ ٹھیک دس بجے لنگر کھول دیا گیا ہزاروں کی تعداد میں حاضرین نے لنگر کھایا۔ ہر طرف انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں حاضرین لنگر سے فارغ ہو کر عرس کیلئے بنائے گئے مقام پر پہنچ گئے۔ لنگر میں چھوٹا گوشت کا سالن اور بڑے سائز کی روٹیاں تھیں۔ لنگر کا اہتمام اتنا وسیع تھا کہ ایک ایک نشست سینکڑوں لوگ لنگر کھاتے۔ خدام بالٹی میں سالن روٹیاں لئے سر پر کھڑے رہتے۔ لنگر کی تقسیم کا انتظام اتنا منظم طریقہ سے تھا کہ کسی قسم کی ہلڑ بازی شور شرابا دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایک اندازہ کے مطابق عرس مبارک کے موقع پر 120 بکرے ذبح کیے گئے آٹے کا تو حساب ہی نہیں خدائی لنگر جاری اور ساری ہے۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ آستانوں کا سلسلہ کیسے چلتا ہے ان کے لئے یہی جواب کائنات کے نظام کو بھی تو کوئی ہستی چلا رہی ہے جو نظر نہیں آتی۔ عرس کی تقریبات کے موقع پر نارنجی ٹوپیاں پگڑیاں پیلی چادریں خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں۔ نارنجی رنگ نوشاہی سلسلہ کی پہچان ہے اتنا بڑا روحانی اجتماع راولپنڈی سے لے کر لاہور تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ پنڈال میں نعت خوانوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت اس انداز میں پیش کیا کہ حاضرین کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو رواں ہوتے رہے آنسوؤں سے دل کی سیاہی دور ہوتی رہی اور ان کی حاضری قبول ہوتی رہی۔ مقررین نے حضرت غوث اعظم کی کرامات اور ان کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ شان اولیاء کرام بیان کرتے رہے۔ اس موقع پر حضرت پیر سید معروف حسین شاہ قادری نوشاہی نے

marfat.com

خصوصی خطاب کیا پنڈال میں اسٹیج اتنا خوبصورت اور مضبوط بنایا گیا ہے جس پر درجنوں عالموں فاضلوں اور معزز مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ خدام بار بار کھانا کھانے کا اعلان کرتے رہے ہر خادم اپنی اپنی ڈیوٹی جوش وخروش سے ادا کرتا تھا۔ آستانہ میں لا تعداد طہارت خانے اور وضو کے لئے وافر مقدار میں ٹوٹیاں اور پانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ دینی جامع نوشاہیہ کی عالی شان خوبصورت عمارت کے چاروں طرف عرس مبارک کے بینر آویزاں کیے گئے دیواروں پر یااللہ یا محمد ﷺ یا نوشہ سرکار تحریر کیا گیا۔ مرشد ملے رسول ملا رسول ملے خدا ملا گویا مرشد پاک اللہ اور اسکے رسول سے ملنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا

در مرشد دلہ چھڈیں نا ئیں نئیں تے بن جاویں گا روگی

محمد مصطفیٰ آئے بہاروں پر بہار آئی

زمین کو چومنے جنت کی خوشبو آئی۔

مرکزی بزم نوشاہیہ دینی جامعہ نوشاہیہ جس کے نگران حضرت پیر سید معروف حسین شاہ قادری نوشاہی میں لاتعداد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ جس کی درس تدریس کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ مقرر کیے گئے ہیں۔ عرس غوث اعظم کے بہترین انتظامات حضرت پیر سید معروف حسین شاہ کی اسلام کیلئے اندرون بیرون ملک خدمات دینی مدارس کا قیام ان کے عظیم الشان کارنامے ہیں حضور پاک غوث اعظم اور نوشہ سرکار کے ساتھ عقیدت کا عملی مظاہرہ کر رہے ہیں۔ انہیں علم وادب سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ ان کے ذاتی کتب خانہ میں ہزاروں کی تعداد میں کتب موجود ہیں ان میں عربی فارسی انگریزی پنجابی ودیگر زبانوں کی کتب موجود ہیں نوشاہی سلسلہ میں آپ نے علم وادب کو زندہ رکھا ہوا ہے سلسلہ کی سینکڑوں کتب تحریر کر کے عوام الناس میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ پیر سید معروف حسین شاہ قادری نوشاہی وطن عزیز کا قیمتی اثاثہ ہیں اور اہل سنت کے لئے باعث فخر ہیں۔ عرس کے موقع پر ایک شخص نے بتایا کہ مسجد کے لئے 2 کنال اراضی 44 لاکھ روپے میں خریدی ہے وہ عنقریب عالی شان مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے ارادے بہت بلند ہیں جو وہ کہتے ہیں کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ آپ جملہ اوصاف آپکی سوانح عمری میں ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com

پنڈ عزیز اور چکسواری میں نوشاہی سلسلہ کے اولیاء کرام

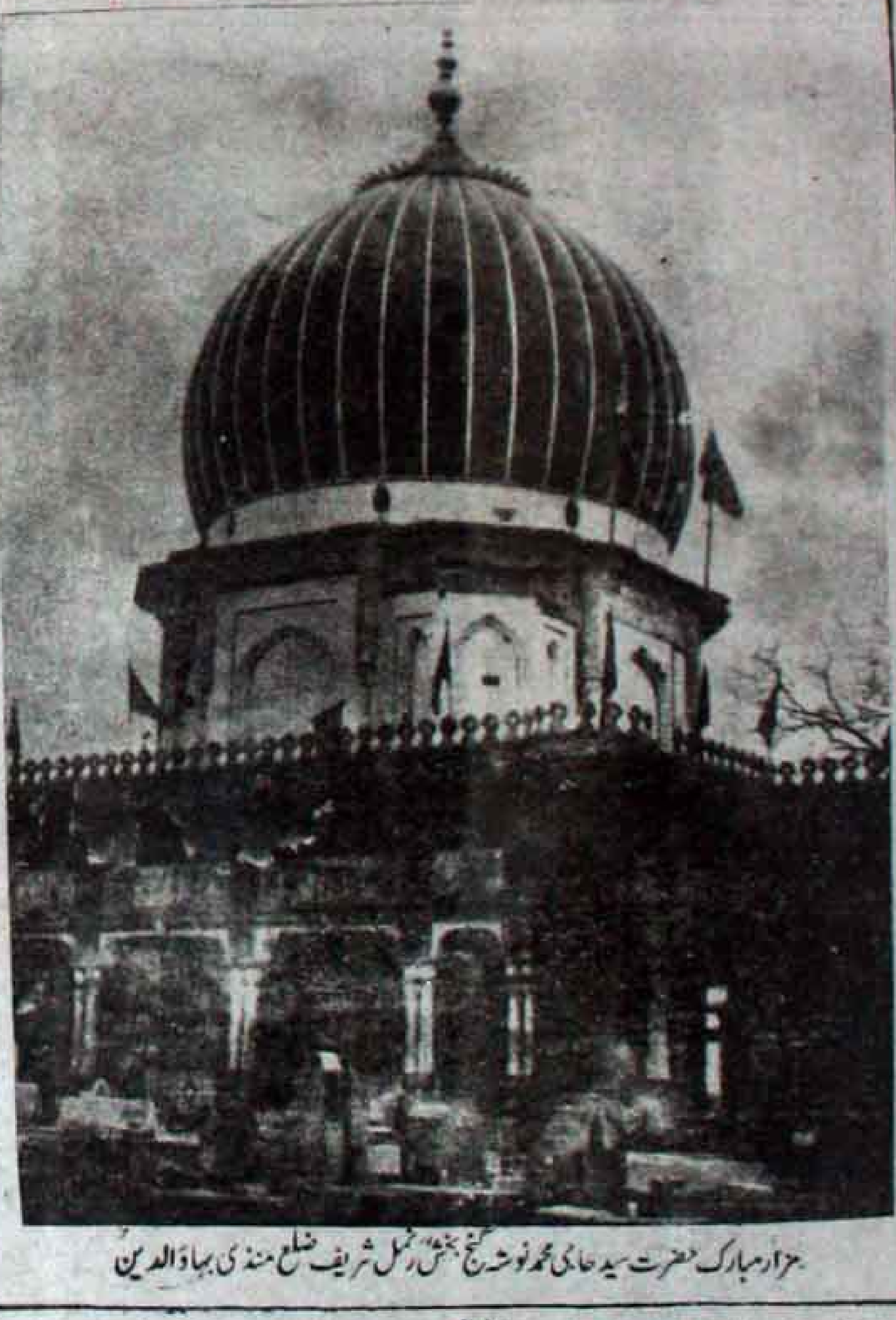

مزار مبارک حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ رنمل شریف ضلع منڈی بہاؤالدین

حضرت ابوالکمال برقؔ نوشاہی ڈوگہ شریف ضلع گجرات نے نوشاہی سلسلہ کو پروان چڑھایا اور اس سلسلہ کے لیے سینکڑوں کتابیں تحریر کیں۔ اس سلسلہ کو حضرت پیر سید معروف حسین شاہ عارف قادری نوشاہی نے آگے بڑھایا۔ پیر سید رضا حسین شاہ قادری نوشاہی نے نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ ان بزرگوں کے کتب خانہ میں ہزاروں کی تعداد میں کتب ہیں علم و ادب ہمیشہ ہی اولیائے کرام کا گہوارہ رہا ہے پیر سید رضا حسین شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈوگہ شریف نے مہربانی فرما کے پنڈ عزیز اور چکسواری ضلع میرپور آزاد کشمیر نوشاہی سلسلہ کے بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کیلئے اپنی کار مہیا کی۔ باؤ غلام رسول جو نوشاہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں ڈرائیوری کے فرائض سرانجام دیے ماسٹر خالد نوشاہی، میاں صاحب نوشاہی اس سفر میں ہمراہ تھے راقم نے رات آستانہ عالیہ ڈوگہ شریف میں قیام کیا اور

marfat.com

آستانہ کے کتب خانہ سے استفادہ حاصل کیا نوشہ پور شریف اور ڈوگہ شریف میں ہزاروں کی تعداد میں کتب موجود ہیں علم کے متلاشی راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ راقم نے اس روحانی سفر کا آغاز صبح سویرے کیا تاکہ زیادہ سے زیادہ مزارات پر حاضری ہو سکے۔

پنڈ عزیز میں نوشاہی سلسلہ کے بزرگوں کے مزار ہیں صاحبزادہ سید محمد حنیف نوشاہی نے ہماری راہنمائی فرمائی اولیائے کرام اور آستانہ کے بارے معلومات فراہم کیں۔ ان کا تعلق نوشاہی اولیائے کرام کے گھرانہ سے ہے اور پر تکلف ناشتہ کا اہتمام کیا۔ صاحبزادہ عبدالمجید نوشاہی جو عالم فاضل صاحب علم ہیں اس موقع پر موجود تھے۔ نیک لوگ ہمیشہ ہی مخلوق خدا کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ نوشاہی سلسلہ کے بزرگوں کے مزار بلندی کے قریب ہیں صاحبزادہ سید محمد حنیف نوشاہی نے پنڈ عزیز کے نوشاہی مشائخ کے بارے شجرہ اور کرامات مہیا کیں اس شجرہ کے مطابق یہ بزرگ حضرت نوشہ پاک کی اولاد سے ہیں۔

شجرہ شریف نوشاہی

جد اعظم حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ قدس سرہ نوشاہی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ صحیح نسب علوی سید ہیں آپ سید الآئمہ و اسادات حضرت امیر علیہ اسلام کی اولاد ہیں۔ شجرہ نسب۔ جد اعظم حضرت سید شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ بن ابو اسمٰعیلؒ سید علاؤ الدین حسین غازیؒ بن ابو العلا و سید شمس الدین شہید عرف سنگین شاہ بن ابو سلیمان سید جلال الدین محمدؒ بن سید عبداللہ ذاکر ہوؒ، بن سید صاحب الدین شاہ محمد شاہنشاہؒ بن سید گل محمدؒ بن سید مضر الدین سید عبد الصمد عارفؒ بن سید عطاء اللہؒ بن سید عبد الاؒ ول زاہدؒ بن سید محمد شاہؒ عرف پیر جالبؒ بن سید کمال الدین احمد ذاکرؒ بن سید ابو المنصور جلال الدین سلطانؒ بن سید محمد منور بخش مندؒ بن سید سعید الدین سکندر شاہ انورؒ بن سید جمال الدین اسحٰقؒ بن سید عبد الحق حجنؒ بن سید زمان علی شاہ محسنؒ بن قطب سید عبد العلی عونؒ بن سید یعلی قاسم بن سید حمزہ ثانیؒ بن سید طیارؒ بن سید قاسم بن سید علی سید جعفرؒ بن سید ابو القاسم حمزہ الاکبرؒ بن سید ابو العباس حسن بن سید عبید اللہ مدنیؒ بن ابو الفضل سید عباس علمدار شہید کربلا بن سید الائمہ ابو الحسن امام علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت سید حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ کے دو بیٹے تھے حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا قطب نوشہرہ کے شہرہ آفاق بزرگ سید شاہ فتح محمد کی صاحبزادی سے نکاح ہوا جو صوم وصلوۃ کی پابند علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ اور بڑی صالحہ خاتون تھیں۔ تذکرہ نوشاہیہ میں ہے۔ مقامات علیا۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کو ولایت فقر کے تمام مقامات حاصل تھے اور آپ کی ذات مقدس جمیع کمالات کی جامع تھی۔ تمام بزرگوں نے آپکی فضیلت اور مراتب علیا کا اعتراف کیا ہے۔ حضرت علامہ خواجہ کمال الدین

marfat.com

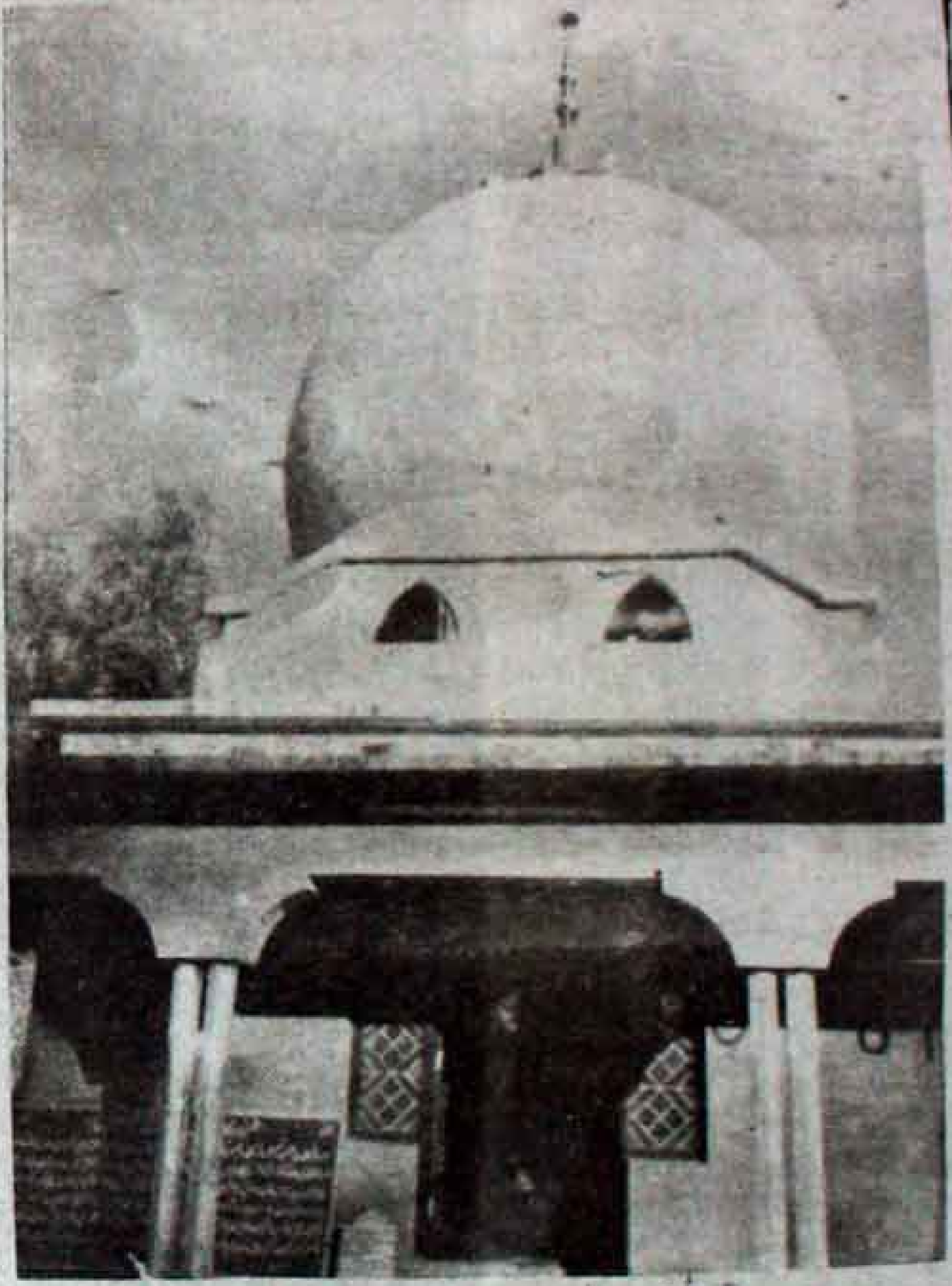

دربار عالیہ نوشہ شریف المعروف دولہا شہاب الدین بخاری خلیفہ نوشہ پاک

نقشبندی لکھتے ہیں کہ حضرت حاجی نوشہ گنج بخشؒ خواجہ محمد معصومؒ سرہندی کے ہم عصر اور عزیز الوجود بزرگ تھے۔ کنز الرحمت میں ہے کہ آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے۔ طریقہ نبوی طریق من است سوئے شرع رفتن دہ روشن است

"میرا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے اور شریعت محمدیہ روشن راستہ ہے۔"

مہمان نوازی حضرت نوشہ گنج بخشؒ بڑے مہمان نواز تھے مرزا محمد اختر دہلوی لکھتے ہیں قاعدہ تھا کہ جو مسافر آتا اُس کو دیوان خانہ نوشاہیہ میں ٹھہراتے اور اُس کی خدمت بہ نفس نفیس کرتے ثواب المناقب میں ہے کہ جب آپ نے فرزند اصغر حضرت سید محمد ہاشم دریا دل کو دستار نیابت عطا کی اور سند نوشاہیہ کا پہلا خلیفہ مقرر کیا تو مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔ غریب و امیر واقف ناواقف مرید وغیرہ مرید کے ساتھ یکساں سلوک ہوتا تھا جو شخص بارگاہ میں آتا تھا اُسے لنگر سے روٹی کھلائی جاتی تھی غیر مسلموں کے لئے بھی لنگر کا معقول انتظام تھا تذکرہ نوشاہیہ میں ہے کہ ہندوؤں کو لنگر سے خشک رست دی جاتی تھی۔

مجدد اعظم حضرت سید نوشہ گنج بخشؒ نے ۵ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ بروز دوشنبہ مطابق ۱۸ مئی ۱۶۵۴ء بعہد شاہ

marfat.com

جہاں بادشاہ انتقال فرمایا مزار اقدس رنمل شریف پھالیہ میں ہے۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے دو فرزند تھے سید برخوردارؒ صاحب اور سید محمد ہاشم کو آفتاب پنجاب حضرت سید نوشہ گنج بخشؒ پڑھنے کی بڑی تاکید فرماتے تھے۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ تذکرہ نوشاہیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے اپنے فرزندوں کو تحصیل علم کے لئے روانہ کیا تو ارشاد فرمایا۔ ''اگر خبر ارتحال با ازیں دار الفنا بدار البقا استماع یابید فاتحہ باہم دراںجا خواہند بغیر از کمال فضیلت بخانہ نیاہند''

''اگر تمہیں میری وفات کی اطلاع دوران تعلیم میں ملے تو وہیں بیٹھ کر فاتحہ پڑھ لیں اور بغیر کمال فضیلت حاصل کئے گھر نہ آئیں۔ اس تائید اور ہدایت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے فرزندان گرامی نے علوم وفنون میں بلند مرتبہ حاصل کیا خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ

آپ کے فرزند اصغر حضرت سید محمد ہاشم دریا دل نے عمر عزیز کے بیس سال تحصیل علم میں صرف کئے اور علم وفضل میں ایسا کمال حاصل کیا کہ ممتاز المحدثین کے لقب سے مشرف ہوئے۔ اس طرح سب نے اپنی جگہ بڑا مقام پایا سید محمد ہاشم شاہ کے تین فرزند تھے سید محمد ہاشم ۹۹۵ھ میں قطب نوشہرہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے آپ سند نوشاہیہ کے پہلے سجادہ نشین تھے انسٹھ سال کی عمر میں ربیع الاوّل ۱۰۶۴ھ میں تخت خلافت پر متمکن اور اڑتالیس سال (۱ماہ ۱۴دن منصب سجادگی پر فائز رہ کر بعمر ستانوے سال ۲۲ ذی الحجہ ۱۰۹۲ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۶۸۱ء میں انتقال فرمایا۔ مزار اقدس رنمل شریف ضلع منڈی بہاؤالدین میں ہے حضرت سید محمد ہاشم شاہ کے تین فرزند تھے اوّل سید شاہ فضل اللہ، دوم سید شاہ عظمت اللہ، سوم سید محمد سعید شاہ دولا نوشہ ثانی، سید شاہ فضل اللہ بچپن میں ہی فوت ہوگئے تھے۔ حضرت سید محمد سعید شاہ دولا نے ۱۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا مزار اقدس رنمل شریف ضلع منڈی بہاؤالدین میں ہے حضرت دولا پاک کے پانچ فرزند تھے۔

(۱) سید محمد ابراہیم شاہ فقیہ اعظم، (۲) سید ہیبت شاہ، (۳) سید عبدالرسولؒ، (۴) سید فقیر اللہ غازیؒ، (۵) سید سلطان شاہ دوسرے چاروں فرزندوں کی اولاد موجود ہے حضرت دولا پاک اولاد رنمل شریف چک سواری شریف و پنڈ عزیز ضلع گجرات سفر آزاد کشمیر، سنگوئی شریف پنڈ خورد ضلع میر پور، شیخوپورہ ضلع جہلم اور بعض مقامات میں سکونت پذیر ہے۔

پنڈ عزیز میں حضرت سید ابراہیم شاہؒ کے بیٹے، حضرت سید خان عالمؒ مزار پنڈ عزیز، دو بھائی حضرت سید خان ملکؒ رنمل شریف، حضرت سید خان صاحبؒ بیٹے، بیٹے حضرت سید سبحان علیؒ مزار رنمل شریف، بیٹے حضرت سید قمر الدینؒ مزار پنڈ عزیز، بیٹے حضرت سید وہاب الدینؒ مزار پنڈ عزیز، بیٹے حضرت سید ولی محمدؒ مزار پنڈ عزیز، بیٹے حضرت سید حفیظ محمدؒ مزار پنڈ عزیز، بیٹے حضرت عبدالرحمنؒ مزار پنڈ عزیز، یہ دو بیٹے ابھی حیات ہیں صاحبزادہ سید عبدالمجید نوشاہی، صاحبزادہ سید محمد حنیف نوشاہی آف جاتلاں، صاحبزادہ سید عبدالمجید نوشاہی کے دو بیٹے صاحبزادہ سید محمد نعمان نوشہ

marfat.com

دوسرا چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گیا اُس کا نام ارسلان تھا پیر سید عبدالرحمٰن قادری نوشاہی کے چار بھائی ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں۔

پیر سید فضل الرحمٰن قادری نوشاہی۔ سید حبیب الرحمٰن نوشاہی عرف محمد اقبال کے نام سے مشہور ہیں۔ سید عزیز الرحمٰن قادری نوشاہی ان کی اولاد پنڈ عزیز میں سکونت پذیر ہے۔ پیر سید عبدالرحمٰن قادری نوشاہی حالات زندگی، آپ نہایت ہی خدا ترس آدمی تھے اور نہایت ہی سادہ زندگی پسند کرتے تھے۔ نماز کی بچپن سے ہی بہت پابندی کرتے تھے اور تہجد گزار آدمی تھے۔ کافی عرصے تک آپ نے مساجد میں دین کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ حضورؐ کی سنت کے مطابق زندگی گزارتے رہے۔ کچھ عرصہ جامع مسجد پنڈ عزیز شریف میں جمعہ مبارک پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ کافی عرصہ تک دین کی خدمت کرتے رہے۔ کچھ عرصے کے بعد جاتلاں میں رہائش پذیر ہو گئے اور جاتلاں میں بھی نماز پڑھاتے اور درس دیتے رہے۔ پوری زندگی میں آپ کی نماز قضا نہیں ہے۔ صبح کی نماز آپ نے پڑھی۔ رات کو نوافل پڑھتے رہے اور صبح قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔ تقریباً 8:20 بجے کا ٹائم تھا آپ کا روح مسافر ہو گیا۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۲ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ بمطابق 26 اپریل بروز جمعۃ المبارک آپ کا مزار شریف پنڈ عزیز میں ہے۔

حضرت پیر سید وہاب الدین جو آپ کے پڑدادا تھے ان کی کچھ کرامات ظاہر ہوئیں جو کہ مختصر بیان ہیں۔

پیر سید وہاب الدین قادری نوشاہی آپ نہایت ہی سادہ اور فقیر آدمی تھے۔ آپ کی قبر مبارک آپ کے والد قمر الدین کے ساتھ تھی۔ جو کہ پنڈ عزیز شریف میں ہیں۔ اڑھائی سو سال زیادہ ہو چکے ہیں۔ دربار کی چاردیواری گرنے سے تابوت شریف باہر آ گیا۔ اُس وقت آپ کو وفات پائے 10 سال ہو چکے تھے۔ وہاں ایک مزدور جو کام کر رہا تھا۔ اُس نے دیکھا تو پیر سید وہاب الدین قادری نوشاہیؒ تابوت شریف میں بالکل ٹھیک حالت میں ہیں رات کو قبر کا کام کرتے تھے کسی کو پتہ نہ چل جائے اسی مزدور نے لوگوں کو بتایا کہ پیر وہاب الدین زیارت کے قابل ہیں۔ یہ صاحبزادے زیارت نہیں کروا رہے۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو انہوں نے صاحبزادوں سے بات کی ہم زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کی تعداد زیادہ تھی۔ پھر سب نے پیر سید وہاب الدین کی زیارت کروائی اور دوبارہ غسل دیا اور جنازہ پڑا۔ بالکل ٹھیک حالت میں تھے۔ داڑھی مبارک کو مہندی لگاتے تھے نیچے سے تھوڑی سی سفید تھی۔ پھر دوبارہ وہاں ہی قبر بنا دی گئی۔ ستر سال کے بعد دوبارہ چاردیواری گر پڑی۔ پھر تابوت شریف باہر آ گیا پھر ان صاحبزادوں نے رات کو ہی غسل دیا اور جنازہ پڑھا اس وقت بھی آپ کا جسم صحیح حالت میں تھا۔ بارش کی وجہ سے چاردیواری گر پڑتی تھی۔ پیر سید وہاب الدین قادری نوشاہی نے خواب میں دیکھا اپنے صاحبزادے ولی محمد کو یہ بتایا میری قبر میں بار بار پانی پڑتا ہے۔ اور میری قبر کو نیچے لے جاؤ۔ اب ان کی قبر سید ولی محمد جوان کے بیٹے تھے۔ ان کے ساتھ ہے۔ جو دوبارہ چار پانچ آدمیوں نے جنازہ پڑھا اُن کے نام یہ ہیں۔ پیر سید نصیب قادری نوشاہی جن کی عمر 105 سال ہے۔ ابھی حیات ہیں۔ بابا نور دین کشمیری ابھی حیات ہیں پیر سید عبدالرحمٰن نوشاہی جو عمر میں سب سے چھوٹے تھے اور آپ کے پوتے بھی تھے انہوں نے بھی زیارت کی اور جنازہ پڑھا۔ پیر سید فقیر محمد بھی شامل تھے۔ پیر سید محمد فقیر کے بھائی سید عبدالرحمٰن نوشاہی

marfat.com

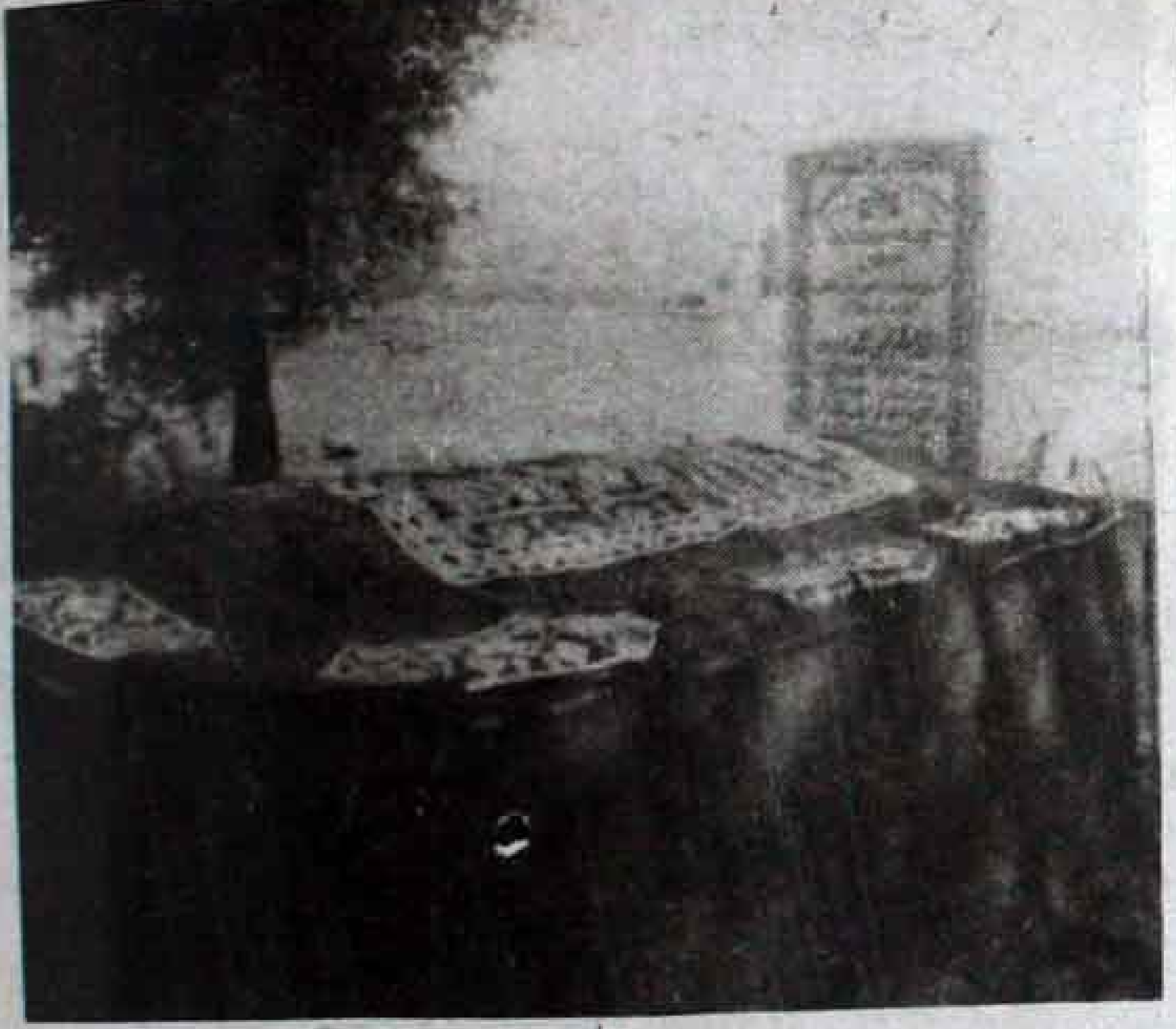

مزار حضرت پیر سید عبدالرحمٰن شاہ نوشاہیؒ پنڈ عزیز

قادری انہوں نے بھی جنازہ پڑھا اور زیارت کی۔ پیر سید وہاب الدین قادری نوشاہی آپ کی حکمت کی دوکان تھی۔ آپ نے سفر کیلئے دو گھوڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ سنت رسول کے بہت پابند اور بہت پرہیزگار تھے۔ آپ کا مزار شریف پنڈ عزیز شریف میں ہے۔ آپ کے چار بھائی تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ پیر سید چراغ عالم۔ نور عالم۔ نواب الدین۔ انسان جب اللہ کی محبت میں غرق ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا نور اس انسان کے سینہ میں آ جائے ایسے نیک برگزیدہ انسان کا جسم صدیوں تک صحیح سلامت رہتا ہے کسی نے کیا خوب فرمایا! اللہ کے نیک بندے زندہ ہیں مزاروں میں خدا کو ڈھونڈ و قرآن کے پاروں میں پنڈ عزیز کھڑی شریف چک سواری میرپور کے لئے نہر جہلم کے ساتھ ساتھ سڑک تعمیر کی گئی۔ اس سڑک پر منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھے۔ باو غلام رسول نے قوالی والی کیسٹ چلائی۔

گل ملی ناں نوشو ناں میری - رباتیری رات مک گئی

جلو اور علی بیگ جاتاں ہیڈ نہر جہلم کے علاوہ آبی گزرگاہیں سرسبز شاداب میدان نے کیلے سے گزرتے ہوئے علی بیگ آرائیاں میں سکھوں کا گردوارہ جس میں اب لڑکیوں کا ہائی سکول ہے۔ یہ تین منزلہ عمارت ہے جس کے باہر گورمکھی زبان میں دھن گورونانک تحریر ہے۔ گردوارہ کی سیوا کرنے والوں کے نام کی تختیاں دیواروں میں لگی ہوئی ہیں۔ بر چال کے قریب نوگز مزار جہاں جوڑوں کے درد کے مریضوں کو شفا ملتی ہے اتوار کے دن کی وجہ سے کافی رش تھا۔ بالخصوص خواتین کی آمد و رفت زیادہ تھی مزار نوگز لمبا ہے مزار پر چھت بھی ہے چار دیواری کے اندر گئی۔ درخت ہیں میرپور چک سواری روڈ پر ویسپا فیکٹری کے بلند ٹبہ پر نوگز لمبا مزار ہے یہ مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے مزار پر چھت گنبد ہے

marfat.com

زائرین کے آرام کے لئے کمرے ہیں یہ مزار ایک چھوٹی سی وادی میں ہے چاروں طرف سرسبز پہاڑیاں ہیں یہ منظر مری کی پہاڑیوں جیسا ہے۔ اللہ کے اس نیک بندے کے مزار پر سکون اور سرور ملتا ہے۔ منگلا ڈیم میں دریائے جہلم کا پانی میلوں تک جھیل کی صورت میں نظر آتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں عالی شان مساجد کے بلند بالا مینار عالی شان جدید انداز میں تعمیر کئے گئے عالی شان مزارات کی شاندار تعمیر اس علاقہ کے لوگوں کی صوفیائے کرام سے وابستگی گہری عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ چلسواری اور میرپور گرد و نواح کے قصبے دیہات صاف ستھرا ماحول کا منظر پیش کرتے ہیں۔ گرد و غبار کا نام و نشان نہیں۔ ماڈرن بنگلے کوٹھیاں دیکھ کر ایسا محسوس ہوا ہم یورپ میں گھوم پھر رہے ہیں۔ ایک کوٹھی کا ڈیزائن دوسری کوٹھی سے نہیں ملتا۔ ان کوٹھیوں کے نقشے یورپ سے لائے گئے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگ پرخلوص ہیں اور محبت سے پیش آتے ہیں۔ قدرتی مناظر کا نظارہ کرتے ہوئے چلسواری پہنچے۔ چلسواری قدیمی صاف ستھرا شہر ہے۔ یہاں اولیائے کرام کے آستانے ہیں۔ چلسواری میں نوگز لمبے مزار پر حاضری دی۔ آستانہ عالیہ نوشاہیہ چپ سواری حضرت سید پیر محمد عالم شاہ کے سجادہ نشینوں نے دوپہر کے کھانے کا اہتمام کیا۔ لنگر کی لذیذ تنوری روٹیاں سالن کا مزہ سارا ماحول بہت پسند آیا۔ چپ سواری میں نوشاہی سلسلے کے اولیائے کرام حضرت سید شاہ اللہ دتہ بحرالعلوم اور حضرت سید چراغ محمد شاہ کے مزارات پر حاضری دی۔ حضرت سید سرکار بحرالعلوم ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی کئی کرامات علاقہ میں مشہور ہیں آپ کے فرزند سید چراغ محمد شاہ کی اس علاقہ میں دینی خدمات کے علاوہ اور مخلوق خدا کو دینی و دنیاوی فیض سے مستفید کیا۔ ان بزرگوں کی دینی خدمات سے یہ علاقہ جگمگا رہا ہے چپ سواری کے قریب بوہ کال میں حضرت پیر عبداللہ شاہ غازی کا نوگز لمبا مزار ہے جو عقیدت مندوں نے شاندار انداز میں تعمیر کیا ہے مزار پر چھت کے علاوہ شاندار گنبد ہے اندر شیشہ کاری کا کام ہوا ہے واپسی پر ڈھانگری شریف میں حضرت خواجہ محمد فاضل آستانہ عالیہ پر حاضری دی جس کے سجادہ نشین خواجہ محمد عتیق الرحمن ہیں۔ جو علاقہ کی روحانی شخصیت ہیں۔

حضرت نوشہ پاک سرکار کے خلیفہ جو دربار عالیہ کوئی شریف المعروف دوہڑ شہاب الدین غازی کے نام سے مشہور ہے یہاں آنکھوں کے مریض حاضری دیتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔ آپ نوشاہی سلسلہ کے بلند پایہ ہستی ہو گزرے ہیں آپ کا مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ منگلا کھل چھاؤنی میں حضرت معصوم شاہ کے مزار پر حاضری دی۔ حضرت معصوم شاہ پیدائشی ولی اللہ تھے ہو گزرے ہیں۔ ان تمام اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری کے بعد رات کئے واپس اپنے گھروں خیریت سے پہنچ گئے۔ برصغیر پاک و ہند میں ہر خطہ میں نوشاہی سلسلہ کے بزرگوں کی تعداد میں اولیائے کرام کے مزارات ہیں۔ کوئی خطہ ان بزرگوں سے خالی نہیں۔ نوشاہی سلسلہ دور دراز تک پھیلا ہوا ہے۔

marfat.com

گجرات قرآن دانوں کا گھر اور پنجاب کے زندہ دلوں کا مسکن ہے!

اگست ۱۹۳۶ء میں ضلع گجرات کے خاکساروں کا ایک عظیم الشان کیمپ ہوا جس میں کم و بیش ۳۴۰۰ خاکساروں نے شرکت کی اس کیمپ میں بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ عنایت اللہ خاں مشرقیؒ نے بصیرت افروز خطاب دیتے ہوئے فرمایا گجرات قرآن دانوں کا گھر ہے۔ "پنجاب کے زندہ دلوں" کا مسکن ہے اس شہر کو اسلام فہمی کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ یہ خطاب مولوی کے غلط مذہب نمبر ۳ کے عنوان سے مشہور ہوا اس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ "میں مولویوں اور علمائے دین کا دشمن نہیں ہوں مجھے ان سے کوئی ذاتی کاوش نہیں ہے۔ میں صرف ان کے بگڑے ہوئے مذہبی تخیل اور کم نظری کا دشمن ہوں اور مسلمان کی ذہنیت کو جلد از جلد بدلنا چاہتا ہوں" (بحوالہ الاصلاح ۱۴ اگست ۱۹۳۶ء)

علامہ مشرقی ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء کو تولد ہوئے اور اس دنیائے آب و گل میں ۷۵ برس ۲ دن گزار کر ۲۷ اگست ۱۹۶۳ء کو عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ آپ نے میدان علم میں قدم رکھا تو پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے (ریاضی) کا ریکارڈ توڑ دیا۔ کیمبرج میں داخلہ لیا تو پندرہ سالہ کورس پانچ سال میں مکمل کر کے چار ٹرائی پوز انتہائی اعزاز کے ساتھ پاس کیے اور گذشتہ تمام ریکارڈ توڑ دیے اخبارات اور اہل علم حضرات نے اس کامیابی پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ کرائسٹ کالج کے پرنسپل کے یہ الفاظ ان تمام تحریروں کا نچوڑ کہے جا سکتے ہیں کہ "کیمبرج کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ اس قدر بے مثال اعزازات اور کسی کے حصہ میں نہیں آئے۔ گذشتہ آٹھ سو سال میں یونیورسٹی اس قدر لائق اور قابل طالب علم پیدا نہ کر سکی۔ ہمیں عنایت اللہ خاں پہ فخر ہے۔ یہ ہیرو ہے، ہندوستان کا کیمبرج کا اور مسلمانوں کا علمی دنیا اس پر فخر کرتی رہے گی۔ کیمبرج کی تاریخ میں اس ہونہار اور شہرہ آفاق طالب علم کا نام سنہری حروف میں رخشندہ و درخشندہ نظر آئے گا آنے والی نسلیں اس کے نقوش پا پر چلنا باعث عزت و توقیر خیال کریں گی۔ ان کے نزدیک عنایت اللہ خاں کی کامیابی یقیناً کرامت کے الفاظ سے یاد کی جائے گی"

میدان علم میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد علامہ مشرقی اصلاح ملت کا پرچم اٹھائے میدان میں نکلے۔ کیمبرج کے شہرہ آفاق سکالر نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھا اور انگریزی سلطنت کے انتہائی رعب و جلال کے زمانہ میں اصلاح ملت کا بیڑا اٹھایا خاکسار تحریک دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں امتیازی پوزیشن کی حامل تھی یہ تحریک اسلام کی بنیاد پر ایک عظیم الشان اصلاحی منصوبہ تھا جس نے چند برسوں کے اندر چالیس لاکھ انسانوں کے اندر روزانہ ایک وقت پر تعمیل حکم کی اہلیت پیدا کر دی۔ تحریک میں کوئی چندہ نہ

marfat.com

تھا ہر خاکسار اپنا کھاتا اور اللہ کے گیت گاتا تھا۔

خاکسار تحریک "چپ راست" کرنے والے نوجوانوں کے لہو ولعب کا بہانہ نہ تھا بلکہ پوری قوم کے اندر ڈسپلن، اطاعت، قطار بندی اور ایک مرکز سے وابستگی کی تربیت کی ایک اکیڈمی تھی۔ خاکسار تحریک احیائے اسلامی کی تحریک تھی یہاں جس نصاب تعلیم کی تربیت دی جاتی تھی وہ کوئی الیکشن سٹنٹ نہ تھا۔ علامہ مشرقیؒ نے اسے عین اسلام قرار دیا۔ ان کے نزدیک انبیاء اکرام کی راہنمائی میں اسلام جب بھی آیا گم کردہ راہ انسانوں کو فطرت کی راہ پر چلا کر ان کے اندر وحدت اور محبت پیدا کرنے آیا۔ آج ہمارا سارا اسلامی نصاب عمل پورے یقین اور اعتماد سے ہمیں فرقوں اور گروہوں میں تقسیم کر چکا ہے۔ اور ہم مختلف فرقوں کے موید بن کر بھی اسے اسوہ رسولؐ کے عمل کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اگر غیر جانبداری کے ساتھ مشاہدہ کریں تو مسلمانان عالم کترے ہوئے چارے کی طرح بکھرے پڑے صاف نظر آ رہے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اسوہ رسولؐ پر مکمل طور پر عمل کرنے والی قوم کا یہ رسوا کن حشر ہو جو آج مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔

علامہ مشرقیؒ نے مسلمان قوم کو عروج کی منزل تک پہنچانے کے لیے نظام اور تنظیم کا درس دیا۔ انسانی وحدت، محبت اور اخوت کا بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا اور سیاست کا پہلا سبق سب کے پھر مل کر ایک اور نیک ہو جانے کو قرار دیا۔ خاکسار تحریک کی سیاست اس قدر کارگر ثابت ہوئی کہ تھوڑی سے مدت کے اندر ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک روحانیت، طاقت اور عمل کا حیرت انگیز اٹھان پیدا ہوا اور اہل وطن بلا لحاظ عقیدہ و مسلک، مختلف رنگوں کے پھول ایک گلدستہ کی صورت اختیار کر گئے۔ یہ مسلمانوں کی بہتری کا صحیح دستور العمل تھا۔ جسے علامہ مشرقی نے ملت اسلام کے سامنے پیش کیا اور جس پر آج بھی عمل کر کے ملت پاک کے اندر لاقانونیت، دہشت گردی اور بے راہ روی کے دہکتے ہوئے جہنم کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔ آج بھی نوجوانان ملت کے کردار کو قطار بندی پر عمل پیرا ہو کر پورے یقین کے ساتھ بلند کیا جا سکتا ہے۔ آج بھی نام نہاد مذہبی اور سیاسی اجارہ داروں کی بے سود اور غیر موثر جدوجہد، جو اسلام کے نام پر جاری ہے اور جس کے ہوتے ہوئے نوجوان نسل منشیات، بلیو پرنٹوں اور وی سی آر کے عہد میں داخل ہو چکی ہے اور کھلے عام اسلامی اصولوں کی تذلیل کا باعث بن رہی ہے، ان کی اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، ہاں صرف سادہ قطار بندی سے ان کے قومی کریکٹر کو درست کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے ملک کے اکثر سیاست دان انقلاب انقلاب کی گردان کرتے ہیں۔ ان کے پاس اگر کوئی ٹھوس منصوبہ یا لائحہ عمل موجود ہوتا تو سب سے پہلے وہ اپنی جماعتوں کے اندر سلیقہ پیدا کرتے۔ اگر انہوں نے اپنے کارکنوں کی تربیت صحیح بنیادوں پر کی ہوتی تو ملک کو یوں لوٹ کر کنگال کرنے والے پیدا نہ ہوتے،

marfat.com

ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے اقتدار پسند پیدا نہ ہوتے ۔ ان جماعتوں میں سب لیڈر ہی لیڈر پیدا نہ ہوتے ۔ ہمیں یہ لکھنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ گذشتہ پچاس برس میں ان سب کے طریق عمل نے ملک و قوم کو برباد کر دیا ہے ۔

ان حالات میں اگر پاکستانی لیڈر تلافی مافات چاہتے ہیں تو ان کا فرض اولین ہے کہ خاکسار تحریک کے طریقہ کار کو اپنا لیں اور انہیں باور کر لینا چاہیے کہ اب یہی ان سب کی واحد پناہ گاہ ہے ۔ جو انہیں اور پاکستان کو موجودہ مشکلات سے نجات دلا سکتی ہے ۔ پوری قوم کے اندر اتحاد اور یگانگت پیدا کر کے اسے ایک پلیٹ فارم پر متحد العمل کر سکتی ہے ۔ بلکہ چند سالوں کے اندر اندر ایک ترقی یافتہ قوم پیدا ہو سکتی ہے ۔ جس کے رگ و ریشہ میں استحکام پاکستان اور غلبہ اسلام کی شمعیں روشن ہوں ۔ خاکسار تحریک کا لائحہ عمل موجودہ ماحول کو بدلنے کیلئے ایک بے خطا نسخہ ہے ۔ آزمائش شرط ہے ۔ ایک گری ہوئی زوال یافتہ قوم کو پھر سے سربلند کرنے اور ان کے اندر قومی کریکٹر پیدا کرنے کیلئے صرف حرکت اور اتحاد فی العمل سے ابتدا کرنا کافی ہے ۔

وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ قوم اپنی حالت پر خود رحم کھائے اور اس آفاقی تجویز و تدبیر کو علامہ مشرقیؒ سے عقیدت کی بنا پر نہ ہی بلکہ اسی طرح اس سے استفادہ حاصل کرتے ۔ جس طرح روس کے سائنسدان امریکہ سے دشمنی رکھنے کے باوجود اس کے تحقیقی کام سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں کوئی عیب نہیں سمجھتے اور اسی طرح امریکہ کے سائنسدان روسی تحقیقات کو علم کی بنا پر قبول کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتے ۔ اس طریق عمل کو اختیار کرنے سے قوم کے اندر موجود گھمبیر انتشار و افتراق کو ختم کیا جا سکتا ہے ۔ اور وطن عزیز امن اور خوشحالی کی راہوں پر گامزن ہو سکتا ہے

اب نیستاں سے یہی ایک نوا باقی ہے
نہ سنی یہ بھی تو پھر تیری سزا باقی ہے

گجرات میں دور اول کے چند مشہور خاکسار مجاہد

صاحب نشان پیر رشید الدولہ ، میاں محمد شریف ، قاضی فیض محی الدین ، پروفیسر چوہدری عبدالعزیز ایم اے ۔ ایل ایل بی (جنہوں نے زندگی کے ۲۵ قیمتی سال ادارہ علیہ میں حضرت علامہ مشرقیؒ کے تحت گزارے اور خاکسار تحریک کے فروغ کیلئے شب و روز کام کیا ۔ سید غلام موسیٰ شاہ ، سید حامد علی شاہ ، سید شبیر حسین شاہ ، سید غلام سرور شاہ ، سید محمد اکرم شاہ ، غازی عطا اللہ بھٹی ، غازی سلیم اللہ شاہ مبارز ، صبح صادق اہلیہ صبح صادق ، فضل کریم ڈار ، میاں معراج دین ، حکیم محمد امین ، بابا معراج دین ، حاجی غلام علی ، ملک

marfat.com

محمد بشیر، خان صاحب ڈاکٹر محمد حیات، خلیفہ امام دین، ابوالعزیز فضل الٰہی، عبدالرؤف خاں، حکیم کلیم اللہ، حکیم عبدالطیف عارف، میر بشیر احمد، حکیم محمد صادق، بابا عطا محمد سیال، اہلیہ بابا عطا محمد سیال، محترمہ منور محمود، خاکسار مولوی محمد دین، چوہدری محمد صادق، مہر محمد صادق، حاجی چوہدری نذیر احمد، چوہدری خورشید خالد، مصطفیٰ کمال، حاجی ایم اے لطیف بھٹی، خواجہ گوہر کاشمیری، میاں محمد شریف، میر عبدالغنی

ضلع گجرات کے خاکسار جانبازوں کی فہرست

فضل کریم عرف بادشاہ جانباز نمبر ۹، عبدالقیوم بٹ جانباز نمبر ۴۱، امام الدین ساکن ڈھلو جانباز نمبر ۴۳، محمد فاروق خاں جانباز نمبر ۴۴، عبدالطیف خان جانباز نمبر ۴۵، محمد حسین جانباز نمبر ۴۶، محمد انور جانباز نمبر ۴۷، ماسٹر مظفر الدین جانباز نمبر ۴۸، اہلیہ ماسٹر مظفر الدین جانباز نمبر ۴۹، اللہ داد انسپکٹر ٹیلی گراف جانباز ۱۴۵، زینب خاتون اہلیہ اللہ داد جانباز نمبر ۱۴۶، شیخ فضل الٰہی محلہ خواجگان جانباز نمبر ۱۴۸، جنہوں نے اپنا آبائی مسکن ترک کر کے یوپی اور متحدہ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں خاکسار تحریک کی ترویج وترقی کیلئے شبانہ روز محنت کی

۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو فرنگی سامراج سے جن ۳۱۳ خاکسار عابدین نے ٹکر لے کر اس کے ایوانوں میں دراڑیں ڈالدی تھیں اور اپنے خون کی سرخی سے آزادی وطن کا سرعنوان ترتیب دیا تھا ان سرفروشوں میں پیروشاہ کے غازی محمد خاں بھی شریک تھے۔

سید علی بہادر مجبور (مدینہ) جانباز نمبر ۲۳۷، محمد شفیع کنجاہ جانباز نمبر ۲۴۰، مولوی کرم الٰہی ہیلان جانباز نمبر ۲۷۰، محمد اسلم قریشی جلالپور جٹاں جانباز نمبر ۳۰۱، عطا اللہ محلہ خواجگان جانباز نمبر ۳۶۰، فیروز الدین شادیوال جانباز نمبر ۴۰۴، محمد اسمٰعیل چاہ پیپل جانباز نمبر ۴۰۸، محمد رمضان ولد کرم الٰہی جلالپور جٹاں جانباز نمبر ۴۱۷، محمد افضل بٹ کنجاہ جانباز نمبر ۴۸۹ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل نام بھی فہرست میں شامل ہیں لیکن جانبازی نمبر درج نہیں ہیں۔

اشرف ولد شیخ فضل الٰہی کنجاہ، اعجاز نبی خلجی کنجاہ، نبی بخش ولد وزیر بخش شادیوال (بحوالہ الاصلاح ۱۸۔ جنوری ۱۹۴۶ء)

ڈاکٹر محمد عظمت اللہ بھٹی

مدیر اعلیٰ ہفت روزہ اصلاح لاہور

marfat.com

آپ کی تحریروں نے ہمیں جگا دیا ہے

پنڈ عزیز تحصیل سرائے عالمگیر کا آخری گاؤں ہے۔ یہ ایک قدیمی گاؤں ہے بلندی پر کئی قدیمی مزار ہیں۔ پنڈ عزیز بھی بلندی پر ہے۔ ان قدیمی مزاروں کے علاوہ نوشاہی سلسلہ کے سید وہاب الدین، سید ولی محمد، سید حفیظ محمد، حضرت سید عبدالرحمن کے مزارات ہیں۔ نوشاہی سلسلہ کے آستانے برصغیر کے پاک و ہند کے کونے کونے میں ہیں۔ 22 ستمبر 2002ء کو میر پور چاواری میں نوشاہی سلسلہ کے بزرگوں کے آستانوں مزارات پر حاضری کے دوران پنڈ عزیز میں حضرت سید محمد نصیب نوشاہی جن کی عمر اس وقت ایک سو پانچ سال کے قریب ہے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا انہوں نے مجھے سینے سے لگایا گرمجوشی سے ملے میری تحریر کردہ کتب کا وہ اس عمر میں مطالعہ کر چکے ہیں فرمایا آپ کی تحریروں نے ہمیں جگا دیا ہے وکالت جیسے مصروف پیشہ سے وقت نکال کر اولیائے کرام کے بارے تحقیق کرنا آپ کا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اللہ تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ میں اللہ تعالیٰ سے صدق دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں اللہ آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ حضرت سید محمد نصیب نوشاہی کے یہ کلمات سن کر مجھے یقین ہو گیا میری محنت ضائع نہیں گئی۔ ایک درویش بزرگ ہستی جو حکمت کی دولت سے مالا مال عالم فاضل ہونے کے علاوہ نوشاہ پاک کے سلسلہ کی کڑی سے ہیں ان کے یہ الفاظ میرے لئے قیمتی اثاثہ ہیں۔ جنہیں راقم زندگی بھر نہیں بھول سکتا ہے۔ سید محمد نصیب نوشاہی نے میرا دامن خلوص محبت اور دعاؤں سے بھر دیا ہے ہر آدمی ایسے کلمات سے نہیں نوازتا۔ یہ صرف درویشوں کا ہی کام ہے۔

سید محمد نصیب نوشاہی۔ مقام پنڈ عزیز نزد
تحصیل سرائے عالمگیر ضلع گجرات

marfat.com

خطہ یونان گجرات اور سر سید احمد خان

راوی۔ چوہدری غلام حسین راز المعروف بابا راز گجراتی (نشان گجرات)

چوہدری غلام حسین المعروف بابا راز گجراتی کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔ 93 سال کی عمر میں یہ بالکل ہشاش بشاش نظر آتے ہیں۔ ان کی یاداشت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آج کل کے دور میں ساٹھ ستر سال کی عمر کو جانے والے یاداشتیں کھو بیٹھتے ہیں۔ لیکن بابا راز گجراتی آمنے سامنے تو کیا ٹیلیفون پر بھی جوانوں جیسی گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے کمرہ میں الماریوں کے علاوہ بڑے سائز کے تخت پوش کتابوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس تخت پوش پر ان کے سامنے ہر موضوع کی کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ بابا راز گجراتی اکثر بیشتر فارغ وقت میں ان کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں مطالعہ کا شوق انہیں بچپن سے ہی ورثہ میں ملا ہوا ہے۔ ان کے کمرہ میں ہر قسم آسائش اور سہولت موجود ہے مطالعہ کی وجہ سے وہ علم کا خزانہ ہیں۔ جس موضوع پر بات کی جائے ایسے دلائل دیتے ہیں انہیں داد دینے کو جی چاہتا ہے۔

خداداد صلاحیتوں میں ایک صلاحیت وہ علم دوست ادب شناس میں پاکستان بھر کوئی لکھاری جب کتاب لکھتا ہے اپنی پہلی فرصت میں اپنی تصنیف بطور تبرک پیش کرتا ہے۔ بابا راز گجراتی ملک بھر سے شائع ہونے والی کتب پر تقریظ تبصرے تحریر کر چکے ہیں۔ نئے لکھنے والوں کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کرتے ہیں انہیں ادبی کونسل کی جانب سے نشان گجرات طلائی تمغہ سے نوازتے ہیں۔ ان کے گھر ہر سال علمی و ادبی محفل منعقد ہوتی ہے وہ ادیبوں شاعروں دانشوروں کے اعزاز میں پر تکلف کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔

گجرات کو سر سید احمد خان نے خطہ یونان سے منسوب کیا۔ کے بارے بابا راز گجراتی نے بتایا کہ سر سید احمد خان کی سوانح حیات میں ان کی گجرات آمد پائی جاتی ہے گجرات آمد کے موقع پر شیخ قانونگو برادری جنہیں علم و ادب کے لحاظ سے گجرات میں اہم مقام حاصل ہے نے سر سید احمد خان کے اعزاز میں سپاسنامہ پیش کیا اور علی گڑھ یونیورسٹی کی تعمیر کی سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا۔ سر سید احمد خان کی سوانح حیات کتاب نیشنل سنٹر کی لائبریری میں موجود تھی جب نیشنل سنٹر بند کر دیئے گئے تو یہ کتب خانہ گورنمنٹ زنانہ کالج فوارہ چوک کو منتقل کر دیا گیا۔ ان دنوں تعلیمی اداروں میں موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے یہ کتاب مہیا نہ ہو سکی۔ بابا راز گجراتی نے بتایا کہ سر سید احمد خان نے اہلیان گجرات کے پُرخلوص تعاون سے متاثر ہو کر گجرات کو یونان سے منسوب کر کے خطہ یونان کا خطاب دیا۔ سرزمین گجرات کی تین خصوصیات علم و ادب۔ بہادری جرأت۔ حُسن یونان جیسی ہیں۔

marfat.com

دُنیا ادب کے حاتم طائی اور بے تاج بادشاہ بابا راز گجراتی

جو زندگی کی 93 بہاریں دیکھ چکے ہیں

چوہدری غلام حسین المروف بابا راز گجراتی اللہ کی مہربانی سے 93 سال کے ہو گئے ہیں۔ شہاش بشاش ہی نہیں بالکل جوان لگتے ہیں۔ وہ تندرست اور توانا ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ خوبیوں سے نوازا ہے لیکن سب سے بڑی خوبی اس عمر میں ان کی یاداشت بالکل صحیح اور سلامت ہے۔ ماضی کا ایک ایک تاریخی واقعہ انہیں بالکل یاد ہے ان ہی یاداشتوں پر مبنی اُنہوں نے راز گفتاری نام کی کتاب تحریر کر ڈالی ہے محفل میں ایسے شعر کہہ دیتے ہیں کہ محفل کا رنگ ہی بدل جاتا ہے میری اکثر بیشتر ان سے ملاقات ہوتی رہتی ہے ان کی خوشحال اور پرسکون زندگی قناعت پسندی دوسروں کیلئے ایک نمونہ ہے۔ وہ دنیائے ادب کے حاتم طائی اور بے تاج بادشاہ ہیں۔ گجرات کے ادیبوں کی جتنی اُنہوں نے حوصلہ افزائی کی ہے کسی اور ادبی شخصیت نے نہیں کی۔ ان کے ہاں ریکارڈ ادبی محفلیں منعقد ہوئیں ہر محفل میں اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کے کھانے موسم کے لحاظ سے مشروبات کا اہتمام کرتے ہیں ان محفلوں میں علمی ادبی شخصیتیں شرکت کرتی ہیں۔ بابا راز گجراتی دل کے بھی خواجہ ہیں۔ ادب کی بے مثال خدمت کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہ غالب پسند آم کے موجد ہیں۔ ان کے غالب پسند آم کی محفلیں منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ بابا راز گجراتی کو اس عمر میں بھی مطالعہ کا بہت شوق ہے ان کی چارپائی کے قریب ایک تخت پوش اور الماری کتابوں سے بھری ہوئی ہے۔ غم فکر سے بے نیاز بابا راز گجراتی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔

marfat.com

درازعمری کے بارے بابا راز گجراتی نے بتایا وہ محکمہ پولیس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے تمام عمر رشوت نہیں لی اور اپنے کردار کو داغ دار نہیں ہونے دیا جس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے نیک اور سعادت مند اولاد اور صحت درازعمری کی صورت میں دیا ہے انہوں نے بتایا تین چیزوں پر دھیان دیا تازہ ہوا پانی کا بہت زیادہ استعمال بہت زیادہ کرتے ہیں۔ خوراک کا خاص خیال رکھتے ہیں چھوٹا اور بڑا قیلولہ بھی کرتے ہیں زندگی میں چینی بہت کم استعمال کی چینی میں استعمال ہونے والا کیمیکل لبلبہ کو کمزور کر دیتا ہے۔ اپنی زمینوں سے حاصل کردہ گڑ چینی استعمال کرتے ہیں بابا راز گجراتی کا قادر آباد میں وسیع رقبہ ہے سرخ مٹی سے پیدا ہونے والا کماد اور اس سے جو گڑ تیار ہوتا ہے وہ ہر وقت بابا راز گجراتی کے کمرہ میں موجود ہوتا ہے پانچ ایکڑ رقبہ میں غالب پسند بھی کاشت کر رکھے ہیں غالب پسند آم نام تجویز کرنا ادب سے ان کا دلی لگاؤ ان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ آم انہوں نے مرزا غالب کے نام سے منسوب کر رکھے ہیں مرزا غالب کو آم بہت پسند تھے غالب کو پاکستان ہی میں نہیں بلکہ ہندوستان میں قومی ہیرو جیسی حیثیت حاصل ہے۔ دہلی میں دیوان غالب اور غالب اکیڈمی غالب کے نام سے قائم کی گئی ہے۔ بہت بڑی لائبریری ہے، راقم ان کا ذکر اپنی تحریر کردہ کتاب دنیائے ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان میں کیا ہے۔

بابا راز گجراتی کی دلی خواہش ہے، دیوان غالب اور غالب اکیڈمی میں حاضر ہو کر وہاں کتابوں کا تحفہ پیش کریں۔ راقم نے جب غالب اکیڈمی بستی حضرت نظام الدین دہلی انڈیا میں حاضری دی تو اکیڈمی کے سیکرٹری عقیل احمد نے بتایا کہ پاکستان کے ادیب اکیڈمی کیلئے کتب رسال نہیں کرتے غالب اکیڈمی میں پاکستان کے مصنفین کی تحریر کردہ کتب کی بہت کمی ہے۔ چونکہ دونوں ممالک کے حالات اکثر بیشتر تنازعہ کشمیر کی وجہ سے خراب رہتے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان ادیب اپنی نگارشات غالب اکیڈمی نہیں پہنچا سکتے۔ حالانکہ انہیں مرزا غالب سے والہانہ عقیدت ہے۔ بابا راز گجراتی نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا۔ برصغیر میں پہلا بندوبست نوتر مل نے بعد انگریزوں نے 1867, 1868, 1891, 1892, 1915-16 میں کیا اسکے بعد زمینوں کا بندوبست نہیں ہوا جس کی وجہ سے زمینوں کا ریکارڈ مکمل نہیں بلکہ خراب ہو چکا ہے۔ اس خرابی کی وجہ سے مقدمہ بازی پروان چڑھ رہی ہے۔ بابا راز گجراتی کے بارے میں یہی کہوں گا۔

میں نے ادب سے پوچھا تجھے گجرات میں کس نے پروان چڑھایا تیری حفاظت کس نے کی

ادب نے جواب دیا، چوہدری غلام حسین المعروف بابا راز گجرات۔

ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ بابا راز گجراتی کو عمر دراز دے اور وہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں۔

marfat.com

آرائیں قوم تاریخ کے آئینے میں

تحقیق وتحریر: چوہدری غلام حسین المعروف بابا راز گجراتی تمغہ پاکستان (نشانِ گجرات)

پاکستان کے علاوہ دُنیا بھر میں آرائیں قوم آباد ہیں اس قوم کے افراد پاکستان کے علاوہ بیرون ملک اعلیٰ حکومتی اور سیاسی عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ کتب میں گجرات میں بسنے والی اقوام کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے لیکن آرائیں قوم کا تاریخی پس منظر نہیں ہے ان کتب کے مطالعہ کے بعد کئی لوگوں نے توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ آرائیں قوم کی تاریخ کا بھی پس منظر بیان کیا جائے۔ گجرات کے معروف دانشور ادیب شاعر محقق چوہدری غلام حسین المعروف بابا راز گجراتی نے سوانح قوم ارائیں کے بارے چند راز کی باتیں کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں انہوں نے ارائیں قوم کے بارے تاریخی حوالے سے تحقیق کر کے اس قوم کا سپوت ہونے کا حق ادا کیا ہے ان کی تحقیق کے مطابق آرائیں قوم نے محمد بن قاسم کی فوج میں بہادری کے جوہر دکھائے اور راجہ داہر کو شکست فاش دی آرائیں قوم کے جانثاروں نے محمد بن قاسم کی قیادت میں نیرون، سیوستان، برہمن آباد اور دیگر علاقوں کو فتح کیا۔

ولید کے بعد اس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک خلیفہ بنا اس کی جانشینی کے بارے میں حجاج بن یوسف نے مخالفت کی تھی۔ حجاج اگرچہ چند روز قبل فوت ہو چکا تھا لیکن سلیمان برسر اقتدار آ کر اس کے رشتہ داران اور حامیوں سے اچھا سلوک نہ کرتا تھا۔ اس نے محمد بن قاسم کو جس نے نہایت مہارت اور بہادری سے سندھ اور ملتان کو فتح کیا تھا اسے بھی واپس بلا لیا۔ اسکے لشکر کے سردار اور جوان جو زیادہ اریحائی تھے۔ اسی جگہ بس گئے ہوئے تھے۔ اور بطور فاتح انکی یہاں بڑی عزت اور قدر تھی۔ سندھ کا علاقہ ملتان تک انکے ماتحت تھا۔ لہذا وہ یہیں سے ہو گئے اور وہ اریحائی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ تمام عربی اور سندھی بڑے عرصہ تک ان کو اسی نام سے پکارتے تھے مگر یہ نام بگڑتے بگڑتے کچھ سندھی اور کچھ پنجابی لہجہ اس میں شامل ہوتے ہوتے لفظ اریحاری آخر کار آرائیں پر ختم ہوا۔ اور اب ان تمام شامی اریحاؤں کو آرائیں کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے۔

یہ صحیح عربی النسل قوم یہاں کی اراضی کی مالک تھی۔ انہوں نے زراعت کا پیشہ اختیار کر کے اسے زرخیز اور جنت نشان بنا دیا۔ اور زمینیں وارثوں میں تقسیم ہوتے ہوتے قلیل ہوتی گئیں۔ دیگر قوموں نے تجارت اور صنعت شروع کی مگر ارائیں اپنی اراضی پر ہی قانع رہے۔ باغات لگانا اور سبزیاں اُگانا ان کا مشغلہ اور ذریعہ معاش تھا۔

حجاج نے محمد بن قاسم کو شیراز سے اپنے پاس بلوا کر اسے مناسب ہدایات دیں اور اس کے لشکر کی تیاری پر بھی مشورے کئے۔ عراقیوں کی نسبت ان کو شامیوں پر زیادہ بھروسا اور اعتماد تھا۔ اور شامیوں میں سے بھی علاقہ اریحا کے رہنے والوں پر ان کو زیادہ یقین تھا۔ جن کے کارہائے نمایاں کا شہرہ زبان زد ہر خاص و عام تھا کیونکہ یہی وہ قابل اعتماد

marfat.com

سردار ابن سردار تھے۔ جنھیں حضرت امیر معاویہؓ نے نجد اور حجاز سے بلا کر علاقہ اریحا میں آباد کیا تھا۔ اور حجاج بھی جانتا تھا۔ کہ یہ عالی خاندان ہونے کی وجہ سے ہمیشہ وفادار اور جانثار ثابت ہوں گے اور شاہی معتمد دستہ بہ بزدلی اور پست ہمتی کا مظاہرہ نہ کریں گے۔

حجاج نے محمد بن قاسم کی نگرانی میں ۱۲ ہزار فوج تیار کی جن میں زیادہ تعداد شامیوں بالخصوص اریحاؤں کی تھی۔ اس لشکر کو سیل کانٹوں بلکہ سوئی دھاگوں اور سرکہ سے لیکر منجنیق تک لیس کیا۔ حجاج نے گذشتہ ناکام مہمات سے سبق لیتے ہوئے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ فوج کی اصل کمان اس نے اپنے ہاتھ میں رکھی۔ اور محمد بن قاسم کو ہدایت کی کہ وہ فوجی کارروائی کے دوران مرکز سے رابطہ رکھے اور مرکز سے فوری ہدایات لیتا رہے اور مشورے جاری رکھے۔ چنانچہ محمد بن قاسم اپنے جری لشکر سمیت کرمان کے راستے سندھ کی طرف روانہ ہوا اور پنج گوار اور ارمن بیلہ کو فتح کرتا ہوا دیبل پہنچا۔ اور فتح سے ہمکنار ہوئے۔

تاریخ اسلام کے عظیم جرنیلوں میں محمد بن قاسم کا شمار سر فہرست ہے۔ وہ زبردست جنگی مہارت کا مالک تھا۔ اور صرف سترہ سال کی عمر میں ایک عظیم فوجی مہم پر روانہ کیا گیا تھا۔ یہی بات اس کی عظمت کی دلیل ہے کہ وہ ایک بہت بڑا جرنیل تھا۔ اور اگر اسے بعض مجبوریوں کے باعث واپس نہ بلالیا جاتا تو وہ اپنے ٹڈی دل لشکر کے ساتھ کشمیر اور ہمالیہ کے دامن تک فتحمندی سے پہنچ جاتا۔ ملتان کی فتح کے بعد اسے واپس ہی جانا پڑا اور اپنے ملک میں ہی کچھ عرصہ بعد واصل بحق ہوا۔ وہ بہت ملنسار اور بامروت تھا۔ اگرچہ اس نے عرب سے آکر ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ لیکن اس نے اپنے حسن اخلاق سے بہت جلد مقامی باشندوں کے دل موہ لئے تھے۔ اور جب وہ واپس روانہ ہوا تو لوگوں کی آنکھوں میں آنسو اس کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل تھی۔ اس نے اپنی ذہانت اور انتظامی صلاحیت سے ہندوستان میں ایک شاندار انتظام سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔ اور اپنے سپاہیوں میں بے حد مقبول تھا۔ اسکی مذہبی رواداری کے باعث عوام اسکے دلدادہ بن گئے تھے۔ وہ بیک وقت عظیم جرات، خوش تدبیری اور اعلیٰ درجے کے فن حکمرانی کا مالک تھا۔ اس نے اپنی عمر سے کہیں زیادہ سوجھ بوجھ اور فوجی قابلیت کا مظاہرہ کیا۔ ان تمام صفات کے ساتھ وہ ایک ترتیب یافتہ سپاہی بھی تھا۔ اور کچھ قدرت اور حالات نے بھی اسکی کافی امداد کی اسے لشکر بھی وہی ملا جو اسی کی طرح ہمہ صفت موصوف تھا۔ اس یک جہتی تعاون اور ڈسپلن کی بنا پر حق تعالیٰ نے بھی ان کی امداد کی وہ اپنے مشن میں کامیاب و کامران ہوئے۔

جب محمود غزنوی نے پنجاب فتح کر کے اسے غزنی کا ایک صوبہ بنالیا تو ان اریحاؤں نے دریائے سرسوتی، بیاس، ستلج اور راوی، چناب کے کنارے پنجاب کی طرف بڑھنا شروع کر دیا کیونکہ اب انہیں مسلسل جنگوں اور تباہیوں سے نجات مل چکی تھی اور وہ تلاش معاش کے سلسلہ میں زرخیز زمینوں کی تلاش کرتے پھرتے تھے جن میں محمود غزنوی اور محمد غوری کی بہادری کے سلسلہ میں ان کو عطا کردہ جاگیریں بھی شامل تھیں۔

اریحاؤں کے قبائل جن کو سندھ میں مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے تقریباً تین سو سال گزر چکے تھے مرور زمانہ

marfat.com

کے ہاتھوں اب عرب کم اور ہندی زیادہ ہو چکے تھے۔ اس ۳ سو سال کے عرصہ میں انہوں نے ہندی لباس ہندی زبان اور دیگر طور طریقے بھی سیکھ لئے تھے اور اب پنجابی لہجہ میں اریحائی کی بجائے آرارئیں کہلاتے تھے۔

پنجاب میں آکر بھی انہی ارائیوں نے اپنی زرعی قابلیت کا اظہار کیا۔ آج بھی ان کے مقابلے میں کوئی دیگر قوم کاشتکاری اور باغبانی میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

محمد بن قاسم کے ان ہمراہیوں اور فاتحین سندھ کی نسلوں نے سیاسی زندگی میں بھی حصہ لیا اور کاشتکاری میں بھی ہمہ تن مصروف ہو جانے کی وجہ سے اپنی سیاسی اور تاریخی حیثیت کو برقرار رکھا ہے۔ اس لشکر کے ہمراہیوں میں ایک ایک شخص ایک ایک قوم کا مورث اعلیٰ بنا اور صرف ارائیوں کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ آج بھی ان کے آباؤاجداد کا نام زندہ اور درخشندہ ہے۔ ان کے ذکر خیر سے نہ صرف تواریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں بلکہ اسلام کی راہ میں انکی جاں نثاریاں اور دیگر کارہائے نمایاں بھی زبان زد خاص و عام ہیں۔ خود انہوں نے بھی ایک قوم کی حیثیت سے اپنی انفرادیت کو قائم رکھا ہے اور ان کا صحیح النسل اریحائی عربی ہونے میں کسی طرح کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہی اریحائی (عربی) موجودہ ارائیں ہیں۔ اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ رسول پاک حضرت محمد ﷺ نے اصحاب کرام میں ایک بزرگ شیخ سلیم (الراعی) بھی شامل تھے اور شیخ نظیر کے فرزند ارجمند تھے۔ جو اریحا سے نقل مکانی کر کے کنارہ دریائے فرات پر مقیم ہو گئے تھے۔ یہی شیخ سلیم جد امجد ارائیان پاک و ہند ہیں۔ چونکہ آپ کا پیشہ اور ذریعہ معاش دیگر عربوں کی طرح گلہ بانی تھا اس لئے الراعی (گلہ بانی) کے نام سے مشہور ہوئے اب بھی ارائیں اپنے نام کے ساتھ سلیمی لکھتے ہیں وہ متذکرہ بالا شیخ سلیم کی نسبت سے ہی استفادہ کرتے ہیں کیونکہ شیخ سلیم (الراعی) کا صحیح النسل عربی ہونا مسلم ہے۔

محمود غزنوی سے لیکر غوری خاندان، ترک سلاطین، خلجی خاندان، تغلق خاندان، لودھی خاندان، مغل خاندان (بابر سے ابوظفر بہادر شاہ) اور سلطنت انگریزوں کے دور حکومت میں ارائیں خاندان کے چشم و چراغ بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ حکمرانوں نے مشیر سردار قاضی مقرر ہوئے۔ اپنے کارہائے نمایاں سے جاگیریں حاصل کیں۔ ان کے مقابلے میں کوئی اور قوم اتنی ترقی نہیں کر سکی ارائیوں کے اعزازی القاب یہ ہیں۔ چودھری، میاں، مہر، سردار، قاضی مفتی اور ملک۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اریحا جس کا قبل ازیں ذکر خیر متعدد بار ہو چکا ہے آج تک زندہ و سلامت قائم آباد ملک شام میں موجود ہے۔

marfat.com

میاں سعید پگانوالہ دا ڈیرہ

یوں تو کئی قسم کے ڈیرے ہوتے ہیں سیاسی ڈیرے سماجی عوامی ڈیرے الیکشنی ڈیرے لیکن میاں محمد سعید پگانوالہ کا ایسا ڈیرہ ہے یہاں ہر وقت اللہ کے درویشوں کا لنگر رہتا ہے۔ غریب مسکین اس ڈیرہ کی رونق ہوتے ہیں۔ قیام پاکستان میں پگانوالہ خاندان نے بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ گجرات کی سرزمین پر پہلی بسیں چلانے کا اعزاز اس خاندان کو حاصل ہے سرزمین گجرات پر پگانوالہ خاندان کا قدیمی ڈیرہ ہے یہاں مہمانوں کے قیام طعام کا انتظام ہوتا رہا۔ منڈی بہاؤالدین کے علاوہ پاکستان بھر سے لوگ پگانوالہ کے ڈیرہ سے مستفید ہوئے۔ مہمانوں کی تواضع اعلیٰ قسم کے کھانوں کی جاتی انہیں بہترین رہائش مہیا کی جاتی۔ ان کے مسائل کے حل کیلئے پوری کوشش کی جاتی پگانوالہ خاندان کے ڈیرہ داری نظام کو میاں محمد سعید پگانوالہ نے قائم دائم رکھا ہے ان کا دستر خوان بھی وسیع ہے۔ نماز فجر کے بعد ناشتہ جاری ہو جاتا ہے اللہ کے درویشوں مخلوق خدا کو باتیز ناشتہ پیش کیا جاتا ہے ناشتہ کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا ہے دوپہر کو بھی مہمانوں کے اعزاز میں دو تین کھانے پیش کئے جاتے ہیں رات کا لنگر تو بہت وسیع ہوتا ہے شام کی نماز کے بعد دستر خوان بچھ جاتا ہے مختلف قسم کے کھانوں کی قطاریں لگ جاتی ہیں رونقوں کے ڈھیر لگا دیے جاتے ہیں۔ اس ڈیرہ داری اور مہمان نوازی کے علاوہ میاں محمد سعید پگانوالہ کے ڈیرہ پر ہفتہ وار ماہانہ اور سالانہ روحانی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ اس موقع پر حمد وثناء کے علاوہ نعت خوانی کا پروگرام ہوتا ہے سال بھر میں ایک بار قوالی کا پروگرام بھی منعقد کیا جاتا ہے پاکستان کے مایہ ناز قوال سماع کا ایسا روح پرور منظر پیش کرتے ہیں کہ حاضرین پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے قوال کے بول حاضرین پر ایسے اثر کرتے ہیں کہ انہیں روحانیت کی منزل مل جاتی ہے ان کے پتھر دل موم ہو جاتے ہیں۔ خصوصی طور پر حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار کے عرس کے موقع پر بھی ڈیرہ پگانوالہ پر وسیع و عریض لنگر کا اہتمام ہوتا ہے یہ لنگر دن رات جاری رہتا ہے میاں محمد سعید پگانوالہ خوش قسمت انسان ہیں جو پاکستان کے علاوہ ایران عراق شام دوسرے اسلامی ممالک میں اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دے چکے ہیں۔ اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دینے کا یہ سلسلہ سال بھر جاری رہتا ہے۔ ان میں یہ خوبی ہے کوئی بھی روحانی سفر کا آغاز کریں اپنے روحانی پیشوا

marfat.com

حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار کے مزار پر حاضری دے کر سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ گوجر خان میں حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار کے بالکے حضرت سائیں محمد حسین سرکار کا مزار ہے میاں محمد سعید پگانوالہ کو ان سے بھی بہت عقیدت ہے روحانی فیض ان سے ملا۔ مزار لنگر خانہ کی تعمیر پر آج تک لاکھوں روپے خرچ کر چکے ہیں۔ مزید تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ ایک ایسا آستانہ ہے جس کا کوئی گدی نشین یا متولی نہیں ہے لیکن آستانہ کا نظام ایسا ہے جس کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے کوئی ہستی آستانہ کا نظام چلا رہی ہے۔ گجرات کی سرزمین پر شاہ دولہ سرکار مرد کامل بھی ہیں جنہوں نے انسانوں کے چڑھاوے لئے ہیں پرندوں میں سب سے زیادہ ذہین پرندہ کاں کو حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار نے قابو کیا اسی نسبت سے آپ کانواں والی سرکار سے مشہور ہیں میاں محمد سعید پگانوالہ کی بڑی یہ خوبی بھی ہے گجرات کے علاوہ پاکستان بھر سے لوگ اپنے مسائل تنازعات کے حل کیلئے ان کے پاس آتے ہیں کوئی فیصل آباد سے آرہا ہے اور کوئی لاہور سے کوئی سیالکوٹ، گوجرانوالہ سے کوئی جہلم منڈی بہاؤالدین سے غرض پاکستان بھر سے اپنے تنازعات اور مسائل کے حل کیلئے میاں محمد سعید پگانوالہ کے پاس آتے ہیں۔ وہ ان کے مسائل ہمدردی سے سنتے ہیں اور ان کے حل کیلئے میلوں سفر کرتے ہیں اور تمام خرچ اپنے پاس سے کرتے ہیں متاثرہ خاندان کو انصاف دلا دیتے ہیں اس سلسلہ میں ان کی گاڑی ہر وقت حرکت میں رہتی ہے پرانے وقتوں کی بات ہے کسی ملک کے بادشاہ نے حج پر جانے کا ارادہ کیا اس وقت موٹر کار، ریل گاڑی، ہوائی جہاز ایجاد نہیں ہوئے تھے پیدل گھوڑوں اونٹوں پر سفر کیا جاتا تھا۔ وزیروں مشیروں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ سفر اور مناسک حج ادا کرنے کیلئے کئی ماہ لگ جائیں گے آپ کی غیر حاضری میں اُمور سلطنت کا نظام متاثر ہوگا بہتر ہے کسی ایسے شخص سے رابطہ کیا جائے جس نے حج کر رکھا ہو اسے حج کے اخراجات ادا کر کے اس سے حج کا ثواب لے لیا جائے بادشاہ کے حکم پر شاہی پیادے حاجی کی تلاش میں نکل پڑے جنگل میں ایک مرد قلندر لکڑیاں کاٹ کر پیٹ پالتا تھا اس نے حج کر رکھا تھا اسے بادشاہ کے دربار میں طلب کیا بادشاہ نے عرض کی اے مرد قلندر حج کے اخراجات لے لو اور حج کا ثواب مجھے دے دو مرد قلندر نے جواب دیا بادشاہ سلامت حج کے ثواب کے بدلے ساری سلطنت بھی دے دیں تو حج کا ثواب نہیں دوں گا۔ لیکن ایک شرط پر حج کا ثواب دے سکتا ہوں اگر آپ نے کوئی انصاف کیا ہو اس انصاف کے نیکیوں کا ثواب مجھے دے دیں اور مجھ سے حج کا ثواب لے لیں یہ ہے انصاف کی عظمت یہ ہے۔ جو قومیں انصاف کی علمبردار ہیں ان پر اللہ کی رحمت بھی نازل ہوتی ہے۔ انصاف کرنے والوں کی دھرتی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاتی ہے میاں محمد سعید پگانوالہ دنیا بھر میں اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دے چکے ہیں انہیں حج کے علاوہ بارہ تیرہ عمرہ کرنے کی بھی سعادت حاصل ہو چکی ہے ہر سال عید الفطر حجاز مقدس میں مناتے ہیں سچے عاشق رسول ہیں ان کے دل میں حضور پاک کی سچی محبت ہے لگن ہے سبز گنبد پر نظر پڑتے ہی آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی ہے جب کسی شخص پر اللہ مہربان ہو تو مخلوق خدا اس شخص پر مہربان ہو جاتی ہے یہی صفت میاں محمد سعید پگانوالہ میں پائی جاتی ہے۔ وہ جہاں بھی جاتے ہیں لوگ خلوص محبت سے پیش آتے ہیں

marfat.com

نوابزادہ باسط الٰہی

چوک نواب صاحب اور کوٹھی نواب صاحب گجرات کی پہچان بن چکی ہے۔ اس چوک کے جانب مشرق راستلائی روڈ پر عہد حاضر کے ایک درویش صفت خاموش طبع انسان نوابزادہ باسط الٰہی رہائش پذیر ہیں جن کا تعلق گجرات کے مشہور معروف نوابزادہ خاندان سے ہے۔ دیانت شرافت علم ادب اس خاندان کو وراثت میں ملا ہے۔ یہ خاندان اب تک علم ادب کی ابکاری کر رہا ہے نوابزادہ باسط الٰہی کی رہائش گاہ علم وادب کا گہوارہ ہے ہر روز بلا ناغہ صاف ستھرے ماحول میں محفل منعقد ہوتی ہے جس میں شہر بھر کے عالم فاضل ہر شعبہ زندگی کے افراد شرکت کرتے ہیں اور یہ محفل رات گئے تک جمی رہتی ہے ماضی میں شہر ہو یا گاؤں یہ محفلیں ہماری پہچان اور ثقافت کا حصہ رہی ہیں جن میں ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹا جاتا ہے اب جدید دور میں محفلیں ختم ہوتی جا رہی ہیں آج کا انسان اتنا مصروف ہو گیا ہے تاروں کی لو میں اپنے کاروبار پر جاتا ہے اور تاروں کی لو میں واپس آتا ہے اتنی زیادہ مصروفیت نے انسان کا سکون غارت کر دیا ہے اور انسان بے سکون ہو چکا ہے اس بے سکونی کیوجہ سے محفلیں بھی ختم ہو گئی ہیں نوابزادہ باسط الٰہی سے میری ملاقات ایک روحانی رشتہ کے تحت ہوئی ان کے چند دوستوں نے راقم کو بتایا کہ آپ کی تحریر کردہ کتب نوابزادہ باسط الٰہی کے زیر مطالعہ ہیں انڈکس کے مطابق ان مزارات پر حاضری دے رہے ہیں۔ دل میں خیال آیا لاکھوں کی آبادی کے ضلع گجرات میں کوئی تو قدردان ہے جو میری محنت کی داد دے رہا ہے اور عمل کر رہا ہے۔ اس جذبہ کے تحت ان کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات ہوئی۔ نوابزادہ باسط الٰہی خاموش طبع انسان ہیں ان کے اندر علم کا سمندر موجزن ہے ادب سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ ان کی لائبریری میں ہزاروں کی تعداد میں کتابیں ہیں جو زیادہ تر فقر معرفت اور روحانیت کے موضوع پر ہیں۔ نوابزادہ باسط الٰہی نے بتایا راقم کی تحریر کردہ کتاب گجرات تصاویر کے آئینے میں کے انڈکس کے مطابق وہ ہر روز دو تین اولیاء کرام کے مزارات پر حاضریاں دے رہے ہیں یہ سلسلہ گذشتہ کئی ماہ سے جاری ہے۔ اور انشاء اللہ جاری رہے گا خطہ گجرات کا کوئی گاؤں شہران اولیائے کرام سے خالی نہیں بالخصوص پیر گجا معصوم شاہ پنج پیر پیر ہرا اور پیر غائب پیر ظاہر شاہ ولی نام کے اللہ کے نیک بندوں کے آستانے یہاں بہت ہیں جو رشد ہدایت کے لئے اس سرزمین پر آئے اسی طرح گجرات میں نوگزے مزار جن میں بیشتر مزار انبیاء اکرام

marfat.com

ان خلفاء، غازیوں، شہداء کے ہیں ان کی یہاں آمد کا کوئی مقصد ضرور ہوگا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ ہم نے ہر قوم قبیلہ کے پاس ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجے۔ گجرات میں قدم قدم پر ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی گذرگاہیں ہیں اس لحاظ سے یہ سرزمین دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ہے۔ نوابزادہ باسط الٰہی نے بتایا کہ علم ادب صوفیائے کرام کے ہاں پروان چڑھا بیشتر صوفیائے کرام نے اپنے کلام کے ذریعے سیاہ دلوں کو منور کیا۔ حضرت قاضی سلطان محمدؒ اعوان شریف کے بارے میں بتایا ایک بار حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے فرمایا تھا۔ قاضی صاحبؒ کا رتبہ اولیائے بغداد شریف کے برابر ہے وہ بایزید بسطامیؒ کے دور کے ارواح میں سے ہیں اولیائے کرام کی تحریر کردہ کتب راہنمائی کا درجہ رکھتی ہیں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی تحریر کردہ کتاب کشف المحجوب اور سلطان العارفین کے کلام کے مطالعہ سے روحانی سکون ملتا ہے نوابزادہ باسط الٰہی کی تحریریں اکثر بیشتر اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں جو معنی خیز ہوتی ہیں ان کے ہاں اولیاء کرام کا قیام ہوتا ہے ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کے ہاں رات گئے تک علمی ادبی محفل جاری رہتی ہے علم وادب کو پروان چڑھا رہے بلکہ اسکی ابکاری کر رہے ہیں وہ اس علمی ادبی محفل کے روح رواں ہیں۔ طارق نظام الدین، لیاقت علی قادری، حکیم محمد سعید اختر، انجینیر شاہد بٹ، چوہدری محمد اقبال، وسیم شہزاد، طارق محمود، محمد بوٹا، مرزا زبیر بیگ، ملک شہباز، ڈاکٹر اختر علی قاسم، محمد ارشد رضا، جاوید اقبال بٹ، عاصم بٹ، الٰہ حمید بٹ دیگر شعبہ زندگی کے افراد اور علمی وادبی شخصیت نشست وار اس تقریب میں شرکت کرتی ہیں۔

گجرات کے ہردلعزیز اور عوامی سماجی راہنما خالد پرویز منگا

جناب خالد پرویز منگا صاحب گجرات کے ہردلعزیز عوامی سماجی راہنما ہیں۔ ترقی پسند خیالات کے داعی ہیں۔ انہیں غریبوں محنت کشوں مزدوروں کسانوں سے بہت پیار ہے۔ وہ وطن عزیز میں استحصال جبر کے خلاف ہیں۔ غریبوں کو اُن کے کھوئے ہوئے حقوق دلا پانے کیلئے عرصہ سے ظالم سماج کے خلاف برسرپیکار ہیں وہ چاہتے ہیں وطن عزیز میں نچلے طبقہ کو وہ وسائل حاصل ہوں جن پر عرصہ سے جاگیرداروں سرمایہ دار نوکرشاہی نے قبضہ کر رکھا ہے خالد پرویز منگا عظمت انسانیت کے قائل ہیں جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا درجہ دے رکھا ہے۔ ظالمانہ نظام نے اس انسان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ سوہنی مورت والا انسان کہاں کھو گیا ہے۔ خالد پرویز منگا کی جدوجہد رنگ لائے گی۔ یہ قانون فطرت ہے جب حبس اور گرمی بڑھ جائے تو آندھی طوفان آجاتا ہے حبس اور گرمی ختم ہو جاتی ہے۔

ہر اُونچا شجر خشک ہے دیمک کی وبا ہے
لوگ طوفان کو آواز کیوں نہیں دیتے

marfat.com

غریبوں کے محسن الحاج شیخ خلیل احمد داوسداڈیرہ

ان کے در سے کوئی خالی نہیں جاتا

لالہ موسیٰ کی مردم خیز سرزمین نے بڑی بڑی قد آور سیاسی سماجی عوامی اور روحانی شخصیات کو جنم دیا جو تاریخ کے دھارے پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ان میں ایسی ہی ایک شخصیت الحاج شیخ خلیل احمد کا نام بھی روز روشن کی طرح زندہ اور تابندہ ہے عزیز بھٹی شہید ہسپتال میں انجمن بہبود مریضاں کو غریب مریضوں کے علاج معالجہ کے اخراجات کی ضرورت ہو تو الحاج شیخ خلیل احمد پیش پیش ہوتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں لاوارث حوالاتیوں قیدیوں کو پنکھوں کی ضرورت ہو تو الحاج شیخ خلیل احمد لاتعداد پنکھے مہیا کر دیتے ہیں۔

پاسپورٹ دفتر میں درخواست گزاروں کے کاؤنٹر پر سایہ کا کوئی اہتمام نہیں ہے تین اضلاع گجرات جہلم منڈی بہاؤالدین سے حصول پاسپورٹ کیلئے آئے ہوئے درخواست گزاروں کو پہروں سخت دھوپ میں کھڑا ہونا پڑتا ہے حالانکہ یہ دفتر ہر سال حکومت کو کروڑوں کا ریونیو دیتا ہے موجودہ پاسپورٹ آفیسر اخلاق قریشی جو فرض شناس محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ خوش اخلاق آفیسر ہیں۔انسان کی عظمت کے قائل ہیں کے ایماء پر پاسپورٹ دفتر کے لئے شامیانہ مہیا کر دیا ہے۔مزید تعلیمی اداروں یا سرکاری دفاتر میں واٹر کولر کی ضرورت ہو تو شیخ خلیل احمد بنی نوع انسان کو ٹھنڈا پانی پینے کیلئے کولر مہیا کر دیتے ہیں تعلیم کا میدان ہو یا کھیل کا میدان ہو وہ ہونہار باصلاحیت غریب طلباء کی بھرپور امداد کرتے

marfat.com

ہیں وہ آستانہ عالیہ چکوڑی شریف سے فیض یافتہ ہیں مرشد کامل کی ایک نگاہ مرید کو فرش سے عرش تک پہنچا دیتی ہے۔الحاج شیخ خلیل احمد پر مرشد کامل کی خصوصی نظر کرم ہے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا............تو نے خرید کر انمول کر دیا

الحاج شیخ خلیل احمد کا ڈیرہ آباد ہے ہر شعبہ زندگی کے افراد سیاسی سماجی راہنما مفید مشوروں اور راہنمائی کیلئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔اس کے ڈیرے پر غریب حاجت مندوں کی اس انداز میں امداد کی جاتی ہے دوسرے ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا۔یہی فرمان الٰہی ہے الحاج شیخ خلیل احمد بلدیہ الہ موسیٰ کے وائس چیئرمین رہ چکے ہیں کئی سماجی رفاہی تنظیموں کے عہدیدار ہیں ان کی سب سے بڑی خوبی انہیں غریبوں سے دلی پیار ہے اس لحاظ سے ان پر خدا کا خاص کرم ہے۔انہوں نے جنت میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔وہ خدا کے قریب ہیں اسلامی کتب میں ایک واقع حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ہو گزرے ہیں قرآن مجید میں زیادہ ذکر حضرت موسیٰ کا ہے۔کوہ طور پر اللہ تعالیٰ کو کھانے کی دعوت دی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعوت قبول کی۔حضرت موسیٰ نے کئی قسم کے اعلیٰ کھانے تیار کروا کر دستر خوان پر چن دیئے اور اللہ تعالیٰ کی آمد کا انتظار کرتے رہے شام کے وقت ایک غریب پریشان حال پھٹے کپڑوں والے نے صدا دی یا موسیٰ میں بھوکا غریب ہوں کھانے کیلئے کچھ دو۔حضرت موسیٰ نے جواب دیا کھانا ضرور ہے لیکن یہ دعوت اللہ تعالیٰ کیلئے سجائی گئی ہے۔رات گئے تک اللہ تعالیٰ نہ آئے دوسرے روز حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے عرض کی اے اللہ آپ دعوت پر نہیں آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تمہارے دروازے پر جو غریب بے حال بھوکا آیا تھا وہ میں ہی تھا۔ میرا رب دلا وچ رہندا

الحاج شیخ خلیل احمد اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال دولت سے غریبوں کی بھرپور امداد کرتے ہیں ہماری دعا ہے کہ ان کا ڈیرہ سدا و سدا رہے۔(آمین)

marfat.com

معروف سیاسی سماجی شخصیت چوہدری محمد اسلم ساہی

انہوں نے جس کے ساتھ لگائی زندگی بھر اس کے ساتھ نبھائی

کنجاہ کی مردم خیز سرزمین پر ہر شعبہ زندگی کی قد آور شخصیات نے جنم لیا سیاست علم وادب بہادری کے میدان میں یہاں کے سپوتوں نے کنجاہ کا نام روشن کیا۔ ان ہی شخصیات میں ایک نام چوہدری محمد اسلم ساہی کا بھی ہے۔ جن کے بغیر کنجاہ کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی وہ بلدیہ کنجاہ کے سابق چیئرمین رہ چکے ہیں ٹیکس بار ایسوسی ایشن گجرات کے سرپرست اعلیٰ ہونے کے علاوہ وہ علم وادب کے شیدائی ہیں ان کی پسندیدہ پارٹی مسلم لیگ اور پسندیدہ لیڈر پرویز الٰہی ہیں۔ چوہدری محمد اسلم ساہی کا حلقہ احباب بہت وسیع ہے ان کے مطابق جس شخص کے اس دنیا میں مخلص دوست نہ ہوں وہ شخص معاشرہ میں بے سہارا تصور کیا جاتا ہے چوہدری محمد اسلم ساہی سماجی اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ کئی غریبوں بے سہارا لوگوں کی در پردہ امداد کرتے رہتے ہیں سیاست کے میدان کے شہسوار ہیں ۔انتخابات کے موقع پر ان کا فیصلہ کایا پلٹ دیتا ہے عوام میں ان کی جڑیں مضبوط ہیں۔ کنجاہ کے علاوہ گجرات کے ہر شعبہ زندگی کے افراد بالخصوص صنعت کار انہیں عزت احترام قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے ارادے چٹان کی طرح مضبوط ہیں۔ کنجاہ کے عوام کی فلاح وبہبود کے لئے جو فیصلے کرتے ہیں انہیں پایہ تکمیل تک پہنچا کر دم لیتے ہیں بلدیہ کنجاہ کے چیئرمین کی حیثیت سے انہوں نے کئی ترقیاتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ بنی نوع انسان کی خدمت ان کی زندگی کا مشن ہے وہ صرف محنت اور محنت کے قائل ہیں ان کے مطابق اللہ تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا ایک نہ ایک روز انسان کو اسکی محنت کا ثمر ضرور مل جاتا ہے محنت میں لگن اور خلوص ہو اس انسان کو عظمت اور عروج ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ چوہدری محمد اسلم ساہی بلدیہ کنجاہ میں بارہ ممبران پر مشتمل اپوزیشن گروپ کے قائد ہیں اجلاس کے دوران وہ ایوان کو اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کرتے رہتے ہیں۔ وہ ٹیکس بار ایسوسی ایشن گجرات کے سرپرست اعلیٰ ہیں ۔ان کا دفتر مرغزار کالونی بھمبر روڈ پر ہے وہ محکمہ انکم ٹیکس اور ٹیکس گزاروں کے درمیان پل کی حیثیت رکھتے ہیں اپنے پیشہ میں بہت زیادہ تجربہ کی بنا پر وہ ٹیکس کے مقدمات کی خوش اسلوبی سے پیروی کرتے ہوئے بہت اچھے انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ ٹیکس گزاروں کا چوہدری محمد اسلم ساہی پر بہت زیادہ اعتماد ہے وہ کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاتے۔ اس لحاظ سے انہیں اس پیشہ میں ایک بلند اور منفرد مقام حاصل ہے۔ اپنے بے پناہ تجربہ ٹھوس دلائل علم کی روشنی میں وہ سائل کے کیس کو کامیابی سے ہمکنار کرا دیتے ہیں ۔چوہدری محمد اسلم ساہی کو اللہ تعالیٰ نے بلند اخلاق جیسی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے اور وہ ایک پرسکون زندگی کی طرف گامزن ہیں سیاست اور انڈسٹری میں تعلق داری سے انہیں معاشرہ میں بلند مقام حاصل ہے چوہدری محمد اسلم ساہی کے مطابق جو اپنے پیشہ سے وفاداری کرتا ہے پیشہ اس شخص کے ساتھ ہزاروں مرتبہ وفاداری کرتا ہے چوہدری محمد اسلم ساہی خطہ کنجاہ ہی نہیں بلکہ گجرات کے مایہ ناز سپوت ہیں بلکہ وہ گجرات کا قیمتی اثاثہ ہیں اور باعث فخر ہیں بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے چوہدری محمد اسلم ساہی کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

marfat.com

گجرات کی علمی ادبی شخصیت سردار ادریس خان درانی

ان کے خاندان کا شجرہ نسب پانی پت کے فاتح افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ درانی سے جاملتا ہے

اس خاندان کے کئی افراد نے اعلیٰ عہدوں پر خدمات سرانجام دیں

مسلم بازار سے ایک گلی محلہ بکر قصاباں کی طرف جاتی ہے اس گلی میں وسیع عریض محل نما کوٹھی جس کی تعمیرات مغلیہ دور کی معلوم ہوتی ہیں ۔ یہ قلعہ نما عمارت سردار ادریس خان درانی کی رہائش گاہ ہے اس قدیمی عمارت میں کئی تاریخی واقعات رونما ہوئے اور برصغیر کی اعلیٰ شخصیات نے قیام کیا۔ سردار ادریس خان درانی جن کے خاندان کا تعلق پانی پت کی تیسری جنگ کے فاتح احمد شاہ درانی سے جاملتا ہے احمد شاہ درانی نے پانی پت کی جنگ میں مرہٹوں کو شکست فاش دی۔ اس جنگ میں مرہٹوں کی تعداد لاکھوں میں تھی جبکہ درانی کی فوج چالیس ہزار کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔ پانی پت کی جنگ میں اسلامی افواج فتح سے ہمکنار ہوئی میدان جنگ کی ایک جھلک احمد شاہ درانی نے فوج کے دستے مختلف سمت روانہ کیے اور خود مصلیٰ بچھا کر خدا کے حضور گڑگڑا کر دعائے فتح و نصرت مانگنے لگے توپ کے گولے مرہٹہ سرداروں کو نیست و نابود کرتے رہے اسلامی فوج نے بہت بہادری کے جوہر دکھائے مرہٹے میدان جنگ سے بھاگتے رہے افغانوں نے دس بارہ کوس تک مرہٹوں کو تہ تیغ کیا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد تمام بڑے بڑے سرداروں نے احمد شاہ ابدالی کو مبارکبادیں پیش کیں اس جنگ میں احمد شاہ درانی کو بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ ایک افغانی کے پاس آٹھ دس اونٹ قیمتی سامان سے لدھے ہوئے تھے اس کامیابی کے پیچھے بزرگوں کی دعائیں شامل تھیں حضرت پیر سید محمد رضا شاہ الگیلانی سروس موڑ گجرات کی جانب سے جاری کردہ رسالہ کے مطابق حضرت پیر سید عبدالقادر ثانی نوریں جو سلسلہ قادریہ کے مشہور زمانہ بزرگ ولی اللہ ہوگزرے ہیں احمد شاہ ابدالی ان کے خلفاء میں سے تھے۔ احمد شاہ درانی جب احمد شاہ ابدالی بنا کرامت یوں ہے ایک دفعہ آپ سرکار ایک پہاڑ (صوبہ سرحد) کی غار میں چلہ کشی کرنے لگے تو خادم کو حکم دیا کہ چالیس دن بعد افطاری کے لئے شیرینی اور پانی لے آنا۔ چلہ ختم ہوا دیکھا خادم ندارد۔ اسی طرح دوسرا چلہ شروع کر دیا۔ خادم پھر غائب۔ الغرض کہ تیسرا چلہ بھی ختم ہوگیا۔ لیکن خادم حاضر نہ ہوسکا چونکہ آپ عبادت و ریاضت سے کمزور و لاغر ہو چکے تھے۔ غار سے باہر نکلے تو چند مسافر ملے آپ نے پانی طلب فرمایا۔ ایک مسافر جس کا نام احمد خان درانی تھا، نے پانی اور کچھ شیرینی پیش کی۔ آپ نے افطاری کی اور فرمایا کہ آج سے تم احمد خان درانی نہیں احمد شاہ ابدالی ہو۔ چونکہ تم نے ہمیں افطاری کروائی ہے ہم تمہیں کابل کی حکومت عطا کرتے ہیں۔ آپ نے پھر اسے اپنا کرتہ عنایت فرمایا۔ اور ایک ٹھیکری پر کابل کی حکومت کا پروانہ لکھ دیا۔ یوں احمد خان درانی، احمد شاہ ابدالی بن کر تاریخ کا حصہ بن گیا۔ ہندوستان کے مسلمان حکمران کے پیچھے کسی نہ کسی بزرگ کی دعائیں رہیں۔ اس عظیم الشان بادشاہ احمد شاہ درانی کے خاندان کے چشم و چراغ، سردار ادریس خان درانی، جو مفکر ہونے کے علاوہ شاعر بھی ہیں علم و ادب سے گہرا تعلق ہے۔ ان کے کتب خانہ میں کئی نایاب کتب ہیں۔ کسی بھی موضوع پر نئی

marfat.com

کتاب مارکیٹ میں سردار خان درانی مطالعہ کے لئے فوراً خرید لیتے ہیں اور رات گئے تک کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں وہ ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ ادیبوں شاعروں دانشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں سردار ادریس خان درانی کو جنوں کی حد تک مطالعہ کا شوق ہے ان کے خاندان کے بزرگوں نے انگریزوں کے دور میں مختلف محکموں آرمی، سول سروس، پولیس، خارجہ امور کے علاوہ دیگر محکموں میں خدمات سرانجام دی ہیں حکومت برطانیہ نے برصغیر پر حکمرانی کے دوران اس خاندان کے بزرگوں کو لودھیانہ کوئٹہ، گجرات، سرینگر آباد کیا ۔ ہر قسم کی مراعات دیں پولیٹیکل خاندان کو زمینیں اور عزت کا مقام دیا قیام پاکستان کے وقت اس خاندان سے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر قسم کی قربانیاں دیں اور لودھیانہ سے ہجرت کر کے پاکستان کے شہر لاہور منتقل ہوئے اور مختلف محکموں میں خدمات سرانجام دیں۔ شاندار ماضی کے پیش نظر اس خاندان کو وطن عزیز میں عزت احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے سردار ادریس خان درانی گجرات ہی نہیں بلکہ پاکستان کا قیمتی اثاثہ ہیں ان پر یہ دھرتی جتنا بھی فخر کرے کم ہے

آہ چوہدری محمد سرور جوڑا
اِک شخص سارے شہر کو اُداس کر گیا

سال 1970ء اور 1971ء میں پیپلز پارٹی کی تحریک زوروں پر تھی۔ روٹی کپڑا مکان سوشلزم ہماری معیشت ہے طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں جیسے انقلابی نعرہ نے پاکستان میں ہلچل مچا دی تھی۔ پورے ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی اپنے قائد ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں پاکستان میں زبردست طاقت بن کر اُبھری۔ گجرات میں چوہدری فضل الٰہی اور غلام رسول تاڑ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ چوہدری فضل الٰہی جن کا تعلق تحصیل کھاریاں سے تھا۔ قومی اسمبلی کے سپیکر اور بعد میں صدر پاکستان کے جلیل القدر عہدہ پر فائز ہوئے گجرات شہر کی سیٹ پر معین الدین پور کے امیر حسین شاہ المعروف کاکو شاہ صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اُن کی عمر نے وفا نہ کی وہ وفات پا گئے۔ ان کی خالی سیٹ پر ضمنی الیکشن میں چوہدری محمد سرور جوڑا کو پاکستان پیپلز پارٹی کا ٹکٹ ملا۔ سیٹھ محمد اصغر بگانوالہ اور مسعود سرور راٹھور نے ضمنی الیکشن کے ٹکٹ کے لئے اہم کردار ادا کیا گجرات میں ضمنی الیکشن کی مہم عروج پر تھی رابطہ مہم کے سلسلہ میں ہارس شوگراؤنڈ میں بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا پاکستان میں پیپلز پارٹی کی مرکزی قیادت حیات محمد خان شیر پاؤ خورشید حسین میر، مولانا کوثر نیازی، غلام مصطفیٰ کھر دیگر راہنماؤں کے علاوہ ذوالفقار علی بھٹو نے جلسہ سے خطاب کیا اور گجرات کے غیور عوام سے

marfat.com

چوہدری محمد سرور جوڑا کی کامیابی کیلئے اپیل کی۔ چوہدری محمد سرور جوڑا ضمنی الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے اور گجرات کے عوام سے جو وعدہ کئے ان پر عمل درآمد کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب دیا۔ اپنے دروازے غریب عوام کے لئے کھول دیئے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ ہروقت گجرات کے عوام میں موجود رہتے ان کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ انہوں نے مظلوم لوگوں کے لئے ہزاروں کی تعداد میں فون اور سفارشی رقعے تحریر کئے۔ ان کی بروقت امداد سے مظلوموں کی دادرسی ہو جاتی چوہدری محمد سرور جوڑا نے اپنے حلقہ کے عوام کی اتنی خدمت کی کہ آج بھی وہ لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں۔ گجرات کے ہر شعبہ زندگی کے افراد نے انہیں خراج تحسین پیش کیا ان کی بے پناہ عوامی خدمات کے پیش نظر انہیں گجرات کا عظیم سپوت قرار دیا چوہدری محمد سرور جوڑا بہادر دلیر اور نڈر شخصیت کے مالک تھے گجرات میں تعینات سرکاری افسروں کو عوام کا خادم بنا دیتے۔ ایک بار گجرات کے شہری ناقص آٹا کی روٹیاں اٹھا کر چوہدری محمد سرور جوڑا کے پاس لے آئے انہوں نے اسی وقت ایک احتجاجی جلوس کی قیادت کی ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر گجرات کا گھیراؤ کیا پھر آٹا کی ملوں کی طرف رخ کیا اپنے خطاب میں انہوں نے ضلعی انتظامیہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر اور مل مالکان کو وارننگ دی کہ عوام کو حفظان صحت کے مطابق آٹا مہیا کیا جائے۔ ان کے اس اقدام کی وجہ سے شہریوں کو اعلیٰ قسم کا آٹا مہیا ہونے لگا۔ بلدیہ گجرات کا ایسا محاسبہ کیا کہ شہر بھر میں صفائی کا نظام بہتر ہونے لگا۔ تھانے کا انچارج کسی شہری کی دادرسی سے کوتاہی برتتا، چوہدری محمد سرور جوڑا فوراً حرکت میں آجاتے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک انصاف متاثرہ شخص کی دہلیز پر پہنچ نہ جاتا۔ چوہدری بوٹا خان حاجی کالے خان ویگر کارکن ان کے معاون تھے۔ وہ پارٹی کے کارکنوں کی دل و جان سے عزت احترام کرتے اُن کے دفتر میں ہروقت کارکنوں کا رش رہتا۔ چوہدری محمد سرور جوڑا میں ایک ایسی خوبی تھی پارٹی کا کوئی وزیر یا اعلیٰ عہدیدار کا گجرات سے گزر ہوتا تو وہ ان کے اعزاز میں تقریب منعقد کر دیتے۔ ان کا دسترس خواں خاتم طائی کا منظر پیش کرتا۔ سخاوت میں چوہدری محمد سرور جوڑا کی مثال نہیں ملتی۔ وہ اعلیٰ پائے کے مقرر تھے اسٹیج پر ایسی تقریر کرتے حاضرین پر سناٹا چھا جاتا پنجاب اسمبلی کے ایوان میں انہوں نے حصول انصاف کے لئے زبردست قسم کی تقریر کی ایوان میں لرزا طاری ہوگیا۔ وہ جلسہ گاہ میں ایسا سماں باندھ دیتے لوگ گھنٹوں اُن کی تقریر سنتے وہ تقریر کی ابتداء شاہین بچوں کو مخاطب کر کے کرتے۔ اقتدار کے دوران انہوں نے اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دیا انہوں نے سیاست کو عبادت سمجھ کر کیا۔ اقتدار کے دوران ایک پیسہ کا مفاد حاصل نہ کیا۔ چوہدری محمد سرور جوڑا پکے نمازی عاشق رسولؐ تھے سال بھر میں اکثر و بیشتر روزے رکھتے۔ وہ پرہیز گار شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے دفتر میں جاء نماز تسبی ہروقت موجود رہتی۔ اس نیک سیرت انسان کو قرب الٰہی حاصل رہا۔ انہوں نے آخری دم تک غریبوں کی بے لوث خدمت کی۔ غریبوں کو سینے سے لگایا۔ اللہ تعالیٰ تو غریبوں میں ہے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے دور کا ایک واقعہ ہے حضرت موسیٰ اللہ کو بہت پیارے تھے ہر روز کوہ طور پر باری تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے۔ ایک روز حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔ جو اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی۔ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کے لئے کئی قسم کے کھانے

marfat.com

تیار کیے اور اللہ تعالیٰ کے انتظار میں بیٹھے تھے ایک غریب بے سہارہ پھٹے کپڑے پہنے بوڑھے نے آواز دی یا موسیٰ غریب ہوں بھوکا ہوں کھانا چاہیے حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کچھ دیر بعد بوڑھے نے پھر یہ صدا دی حضرت موسیٰ نے پھر وہی جواب دیا۔ موسیٰ رات بھر گئے اللہ تعالیٰ کے منتظر رہے لیکن اللہ تعالیٰ نہ آئے دوسرے روز کوہ طور پر شکوہ لے کر گئے۔ اے باری تعالیٰ میں نے آپ کے لئے قسم قسم کے کھانے تیار کروائے لیکن آپ نہ آئے۔ آواز آئی۔ اے موسیٰ جو غریب آدمی کھانے کی تلاش میں تیرے دروازے پر آیا تھا۔ وہ میں ہی تھا۔ ان کی وفات سے گجرات میں عوامی سیاست کا دور ختم ہو گیا ہے وہ بے لوث خدائی خدمت گزار تھے۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ چوہدری محمد سرور جوڑا (مرحوم) کو جنت الفردوس میں جگہ دے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) کھانا چاہیے حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کچھ دیر بعد بوڑھے نے پھر یہ صدا دی حضرت موسیٰ نے پھر وہی جواب دیا۔ موسیٰ رات بھر گئے اللہ تعالیٰ کے منتظر رہے لیکن اللہ تعالیٰ نہ آئے دوسرے روز کوہ طور پر شکوہ لے کر گئے۔ اے باری تعالیٰ میں نے آپ کے لئے قسم قسم کے کھانے تیار کروائے لیکن آپ نہ آئے۔ آواز آئی۔ اے موسیٰ جو غریب آدمی کھانے کی تلاش میں تیرے دروازے پر آیا تھا۔ وہ میں ہی تھا۔ ان کی وفات سے گجرات میں عوامی سیاست کا دور ختم ہو گیا ہے وہ بے لوث خدائی خدمت گزار تھے۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ چوہدری محمد سرور جوڑا (مرحوم) کو جنت الفردوس میں جگہ دے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

marfat.com

مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے معالج حکیم فیض طالب اور اُن کا اکبری حمام

گجرات کے قلعہ ساتھ کئی داستانیں وابستہ ہیں۔ مغل حکمران کابل اور کشمیر جاتے ہوئے گجرات کے قلعہ پر قیام کرتے تھے۔ گجرات کا قلعہ اکبر بادشاہ کے عہد میں تعمیر ہو کر قلعہ کے اندر پانی کی سپلائی کے لئے باولی (کنواں) بھی تعمیر ہوا۔ اس باولی کا پانی اتنا ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا مغل بادشاہ اور امراء دوران سفر گجرات کا پانی اپنے ہمراہ لے جاتے قلعہ اور باولی کے ساتھ اکبر بادشاہ کے دور میں اکبری حمام میں تعمیر اکبر بادشاہ کے معالج حکیم فیض طالب کے مشورہ پر تعمیر کردہ اکبری حمام دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اندرون بیرون سیاح اس حمام کو دیکھنے آتے ہیں۔ گجرات کا پرانا شہر قلعہ بند شہر تھا شہر میں داخل ہونے کے لیے چار دروازے شیشیانوالہ دروازہ، شاہدولی دروازہ، کالری دروازہ اور کابلی دروازہ تھے۔ اور شاہدولہ گیٹ حضرت شاہدولہ سرکار کے مزار کی طرف کابلی گیٹ کابل کی سمت جبکہ کالری دروازہ کالرہ کی سمت میں ہے۔ سوائے شاہدولہ گیٹ کے باقی تینوں دروازوں کے نشان مٹ چکے ہیں شاہدولہ گیٹ حضرت شاہدولہ سرکار کے

marfat.com

مزار کے بالکل قریب ہے۔ ان دروازوں کے قریب عوام کی حفاظت کے لیے پولیس کی چوکیاں قائم ہیں ان کے نام چوکی پولیس کابلی گیٹ، چوکی پولیس شاہدولہ گیٹ، شیشیانوالہ دروازہ کے قریب چوکی پولیس خواجگان کو اب تھانہ بی ڈویژن کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ قلعہ کے بارہ برج ہیں جن میں چند برج درست حالت میں ہیں ان برجوں کے ساتھ اللہ کے نیک بندوں کے مزار ہیں۔ اکبری حمام کے ساتھ بلندو بالا برج کی بنیادوں کا گیر تقریبا پانچ سو فٹ ہے۔ برج سرخ مٹی چونا گچ سے پلستر کیا گیا ہے اس وقت جو برج صحیح حالت میں ہے وہاں مالکان رہائش پذیر ہیں۔ گرمیوں میں کمرے ٹھنڈے ہوتے ہیں قلعہ کی گلیاں تنگ بنائی گئیں ہیں تا کہ ان گلیوں سے حملہ آوروں کے ہاتھی، گھوڑے نہ گزر سکیں۔ قلعہ کے عین وسط میں باولی کنواں تھا جس کی سینکڑوں سیڑھیاں اور پلیٹ فارم تھے ان سیڑھیوں کے ذریعے پانی باہر لایا جاتا تھا قیام پاکستان کے بعد چرخیوں کے ذریعے پانی حاصل کیا جاتا اب باولی کے آثار ختم ہو چکے ہیں باولی کے قریب ہندوؤں کا مندر بھی تھا قلعہ کے اندر سکھ دور کی مشہور عمارت جو چھنی بادشاہی کے نام سے مشہور ہے اس عمارت کے اندر کنواں اور سکھوں کی عبادت گاہ تھی تمام تعمیرات چھوٹی اینٹوں سے کی گئی۔ چھنی بادشاہی میں زیرزمین سرنگ بیان کی جاتی ہے۔ چھنی بادشاہی کے گیٹ کے سامنے حضرت پیر معصوم شاہ کا مزار ہے۔ جہاں کہیں بھی غیر مسلموں کی عبادت گاہیں ہیں وہاں اللہ کے نیک بندوں نے رشد و ہدایت کے لئے ڈیرے جمالئے۔ قلعہ کے اندر کھجوروالی مسجد، باری والی مسجد، مسجد لوہاراں کے علاوہ کئی مساجد قدیمی ہیں۔ کوچہ تیر گراں، داروں گراں کڑی کتاں خیل بافاں، محلہ لوہاراں چابکسواراں محلوں کے پرانے نام ہیں۔ کابلی گیٹ جس کو ہاتھی گیٹ بھی کہتے ہیں بادشاہوں کی سواری اس گیٹ سے گزرتی تھی افواج اور حفاظتی عملہ کا پڑاؤ دارابلوچاں میں ہوتا تھا کابلی گیٹ کے اندر داخل ہوں تو چڑھائی شروع ہونے سے پہلے دائیں ہاتھ پر ایک بورڈ آویزاں ہے اب حمام گرم ہے۔ بورڈ پر مالک حمام سرکار حسین بخش سائیں، رحیم بخش ن م یو علی شاہ ملک فضل حسین، ملک کرم حسین نائب تحصیلدار، ملک احمد حسین کے نام درج ہیں۔ حمام کے اندر جن بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے ان امراض کا نام گھنٹیا، جھولا، لقوہ، سوتک کی ہوا، فالج، تشنج، تمد، عرق النساء یعنی ایک ٹانگ کا درد، ریح، ریشہ، ادھرنگ بھی بورڈ پر درج ہے اس وقت حمام کا نظام ملک احمد حسین چلا رہے ہیں۔ ان کی عمر اس وقت 90 سال کے لگ بھگ ہے اکبر بادشاہ کے دور سے ہی شاہی طبیب کی اولاد سے ہیں جو نسل در نسل مخلوق خدا کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں ان کے پاس انتہائی شفا بخش نسخہ جات ہیں جس سے مریضوں کو اللہ تعالیٰ شفاء دے دیتا ہے۔

ملک احمد حسین جو معالج بھی ہیں اکبری حمام کا پس منظر بیان کیا کہ مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے گجرات کے قلعے پر قیام کیا۔ اکبر بادشاہ کی بیوی یا بیٹی جڑ گئی یعنی چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی۔ حکیم فیض طالب کا اس زمانہ میں بڑا چرچہ تھا۔ دور دور سے لوگ ان سے علاج معالجہ کے لئے آتے تھے اکبر بادشاہ نے اپنے شاہی حکیموں طبیبوں سے علاج کروایا۔ لیکن بیگم صحت یاب نہ ہو سکیں اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا حکیم فیض طالب کا گجرات میں بڑا چرچا اور وہ نامی گرامی حکیم ہیں۔

marfat.com

گردونواح اور دور دراز کے مریض ان سے شفایاب ہوتے ہیں حکیم فیض طالب کو اکبر بادشاہ نے بیگم کی مرض کی کفیت بیان کی ۔ حکیم فیض طالب نے بیگم کو حمام کروانے قیمتی نسخہ جات سے مالش کروانے کا مشورہ دیا۔ حکیم فیض طالب کا نسخہ کارگر ثابت ہوا اور بیگم صحت یاب ہوگئی مریض کو حمام کروانے سے بھاپ کے ذریعے جسم کے متاثرہ حصہ کو بہت پسینہ آیا پسینہ کے ذریعے فاسد مادے خارج ہوگئے اور دوران خون بحال ہونے سے مریض صحت یاب ہوگیا ملک احمد حسین نے بتایا کہ حمام دسمبر جنوری کے مہینوں میں گرم رہتا ہے ان دنوں جو مریض حمام میں داخل ہوتے صحت یاب ہو جاتے ہیں ۔ راقم نے حمام کی کارکردگی کا جائزہ لیا محمد جمیل جو حمام میں مریضوں کو مالش کرنے کے فرائض سرانجام دیتے ہیں میری راہنمائی کی اکبری حمام کے جنوب کی طرف کنواں تھا جس کا پانی حمام میں استعمال ہوتا تھا اب یہ کنواں بند ہوگیا ہے اب انجکٹر کے ذریعے پانی حاصل ہوتا ہے جو ہودی میں ڈال کر دیگ تک پہنچایا جاتا ہے تازہ ہوا کے لئے ہودی کے پاس ایک کھڑکی ہے جس کی بارہ سلاخیں ہیں دھواں کے نکاس کے لئے چمنیاں ہیں جو لوہے کی موٹی چادر سے بنائی گئی ہیں حمام کو گرم کرنے اور پسینہ دینے والے کمرے نیچے دس بارہ فٹ لمبا چولہا ہے کمرے کو گرم رکھنے کے لئے زیرزمین دائیں بائیں نالیاں ہیں جن کے ذریعے کمرہ کا فرش اتنا گرم ہو جاتا ہے پاؤں کے نیچے لکڑی رکھنی پڑتی ۔ دیگ کے نیچے آگ جلانے کے لئے چھوٹا سا کمرہ ہے جس کے ذریعے دیگ کے نیچے لکڑیاں جلائی جاتی ہیں ۔ دیگ ایک چھوٹی سی سرنگ میں نصب ہے ۔ دیگ کا منہ پسینہ لینے والے کمرہ میں کھلتا ہے آخری کمرہ میں دیگ کے منہ کے اُوپر ایک دہانہ ہے جب کمرہ گرم ہو جاتا ہے دیگ سے بھاپ نکلنی شروع ہو جاتی ہے ۔ تو مریض کو دہانہ کے قریب بٹھا کر اسکی ٹانگیں اور جسم کا متاثرہ حصہ دیگ کے اُوپر کر دیا جاتا ہے دیگ کے منہ کے اُوپر لکڑی کے جنگلے پر پاؤں رکھ دیئے جاتے ہیں دہانہ کے منہ پر چادر ڈال کر مریض کو ڈھانپ دیا جاتا ہے ۔ جب دیگ اور کمرہ مکمل طور پر گرم ہو چند منٹوں میں مریض کے ہر حصہ سے پسینہ کے فوارے چھوٹ پڑتے ہیں ۔ پسینہ کے ساتھ ہی جسم کے متاثرہ حصہ سے فاسد مادے خارج ہو جاتے اور بھاپ پینے کے بعد اگلا مرحلہ مالش کا ہوتا ہے محمد جمیل جو ایک ماہر مالشی ہے مختلف تیل جن میں دوائیوں کی آمیزش ہوتی ہے جسم پر تیل کی مالش کرتا ہے مالش کے بعد حمام کے اندر گرم پانی سے غسل کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے بھاپ مالش غسل کے بعد انسان اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتا ہے جیسے وہ بالکل صحت مند اور تندرست ہو چکا ہے عورتوں کے علاج معالجہ مالش کے [illegible] یہ فریضہ سرانجام دیتی ہے ۔ عورتوں کے علاج کے دوران حمام میں مردوں کا داخلہ بند ہوتا ہے حمام کے چار کمرے میں پہلے کمرہ کم گرم دوسرا قدرے زیادہ تیسرا کمرہ دوسرے سے زیادہ گرم چوتھا اور آخری کمرہ بہت ہی گرم جہاں بھاپ بادلوں کی طرح گھومتی ہے حمام کے چاروں کمرے چھوٹی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے ہیں مغلیہ طرز تعمیر چاروں طرف ڈاٹیں ہیں آخری دو کمروں کی چھتیں گنبد نما میں اُن کے اُوپر روشنی کے لئے شیشے نصب ہیں حمام کا پانی صدیوں سے زیرزمین غرق ہو جاتا ہے اس بات کا آج تک پتہ نہیں چل سکا یہ گندہ پانی کہاں جاتا ہے دیگ مختلف

marfat.com

دھاتوں کی آمیزش سے تیار کی گئی ہے جس کا وزن تین من کے قریب ہے اس دیگ میں 40 ٹنڈ پانی سما سکتا ہے ٹنڈ باورچیوں کا ایک پیمانہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ دیگ میں پانی ڈالتے ہیں ایک ٹنڈ میں تین چار لیٹر پانی آ سکتا ہے جمیل حسین نے حمام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے بتایا وہ عرصہ چار سال سے یہاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں نے بتایا حمام گرم کرنے کے لئے ایک من لکڑی درکار ہوتی ہے دیگ تقریباً دو اڑھائی فٹ گہری ہے اکبری حمام اتنا ساؤنڈ پروف ہے کہ باہر کی کسی قسم کی آواز حمام کے اندر سنائی نہیں دیتی۔ ملک احمد حسین جو شاہی حکیم فیض طالب کی پشت سے ہیں اور پشت در پشت مریضوں کو علاج معالجہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ اتنی شفا رکھی ہے آج تک سینکڑوں ہزاروں مریض صحت یاب ہو چکے ہیں برائے نام فیس رکھی ہے ان کی نیک حق حلال کی کمائی سے اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجی اختر حسین جیسا نیک صالح نمازی پرہیزگار رحم دل بیٹا عطا کیا ہے جو پنج وقتہ کے نمازی اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے۔ ان کا کاروبار ان کے بیٹے شریف النفس شجاع حسین مومن جو شرح سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل پیروی کر رہے ہیں وہ بھی نمازی پرہیزگار اچھے اخلاق بہترین کردار کے مالک ہیں ملک احمد حسین نے نسل در نسل منتقل ہونے والے نسخہ جات آپ حاجی اختر حسین کے سپرد کر دیئے ہیں۔ حاجی اختر حسین اکبری حمام کے اُمور کی دیکھ بھال نگرانی کرتے ہیں۔ اکبری حمام قلعہ گجرات کے دروازہ کابلی گیٹ کے اندر ہے اکبری حمام کے بارے ایک بات مشہور ہے کہ یہ حمام ایک دیا سے گرم رہتا تھا۔ انگریزوں کے دور میں جب انگریزوں نے دیا دیکھنے کے لئے توڑ پھوڑ کی دوران تحقیق دیا بجھ گیا جو دوبارہ روشن نہ ہو سکا۔

marfat.com

گجرات

میں

محبوبان خدا

کے

نوگزے لمبے مزار

marfat.com

اولیاء کرام کے علاوہ مقامی آبادیاں گواہ ہیں یہ مزار انبیاء کرام ان کے خلفاء غازیوں شہداء کے ہیں۔

دنیا کے پہلے انسان کو جب زمین پر اتارا گیا تو اس نے سر زمین ہند کے قریب سری لنکا کے شہر سرانديپ میں قدم رکھا۔ اس خطہ کے قدیم ہونے کی یہ سب سے بڑی دلیل یہی ہو سکتی ہے۔
سری لنکا کے شہر کی اس پہاڑی پر حضرت آدمؑ کے پاؤں کے نقش آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ مائی حوا کو جدہ اتارا گیا۔ حضرت آدمؑ ان ہی راستوں سے گزر کر جدہ پہنچے۔ حضرت آدم کے بعد حضرت نوحؑ کے تینوں بیٹے حضرت حام جن کا مزار روال شریف پنڈ دادنخان کے قریب ہے۔ حضرت سامؑ حضرت یافثؑ اور ان کی اولاد دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت حامؑ کے نو بیٹے ہند، سندھ، زنج، نوبہ، کنعان، کوش، قنبیط، بربر جیش، حضرت بربر کا مزار چک کمالہ گجرات کے قریب جہمٹ کے برساتی نالہ میں ہے سبھاں سنگرانہ نام کی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ حضرت سام کے بھی نو بیٹے تھے۔ جن کے نام ارفخشد، کیومرث، اسود، یفن، لورج، لاد، علیم، ارم، یور، کیومرث کا مزار بدو چک مناور کے قریب ہے۔ حضرت یافثؑ کے گیارہ بیٹے تھے۔ ان کے نام روس، چین، مقلاب، کماری، خلج، ترک، سدسان، یارج، منسج خرد، عبو انہی سے نسل انسان پروان چڑھی۔
گجرات کے علاوہ سیالکوٹ، آزاد کشمیر میں بیشتر نو گزلے مزار انبیاء کرام ان کے خلفاء، شہداء غازیوں کے ہیں۔ اولیاء کرام کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ولی کی نگاہ اللہ کی نگاہ ہوتی ہے۔ ان مزارات پر اپنے وقت کے اولیاء حضرت حافظ شمس الدینؒ قاضی سلطان محمودؒ خواجہ گوہر الدینؒ سید نصیب علی شاہؒ لاتعداد اولیاء کرام حاضری دیتے رہے ہیں۔ بیشتر مزارات انہی اولیاء کرام نے تعمیر کرائے ہیں چار اللہ کے ولی جس بات کی تائید کر دیں تو مسلمان کو ان کی بات پر یقین کر لینا چاہیے۔ ان قدیمی مزارات کے قریب ٹبے ٹیلے، تباہ سدہ بستیاں، آبی گزرگاہیں، قدیمی راستے، پرانے برگد، پیپل کے درخت، تباہ شدہ بستیوں سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے، انسانی آبادیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ہر قوم قبیلہ کے پاس ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے۔ عام انسان کے باپ دادا کی قبروں کے نشان مٹ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشان زمانہ میں تبدیلیوں قدرتی آفات کے باوجود قائم دائم ہیں۔ یہ مزار سینکڑوں کنال اراضی میں گھنے درختوں کی چھاؤں میں ہیں۔ مخلوق خدا دینی و دنیاوی فیض حاصل کر رہی ہے اور تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جنات ان مقامات کی حفاظت کرتے ہیں کوئی شخص اپنے عقیدہ کے مطابق انبیاء کرام کے مزارات کا تقدس پامال کر بھی لے تو بھی اللہ کے ان نیک

marfat.com

بندوں کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کتابیں پڑھ لینے سے روحانیت تصوف معرفت کشف کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ علم تو ولی کامل کے فیض سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ مقامی آبادیاں گواہ ہیں چند نو گزے مزارات کی جب نشاندہی ہوئی چھ سات فٹ زمین کھودی گئی۔ یہ مزار اسی حالت میں پائے گئے۔ جسو سرائے کے قریب حضرت نعماطوسؑ کے مزار کی نشاندہی کے موقعہ پر جب چھ سات فٹ زمین کھودی گئی تو حضرت نعماطوسؑ کا مزار اتنا ہی لمبا پایا گیا جتنا کہ سطح زمین پر تعمیر کیا گیا۔ زیر زمین ملنے والے مزار کی اینٹیں ابھی تک محفوظ ہیں۔ یہ مزار خواجہ گوہر الدین نے تعمیر کروایا۔ حاجی فرمان اس بات کے گواہ ہیں۔ موٹا میں حضرت مرطوسؑ کے مزار کی نشاندہی سے قبل یہاں بہت بڑا جنگل ہوا کرتا تھا۔ حافظ شمس الدینؒ نے کئی ماہ چلہ کشی کی۔ نشاندہی کے بعد پانچ چھ فٹ زمین کھودی تو زیر زمین یہ مزار اسی حالت میں پایا گیا۔ مابعد سائیں نورالدین نے لاکھوں روپے خرچ کر کے سفید سنگ مرمر سے تعمیر کروایا۔ جھمٹ کے قریب حضرت بربرخؑ کے مزار کا نشان تک نہ تھا۔ جب چار پانچ فٹ مٹی ہٹائی گئی تو یہ مزار بھی اسی حالت میں پایا گیا۔ سائیں محمد رمضان کے علاوہ مقامی آبادی اس بات کی گواہ ہے کہ کھاریاں ڈنگہ روڈ پر مرزا طاہر میں حضرت سلوا نام کا ۱۸ گز لمبا مزار ہے۔ ساڑھے تین لاکھ کی لاگت سے یہ مزار از سر نو تعمیر کیا گیا۔ جب چار پانچ فٹ کھدائی کی گئی تو قدیمی بنیادیں مل گئیں۔ سائیں شیر علی اور دیگر اہل دیہہ اس بات کے گواہ ہیں۔ چانگانوالی میں حضرت مرطوشؑ کے مزار کی تعمیرات کے دوران جب بنیادیں کھودی جا رہی تھیں تو زیر زمین مزار کے آثار پائے گئے۔ سائیں رحمت علی اور مقامی آبادی اس بات کی گواہ ہے۔ دھمتھل کے ٹبہ پر حضرت یوشع بن نون کا مزار از سر نو تعمیر کیا گیا کھدائی کی گئی تو مزار کے آثار مل گئے۔ سائیں پیراندتہ کے علاوہ مقامی آبادی اور مستری گواہ ہیں۔

اسی طرح کے واقعات دوسرے مزارات کے بارے میں سینہ در سینہ محفوظ ہیں۔ اس خطہ میں یہ تمام مزار خوبصورت انداز میں پختہ تعمیر کئے گئے ہیں یہاں کوئی غیر شرعی حرکت دیکھنے میں نہیں آتی۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے حضور حاضری دینے سے سرور و سکون ملتا ہے۔ اس کیلئے کٹھن کٹھالیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ شیشہ جب آگ کی کٹھالی سے گزرتا ہے تو اس عمل سے شیشہ بلب بن جاتا ہے۔ جو اندھیروں کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔ یہی شیشہ جب بڑی کٹھالی سے گزرتا ہے تو وہ دوربین اور خوردبین کا شیشہ بن کر آسمان کے علاوہ چھپی ہوئی مخلوق کے آثار بھی بتا دیتا ہے۔ یہی تصوف اور معرفت اور کشف القبور کا علم ہے۔ اس کیلئے مرشد کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ضروری ہے۔ قطرہ جب سمندر میں شامل ہو جائے تو وہ بھی سمندر بن جاتا ہے۔ جہاں انسان کی سوچ عقل ختم ہو جائے تو وہاں سے کرامت اور معجزات کی ابتداء ہوتی ہے۔ اس سرزمین پر انبیاء کرام کے مزار نو گزیا اس سے زیادہ لمبے کیوں تعمیر کئے گئے ہیں قدیم دور میں گنبد میناروں کا رواج نہیں تھا۔ انبیاء

marfat.com

کرام جو قبیلہ کے سردار ہونے کے علاوہ سپہ سالار بھی ہوتے تھے ۔ نبوت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے ۔ ان کے تقدس اور انفرادی حثیت کے پیش نظران کے مزار لمبے تعمیر کئے جاتے تھے۔ تاکہ ان کا تقدس قائم رہے ارض مقدس سرزمین ہند کے ساتھ خشکی کے راستے ہزاروں سال سے قائم ہے ۔ اس کی سب سے بڑی دلیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے فرمایا مجھے سرزمین ہند سے خوشبو آتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ خوشبو رسولوں نبیوں کے پاک جسموں کی بھی ہو سکتی ہے۔ پہلی جماعت میں داخل ہونے کے بعد دسویں جماعت کی سند فوراً نہیں مل جاتی اس کیلئے دس سال محنت کرنا پڑتی ہے ۔ کٹھن تعلیمی مراحل طے کرنا پڑتے ہیں ۔ معرفت کا راستہ بھی یہی درس دیتا ہے ۔

marfat.com

بڑیلہ شریف میں حضرت قنبیط علیہ السلام کا 210 فٹ لمبا مزار

گجرات سے پچیس میل دور ٹانڈہ کے قریب مشہور سرحدی گاؤں بڑیلہ شریف ہے۔ یہاں حضرت آدمؑ کے بیٹے حضرت قنبیطؑ کا مزار ہے۔ مزار کی لمبائی 210 فٹ ہے۔ گردو نواح گھنے درخت ہیں۔ پہلی بار قبر کی نشاندہی حضرت شمس الدین گلیانوی رحمتہ اللہ علیہ نے کی جو کشف القبور کے بحر بیکراں تھے۔ اس علاقہ کی تمام لمبی قبروں کی انہوں نے نشاندہی کی قاضی سلطان محمود خواجہ گوہر الدین جیندڑ شریف پیر نصیب علی شاہ چھالے شریف ان مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ نصف صدی قبل لاکھوں اینٹوں سے یہ قبر پختہ تعمیر ہوئی اہل دیہہ اور حاجی فرمان نے تعمیرات میں حصہ لیا۔ حالیہ دنوں میں حاجی عنایت مولانے سنگ مرمر سے تعمیر کی۔ دو لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ میں آپ کا نام حضرت قنبیلؑ ہے۔ قبل ازیں حاجی فرمان نے لاکھوں اینٹوں سے یہ مزار پختہ تعمیر کروایا تھا

marfat.com

شیخ چوگانی میں حضرت آمنونؒ کا 9 گز لمبا مزار

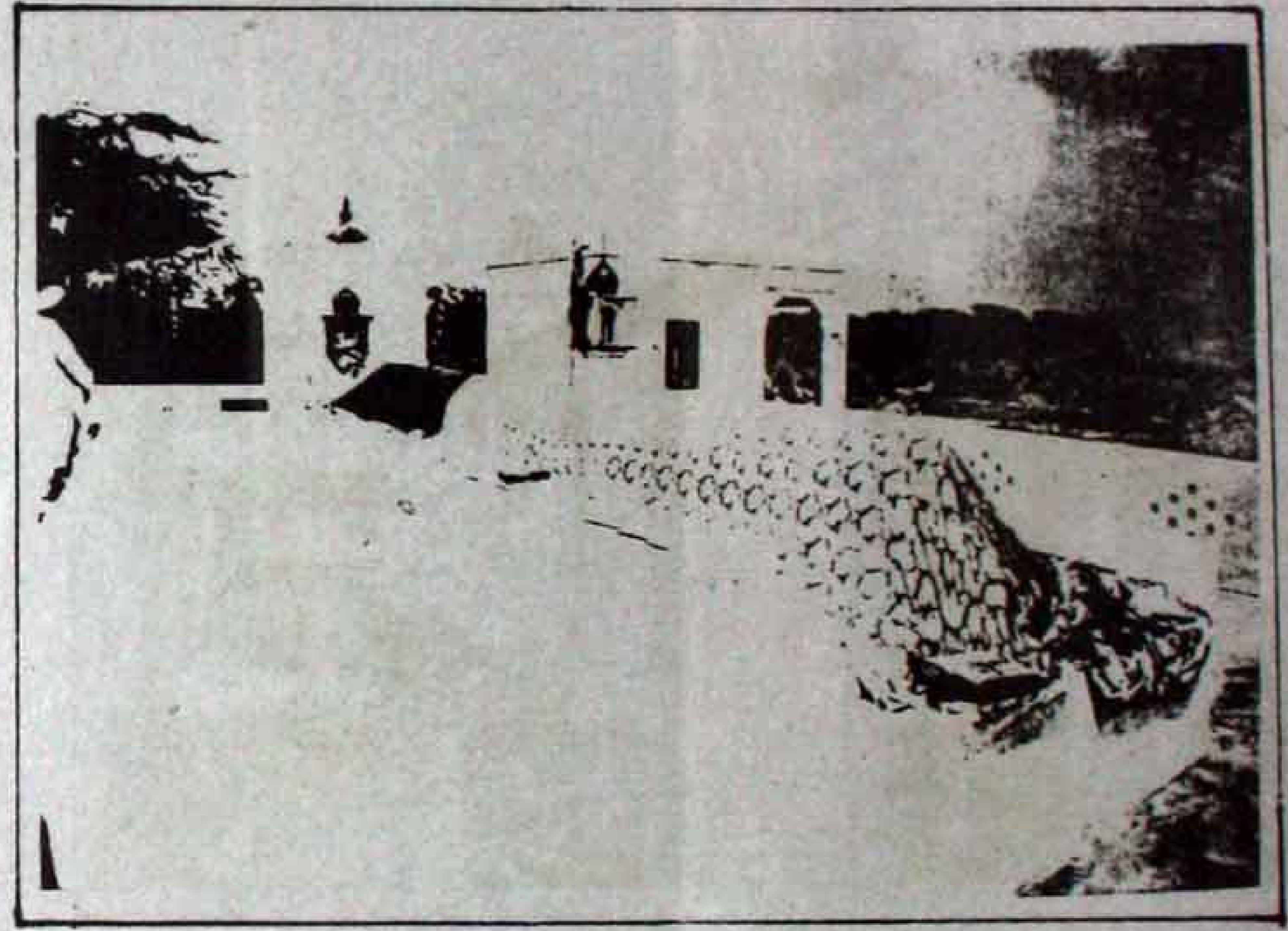

گجرات سے 25 میل دور شیخ چوگانی میں حضرت آمنونؒ کا مزار ہے مزار کی لمبائی 9 گز کے قریب ہے آپ کا شجرہ نسب حضرت یعقوبؑ سے ملتا ہے مزار کے گردو نواح کھنڈرات ہیں دریائے چناب کا پانی پاؤں کو چھو کر گزر جاتا ہے مزار کی تعمیر 1353 ھ ہوئی صاحب مزار کی خواہش کے مطابق مزار پر چھت نہیں ڈالا گیا یہ مزار حضرت خواجہ گوہر الدین جینڈر شریف نے تعمیر کروایا مزار کے قریب مسجد بھی ہے دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے مزار کی چار دیواری گر گئی ہے مزید نقصان کا خدشہ ہے آپ کا سلسلہ انبیاء کرام میں سے ہے ملک بھر سے صاحب بصیرت یہاں حاضری دیتے ہیں دریائے چناب کے کنارے ایسے مزارات کا سلسلہ اب بھی موجود ہے

marfat.com

شیخ چوگانی میں حضرت طانوخ کا نو گز لمبا مزار

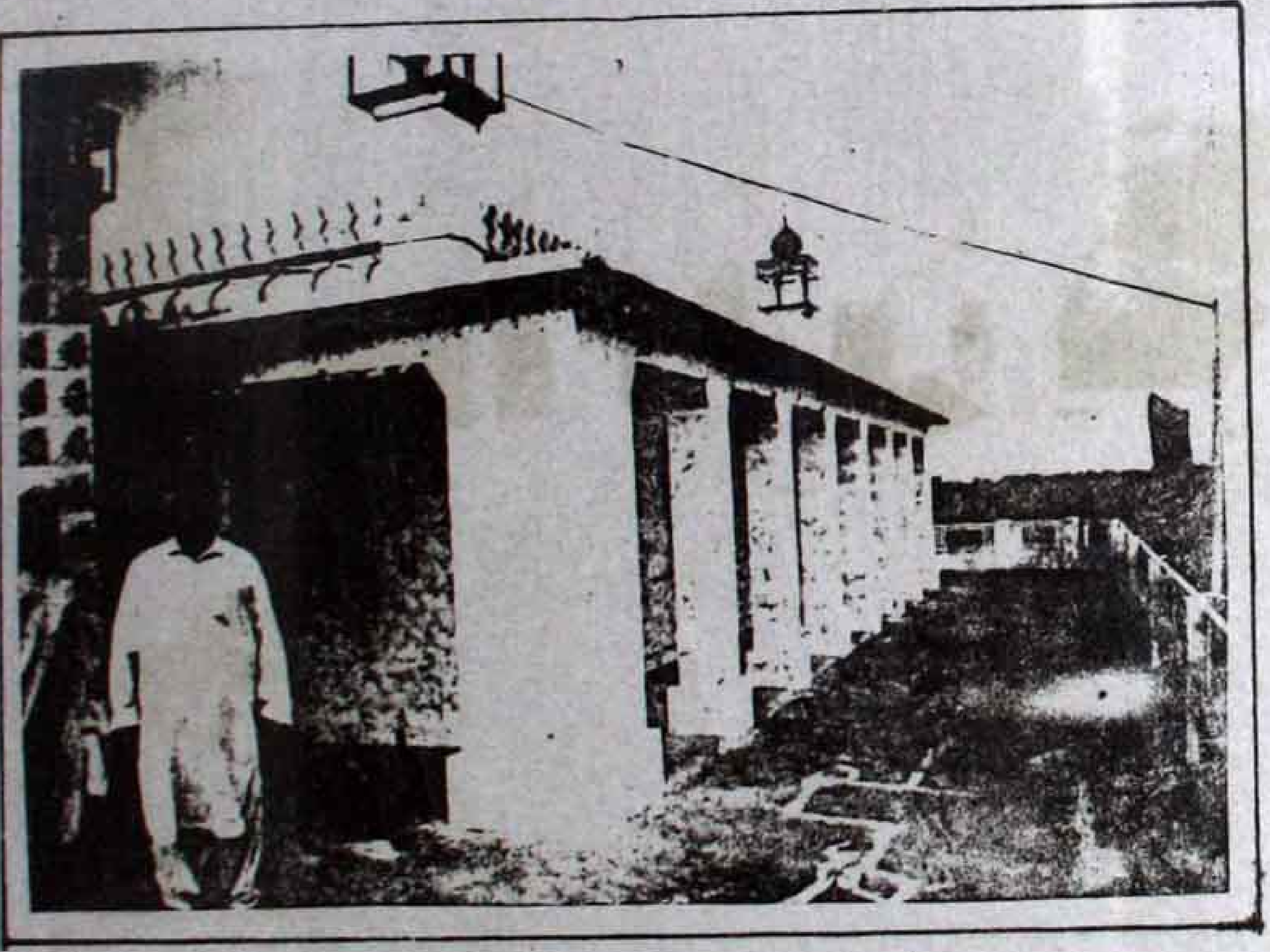

گجرات ہیڈ مرالہ روڈ پر شیخ چوگانی میں حضرت طانوخ کا مزار ہے۔ جو مٹی کے بلند بالا ٹیلہ پر واقع ہے۔ مزار تک جانے کے لیے ایک ہی راستہ ہے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت یوسف علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ دریائے چناب مزار کے جانب جنوب قدموں کو چھو کر گزرتا ہے۔ حضرت طانوخ کا مزار حضرت خواجہ گوہر الدین نے نصف صدی قبل سفید سنگ مرمر سے تعمیر کروایا تھا۔ اہل تصوف ولایت کے متلاشی یہاں حاضر ہوتے ہیں۔ آٹھ اور نو ذوالحج کو یہاں ہزاروں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں انہیں حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔ مزار کی لمبائی 22 گز ہے 1353ھ میں تعمیر ہوا۔ دریائے چناب کے کنارے کئی انسانی بستیاں دریا برد ہو چکی ہیں

marfat.com

گجگراں موسیٰ حجازیؒ کا 9 گز لمبا مزار

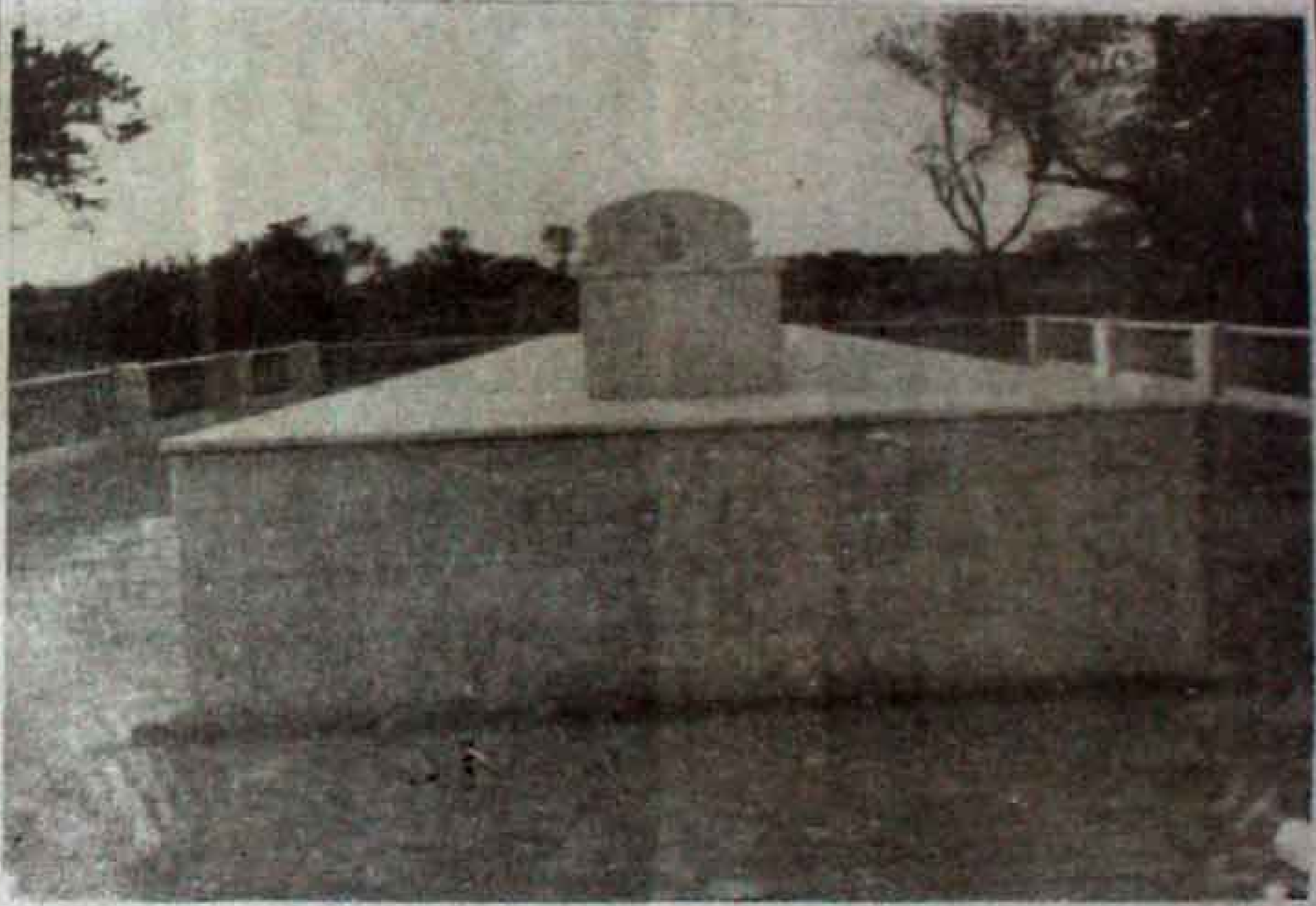

گجرات ہیڈ مرالہ روڈ پر موضع گجگراں کے قریب حضرت موسیٰ حجازیؒ کا مزار ہے ۔ مزار تک جانے کے لیے کچا راستہ ہے ۔ مزار کی لمبائی 22 گز ہے ۔ قریب ہی مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے ۔ یہ مزار بھی حضرت خواجہ گوہر الدین جینڈر شریف نے تعمیر کروایا پہلے پہلے مزار پختہ تعمیر کیا گیا تھا ۔ حالیہ دنوں آپ کے پوتے پیر یوسف صاحب نے سفید سنگ مرمر سے تعمیر کرایا ہے ۔ مزار پر لاگت دو لاکھ کے قریب آئی ہے ۔ آپ کا سلسلہ حضرت یعقوبؑ سے ملتا ہے ۔ موضع ریحان میں آپ کے بھائی حضرت صفدانؒ کا مزار ہے ۔ حضرت خواجہ گوہر الدین یہاں اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے ۔ کئی کئی روز یہاں قیام کرتے گردونواح کی آبادی اور اہل نظر یہاں عقیدت سے حاضری دیتے ہیں

marfat.com

ٹانڈہ میں 9 گز لمبا مزار

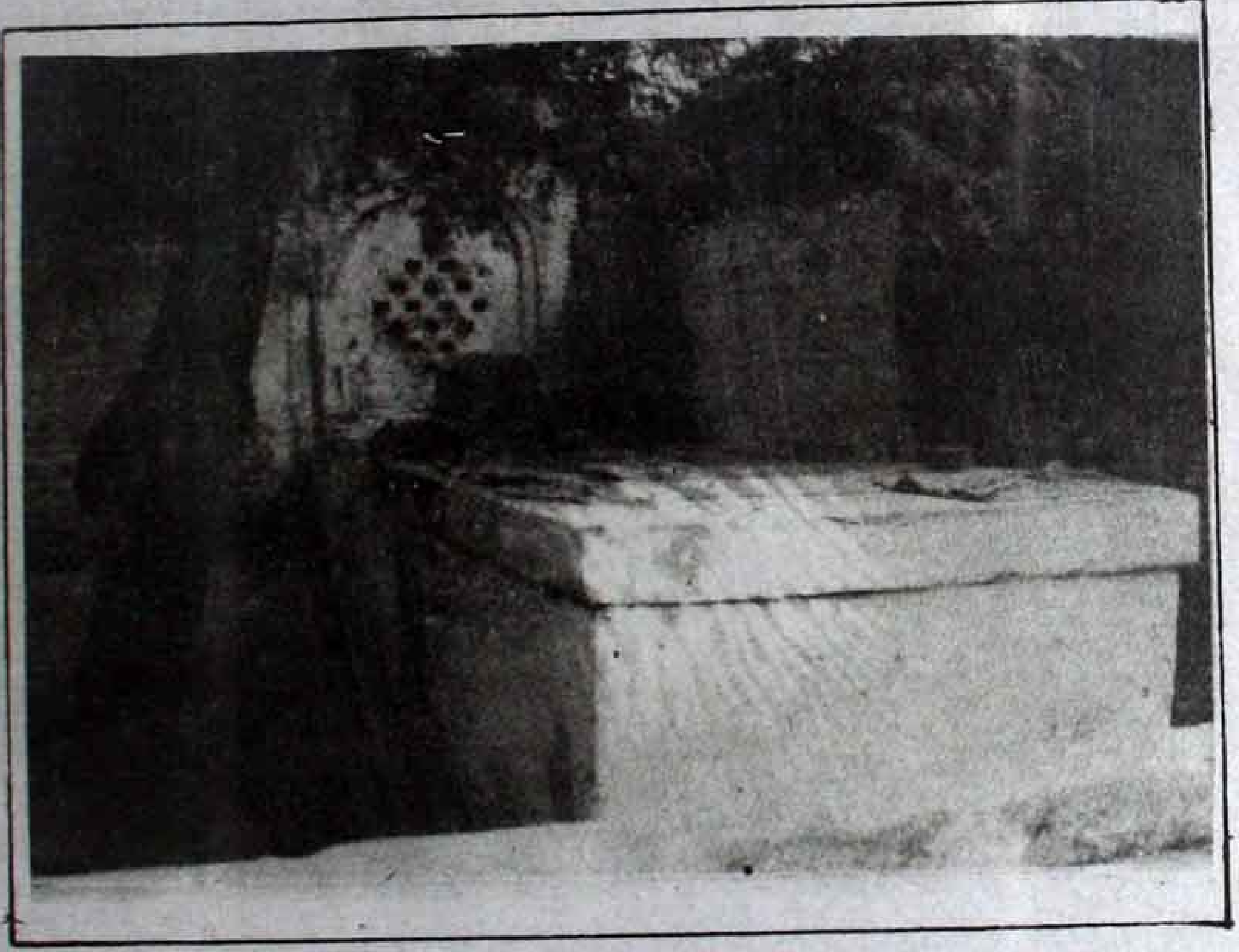

گجرات سے بیس میل دور ٹانڈہ میں یہ قبر ہے جس کی لمبائی 9 گز ہے چار دیواری تعمیر کی گئی ہے قبر پختہ تعمیر کی گئی ہے جانب شمال ایک دیورا ہے جس میں استعمال ہونے والی انیٹیں مغلیہ دور کی معلوم ہوتی ہیں ایک سکھ کے ہاتھ گل سڑ گئے وہ باقاعدگی سے آپ کے مزار پر حاضری دیتا تھا ایک روز خواب میں آپ نے فرمایا روٹیاں پکا کر کتوں کے آگے ڈال دو ہاتھ بازو ٹھیک ہو جائیں گے چنانچہ اس نے ایسا کیا اور شفا پا گیا اور راہ راست پر آ گیا ٹانڈہ ایک قدیمی قصبہ ہے ماضی میں یہاں تجارتی قافلے قیام کیا کرتے تھے سکھوں کے دور کی عمارتیں خاص کر ہائی سکول مشہور ہے ۔ ٹانڈہ کے گرد و نواح میں کافی 9 گز لمبی قبریں ہیں ٹانڈہ کے چاروں طرف برساتی نالے ہیں ماضی میں شمال مشرقی خطہ میں ٹانڈہ کی اہمیت بہت زیادہ تھی ٹانڈہ کے پرانا اڈا کے قریب دوسرا نوگز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے

marfat.com

موٹا کے قریب 9 گز لمبا مزار

موٹا میں حضرت مرطوش کا مزار جو سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے ۔ جو بہت ہی شاندار اور عالی شان ہے ۔ اسی مزار سے تھوڑے سے فاصلہ پر جانب جنوب ایک اور 9 گز لمبا مزار ہے ۔ جو پختہ تعمیر ہے ۔ چار دیواری بھی ہے ۔ اہل بصیرت اہل نظر یہاں حاضری دیتے ہیں ۔ اس مزار کے قریب کئی قدیمی گزر گاہیں ہیں جو مشہور پتن بہلول پور کی طرف جاتی ہیں ۔ ایسے لمبے مزارات دریائے چناب کے کنارے پر ہیں اور اس مزار سے دریائے چناب تھوڑے سے فاصلہ پر ہے

marfat.com

موٹا میں حضرت مرطوش کا 9 گز لمبا مزار

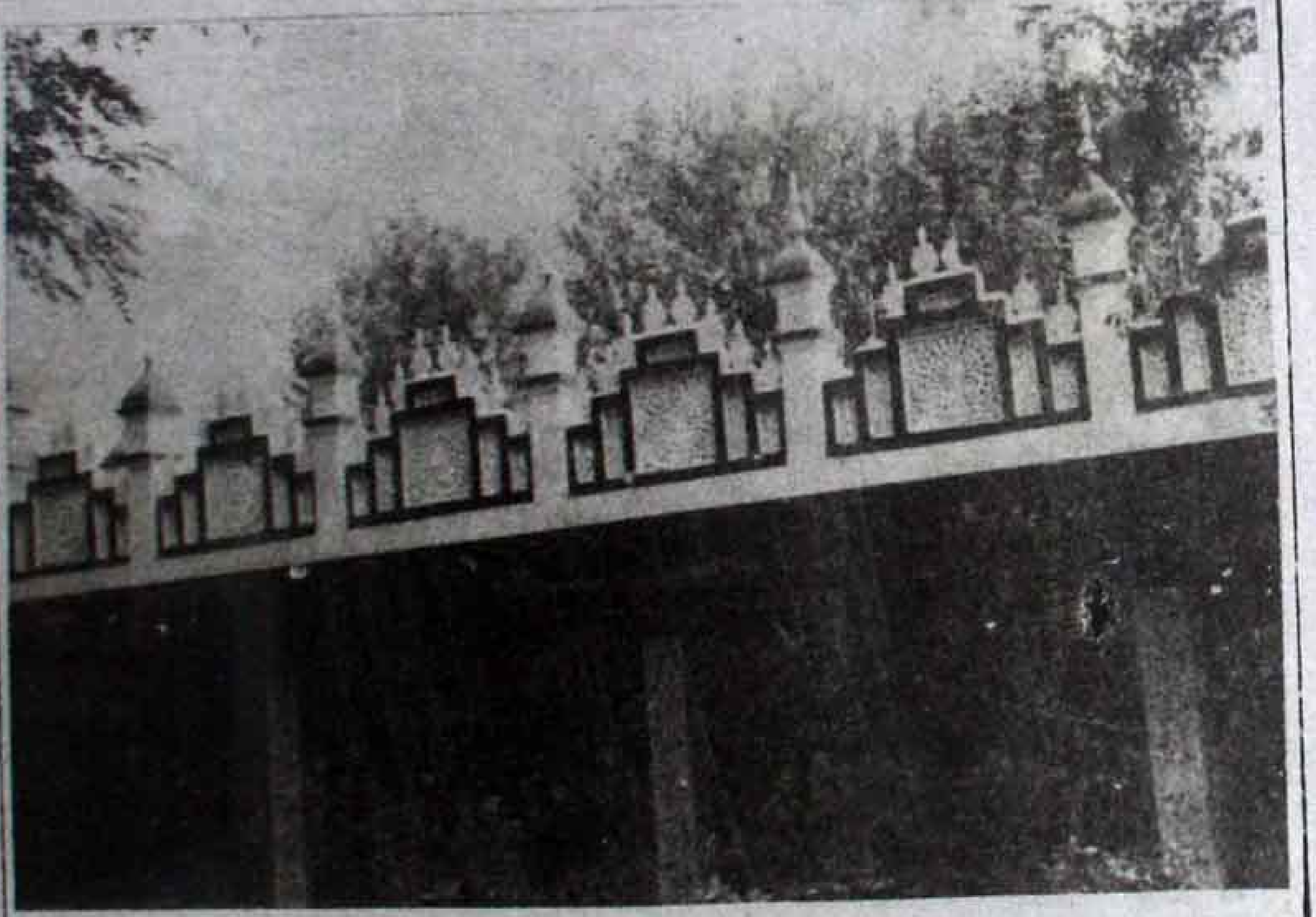

ٹانڈہ کے قریب موٹا میں حضرت مرطوش کا مزار ہے مزار کی لمبائی 9 گز سے زیادہ ہے مزار پر جو تختی نصب ہے اس پر لکھا ہے حضرت مرطوش عقیب حضرت موسیٰ سن 3484 موسوی درج ہے مزار سفید سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے ، سائیں نورالدین نے پیر نصیب علی شاہ کے حکم پر اپنی اراضی فروخت کر کے پختہ مزار تعمیر کروایا سائیں نورالدین کا مزار آپ کے قدموں میں ہے ۔ مزار خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے قریب مسجد بھی ہے برساتی نالہ بہتا ہے موٹا بلند ٹیلہ پر واقع ہے جہاں پرانے برتنوں کے ٹکڑے برآمد ہوتے ہیں مزار سفید اور قیمتی سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے ، اور اس کا سلسلہ حضرت موسیٰ کے دور سے جا ملتا ہے ، ہر سال دوبار عرس منایا جاتا ہے مقامی زبان میں پیر ہرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، مقامی آبادی کے علاوہ گردو نواح کے لوگ یہاں حاضری دیتے ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی نے گھنے درختوں میں مزار کی نشاندہی کی ان کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت مرطوش ہے

marfat.com

ہاڈکہ کے قریب پنج پیر کے نزد نو گز لمبا مزار

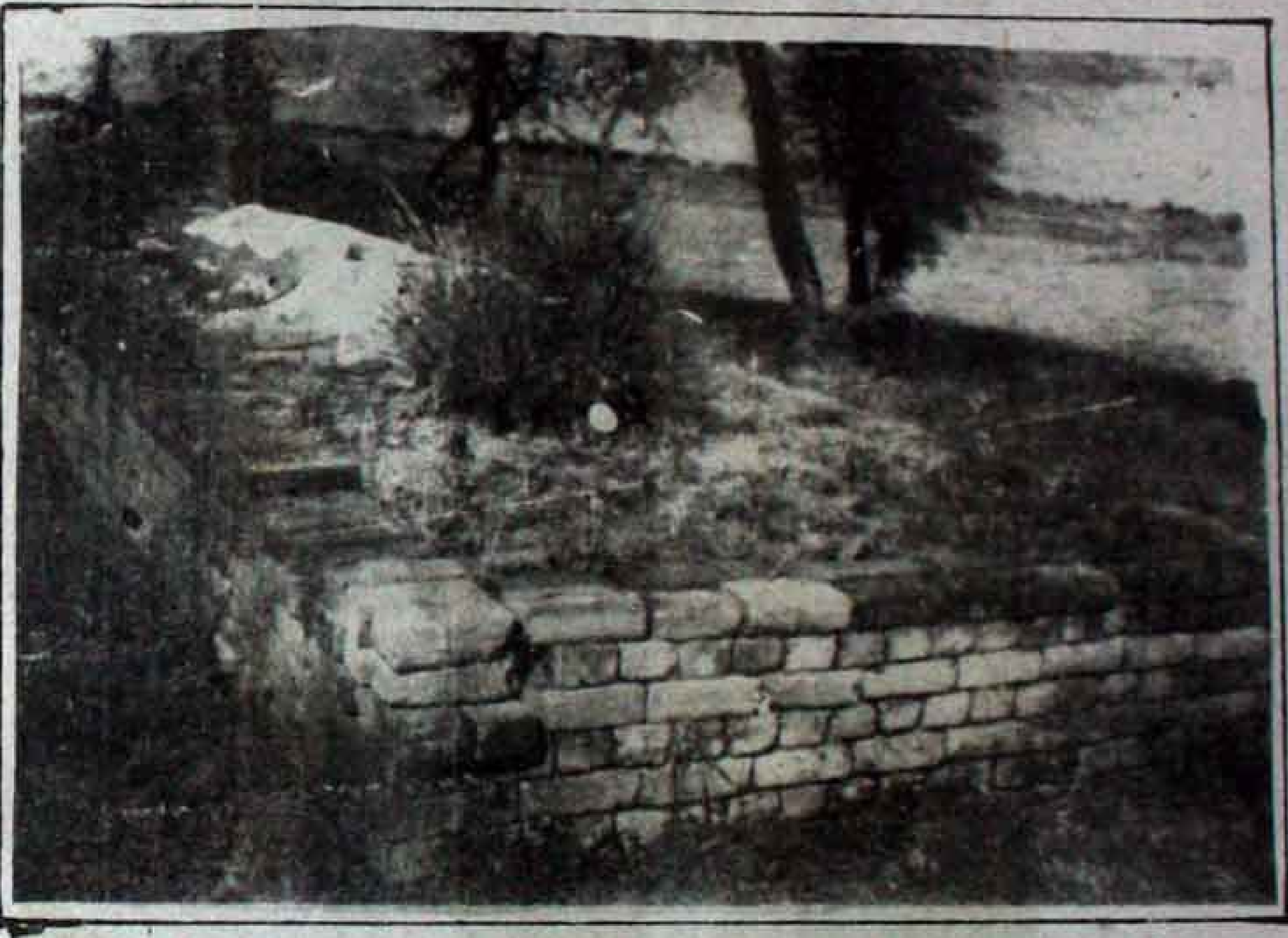

یہ نو گز لمبا مزار ٹانڈہ بڑیلہ شریف کے قدیمی راستہ یعنی پنج پیر والے راستہ میں ہاڈکہ کی حدود میں ہے۔ یہ قدیمی گزرگاہ ٹانڈہ بڑیلہ شریف سے ہوتی ہوئی مناور جموں کے علاوہ شمال کی جانب پہاڑوں کی طرف جا نکلتی ہے۔ بارش کے بعد جب موسم صاف ہو تو شمال مشرقی پہاڑوں کا قدرتی منظر بہت دلکش نظر آتا ہے۔ برف پوش پہاڑوں پر چمکتی ہوئی برف نظر آتی ہے۔ بہار کا موسم اپریل کی سترہ تاریخ کو جج کے دن راقم متذکرہ مزار پر حاضری کیلئے تیار ہوا۔ سواری کیلئے کوئی چیز میسر نہ تھی۔ کہ اچانک محمد حسین کمانڈو موٹر سائیکل لے کر آگیا۔ اس کے ہمراہ مزار پر حاضری دی۔ قریب ہی تباہ شدہ بستی جو ٹبہ کی صورت میں ہے اس ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملے جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہاں کبھی کوئی بستی آباد تھی۔ نذیر بیگم جو ہاڈکہ کی رہنے والی ہے مزار کو پختہ تعمیر کروا رہی ہے۔ مزار کی نگران بھی نذیر بیگم ہے۔ نذیر بیگم نے بتایا کہ صاحب مزار ایک رات خواب میں ملے ان کی ہدایت پر میں نے مزار کو پختہ تعمیر کروایا، نلکہ لگوایا، ختم شریف کے علاوہ لنگر کا اہتمام بھی کر دیا ہے۔ مزار پر عقیدت احترام سے حاضری دیتی ہوں۔ گجرات کی کئی اور بزرگ ہستیوں نے یہاں حاضری دی۔

marfat.com

ہاڈکہ کے ٹبہ پر نو گز لمبا مزار

دوسرا نو گز لمبا مزار ٹانڈہ کے راستہ میں ہے۔

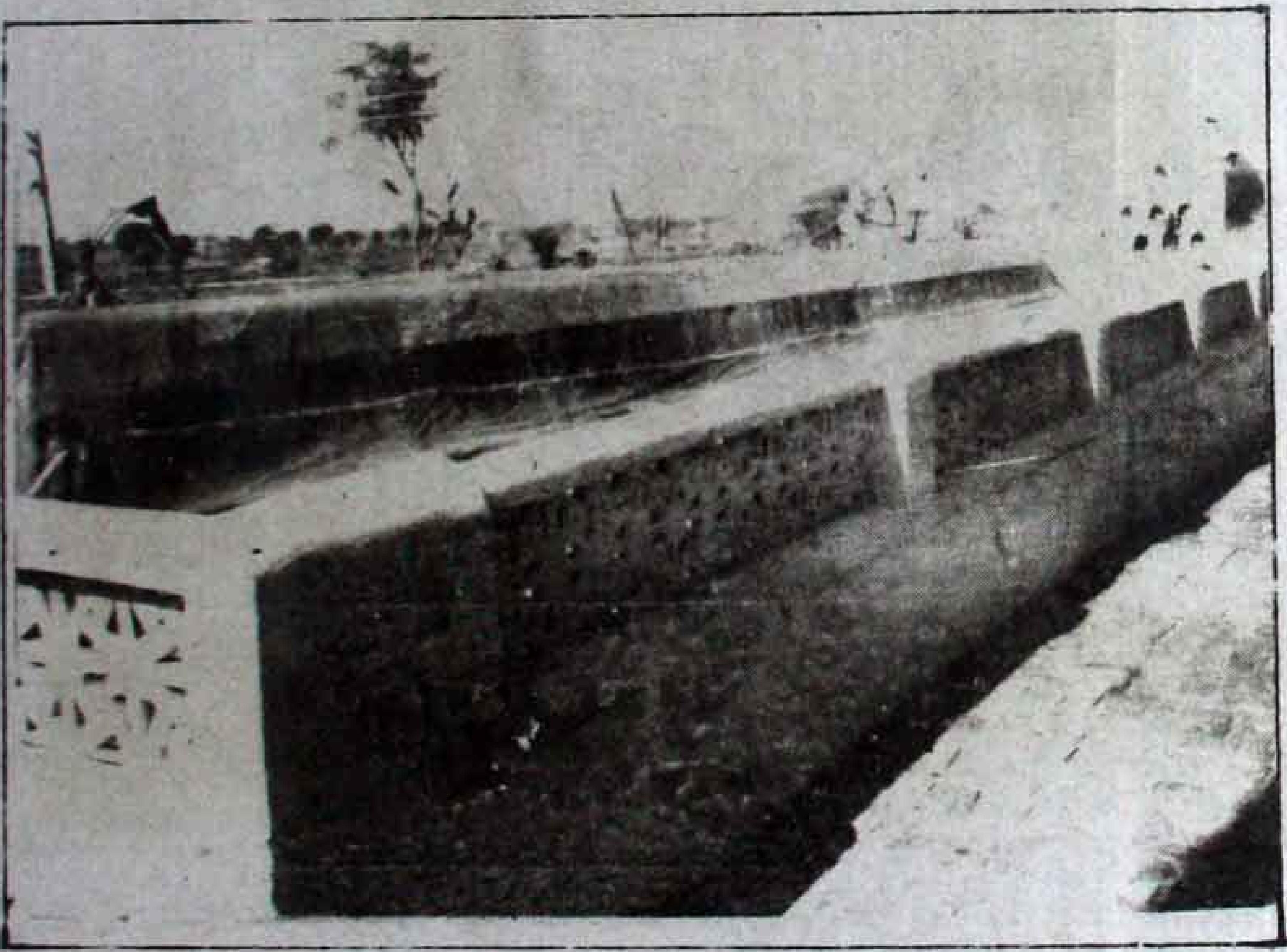

ہاڈکہ بڑیلہ شریف کی جانب جنوب تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ قیام پاکستان کے وقت ہاڈکہ میں سکھوں کی آبادی تھی۔ ہاڈکہ کے وسط میں ٹبہ پر نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بھی ملتے ہیں۔ یہ مزار 1951 1952 کے لگ بھگ تعمیر کیا گیا صوفی غلام رسول جو مزار کی صفائی دیا بتی کرتے ہیں نے بتایا کہ صاحب دربار کا نام حضرت منشاؒ ہے۔ ایک بزرگ نے ان کے نام کی نشاندہی کی۔ بخار یا کسی مرض کیلئے یہاں سے مٹی کے برتن کا ٹکڑا لے کر گلے میں ڈالتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ شفا دے دیتا ہے۔ علاقہ میں اس بزرگ کی وجہ سے خیر و برکت ہے۔ بڑیلہ شریف میں حضرت قنبیط کا ۹ گز لمبا مزار تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر ایک ہی سمت میں ہے۔ ہاڈکہ کے شمال کی طرف سے ایک قدیم گزر گاہ ٹانڈہ کی طرف جاتی ہے۔ اس قدیم گزر گاہ کے قریب نو گز لمبا مزار ہے۔ جو بابا نو گزہ کے نام سے مشہور ہے۔

مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔

marfat.com

برٹیلہ شریف کے قریب بھسہ کے راستے پر 9 گز لمبا مزار

آزاد کشمیر کے علاقہ بھمبر سے جانب مشرق دریائے توی تک اس علاقہ میں 9 گز مزار جن کی تعداد درجن بھر کے قریب ہے ۔ جو برنالہ دیوا ونالہ اور مناور کے ارد گرد چھمب تک پھیلے ہوئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس علاقہ میں حق اور باطل کے معرکے ہوئے اور اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے کئی نیک بندے شہید ہوئے یا حق کی تبلیغ کرتے ہوئے یہاں آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے یا پھر یاد الہی میں تن من دھن کی قربانی دے کر روحانی مقام حاصل کیا، زمانہ قدیم میں چونکہ گنبد مینار کا رواج نہیں تھا غازیوں شہیدوں، یا روحانی شخصیات کی قبر عام قد سے ذرا لمبی بنا دی جاتی تھی ۔ تاکہ ان کا تقدس بحال رہے ۔ یہ لمبی قبریں اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں

marfat.com

بھاگووال کے نزد بھیلووال میں سرکار بابا بخت جمالؒ کا نو گز لمبا مزار

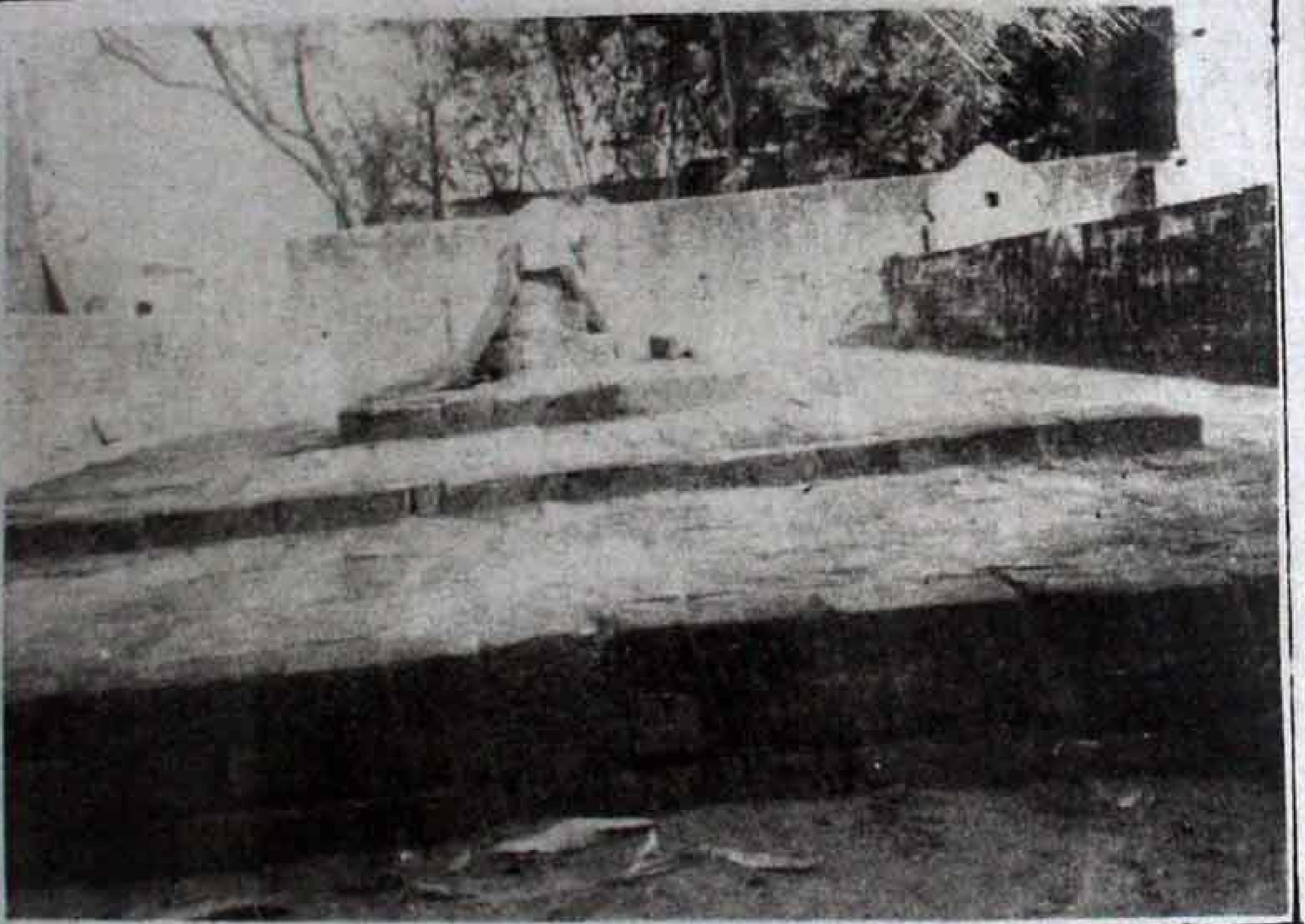

بھاگووال سے ایک سڑک بھیلووال ڈھینڈہ اور میونووال کی طرف جاتی ہے یہ جگہ روحانیت سے پر ہے، جس کے چاروں طرف اولیاء کرامؒ کے مزارات ہیں۔ جہاں مخلوق خدا حاضر ہو کر دینی دنیاوی فیض حاصل کرتی ہے یہ مزار بھیلووال کے جانب شمال مشرق واقع ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے جو پختہ تعمیر ہے اور چاردیواری بھی تعمیر کی گئی ہے اہالیان دیہہ عقیدت سے حاضری دیتے رہتے ہیں ایک عمر رسیدہ خاتون جو صاحب بصیرت ہے مزار کی صفائی اور دیا بتی کرتی ہے

marfat.com

ریحان میں نو گز لمبے مزارات

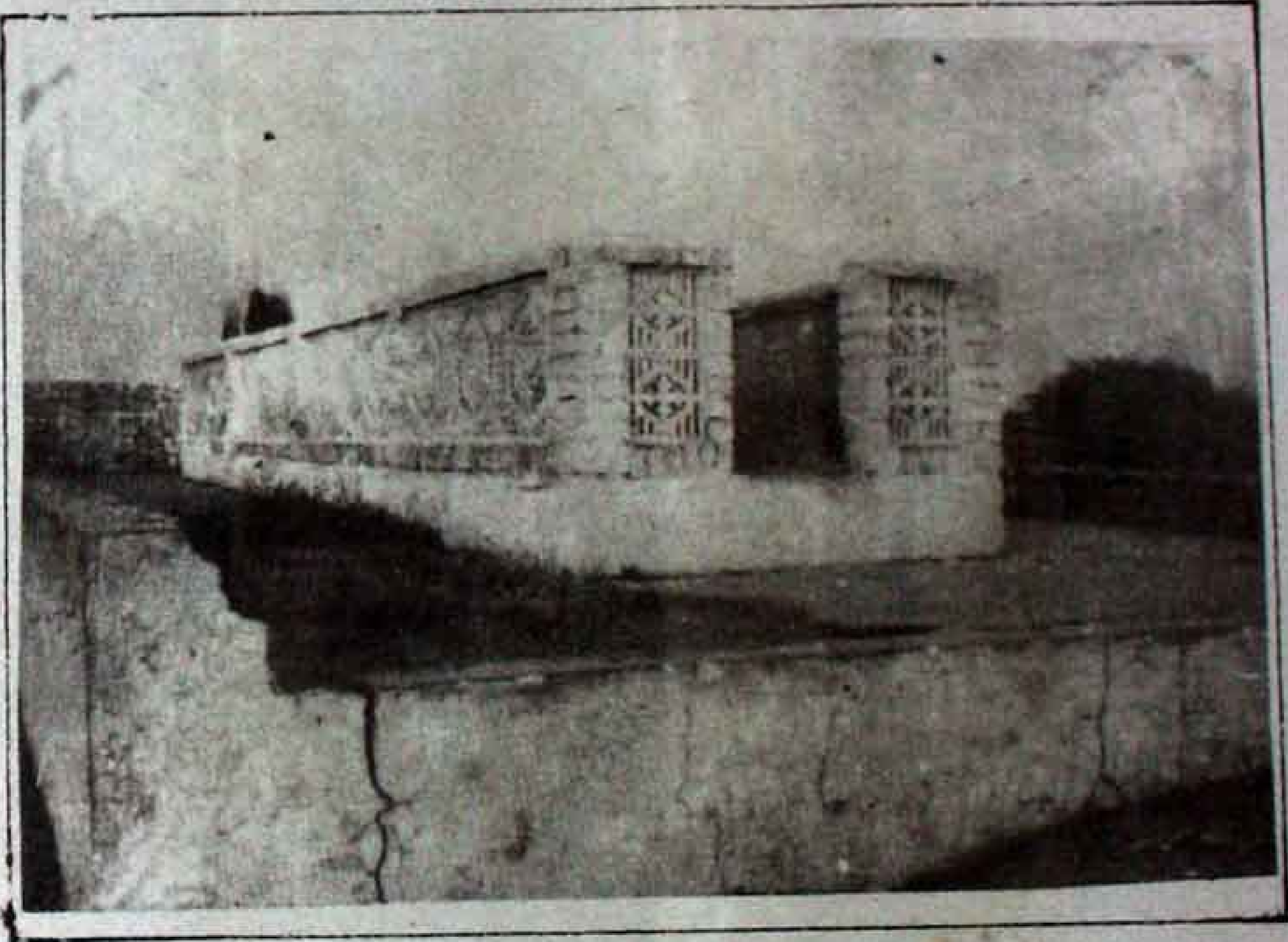

ریحان ایک قدیمی قصبہ ہے گاؤں کے جانب شمال دو بلند ٹیلے ہیں ایک ٹیلے پر حضرت صفدانؒ کا مزار ہے ، جو حالیہ دنوں اہل دیہہ نے لاکھوں روپے خرچ کر کے پختہ تعمیر کروایا دوسرے ٹیلے پر دو قبریں ہیں ان میں ایک پختہ تعمیر ہے اور چار دیواری بھی ہے اس ٹیلے پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ہر قسم کی نقل و حرکت دیکھی جا سکتی ہے ، اس ٹیلے سے پرانے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔

ریحان میں پانچ قدیمی مزارات ہیں ایک مزار میں صاحب مزار کا نام صفدانؒ ہے حافظ صاحب کے قلمی نسخہ کے مطابق دوسرے صاحب مزار کا نام شمسائیل ہے جو حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں تیسرے صاحب مزار کا نام ساساھام ہے یہ بھی حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے بتائے گئے ہیں چوتھے مزار میں صاحب مزار کا نام سرسیا ہے غازی کی علامت درج ہے پانچویں مزار میں صاحب مزار کا نام ہرسیا ہے دو نام ملتے جلتے ہیں سرسیا اور ہرسیا گویا قدیمی دور میں بھی ملتے جلتے نام رکھے جاتے تھے

marfat.com

موضع ریحان میں حضرت صفدانؒ کا 9 گز لمبا مزار

بھاگووال کلاں کے قریب برساتی نالہ کے جانب مغرب مشہور گاؤں ریحان ہے ریحان میں جو بلند بالا ٹبہ اور ٹیلے ہیں ان ٹیلوں پر 9 گز لمبے مزار ہیں ایک ٹبہ پر حضرت صفدان کا مزار ہے جو حضرت خواجہ گوہر الدین جیندڑ شریف نے تعمیر کروایا تھا اب ریحان کے نوجوانوں کی کوششوں سے دو تین لاکھ روپے سے از سر نو تعمیر ہوا ہے ریحان میں چار 9 گز لمبے مزار ہیں ایک ٹبہ پر حضرت صفدان کا مزار ہے ، یہاں قدیمی بوہڑ کا درخت ہے جو دو کنال رقبہ میں پھیلا ہوا ہے دوسرے ٹبہ پر دو نو گز لمبے مزار ہیں ایک دیہہ کے جانب جنوب 9 گز مزار ہے ، حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام صفدان ہے دوسرے مزار پختہ ہیں ان تینوں ٹیلوں پر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں

marfat.com

ہیڈ مرالہ کے قریب کوری میں 9 گز لمبے مزار

کوری شریف کا قصبہ دریائے چناب کے کنارے واقع ہے ماضی میں کوری بہلول پور کے پتن کو خاصی اہمیت حاصل رہی ہے ۔ مشرق وسطی اور کشمیر کی طرف سے آنے والے تجارتی قافلے اور شاہی لشکر یہاں قیام کرتے بہلول پور کو بہلول لودھی

نے آباد کیا تزک بابری میں بابر بادشاہ نے بہلول پور کا ذکر کیا ہے ۔ کوری کی سابقہ آبادی ایک بلند بالا ٹیلہ پر واقع ہے ۔ کوری میں 9 گز لمبا مزار ہے ۔ جو پختہ تعمیر ہے ۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام بلوان ہے ۔ یہ مزار قبرستان میں خاردار جھاڑیوں میں واقع ہے ۔ سادات برادری کے سربراہ حضرت نظام الدین کا روضہ بھی یہیں ہے ۔ علاوہ ازیں ملک کھوکھر برادری کے بڑے سردار ملک لیسرس کی قبر بھی یہیں ہے ۔ جو سکندر اعظم کے وقت ہو گذرے ہیں اور جموں کے حکمران کی لڑکی سے شادی شدہ تھے

marfat.com

کوری شریف کے ٹبہ پر دوسرا نو گز لمبا مزار

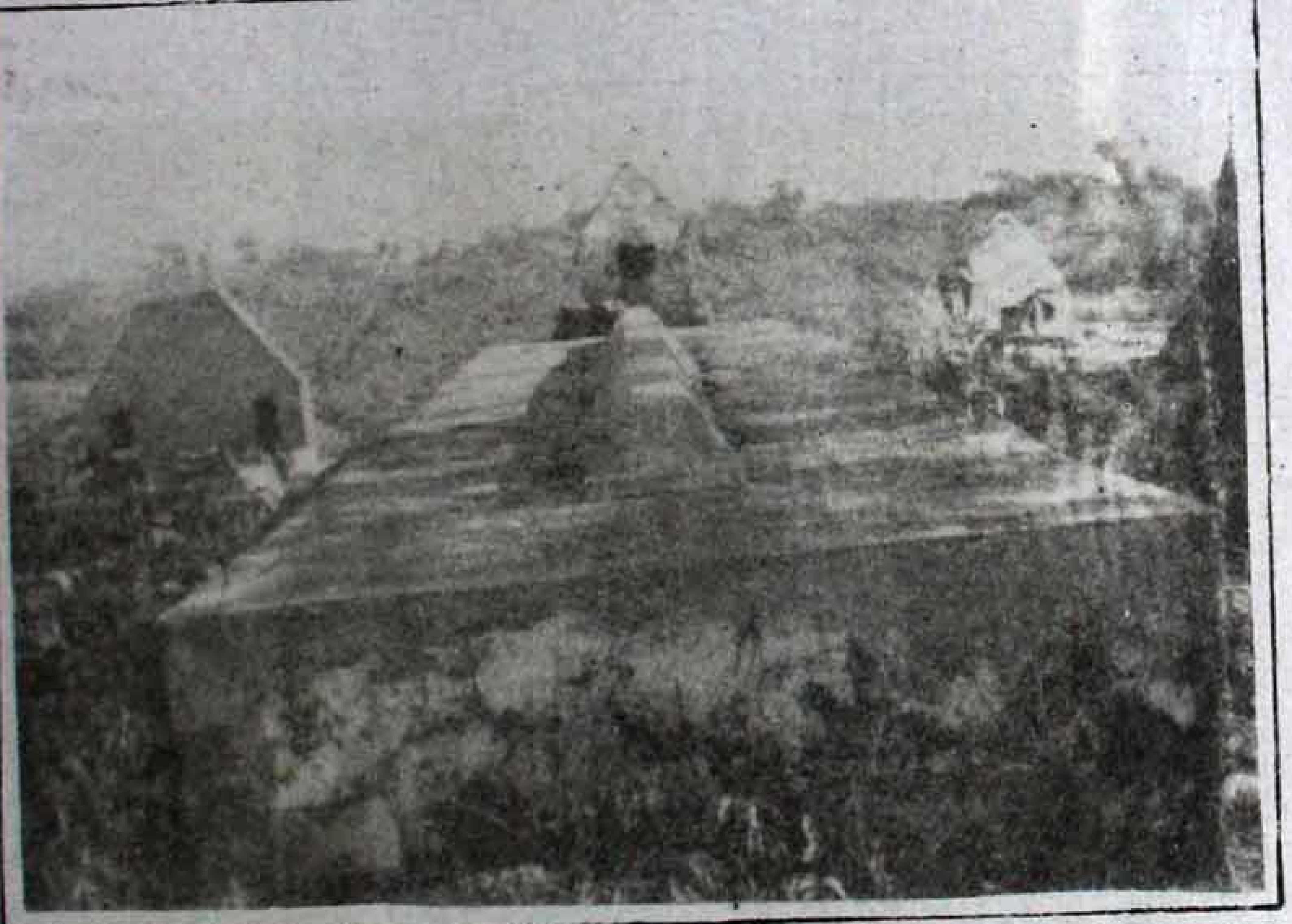

کھوری: بہلول پور کے قریب قدیمی بستی ہے۔ یہ بستی بلند بالا ٹبہ پر ہے۔ گاؤں کے جانب شمال مشرق ایک تباہ شدہ شہر کے آثار پائے جاتے ہیں۔ خاردار جھاڑیوں درختوں کے درمیان پر نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مزار کے قریب ایک نو گز لمبا مزار ہے۔ کھنڈرات میں پتھروں کے مکانات کی بنیادوں کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ مزار قلعہ نما شہر جو تباہ ہو چکا ہے۔ میں واقع ہے۔ یہ قلعہ نما شہر کافی بلندی پر ہے۔ دریائے چناب اور مناور توی کوری کے قریب بہتے ہیں۔ سیالکوٹ کشمیر ہندوستان جانے کے لئے یہاں سے پرانی سڑکوں کے آثار پائے جاتے ہیں

marfat.com

بہلول پور کے جنگلات میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام ملک ہمزہ نوش ہے

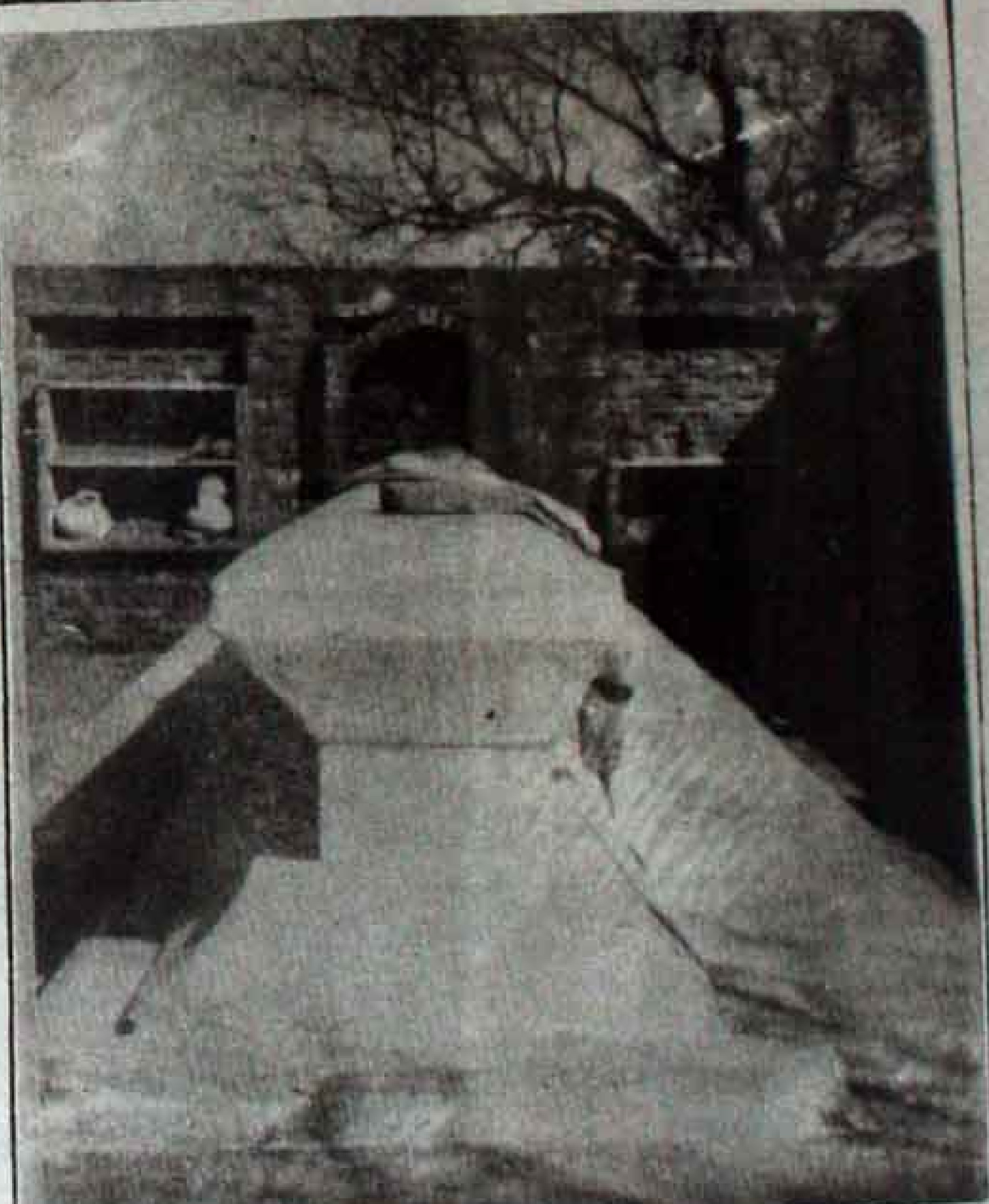

بہلول پور ایک قدیمی قصبہ ہے ، جو دریائے چناب کے کنارے واقع ہے ماضی میں یہ بہت بڑا تجارتی قصبہ تھا تجارتی و شاہی قافلے یہاں ٹھہرتے ہیں بہلول لودھی نے بہلول پور کو آباد کیا شہنشاہ بابر نے تزک بابری میں بہلول پور کا ذکر کیا ہے بہت بڑا پتن رہا ہے ، برصغیر میں داخل ہونے کے لیے یہی پتن استعمال کیا جاتا تھا بہلول پور کے جنگل میں نو گز لمبا مزار ہے جو پیر حمد قندھاری کے نام سے مشہور ہے مزار پختہ تعمیر ہے حافظ شمس الدین گلیانوی نے اپنے علم کشف القبور کے ذریعے صاحب مزار کا نام ملک ہمزہ نوش بتایا ہے جو قلمی نسخہ کے صفحہ 325 نمبر شمار 368 درج ہے یہ مزار جنگل بیابان میں ہے

marfat.com

موضع ڈب ضلع گجرات کے وسط میں 9 گز لمبا مزار

موضع ڈب دریائے توی کے کنارے ایک بلند و بالا ٹیلے پر واقع ہے ۔ اس کے چاروں طرف زرعی زمینیں ہیں اور یہاں دو تین کے لگ بھگ لمبی قبریں ہیں جو بلند ٹبوں پر ہیں ماضی میں اس علاقہ کی خاصی اہمیت تھی اب بھی موضع ڈب کی آبادی تک جانے کے لیے کافی بلندی پر چڑھنا پڑتا ہے ۔ اس کے جانب مشرق ایک بلند ٹبہ پر 9 گز لمبا مزار ہے۔ مغرب کی جانب بھی 9 گز لمبا مزار ہے ۔ اور مشرق کی جانب بھی کئی 9 گز لمبی قبریں ہیں ۔ اور ان لمبی قبروں کا سلسلہ مناور آزاد کشمیر تک پھیلا ہوا ہے ۔ دریائے توی کے کنارے کے ساتھ ساتھ کبھی ایک بہت بڑی کچی سڑک ہوا کرتی تھی اکبر بادشاہ کے دور میں بھی موضع ڈب کو از سر نو آباد کیا گیا ڈب کے جانب مشرق دریائے توی بہتا ہے ڈب کو جانے کے لیے ٹانڈہ سے سڑک جاتی ہے

marfat.com

موضع ڈب کے قریب برساتی نالہ کے کنارے 9 گز لمبا مزار

یہ مزار بڑیلہ شریف کے جانب مشرق موضع ڈب ڈالیہ کے قریب برساتی نالہ کے کنارے واقع ہے۔ تقریباً نصف صدی قبل یہ قبر پہاڑی پتھروں سے تعمیر شدہ تھی۔ بعد میں سائیں رالگا نے اس مزار کو آباد کیا اور پختہ تعمیر کیا اب یہ مزار آباد ہے۔ دور دراز سے لوگ حاضری دیتے ہیں۔ دن رات لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ اس مزار کے گردو نواح میں بڑے بڑے مٹی کے کھنڈرات اور برساتی نالوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ تاہم سائیں رالگا کی وجہ سے یہاں کافی رونق ہو چکی ہے۔ اور ہر ماہ باقاعدگی سے گیارہویں شریف کا ختم ہوتا ہے۔ ڈب ایک قدیمی قصبہ ہے۔ یہاں چند اور بھی قبریں ہیں۔

marfat.com

ڈب کے قریب ایک ٹبہ پر 9 گز لمبا مزار

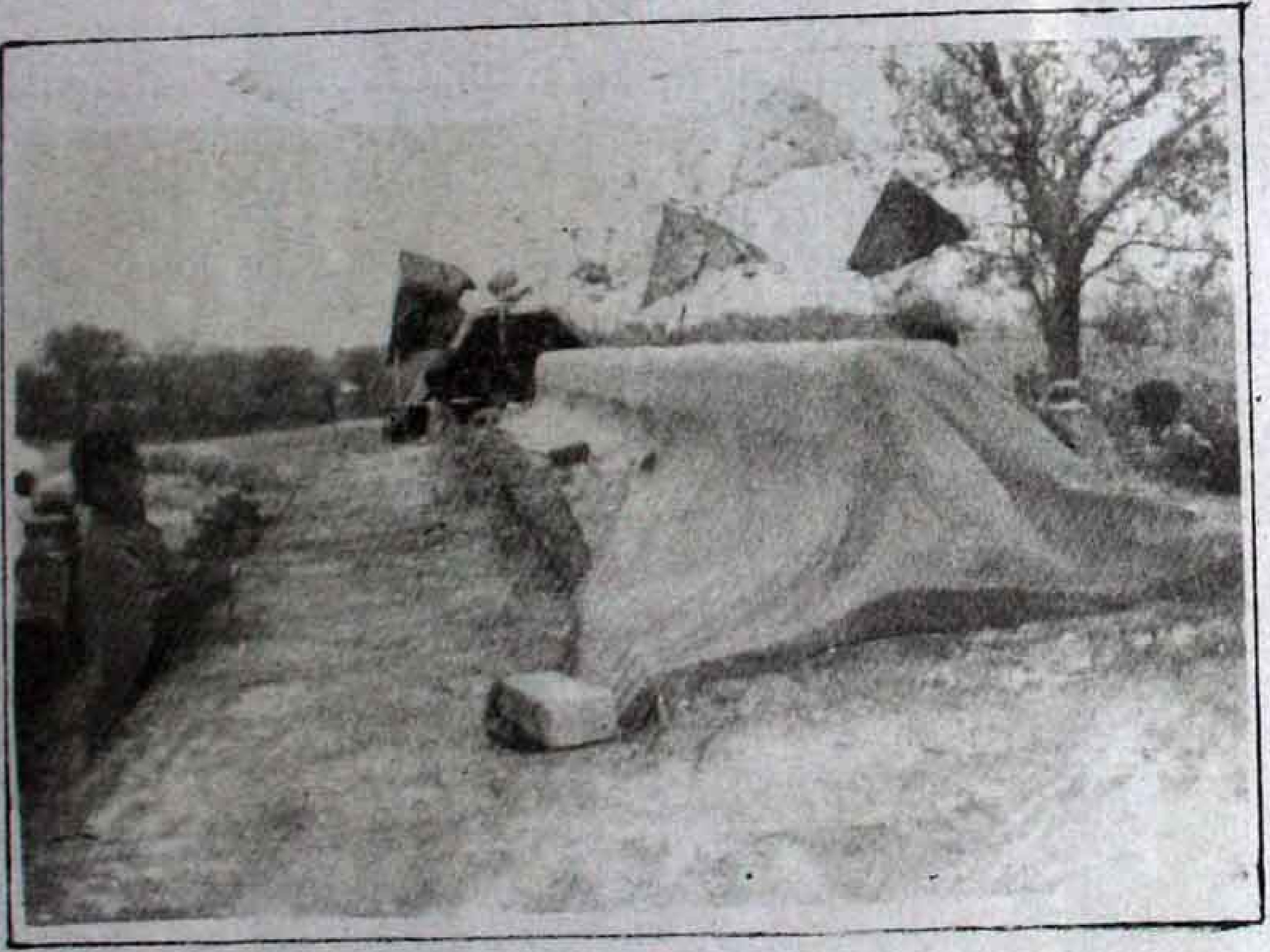

یہ مزار موضع ڈب کے جانب مشرق ایک انتہائی دشوار گزار بلند ٹبے پر ہے ۔ یہ ٹبہ کئی فٹ بلندی پر ہے ۔ اس پر جانے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے خاردار جھاڑیاں اور جنگلی کیکر کے درخت پائے جاتے ہیں ۔ مزار کے جانب مشرق دریائے توی بہتا ہے مزار کے جانب جنوب ایک برساتی نالہ جہاں ریت ہی ریت پھیلی ہوئی ہے ۔ مزار پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے یہ بات باعث تعجب ہے کہ اس ٹبہ اور مزار کے چاروں طرف زمین بہہ کر کئی فٹ نیچے ہو گئی ہے ۔ اگرچہ یہ علاقہ مون سون ہواؤں کے خطے میں ہے شدید طغیانی سیلاب زوردار بارشوں کے باوجود یہ ٹبہ اور اس کے اوپر مزار عرصہ سے قائم ہے

marfat.com

ڈالیہ کے قریب نو گز لمبا مزار

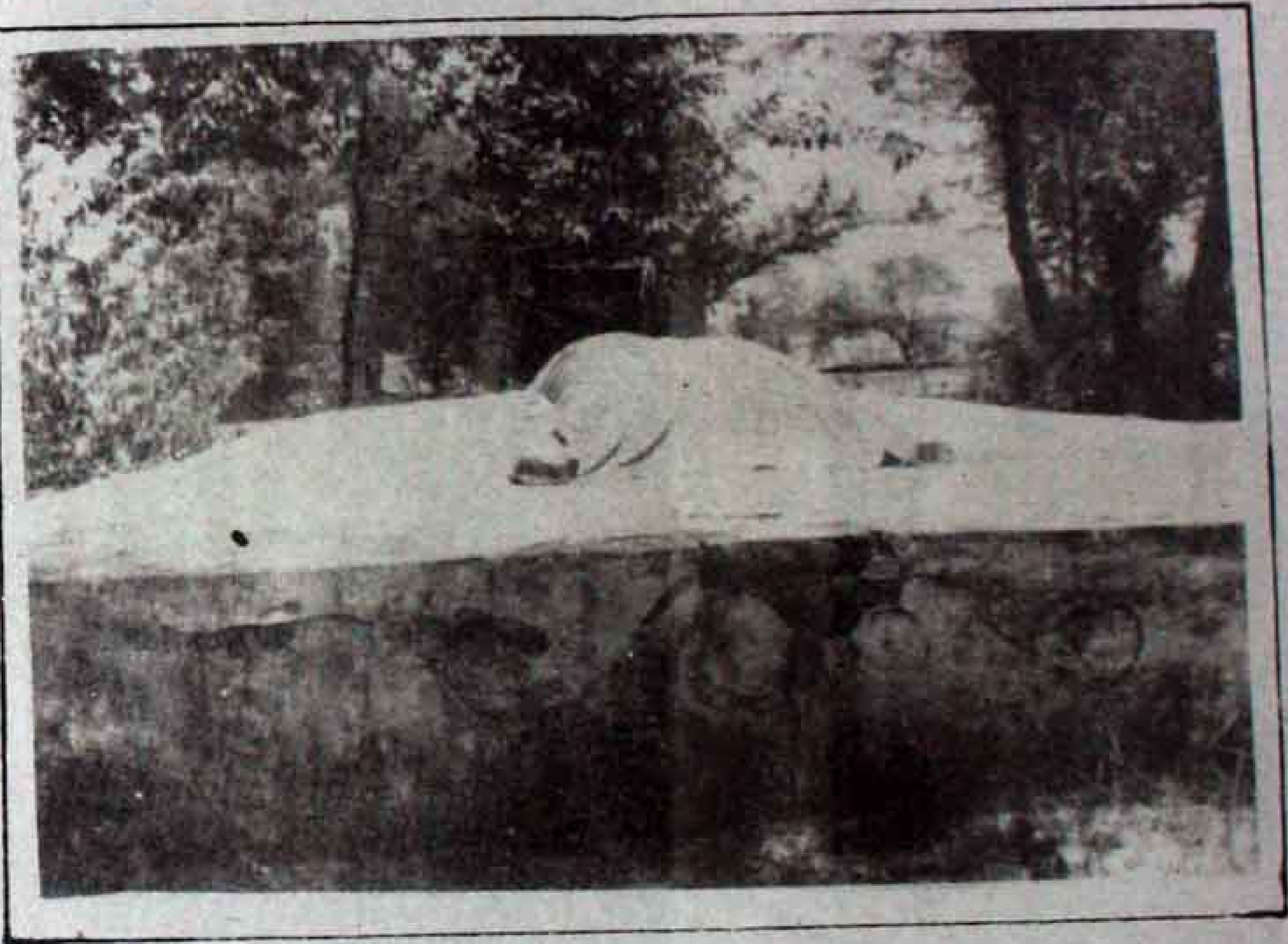

یہ مزار ڈالیہ کے جانب شمال سکول کے قریب ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے ۔ پختہ تعمیر ہے یہ گاؤں یونین کونسل سرخ پور میں ہے اور دریائے توی کے قریب ہے بلند بالا ٹیلہ پہ ہے مقامی روایات کے مطابق دریائے توی اس گاؤں کے قریب بہتا تھا اب دریا نے اپنا رخ موڑ لیا ہے اور مشرق کی طرف بہہ رہا ہے گاؤں ڈالیہ ڈب کے قریب ہے صرف درمیان ایک برساتی نالہ ہے عموماً یہ ڈب ڈالیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے حافظ شمس الدین گگیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 334 کے مطابق صاحب مزار کا نام سموآئیل ہے

marfat.com

رنگڑہ میں 9 گز لمبا مزار

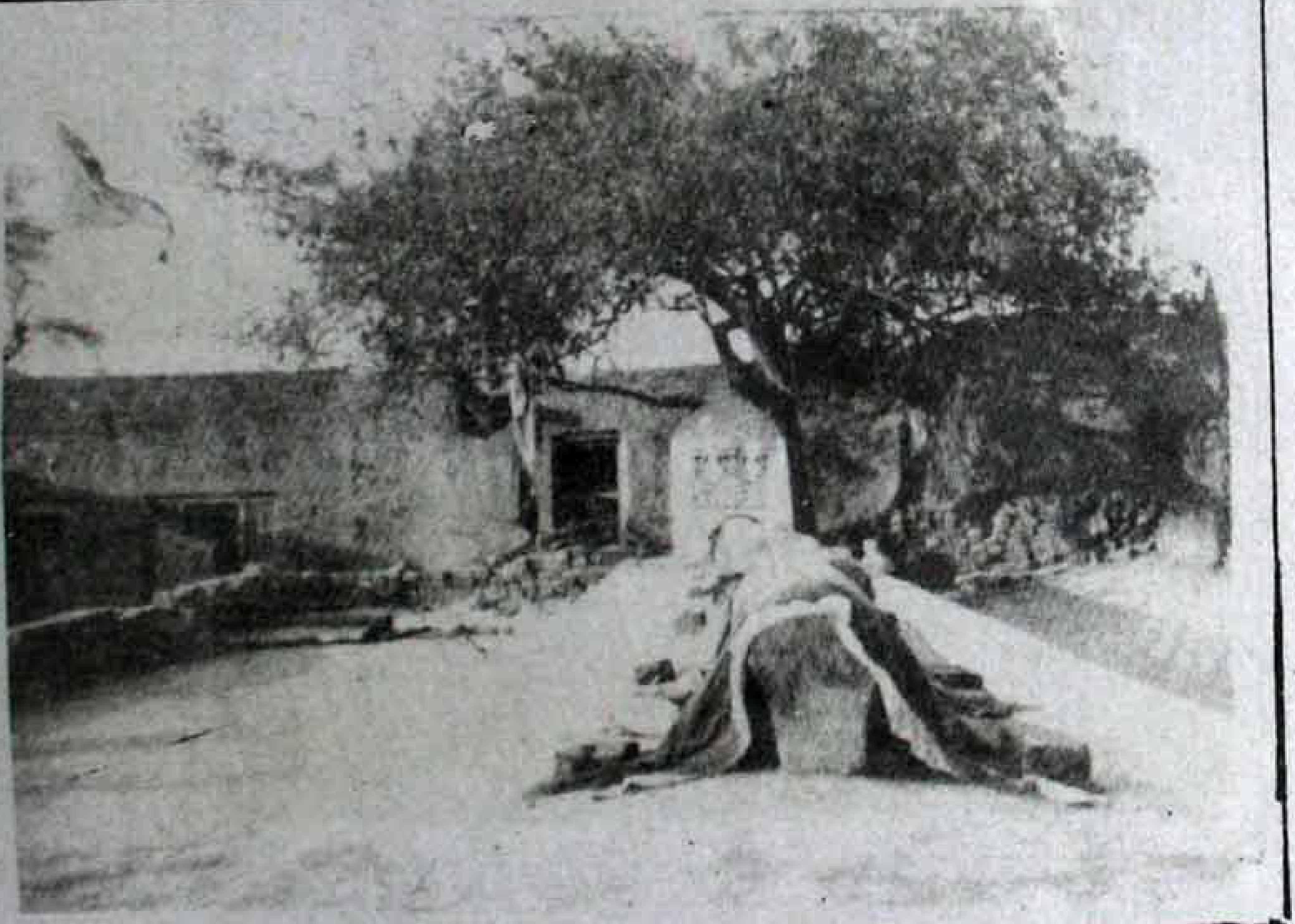

رنگڑہ ٹانڈہ سے جانب مشرق چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ یونین کونسل سرخ پور میں رنگڑہ کے نام کے کئی دیہات ہیں۔ ان میں ایک رنگڑہ برملہ کوٹ رنگڑہ اور بنی رنگڑہ کے نام کے دیہات ہیں رنگڑہ کے جانب مشرق دریائے توی بہتا ہے۔ اور یہ گاؤں کافی بلندی پہ ہے تمام علاقہ کھنڈرات ٹبوں ٹیلوں پر ہے مزار پختہ تعمیر ہے اور نمبردار احمد خاں کے گھر میں ہے وہی اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں اہل دیہہ اور گردونواح کے صاحب نظر لوگ عقیدت و احترام سے یہاں حاضری دیتے ہیں۔ رنگڑہ کی جانب مغرب کوٹھے ڈھویاں میں تقریباً 100 فٹ کے قریب ایک لمبا مزار ہے

marfat.com

رنگڑہ کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار

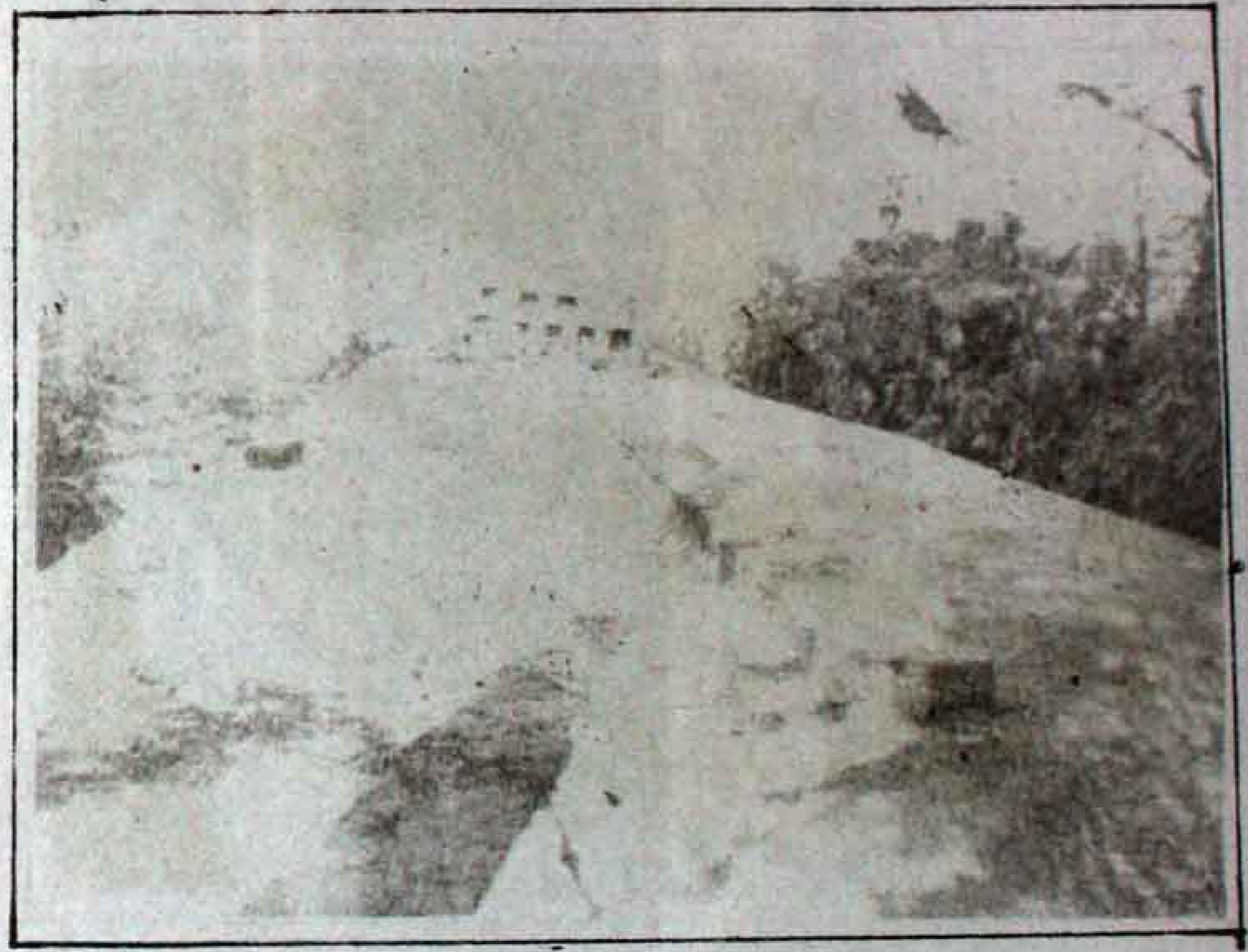

ضلع گجرات کا قصبہ رنگڑہ کوری. بہلول پور کے قریب ہے۔ یہاں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کئی نو گز لمبے مزار ہیں۔ ایک گاؤں کے وسط میں دوسرا جانب مغرب ہے۔ جسکی لمبائی سو فٹ کے قریب ہے۔ رنگڑہ کے قبرستان میں یہ مزار پختہ تعمیر ہے۔ گھنے درختوں میں ہے۔ جس ٹبہ میں یہ مزار ہے۔ اس ٹبہ پر کسی تباہ شدہ شہر کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پتھروں کی بنیادوں کے نشاں ملتے ہیں۔ جنگلی درختوں اور خار دار جھاڑیوں نے پورے علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ قریب ہی آبی گذر گاہ کے آثار بھی ہیں یہاں زمین زرخیز ہے۔

marfat.com

بنی رنگڑہ میں سو فٹ لمبا مزار

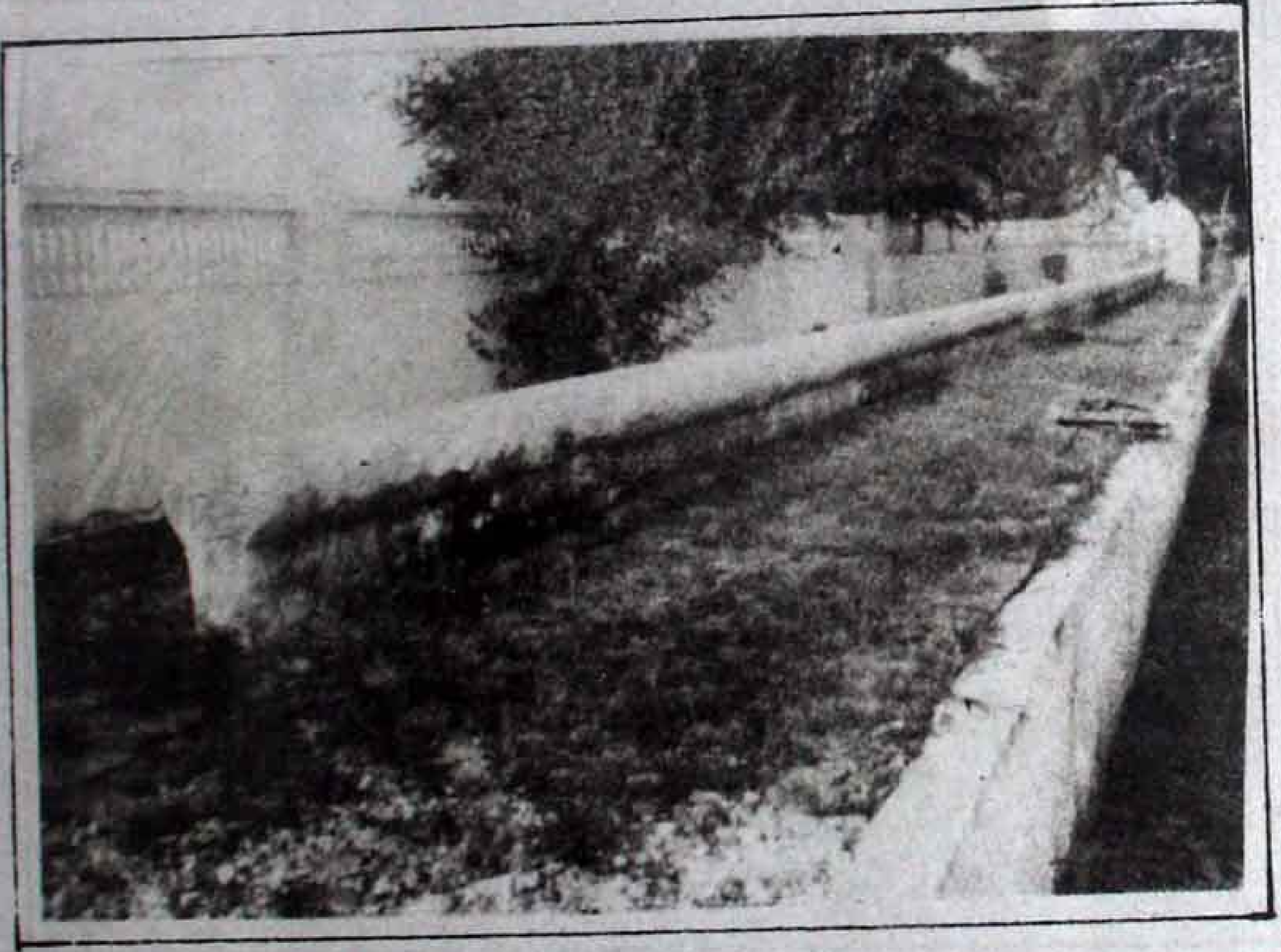

یہ مزار بنی رنگڑہ کے قریب تعمیر شدہ ہے مزار کی لمبائی سو فٹ کے قریب ہے۔ مزار تک جانے کے لیے کچا راستہ برٹیلہ شریف سے براستہ سانگو بنی رنگڑہ کی طرف جا نکلتا ہے۔ بنی اس لیے کہا جاتا ہے پنجابی زبان میں پانی کے چھپڑ تالاب کو بنی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ مزار چونکہ بنی چھپڑ کے کنارے ہے اس لیے بنی رنگڑہ کے نام سے مشہور ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے اور اس کی چار دیواری بھی ہے۔ صاحب مزار کا نام حضرت منطوشؒ ہے۔ جو حضرت یوسفؑ کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں۔ مقامی روایات کے مطابق ایک بزرگ کا یہاں سے گزر ہوا اور اہل دیہہ کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اتنے حصے میں مٹی ڈال دی جائے ان کی ہدایت کے مطابق مزار اس وقت پختہ تعمیر کیا گیا لمبے مزارات کا سلسلہ گردونواح بھی پایا جاتا ہے۔ دریائے توی اور دریائے چناب قریب ہی بہتے ہیں

marfat.com

دریائے توی کے کنارے رنگڑہ برملہ میں نو گز لمبا مزار

یہ مزار دریائے توی کے کنارے موضع برملہ میں واقع ہے یہ خطہ مون سون ہواؤں اور بارشوں کی وجہ سے خوشحال رہا یہاں قدم قدم پر پانی کے ذخائر موجود ہیں میدانی علاقہ ہونے کی وجہ سے اجناس کی پیداوار اور مال مویشی کی فراوانی رہی یہ مزار بلند ٹبہ پہ ہے برگد (بوہڑ) کے بڑے بڑے قدآور درخت ہیں ٹبہ کے ارد گرد کئی فٹ زمین بارشوں کے پانی کی وجہ سے بہہ چکی ہے لیکن ٹبہ اور مزار صحیح سلامت ہے مزار تک جانے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے درختوں کی ٹہنیوں کے سہارے مزار تک رسائی ہو سکتی ہے خار دار جھاڑیوں اور قدآور درختوں کی وجہ سے مزار محفوظ مقام پر ہے اہل نظر یہاں حاضری دیتے رہتے ہیں۔

marfat.com

برملہ کے قریب ٹبہ پر نوگز لمبی قبر

مشہور گاؤں برملہ رنگڑہ کے قریب ہے یہ گاؤں دریائے توی کے کنارے پر ہے یہاں ہزاروں سالہ قدیمی نوگز لمبا مزار ہے۔ مزار کے گردونواح ہزاروں سالہ قدیمی درخت بھی ہیں برملہ کے قریب ہی ایک ٹبے پر یہ نوگز لمبی قبر ہے مزار پختہ تعمیر ہے اور اس کی لمبائی نوگز کے قریب ہے دریائے توی کی وجہ سے اس علاقے میں کئی قدیمی بستیاں ہیں جن کے سینوں میں کئی داستانیں دفن ہیں جس ٹبے پر یہ نوگز قبر ہے وہ کافی بلندی پر ہے دریائے توی کے ساتھ ساتھ بیشتر نوگز لمبی قبریں پائی جاتی ہیں ان ٹبوں کو کھودا جائے تو پرانے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے تراشے ہوئے پتھر وغیرہ ملتے ہیں۔

marfat.com

نجان میں حضرت فینوشؒ کا 9 گز لمبا مزار
آپ حضرت داؤدؑ کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں

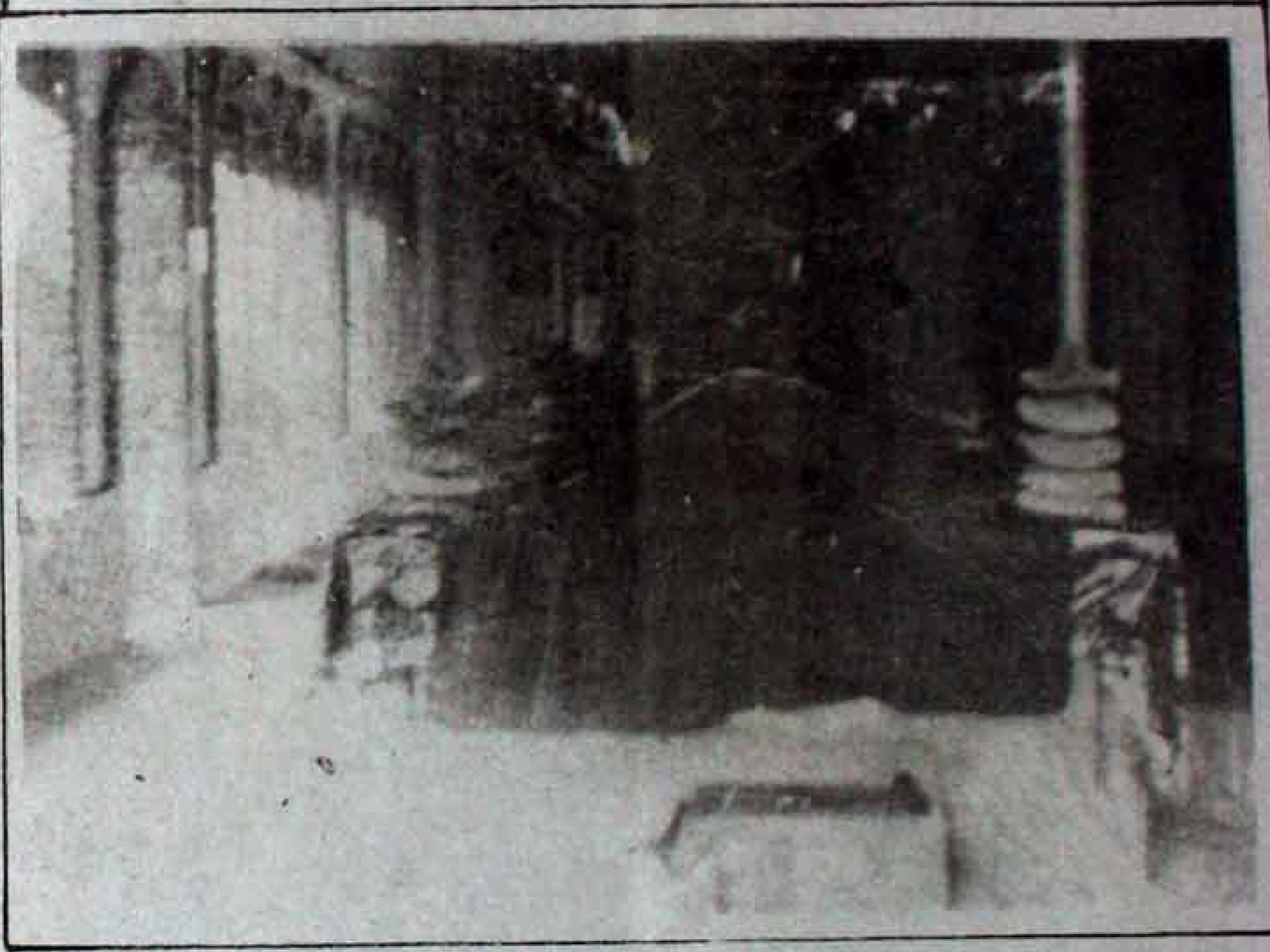

گاؤں نجان گجرات کا آخری اور سرحدی گاؤں ہے جو دریائے توی کے کنارے واقع ہے اور اس گاؤں سے جانب شمال مناور آزاد کشمیر کا قدیمی قصبہ ہے اس قلعہ نما عمارت پر مغل دور کی مسجد بھی ہے جو شہر تباہ ہونے پر مٹی میں دب گئی تھی جو انیسویں صدی کے شروع میں زمین سے برآمد ہوئی اور صحیح سلامت پائی گئی کئی ایسے آثار بھی پائے گئے جن کی وجہ سے اس خطہ کے قدیمی ہونے کا ثبوت ملتا ہے نجان میں حضرت فینوشؒ کا مزار 9 گز لمبا ہے حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوارالشمس صفحہ 326 نمبر شمار 408 کے مطابق آپ کا نام فینوش ہے آپ حضرت داؤدؑ کی اولاد میں سے ہیں مزار کے اردگرد گھنی جھاڑیاں اور درخت ہیں مزار پختہ تعمیر ہے حالیہ دنوں از سرنو تعمیر کیا ہے اور کثیر رقم خرچ کی گئی ہے اہل دیہہ پوری عقیدت احترام سے حاضری دیتے ہیں

marfat.com

بھراج میں نو گز لمبی قبر

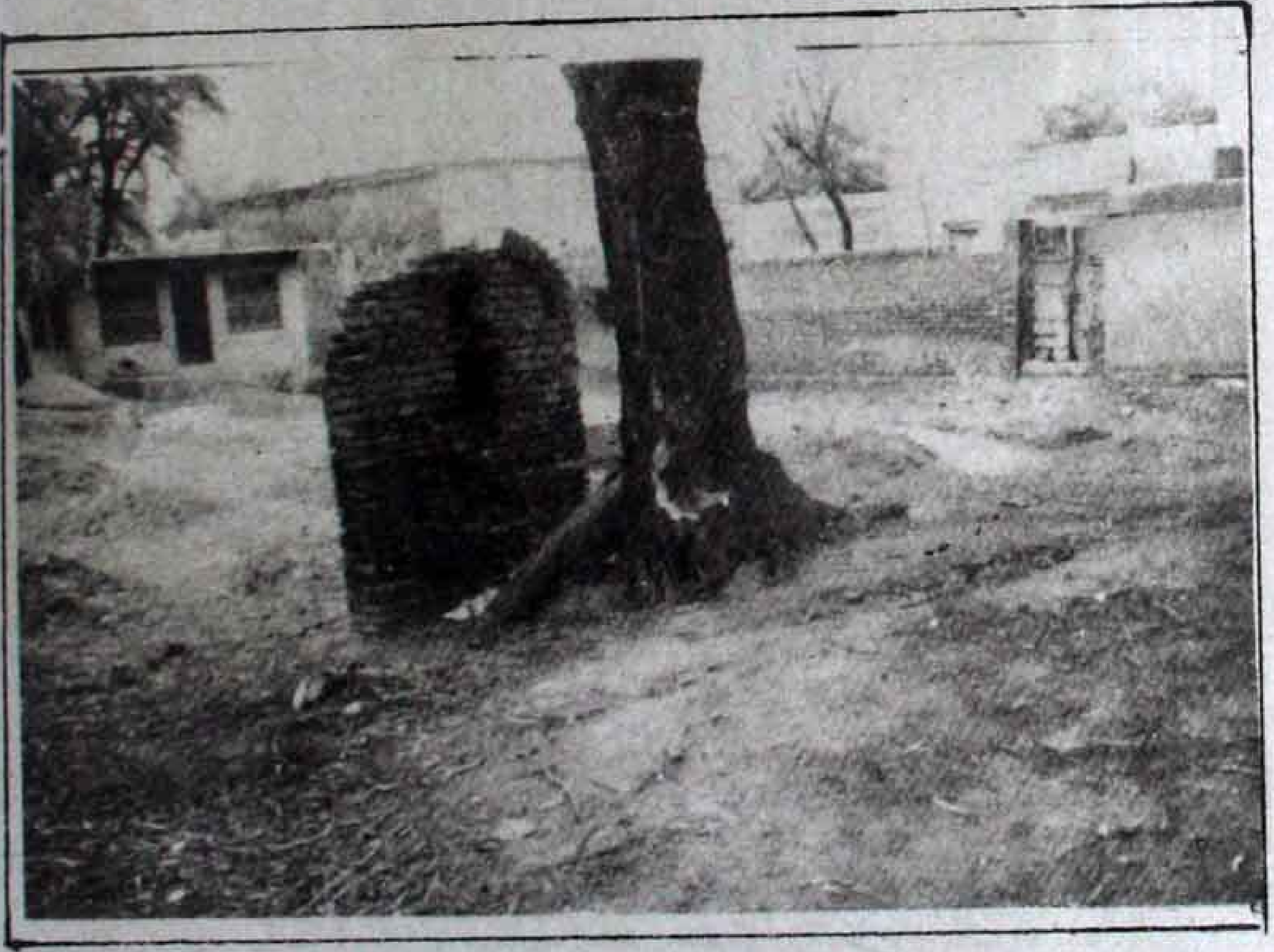

جلالپور جٹاں سے نکلنے والی سڑک جو کڑیانوالہ کی طرف جاتی ہے اس کے ساتھ ایک گاؤں بھراج واقع ہے جس کے جانب مغرب برساتی نالہ بہتا ہے۔ بھراج کے بعض مکانات اس بات کے داعی ہیں کہ یہ قصبہ قدیمی ہے اس کے قبرستان میں ایک نو گز لمبا مزار ہے۔ جس کا چراغ دان پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ سر کی جانب پھلاہی کا درخت ہے۔ مقامی روایات کے مطابق ایک بار کسی نے پھلاہی کے درخت کو کاٹنے کی کوشش کی تو اچانک آگ کا شعلہ بلند ہوا لکڑی کاٹنے والا بیمار ہو کر گر پڑا۔ آج بھی تنے پر کلہاڑے کے نشان نظر آتے ہیں اس مزار کے قریب جانب مشرق اور شمال نو گز لمبے مزارات کے آثار پائے جاتے ہیں

marfat.com

کوٹلی کوہالہ کے قریب آبی گزرگاہ میں حضرت بربرؑ کا نو گز لمبا مزار

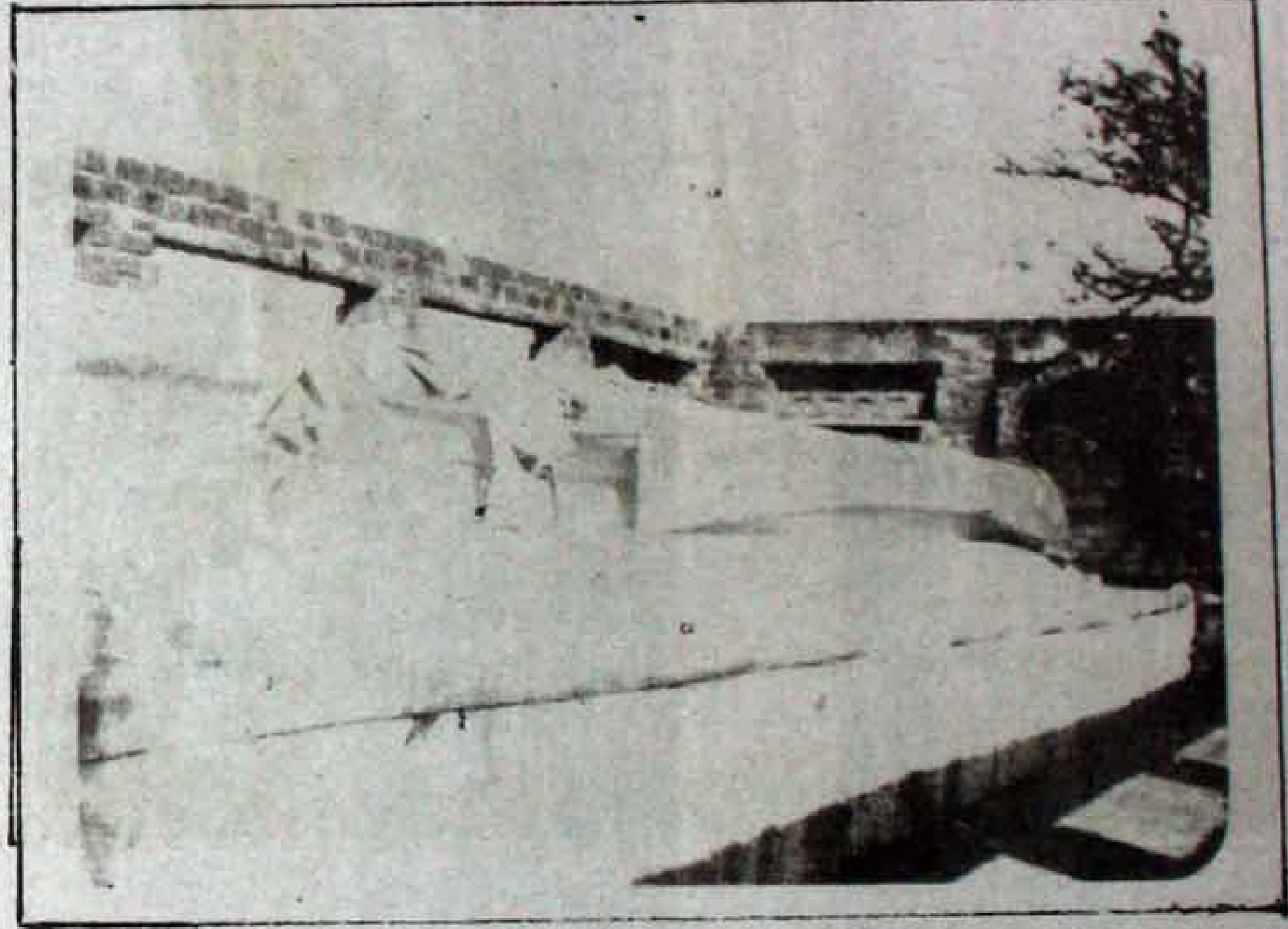

گجرات سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر کڑیانوالہ روڈ پر مشہور قصبہ کوٹلی کوہالہ ہے۔
کوٹلی کوہالہ کے قریب ایک ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزرگاہ ہے اس دوازہ میں حضرت بربر علیہ السلام کا مزار ہے حضرت بربرؑ سیدنا نوح علیہ السلام کے پوتے اور حضرت حامؑ کے بیٹے تھے حضرت بربرؑ کا مزار نالہ برد ہو گیا تو اس مزار کے متولی سائیں محمد رمضان ترک سکونت کر کے منڈی بہاؤالدین ملکوال کے قریب کسی مزار پر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے کہ ۱۹۹۰ء کے لگ بھگ سائیں محمد رمضان کو اشارہ ہوا کہ دوازہ نے اپنا رخ تبدیل کر لیا ہے مزار کو آباد کرو چونکہ ہر طرف ریت ہی ریت تھی رات کو پھر اشارہ ہوا کنارے پر شیشم کے درخت کے شمال کی جانب تقریباً ایک فرلانگ ریت ہٹائی جائے تو مزار مل سکتا ہے۔ چنانچہ سائیں محمد رمضان نے اہالیان دیہہ کے تعاون سے ریت ہٹائی تو زمین کی تہہ سے مزار کی بنیادیں مل گئیں مزار از سر نو تعمیر کر دیا گیا ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے پختہ تعمیر کیا گیا ہے چار دیواری بھی ہے۔

marfat.com

دھدرا شرقی میں حضرت کوشؑ کا ہزاروں سالہ قدیمی مزار

دریانوالہ کے قریب سے گزرنے والی آبی گزر گاہ جو کشمیر کی پہاڑیوں سے نکلتی ہے۔ جس میں [illegible] میٹھا پانی بہتا ہے۔ اس آبی گزر گاہ کے جنوبی کنارے پر چک مالا اور دھدرا شرقی جیسے قدیمی قصبے ہیں۔ جس کے قریب ہی ایک بلند و بالا ٹبہ ہے۔ اس ٹبہ پر پرانے وقتوں میں ایک شہر آباد تھا۔ اس تباہ شدہ بستی سے قریب سنگرانہ نام کا ایک شہر بھی نالہ برد ہو چکا ہے۔ اس آبی گزر گاہ میں حضرت برزخؑ کا نو گز لمبا مزار بھی ہے جو حضرت حامؑ کے بیٹے اور حضرت نوحؑ کے بیٹے بیان کئے جاتے ہیں۔ اس آبی گزر گاہ کے کنارے کوٹی وبالہ نام کا ایک شہر اب بھی آباد ہے۔ پرانا گاؤں اس ٹبہ پر آباد ہے۔ حضرت برزخؑ کے مزار کے متولی بزرگ سائیں محمد رمضان نے بتایا کہ یہاں ایک شہر آباد تھا۔ اور نالہ کے کٹاؤ کی وجہ سے وہ آبادی اور یہ مزار بھی برد ہو گیا۔ اور وہ ترک سکونت کر کے ملکوال کی طرف چلے گئے۔ عرصہ 20، 22 سال کے بعد جب کٹاؤ کا عمل شروع ہوا تو صاحب مزار نے پکارا انہیں بھول گئے ہو۔ سائیں محمد رمضان نالہ کے کنارے آکر بیٹھ گئے۔ گھنے درختوں اور ریت میں مزار کے کوئی آثار نہ ملے۔ تو رات کو اشارہ ملا کہ کنارے سے تقریباً نصف فرلانگ کے فاصلے پر بڑے شیشم کے درخت کے قریب ریت ہٹائی جائے تو مزار مل سکتا ہے۔ چنانچہ سائیں محمد رمضان نے اللہ کا نام لے کر اس جگہ کھدائی شروع کر دی۔ تقریباً چار پانچ فٹ زمین کے نیچے مزار کی اینٹیں صحیح حالت میں پائی گئیں۔ اور اس نشان پر مزار کی تعمیر شروع ہوئی۔ دھدرا شرقی کے مغرب کی جانب حضرت طینوشؑ کا مزار ہے۔ جس کی لمبائی 22 گز کے قریب ہے۔ حضرت کوشؑ کا مزار دھدرا کے مشرق کی طرف چھپڑ کے کنارے ہے جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی وجہ سے اس مزار کی بے حرمتی ہوتے رہے۔ اور گرد و نواح چھپڑ میں بھرتی ڈال کر ذاتی

marfat.com

حقیقت میں بدل گیا ہے۔ راقم نے جب مزار پر حاضری دی تو انتہائی خستہ حالت دیکھ کر سائیں محمد رمضان سے اپیل کی کہ مزار کو بھرتی ڈال کر از سرِ نو تعمیر کیا جائے۔ سائیں محمد رمضان نے راقم کو بتایا کہ حضرت ہند نے خواب میں کہا ہے کہ دھدرا والے مزار میں مدفن میرے بھائی ہیں۔ اس مزار کو بھی تعمیر کرو۔ راقم نے محکمہ مال کو مزار کی حد بندی کے لئے درخواست گزاری کہ 8، 9 دسمبر کی درمیانی رات جو شب معراج کی رات تھی۔ راقم عبادت میں مشغول تھا کہ رات ایک دو بجے کے قریب اشارہ ہوا کہ دھدرا شرقی میں صاحب مزار کا نام حضرت کوش کی ہے۔ جو حضرت ہند کے بڑے بھائی اور حضرت حام کے بیٹے اور حضرت نوح کے پوتے ہیں۔ راقم نے جب حضرت حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ میں کہ جو کہ نظر دوڑائی تو قلمی نسخہ کے صفحہ میں تحریر شدہ عبارت سے اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ دھدرا شرقی میں صاحب مزار کا نام حضرت کوش ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ حافظ شمس الدین آف گلیانہ جو کشف و قبور کے علم میں بحر بے کراں تھے۔ کشف قبور کے علم میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ انہوں نے تقریباً ایک سو سال پہلے چالیس سال تک گھوم پھر کر برصغیر پاک و ہند میں ان مزارات کی نشاندہی کی۔ سو سال بعد راقم نے پاکستان میں ان کے بتائے ہوئے مزارات پر حاضری دی۔ انہیں اسی حالت میں پایا جیسا کہ حافظ شمس الدین گلیانہ نے قلمی نسخہ میں ان کے نام بتائے ہیں۔ راقم نے شجرہ کے مطابق تمام نو گز لمبے مزارات پر سنگ مرمر کی تختیاں نصب کر دی ہیں۔ جن پر صاحب مزار کا نام سلسلہ نسب اور مختصر تاریخ درج ہے۔ تاکہ اللہ کے نیک بندوں کا تقدس اور احترام برقرار رہے۔ بیشتر مقامی آبادیوں نے اپنے طور پر پیر گجا، پیر نالی، پیر گدڑی، پیر بھمنا، پیر تھملی۔ پیر دونگا، پیر بہار، پیر چاچا، پیر گروندا وغیرہ وغیرہ نام رکھے ہیں لیکن راقم نے ان کے اصلی نام کی تختیاں نصب کر دی ہیں۔ حضرت کوش کا مزار ابلیانہ دھدرا شرقی کے تعاون سے سائیں محمد رمضان کی زیر نگرانی از سرِ نو تعمیر ہو رہا ہے۔ مزار کے قریب ہی زائرین کے آرام اور عبادت کے لئے کمرہ بھی تعمیر کیا جائے گا۔ یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسانی آبادیاں تباہ و برباد ہوئیں، صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ بیشتر بستیوں کے نام و نشان تک نہیں ہیں لیکن سینکڑوں ہزاروں سال گزرنے کے باوجود اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کے مزار قائم و دائم ہیں۔ جہاں مخلوق خدا دن رات حاضر ہو کر دینی دنیاوی فیض حاصل کرتی ہے۔

حضرت نوحؑ کے تین بیٹے حامؑ، سامؑ، یافث جن کی اولاد پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت بام کا روضہ پنڈ دادنخان کے قریب رواں میں ہے۔ حضرت بام کے 9 بیٹے تھے۔ جن کے نام ہند، سند، زنج، نوبہ، کنعان، کوش، قبط، بربر، حبش، حضرت کوش کا مزار دھدرا شرقی میں اور ہند کا مزار برساتی نالہ کے قریب جہلم میں ہے۔ حضرت سامؑ کے بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ ارفخشد، کیومرث، اسود، یفن، لورج، الاد، عیلم، ارم، لود، حضرت یافثؑ کے بیٹوں کے نام، روس، چین، مستعلاب، تاری، صخ، زل، سدسان، پازن، منشج، خزر، نمر ہیں۔ حضرت آدمؑ کو جب جنت سے نکالا گیا تو انہیں ہندوستان کے قریب سری لنکا کے شہر سراندیپ کی پہاڑی پر اتارا گیا۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک پاؤں کا نشان ہے جس کی لمبائی 5 فٹ اور کچھ انچ ہے۔ اور چوڑائی دو فٹ کے قریب ہے۔ اس پاؤں کے نشان کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے۔

marfat.com

دھدرا مشرقی میں بائیس گز لمبا مزار

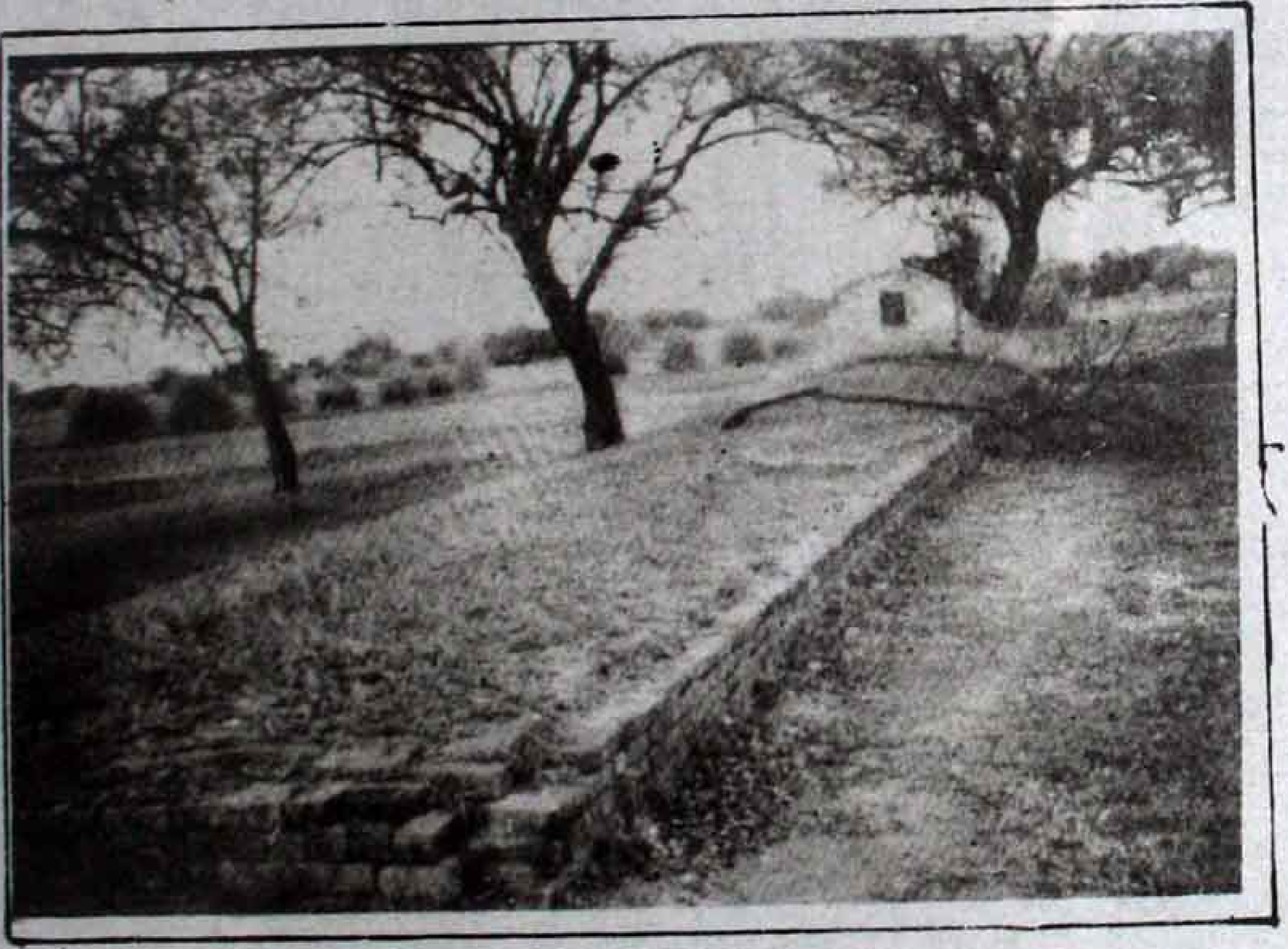

یہ مزار دھدرا مشرقی کے جانب مغرب واقع ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے اور مزار کی لمبائی بائیس گز کے قریب ہے حضرت نوحؑ کے تین بیٹے ۔ حام ۔ سام ۔ یافث تھے ۔ جنہیں کرہ ارض پر مختلف سمتوں کی طرف روانہ کیا گیا ۔ برصغیر کے باشندے حضرت حامؑ کی اولاد میں سے ہیں حضرت حامؑ کے نو بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں ھند، سندھ، زنج، نوبہ، کنعان، کوش، قنبط، بر تر، حبش، اور مام، کے نو بیٹے ارفخشد، کیمور، اسود، یغن، نوراج، لاد، عیلم، ارم، یور، اور یافث کے گیارہ بیٹے، روس، چین، متعلاب، کماری، فلخ، ترک، سدساں، پارج، منشج، فرر، عز، یہ علاقہ خشکی کے ذریعے عرب کے ساتھ ملا ہوا ہے

marfat.com

میراں چک میں 9 گز لمبا مزار

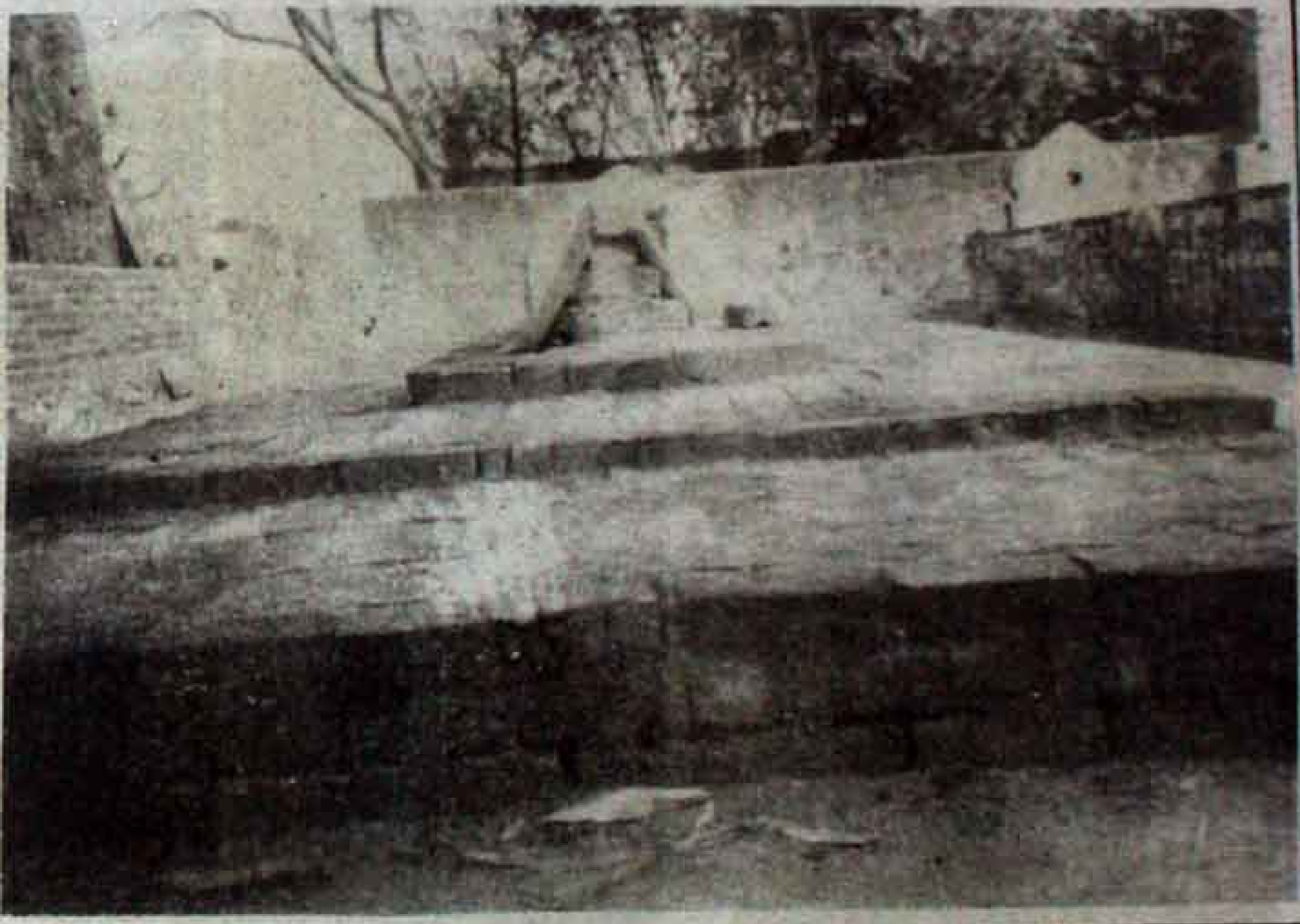

جسو سرائے کے قریب ڈوبے شریف میں حضرت نعما طوس کا بائیس گز لمبا مزار ہے۔ یہ مزار حضرت خواجہ گوہر الدین جنیدڑ شریف نے اپنے علم کشف القبور کے ذریعے دریافت کیا اور اسے پختہ تعمیر کروایا اس مزار کے جانب شمال میراں چک میں نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس کی چار دیواری بھی ہے۔ یہ نو گز لمبے مزار اس علاقہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ہیں جو پختہ تعمیر ہیں۔ اہل دیہہ اور گرد نواح کے لوگ یہاں بڑی عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں

marfat.com

جسو سرائے نزد چک کمالہ میں حضرت نعما طوش ؒ کا 22 گز لمبا مزار

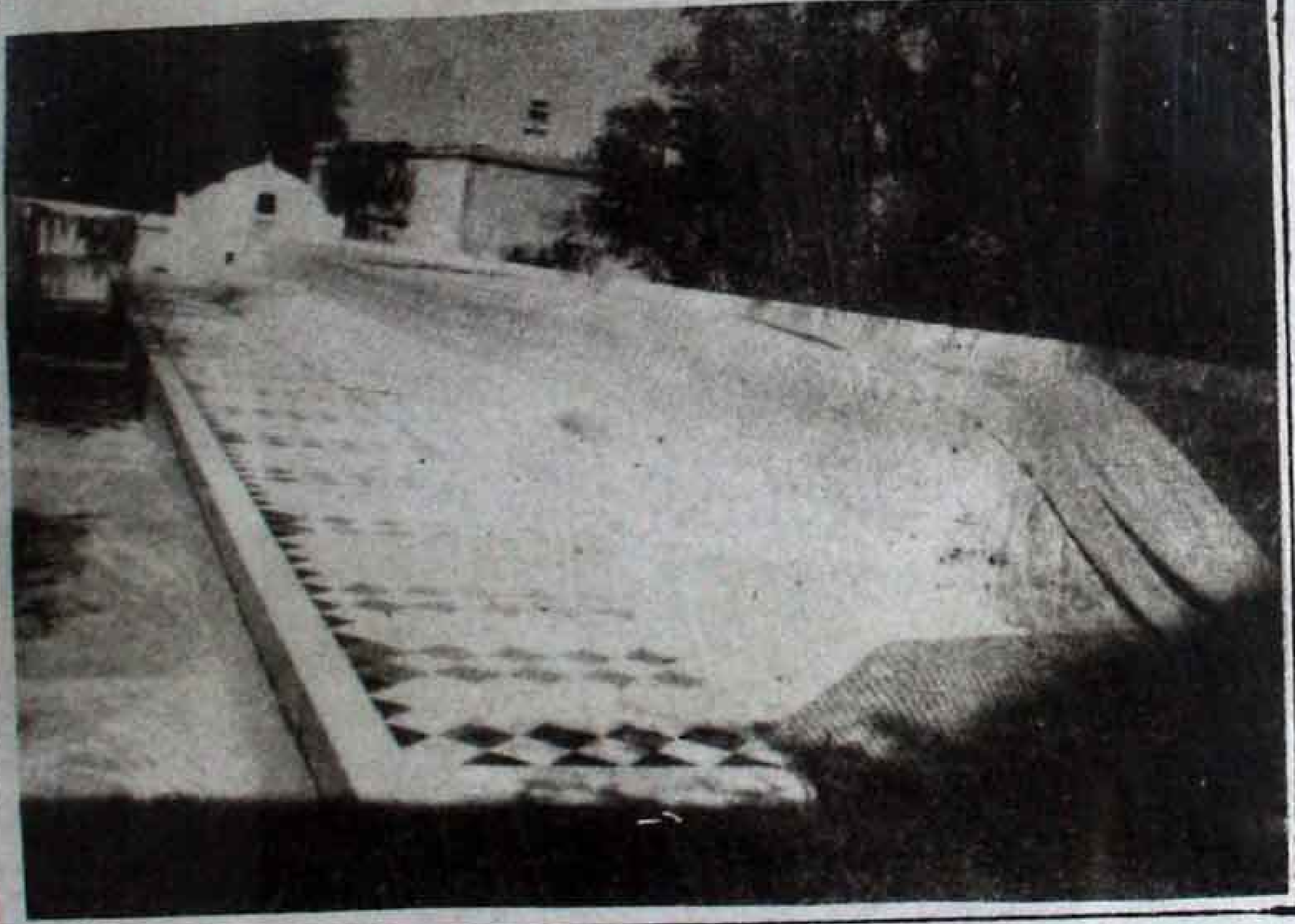

چک کمالہ کے قریب ڈوبہ جسو سرائے میں حضرت نعما طوش ؒ کا مزار ہے ۔ مزار کی لمبائی 22 گز ہے ۔ یہ مزار بھی حضرت خواجہ گوہر الدین جینڈر شریف نے تعمیر کروایا ۔ آپ نے مزار کی نشاندہی فرمائی اور کہا 7/8 فٹ مٹی کھودی جائے جب مٹی ہٹائی گئی تو نیچے چار دیوار مزار مکمل طور پر پایا چنانچہ ان ہی بنیادوں پر مزار کی تعمیر کی گئی ۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم ؑ سے جا ملتا ہے ۔ آپ مرسل ہیں حاجی فرمان یہاں عرصہ سے قیام پذیر ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے ۔ قریب مسجد بھی پختہ تعمیر ہے ۔ مزار خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا ہے چار دیواری بھی ہے ۔ سنگ مرمر کی نصب شدہ تختی پر یہ عبارت تحریر ہے ۔ عالم اسرار حضرت نعما طوش علیہ السلام سن تعمیر 1953 تحریر ہے ۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت نعما طوش ؒ ہے

marfat.com

کرڑیانوالہ کے قریب لوسر میں 9 گز لمبا مزار

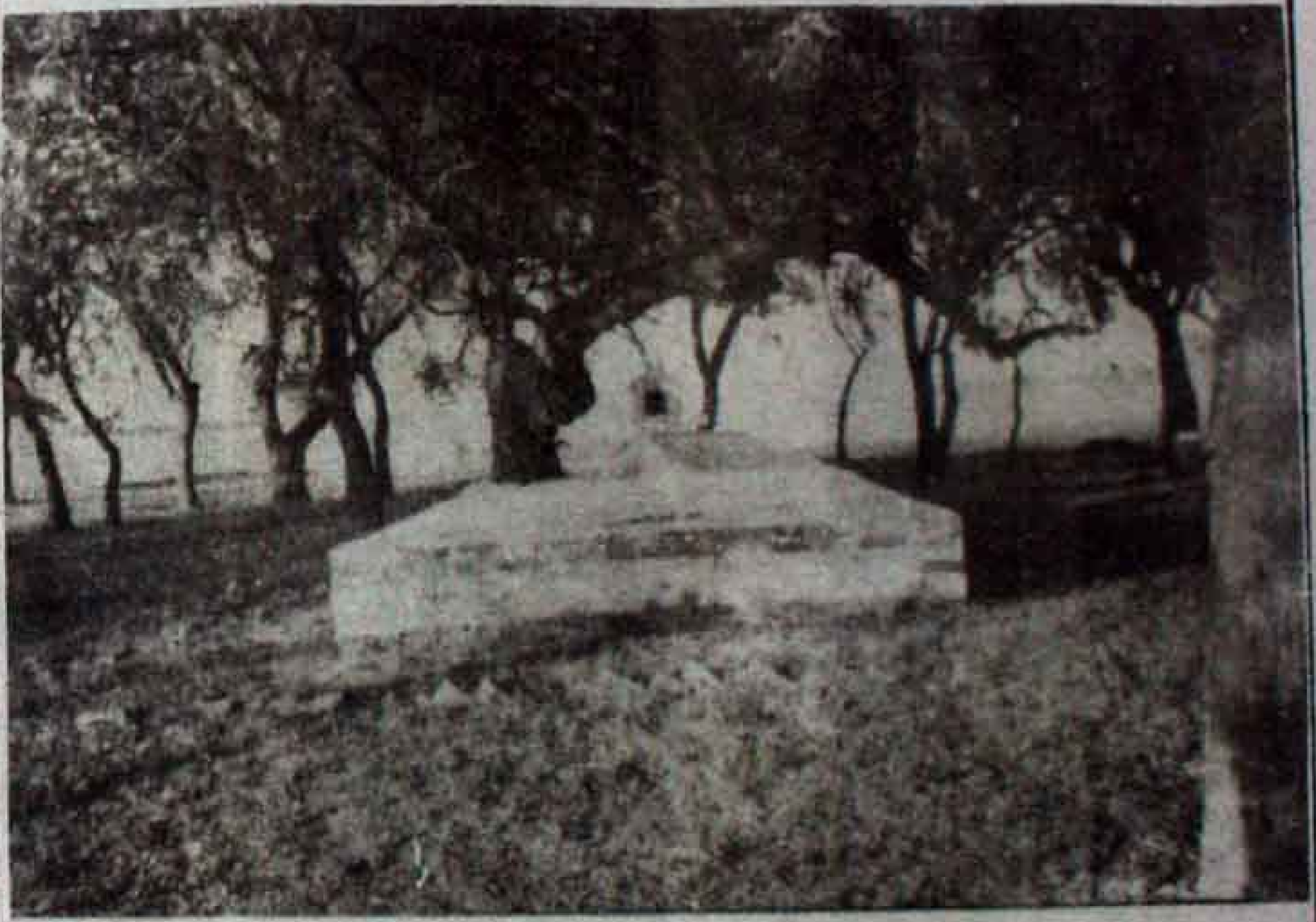

یہ مزار لوسر کے قریب جانب مغرب واقع ہے ۔ مزارات دو ہیں جو نو گز سے زیادہ لمبے ہیں ۔ عرف عام میں انہیں جھنڈ پیر کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ ایسے لمبے مزارات اور بڑے ٹیلے گردونواح میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں مزار کے قریب مسجد بھی تعمیر ہے ۔ دیہہ ہذا کی ایک عورت نے منت مانی تھی کہ اس کی مراد پوری ہو گی تو مزار پختہ تعمیر کرا دے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا مائی صاحبہ کی مرادیں پوری ہو گئیں اور انہوں نے مزار پختہ تعمیر کرا دیا ہے ۔ یہ علاقہ اس لیے بھی روحانی ہے کہ اس کے جانب مشرق آستانہ عالیہ ڈھوڈا شریف اور لوسر میں حافظ صاحب کا بہت قدیمی مزار ہے ۔ دیہہ ہذا میں بھی پیروں فقیروں کے مزارات ہیں ۔ دونوں مزارات پختہ تعمیر ہیں ۔ گردونواح کے لوگ پوری عقیدت و احترام سے یہاں حاضری دیتے ہیں ایسے مزارات کا سلسلہ قرب و جوار میں دور دور تک پھیلا ہوا ہے

marfat.com

کرڑیانوالہ کے قریب برساتی نالہ کے کنارے پیر سنبلؒ کا نو گز لمبا مزار

یہ مزار کرڑیانوالہ کے جانب مشرق ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزرگاہ کے کنارے درختوں کی جھنڈ میں ہے یہاں کبھی بہت گھنے درخت ہوا کرتے تھے۔ ان درختوں کے سائے میں یہ قدیمی مزار ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے۔ یہ پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اور چار دیواری بھی ہے۔ 1965ء کی جنگ میں جب پاک فوج نے قیام کیا تو مزار کی نشاندہی ہوئی۔ پاک فوج جن افسروں نے یہاں قیام کیا صاحب مزار انہیں خواب میں ملے اور کہا کہ یہاں کی بے ادبی نہ کی جائے چنانچہ مزار کی نشاندہی کی گئی اور اسے پختہ تعمیر کر دیا گیا۔ مزار کے سرہانے کی جانب ایک بہت بڑا سنبل کا درخت ہوا کرتا تھا اس درخت کی وجہ سے اس مزار کو پیر سنبل کے نام سے پکارتے ہیں۔ مزار پر یہ نام تحریر ہے۔ پیر سنبل عبدالرحمن۔ صاحب مزار کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ ارض مقدس سے تشریف لائے تھے۔ کرڑیانوالہ کے صوفی محمد رمضان نے مزار کو از سر نو تعمیر کروایا اور ان کا مزار بھی پیر سنبل کے مزار کے قدموں میں ہے۔ مزار کے قریب سے ایک قدیمی گزرگاہ کے آثار بھی ملتے ہیں۔ جو کشمیر کی جانب جاتی ہے اس علاقہ میں آبی گزرگاہوں، ٹبوں، ٹیلوں کے قریب نو گز لمبے مزارات پائے جاتے ہیں۔

marfat.com

دھتمل کے ٹبہ پر 9 گز لمبا مزار

کڑیانوالہ کے جانب مشرق قدیمی شاہراہ پر مشہور دھتمل ٹبہ دھتمل کے جانب مشرق ٹبہ پر بڑے بڑے بوہڑ کے درخت ہیں اور یہاں 9 گز لمبا مزار ہے ۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے ۔ اس ٹبہ سے پرانے زمانے کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں ۔ اس روضہ کے جانب شمال بھی 9 گز لمبا مزار ہے ۔ جانب مشرق بھی پنڈی کے قریب نو گز لمبا مزار ہے ۔ اس میدان میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر 9 گز لمبے مزار ہیں ۔ حضرت شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق آپ حضرت داؤدؑ کی اولاد سے ہیں ۔ جن دیہات میں ملک کھوکھر برادری آباد ہے ان دیہات میں ایسے نوگز لمبے مزار ٹبے ٹیلے اور آبی ذخائر پائے جاتے ہیں

marfat.com

دھمتھل کے ٹبہ کے شمال کی جانب 9 گز لمبا مزار

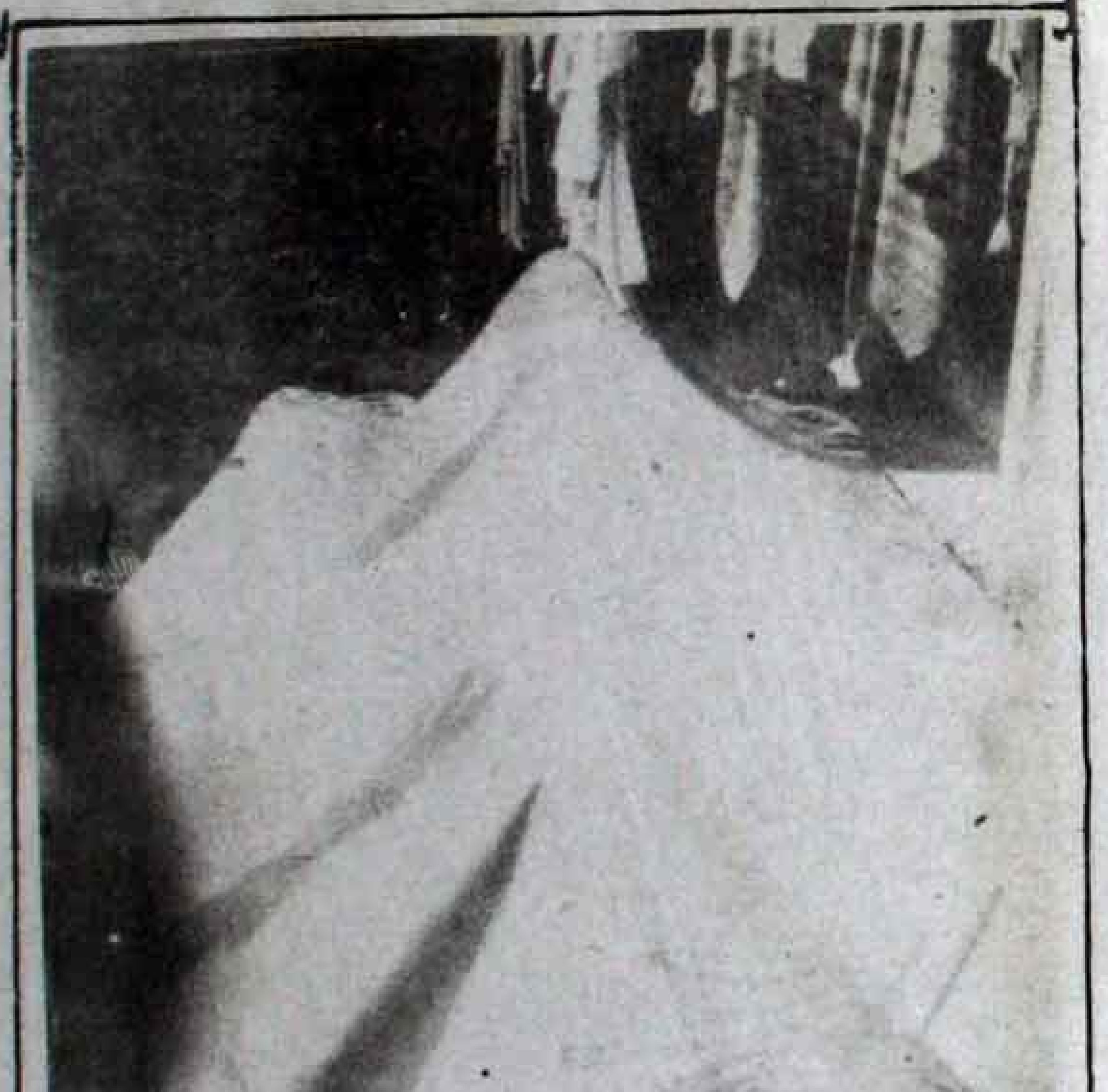

دھمتھل کا ٹبہ جو وسیع علاقہ میں پھیلا ہوا ہے اس کے اوپر 9 گز لمبا مزار ہے۔ اس کے جانب شمال دور دور تک مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بکھرے نظر آتے ہیں جو کسی تباہ شدہ بستی یا شہر کے یہاں ہونے کا ثبوت ہیں۔ مزار کے جانب مغرب ایک پانی کی ندی بہتی ہے جس میں سارا سارا سال پانی بہتا ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور چار دیواری بھی ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے

marfat.com

دھمتھل کے قریب لاٹی پنڈی میں 9 گز لمبا مزار

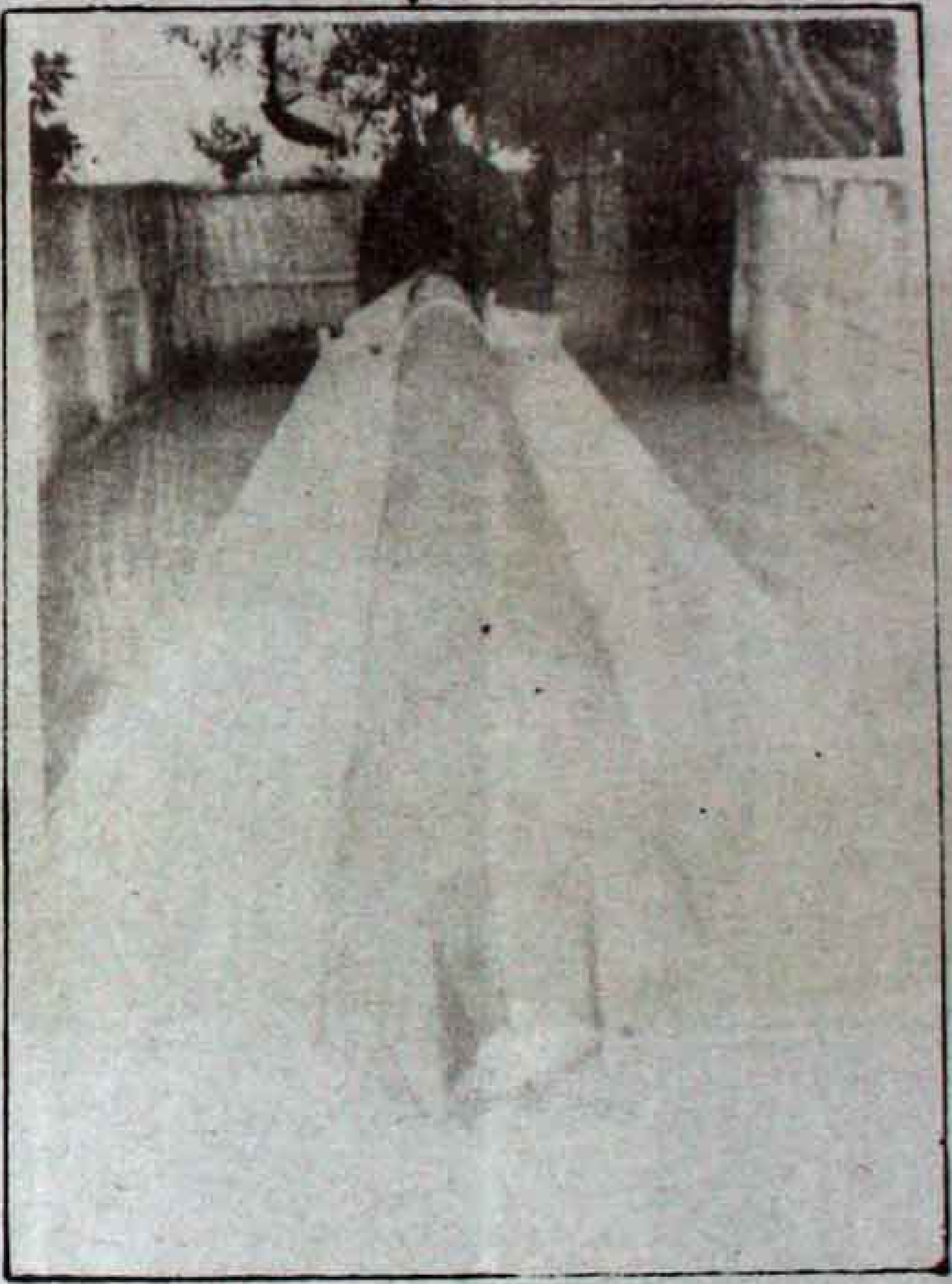

کڑیانوالہ کے جانب مشرق ایک قدیمی سڑک جو دھمتھل سے ہوتی ہوئی سگھر چک بزرگ اور بڑیلہ شریف سے ہوتی ہوئی سرخ پور بہلول پور ہیڈمرالہ کو جا ملتی ہے یہ مزار دھمتھل کے قریب لاٹی پنڈی کے رقبہ میں ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے مزار پختہ تعمیر ہے قریب زائرین کے آرام کے لیے مسافر خانہ باورچی خانہ مسجد بھی ہے آب نوشی کے لیے نلکہ بھی ہے اس رقبہ میں انتہائی قدیمی درختوں کے آثار پائے جاتے ہیں یہ مزار بھی ٹبہ ٹیلہ پر ہے گردونواح چند اور لمبی قبریں ہیں جو پختہ تعمیر ہیں اور اہالیان دیہہ پوری عقیدت سے یہاں حاضری دیتے ہیں اور مقامی روایات کو برقرار رکھا ہوا ہے اس سرسبز میدان کے قریب برساتی نالہ بھی بہتا ہے

marfat.com

بھون ہزاری نزد وڈا پنڈ میں نو گز لمبا مزار

بھون ہزاری گاؤں کڑیانوالہ کے شمال کی طرف ہے یہ مزار قدیمی آبی گزر گاہ کے کنارے ہے یہ مزار سرسبز کھیتوں میں ہے مزار نو گز ہے اور پختہ تعمیر کیا گیا اہل دیہہ پیر نو گزہ کے نام سے پکارتے ہیں عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں۔ اس علاقہ میں نو گز لمبے مزار قریبا قدیمی اور پرانی بستیوں میں ہیں قریب ہی ہزارہ مغلاں میں چار سو کنال رقبہ میں تباہ شدہ بستی کے آثار پائے جاتے ہیں یہاں بھی نو گز لمبا مزار ہے مقامی طور پر صاحب مزار کو حضرت سید موسیٰ ولی کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ مزارات آبی گذر گاہوں اور قدیمی شاہراہوں کے قریب ہیں

marfat.com

پھانبڑا میں 9 گز لمبا مزار

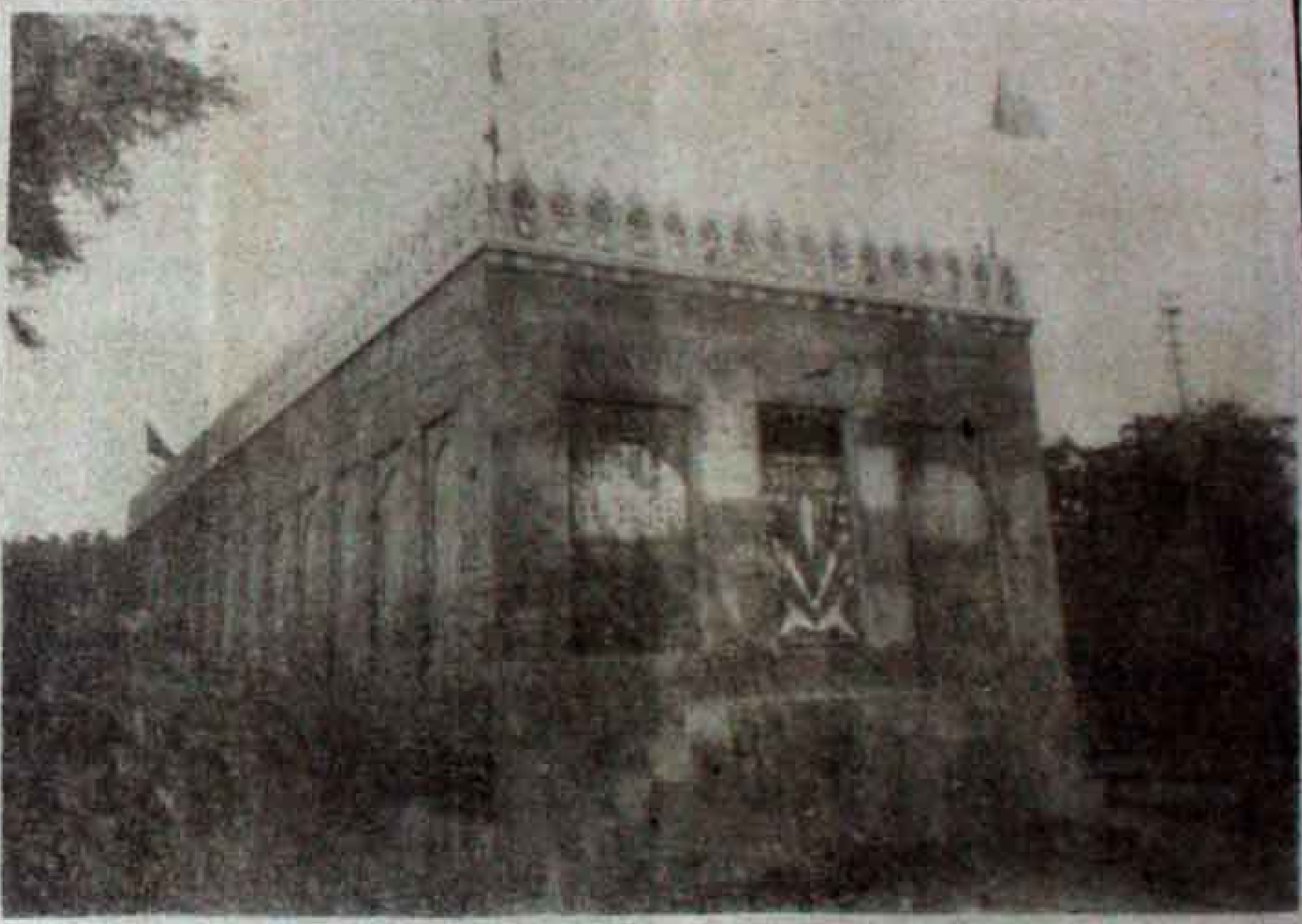

یہ گاؤں کڑیانوالہ کے قریب واقع ہے اس گاؤں کے ارد گرد کئی روحانی مقام ہیں اور یہاں گردو نواح میں کئی 9 گز لمبی قبریں ہیں حالیہ دنوں یہ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے ، ایک بزرگ ہستی نے قبر کی نشاندہی کی اور کشف القبور کے علم سے قبر کی حد بندی کی اہالیان دیہہ نے یہ مزار پوری عقیدت سے پختہ تعمیر کروایا ہے یہ گاؤں کڑیانوالہ سے جانب شمال مغرب واقع ہے مزار پر چھت بھی ہے اور قدرے بلند ٹبہ پر واقع ہے ۔ پھانبڑا کے جانب مشرق برساتی نالہ بہتا ہے یہ گاؤں قدیمی معلوم ہوتا ہے یہاں گردونواح کئی لمبی قبریں ہیں

marfat.com

ہزارہ مغلاں میں 9 گز لمبا مزار

کڑیانوالہ سے جانب شمال مغرب چار سو کنال رقبہ میں حضرت سید موسی ولی کا مزار ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز سے زیادہ ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہاں تین اور لمبے مزار بھی ہیں مزار کے گردونواح گھنے درخت ہیں حضرت پیر نصیب علی شاہ صاحب یہاں چلہ کشی کرتے رہے روحانیت کے متلاشی یہاں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ مزار کے گردونواح تباہ شدہ بستی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہاں پرانے سکے برتنوں کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔ جابجا جلی ہوئی زمین اور راکھ کے آثار بھی پائے جاتے ہیں مزار پختہ تعمیر ہے۔ چھت کے علاوہ چار دیواری بھی ہے۔ اس مزار کو جانے کے لیے کڑیانوالہ سے سڑک جاتی ہے۔ مون سون کی بارشوں کی وجہ سے یہ علاقہ ماضی میں خوشحال رہا اور انسانی آبادی کے آثار زمانہ قدیم سے پائے جاتے ہیں

marfat.com

فتالیاں میں حضرت شمعون صاحب کا 9 گز لمبا مزار

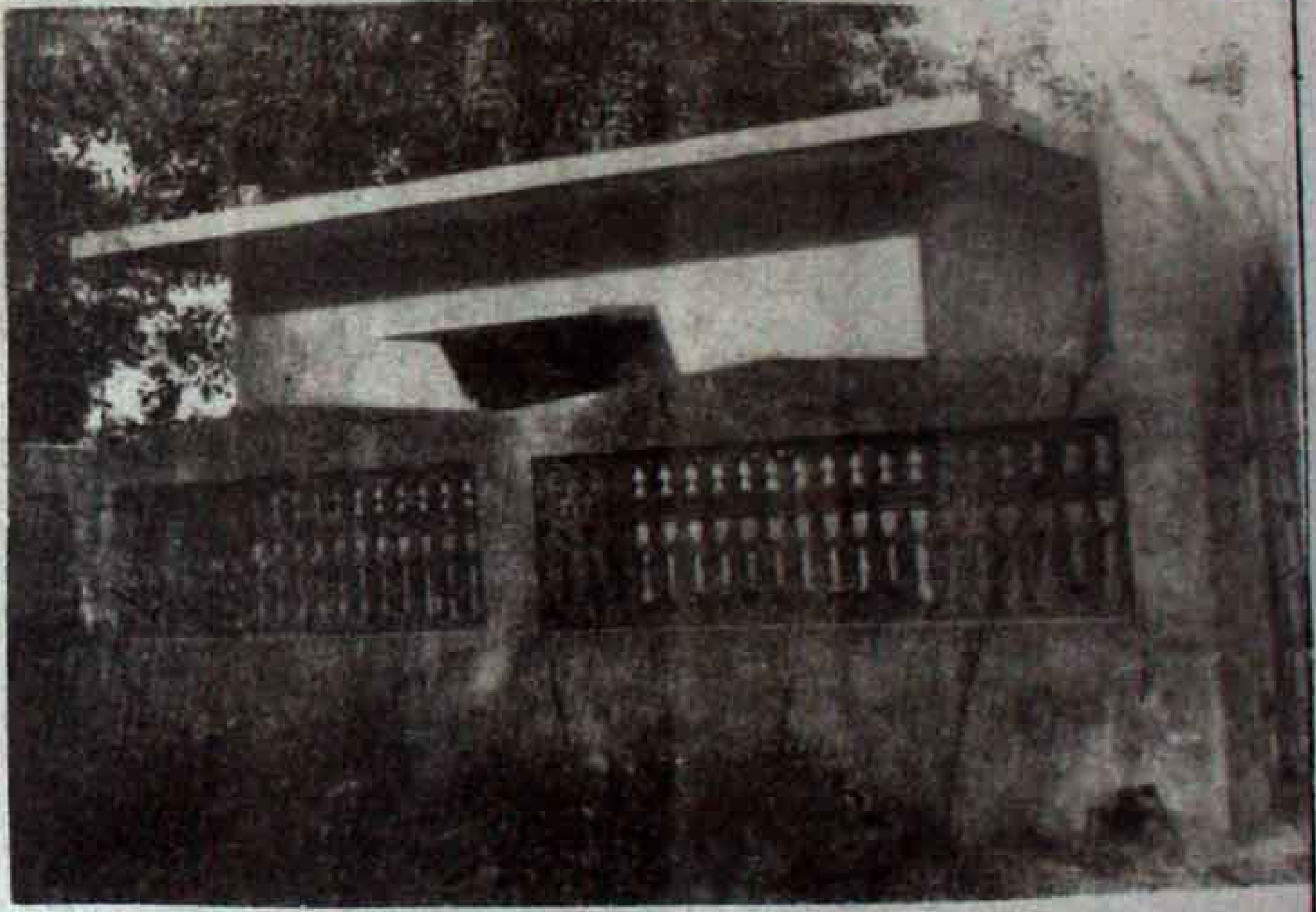

یہ مزار کڑیانوالہ کے قریب گاؤں فتالیاں کے جانب مغرب برساتی نالہ کے کنارے پر واقع ہے مزار کے قریب بہت بڑا پرانا بوہڑ کا درخت ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ چار دیواری اور چھت بھی ہے۔ مزار پر درویش ولی اللہ پیر نصیب شاہ صاحب چھالے شریف والے بھی حاضری دیتے رہے۔ اور روحانی فیض حاصل کیا اور ماضی میں اونٹوں پر تجارتی قافلے جو کشمیر کی طرف جاتے تھے۔ اپنے جان و مال کی حفاظت کے لیے اس مزار پر شب بسری کرتے یہاں ٹبے ٹیلے بھی پائے جاتے ہیں۔ گردونواح میں کئی نو گزی لمبی خانقاہیں بھی ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 332 کے مطابق صاحب مزار کا نام شمعون ہے۔ گردونواح کے رہنے والے یہاں عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں۔ ان کے مطابق اس مزار کی وجہ سے ہی علاقہ میں چوری وغیرہ نہیں ہوتی

marfat.com

ڈھنیڈہ کلاں میں 9 گز لمبا مزار

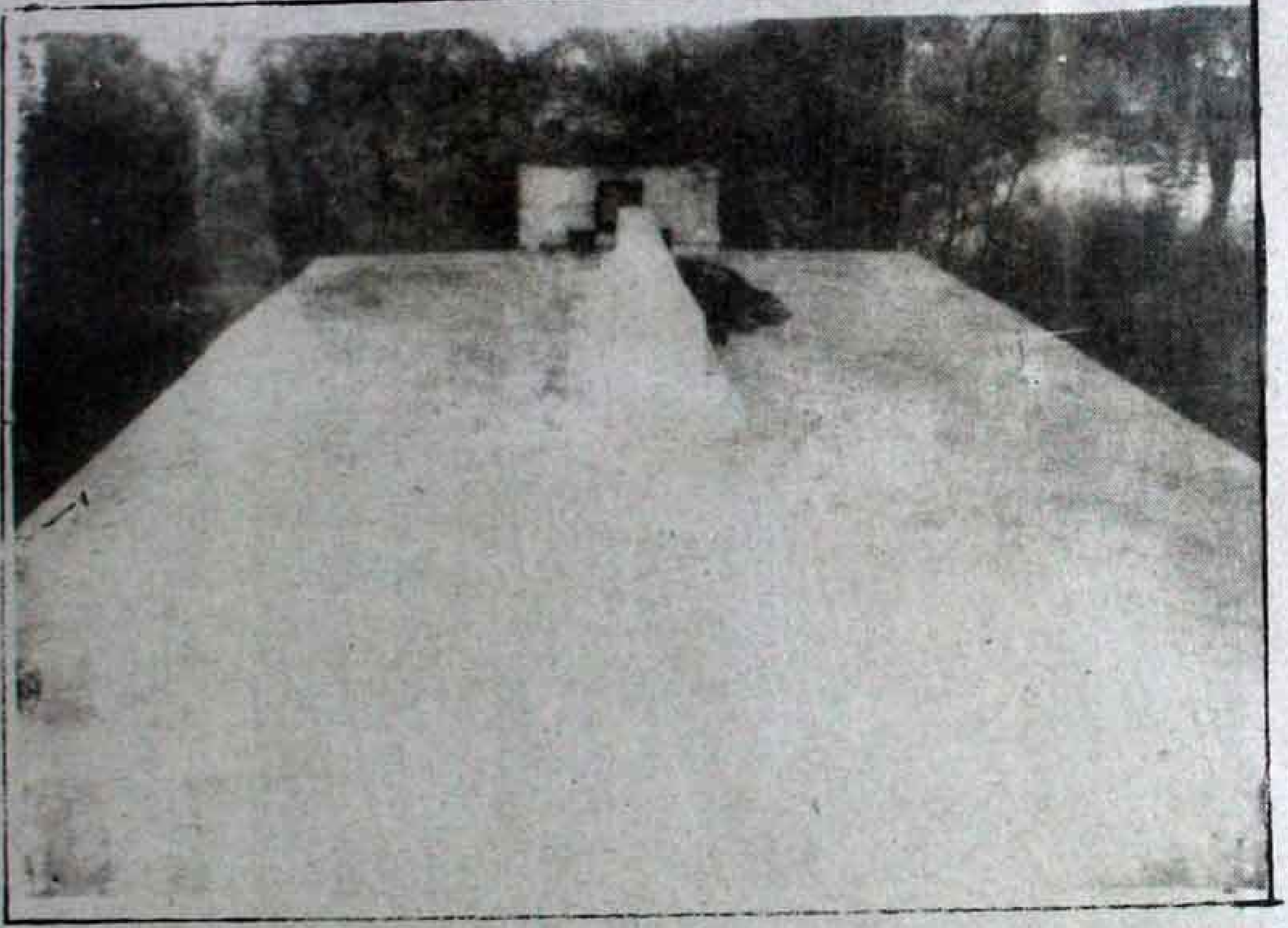

لڑیانوالہ کے قدیمی قصبہ سے ایک سڑک ڈھینڈہ کلاں کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک کے ... قدیمی مزار ہیں۔ جنہیں مقامی زبان میں پیر گبا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سڑک بھی کوہستان نمک ... کو جانے والی قدیمی سڑکوں کے ساتھ جا ملتی ہے۔ ڈھینڈہ کلاں کے قریب ایک قدیمی ٹبہ پر ... گز لمبا مزار ہے۔ ٹبہ پر خاردار جھاڑیاں اور خودرو درخت اس مزار پر سایہ کئے ہوئے ہیں یہ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اہل دیہہ اور گردونواح کے مقیم مزار پر عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ مزار پہلے پتھروں وغیرہ سے تعمیر تھا۔ چند سال ہوئے اہل دیہہ نے اسے پختہ تعمیر کر دیا ہے۔ مزار ایک بلند ٹبہ پر ہے۔ مزار کی جانب مشرق ایک اور قدیمی قبر ہے۔ ٹبہ سے مٹی کے برتن کے ٹکڑے اور چکیوں کے پاٹ بچوں کے لئے بنائے گئے مٹی کے کھلونے ٹوٹے ہوئے ملتے ہیں۔ اس علاقہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چند اور نو گز لمبے مزار بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کے قریب پانی کے ندی نالے بہتے ہیں یہ علاقہ اجناس کی پیداوار کے لئے موزوں ترین ہے اور مون سون کی ہوائیں اپنے ساتھ بارش لے آتی ہے۔

marfat.com

سرہالی کلاں میں 9 گز لمبا مزار

گوجرانوالہ کے قریب ایک قدیم کچی سڑک جو مناور آزاد کشمیر سے نکل کر اعوان شریف سے ہوتی ہوئی کوٹلہ ارب علی خاں کو جا ملتی ہے اس سڑک کے قریب بنگرانوالہ کے نزدیک مشہور قدیم قصبہ سرہالی کلاں ہے اس قصبہ کے قبرستان میں 9 گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور چار دیواری کے علاوہ چھت بھی ہے جب مزار تعمیر کرنے کے لیے چند فٹ بنیادیں کھودی گئیں تو قبر کے آثار مل گئے اس بنیاد پر یہ روضہ تعمیر کیا گیا ہے، یہ مزار بلند ٹیلہ پر ہے برسات کے دنوں میں یہاں تودر ایک ہی لائن میں پائے گئے۔ دفن کرنے کا یہ طریقہ کار مصری تہذیب سے ملتا ہے تخ چوگانی میں حضرت طانوحؒ کا سلسلہ نسب حضرت یوسفؑ سے جا ملتا ہے ظاہر ہے یہاں مصری تہذیب کے آثار بھی پائے گئے ہوں گے۔ ٹبہ سے پرانے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ مٹی کے کھلونے اکثر ملتے رہتے ہیں مزار پر کوئی غیر شرعی حرکت نہیں ہوتی اس مزار پر عموماً جنات انسانی روپ میں آکر حاضری دیتے رہتے ہیں۔

marfat.com

مہلو میں نو گز لمبا مزار

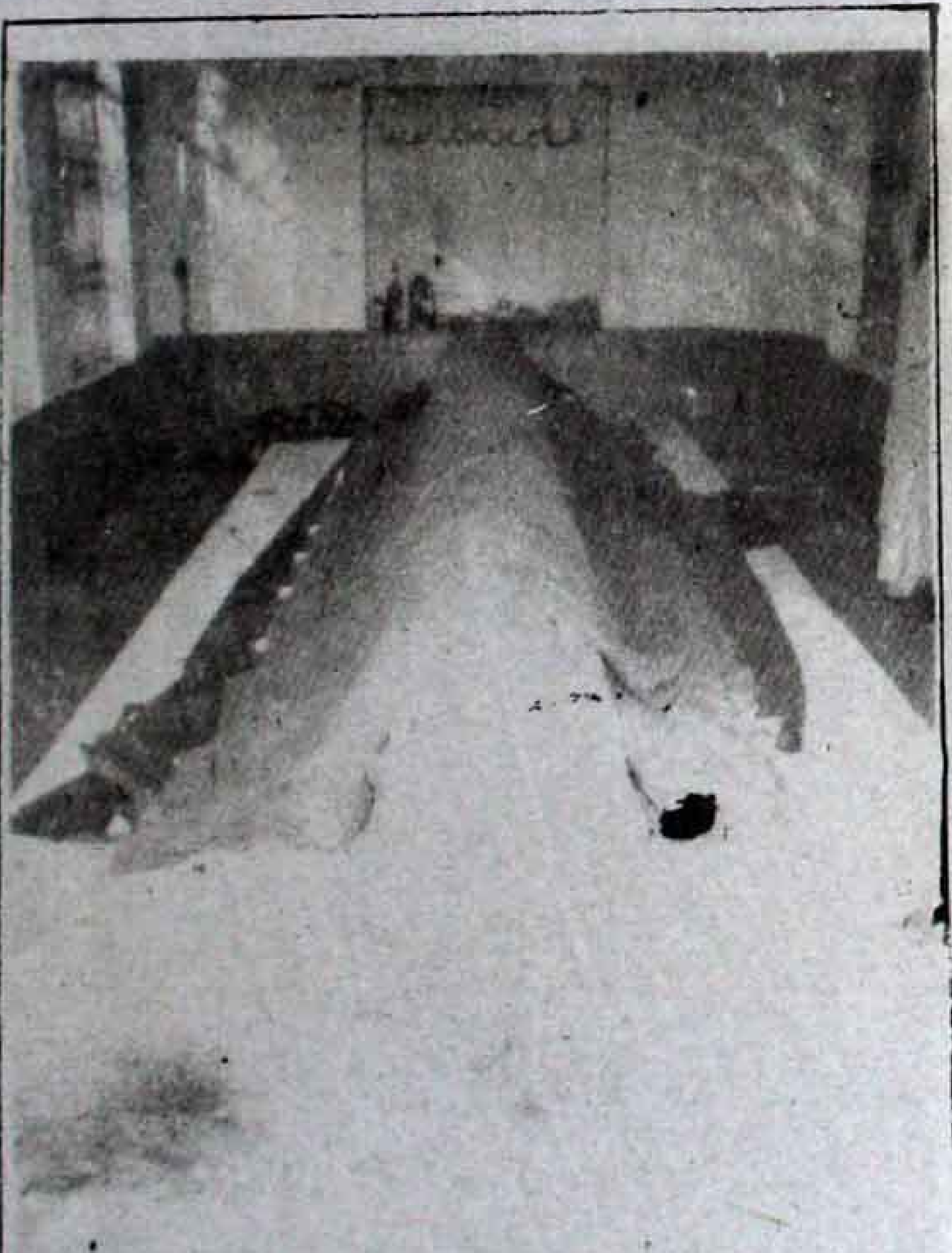

مہلو پاکستان اور آزاد کشمیر کی سرحد پر واقع ہے کڑیانوالہ سے علاوہ ...یلہ شریف سے بھی راستہ جاتا ہے۔ یہ گاؤں آزاد کشمیر کے مشہور قدیمی گاؤں بوڑے جال کے قریب ہے بوڑے جال میں بھی دو نو گز لمبی قبریں ہیں۔ یہ مزار پختہ تعمیر ہے ...ور لمبائی نو گز کے قریب ہے۔ شمالی علاقوں سے آنے والے قدیمی راستہ پر یہ مزار ہے اہل دیہہ عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔ اس مزار کے قریب ایک اور نو گز لمبا مزار ہے۔ ایسے مزار قرب و جوار میں ہیں۔

marfat.com

اعوان شریف میں 9 گز لمبا مزار

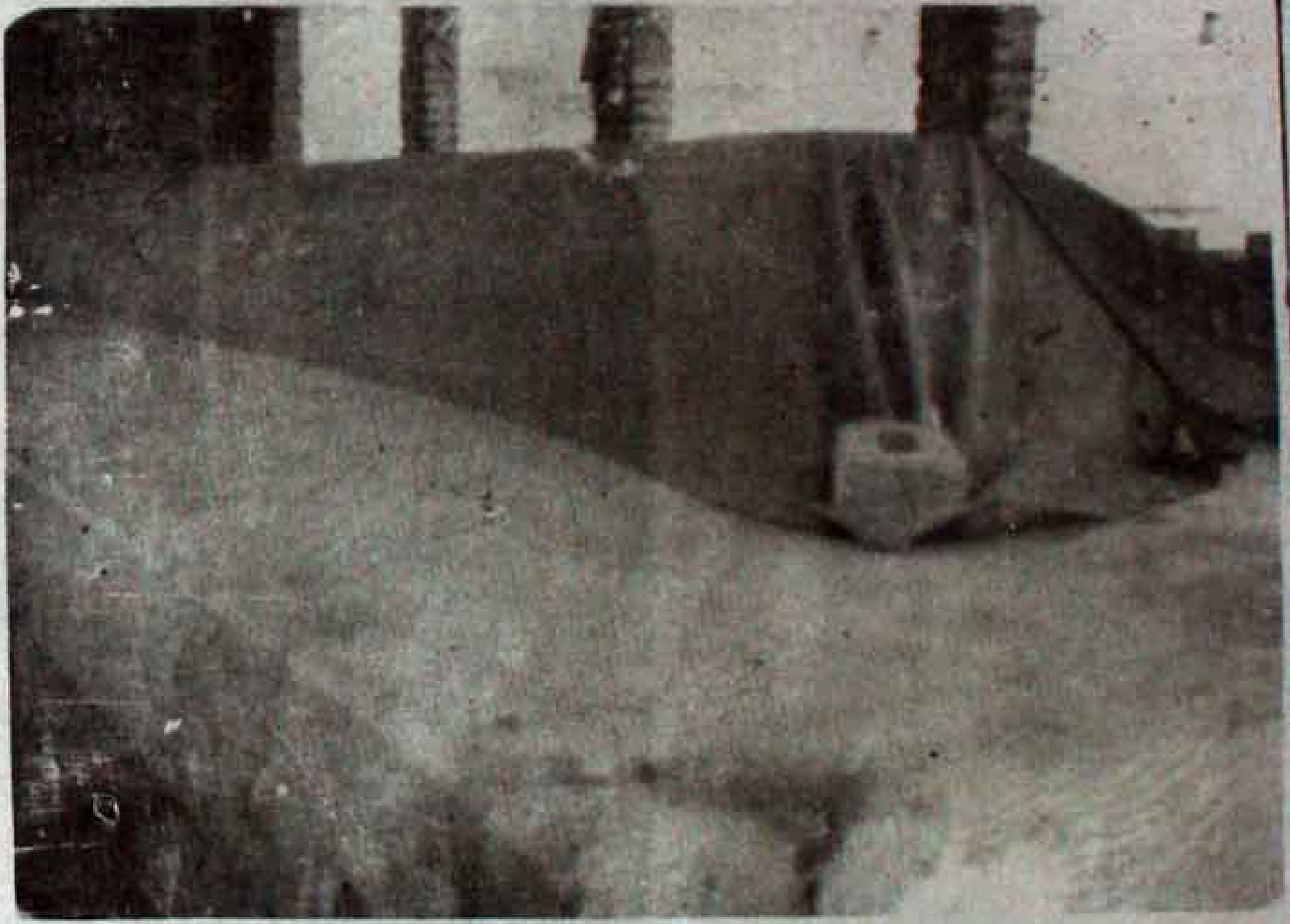

یہ مزار اعوان شریف گاؤں کے قبرستان میں ہے ۔ اس کی لمبائی 9 گز بتائی جاتی ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے ۔ اس کے اوپر چھت بھی ہے ۔ اعوان شریف کے چاروں طرف 9 گز لمبے مزارات ہیں ۔ جن کی لمبائی 9 گز کے قریب ہے یہ پختہ تعمیر ہیں بیشتر پر چھت بھی ڈالی ہوئی ہے ۔ اعوان شریف کے جانب شمال پہاڑیوں کے قریب چار پانچ لمبی قبریں ہیں ۔ اس طرح موضع آہی ، ملکی ، اعوان شریف ، گھرال ، خان پور کھوکھراں ، برنالہ کے قریب جلالپور صوبتیاں میں لمبے مزارات پائے جاتے ہیں ۔ انتہائی قدیمی دور میں برصغیر ایک خوشحال ملک تھا ۔ تجارتی قافلوں کے علاوہ یہاں اللہ کے نیک بندے بھی کفار کو راہ راست پر لانے کے لیے آتے رہے

marfat.com

موضع مل حضرت حمیالان المعروف پیر لنگر کا مزار

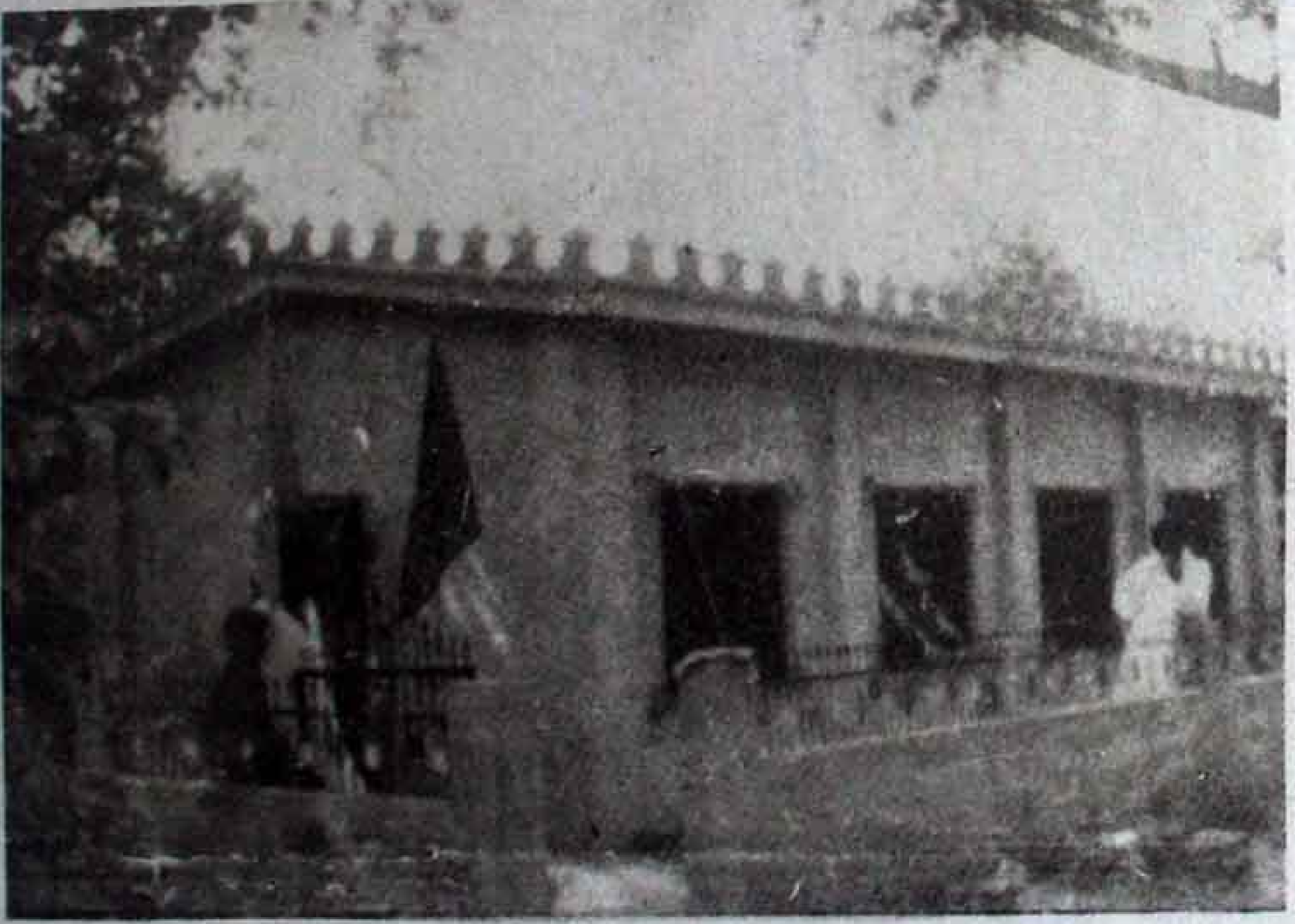

اعوان شریف مشہور روحانی بستی کے قریب موضع مل ہے مل کے جانب مغرب نشیبی علاقہ میں درختوں کے جھنڈ میں یہ نو گز لمبا مزار ہے ۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے حالیہ دنوں اہالیان دیہہ نے مزار کو از سر نو تعمیر کروایا قبل ازیں قاضی سلطان محمود نے یہ مزار پختہ تعمیر کروایا آپ اکثر و بیشتر یہاں حاضری دیتے رہے ۔ اور آپ کو یہاں روحانی فیض بھی ملا۔ یہیں سے آپ کو اشارہ ہوا کہ اس علاقے میں نو گز قبریں ہیں ان کو پختہ تعمیر کرو تاکہ ان کا تقدس برقرار رہے ۔ چنانچہ قاضی صاحب نے ان مزارات پر حاضری دی اور بیشتر کو پختہ تعمیر کروایا مزار کے قریب درخت بہت پرانے ہیں ۔ ایک درخت کے تنے میں دوسرا درخت پرورش پا رہا ہے حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 227 نمبر شمار 438 کے مطابق صاحب مزار کا نام حمیالان ہے جو حضرت ہارون کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں۔

marfat.com

ملکی میں حضرت شاھانؒ کا 9 گز لمبا مزار

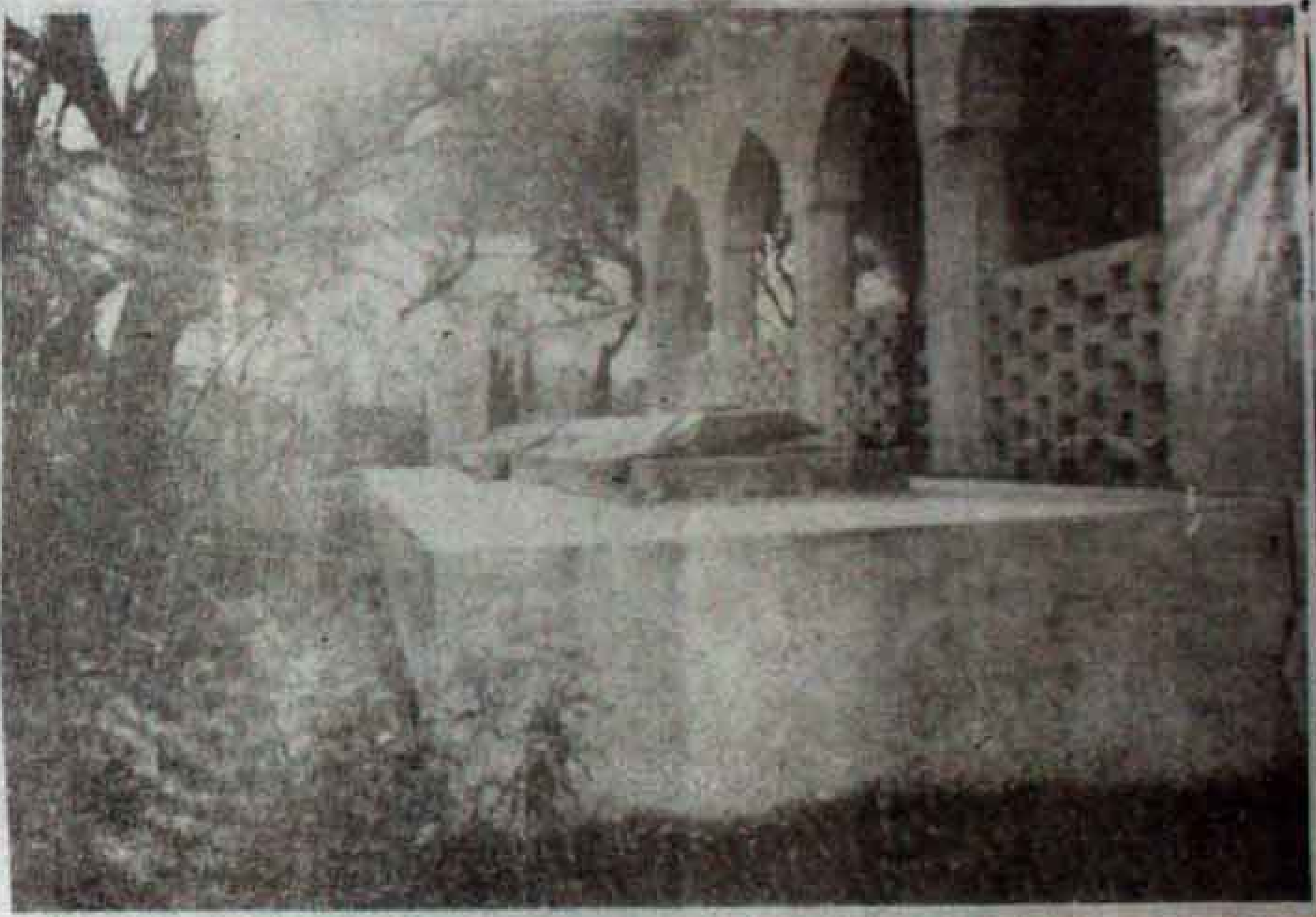

یہ مزار تحصیل گجرات کے آخری گاؤں ملکی میں ہے۔ یہاں گردونواح میں کئی اور نوگز لمبی خانقاہیں ہیں جن کے ارد گرد گھنے درخت ہیں قریب ہی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ گاؤں ملکی سے گزرنے والی سڑک کوٹلہ ارب علی خاں سے مل کر گلیانہ سے ہوتی ہوئی ڈنگہ اور ہیڈ رسول کی طرف جا لگتی ہے۔ ملکی میں بہت بڑا قبرستان ہے۔ یہاں 9 گز لمبی قبر ہے۔ قبرستان میں چیل کے علاوہ بڑے بڑے پیپل اور بوہڑ کے قدیمی درخت ہیں۔ حضرت حافظ شمس الدین گلیانوی کے شجرہ صفحہ نمبر 334 میں صاحب مزار کا نام شاھانؒ ہے۔ غازی خلیفہ کا لقب دیا گیا ہے۔ ملکی کو اعوان شریف سے سڑک جاتی ہے۔ یہ مزار گھنے جنگلوں میں ہے۔ اس مزار کے علاوہ کئی اور قدیمی مزار بھی ہیں

marfat.com

جلالپور صوبتیاں میں 9 گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام فیمانؑ ہے

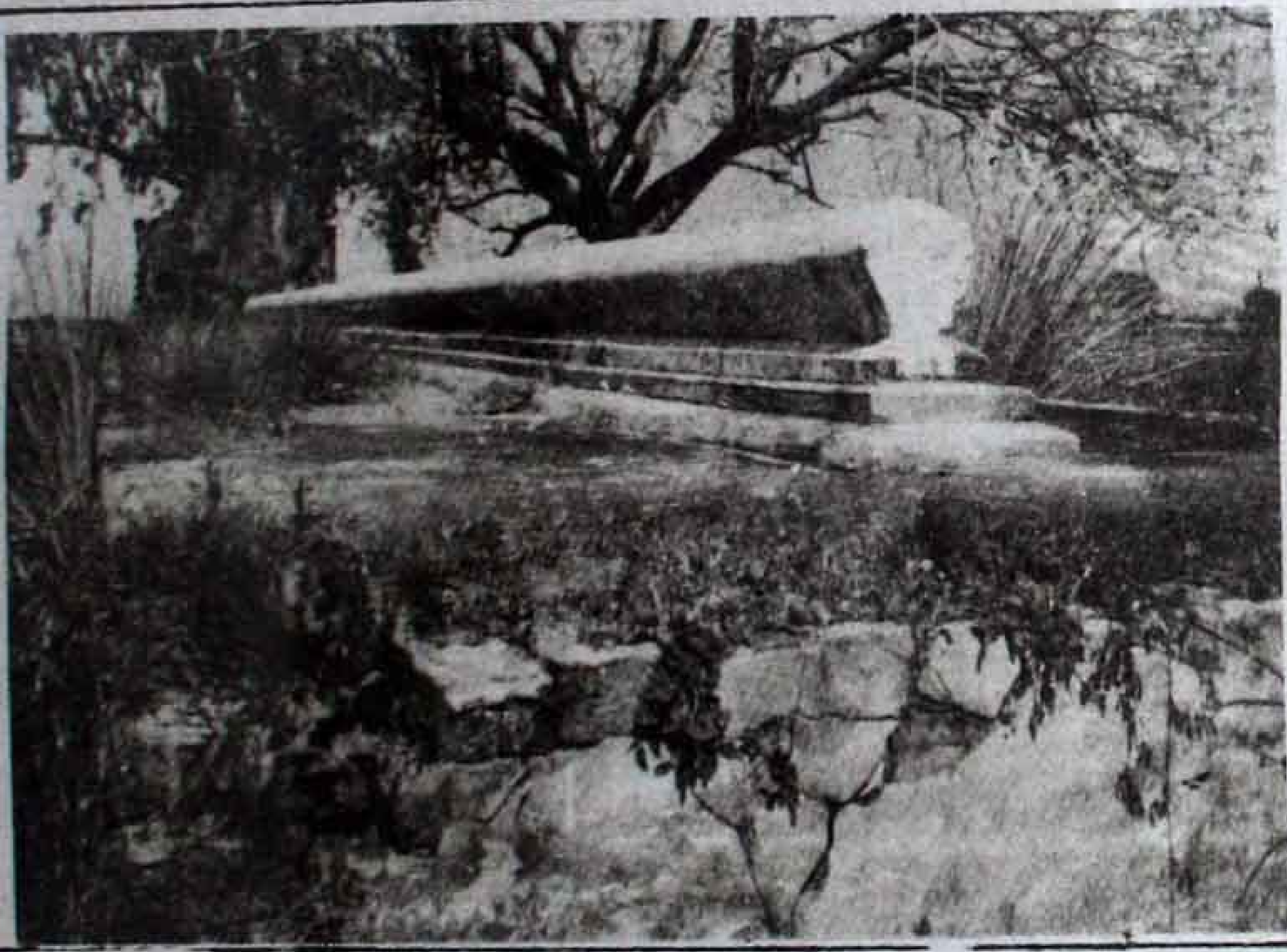

جلالپور صوبتیاں ایک قدیمی قصبہ ہے ۔ جو گجرات سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے ۔ مشہور سڑک اعوان شریف روڈ پر واقع ہے ۔ یہاں کئی سڑکیں آکر ملتی ہیں کوٹلہ ارب علی خاں گجرات حاجی والہ کڑیانوالہ کی جانب سے سڑکیں یہاں آکر ملتی ہیں ۔ ماضی میں اس قصبہ کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے ۔ تاریخ میں جلالپور صوبتیاں کی کڑیاں ہندوؤں کے دور سے جا ملتی ہیں ۔ کفار کو راہ راست پر لانے کے لیے اللہ کے نیک بندے یہاں آئے ہوں گے یہ نو گز مزار جلالپور کے جانب مغرب کو آنکھ روڈ پر ہے دوسرا مزار ڈھنیڈ روڈ پر واقع ہے ۔ دونوں مزار پختہ تعمیر ہیں چار دیواری بھی ہے ۔ حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام فیمان ہے اس خطہ میں جلالپور صوبتیاں کی تاریخ سب سے پرانی ہے ۔ اور قدیمی آثار بھی یہاں پائے جاتے ہیں ۔ چاروں طرف سرسبز زمینیں ہیں جہاں ہر قسم کی اجناس کاشت کی جاتی ہیں

marfat.com

جلالپور صوبتیاں کے قریب 9 گز لمبا مزار

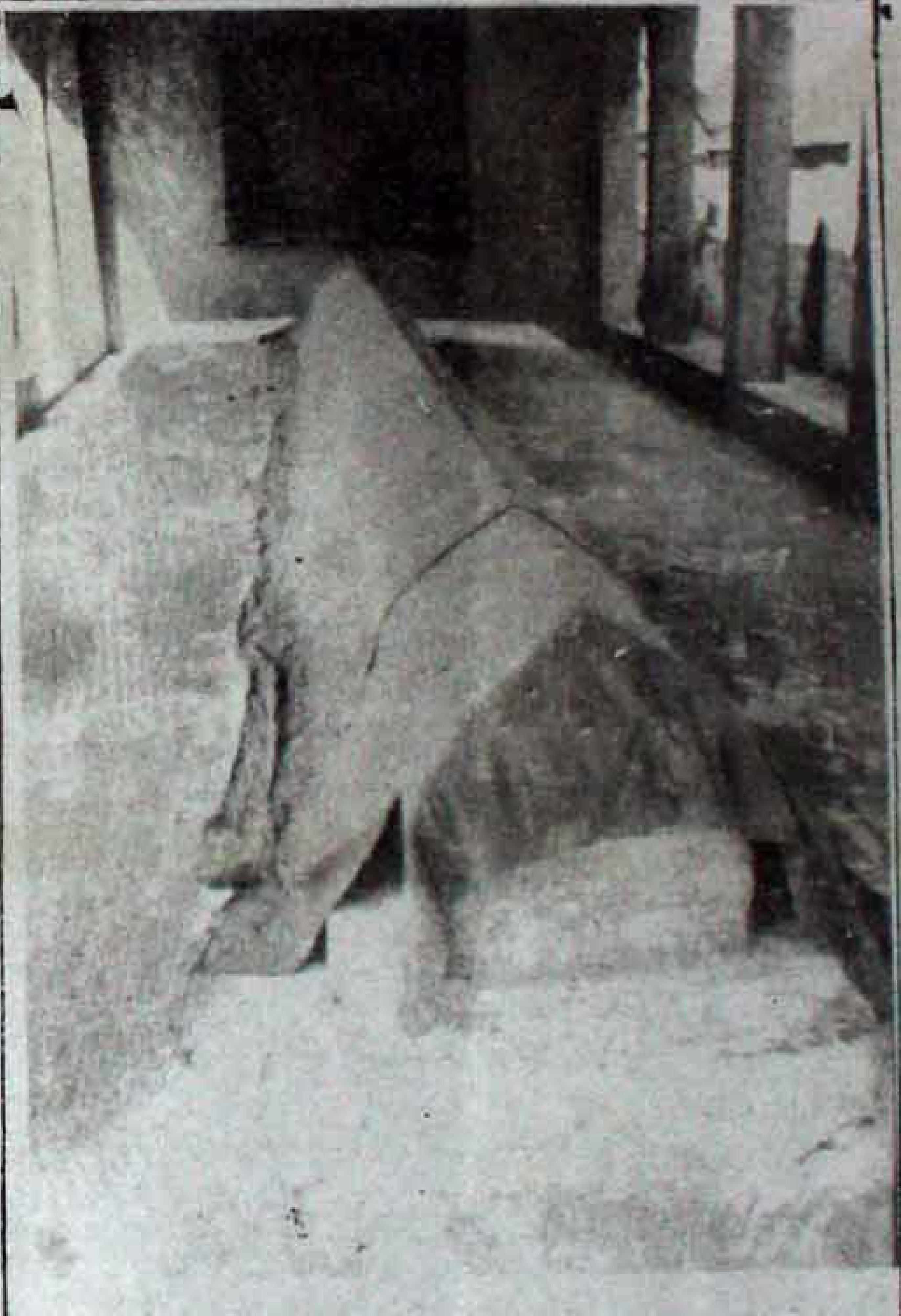

گجرات کے علاقہ میں جلالپور صوبتیاں ایک بہت قدیمی قصبہ ہے قیام پاکستان سے قبل یہ ہندوؤں کی آبادی تھی اس بستی کو صوبتی نامی ہندو نے آباد کیا تھا جلالپور صوبتیاں کی تاریخ کی کڑیاں ہزاروں سالہ پرانی ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے قلمی نسخہ کے صفحہ 327 نمبر شمار 456 کے مطابق صاحب مزار کا نام صفداؤں ہے۔ اور روبائیل کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں یہ مزار جلالپور صوبتیاں سے مشرق ڈھنیڈہ روڈ جنگل میں ہے

marfat.com

جلالپور صوبتیاں (گجرات) کے جانب شمال ۹ گز لمبا مزار

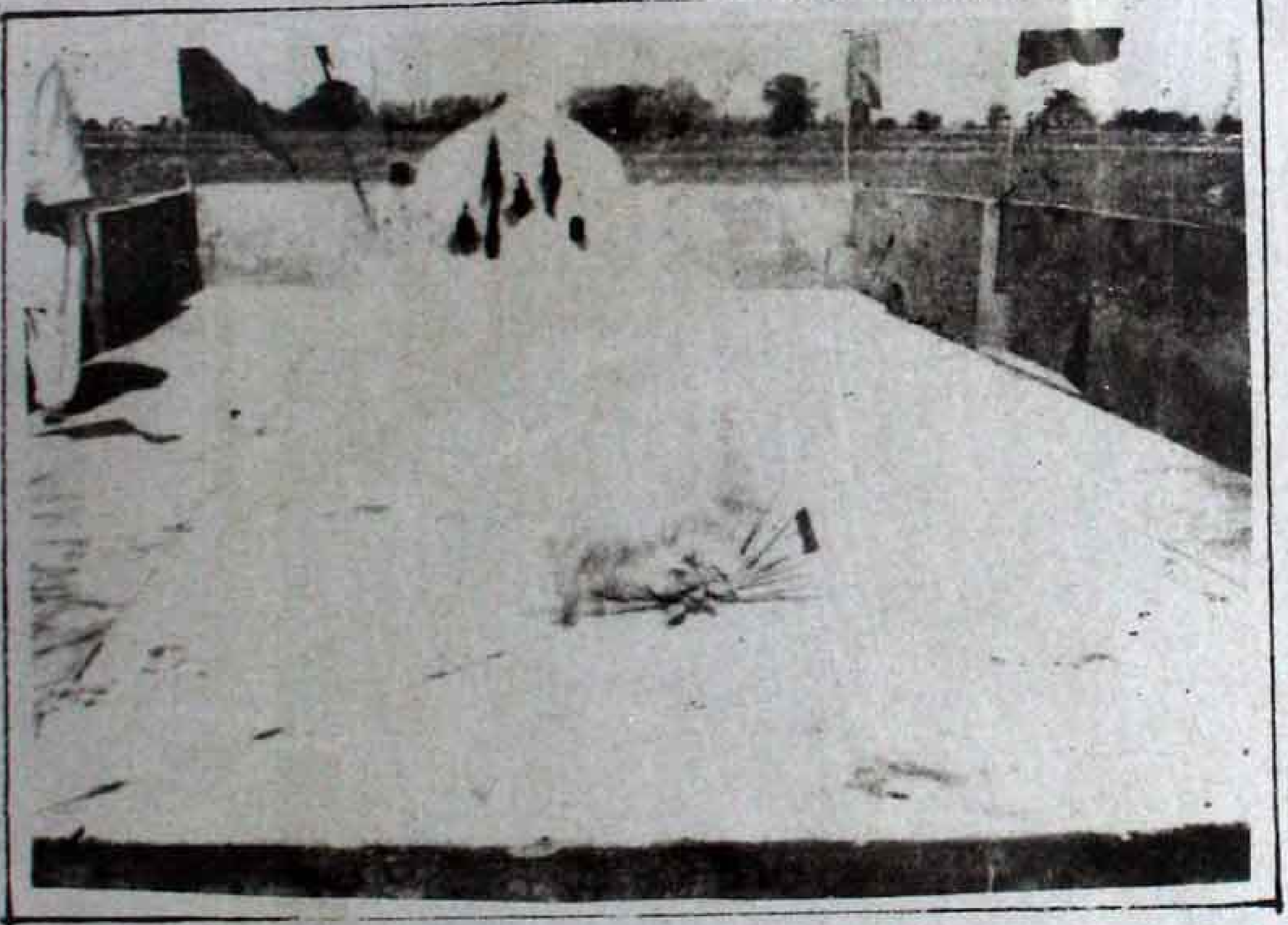

یہ مزار جلالپور صوبتیاں کے جانب شمال زرعی زمینوں میں ہے مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور مزار کی لمبائی ۹ گز کے قریب ہے چار دیواری بھی ہے حاضرین کے آرام اور عبادت کے لئے ساتھ ایک کمرہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مزار کے مشرق مغرب کی جانب بھی نو گز لمبے مزارات ہیں۔ مشرق کی جانب جنگلات میں نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ تھوڑے سے فاصلہ پر مشہور قصبہ ڈھینڈہ میں بھی نو گز لمبا مزار ہے۔ ایسے مزارات کا سلسلہ جلالپور صوبتیاں کے شمال کی جانب کئی مقامات پر ہے۔ ایسے قدیمی مزار آزاد کشمیر کے علاقے میں پانی کی بڑی گزر گاہ کے قریب پائے جاتے ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی رحؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس میں جلالپور صوبتیاں میں کسی ایک دوسرے صاحب مزار کا نام صفدر اولؑ تحریر ہے اس نام کا اندراج صفحہ نمبر ۳۲۷ نمبر شمار ۴۵۶ پر ہے۔

marfat.com

دلاور پور میں حضرت آبی خلساؒ کا مزار

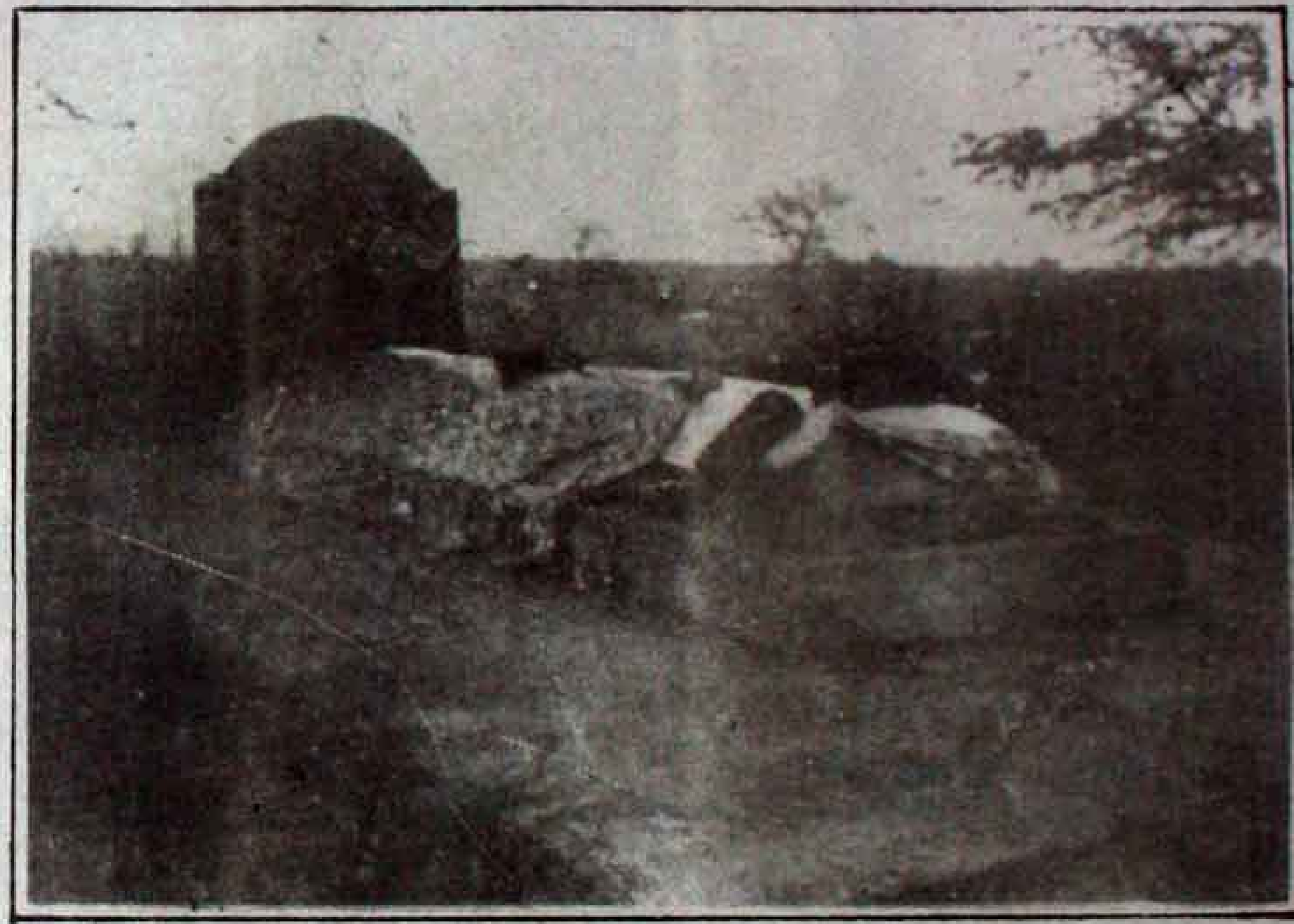

دلاور پور۔ قدیمی گذر گاہ جو جلالپور صوبتیاں اور کوٹلہ اربعلی خاں کو ملاتی ہے۔ دونوں بستیوں کے درمیان مشہور قصبہ دلاور پور ہے جلالپور صوبتیاں اور کوٹلہ اربعلی خان کے درمیان یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ یہاں قدم قدم پر ٹھنڈے پانی کی گذرگاہیں ہیں جن میں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے۔ دلاور پور میں حضرت آبی خلساؒ کا مزار ہے۔ راقم اس مزار پر حاضری دینے کے لئے چار پانچ سال تلاش میں رہا آخری بار دلاور پود کے ہسپتال کے جانب شمال چاچوال روڈ کے قریب گھنے درختوں کے جھنڈ میں آبی گذرگاہ کے قریب ایک بلند وبالا ٹبہ کے دامن میں مزار کے آثار مل گئے۔ مزار کی جانب مشرق تقریباً دو سو کنال میں کسی تباہ شدہ شہر کے آثار ملتے ہیں ہزاروں سال قدیمی اس تباہ شدہ بستی کے جانب مغرب یہ مزار ہے۔ الیاس احمد نمبردار نے بتایا یہاں بہت بڑا درخت ہوتا تھا اس درخت کو فروخت کر کے یہ مزار پختہ تعمیر کیا گیا۔ ٹبہ کے اوپر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور برتن صحیح حالت میں زمین سے پائے جاتے ہیں۔ ٹبہ کو ہموار کر کے زرعی اراضی بنائی گئی ہے لیکن پورے علاقہ میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اچھی خاصی تعداد میں ہیں۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت آبی خلساؒ ہے نام کے اوپر مرسل کا لفظ تحریر ہے

marfat.com

پرسووال کے قبرستان میں نوگز لمبا مزار

جلالپور صوبتیاں کے جانب مغرب ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزر گاہ کے قریب ایک قصبہ پرسووال ہے۔ قبرستان جوایک ٹیلے پر ہے۔ یہاں ایک نوگز لمبا مزار ہے۔ مزار کی نشاندہی اینٹیں نصب کر کے کی گئی ہے۔ پرسووال کے جانب شمال ہزاروں سالہ قدیمی سڑک گزرتی ہے۔ اس سڑک کے ذریعے ماضی میں عرب اور ہندوستان کے درمیان تجارت کی آمد ورفت تھی اور اس سڑک کے کنارے حق وباطل کی کئی جنگیں لڑی گئیں۔ جن کے نشان نوگز مزارات کی صورت میں آج بھی موجود ہیں۔ پرسووال میں مشرق و مغرب کی جانب آبی گزر گاہیں ہیں۔ یہاں گردونواح کئی نوگز لمبے مزارات اور بڑے ٹیلے پائے جاتے ہیں۔

marfat.com

چاچووال میں نو گز لمبا مزار

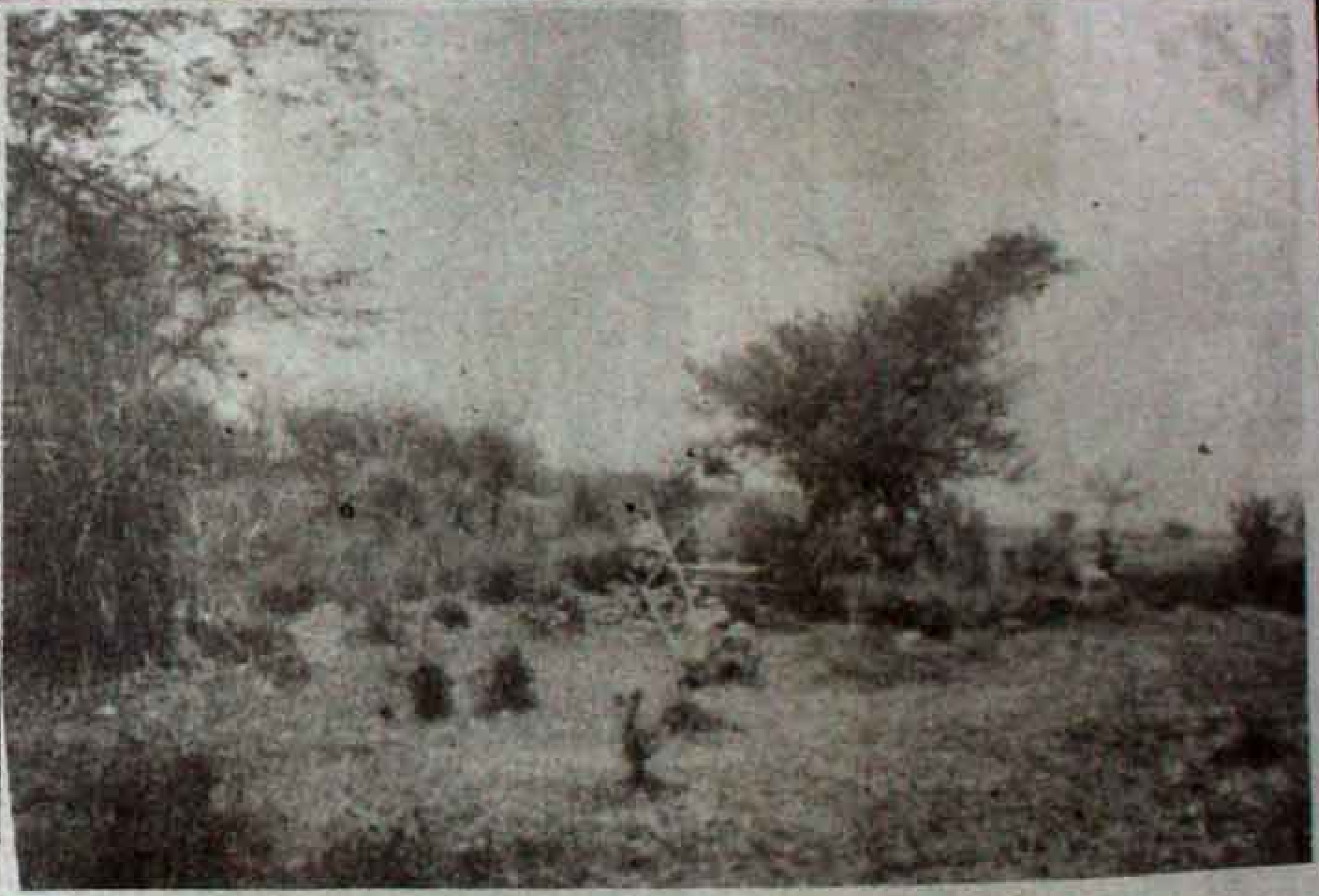

کوٹلہ ارب علی خاں اور جلالپور صوبتیاں روڈ کے درمیان مشہور قصبہ چاچووال ہے یہاں تین چار قبریں ہیں۔ جو مختلف ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ یہ مزار حال ہی میں تعمیر کیا گیا اہل دیہہ کو خواب میں اشارہ ہوا کہ ہمیں کب تک ننگا رکھو گے۔ چنانچہ اس اشارہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مزار کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ قریب ہی ندی نالہ بہتا ہے۔ یہ قبر بھی بلند ٹبہ پر ہے۔ آبادی سے قدرے دور ہے۔ اور سڑک کے جانب مغرب ہے

چاچووال کے سید خالد حسین شاہ کے مطابق چاچووال بہت قدیمی قصبہ ہے۔ چاچووال کے گردونواح میں ندی نالے بہتے ہیں جس میں سارا سال ٹھنڈا میٹھا پانی بہتا رہتا ہے۔ یہ آبی گزرگاہیں چاچووال کے قدیمی ہونے کی داعی ہیں۔ چاچووال میں کئی قدیمی نو گز لمبے مزار ہیں۔ چاچووال کے مشرق اور مغرب لڑکیوں کے سکول کے نزد پختہ مزار ہے۔ گرونڈا کے قدیمی درخت بھی ہیں۔ نالے کے مشرق میں بھی نو گز لمبا مزار ہے۔ چاچووال کے قریب سیدا کے مغرب کی طرف نو گز لمبا مزار ہے۔ بیری کے درخت ہیں۔ ان کے علاوہ بابا ٹھکر کا قدیمی مزار ہے یہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے جا بجا ملتے ہیں بابا ٹھکر کے مزار کے قریب بابا شاہنواز کا مزار ہے۔ جن کا وصال ۱۹۷۲ء میں ہوا۔

marfat.com

کوٹلہ ارب علی خاں اور چک کالا کے قریب 9 گز لمبا مزار

یہ مزار کوٹلہ ارب علی خاں سے نکلنے والی سڑک جو شیخ پور سریا کی طرف جاتی ہے کے جانب جنوب ہزاروں سالہ پرانی آبی گزرگاہ کے کنارے ہے یہ مزار لنگڑیال کے رقبہ میں ہے جانب مغرب کالا چک گاؤں ہے اور چک کالا سے تھوڑے سے فاصلہ پر سام میں بھی 9 گز لمبا مزار ہے۔ مزار کے قریب خاص بات یہ ہے کہ سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود اللہ کے نیک بندوں کے آثار نہیں مٹ سکے۔ مزار کے جانب مغرب میٹھے پانی کی گزرگاہ بھی ہے

marfat.com

مراڑیاں نزد کوٹلہ میں نو گز لمبا مزار

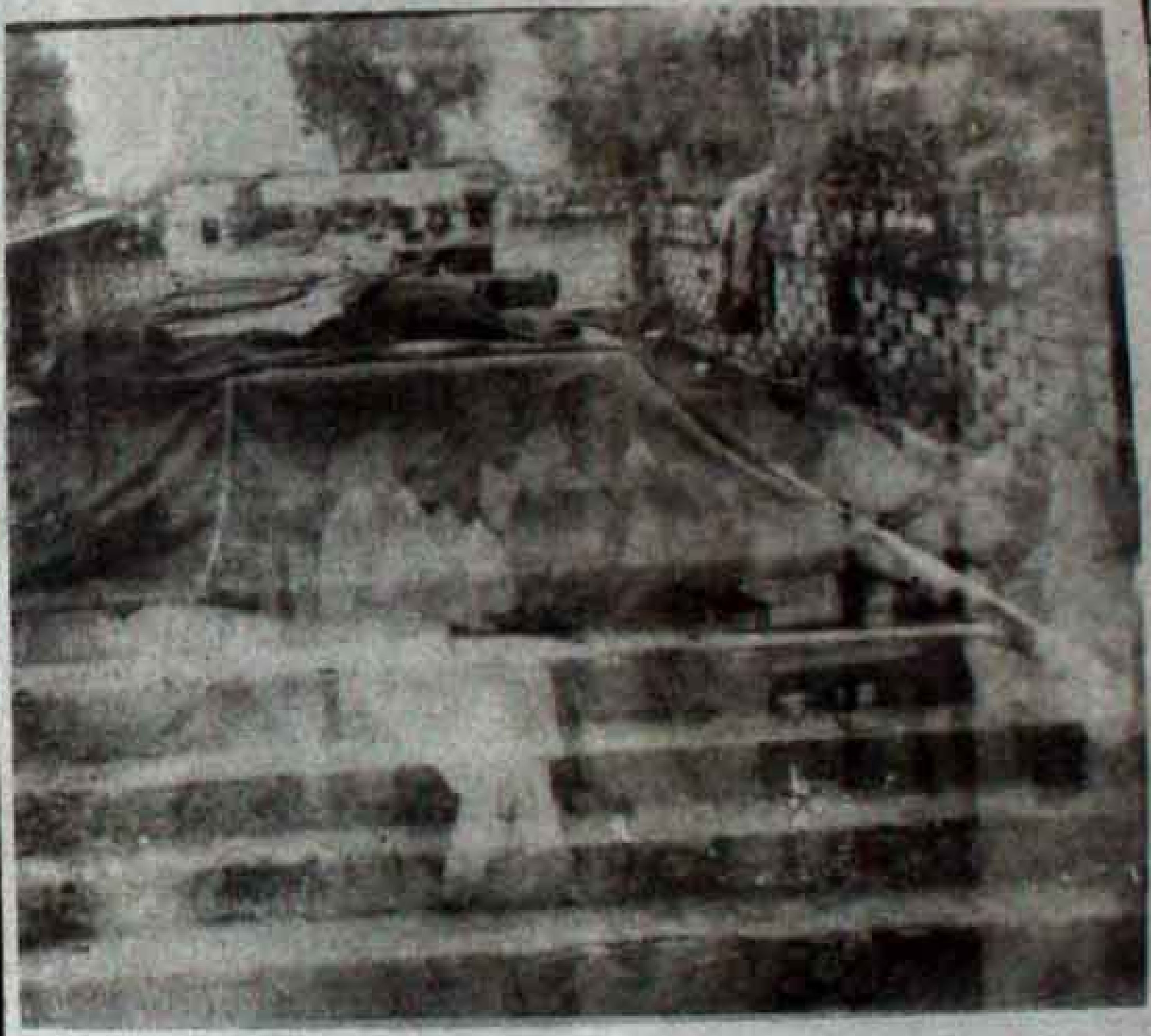

کوٹلہ سے ایک سڑک گرھا حبیب کی طرف جاتی ہے جو سرائے عالمگیر کی طرف جا نکلتی ہے۔ ویسے بھی کوٹلہ کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف علاقوں کے لیے یہاں سے سڑکیں نکلتی ہیں جو قدیمی شاہراوں سے جا ملتی ہیں۔ یہ مزار بھی کوٹلہ سے گرھا حبیب کی طرف نکلنے والی سڑک پر تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ چاردیواری بھی ہے۔ ایسے نوگزے مزارات جس علاقہ میں بھی ہیں۔ دور دور تک مشہور ہیں۔ اہل بصیرت یہاں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ یہاں قدم قدم پر آبی گزرگاہیں ہیں

marfat.com

جاجوال میں نو گز لمبا مزار

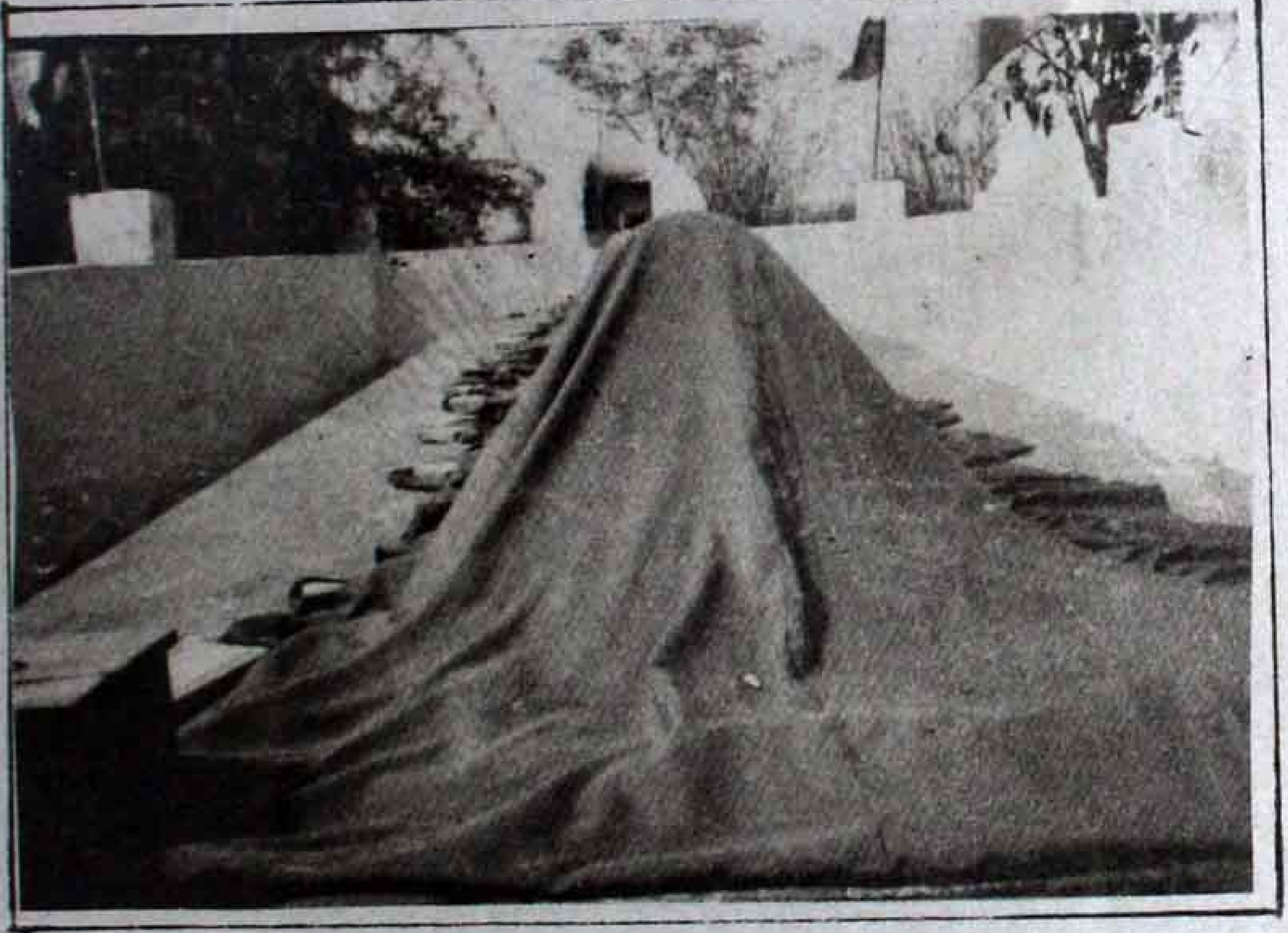

جاجوداًل کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار ہے۔

اور یہ قبرستان ایک بلند ٹبے پہ ہے پر قریب ہی کیرانوالہ میں چھ سات سو کنال قبہ میں حضرت طرطوش کا روضہ مبارک بھی ہے جس کے جانب جنوب ایک بہت بلند ٹبہ بھی ہے گھنے درختوں کے جھنڈ بھی ہیں ایسے نو گز لمبے مزارات کا سلسلہ شمال مغرب کے کونے سے لیکر اور مشرق جنوب کے کونے کی سمت یعنی برصغیر میں داخل ہونے والی سڑکوں کے دائیں بائیں پائے جاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی قدیمی گزر گاہ ہوگی ۔ جو برصغیر کو مغرب سے ملاتی ہوگی ۔ مزار پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے اور اس کی لمبائی 9 گز ہے ۔ بڑے بڑے قدیمی درخت پائے جاتے ہیں

marfat.com

موضع لنگڑیال کے قریب بنگیال میں 9 گز لمبا مزار

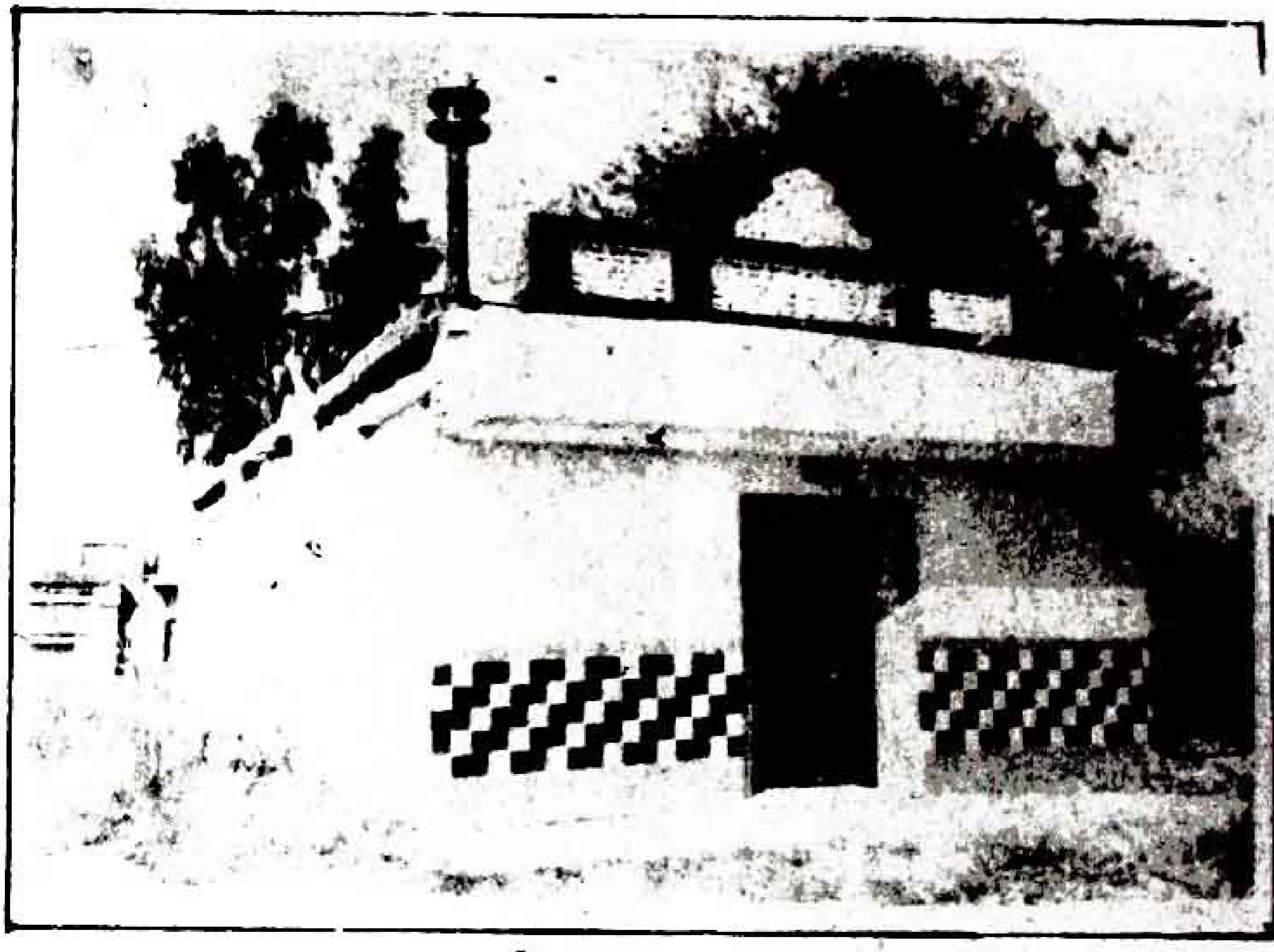

کوٹلہ ارب علی خاں سے ایک سڑک براستہ گلیانہ کھاریاں کو جاتی ہے یہی سڑک ڈنگہ سے ہوتی ہوئی ہیڈ رسول سے نکل کر مشرق وسطی کی طرف جاتی ہے ، ماضی میں اس سڑک کے راستے بڑے بڑے تجارتی قافلے اور حملہ آور گزرتے رہے یہ مزار بنگیال گاؤں کے قبرستان میں ہے پختہ تعمیر ہے ، چھت بھی ڈالی گئی ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے ، حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 325 نمبر شمار 379 کے مطابق صاحب مزار کا نام باسلوار ہے آپ کا مقام مقدس نیک ہستیوں سے جا ملتا ہے یہ مزار بنگیال کے قبرستان میں ہے

marfat.com

گکرالی میں نو گز لمبا مزار

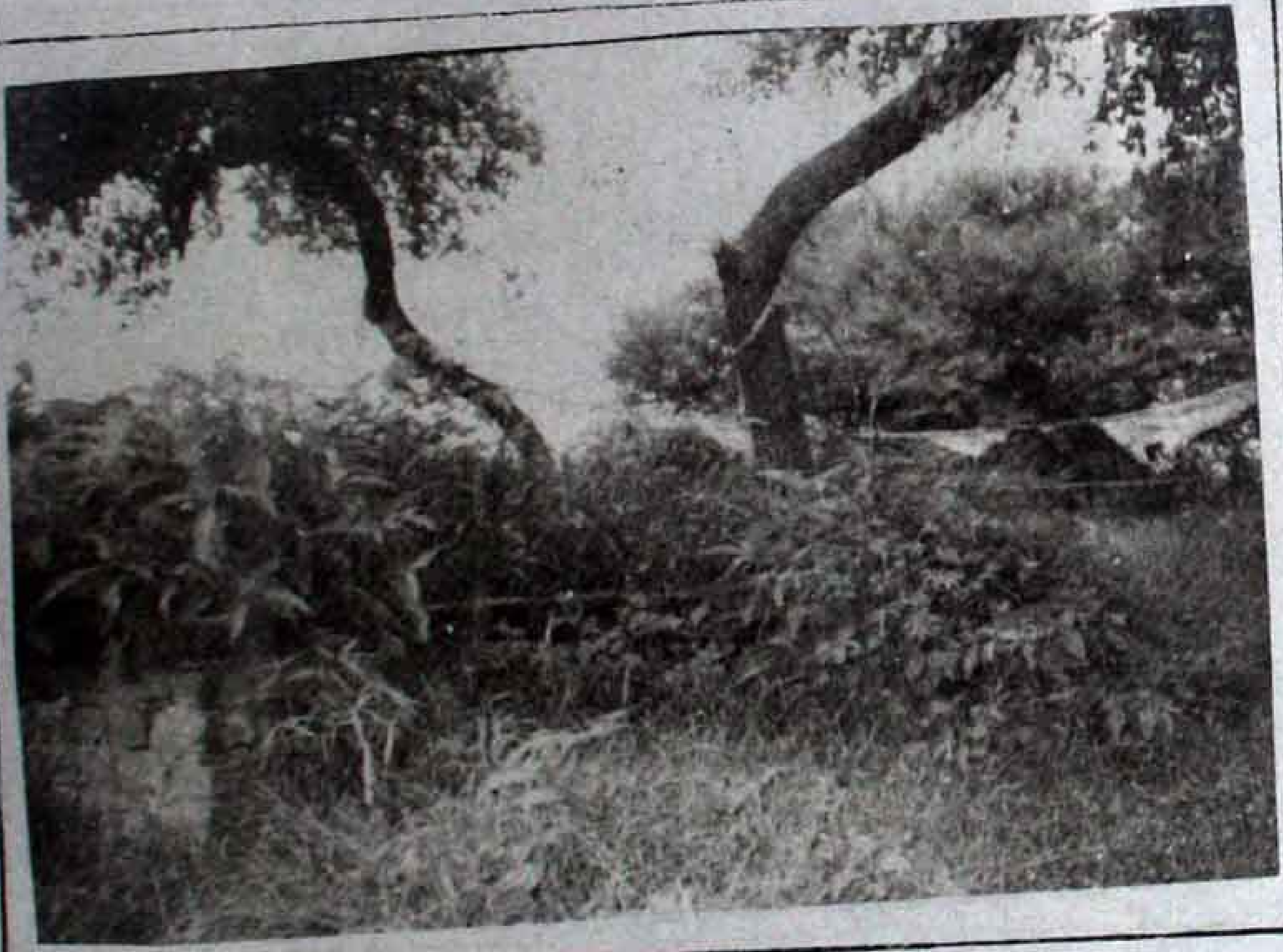

کوٹلہ کے جانب جنوب قدیمی قصبہ لکرالی ہے جو نالہ بھمبر کے مغربی کنارے پر آباد ہے۔ پرانی بستی ٹبہ پر تھی نیا قصبہ اس ٹبہ سے ہٹ کر بنایا گیا ہے۔ شدید بارش ہو تو پرانے ٹبے ٹلے کئی راز اگلتے ہیں۔ اس ٹبہ پر نو گز لمبی قبر بھی ہے۔ نالہ بھمبر اس ٹبہ کو برد کر رہا ہے۔ کٹاؤ کے عمل سے قدیمی آثار ختم ہو رہے ہیں۔ یہاں پر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور چار پانچ فٹ گہری قبروں میں انسانی جسموں کے ڈھانچوں کے آثار ملتے ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق جو پانچ قدیمی قبریں جن کے نام تبت، جو حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے ہیں۔ لاوی جو اسرائیل کی اولاد سے ہیں۔ لکرالی کے دائرہ کے ٹبہ پر صاحب مزار کا نام۔ مرطوشؒ ہے۔ سمرالہ کے قریب جنوب کی جانب حاوا نام کا مزار ہے۔

marfat.com

گکرالی میں نو گز لمبا مزار

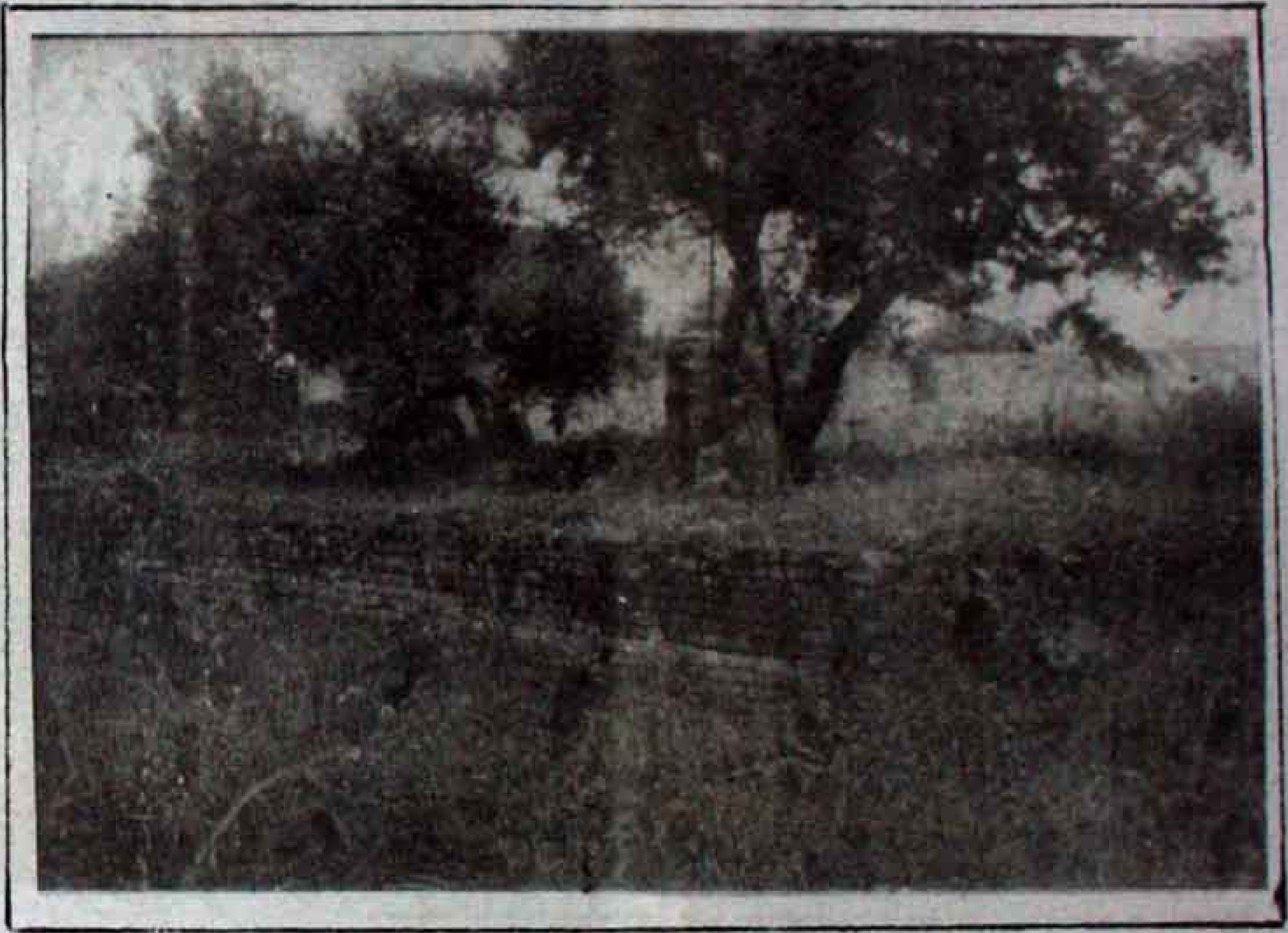

قصبہ لکرالی اور سمرالہ نالہ بھمبر کے کناوے آباد ہیں۔ قدیمی بستیاں ہونیکی بنا پر تاریخ کی کڑیاں ہزاروں سال قبل جاملتی ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوارالشمس کے مطابق صاحب مزارات کے نام لاوی۔ سمرالہ مزکور بجنوب چار مزار یکجا تبت۔ مرطوش اور حاوا نام درج ہیں۔ یہ مزار بہت قدیمی ہیں۔ اور ہزاروں سال گذرنے کے باوجود اپنا تقدس قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اہل دیہہ بڑی عقیدت و احترام سے یہاں حاضری دیتے ہیں

marfat.com

گکرالی اور سمرالہ کے درمیان نو گز لمبا مزار

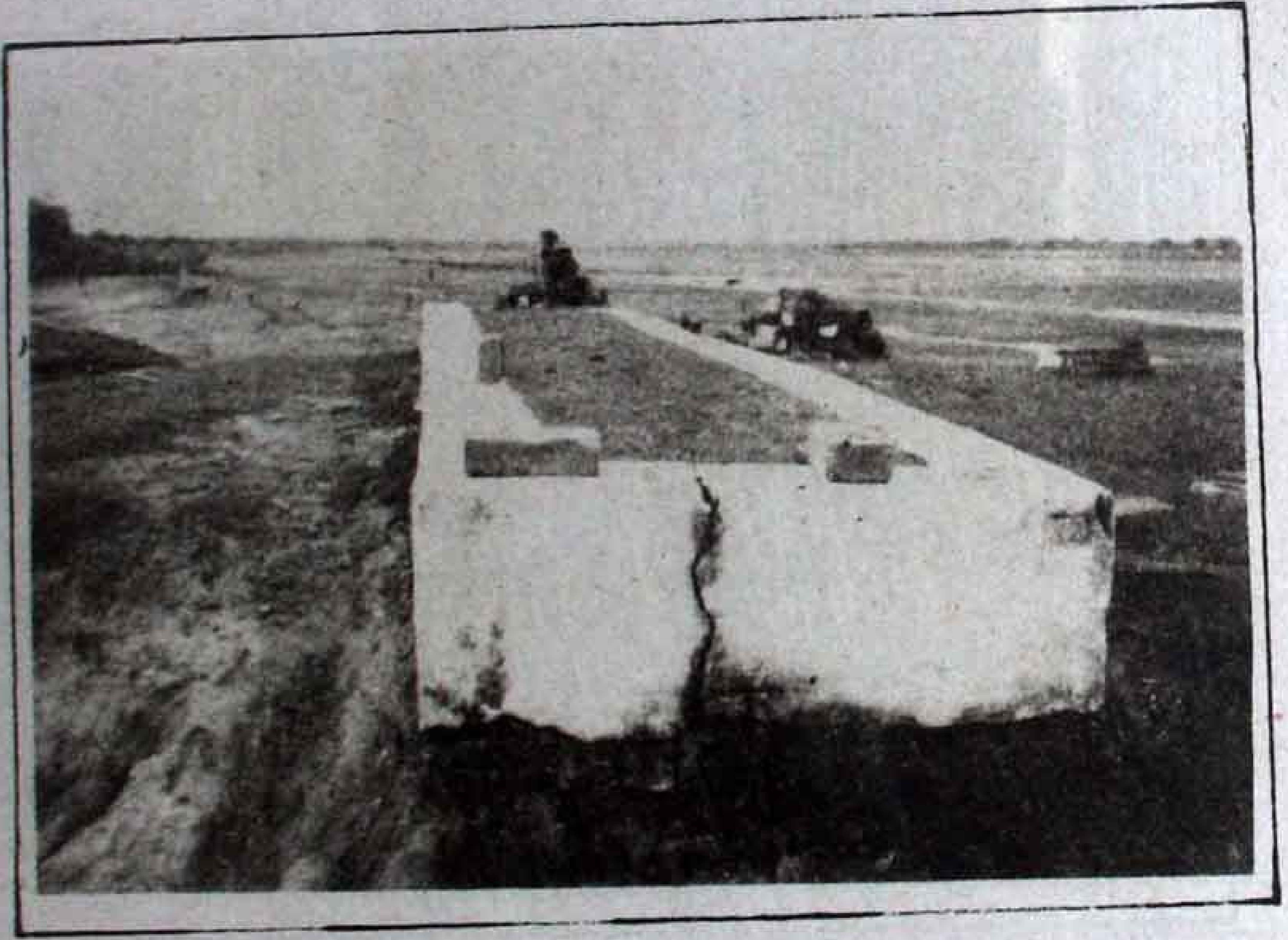

لکرالی اور سمرالہ کوٹلہ ارب علی خاں کے قریب واقع ہیں ان قصبوں کو جانے کے لیے گجرات سے ایک سڑک بھمبر کی جانب جاتی ہے۔ دونوں قصبوں کے نزدیک بڑے بلند و بالا ٹبے ہیں، جہاں ہزاروں سالہ پرانی تباہ شدہ بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ سمرالہ کے قریب چار پانچ پرانی قبریں ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی ؒ کے قلمی نسخہ انوارالشمس میں دیئے گئے شجرہ کے مطابق یہ حضرت موسیٰ گی اولاد کی قبریں ہیں۔ ان میں ایک قبر کے قریب ہزاروں سالہ قدیمی درخت بھی ہے۔ شجرہ کے مطابق ان کا سلسلہ نسب انبیاء کرام سے جاملتا ہے۔ تمام مزار پختہ تعمیر ہیں۔ ہزاروں سال گزرنے کے باوجود ان پاک ہستیوں کے نام و نشان قائم اور دائم ہیں

marfat.com

لکرالی سمرالہ کے قریب چار قدیمی قبریں

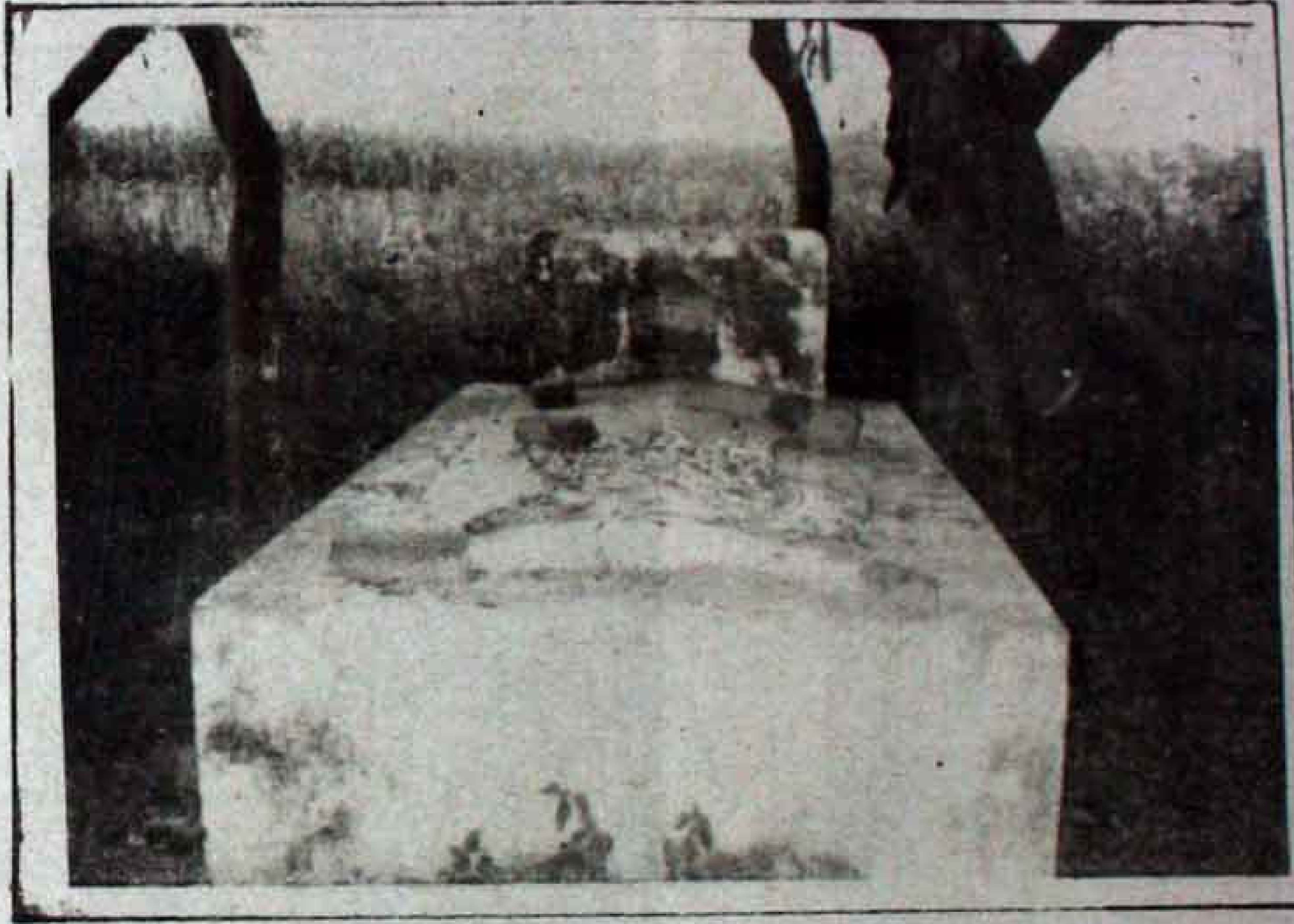

لکرالی ہزارہا سالہ قدیمی قصبہ ہے جو بلند بالا ٹبہ پر واقع ہے اس کے گردونواح بلند بالا ٹبے ٹیلے ہیں ۔ جہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ اور مٹی کے بچوں کے کھلونے پائے جاتے ہیں یہاں قریب ہی نالہ بھمبر بھی بہتا ہے ، جس میں ٹھنڈا صاف شفاف پانی سال بھر بہتا رہتا ہے سمرالہ بھی ایک قدیمی قصبہ ہے سمرالے کا ٹبہ جس پر قدیمی قبریں ہیں قدیمی ہونے کی وجہ سے یہاں کئی آثار پائے جاتے ہیں یہیں ٹبہ کے علاوہ جانب جنوب چار قدیمی قبریں ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوارالشمس کے صفحہ 329 نمبر شمار 504 کے مطابق دائرہ دیمہ کے قریب صاحب قبر کا نام خاوا نام ہے جانب جنوب مغرب صاحب قبر کا نام تبت اولاد موسیٰ ہے تیسرے صاحب قبر کا نام لاوی ہے ساری قبریں پختہ تعمیر ہیں اور ان پر ایسے درخت بھی پائے جاتے ہیں جن کی عمریں ہزاروں سال ہیں

marfat.com

گگرالی میں حضرت مرطوشؒ کا نوگز لمبا مزار

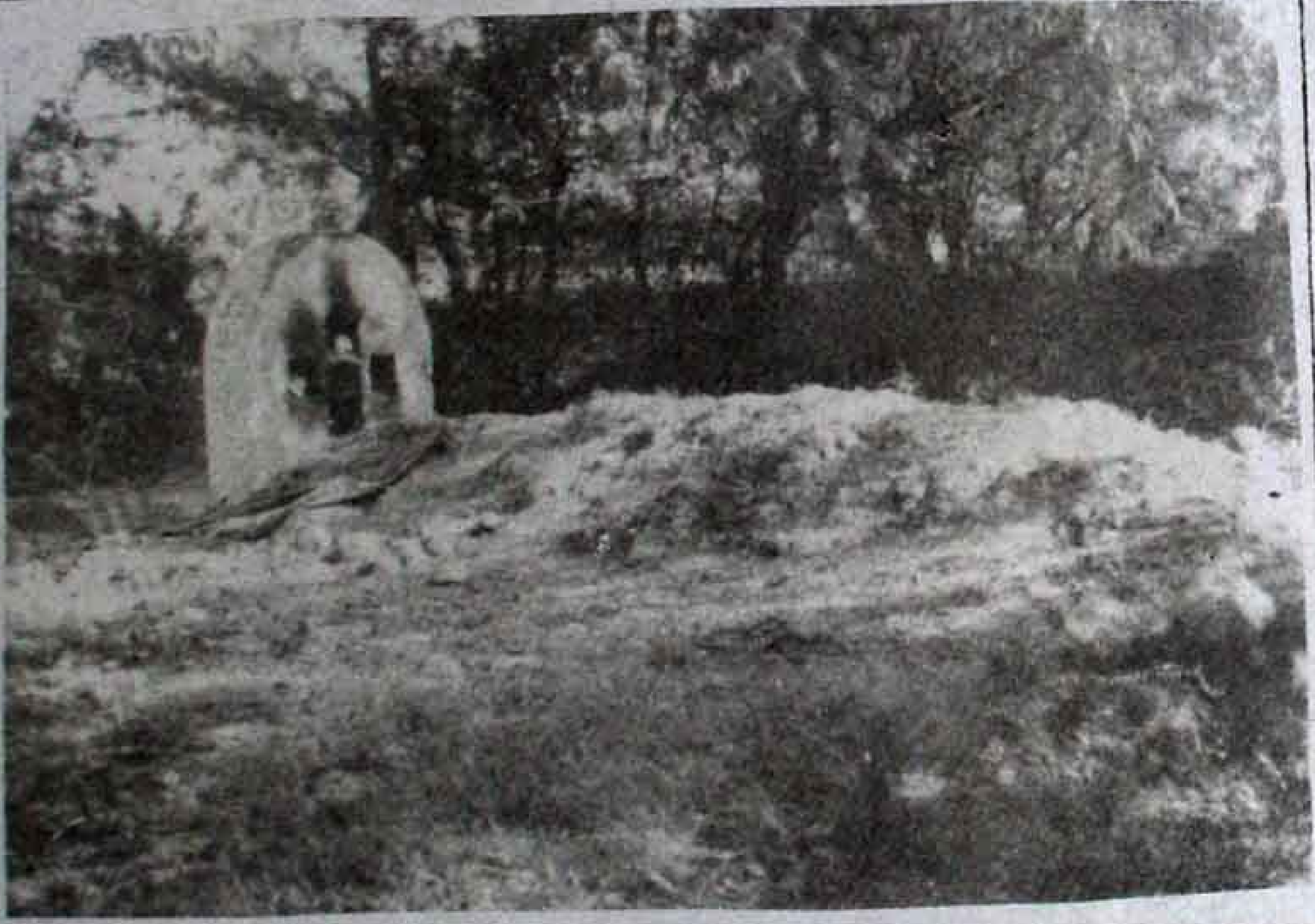

لکرالی ایک بہت ہی قدیمی قصبہ ہے گردونواح ٹبے ٹیلے اس بات کے داعی ہیں کہ لکرالی ماضی میں ایک بہت بڑی سلطنت رہی ، لکرالی کا پہلا نام گوٹ دوھن تھا ان ٹبوں ٹیلوں سے انسانی ہڈیاں ، آٹا پیسنے والی چکیاں ، ٹوٹے پھوٹے مٹی کے برتن ملتے ہیں یہاں دائرہ دیہہ پر ایک نو گز لمبی قبر ہے حافظ شمس الدین کے قلمی نسخہ کے صفحہ 529 نمر شمار 503 کے مطابق صاحب مزار کا نام مرطوش ہے کاغذات مال کے مطابق کسی زمانے میں یہاں کیکر بہت پائے جاتے تھے - اسی وجہ سے اس کا نام کیکرانوالی مشہور تھا اور بعد میں لکرالی بن گیا "

marfat.com

موضع یوسف میں نو گز لمبا مزار

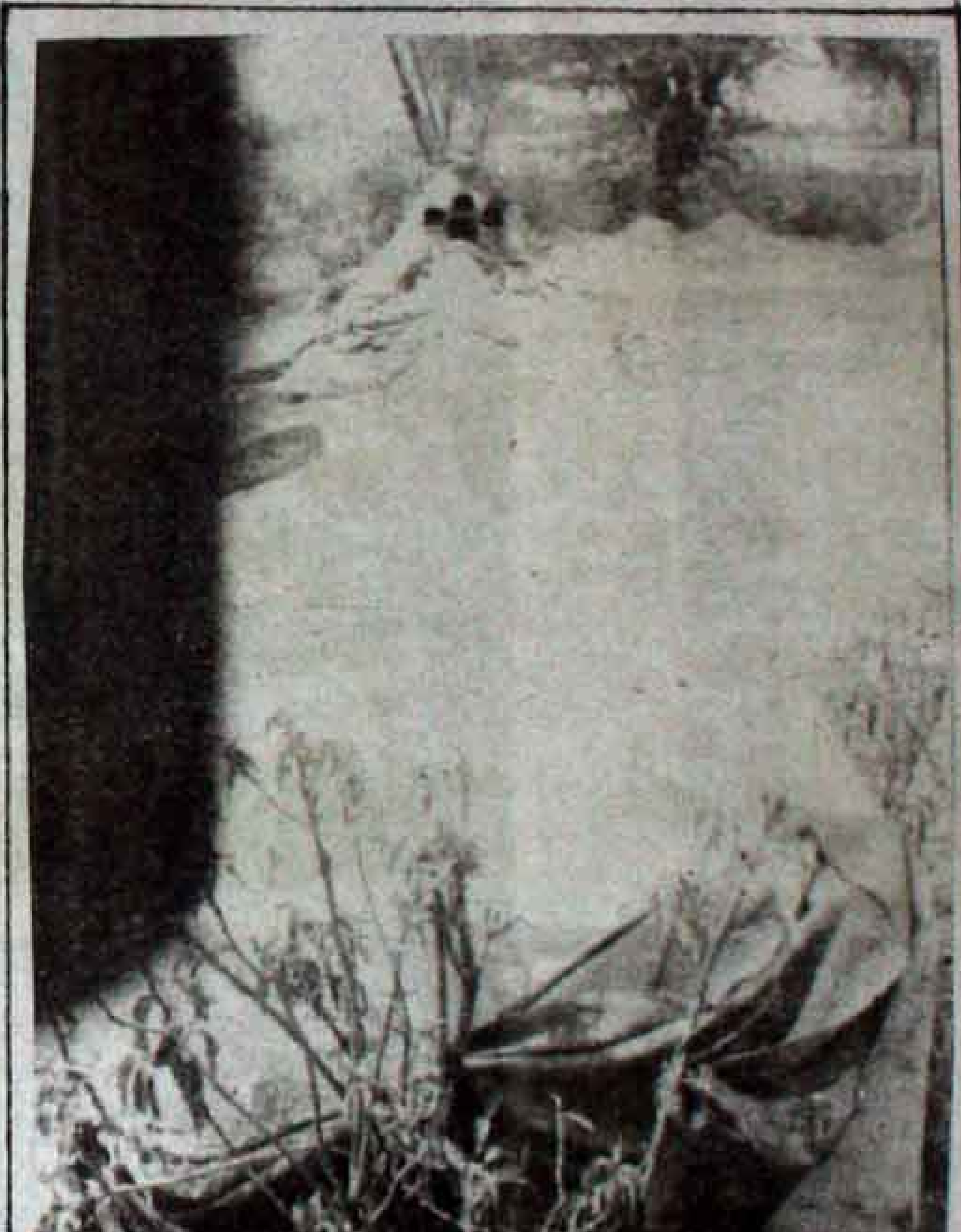

بھمبر روڈ کے کنارے ایک قدیمی قصبہ صبور ہے صبور سے ایک سڑک ساکا سندووا کی طرف جاتی ہے صبور سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر پانی کی قدیمی گزرگاہ کے قریب یوسف نامی گاؤں ہے اس گاؤں کے قبرستان میں ایک نو گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے اس نو گز لمبی قبر کے قریب قدیمی پانی کی گزر گاہ بھی ہے اس ندی میں سارا سال ٹھنڈا اور میٹھا پانی موجود رہتا ہے۔ قدیم انسانی آبادیاں پانی کے کنارے پائی جاتی تھیں۔ اس کے جانب مشرق ساکا سندووا کے درمیاں ایک بہت بڑا مٹی کا ٹبہ بھی ہے ٹبہ کے اوپر اور گردونواح مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی انسانی آبادی تباہ و برباد ہوئی ہوگی یا کوئی حق و باطل کی جنگ ہوئی ہوگی

marfat.com

عمروال فرخ پور کے قریب
پیر شہاب کا نو گز لمبا مزار ضلع گجرات

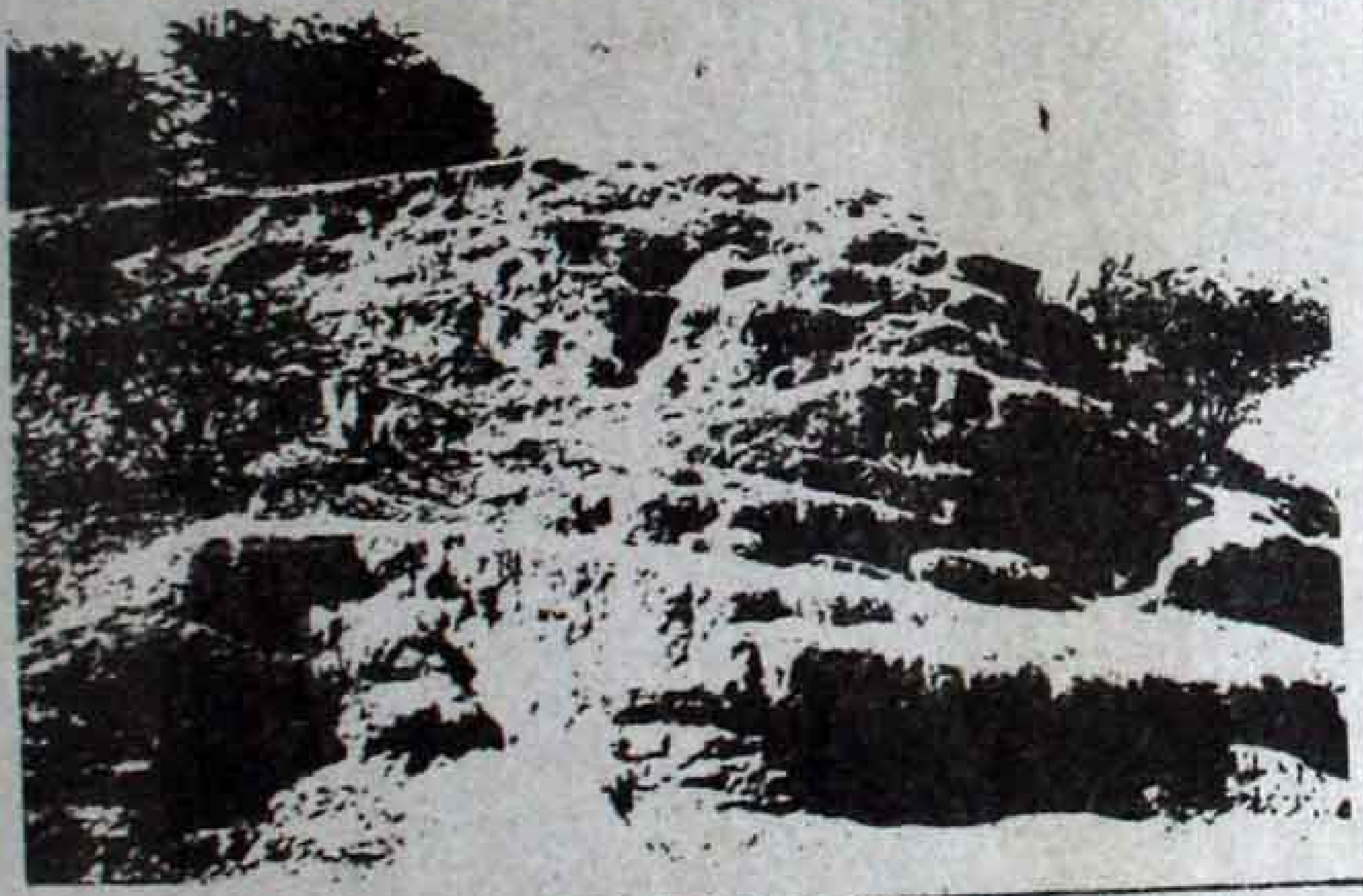

بھمبر روڈ جو گجرات اور آزاد کشمیر کو ملاتی ہے۔ دولت نگر اور بزرگوال کے قریب عمروال اور فرخ پور دو قدیمی قصبے ہیں ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزرگاہ جو دواڑہ بھندر کے نام سے مشہور ہے۔ اس مزار کے قریب سے گزرتی ہے۔ مزار کے قریب مسجد خشت بھی ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے اور پختہ تعمیر ہے۔ مزار کے چاروں طرف سایہ دار درخت اور خود رو پودے ہیں۔ اس علاقہ میں 9 گز لمبے مزار تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ہیں۔ قدیم دور میں یہاں بڑی گزرگاہ تھی یا ندی کے کنارے کوئی شہر آباد تھا۔ کیونکہ دولت نگر شہر کئی میل تک پھیلا ہوا تھا۔ چاروں طرف سے آنے والی سڑکیں دولت نگر کے مقام پر آکر ملتی ہیں۔ مقامی زبان میں مزار کو پیر شہاب کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے قریب تباہ شدہ بستی اور بہت بڑا ٹبہ بھی ہے۔

marfat.com

نٹھر اور بزگوال (میرپور) کے قریب 9 گز لمبا مزار

یہ مزار تحصیل کھاریاں کے مشہور قصبے بزگوال اور نٹھر کے قریب برساتی نالہ جنگل بیابان میں واقع ہے ۔ اس قبر کے جانب مغرب مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور کئی ایسے آثار ملتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے قدیمی ہونے کا ثبوت ملتا ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے چار دیواری اور دروازہ بھی ہے ۔ تکیہ اور مسجد بھی ہے ۔ قبر کے ارد گرد ایسے درخت بھی پائے جاتے ہیں ۔ جن کی عمریں ہزاروں سال ہوتی ہیں ۔ مزار کے جانب مشرق بھی ایک 9 گز مزار ہے ۔ جو بھمبر روڈ پر واقع ہے ۔ اور ایک جانب مغرب گاؤں تندیال میں بھی نو گز قبر ہے ۔ اور ایسی قبروں کا سلسلہ گلیانہ تک پھیلا ہوا ہے

marfat.com

بزرگوال کے قریب 9 گز لمبا مزار

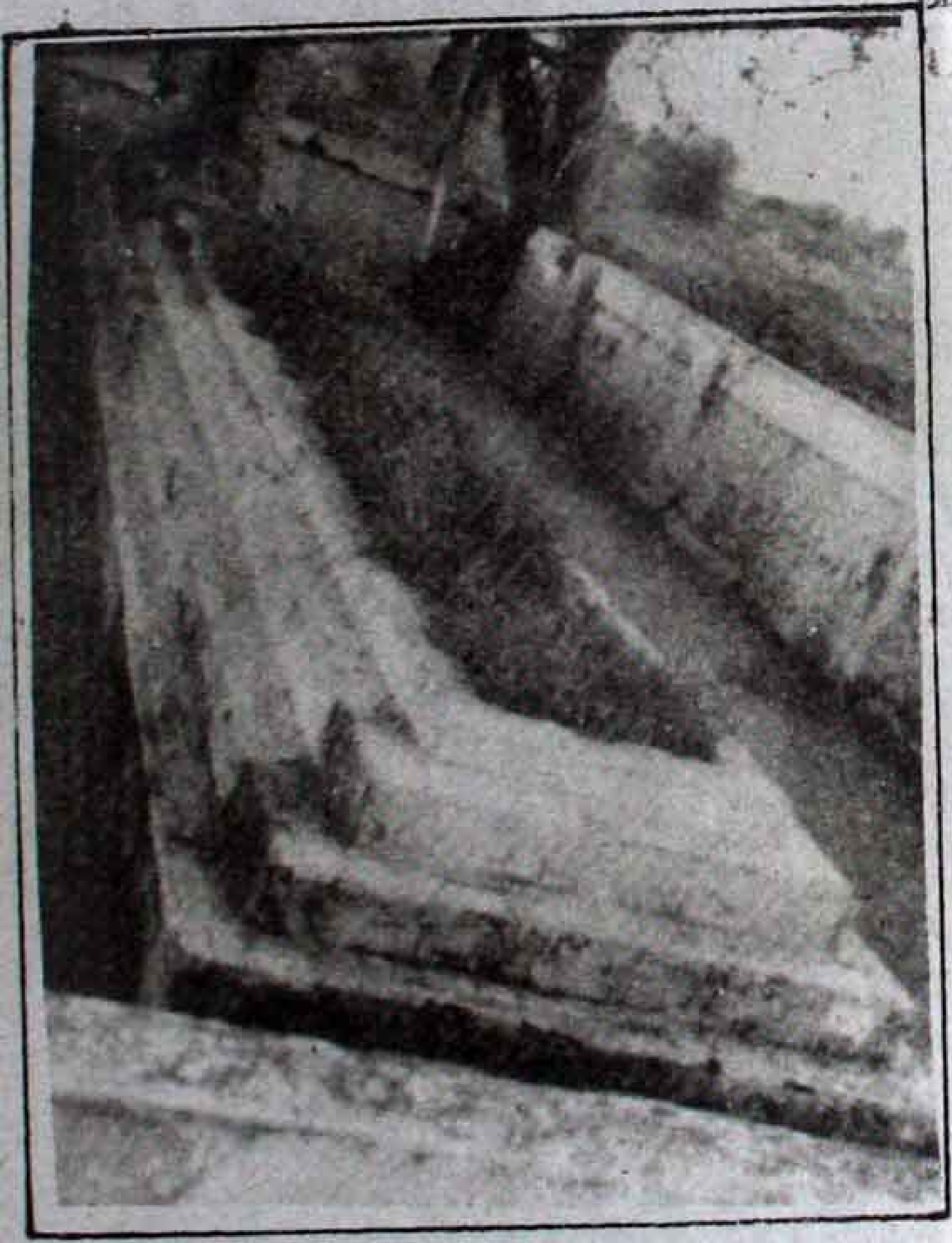

یہ مزار قدیمی سڑک شاہراہ بھمبر پر مشہور قدیمی قصبہ بزرگوال کے قریب سڑک کے کنارے واقع ہے۔ ماضی میں اس سڑک پر شاہی قافلے اور شہنشاہ وقت گزرتے رہے۔ ماضی میں جب گنبد مینار کا رواج نہیں تھا۔ بڑے بڑے جرنیلوں روحانی شخصیات کی قبریں ان کی اہمیت کے پیش نظر قدرے لمبی تعمیر کر دی جاتی تھیں۔ تاکہ صاحب مزار کی اہمیت برقرار رہے۔ یا میدان جنگ میں شہید ہو جانے پر وہیں پر یہ مزار تعمیر کر دیئے جاتے یہ مزار بھی ہزار ہا سال سے یہاں پر ہے۔ اور اپنا تقدس برقرار رکھے ہوئے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور چار دیواری بھی تعمیر کی گئی ہے

marfat.com

دولت نگر کے قریب قبرستان میں 9 گز لمبا مزار

گجرات کی پرانی بستی اودھے نگری جس کی تاریخ تقریباً پانچ ہزار سال پرانی ہے اودھے نگری (گجرات) اس خطہ میں قدیم ترین بستی تھی جس کے آثار اب بھی دولت نگر کے گردونواح میں ملتے ہیں حالیہ دنوں جب ڈیفنس روڈ تعمیر کی گئی تو کھدائی کے دوران یہاں سے پرانے سکے برتن دیگر اشیاء ملی ہیں۔ دولت نگر کے قدیمی قبرستان میں یہ نو گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر ہے اور چار دیواری بھی ہے اس قسم کی نو گزی خانقاہیں یہاں گردونواح میں ہیں قریب آبی ذخائر برساتی نالہ بھی بہتا ہے اس نالہ کی تاریخ بھی بہت پرانی ہے اس کے کنارے کئی قدیمی دیہات آباد ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام شمدادروس ہے

marfat.com

کیراں والہ میں حضرت طرطوشؑ کا مزار

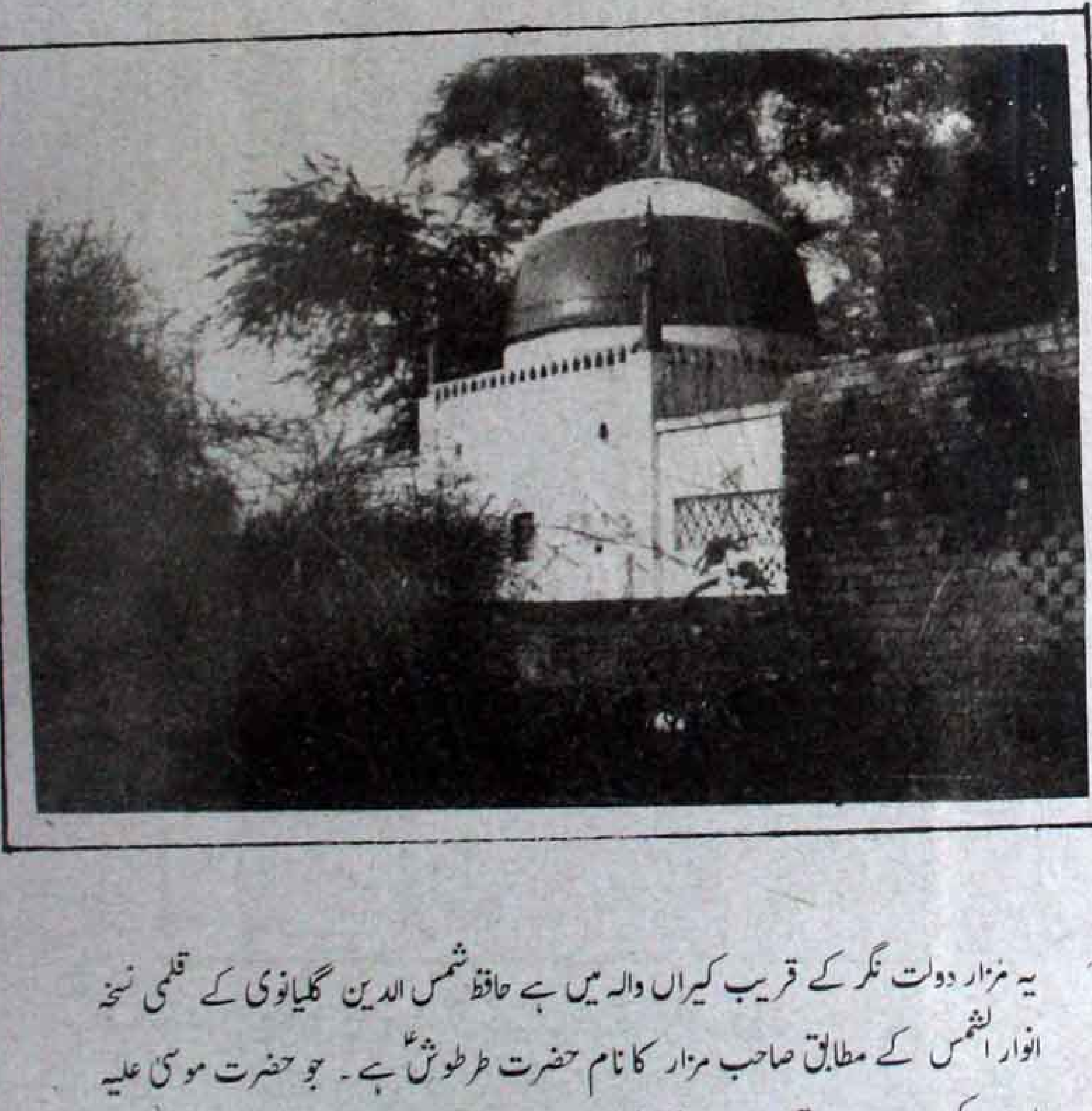

یہ مزار دولت نگر کے قریب کیراں والہ میں ہے حافظ شمس الدین گلگیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت طرطوشؑ ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ تقریباً چھ سو کنال رقبہ میں درخت ہی درخت ہیں ان درختوں کے درمیان آپ کا مزار ہے۔ مزار کی لمبائی تقریباً ۲۲ گز ہے مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور مزار کے اوپر گنبد بھی ہے۔ مزار پر آپ کا نام حضرت طرطوشؑ درج ہے۔ دولت نگر سے نکلنے والی قدیمی شاہراہ جو لالہ موسیٰ سے ہوتی ہوئی ڈنگہ اور پنڈ دادنخان کی طرف جاتی ہے یہاں سے گذرتی ہے۔ یہاں گردونواح چند اور لمبی قبریں بھی ہیں۔

marfat.com

مہیساں کے قریب 9 گز لمبا مزار

یہ مزار مشہور قدیمی تاریخی سڑک بھمبر روڈ کے قریب موضع مہیساں میں پانی کے جوہڑ کے کنارے پر ہے ۔ قریب ہی لڑکوں کا سکول بھی ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے ۔ اور اس کی چار دیواری بھی ہے ۔ ابھی اس مزار کے قریب موضع برسہ میں بھی 9 گز لمبا مزار ہے ۔ ان مزارات کا سلسلہ اس مزار کے ارد گرد ہے ۔ جس میں کیرانوالے میں حضرت طرطوش کا مزار ہے ۔ جاجوال میں 9 گز لمبا مزار واقع ہے ۔ مہیساں ایک نہایت قدیمی قصبہ ہے ۔ جو نالہ بھمبر کے کنارے واقع ہے ۔ اسی گاؤں کے قریب جوگیاں صاحب کا بھی مزار ہے ۔ ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اگر قحط سالی میں دعا کی جائے تو بارش ہو جاتی ہے

marfat.com

برسہ (گجرات) کے قریب نوگز لمبا مزار

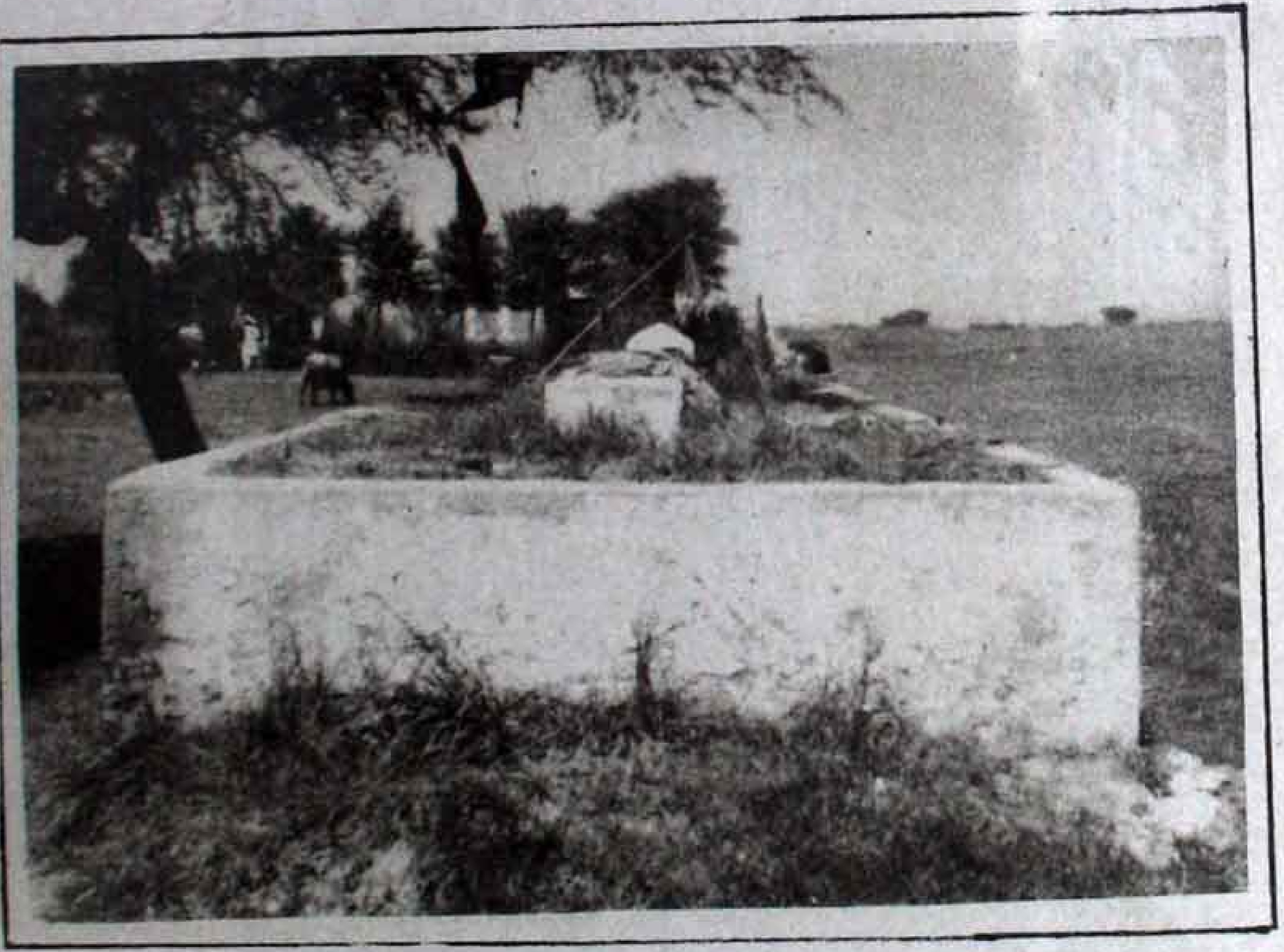

گاؤں برسہ ہزاروں سالہ قدیمی نالہ بھمبر کے کنارے واقع ہے ۔ اس گاؤں کے قریب سے بھمبر روڈ گزرتی ہے ۔ یہ مزار ہزاروں سالہ پرانا ہے اور پختہ تعمیر کیا گیا ہے ۔ نالہ بھمبر کے کنارے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر قدیمی بستیاں ہیں ان تباہ شدہ بستیوں کے لوگ اور ان کے مال مویشی اس نالہ کے پانی سے پیاس بجھاتے تھے ۔ جدید دور میں انسان کے آرام اور سکون کے لیے بہت زیادہ چیزیں ایجاد کر لی گئی ہیں ۔ لیکن پرانے زمانے میں وہی انسان خوشحال تصور کیا جاتا تھا ۔ جس کے پاس پانی کے وسائل ہوتے تھے ۔ اور وہی علاقے کا سردار تصور کیا جاتا تھا ۔ نالہ بھمبر کے کنارے نوگز لمبی قبروں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے ۔ بیشتر نوگز قبریں نالہ بھمبر کے مغربی کنارے پر ہیں

marfat.com

موضع بھٹیاں میں نو گز لمبا مزار

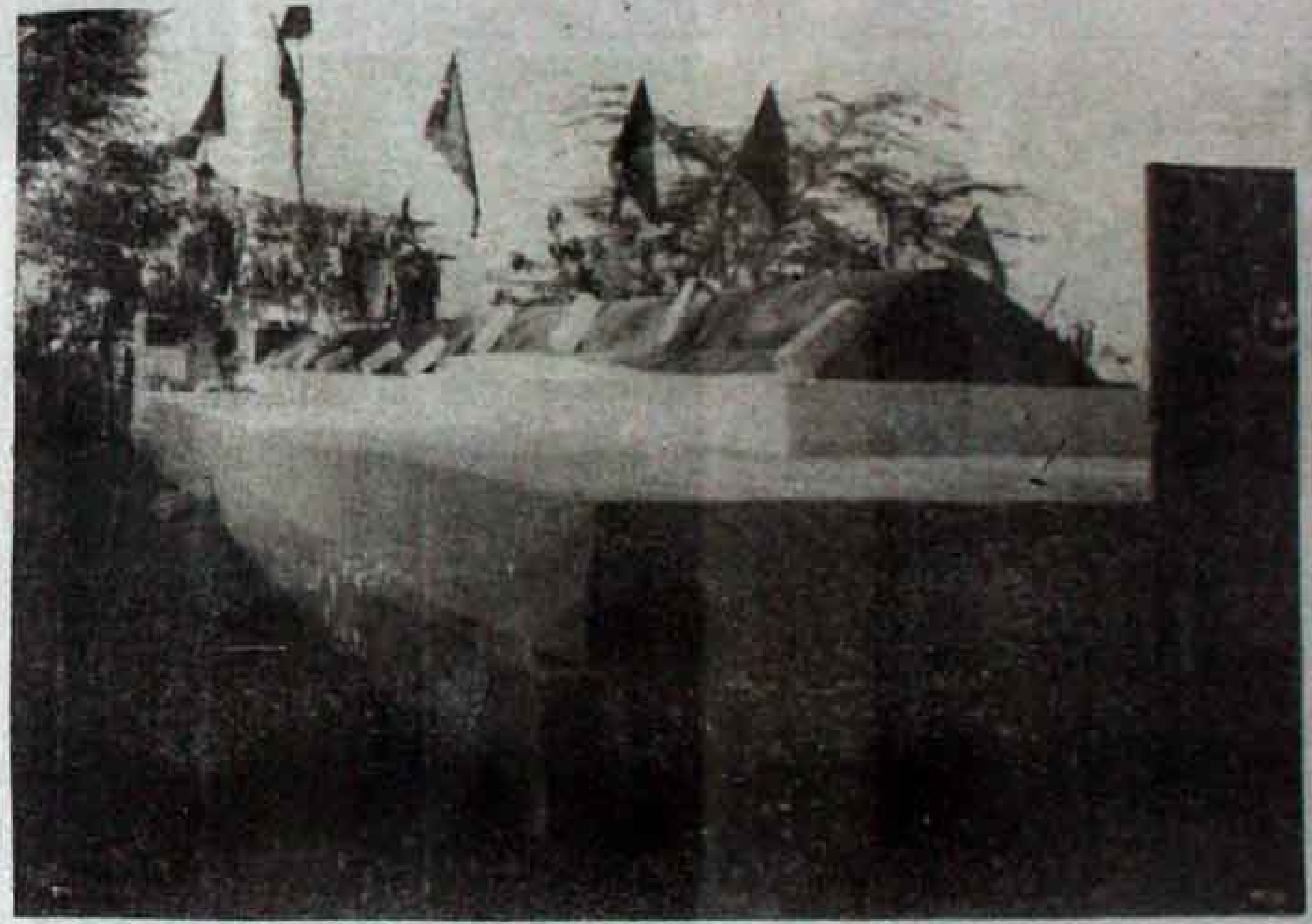

یہ مزار بھمبر روڈ بھلیسر موڑ کے قریب مشہور گاؤں بھٹیاں میں ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے جو پختہ تعمیر ہے ، اور شاندار جدید انداز میں تعمیر کیا گیا ہے مزار پر جو تختی نصب ہے اس پر موجودہ نام ------ ہے یہاں ایک نو گز خانقاہ کی لائن ہے جس کی سمت شمال مغرب اور مشرق جنوب کی طرف ہے مختلف وقفے وقفے کے بعد یہاں نو گزی قبریں ہیں اور یہ سلسلہ شمال مغرب پہاڑی علاقوں تک پھیلا ہوا ہے ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قدیمی دور میں کوئی سڑک ہو گی حق و باطل کے شدید معرکے ہوئے ہوں گے ۔ اور حق کی آواز بلند کرتے ہوئے شہید ہوئے ہوں گے یا تبلیغ کے سلسلہ میں یہاں سے گزرتے ہوئے یہیں کے ہو کر رہ گئے ہوں گے صدیاں گزرنے کے باوجود ان نیک لوگوں کے نشانات نہ مٹ سکے اور ہمیشہ قائم رہیں گے

marfat.com

میکن اور ملکیانہ کے درمیان ۲۰۰ کنال رقبہ میں تباہ شدہ بستی پنڈوری اور نو گز لمبے اور قدیمی مزارات

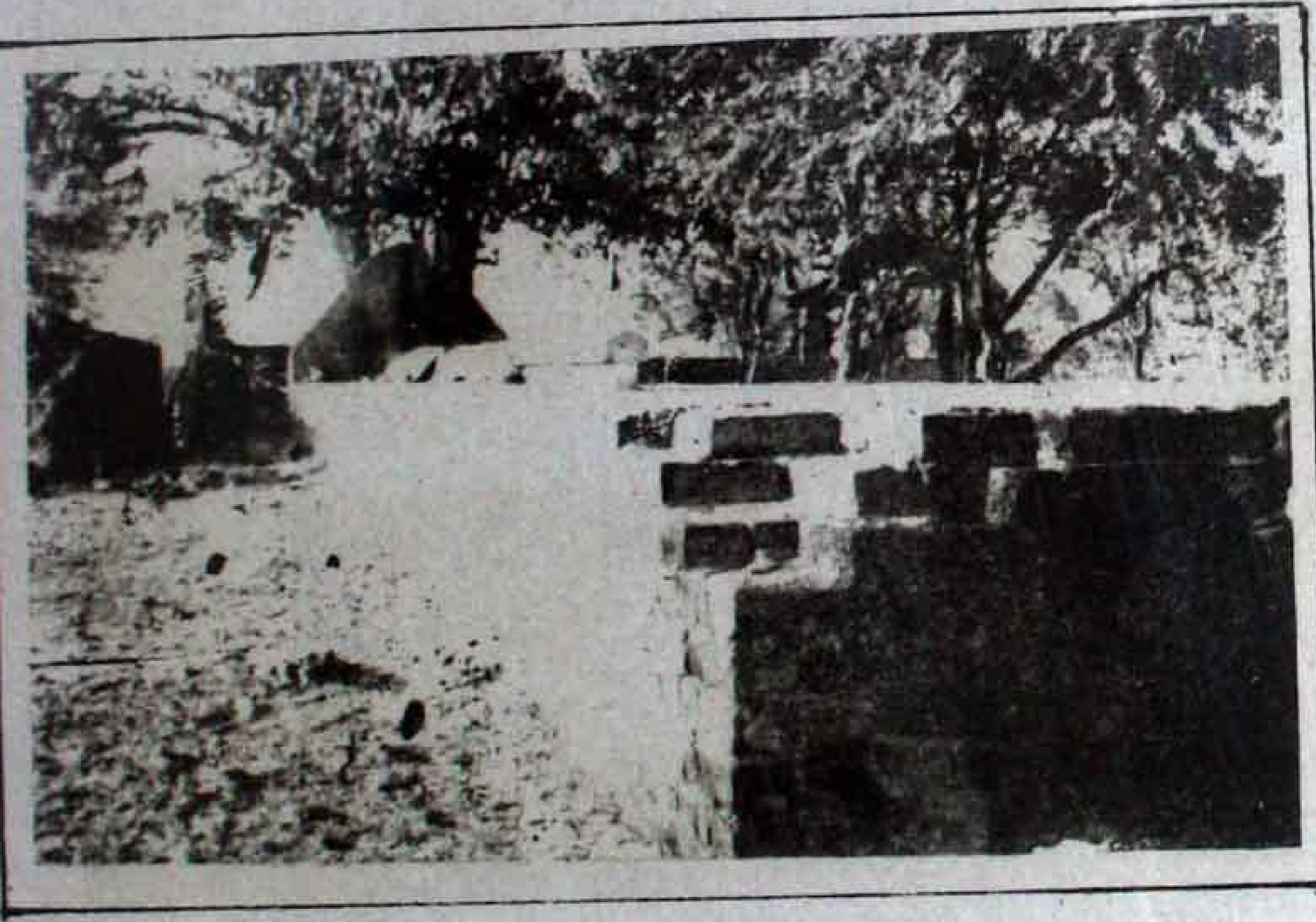

تاریخی کتابوں کے مطابق اودے نگری گجرات کا شہر کئی میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کا ایک دروازہ صبور کے قریب دوسرا سونمبڑی تیسرا کھوڑی چوتھا مہلو کھوکھر کے نزدیک بیان کیا جاتا ہے۔ ان چاروں دروازوں کے اندر آبی گزرگاہوں میں سال بھر میں ٹھنڈا اور میٹھا پانی رواں رہتا ہے۔ مختلف علاقوں سے آنے والی سڑکیں یہاں اختتام پزیر ہوتی۔ تجارتی قافلہ شہر میں قیام کرتے تھے۔ ماضی میں یہاں مال مویشی، اجناس کی تجارت عروج پر تھی۔ یہاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ٹیلے ٹبے تباہ شدہ بستیوں کے آثار ملتے ہیں۔ ان تباہ شدہ بستیوں اور قدیمی گزرگاہوں کے قریب نو گز لمبے مزار بھی موجود ہیں۔ جو اس سرزمین پر تاریخ رقم کیے ہوئے ہیں۔ ایسی ہی ایک تباہ شدہ بستی مہلو کھوکھر کے قریب ہے۔ قلعہ نما ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ یہاں مٹی کے برتن اور برتنوں کے ٹکڑے، چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔ ٹبہ کے جنوب کی جانب نو گز لمبا مزار ہے۔ اسی ٹبہ کے شمال مغرب کی جانب آبی گزرگاہ کے قریب موضع بھٹیاں میں نو گز لمبا مزار ہے۔ موضع میئن اور ملکیانہ کے قریب دو سو کنال رقبہ میں تباہ شدہ بستی پنڈوری کے آثار ملتے ہیں۔ ٹبہ سے انسانی ضروریات زندگی میں

marfat.com

استعمال ہونے والے اشیاء کے آثار ملتے ہیں ۔ ٹبہ کے قریب ایک پرانی سڑک جو اب پختہ کر دی گئی ہے۔
گزرتی ہے ۔ اس تباہ شدہ بستی کے قریب نو گز لمبا مزار ہے ۔ جو پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے ۔ میکن
کے رقبہ میں بھی درختوں کے جھنڈ میں نو گز لمبا مزار ہے ۔ پنڈوری کے شمال کی طرف مکیانہ مشہور گاؤں ہے۔
جس کے مغرب کی جانب پیر ہرا کے نام سے قدیمی مزار ہے ۔ مزار کا رخ مشرق مغرب کی جانب ہے ۔ گجرات
میں اس مزار کے علاوہ کھاریاں ڈنگہ روڈ پر مزار طاہر اور کڑیانوالہ کے قریب ہڑ میں جو لمبے مزار ہیں وہ مشرق
مغرب کی سمت ہیں ۔ حالانکہ قبروں کا رخ شمال جنوب کی طرف ہوتا ہے ۔ موضع سنگرانہ میں قدیمی مزار کی تعمیر
کا کام شروع ہو چکا ہے ۔ یہ مزار گاؤں سنگرانہ سے جنوب کی جانب تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے ۔ یہاں
بارش کے دوران انسانی ہڈیوں کے ڈھانچے اور بڑے سائز کی اینٹیں زمین سے ملتی ہے ۔ یہ علاقہ مشہور برساتی
نالوں نالہ بھمبر اور نالہ بھنڈر کے درمیان ہے ۔ ماضی میں ان نالوں میں سارا سال پانی میسر ہوتا تھا ۔ جس کی
وجہ سے ان کے کناروں پر قدیمی آبادیوں کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ سنگرانہ کے مزار کے بارے میں لیاقت علی
کو خواب میں اشارہ ملا کہ مزار کا تقدس بری طرح پامال ہو رہا ہے ۔ نیز کیچڑ ، دلدل نے مزار کو اپنی لپیٹ میں
لے رکھا ہے ۔ چنانچہ اس بزرگ ہستی کا اشارہ پا کر محمد بشیر نے مزار کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ۔ راقم نے مزار پر
سنگ مرمر کی تختی پر صاحب مزار کا نام اور مختصر تاریخ مرتب کی ہے ۔ حافظ شمس الدین کے ہاں ملنے والے قلمی
نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام شمعونؑ ہے ۔ یہاں چند فٹ زمین کھودی جائے تو پانی مل جاتا ہے ۔ مزار کی
تعمیر کیلئے جب کنواں کھودا گیا تو دوران کھدائی انسانی ڈھانچہ ملا ۔ اور ہڈیاں بڑے سائز کی تھیں ۔ یہ ڈھانچہ
دوبارہ زمین میں دفن کر دیا ۔ سنگرانہ کے بزرگوں نے بتایا کہ اس مقام سے برسات کے موسم میں انسانی
ڈھانچوں کے علاوہ بڑے سائز کی اینٹیں ملتی ہے ۔ اس سائز کی اینٹیں تباہ شدہ بستیوں اور نو گز لمبے مزاروں کے
قریب سے ملی ہیں سنگرانہ کے اس مقام پر کسی تباہ شدہ قدیمی بستی کے آثار ملتے ہیں یہاں پر کوئی حق باطل کا
معرکہ ہوا ہو گا یا اللہ کے نیک بندے رشد ہدایت کے لیے یہاں تشریف لائے تھے ۔ پرانی تہذیبوں کے آثار پانی
کے کنارے پائے جاتے ۔ متذکرہ علاقہ کے دونوں اطراف اپنی گزرگاہیں جن کے سینے میں کئی تاریخی واقعات
دفن ہیں ۔ ٹبے ٹیلے بڑے بڑے برگد ، پیپل کے درخت اپنی گزرگاہیں قدیمی سڑکیں ۔ جو اس علاقہ سے گزرتی ہیں
اس علاقہ کے قدیمی ہونے کی داعی ہیں ۔

marfat.com

مکیانہ میں قدیمی نو گز لمبا مزار

بو کن موڑ سے ایک سڑک مکیانہ کی طرف جاتی ہے ۔ مکیانہ کے قریب مشہور برساتی نالہ بہتا ہے ۔ جو کسی زمانہ میں چھوٹے سے دریا کی مانند تھا ۔ جس میں سارا سال پانی بہتا تھا ۔ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کی وجہ سے اس آبی گزر گاہ کے قریب کئی قدیمی بستیاں آباد ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو گجرات میں بیشتر قدیمی بستیاں دریاؤں ندی نالوں کے کنارے آباد ہیں ان ندی نالوں میں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے ۔ مکیانہ بھی آبی گزر گاہ کے کنارے ہے ۔ مکیانہ کے مغرب کی طرف ایک قدیمی مزار ہے جو پیر ہرا کے نام سے مشہور ہے ۔ اس مزار کی نمایاں بات یہ ہے کہ یہ مزار مشرق مغرب کی سمت ہے ۔ حالانکہ قبروں کے رخ شمال جنوب کی طرف ہوتے ہیں ضلع گجرات میں اس مزار کے علاوہ مرزا طاہر میں حضرت سلوا نام کا بائیس گز لمبے مزار کا رخ بھی مشرق اور مغرب کی سمت ہے ۔ کڑیانوالہ کے قریب ہڑ میں مزار کا رخ مشرق مغرب کی سمت ہے مکیانہ کے قریب سے ہزاروں سالہ قدیمی گذر گاہ اپنے اندر کئی تاریخی واقعات لیے ہوئے ہے ۔

marfat.com

بھٹہ ٹبی میں حضرت طبیوش علیہ السلام کا نو گز لمبا مزار

گجرات سے آٹھ نو کلو میٹر کے فاصلہ پر بھمبر روڈ سے ایک سڑک بوکن موڑ سے ہوتی ہوئی لالہ موسیٰ کھاریاں کی طرف جاتی ہے۔ نندووال کے قریب دو مشہور دیہات ٹبی بھٹہ کے نام سے مشہور ہیں۔ دونوں دیہات بالکل قریب ہیں جنہیں ٹبی بھٹہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ٹبی کے جنوب کی طرف نو گز لمبا مزار ہے جو نو گزہ کے نام سے مشہور ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے چھت کے علاوہ گنبد بھی ہے۔۔ پہلی اور دوسری ہاڑ کو عرس عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 327 نمبر شمار 454 کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت طبیوشؒ بیان کیا گیا ہے۔ جو حضرت یوسفؑ کی اولاد سے ہیں۔ راقم کی تحریر کردہ کتاب گجرات تاریخ کے آئینے میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

marfat.com

ملہو کھوکھر کے قریب 9 گز لمبا مزار

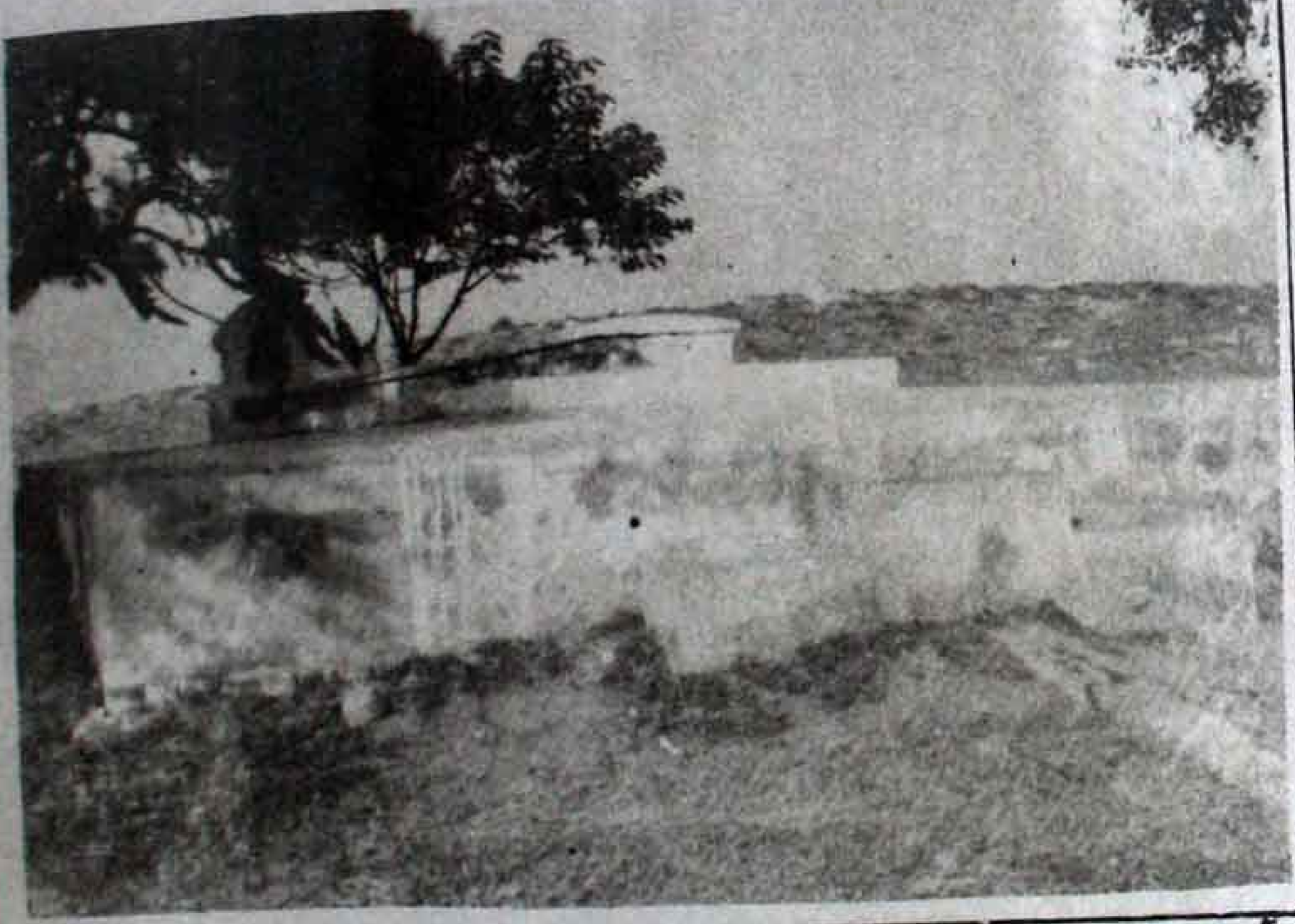

گجرات سے ایک سڑک بھمبر کو جاتی ہے اس سڑک کے کنارے گجرات سے چند میل کے فاصلہ پر مشہور قصبہ ملہو کھوکھر ہے اس گاؤں کے جانب مغرب جوڑاجلال پور کے راستہ پر ایک بلند ٹبہ ٹیلہ ہے جس پر اہل دیہہ کی قبریں ہیں اس ٹبہ ٹیلہ کے قریب 9 گز لمبا مزار ہے جو پختہ تعمیر ہے ماضی میں یہاں تجارتی قافلے قیام کیا کرتے کیونکہ ان 9 گز خانقاہوں کے قریب قیام پذیر ہونے سے ان کا تجارتی مال محفوظ رہتا اہل دیہہ پوری عقیدت سے یہاں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ ٹبہ سے پرانے زمانے کے برتن چکیوں کے پاٹ وغیرہ پائے جاتے ہیں

marfat.com

ملک پور چاڑہ میں 9 گز لمبا مزار

بھمبر روڈ سے ایک سڑک ہوائی اڈا کے راستے ملک پور چاڑہ کی طرف جاتی ہے۔ ملھو کھوکھر کے ٹبہ کے قریب نو گز لمبا مزار ہے۔ ایسے مزاروں کا سلسلہ گردونواح میں ہے۔ ملک پور چاڑہ کے قبرستان میں نو گز لمبا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے خار دار جھاڑیوں نے مزار کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اس علاقہ میں پینے کا پانی کھارا اور کڑوا ہے۔ واٹر سپلائی سے قبل اہل دیہہ برساتی نالہ بھمبر سے پانی پیتے تھے۔ زمین میں تیزابیت کا مادہ نظر آتا ہے۔ مٹی نمکین کڑوا ذائقہ رکھتی ہے

marfat.com

جلالپور جٹاں میں نو گز لمبا مزار

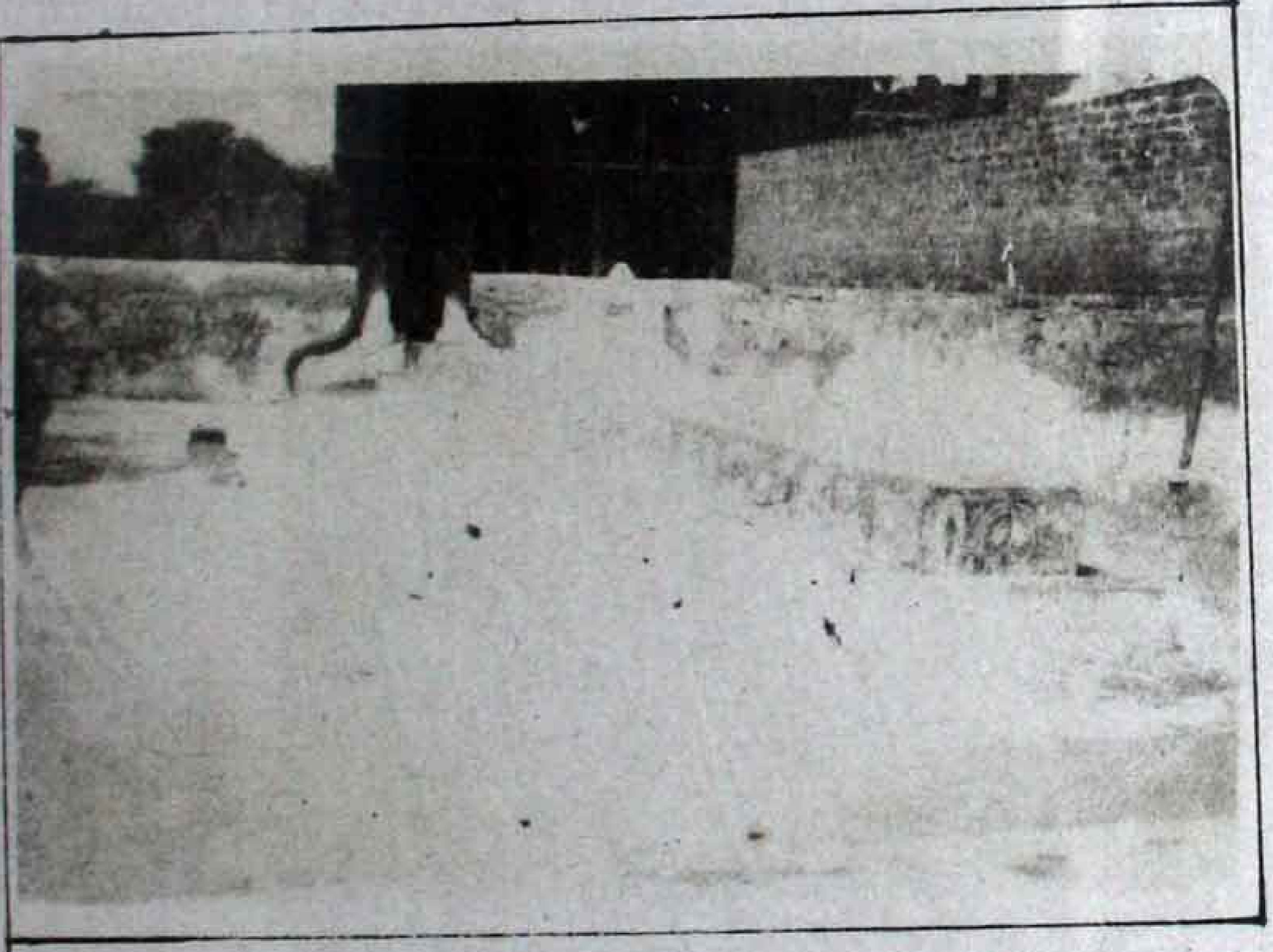

جلالپور جٹاں ایک بہت قدیمی شہر ہے جلالپور جٹاں کے آثار سکندر اعظم کے وقت بھی موجود تھے لیکن اس وقت اس بستی کا نام کوئی اور تھا جلالپور کے قریب چند بستیاں جن کی تاریخ ہزاروں سالہ پرانی ہیں واقع ہیں ان میں کلاچور اور اسلام گڑھ کا قلعہ بھی ہے جلالپور کی اہمیت اس لیے بہت زیادہ رہی ہے کہ یہاں مشرق اور مغرب سے آنے والے قافلوں کے علاوہ اللہ کے نیک بندے یہاں قیام کرتے ۔ جلالپور ہی سے سوہدرہ جانے کے لیے سڑک نکلتی تھی اور جلالپور ہی سے شہباز پور کلووال سیالکوٹ کی طرف سڑک جاتی تھی ۔ یہیں سے ایک سڑک بہلول پور کو جاتی تھی ۔ اور کشمیر کی طرف جانے والے قافلے بھی جلالپور میں قیام کرتے تھے ۔ حافظ شمس الدین گلیانوی ؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 334 کے مطابق صاحب مزار کا نام فیمان ؒ ہے

marfat.com

بھولا میں 9 گز لمبا مزار

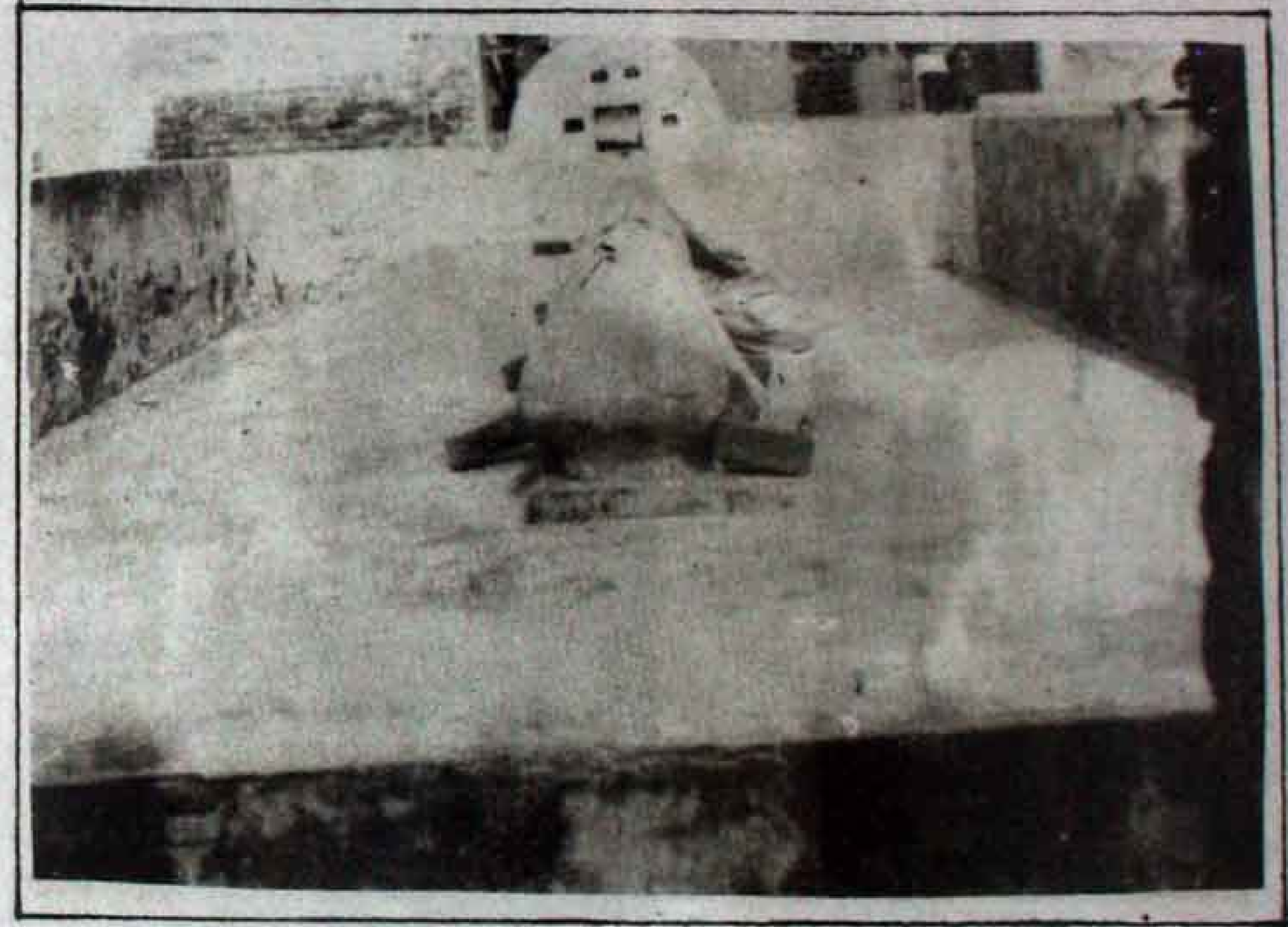

یہ مزار گجرات کے قریب مشہور گاؤں بھولا میں واقع ہے مزار پختہ تعمیر ہے اور چاردیواری بھی ہے اور قریب ہی مسجد بھی ہے یہاں کے بزرگوں کا کہنا ہے کہ ماضی میں کفار سے جنگ کرتے ہوئے یہ لوگ یہاں شہید ہوئے اور یہی دفن ہو گئے ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ پیر مراد بخش آف سیالکوٹ کے وقت یہ لوگ حق اور باطل کے معرکہ میں شہید ہوئے ان قبروں کا سلسلہ سیالکوٹ سے لیکر ہیڈرسول ڈنگہ تک پھیلا ہوا ہے ایسی قبروں کی ایک پٹی آزاد کشمیر کے پہاڑی سلسلہ کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے حضرت شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 328 نمبر شمار 477 کے مطابق صاحب مزار کا نام سلمان نبی ہے

marfat.com

سوہل کلاں میں حضرت بقیانوش کا نو گز لمبا مزار

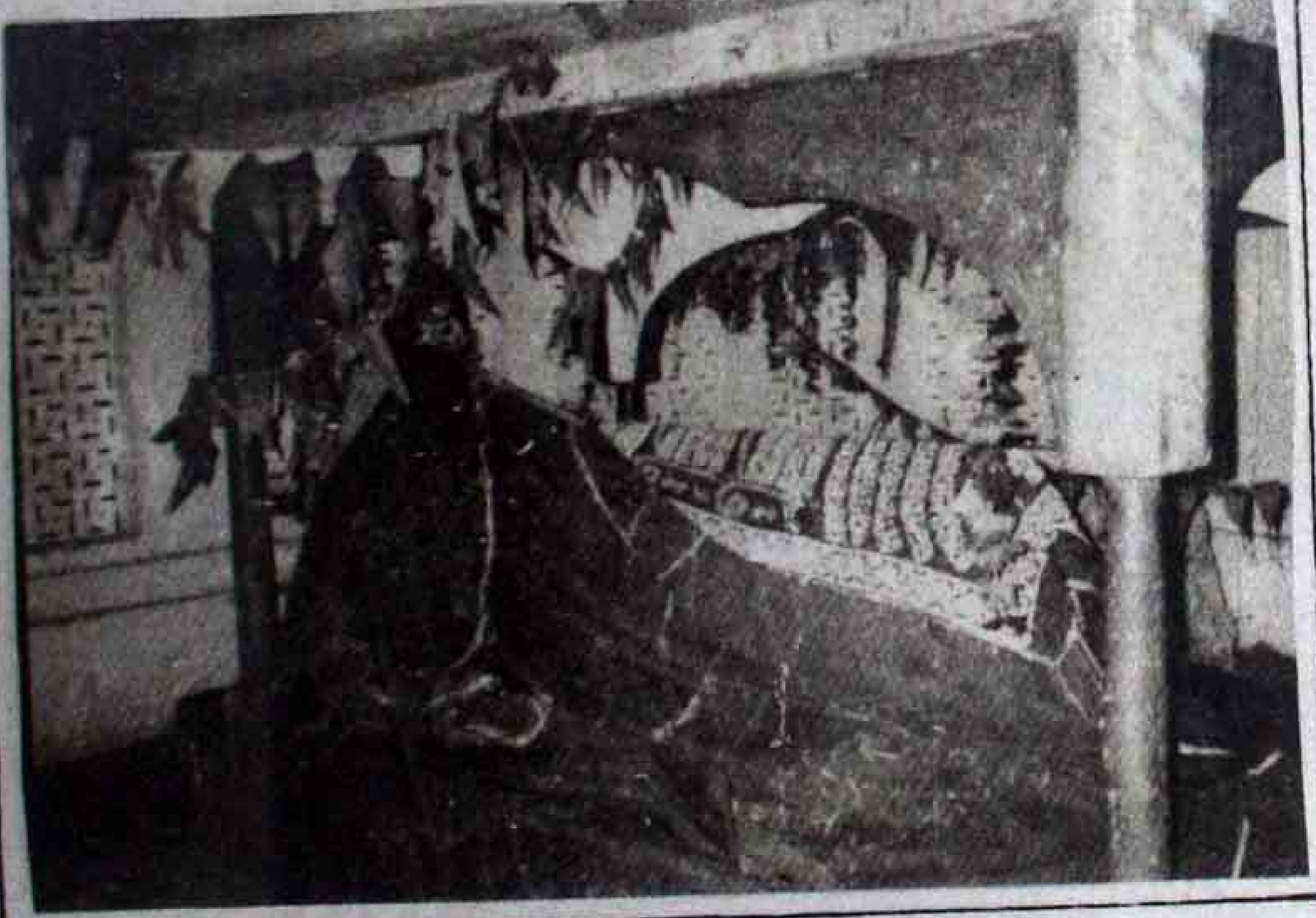

سوہل کلاں جلالپور جٹاں کے قریب ایک قصبہ ہے گاؤں کے جانب شمال قبرستان میں یہ مزا ہے جس پر بوہڑ کا بہت بڑا درخت ہے مقامی آبادی مزار پر پوری عقیدت و احترام سے جاتی ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ نمبر شمار 487 کے مطابق صاحب مزار کا نام بقیاتوش ہے ایسے ہی نو گز لمبے مزارات کا سلسلہ دریائے چناب کے کنارے پر پایا جاتا ہے مزار ایک بلند ٹیلے پر ہے اور آپ کا سلسلہ انبیاء کرام سے ملتا ہے

marfat.com

سوہل میں نو گز لمبا مزار

جلالپور جٹاں کے جانب جنوب دریائے چناب کے قریب سوہل خورد قصبہ ہے اس قصبہ کے ارد گرد دریائے چناب کے میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے کنارے کئی لمبے مزارات ہیں دریائے چناب کے مغربی کنارے کی زبان ہوتی تو وہ پکار پکار کر کہتا کہ یہاں بڑی بڑی عظیم الشان آبادیاں اور انسانوں کی بستیاں آباد تھیں جو انقلاب زمانہ اور فانی دنیا میں اس صفحہ ہستی سے مٹ گئی ہیں. لیکن ان نیک ہستیوں کے نشان اب بھی قائم و دائم ہیں یہاں صاحب بصیرت اور صاحب نظر لوگ حاضری دیتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 328 نمبر 487 کے مطابق صاحب مزار کا نام بقیا نوش ہے اہل دیہہ پوری عقیدت و احترام سے یہاں حاضری دیتے ہیں مزار پختہ تعمیر ہے

marfat.com

پنڈی لوہاراں میں 9 گز لمبا مزار

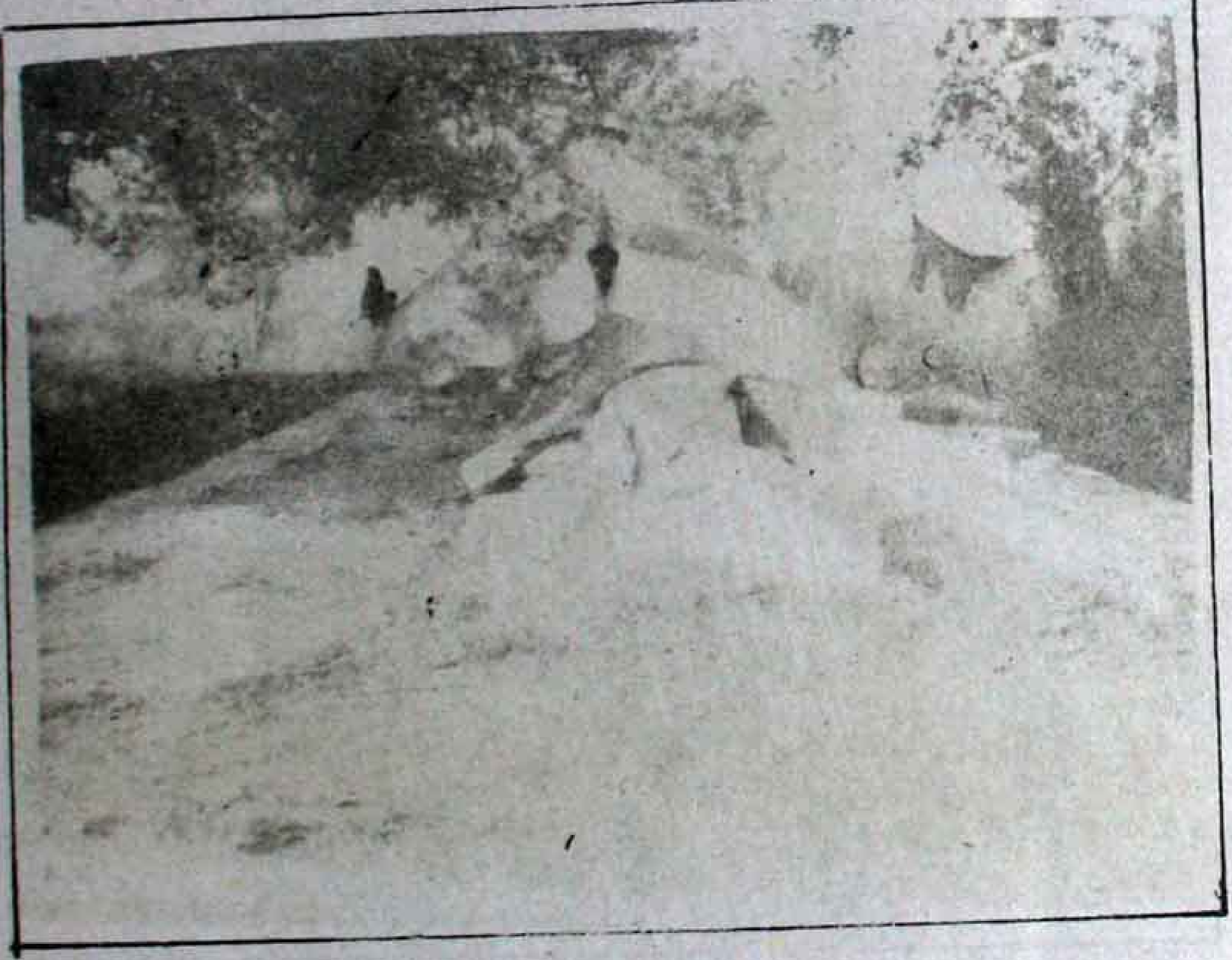

پنڈی لوہاراں اور میانی پنڈی دریائے چناب کے کنارے دو دیہات ہیں۔ دریائے چناب کے پتن ہونے کی وجہ سے ان دیہات کی ماضی میں خاصی اہمیت رہی کیونکہ کشتیوں کے ذریعے شاہی لشکر اور تجارتی قافلے اس پتن کے ذریعے دریائے چناب کو عبور کر کے مشہور قدیمی قصبہ سوہدرہ میں داخل ہوتے ماضی میں مشرق مغرب کو ملانے والا یہ راستہ تھا یہ مزار نو گز ہے۔ اور پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مزار کے ارد گرد بھی کئی لمبے مزار ہیں۔ مزار کے قریب پختہ سڑک جو نورا منڈیالہ کو جاتی ہے۔ اور دریائے چناب کے کنارے اختتام پذیر ہوتی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام ملکا نام ہے۔ یہ مزار میانی پنڈی میں بتایا گیا ہے۔ دونوں دیہات قریب ہیں

marfat.com

پنڈی میانی میں پیر اصحاب کا مزار

پنڈی میانی دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ ماضی میں یہاں ایک بہت بڑا پتن ہوا کرتا تھا۔ کشمیر سے اور جلالپور سے آنے والے تجارتی قافلے اس پتن کے ذریعے ہندوستان میں داخل ہوتے ماضی میں میانی پنڈی ایک بہت بڑا شہر تھا۔ یہاں نوگز لمبی قبروں کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ پنڈی میانی کا کافی رقبہ دریابرد ہو چکا ہے۔ اور کئی پرانے مزار دریابرد ہو چکے ہیں۔ میانی پنڈی کے قریب دریا کے کنارے کئی اور قدیمی بستیوں میں نوگز لمبے مزارات کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہ مزارات اس بات کے داعی ہیں کہ ماضی میں یہاں بہت بڑے شہر آباد تھے۔ جو حالات زمانہ کے ساتھ تباہ و برباد ہو گئے

marfat.com

بھلڑ نزد گجرات 9 گز لمبا مزار

یہ مزار گاؤں بھلڑ کے قریب واقع ہے ۔ گجرات سے ایک سڑک جلالپور جٹاں کی طرف جاتی ہے ۔ پل بولے سے ذرا آگے جانب شمال ایک سڑک بھولا پوریا کی طرف جاتی ہے ۔ اس سڑک پر تین گاؤں بھولا پوریا بھلڑ واقع ہیں ۔ تینوں دیہات میں 9 گز لمبے مزار ہیں جو پختہ تعمیر ہیں ۔ یہ مزار بھلڑ کے قریب واقع ہے ۔ پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے ۔ اس میدان میں 9 گز لمبے مزاروں کی تعداد تین کے لگ بھگ ہے ۔

marfat.com

پوریا میں 9 گز لمبا مزار

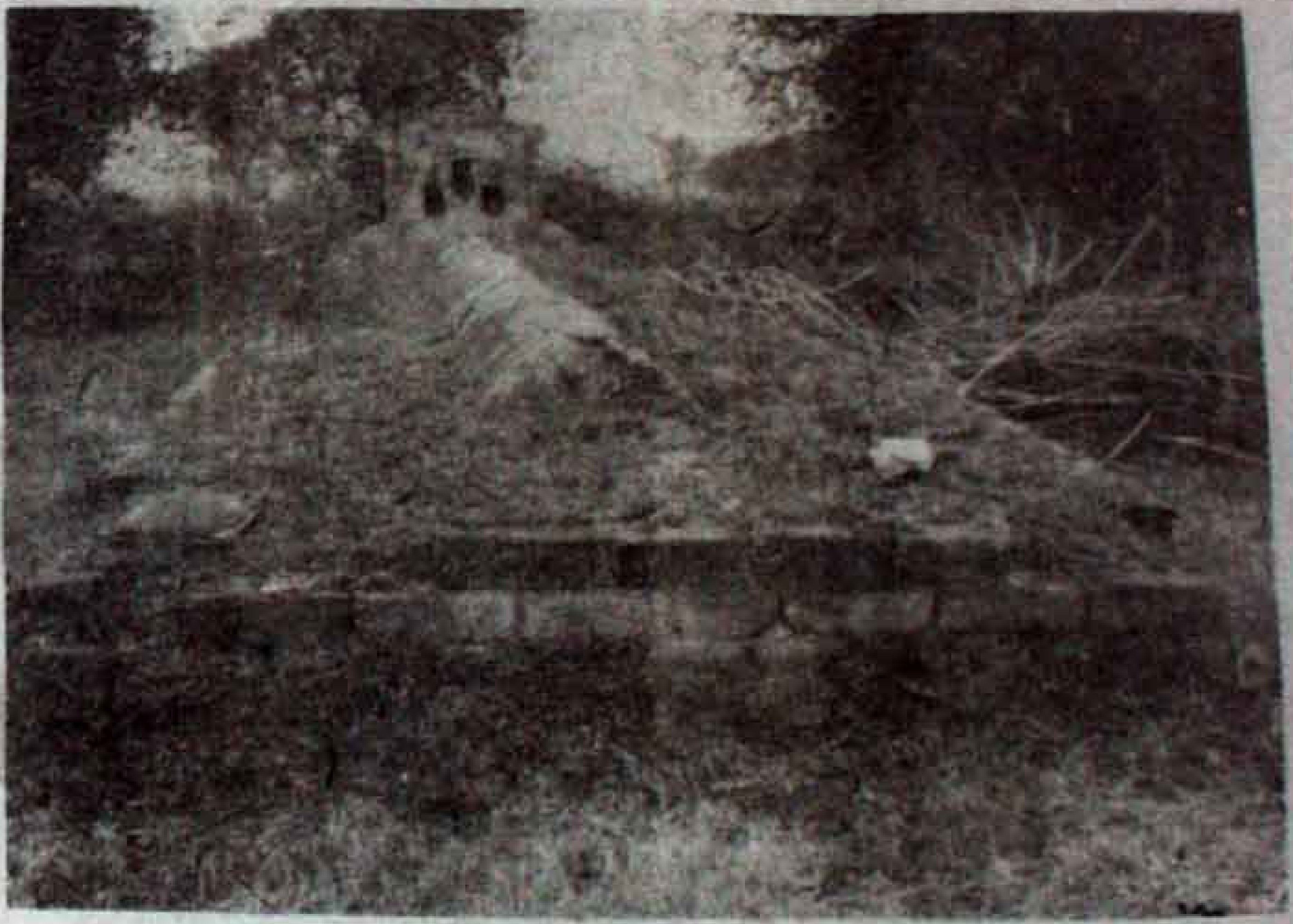

یہ مزار مشہور گاؤں پوریا کے قبرستان میں واقع ہے ۔ پختہ تعمیر ہے ۔ قبر کی لمبائی 9 گز ہے ۔ یہ علاقہ سرسبز اور میدانی ہے ۔ انسانی ضروریات کی اجناس یہاں وافر پیدا ہوتی ہیں ۔ ماضی میں اس علاقے سے قدیمی شاہراہ بھی گزرتی تھی ۔ جو برصغیر کو دوسرے علاقوں سے ملاتی ہے ۔ اس علاقہ میں ایسی قبروں کا سلسلہ دریائے چناب کے کنارے تک جا ملتا ہے ۔ قیاس کیا جاتا ہے ۔ ماضی میں یہ علاقہ میدان جنگ رہا ہے ۔ کیونکہ جنگیں انسانی آبادیوں سے دور ہوا کرتی تھیں ۔ یہ مزار گاؤں کے قبرستان میں ہے ۔ یہاں تین اور لمبے مزار بھی ہیں

marfat.com

لمبوڑ میں حضرت ناتنؒ کا مزار (دریابرد)

لمبوڑ جلالپور جٹاں کے قریب دریائے چناب کے کنارے ایک مشہور بستی تھی۔ لمبوڑ کئی دفعہ دریابرد ہوا پھر آباد ہوا۔ اب مقامی آبادی کے مطابق لمبوڑ گاؤں تیسری جگہ آباد کیا گیا ہے۔ ماضی میں انسانی آبادیاں دریاؤں چشموں کے قریب آباد تھیں دریاؤں چشموں کے ٹھنڈے میٹھے پانی کی وجہ سے یہاں چہل پہل ہوا کرتی تھی۔ اناج غلہ انسانی ضروریات زندگی کی فراوانی تھی۔ جسکی وجہ اللہ کے نیک بندے ہدایت ورشد کے لیے آتے رہے۔ لمبوڑ میں جو ہزاروں سالہ قدیمی مزار تھا حافظ شمس الدین گلیانیؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 333 پر صاحب مزار کا نام ناتنؒ درج ہے۔ انہوں نے اپنے اندازے کے مطابق نام کے اوپر 105 درجہ کیا ہے۔ اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ صاحب مزار خلیفہ اور غازی تھے

عدالت گڑھ میں حضرت انوشؒ کا مزار (دریابرد)

عدالت گڑھ نوشہرہ مغلاں کے قریب ایک بہت بڑا شہر تھا عدالت گڑھ میں ایک بہت بڑے ٹبہ پر حضرت آنوشؒ کا مزار تھا عدالت گڑھ اب دریائے چناب کے کٹاؤ کیوجہ سے دریا برد ہو چکا ہے۔ تاہم جب یہ شہر آباد تھا اس کی رونق بہت زیادہ تھی چناب کے ٹھنڈے میٹھے پانی کی وجہ سے دور دراز سے آنے والے قافلے یہاں قیام کرتے اور اپنی اور جانوروں کی پیاس بجھاتے۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق عدالت گڑھ میں جس نیک ہستی کا مزار تھا ان کا نام حضرت آنوشؒ ہے۔ جو حضرت داؤدؑ کی اولاد سے بیان کیے گئے ہیں۔ صاحب مزار کا نام قلمی نسخہ کے صفحہ 326 نمبر شمار 407 پر درج ہے

آج سے سو سال قبل یہ مزار دریائے چناب کے کنارے موجود تھے لیکن دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے یہ بستیاں اور مزار دریابرد ہو چکے ہیں۔

marfat.com

لکھنوال اور جلالپور جٹاں کے درمیان نو گز لمبا مزار

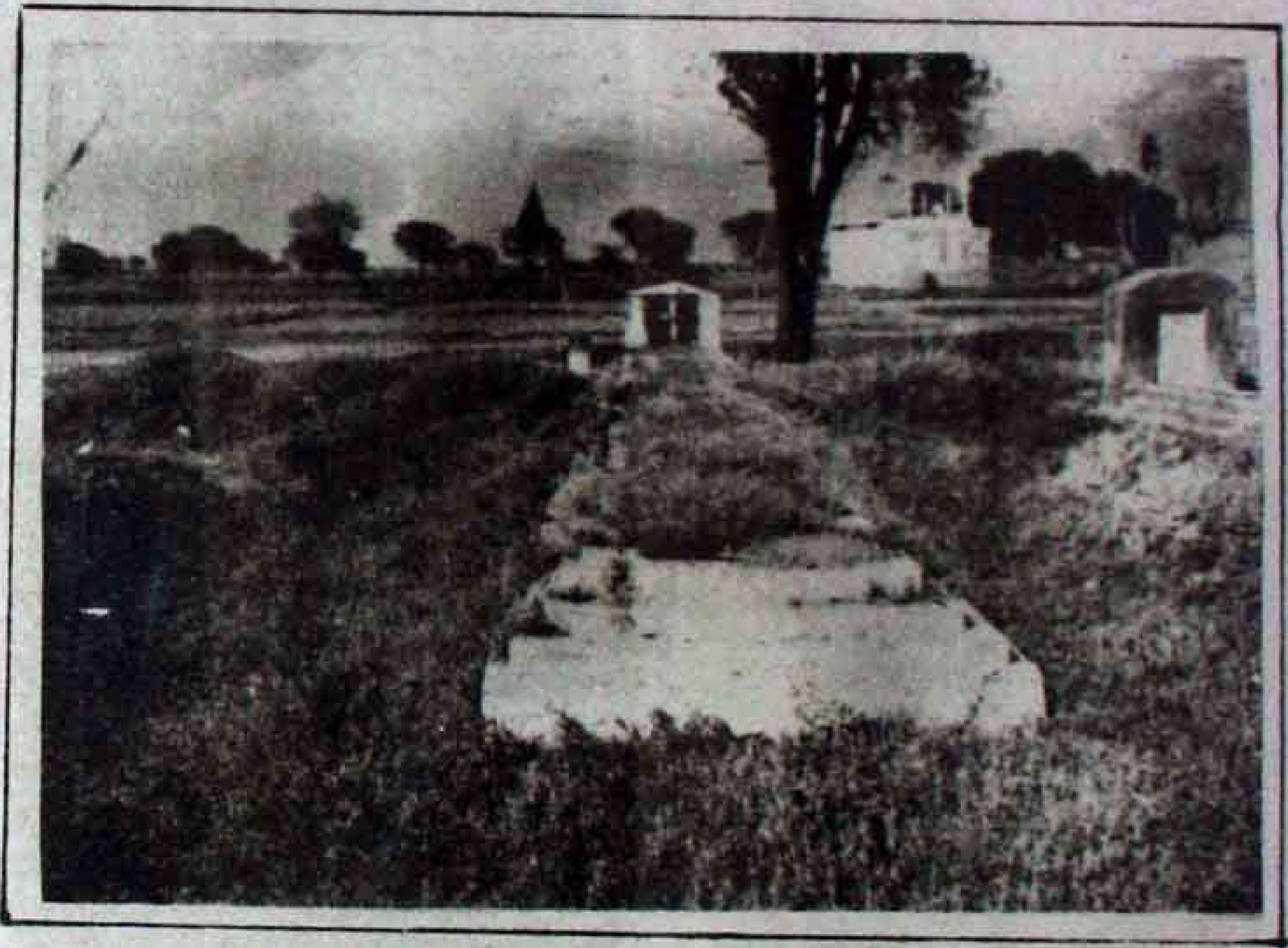

جلالپور جٹاں سے ایک سڑک لکھنوال ٹانڈہ کی طرف جاتی ہے لکھنوال کے قریب زرعی زمینوں میں سڑک کے جانب جنوب درختوں کے جھنڈ میں یہ نوگز قبر موجود ہے قبر کی لمبائی نوگز ہے گھنے درخت بھی ہیں یہ قبر زرعی زمینوں میں ہے شروع میں یہاں میلہ بھی منعقد ہوتا تھا جو اب کسی وجہ سے بند ہو گیا ہے کئی اہل نظر یہاں حاضری دیتے ہیں سالہا سال اس قبر کا تقدس برقرار ہے۔ یہ مزار قدیمی شاہراہ کے قریب ہے اس قبر سے جانب مشرق ہزاروں سالہ قدیمی بستیاں لکھنوال رکھے بھل پور ہے ایسی پرانی قدیمی قبروں کے نشان دریائے چناب کے کنارے جابجا پائے جاتے ہیں

marfat.com

چودھووال میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام عطار ہے

یہ گاؤں جلالپور کھاریاں روڈ پر فتح پور کے قریب ہے یہاں شمال کی جانب کئی نو گز لمبے مزار ہیں جو پختہ تعمیر ہیں۔ قرب وجوار بلند بالا ٹبے اور ٹیلے ہیں یہ مزار پختہ تعمیر ہے حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام "عطار" ہے اہل دیہہ پوری عقیدت سے حاضری دیتے ہیں بقول حافظ شمس الدین صاحب آپ کا سلسلہ نسب بزرگ ہستیوں سے جا ملتا ہے صاحب مزار کا نام قلمی نسخہ کے صفحہ 332 پر درج ہے

marfat.com

ماجرہ کے قریب 9 گز لمبا مزار

ماجرہ گاؤں سے شمال میں ایک قدیمی گزرگاہ جو دریائے نمل سے ہوتی ہوئی جلالپور اور بسلوں پور کی طرف جاتی ہے کے قریب واقع ہے۔ یہ مشہور عام گزرگاہ ماجرہ کے قریب ہے۔ شمال کی جانب سے پہاڑوں سے نکلنے والا نالہ جس میں برسات میں پانی رہتا ہے یہ 9 گز لمبی قبر اس آبی گزرگاہ کے کنارہ پر ہے۔ مقامی زبان میں اسے نوگزہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس علاقہ میں بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چند نوگزہ لمبے مزار پائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ یہ ٹیلے اور تباہ شدہ بستیوں کے آثار بھی ملتے ہیں۔ ان جگہوں سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور کھدائی کے دوران بچوں کے مٹی کے بنے کھلونے اور چلموں کے پائپ بھی ملتے ہیں

جیدپور میں حضرت ساسانوشؑ کا نو گز لمبا مزار

نوٹ:- اہل دیہہ نے مزار مسمار کر دیا ہے

جیدر پور کا قصبہ حاجی والا روڈ کی جانب مغرب ہے گاؤں قدرے بلند ٹبہ پر ہے جید پور کی جانب جنوب مشرق ایک آبی گزر گاہ کے کنارے حضرت ساسانوش کا نوگز لمبا مزار تھا جہاں بڑے گھنے درخت ہوا کرتے تھے اہل دیہہ میں کچھ افراد نے یہاں درسگاہ تعمیر کرتے وقت مزار کو مسمار کر دیا ہے بزرگ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اس پاک نیک ہستی کے مزار پر حاضری دیا کرتے تھے حضرت ساسانوش کا مزار ہزاروں سال سے قائم دائم تھا لیکن وطن عزیز میں چند افراد نے اس قدیمی نشان کو مٹانے کی کوشش کی ہے تاہم اہل دیہہ اور گردونواح کے افراد کے تعاون سے مزار مبارک از سر نو تعمیر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ راقم نے اس سلسلہ میں ضلعی انتظامیہ کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔

marfat.com

موضع بھورچھ میں مزار

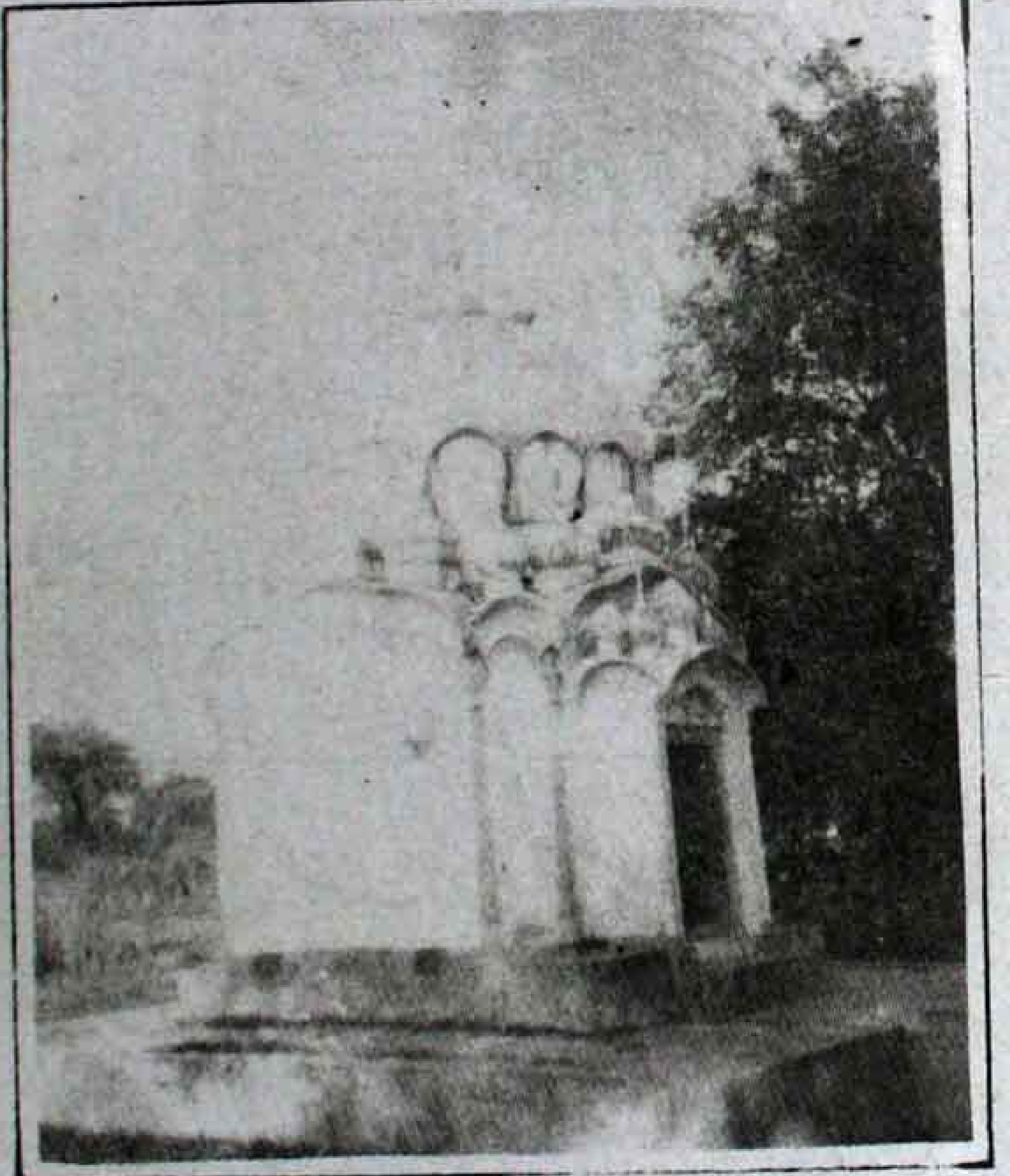

یہ مزار مشہور سڑک جوشاہ بھولا سے نکل کر حاجی والا روڈ کے نام سے پکاری جاتی ہے کوٹ امیر حسین کے قریب چھوٹی سی بستی بھورچھ ہے مزار پختہ تعمیر ہے مزار کے قریب ہی کوٹ امیر حسین میں بھی 9 گز خانقاہ جس کا ذکر حافظ شمس الدین گگیانوی کے قلمی نسخہ انوارالشمس میں ہے قلمی نسخہ کے مطابق کوٹ امیر حسین میں صاحب مزار کا نام شمعون ہے اور بھورچھ میں صاحب مزار کا نام ام جرجیس ہے صفحہ 335 پردرج ہے اور آپ کا سلسلہ نسب انتہائی پاک ہستیوں سے ملتا ہے صدیوں سے ان پاک ہستیوں کے نشان قائم ہیں جو مٹائے نہیں جاسکے، کوٹ امیر حسین میں صاحب مزار کا نام قلمی نسخہ کے صفحہ 326 نمبر شمار 425 کے مطابق شمعون ہے

marfat.com

چیچیاں شمس میں 9 گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام مرعان ہے

چیچیاں شمس اعوان شریف روڈ پر جھانس نزد فتح پور کے قریب ہے یہ مزار قبرستان میں ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے جو پختہ تعمیر ہے اہل دیہہ گردونواح کے لوگ عقیدت سے حاضری دیتے ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام "مرعان" ہے ماضی میں اس قصبہ کو ایک تجارتی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے خاصی اہمیت حاصل رہی حافظ شمس الدین اکثر بیشتر یہاں حاضری دیتے رہے یہاں حاضر ہونے والوں کو من کی مرادیں ملتی ہیں دینی دنیاوی فیض بھی ملتا ہے اس صفحہ کے حاشیہ کے دائیں جانب تحریر درج ہے اسماء المرسلین کہ ہر ایک اصحابی سلیمان علیہ السلام غازی شدہ اند لیکن بعداز انتقال سلیمان علیہ السلام مدت پندرہ سال در حرب عظیم در ملک ہند افغانستان شہید شدند

marfat.com

معین الدین پور میں شاہ بہرام کا نو گزہ لمبا مزار

معین الدین پور ایک تاریخی قصبہ ہے ہزاروں سالہ قدیمی آبی گزرگاہ کے کنارے واقع ہے کابل کی طرف سے آنے والی قدیمی شاہی سڑک جو دریائے چناب اور وسطی ہند کی طرف جاتی تھی معین الدین پور کے قریب سے گزرتی ہے ۔ معین الدین پور کے قریب ایک تباہ شدہ بستی جو ٹبہ کی صورت کافی رقبہ میں پھیلی ہوئی ہے ۔ اس بات کی نشاندہی ہے کہ کسی زمانہ میں بہت بڑا شہر آباد تھا ۔ بلکہ اس علاقہ میں سے اسے مرکزی حیثیت حاصل رہی معین الدین کے جنوب کی جانب چک سادہ روڈ پر شاہ بہرام کا نو گز لمبا مزار ہے ۔ جس کے بارے میں روایت مشہور ہے کہ بخار میں مبتلا مریض یہاں حاضری دیتے ہیں اور صحت یاب ہو جاتے ہیں ۔ شاہ بہرام کے مزار کے جنوب کی جانب آبی گزرگاہ کے قریب ایک اور قدیمی مزار ہے ۔ جو شاہ غریب کے نام سے مشہور ہے ۔ معین الدین پور کے بزرگوں کے مطابق شاہ بہرام اور شاہ غریب دونوں بھائی بیان کئے جاتے ہیں ۔

جہلم کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے
قلعہ روہتاس، ٹلہ جوگیاں، قلعہ نندنا
کتاب سیالکوٹ سے خیبر تک
میں ملاحظہ فرمائیں
ملنے کا پتہ: ـ یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات

marfat.com

چانگانوالی میں نو گز لمبا مزار

یہ مزار گجرات شہر کے جانب مغرب چند میل کے فاصلہ پر بھمبر نالہ کے قریب موضع چانگانوالی میں ہے مزار پختہ تعمیر ہے اور اس کی لمبائی نو گز ہے ۔ شہابدیوال کے ایک بزرگ نے حالیہ دنوں اسے پختہ تعمیر کرایا ۔ یہاں سے ایک سڑک دلانوالہ روڈ کے نام سے مشہور ہے گزرتی ہے یہ سڑک ماضی میں برصغیر ہند کو مغرب سے ملاتی رہی کئی تجارتی قافلے یہاں سے گزرتے رہے اور اللہ کے نیک بندے دین کی تبلیغ کے لیے اسی سڑک سے گزرتے رہے ۔ حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 324 نمبر شمار 352 کے مطابق صاحب مزار کا نام مرطوشؒ ہے جو حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں ۔ چانگانوالی کے قریب ملو ڈھول خورد اور شہابدیوال میں بھی لمبے مزارات پائے جاتے ہیں

marfat.com

جٹو کل نزد بٹی مرلاں میں نو گز لمبا مزار

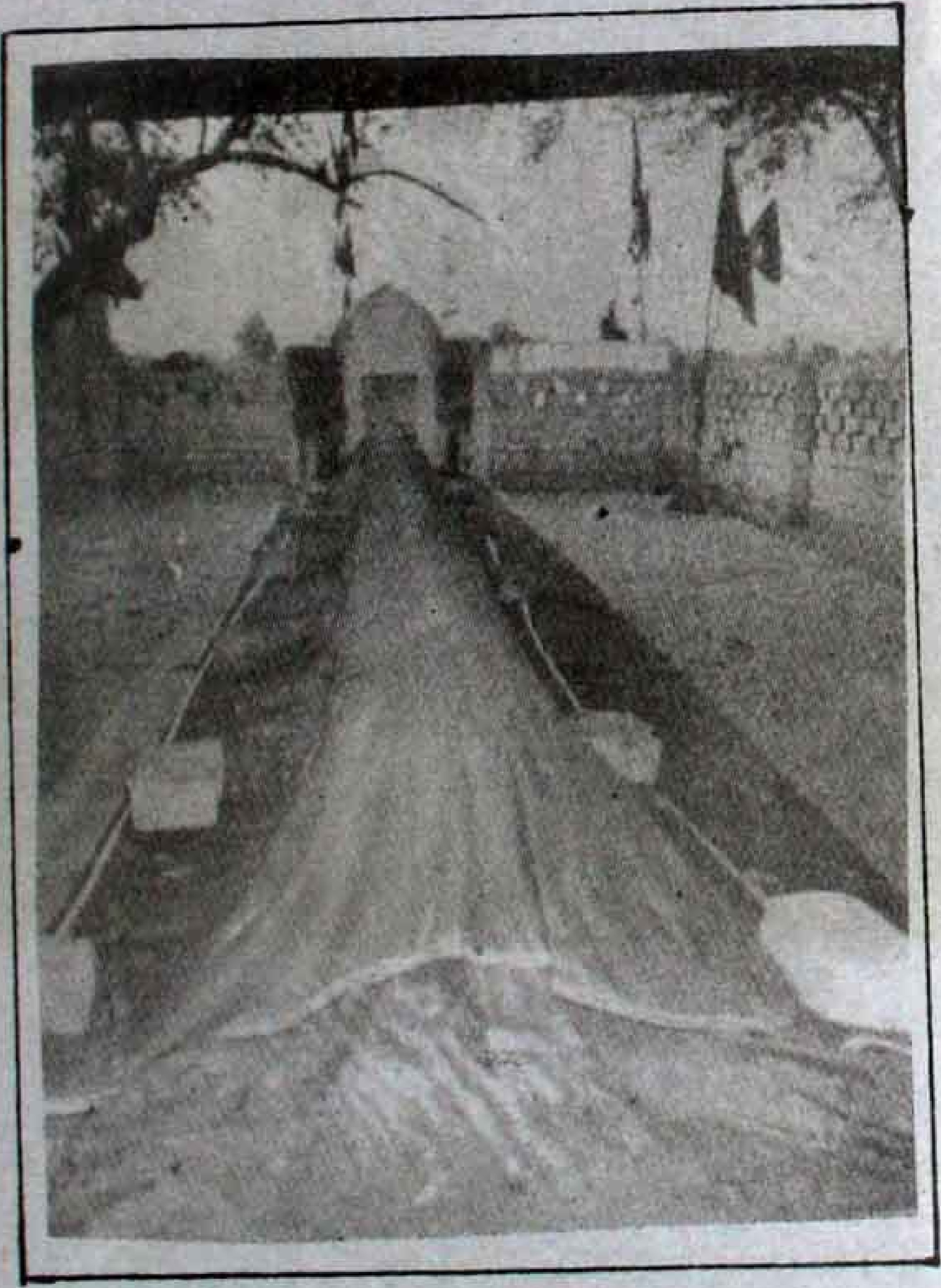

یہ مزار جٹو کل کے جانب مغرب بٹی مرلاں کے رقبہ میں ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے جو پختہ تعمیر ہے ۔ مزار کے قریب ایک اور بھی روضہ ہے ۔ مزار تک جانے کے لیے سرگودھا روڈ سے ایک سڑک ٹالی پورہ کی طرف جاتی ہے اس مزار کے جانب مغرب نالہ بھمبر کے قریب بھی نو گز قبریں ہیں ماضی میں مغرب سے آنیوالے قافلے اسی علاقہ سے گزرتے تھے ۔ اجناس کی پیداوار کی وجہ سے غلہ کی خرید و فروخت کی بہت بڑی منڈی تھی ہزارہا سال قبل بھی یہاں انسانی آبادیوں کے آثار پائے گئے

marfat.com

ادھووال میں نو گز لمبا مزار

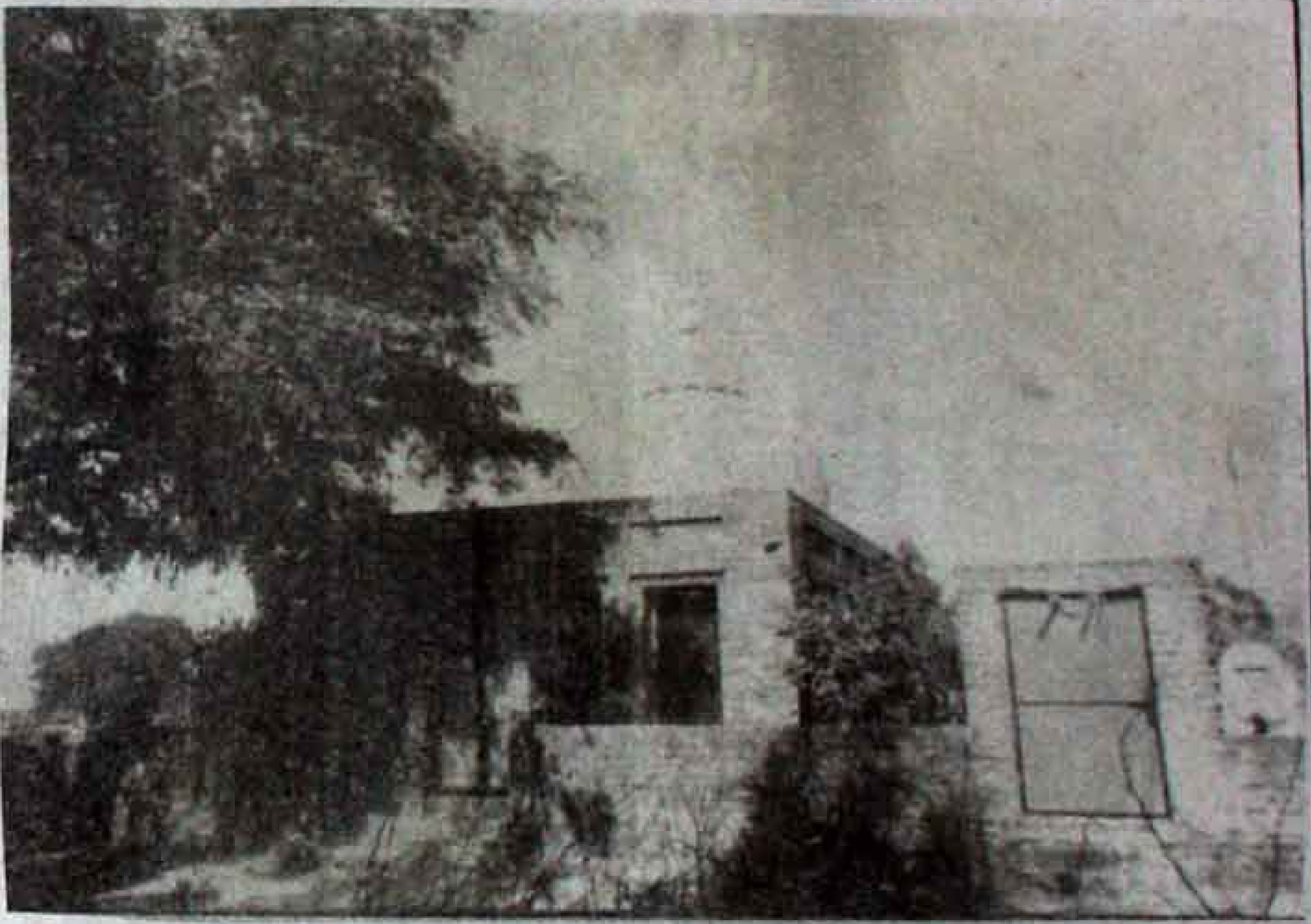

یہ گاؤں گجرات کے قریب شاہی روڈ پر واقع ہے ۔ یہ سڑک برساتی نالہ بھمبر کو عبور کرنے کے بعد دلاں والا روڈ سے مل کر ڈنگہ سے ہوتی ہوئی ہیڈ رسول سے جا ملتی ہے ۔ ماضی میں اس سڑک پر سے تجارتی قافلے گزرتے جو نورا منڈیالہ روڈ سے ہوتے ہوئے سوہدرہ اور ہندوستان کی طرف جاتے پانی انسانی زندگی کا لازمی جز ہے ۔ ماضی میں ان کی آبادیاں پانی کے ذخائر کے قریب ہوتی تھیں ۔ یہ مزار نو گز لمبا ہے ۔ اور پختہ تعمیر کیا گیا چھت بھی ہے ۔ اہل دیہہ گردونواح مزار سے عقیدت رکھتے ہیں ۔ اس علاقہ میں لمبی قبروں کا سلسلہ ہے ۔ کیونکہ نالہ بھمبر اس کے قریب ہے ۔ پانی کے آثار پائے جاتے ہیں

marfat.com

مہلو غربی نزد بھمبر نالہ کے قریب نو گز لمبا مزار

مہلو گاؤں نالہ بھمبر کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ مہلو تک جانے کے لئے بند کے اوپر ایک کچی سڑک ہے مہلو گاؤں نالہ کی طغیانی کی وجہ سے کئی بار برد ہوا اور پھر آباد ہوا یہ مزار مہلو کے جانب شمال قبرستان میں ہے مزار کی لمبائی نو گز ہے۔ چار دیواری اور چھت بھی ہے مزار پختہ تعمیر ہے۔ علاقہ میں بھی نوگزے مزار ہیں ان کی تعداد تقریباً پانچ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ یہاں بھی تھوڑے فاصلہ پر پانچ مزار جو شہابدیوال چانگانوالی مہلو ادھووال میں ہیں۔ ۱:۔ شہابدیوال۔ ۲:۔ چانگانوالی۔ ۳:۔ مہلو۔ ۴:۔ دھول خورد۔ ۵:۔ ادھووال میں تمام مزار پختہ تعمیر ہے۔ نو گز لمبے ہیں

marfat.com

دلانوالہ روڈ رنیاں کے جانب شمال نو گز لمبا مزار

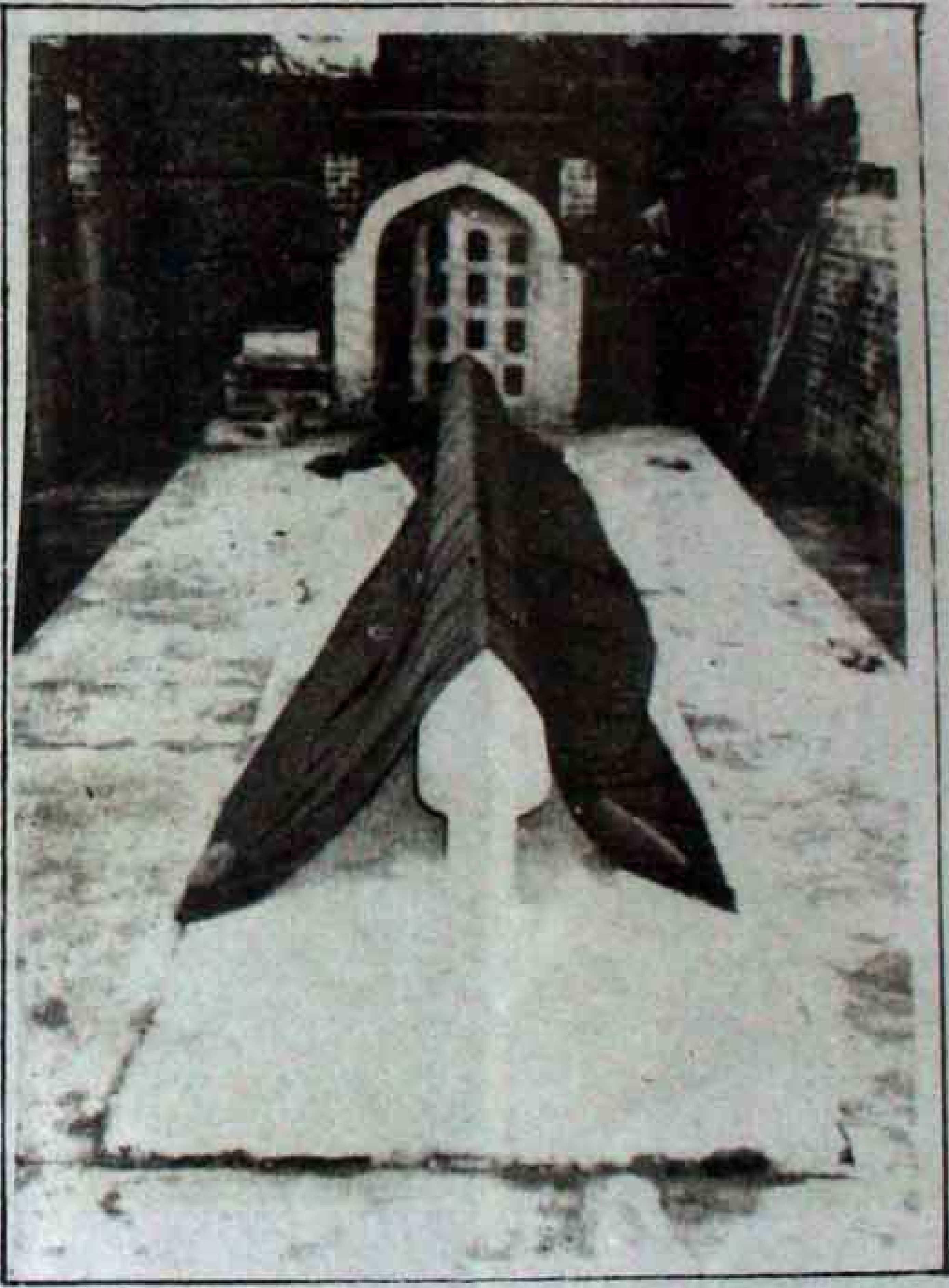

یہ مزار گاؤں کے شمال کی جانب ہے۔ مزار کے قریب کوئی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں ۔ ٹبہ ٹیلہ میں سے مٹی کے برتن کے ٹکڑے اور قدیمی دور کی کئی چیزیں ملتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی قدیمی بستی تھی جو کسی معرکہ میں ملیامیٹ ہو گئی لیکن اللہ کے نیک بندوں کا نشان کوئی نہ مٹا سکا مزار نو گز لمبا ہے چار دیواری بھی ہے۔ سر کی جانب تھوڑے سے حصہ پر چھت بھی ڈال دی گئی ہے۔ مقامی آبادی کے علاوہ گردونواح کے لوگ یہاں بڑی عقیدت سے حاضری دیتے ہیں رنیاں ہزاروں سالہ قدیمی گذرگاہ کے قریب واقع ہے

marfat.com

دلانوالہ روڈ رنیاں کے جانب جنوب نو گز لمبا مزار

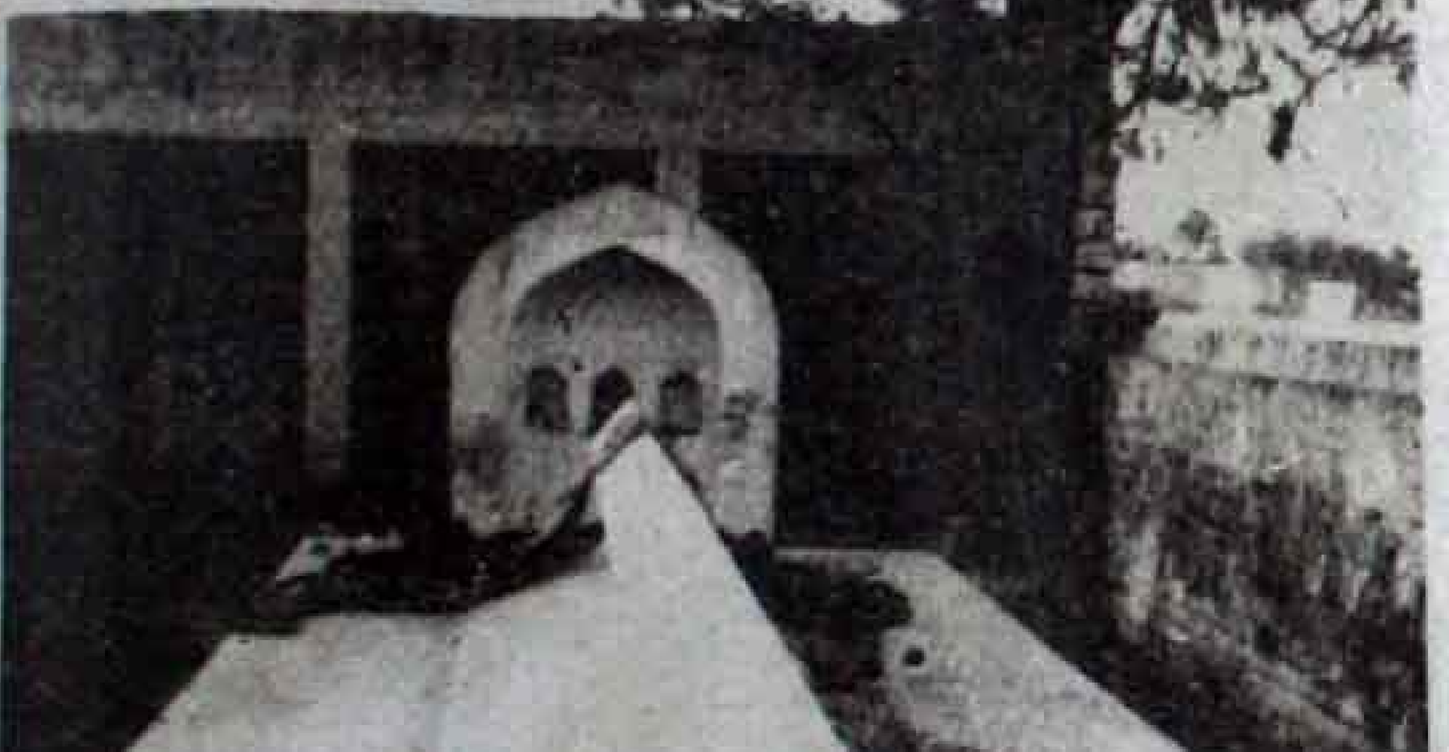

گجرات سے ایک قدیمی سڑک جو بھمبر نالہ کے قریب سے ہوتی ہوئی ڈنگہ کی طرف جاتی ہے ۔ اس سڑک کو اب دلانوالہ روڈ کے نام سے پکارتے ہیں ۔ اس سڑک پر نہر کے قریب ایک مشہور قصبہ رنیاں ہے ۔ رنیاں ایک بہت قدیمی قصبہ ہے ۔ اور زرخیزی میں علاقے میں ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے ۔ رنیاں گاؤں کے جانب جنوب بیریوں کے درختوں میں یہ نو گز لمبا مزار ہے ۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے ۔ پختہ تعمیر ہے اور چار دیواری بھی ہے اور اس کے قریب بیریوں کے درخت ہیں یہ مزار زرعی زمینوں میں ہے ۔ ایسے قدیمی مزارات اور تباہ شدہ ٹبے ٹیلے گردونواح میں پائے جاتے ہیں قدیمی گذر گاہ ہونے کی وجہ سے کسی معرکہ میں یہ شہر تباہ برباد ہوتے ہوں گے ۔

marfat.com

دلانوالہ روڈ سمن پنڈی میں 9 گز لمبا مزار

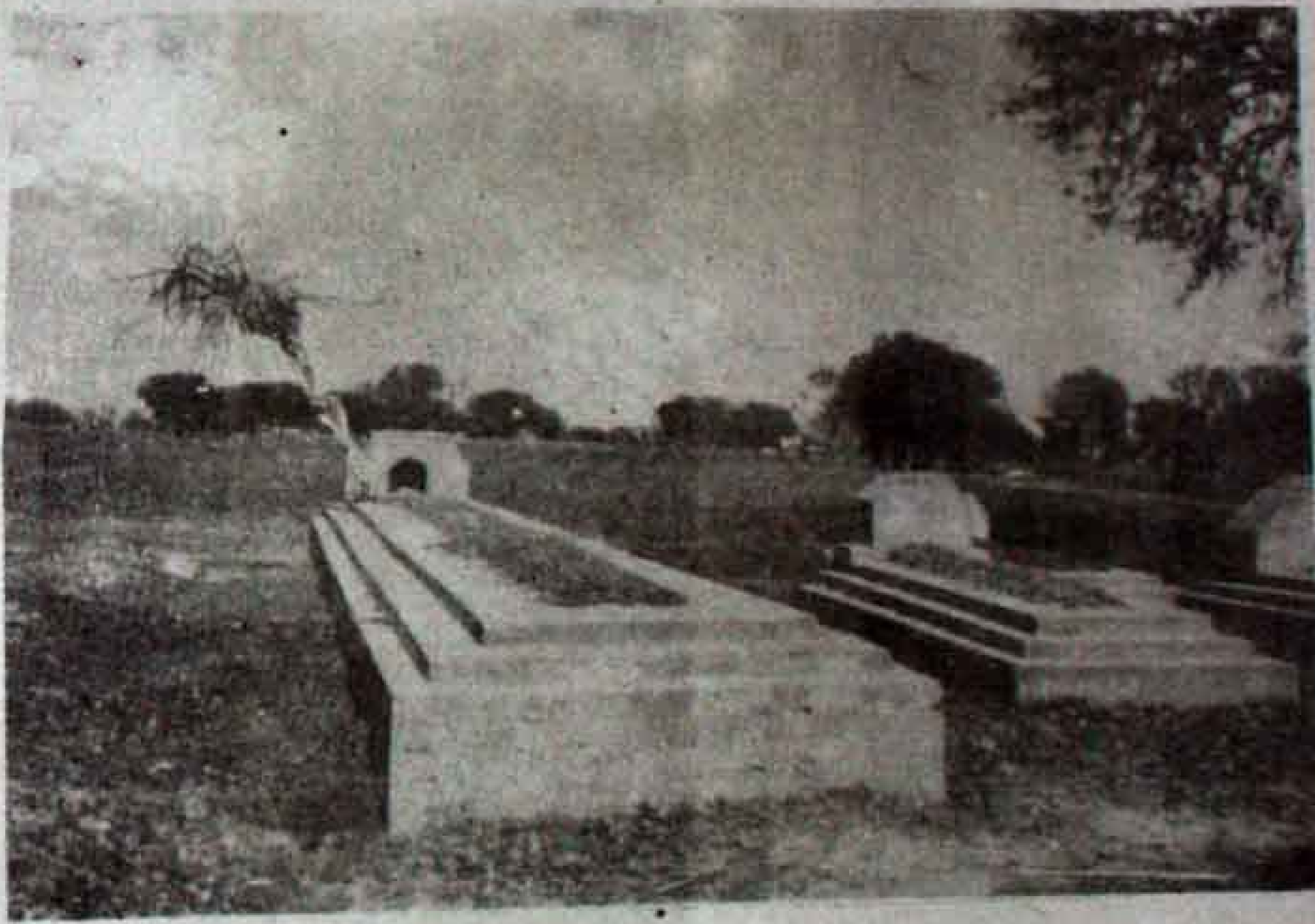

گجرات تا ڈنگہ روڈ پر دلانوالہ کے قریب موضع پنڈی میں 9 گز لمبا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور قریب ڈیرہ بھی ہے۔ جہاں چند اور قبریں بھی ہیں۔ جو پختہ تعمیر ہیں۔ ماضی میں اس سڑک پر قدیمی قصبے آباد رہے۔ ان کے میدانوں میں حق اور باطل کی جنگیں ہوتی رہیں۔ اور اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کی یادگاروں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ جن کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ لیکن مقامی روایات نسل در نسل آگے منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ یہی مقامی روایات تاریخ کے اوراق بن جاتے ہیں اور لکھنے والے انہیں تاریخ کا حصہ بنا دیتے ہیں۔ اس قدیمی روڈ پر کئی قدیمی آثار پائے جاتے ہیں

marfat.com

دھول خورد میں نو گز لمبا مزار

سر سبز میدانوں میں ایک مشہور سڑک ڈنگہ سے نکل کر گجرات شہر کی طرف آتی ہے اور گجرات میں یہ سڑک شاہی روڈ کے نام سے مشہور ہے اس سڑک پر کئی نو گز لمبے مزار ہیں دلانوالہ روڈ پر موضع دھول خورد میں نو گز لمبا مزار ہے اس قسم کے دو نو گز لمبے مزار قریب قریب ہیں مزار کے نصف حصہ پر چھت ڈال دی گئی ہے مزار پختہ تعمیر ہے اور چار دیواری بھی ہے اہل دیہہ قرب و جوار کے عقیدت مند حاضری دیتے ہیں کوئی خلاف شرع حرکت دیکھنے میں نہیں آئی

marfat.com

شہابدیوال میں دلانوالہ روڈ پر 9 گز لمبا مزار

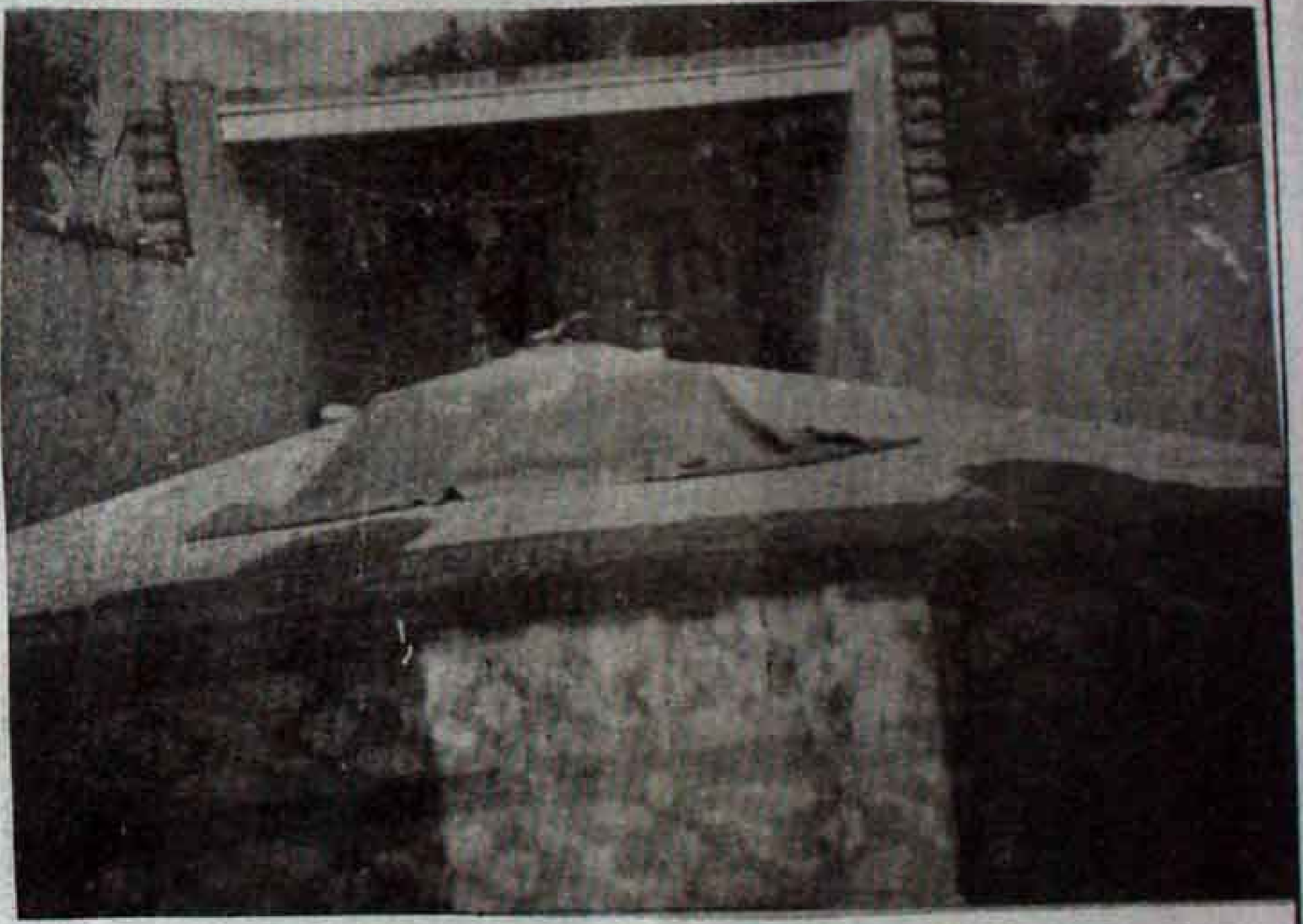

گجرات سے ایک قدیمی راستہ پل شیطانیاں کے قریب سے ڈنگہ سے ہوتا ہوا ہیڈ رسول کی طرف جا نکلتا ہے اس قدیمی سڑک کے ذریعے سے سرزمین ہند اور عرب کے درمیان بالخصوص افغانستان کے درمیان تجارت ہوتی تھی اس سڑک کے کنارے کئی لمبی قبریں ہیں دلاں والا روڈ پر ایک قدیمی قصبہ شہابدیوال ہے اس گاوں میں 9 گز خانقاہ پختہ تعمیر ہے چاردیواری بھی ہے پوری عقیدت سے زائرین حاضر ہوتے ہیں ۔ انوار الشمس قلمی نسخہ کے صفحہ 332 پر صاحب مزار کا نام محمائیل ہے علامت سے غازی خلیفہ ظاہر کیا گیا ہے

marfat.com

کنجاہ میں پیر سبز غازی کا 9 گز لمبا مزار

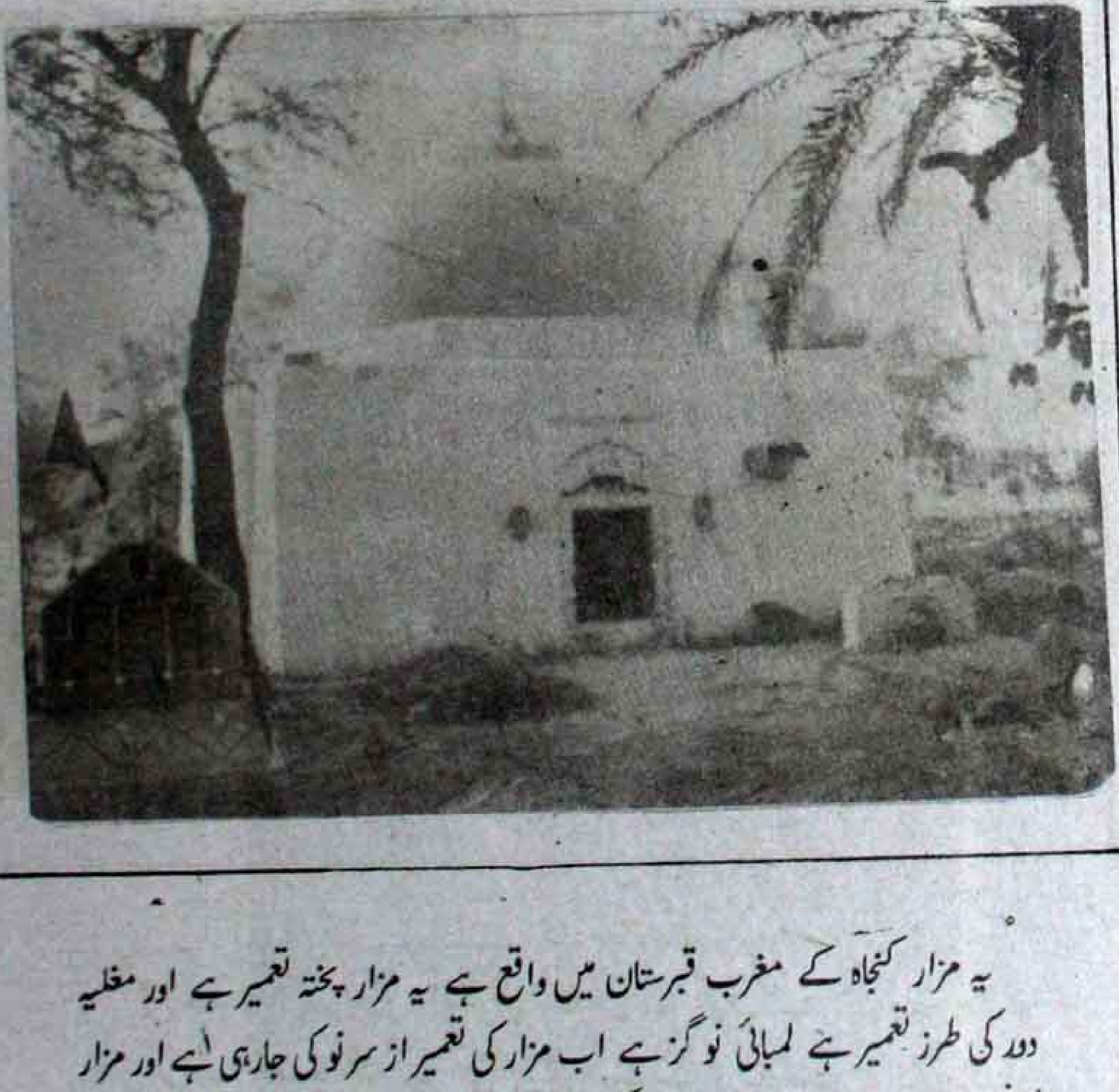

یہ مزار کنجاہ کے مغرب قبرستان میں واقع ہے یہ مزار پختہ تعمیر ہے اور مغلیہ دور کی طرز تعمیر ہے لمبائی نو گز ہے اب مزار کی تعمیر از سر نو کی جارہی ہے اور مزار کافی زیر زمین چلاگیا ہے یہ قصبہ کنجاہ کے جانب مغرب ڈنگہ روڈ پر واقع ہے یہ سڑک ماضی میں برصغیر کو مشرق وسطی سے ملاتی رہی اور بڑے بڑے حملہ آور اسی راستے ہندوستان آتے رہے یہ تجارتی راستہ تھا اس سڑک پر جانب ڈنگہ کافی نو گز لمبی قبریں ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صفحہ 333 دقیانوش ہے سلیمانؑ کی اولاد سے ہیں مشہور نام پیر سبز غازی ہے مزار اب جدید انداز میں تعمیر کیا جارہا ہے

marfat.com

شیخ قریشیاں اور مچھیانہ میں 9 گز لمبا مزار

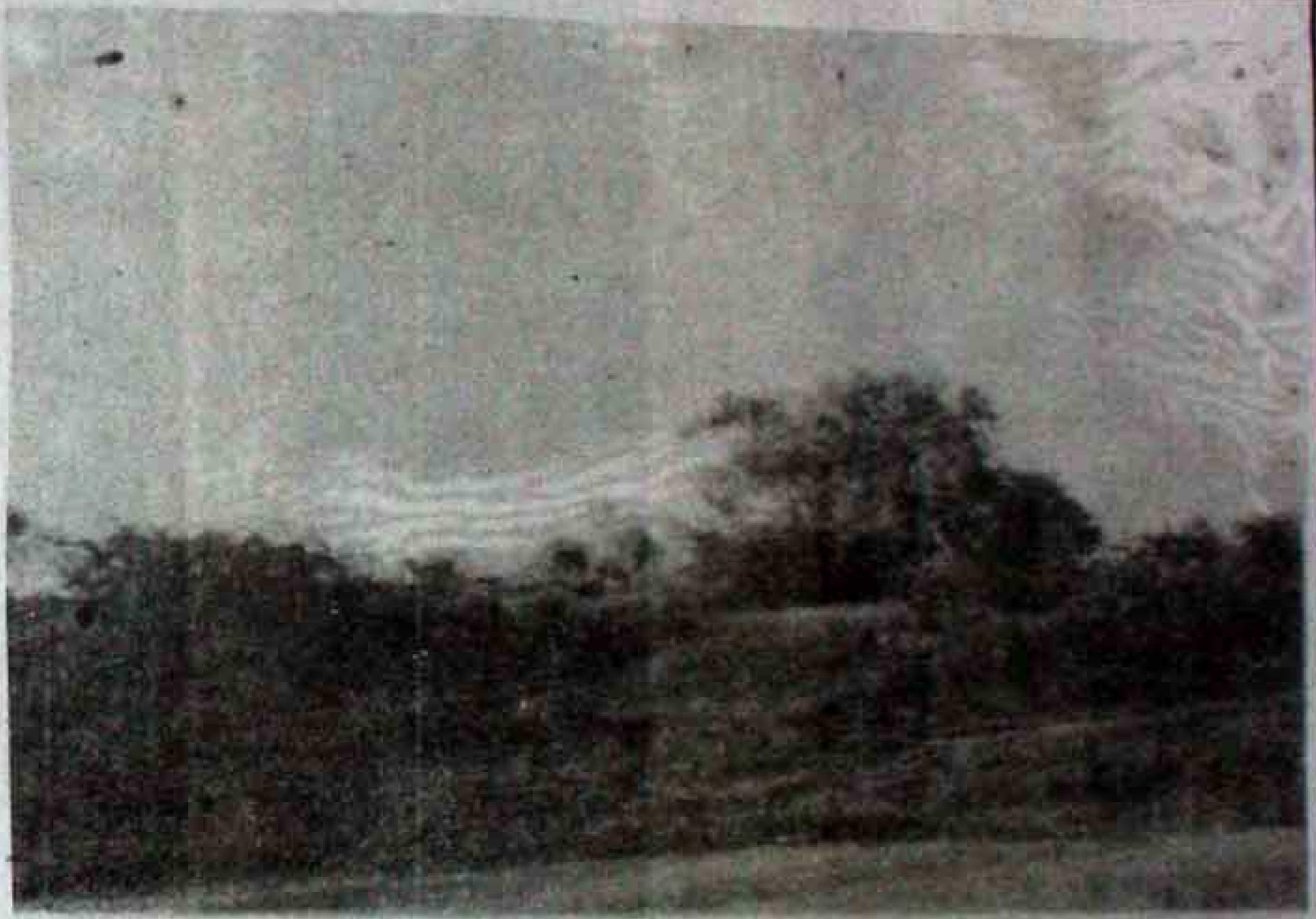

گجرات سے ایک سڑک کنجاہ کی طرف جاتی ہے۔ نہر کی پٹری سے ایک سڑک ساروکی کی طرف جاتی ہے۔ ساروکی کے قریب اور شیخ قریشیاں کے نزدیک آبی گزرگاہ کے کنارے ایک قدیمی مزار ہے۔ جس کی لمبائی 9 گز ہے۔ مزار کے قریب سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ مقامی روایات کے مطابق اس آبی گزرگاہ کے کنارے ایک پرانا شہر آباد تھا۔ اس پرانے شہر کے آثار اب ختم ہو چکے ہیں۔ کئی صدیاں گزرنے کے باوجود یہ مزار اپنی جگہ قائم ہے۔ مختار باسی کے مطابق صاحب مزار سے لوگ فیض حاصل کرتے ہیں۔ پہلے وقتوں میں جس کسی کو ملیریا بخار ہوتا تھا تو مزار سے ایک ٹھیکر (مٹی کے برتن کا پختہ ٹکڑا) دھاگے سے باندھ کر گلے میں پہن لینے سے بخار اتر جاتا۔ اسی قصبہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر مچھیانہ میں بھی ایک قدیمی 9 گز لمبا مزار ہے۔ ان بستیوں کے قریب کنجاہ ایک قدیمی شہر تھا۔ برصغیر میں داخل ہونے والے اللہ کے نیک بندے اس گزرگاہ سے اس خطہ میں داخل ہوتے رہے۔ اور کنجاہ کے قریب حق و باطل کے درمیان کئی معرکے ہوئے۔ ان معرکوں کی نشانیاں یعنی اللہ کے نیک بندوں کے آثار اس قدیمی گزرگاہ کے ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں۔ یہ علاقہ میدان ہونے کی وجہ سے اجناس پیدا کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس خطہ میں خوشحالی کے پیش نظر یہاں مختلف ادوار میں ارض مقدس سے اللہ کے نیک بندے رشد و ہدایت کے لئے تشریف لاتے رہے۔

marfat.com

ناگریانوالہ میں حضرت ساول حام کا 9 گز لمبا مزار

قدیمی قصبہ کنجاہ کے قریب سے ایک سڑک ناگریانوالہ کو جاتی ہے۔ ناگریانوالہ میں تین 9 گز لمبے قدیمی مزار ہیں۔ ایک گاؤں کے مغرب میں دوسرا شمال اور مغرب کی جانب تیسرا گاؤں کے وسط میں ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے۔ صاحب مزار کا نام حضرت شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 328 نمبر شمار 474 کے مطابق صاحب مزار کا نام ساول حام ہے جو اللہ کے نبی بیان کیے گئے ہیں۔

راقم نے اس مزار پر ان کے نام کی سنگ مرمر کی تختی پر مختصر تاریخ تحریر کر کے سر کی جانب نصب کر دی ہے ناگریانوالہ گاؤں ایک بلند و بالا ٹبہ پر ہے۔ اسی قصبہ کے قریب کنجھڑی، موسی کٹھانہ، گوگا کا ٹبہ اور کنجاہ کی قدیمی بستی ناگریانوالہ کی قدیمی ہونے کی داعی ہے۔ مزار کی چار دیواری بھی ہے اور مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے قدیمی گذر گاہ جو سرزمین عرب کو برصغیر سے ملاتی تھی ناگریانوالہ کے قریب سے گزرتی تھی۔ زرخیز زمین کی وجہ سے یہ خطہ اجناس کی پیداوار کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔

marfat.com

باگڑیاں والہ میں نو گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام جعلا طوس ہے

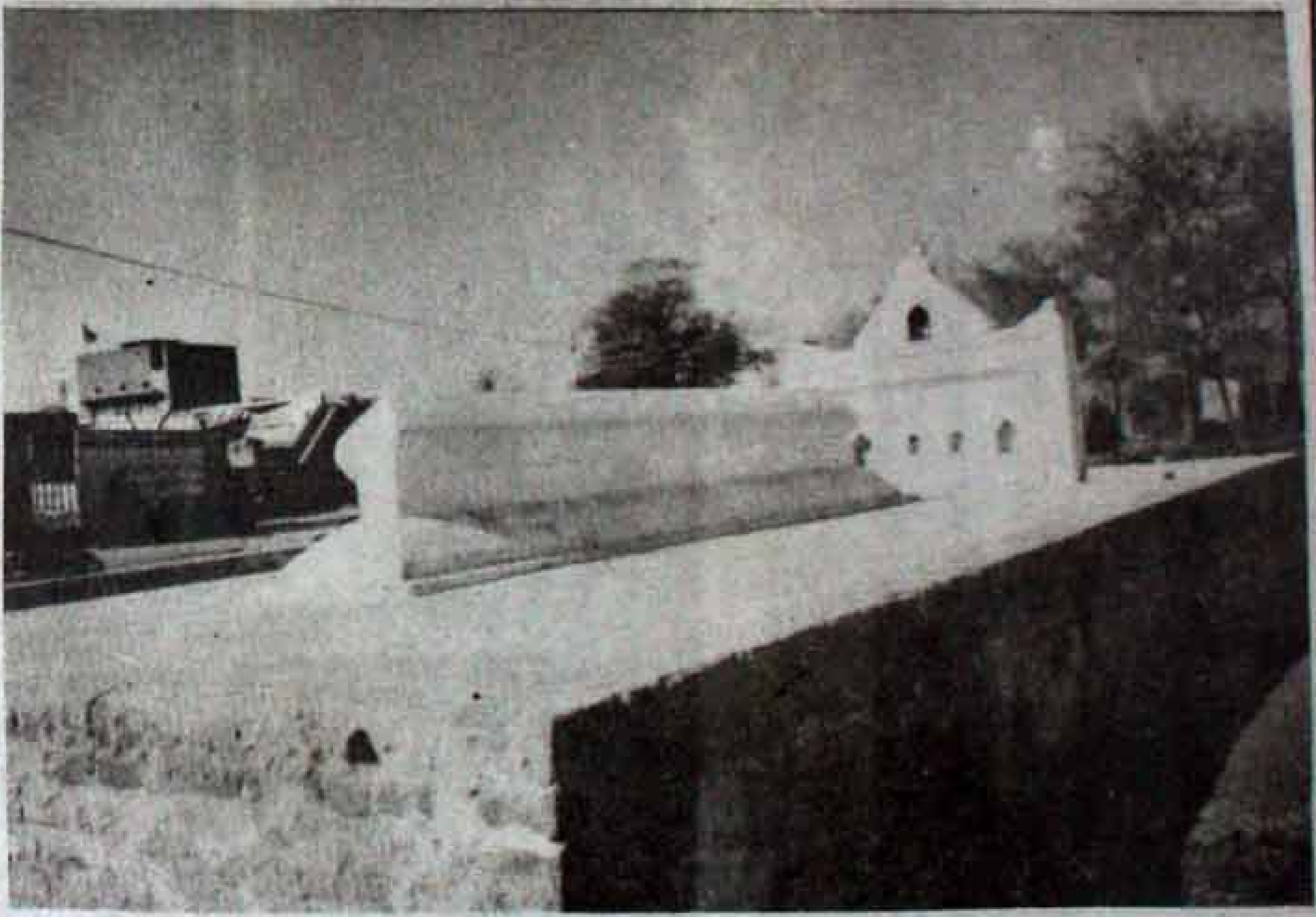

کنجاہ اور ڈنگہ کے درمیانی علاقہ میں ایک سڑک پر تین مشہور قصبے ناگریاں والا باگڑیانوالہ اور پٹیالہ ساہیاں واقع ہیں. جو ایک ہی سمت میں ہیں اور تینوں قصبے ٹبہ اور سطح زمین سے بلندی پر واقع ہیں باگڑیانوالہ میں مٹی کے برتنوں کے آثار ملتے ہیں یہاں دو مزار ہیں ایک مزار پختہ تعمیر ہے، قبرستان میں ہے دوسرا گاؤں کے مغرب میں ہے دونوں قبریں پختہ تعمیر ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک بلغار ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں. دوسرے صاحب مزار کا نام جعلا طوس ہے یہ دونوں نام صفحہ 327 نمبر شمار 458 اور 459 پر درج ہیں

marfat.com

باگڑیاں والا میں دو نو گز لمبے قدیمی مزارات

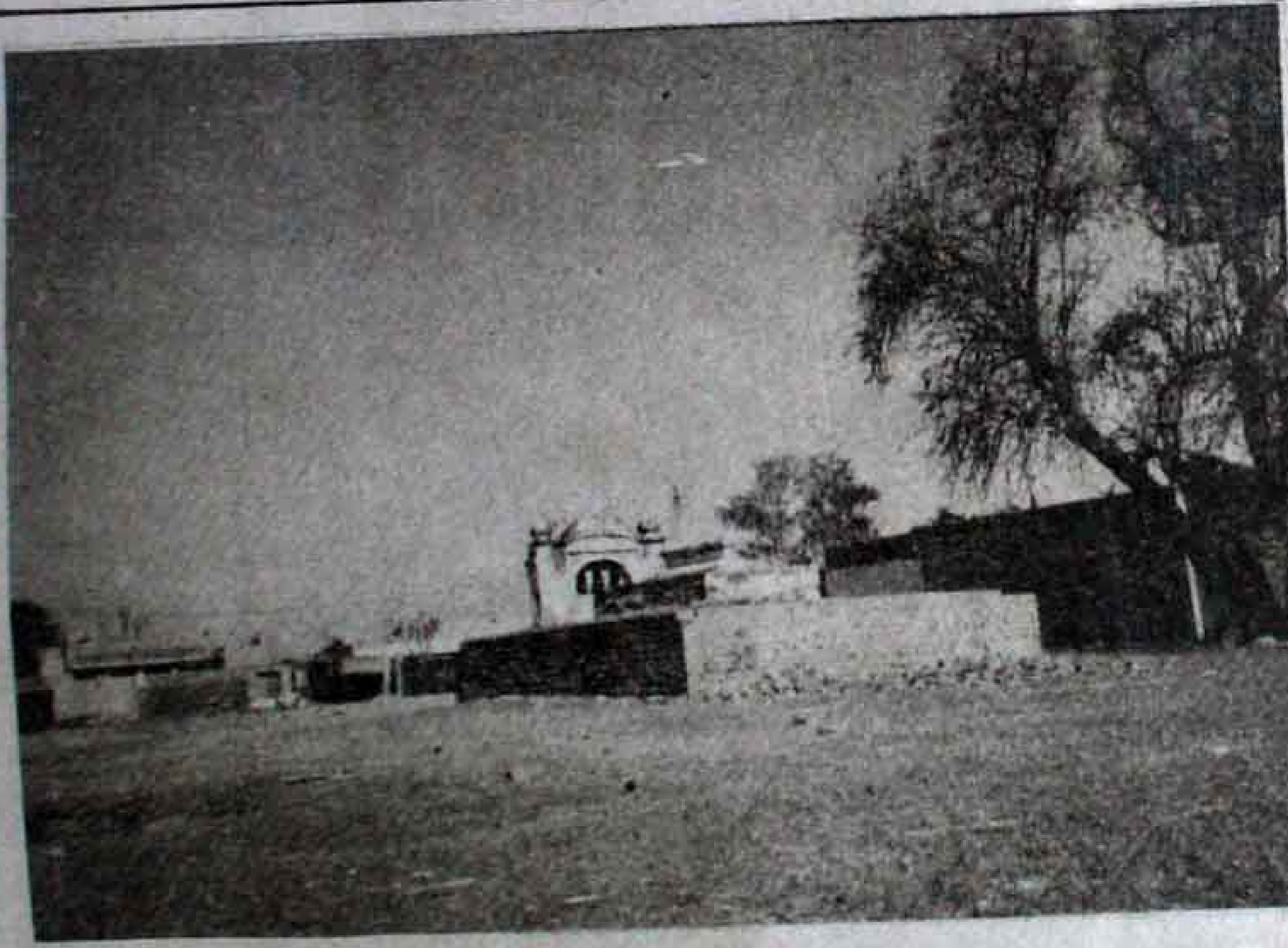

باگڑیاں والا مشہور قصبہ کنجاہ منگووال کے قریب ہے ۔ یہ قدیمی بستی ہے ۔ جو ایک بلند و بالا ٹبے پر ہے ۔ قدیم زمانہ میں انسانی بستیاں بلند و بالا ٹبوں اور ٹیلوں پر ہوا کرتی تھیں یہ قدیمی مزارات باگڑیاں کے جانب مشرق اور جنوب میں ہیں ۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوارالشمس کے صفحہ 327 نمبر شمار 485 ملک بلغار جو کہ حضرت سلمانؑ کی اولاد سے ہیں ۔ اور دوسرے صاحب مزار کا نام جعلاطوس ہے ۔ دونوں مزارات پختہ تعمیر ہیں ۔ آپ کا سلسلہ نسب انبیاء کرام سے ملتا ہے ۔ اہل نظر اہل کشف یہاں حاضری دیتے ہیں ۔ ہزاروں سال گزرنے کے باوجد ان کے تقدس کو کوئی پائمال نہیں کر سکا ۔ یہ قصبے کنجاہ کے قریب سے گزرنے والی قدیمی سڑک پر واقع ہیں جو ماضی میں بہت بڑی گزر گاہ تھی

marfat.com

گجرات کے سرحدی قصبہ متیانوالہ میں قدیمی 9 گز لمبے مزار اور ہزاروں سالہ قدیمی شہر مناور

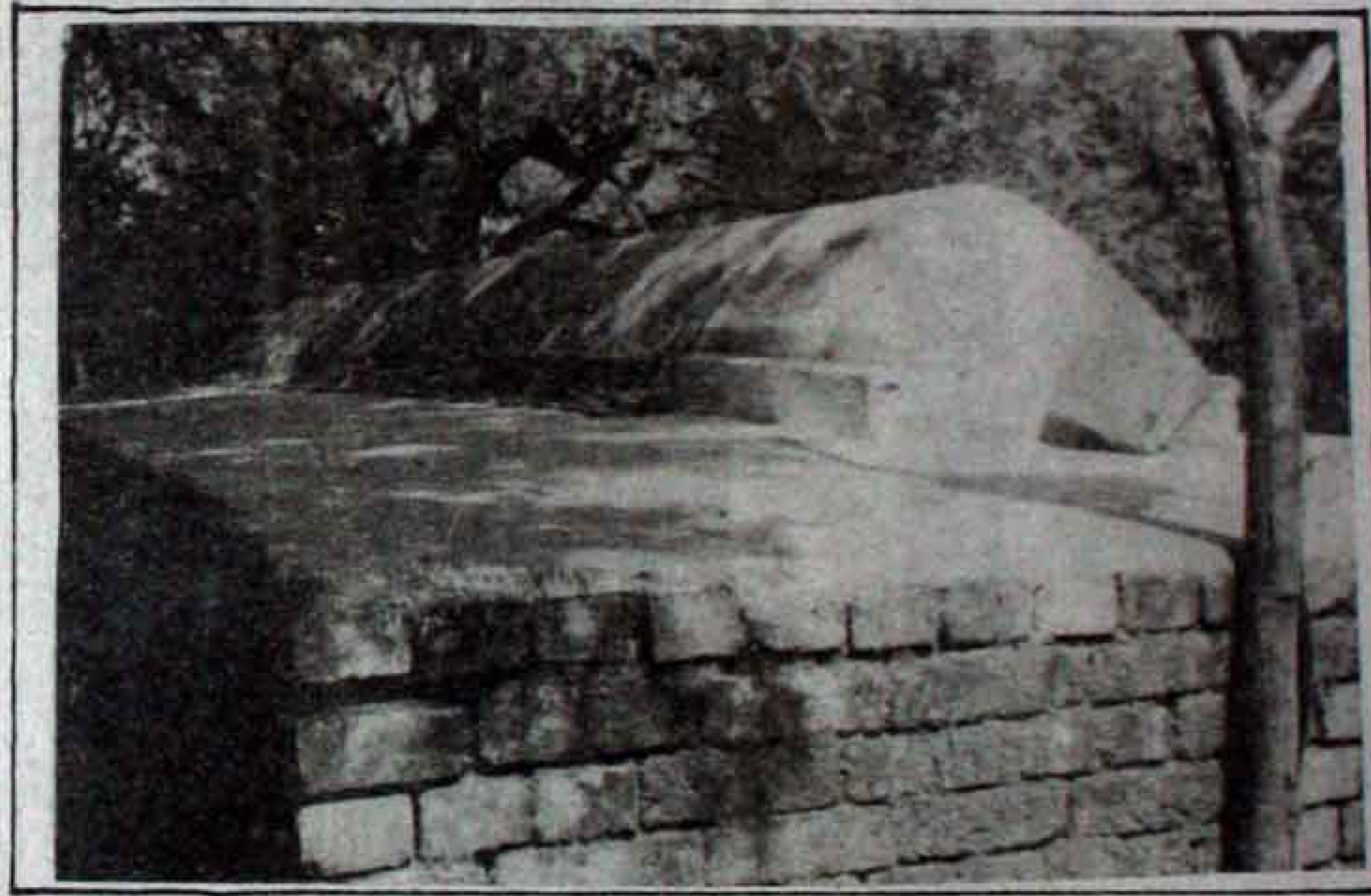

متیانوالہ گجرات کا آخری سرحدی گاؤں ہے ۔ متیانوالہ نے کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں ماضی میں یہ علاقہ جنگ و جدل کا میدان تھا جموں کشمیر اور سیالکوٹ کیطرف جانے والوں کی گزرگاہ متیانوالہ کے قریب تھی قیام پاکستان کے بعد بھی 1947ء ۔ 1965۔ 1971ء میں متیانوالہ کا علاقہ میدان جنگ رہا ۔ چھمب مناور اور جموں کو جانے والی سڑک متیانوالہ کے قریب سے گزرتی ہے دریائے توی متیانوالہ کے قریب بہتا ہے متیانوالہ سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کئی قدیمی 9 گز لمبے مزار ہیں جن میں نجان میں حضرت فینوش ؑ کا مزار ہے جو حضرت داؤدؑ کی اولاد سے بیان کیے جاتے ہیں جبکہ مناور میں حضرت طینوش ؑ کا 9 گز لمبا مزار ہے متیانوالہ کے ٹبہ پر دو 9 گز لمبے قدیمی مزار ہیں گھنے درختوں اور خاردار جھاڑیوں نے ان مزارات کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے ۔ متیانوالہ کا یہ قبرستان ایک قلعہ کی نشاندہی کرتا ہے ۔ بیشتر مقام پر بنیادوں میں لگے ہوئے پتھر نظر آتے ہیں ماضی میں یہاں کوئی بڑا شہر تھا جس کا حکمران یہاں مزاحمتی رول ادا کرتا رہا ۔ یہاں قلعہ نما ٹبہ اور کری کے ٹبہ کے آثار ملتے جلتے ہیں ۔ بڑے بڑے پتھروں کی بنیادیں نظر آتی ہیں اور وہاں بھی دو 9 گز لمبے مزار ہیں اس ٹبہ سے تقریباً 30 ، 40 فٹ نیچے یہ 9 گز لمبا مزار ہے گھنے درخت کافی رقبہ میں ہیں مزار کی لمبائی 9 گز کے قریب ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس کی چار دیواری بھی ہے اس مزار کے مغرب کی جانب بہت بڑا ٹبہ ہے جس کی اونچائی کم و بیش 30 ، 40 فٹ ہے ٹبہ کے قریب سے کھدائی کے دوران مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور انسان کے استعمال میں ہونے والی اشیاء کے آثار ملتے ہیں اس مزار کے مشرق کی جانب دریائے توی بہتا ہے ،

marfat.com

شمال کی جانب قدیمی شہر مناور ہے جسے کبھی ضلع کا درجہ حاصل رہا۔ مناور کے ٹبہ سے اکبر کے دور کی مسجد بھی دریافت ہوئی جو مٹی میں دفن تھی زور دار بارش ہوئی تو مسجد کے مینار کے کچھ حصے دکھائی دیئے جوں جوں کھدائی کی جاتی مسجد کے مینار نمایاں نظر آتے رہے ریاست جموں کشمیر کے علاقہ مناور میں مسلمانوں کی اکثریت تھی یہاں سادات خاندان بھی آباد تھے جن میں کئی ولی اللہ درویش ہو گزرے ہیں مسجد میں مٹی اٹھانا ایک آدمی کے بس میں نہیں تھا۔ چنانچہ اس وقت کے مسلمانوں نے دیہاتوں میں جا کر اعلان کیا جو شخص اس مسجد کی مٹی سے اپنے گھر میں لپائی کرے گا، اس گھر میں رحمت و برکت ہو گی۔ چنانچہ گردونواح کی مسلمان آبادیوں نے عقیدت احترام سے مسجد سے مٹی اٹھانا شروع کر دی چند دنوں کی محنت کے بعد مسجد سے مٹی ہٹا دی گئی۔ تو ایک شاندار خوبصورت مسجد دریافت ہوئی جس میں نقش ونگار اور تعمیرات کا کام نیا معلوم ہوتا تھا مسجد کے تین گنبد ہیں درمیان والا گنبد بڑا ہے دیواریں کافی چوڑی اور نقش ونگار بھی مغلیہ دور کے ہیں 1947ء میں اس مسجد نے سینکڑوں مسلمانوں کا خون ہوتے دیکھا۔ پردہ نشین سید زادیوں کو مناور میں شہید کیا گیا۔ مناور 1947ء میں ہندوؤں کے قبضہ میں چلا گیا۔ 1965ء کی جنگ میں مناور آزاد ہوا مسجد سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں آزاد ہونے سے پہلے مسجد کے ایک حصہ میں اصطبل دوسرے میں ڈسپنسری تیسرے حصے میں جوتے پالش کرنے کی دوکان تھی اس مسجد کو تھوڑے دن ہی آزادی نصیب ہوئی کہ معاہدہ تاشقند کی وجہ سے فوجوں کو پھر لڑائی والے مقام پر آنا پڑا اور دوسری بار پھر یہ مسجد ہندوؤں کے قبضہ میں چلی گئی 1971ء کی جنگ میں پاک فوج نے مناور کو پھر آزاد کروا لیا۔ مسجد میں پھر اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ 1971ء کے بعد آج تک یہ مسجد آباد ہے مناور کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے اس کی وجہ یہ ہے دریائے توی اس کے قریب بہتا ہے زمین زرخیز ہے۔ سرسبز میدان لہلہاتے کھیت یہاں دیکھے جا سکتے ہیں جموں کو جانے والی سڑک مناور کے قریب سے گزرتی ہے مناور کے ٹبہ پر بابا اتر جی کا مزار بھی بیان کیا جاتا ہے یہ مزار ہندوؤں کے دیوی دوارہ پر بنایا گیا ہے۔ مناور کے ٹبہ پر پیپل اور بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہیں ان درختوں کے سائے میں اللہ کے کئی نیک بندوں نے قیام کیا مناور کے ٹبہ پر کئی اور بھی اولیاء اکرام کے مزارات ہیں مناور کا قلعہ نما ٹبہ کافی رقبہ پر پھیلا ہوا ہے ٹبہ پر مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ کئی دوسری اشیاء ملتی ہیں مناور کے قریب بدھ چک میں حضرت کیمورث کا مزار ہے۔ دریائے توی چھمب منڈیالہ کے قریب حضرت نعمان کا مزار ہے۔ گولڑہ ملکہ کے قریب بابا پہاون جی کا قدیمی مزار ہے نگیالیاں والہ میں حضرت ناموس کا جو پیر کرم اللہ کے نام سے مشہور ہیں کا مزار ہے چھمب میں حضرت جلسانوش کے علاوہ کئی 9 گز لمبے مزار ہیں مناور کے مغرب کی طرف آم کے درختوں کے نیچے پانی کا بہت بڑا تالاب ہے تالاب کے جانب مغرب چھوٹی اینٹوں سے ایک دیوار کے آثار ملتے ہیں یہ بھی ہندوؤں کی کوئی عبادت گاہ معلوم ہوتی ہے مناور میں ایک بہت بڑا باغ بھی ہوا کرتا تھا یہ بھی بزرگ بتاتے ہیں کہ مناور کے لئے چھوٹی سی نہر بھی نکالی گئی تھی۔ جو محلہ شہر کے قریب سے گزرتی تھی مناور ہی سے تین دریاؤں کی سرزمین بجوات کیلئے راستہ جاتا تھا۔ مناور سے شمال کی

marfat.com

جانب پہاڑی علاقوں کیلئے کئی سڑکیں نکلتی ہیں برنالہ، بھمبر، میرپور کے لئے سڑک مناور سے ہی نکلتی ہے۔ سیالکوٹ،ہندوستان جانے کیلئے سڑک مناور سے نکلتی ہے اسی طرح جلالپور جٹاں گجرات کیلئے سڑک مناور سے نکلتی ہے قیام پاکستان سے قبل مناور میں ہائی سکول تھا اس علاقہ میں میلوں تک یہ واحد ہائی سکول تھا یہ بہت بڑا تجارتی مرکز تھا کسی دور میں اسے ریاست کی حیثیت حاصل تھی۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں خون ریز معرکے ہوئے اور دونوں میں بھارت کو شکست ہوئی۔

چھمب کے قریب منڈیالہ میں حضرت نومانؒ اور تنگیالاوالہ میں حضرت ناموسؒ کے مزار

منڈیالہ علاقہ چھمب میں مشہور قصبہ تھا۔ جس کے آثار مٹ چکے ہیں۔ اس علاقہ نے کئی نشیب و فراز دیکھے۔ ۱۹۶۵ء۔ ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں یہ بستیاں مقامی آبادی کی نقل مکانی کے بعد اجڑ گئیں۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں یہ علاقہ تباہ ہوا۔ اللہ کے نیک بندوں کے نشان کوئی نہ مٹا سکا۔ چھمب مناور کے یہ مزار حساس علاقہ میں ہیں۔ جس کی وجہ سے فوٹو حاصل نہ ہو سکے۔ قلمی نسخہ کے صفحہ ۳۲۹ نمبر شمار ۴۹۵ کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت نومانؒ ہے۔ جن کا مزار منڈیالہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ مزار پیر محی الدین کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ شمس الدین کے ہاں ملنے والے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ ۳۳۳ نمبر شمار ۱۳ پر دوسرے صاحب مزار کا نام حضرت ناموسؒ ہے۔ یہ مزار پیر کرم اللہ کے نام سے مشہور ہے۔ مزید نشاندہی تنگیانوالہ بہ شمال از مناور ایک کوہ مناور سے تقریباً ایک دو میل کے فاصلہ پر بالے وال میں نو گز لمبا قدیمی مزار ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ پاک فوج مجاہدین نے یہ مزار شاندار انداز میں تعمیر کیے ہیں۔

marfat.com

مناور کے قریب ودن میں حضرت ملک برھما اور مناور کے ٹبہ پر بابا رتن جی بابا اترجی کے مزار

مناور سے ودن مشرق کی جانب ہے متذکرہ شجرہ کے صفحہ نمبر ۳۲۵ نمبر شمار ۳۲۶ کے مطابق ودن میں صاحب مزار کا نام ملک برھما ہے۔ شجرہ میں یہ نشاندہی کی گئی ہے کہ ودن مناور سے دو کوہ مشرق کی جانب ہے۔یہاں کے بزرگوں نے بتایا کہ یہ قصبہ دریائے توی کے کٹاؤ کی وجہ سے دریا برد ہو چکا ہے۔ یہ مزار ٹبہ پر تھا۔اور ٹبہ پر پیپل بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہوتے تھے جو دریائے توی کی لہروں کی نذر ہو گئے شجرہ میں حضرت ملک برھما حضرت سلمان کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ شجرہ میں صفحہ نمبر ۳۲۶ پر وضاحت کی ہے کہ بابا رتن جی کا مزار بھی مناور میں ہے۔ بابا اترجی کے بارے میں تحریر ہے کہ بابا اترجی خلیفہ مناور در دیوی دوارہ ہندووں کا مزار شریف پر بنایا ہے ریاست جموں دیوی کا لکا ۱۹۶۵ء میں جب مناور فتح ہوا راقم مناور کی بادشاہی مسجد دیکھنے گیا۔ تو مذکورہ مقام بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس مقام پر ہندووں کی عبادت گاہ تھی۔ مورتیاں رکھنے کیلئے چھوٹے چھوٹے خانے بنائے گئے تھے۔ قریب مور کے پنکھ کا جھاڑو تھا۔ ساتھ ہی پانی کا ایک تالاب بھی تھا۔یہاں پیپل کے قد آور درخت تھے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں کسی مجاہد نے توپ کا گولہ حرب مجاہد نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے پھینکا۔ جو پیپل کے تنے کو چیرتا ہوا بت کدہ کے اوپر آگرا راقم نے تمام مورتیاں اوندھے منہ زمین پر گری ہوئیں دیکھیں۔ قلعہ مناور کے سینہ میں کئی تہذیبوں نے جنم لیا کئی بار اجڑا اور کئی بار آباد ہوا۔ جسکی تفصیل راقم کی لکھی ہوئی کتاب کتاب گجرات تاریخ کے آئینہ میں موجود ہے۔ اس خطہ میں مناور بہت قدیمی بستی ہے۔ قدیمی گزرگاہیں مناور کے قریب سے گزرتی ہیں قیام پاکستان سے قبل مناور میں ضروریات زندگی کی ہر چیز میسر تھی۔ مناور قلعہ نما شہر تھا۔چاروں جانب شہر میں داخل ہونے کیلئے دروازے تھے۔ بلند فصیل تھی۔ مناور سے قلعہ فصیل شہنشاہ اکبر کے دور کی مسجد زیر زمین دریافت ہوئی۔ یہ تین گنبد والی مسجد ہے دیواریں کافی چوڑی ہیں۔

marfat.com

مناور کے قریب پانی کے کنواں پر 9 گز لمبا مزار

یہ مزار مناور کے قریب جانب مغرب قدیمی کنواں کے پاس ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز کے قریب ہے پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ ایسے مزارات کا سلسلہ مناور کے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے مناور ایک بہت بڑا قلعہ تھا اب بھی دور سے مناور کے قلعہ کے آثار نظر آتے ہیں چونکہ یہ سیالکوٹ بھمبر اور مناور کو جانے والی سڑکوں کے درمیانی علاقہ ہے۔ دریائے توی کی وجہ سے یہ علاقہ سرسبز اور شاداب ہے یہاں کبھی بھی قحط نہیں پڑا زمین زرخیز اور پیداوار کے لحاظ سے مثالی زمین ہے۔ مناور کے قلعہ پر تاریخی قدیمی مسجد اور تباہ شدہ بستی کے آثار بھی پائے جاتے ہیں یہاں چپہ چپہ پر اللہ کے نیک بندوں کے مزار ہیں جو صدیاں گزرنے کے باوجود اب بھی قائم دائم ہیں حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 326 نمبر شمار 205 کے مطابق صاحب مزار کا نام طینوش ؒ ہے۔ جو حضرت یوسف کی اولاد سے بتائے جاتے ہیں

marfat.com

چک مرتضے (گجرات) کے قریب نو گز لمبا مزار

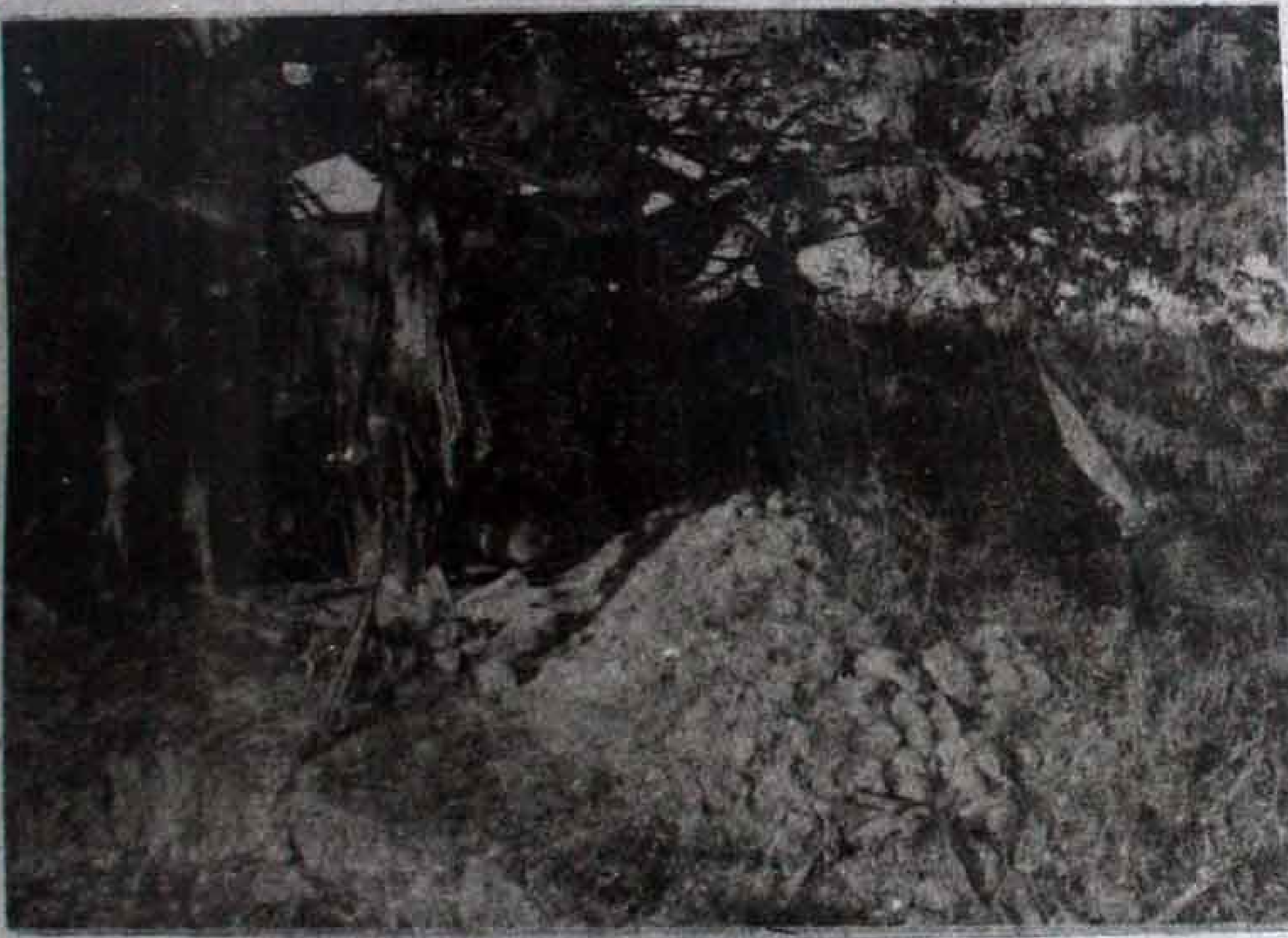

جی ٹی روڈ پر مشہور قصبہ چک مرتضے بھی ہے۔ چک مرتضی کے درمیان سے ایک راستہ مغرب کی طرف جاتا ہے۔ یہ مزار ریلوے لائن کے قریب ہے۔ مزار کے اوپر رنگ برنگ کے جھنڈے اور عقیدت کے پھول نچھاور کیے جاتے ہیں۔ ایک بات یہ بھی مشہور ہے انسان اپنے اندر کی موذی بیماریوں کے خاتمہ کے لیے دور دراز سے یہاں حاضری دیتے ہیں۔ اور ہر گزرنے والا مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھا کر قبر کے قریب رکھ دیتا ہے۔ اس طرح قبر کے قریب مٹی کی ایک لمبی دیوار بن گئی ہے۔ مزار کے قریب مسجد بھی ہے۔ غسل خانے اور نلکا بھی نصب کیا گیا ہے۔ مزار کے ارد گرد قدیمی درخت بھی ہیں۔ اس مزار کے قریب ہی سید اللہ جوایا کا آستانہ مبارک بوسال شریف میں ہے۔ جو بہت بڑے ولی اللہ ہو گذرے ہیں۔

marfat.com

بھاناں والی میں 9 گز لمبا مزار

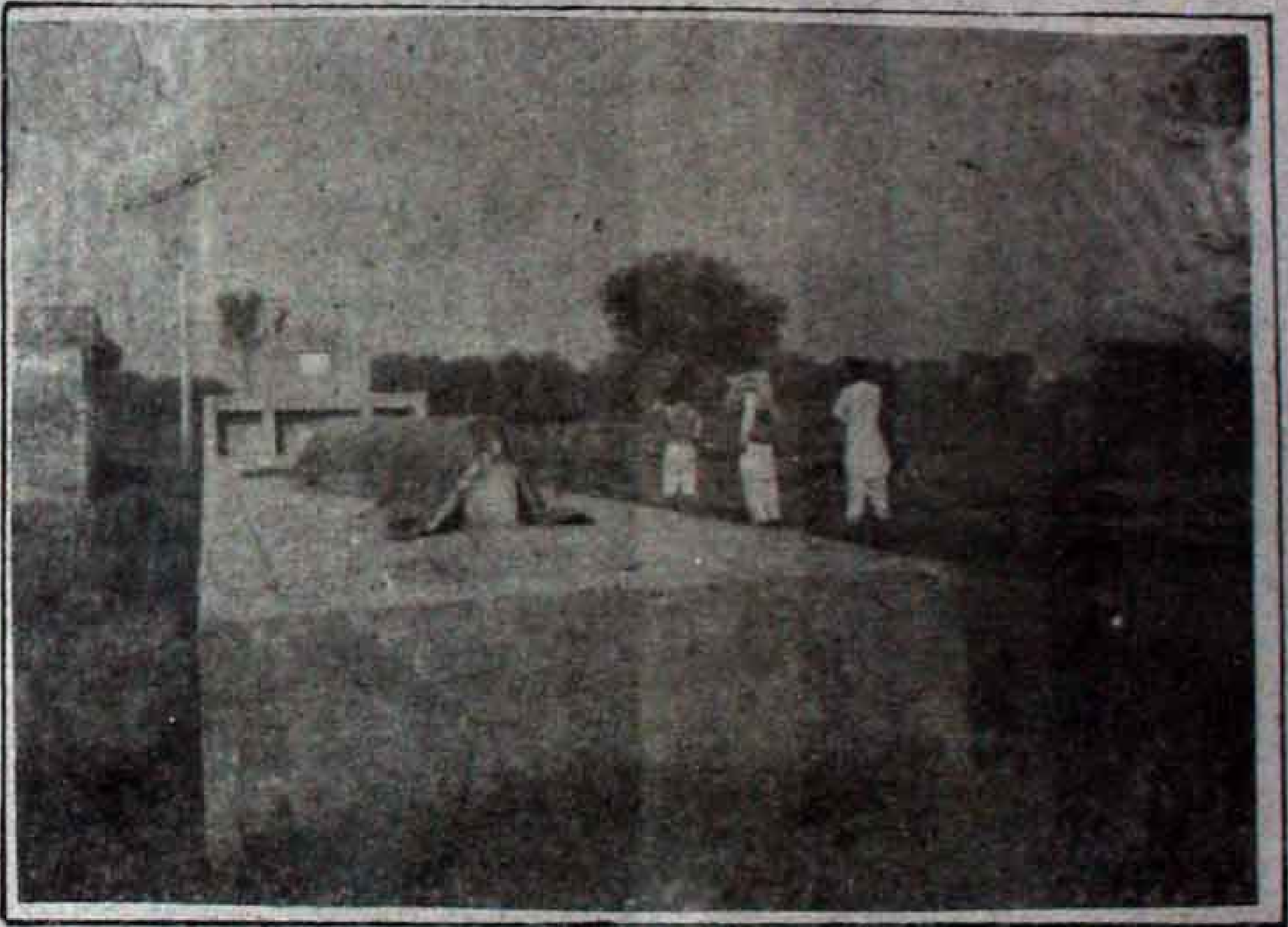

بھاناں والی گاؤں لالہ موسیٰ کے قریب جی ٹی روڈ پر واقع ہے اس گاؤں کے بالمقابل جانب مغرب مشہور گاؤں چکوڑی شیر غازی ہے۔ جہاں حضرت شیر غازی کا روحانی مزار ہے۔ بھاناں والی میں اس قبر کی لمبائی 9 گز ہے۔ اور پختہ تعمیر ہے۔ اہل دیہہ پوری عقیدت سے یہاں حاضری دیتے ہیں اللہ کے نیک بندے نے نشاندہی کر کے اس مزار کو اہالیان دیہہ کے تعاون سے پختہ تعمیر کروایا ہے

marfat.com

لالہ موسے کے قبرستان میں 9 گز لمبا مزار

لالہ موسے ایک قدیمی شہر ہے ماضی میں یہ ایک بڑی شاہراہ جو مشرقی و وسطی کو ہندوستان سے ملاتی تھی اس کے قریب سے گزرتی ہے جس کے آثار اب بھی خواص پور دولت نگر کے قریب موجود ہیں ۔ یہ مزار لالہ موسے کے قبرستان میں ہے اور قبرستان 9 گز خانقاہ کے نام سے مشہور ہے مزار پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے ایک خاندان مزار کی دیکھ بھال بھی کرتا ہے ، گدی نشینی کا سلسلہ نہیں ہے بلکہ کسی بھی 9 گز مزار پر یہ سلسلہ نہیں ہے انہوں نے اپنا تقدس قائم کیا ہوا ہے ، لالہ موسے کے گردونواح میں کئی لمبی قبریں ہیں ۔

marfat.com

لالہ موسیٰ کے قریب چک ــــــــــ نہ میں 9 گز لمبا مزار

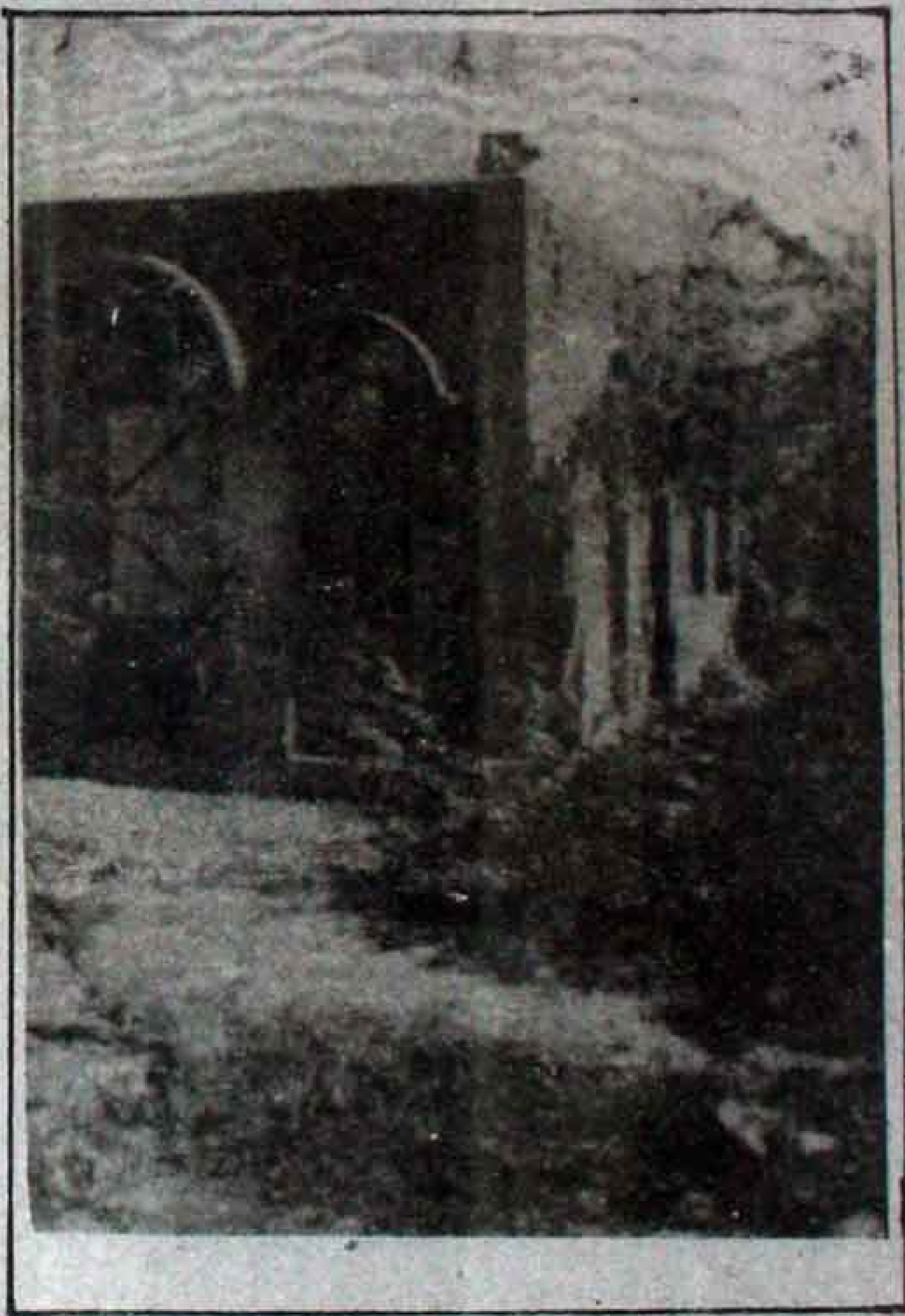

لالہ موسیٰ کے قریب چک پیرانہ قصبہ جی ٹی روڈ جس کے قریب سے گزرتی ہے، چک پیرانہ اس لئے بھی مشہور ہے کہ یہاں تیل کا ایک بہت بڑا ڈپو ہے اور یہ مزار چک پیرانہ کے قبرستان میں ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز کے قریب ہے جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر چھت بھی ہے۔ اس علاقہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چند 9 گز لمبی اور قبریں بھی ہیں۔ قدیمی گزرگاہوں کے کنارے آبی گزرگاہوں کے قریب ایسے 9 گز لمبے مزارات پائے جاتے ہیں ماضی میں حق باطل کے معرکے ہوتے رہے اور اللہ کے نیک بندے بنی نوع انسان کو رشد وہدایت اور تبلیغ کرنے کے لئے اس علاقہ میں آئے۔ چک پیرانہ کے چند بزرگوں نے بتایا کہ یہ مزار عرصہ سے دیکھتے آ رہے ہیں اور ہمارے بزرگوں نے بھی یہ بتایا کہ یہ مزار بہت قدیمی ہے اور اہل دیہہ مزار پر پوری عقیدت واحترام سے حاضری دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ بتایا کہ بارات روانہ ہونے سے قبل دولہا سلام کرنے مزار پر حاضری دیتا ہے۔ مزار پر گنبد بھی ہے۔

marfat.com

لالہ موسیٰ کے قریب گنجہ میں نو گز لمبا مزار

گنجہ قصبہ لالہ موسیٰ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ گنجہ کو اس علاقہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لالہ موسیٰ سے ایک سڑک کھاریاں ڈنگہ روڈ کی طرف جاتی ہے جو گنجہ کے قریب سے گزرتی ہے۔ ماضی میں قدیمی سڑک بھی گنجہ کے قریب سے گزرتی تھی۔ گنجہ میں یہ نو گز لمبا مزار پانی کے تالاب کے کنارے پر ہے۔ مزار تک جانے کے لئے بالکل چھوٹا سا راستہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے جس کی لمبائی نو گز ہے۔ مزار کے سرہانے پیپل کا بہت بڑا درخت ہے۔ گنجہ میں اور بھی کئی بزرگوں کے مزارات ہیں۔ گنجہ کے چند بزرگوں نے بتایا کہ یہ مزار عرصہ سے یہاں پر ہے اور ہم پوری عقیدت و احترام سے یہاں حاضری دیتے ہیں اور مزار پر ختم کی تقریب بھی منعقد کی جاتی ہے۔ گنجہ کے قریب ہی قدیمی گزرگاہ کے گردونواح قدیمی ٹبے ٹیلے پائے جاتے ہیں اور قدیمی آبادیوں میں چند نو گز لمبے مزار بھی ہیں۔ گنجہ کے قریب ایک بہت بڑا قبرستان بھی ہے۔ جہاں کئی بزرگوں کے مزار ہیں جو پختہ اور شاندار انداز میں تعمیر کئے گئے ہیں۔

marfat.com

بوریانوالی (گجرات) میں نو گز لمبا مزار

جی ٹی روڈ پر مشہور قصبہ جنڈانوالہ واقع ہے۔ جنڈانوالہ ایک بہت قدیمی قصبہ ہے۔ جسے ماضی میں ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جنڈانوالہ کے قریب سے سڑک مرالہ کی طرف جاتی ہے اور مرالہ کے ساتھ ہی قصبہ بوریانوالہ ہے۔ یہ مزار سکول کے قریب ہے۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے۔ پختہ تعمیر ہے اور چاردیواری بھی ہے۔ اس گاؤں کے جانب شمال جنوب ہزاروں سالہ قدیمی شاہراہ ڈنگہ کھاریاں روڈ ہے۔ ایسے لمبے مزارات کا سلسلہ جنڈانوالہ کے گردونواح میں ہے۔ اس قدیمی گزرگاہ کے گردونواح ٹبے ٹیلے پرانی بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اہل دیہہ یہاں پوری عقیدت سے حاضر ہوتے ہیں اور کوئی غیر شرعی حرکت یہاں نہیں ہوتی۔

marfat.com

جھنڈے والی میں 9 گز لمبا مزار

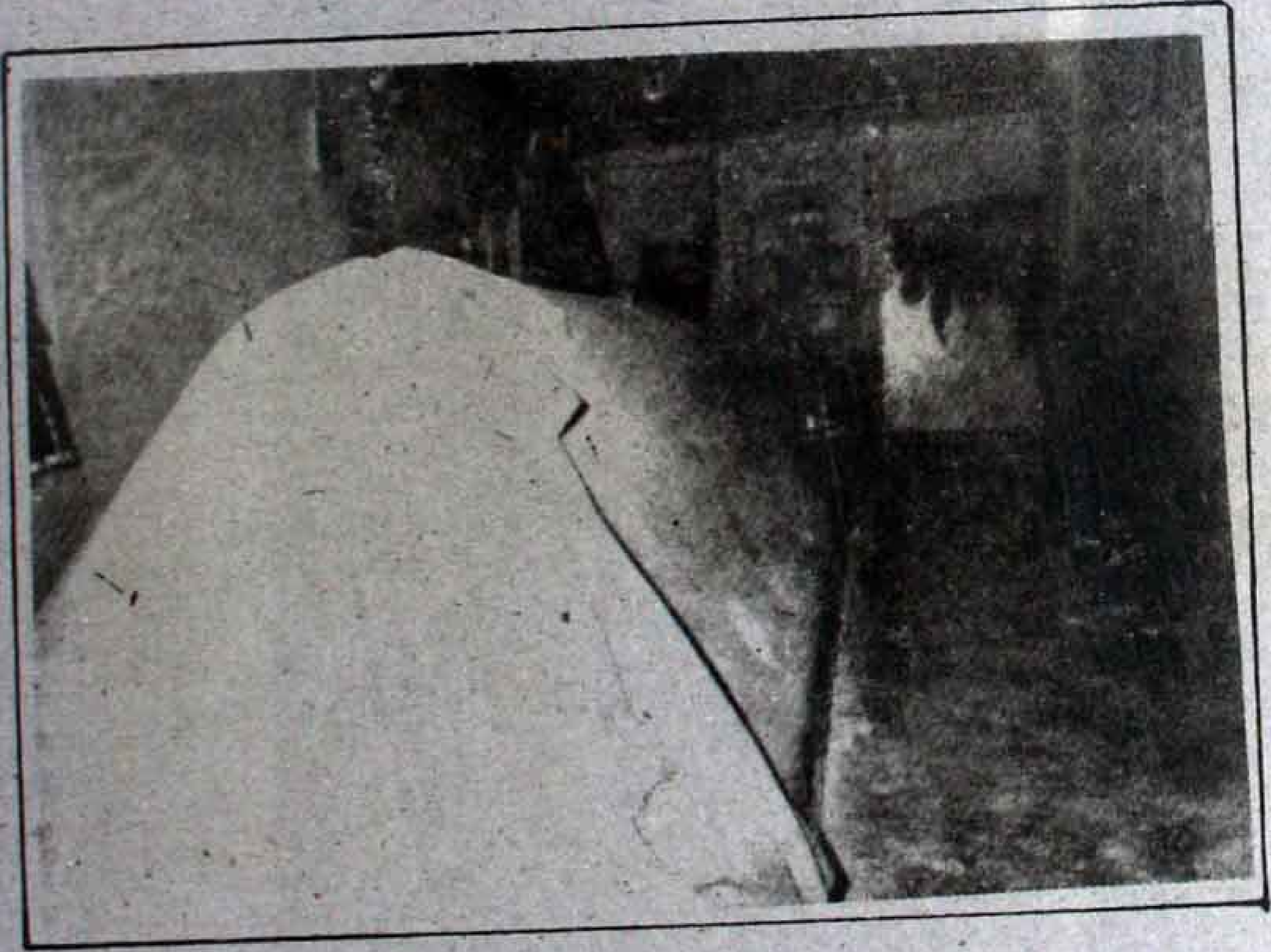

یہ مزار مشہور شہر لالہ موسیٰ گلیانہ روڈ کے قریب قصبہ جھنڈے والی میں ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے اور پختہ تعمیر ہے ، قریب ہی بہت بڑا برگد اور کھجور کے درخت ہیں مزار شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے مزار پر چار دیواری کے علاوہ چھت بھی ہے حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس صفحہ 321 نمبر شمار 358 کے مطابق صاحب مزار کا نام مہلائیل ہے جن کا سلسلہ نسب بزرگ ہستیوں سے جا ملتا ہے یہاں صاحب نظر حاضری دیتے ہیں اور دینی دنیاوی فیض حاصل کرتے ہیں غازی خلیفہ کی علامت ظاہر کی گئی ہے پسر ابو سلوم بن داود

marfat.com

کوٹلہ قاسم علی خاں کے قریب 9 گز لمبا مزار

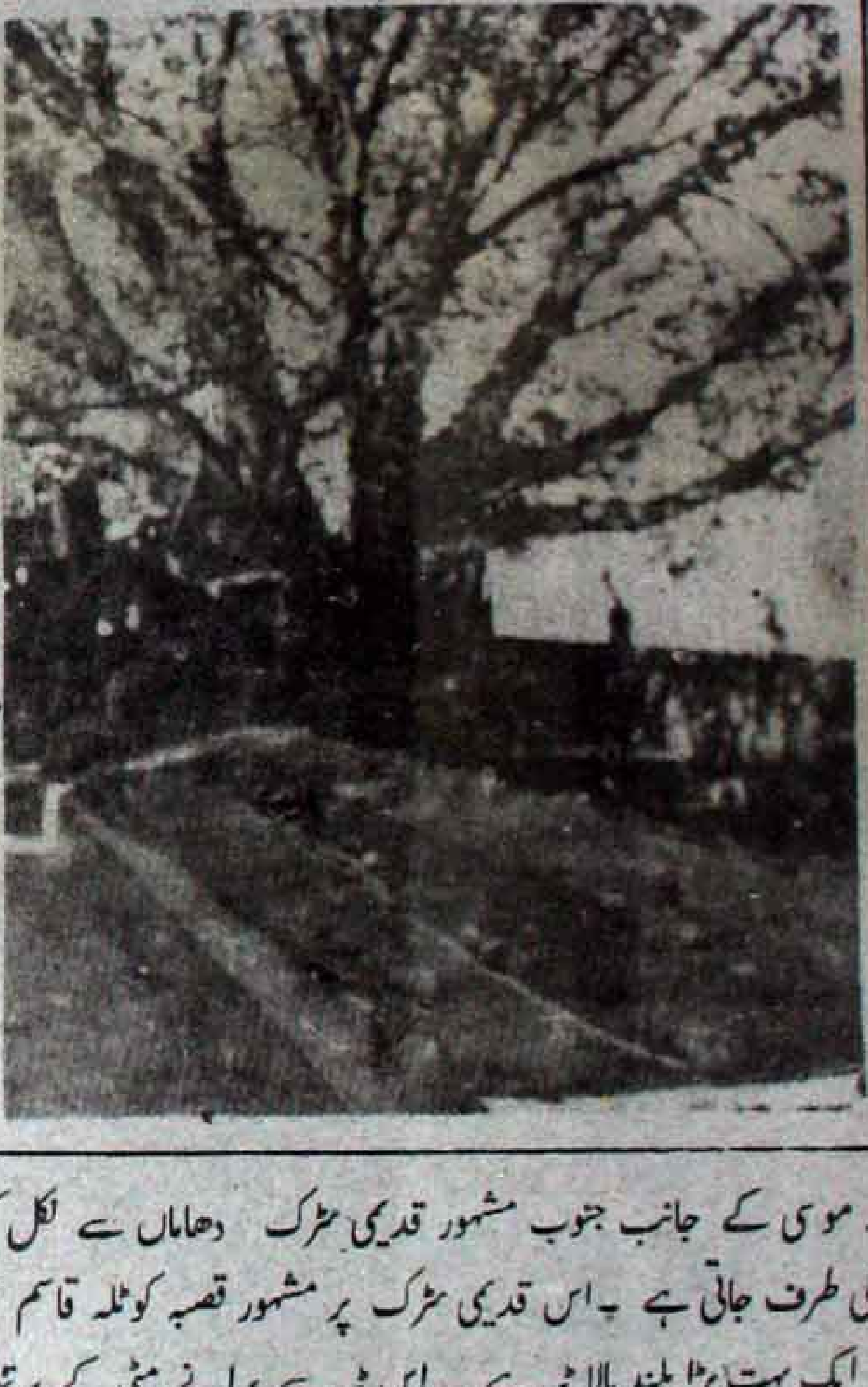

لالہ موسیٰ کے جانب جنوب مشہور قدیمی سڑک دھاماں سے نکل کر جوڑا کرنانہ کی طرف جاتی ہے۔ اس قدیمی سڑک پر مشہور قصبہ کوٹلہ قاسم علی کے قریب ایک بہت بڑا بلند بالا ٹبہ ہے۔ اس ٹبہ سے پرانے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں یہاں کوئی بستی تباہ ہوئی اسی ٹبہ کے قریب بہت بڑے پیپل کے درخت کے نیچے 9 گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر ہے۔ اور چاردیواری بھی ہے۔ عقیدت مند حاضری دیتے ہیں۔ حافظ شمس الدین گیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب قبر کا نام بطشانوش ہے۔ جو قلمی نسخہ کے صفحہ 332 پر درج ہے

marfat.com

گلیانہ کے قریب گول مسجد کے ملحقہ ۹ گز لمبا مزار

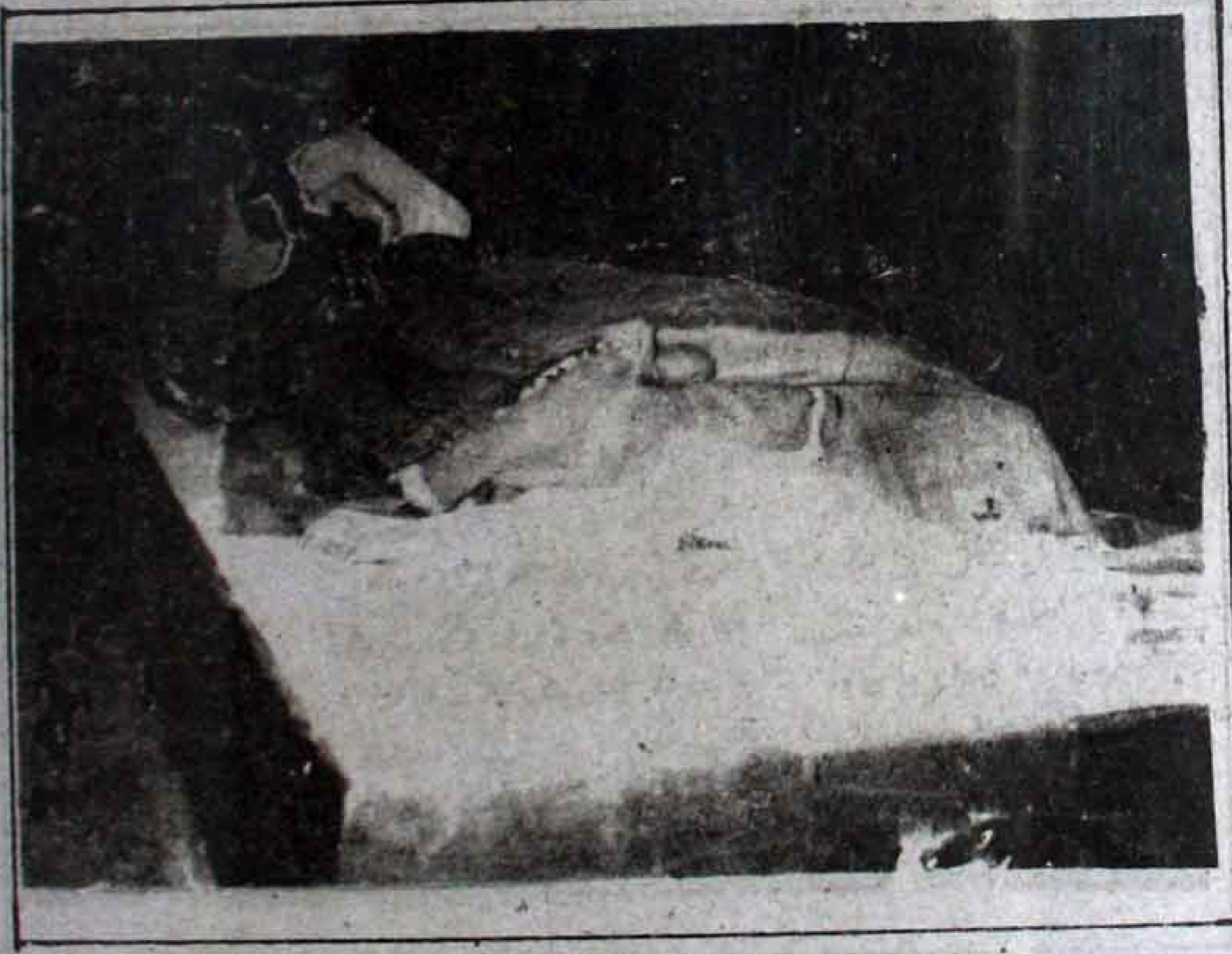

کھاریاں سے ایک سڑک گلیانہ جلالپور کی طرف نکلتی ہے۔ یہ مزار گلیانہ سے جانب جنوب سڑک کے کنارے گول مسجد کے جنوب کی جانب ہے یہ مزار قبرستان میں ہے۔ قبرستان میں کافی قدیمی قبریں ہیں۔ مزار پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے۔ اہل نظر یہاں حاضری دیتے ہیں۔ گلیانہ کے گردونواح چاروں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر قدیمی بستیوں میں نو گز لمبے مزارات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں نالہ بھمبر زمانہ قدیم سے بہہ رہا ہے جس میں سارا سال پانی بہتا ہے یہ قدیمی آبادیاں آب نوشی کے لئے نالہ بھمبر کے پانی سے مستفید ہوتی تھیں۔ ماضی میں تجارتی قافلے اس سڑک سے گزر کر مشرق مغرب اور بالخصوص کوہستان نمک کی طرف جاتے تھے۔ جدید دور میں چونکہ اب رہن سہن بدل چکا ہے۔ جس کی وجہ سے ان قدیمی راستوں کی اہمیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

marfat.com

باغانوالہ نزد گلیانہ میں نو گز لمبا مزار

گلیانہ تحصیل کھاریاں کا مشہور قصبہ ہے۔ گلیانہ سے ایک سڑک لالہ موسیٰ کے لئے نکلتی ہے۔ یہ قدیمی گذر گاہ اس بات کی داعی ہے کہ اس کے قریب دیہات میں قدیمی اور نو گز لمبے مزارات ہیں ایسا ہی ایک مزار باغانوالہ میں ہے یہ مزار سرسبز کھیتوں میں ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے۔ نصف حصہ پختہ تعمیر شدہ ہے۔ مزار پر چھت بھی ہے چار دیواری بھی ہے۔ اس گاؤں کے قریب چیچیاں باہروال جھنڈے والی گلیانہ کوٹلی بجاڑ حجبانگد کے علاوہ نالہ بھمبر کے کنارے کئی نو گز لمبے مزار ہیں۔ اس گاؤں میں نانا بر خوردار کا قدیمی مزار بھی ہے۔ جو شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مقام سے جانب مشرق کئی دیہات میں [illegible] مزار ہیں۔

marfat.com

جانٹلہ نزد گلیانہ ۲۲ گز لمبا مزار

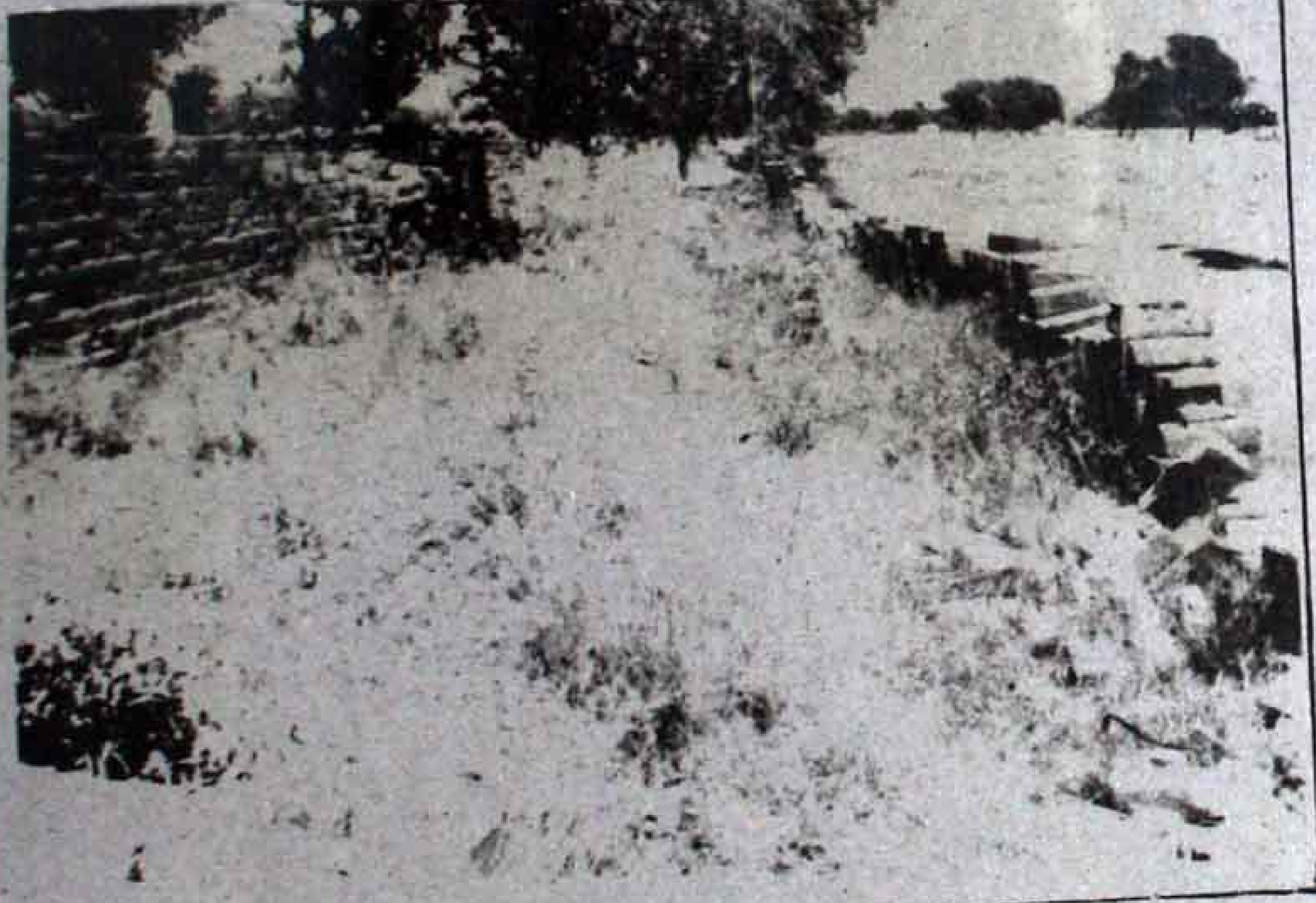

گلیانہ کے جانب شمال ایک سڑک جانٹلہ کی طرف جاتی ہے۔ جانٹلہ ایک قدیمی قصبہ ہے یہاں بہت بڑا ٹبہ ہے اس ٹبہ سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ پائے جاتے ہیں۔ ببی کی پہاڑیوں سے خفیہ راستوں سے آنے والوں کی روک تھام کے لئے یہ قلعہ نما ٹبہ تعمیر کیا گیا تھا۔ قریب ہی سینتھل میں بھی ایک ٹبہ کے آثار پائے جاتے ہیں جانٹلہ کے ٹبہ کے جانب شمال ایک قبر ہے جس کی لمبائی نو گز سے زیادہ ہے۔ قبر کچی ہے تاہم تقدس کے لئے چار دیواری تعمیر کیگئی ہے قریب ہی ایک باؤلی کنواں بھی تھا۔ جو اب بند کر دیا گیا ہے۔ اس قصبہ کے قریب ملکہ اور منگلیہ ٹھوٹھا رائے بہادر کے قدیمی دیہات ہیں۔ جہاں نو گز لمبی قبریں ہیں۔ جو پختہ تعمیر ہیں ان دیہات میں کئی قدیمی عمارتوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔

marfat.com

باہر وال نزد گلیانہ نو گز لمبا مزار

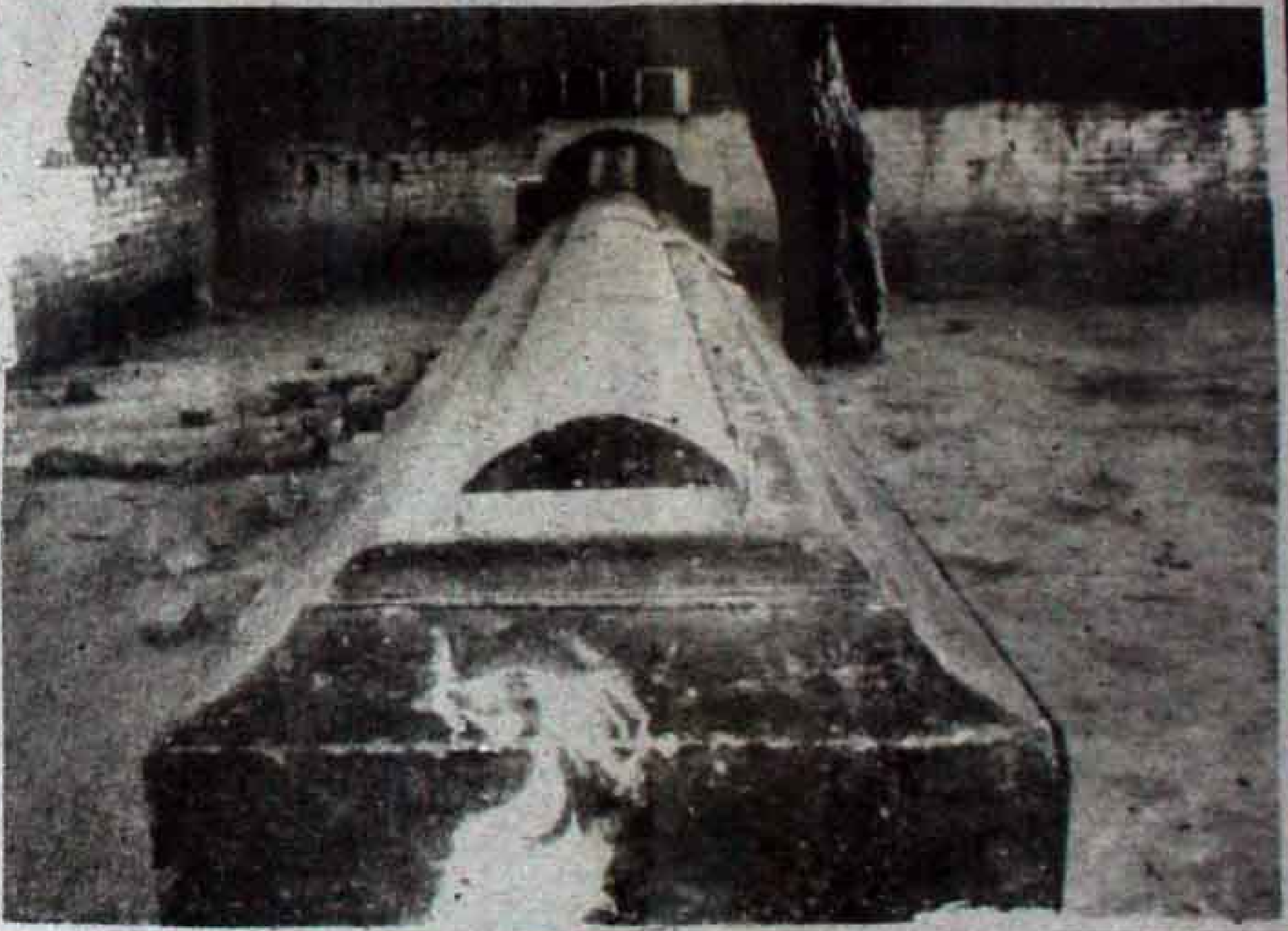

باہر وال گاؤں کھاریاں تحصیل میں ہے لالہ موسیٰ سے ایک سڑک گلیانہ کے لئے نکلتی ہے باہر وال گاؤں اس سڑک کے کنارے ہے اس قدیمی بستی میں گاؤں کے وسط میں نو گز لمبا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے چار دیواری بھی ہے اس سڑک کے کنارے بلکہ اس علاقہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر نو گزی قبریں ہیں۔ یہ قدیمی مزار ہزاروں سالہ قدیمی شاہراہ کے گردونواح ہیں۔ یہ علاقہ اشیاء خوردنی، بالخصوص اجناس کی پیداوار میں اپنی مثال آپ ہے۔ لالہ موسیٰ کو مرکزی حیثیت ہونے کی وجہ سے گردونواح کی بستیاں میں رہنے والے لالہ موسیٰ سے ضروریات زندگی کی اشیاء خرید کر پہاڑی علاقہ میں لے جاتے ہیں جدید دور میں بھی لالہ موسیٰ کو یہی حیثیت حاصل ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انور الشمس کے صفحہ ۳۲ نمبر شمار ۱۵۷ کے مطابق صاحب مزار کا نام بطسانوش ہے ان کا سلسلہ انبیاء کرام سے جا ملتا ہے۔

marfat.com

گلیانہ کے قریب بیگا میں نوگز لمبا مزار

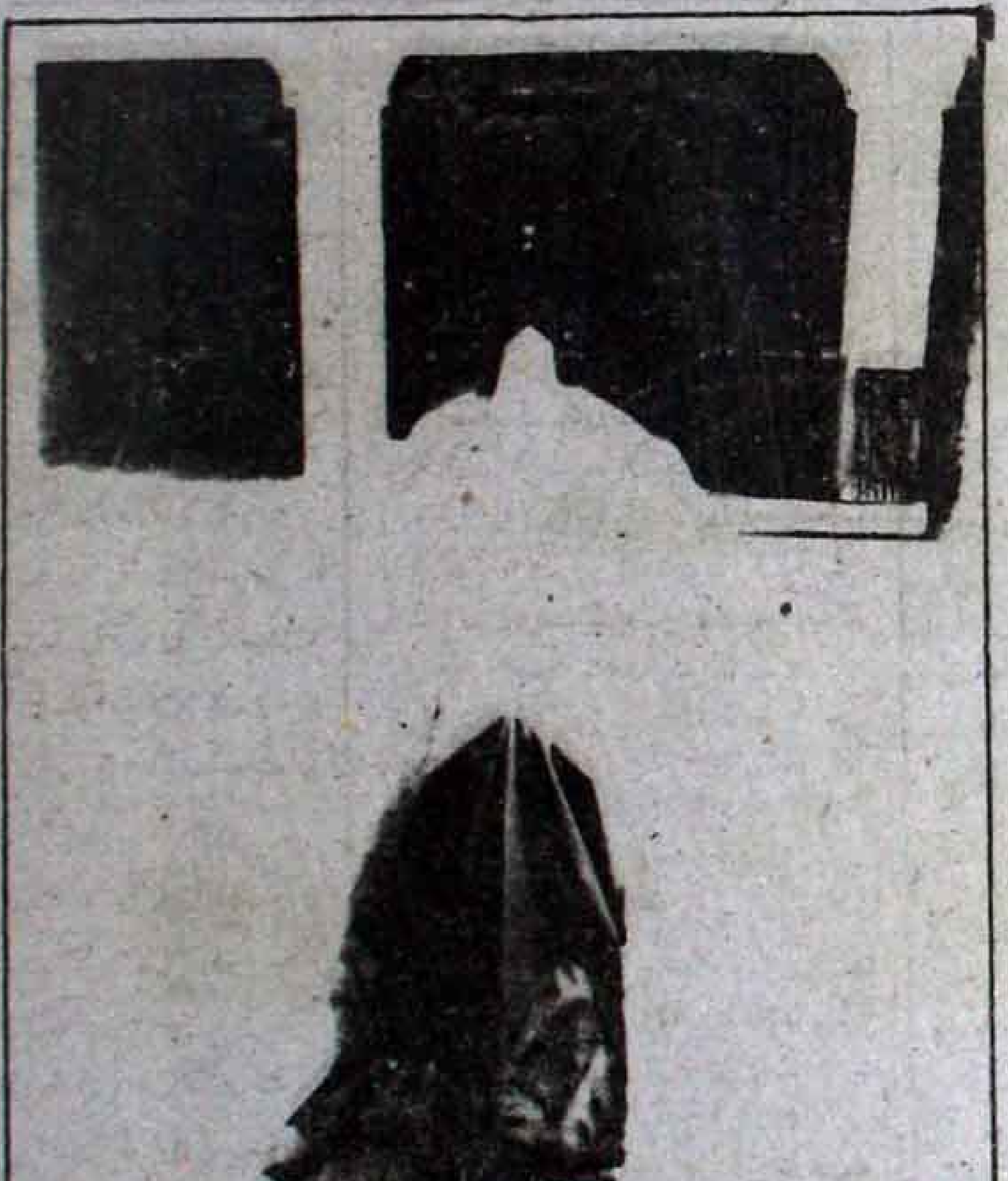

کھاریاں سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ایک قدیمی آبی گذر گاہ کے قریب مشہور گاؤں چک لشکری ہے چک لشکری میں نوگز لمبا مزار ہے۔ چک لشکری کے جانب جنوب تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر بیگا گاؤں ہے گاؤں کے جانب شمال کھیتوں میں یہ نوگز لمبا مزار ہے۔ مزار کی لمبائی نوگز ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ چار دیواری کے علاوہ چھت بھی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی جو کشف القبور کا علم رکھتے تھے انہوں نے اس علاقہ میں بیشتر نوگزے مزارات کی نشاندہی کی۔ ان کے نام شجرہ نسب اور کسی پیغمبر کے عہد میں بطور خلیفہ غازی اس علاقہ میں آئے۔ ہیڈ رسول سے لے کر سیالکوٹ تک قدیمی گذر گاہوں کے کنارے نوگز لمبے مزارات کے نشان ملتے ہیں۔

marfat.com

حسامیہ میں نو گز لمبے مزار کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔

بھوٹھارا ئے بہادر قدیمی تاریخی قصبہ

گجرات کے ارد گرد کئی قدیمی گزرگاہیں ہیں جن کے قریب وجوار تباہ شدہ بستیوں، ٹبوں ٹیلوں اور نو گز لمبے مزاروں کے آثار ملتے ہیں جو اس خطہ کے قدیمی ہونے کے داعی ہیں ایسی ایک قدیمی سڑک جو بوکن موڑ سے ہوتی ہوئی شمال جنوب کی طرف جا نکلتی ہے۔ اس سڑک پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کئی بے ٹیلے اور نو گز ہے مزار ہیں جو تقریباً شمال جنوب کی سمت ہیں۔ بھوکھوکھر، بھٹیاں، بھکیلہ پنڈوری کیرنوالہ کے قدیمی بستیوں سے ہوتی ہوئی تندووال کی طرف جا نکلتی ہے۔ اس قدیمی سڑک پر تندووال کا مشہور قصبہ بھی ہے۔ تندووال کے قریب پرانے قبرستان میں نو گز لمبا مزار ہے تندووال کی روحانی بزرگ شخصیت عبدالحمید قریشی جو دربار حافظ بدر منیر کے سجادہ نشین ہیں نے بتایا کہ ہمارا خاندان نو سو سال قبل ارض مقدس سے بھیرہ آیا بھیرہ سے ہمارے خاندان کے بزرگ تندووال آئے۔ ہمارا سلسلہ نقشبندی ہے دربار پر ہاڑ کے دوسرے سوموار عرس منعقد ہوتا ہے۔ ارادتمند دور دور سے حاضر ہوتے ہیں تلاوت قرآن پاک حمد وثناء کے علاوہ زائرین میں دن رات عام لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ عبدالحمید قریشی نے بتایا اس پرانے قبرستان میں گھنے درخت ہوتے تھے جہاں دن کے وقت بھی اندھیرا ہوتا تھا۔ یہ خانقاہ درختوں کے درمیان تھی پہلے مزار کچا تھا بعد میں مراد پوری ہونے پر تندووال کے ایک شخص نے مزار کو پختہ تعمیر کروایا۔ نو گز لمبی خانقاہ کے قریب کسی تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں جہاں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے چکیوں کے پاٹ ملتے ہیں جب کھدائی کی جائے تو زمین سے انسانی ڈھانچے ملتے ہیں۔ یہ سلسلہ کئی کنال رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ مزار کے قریب حاکم علی ٹریکٹر والا نے مکان تعمیر کر رکھا ہے۔ جو جمعرات کے روز مزار پر دیا جلاتے ہیں۔ تندووال کے قریب بھنہ ٹبی چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں ٹبی میں نو گز لمبا مزار ہے جو شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ مزار سائیں غلام رسول نے اہل دیہہ کے تعاون سے تعمیر کیا ہے۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے مزار پر چھت کے علاوہ گنبد بھی ہے۔ مقامی طور پر مزار بابا نو گزہ کے نام سے مشہور ہے۔ مزار کے صحن میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے بھی دیکھے گئے ہیں۔ اہل دیہہ نے مزار کو ۱۹۹۳ء میں تعمیر کروایا حافظ شمس الدین آف گلیانہ کے قلمی نسخہ کے انوار الشمس کے صفحہ نمبر ۳۲، نمبر شمار ۵۴ کے مطابق صاحب مزار کا نام طیموش ہے۔ جو حضرت یوسفؑ کی اولاد سے بیان کئے گئے ہیں۔ تندووال والی یہ سڑک کھاریاں ڈیفنس روڈ سے جا ملتی ہے۔ گلیانہ کو ماضی میں مرکزی حیثیت حاصل تھی یہاں سے چاروں جانب قدیمی سڑکیں نکلتی ہیں گلیانہ کے گردونواح میں کافی نو گز لمبے مزار ہیں جس کا ذکر راقم کی لکھی ہوئی کتب گجرات تصاویر کے آئینے میں۔

marfat.com

گجرات تاریخ کے آئینے میں تفصیل کے ساتھ درج ہے ۔ گلیانہ سے ایک سڑک سنگیہ حسام اور ٹموٹیا رائے بہادر
کی طرف جاتی ہے ۔ اس سڑک کے شمال کی طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آتی ہیں ۔ ان پہاڑیوں میں ماضی میں
انسان قیام پذیر رہا ۔ کئی قدیم عمارتیں اور کھنڈرات کے آثار ملتے ہیں ۔ حسام ایک قدیم قصبہ ہے یہاں بھی
نو گز لمبا مزار ہے راجہ مظہر اقبال اور راجہ محمد صدیق نے بتایا کہ اس بزرگ ہستی کا مزار عرصہ دراز سے ہے ہم
احترام کے طور پر چھت پر نہیں سوتے ۔ جو بھی منت مراد مانگی جاتی ہے پوری ہوتی ہے ۔ مزار کو پہلی بار ۱۹۵۶ء
میں پختہ تعمیر کروایا ۔ امانت علی نے مکان کی تعمیر کیلئے اینٹیں خریدیں جن پر کلمہ تحریر تھا ۔ رات کو خواب میں
بزرگ نے اشارہ دیا کہ یہ کلمہ والی اینٹیں مزار پر نصب کی جائیں ۔ چنانچہ یہ اینٹیں مزار پر نصب کر دی گئیں
امانت علی نے مزار کی تعمیر کیلئے چالیس ہزار روپے وقف کروا دیا ہے نو گز لمبے مزار پر کیکر کا بہت بڑا درخت
جو فروخت کر کے مزار کے ملحقہ دس مرلے مزید زمین خرید لی گئی ہے ۔ یہاں درس مدرسہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے
مزار کے قریب محمد اعظم کا مکان ہے ۔ وہ چھت پر تھا اشارہ ہوا نیچے اتر جاؤ جب وہ نیچے اترا تو چھت گر گئی وہ
محفوظ رہا ۔ عبدالغنی کے گھر چور چوری کرنے آئے عبدالغنی کو خواب میں بزرگ نے کہا کہ سیر کروں ۔ اشارہ پا
کر عبدالغنی اٹھ بیٹھا تو چور بھاگ گئے ۔ اور اس کا سامان محفوظ رہا تین دفعہ چوروں نے چوری کرنے کی کوشش
کی تو وہ اپنے منصوبے میں ناکام رہے کئی بار ان کے راستے میں سانپ آئے ۔ اور وہ بھاگ گئے ۔ بابا امانت علی
کی بڑی بیٹی نے بتایا کہ یہ بزرگ انہیں کئی بار خواب میں ملے ہیں ۔ راجہ شفقت جاوید کی پیدائش سے قبل
مجھے بزرگ کی طرف سے ایک چھوہارا ملا ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کی دعا سے مجھے بیٹا عطا کیا ۔ راجہ
مظہر اقبال اور ان کے والد اہل دیہہ کے تعاون سے مزار از سر نو پختہ تعمیر کیا جا رہا ہے ۔ درس کے علاوہ ہر ماہ
ختم شریف اور سالانہ عرس بھی منعقد کیا جائیگا ۔ حسام کے قریب منگیہ میں قدیم مزار ہیں منگیہ حسام کے
قریب سے گزرنے والی سڑک ٹموٹھا رائے بہادر اور گولڑیالہ سے ہوتی ہوئی کوٹلہ ارب علی خاں کی طرف جا نکلتی
ہے بدو چک ہیری قدیم گاؤں ہے ہیری میں قدیم باولی اور تاریخی عمارتوں کے آثار ملتے ہیں ۔ ٹموٹھا رائے بہادر
کے قریب و جوار نو گز لمبے مزار ہیں جو پختہ تعمیر کیے گئے ہیں ۔ ٹموٹھا رائے بہادر قدیم قصبہ ہے قصبہ کے وسط
میں بوہڑ کے درخت کے نیچے ایک چبوترا تعمیر کیا گیا ہے ۔ جس پر سنگ مرمر کی ایک تختی ہے ۔ یہ عمارت تعمیر ہے
پہلی جنگ عظیم میں ٹموٹھا رائے بہادر سے ۱۱۳ افراد سے جنگ میں حصہ اور کئی محاذ پر مارے گئے ۔ ٹموٹھا رائے
بہادر سے ایک سڑک گوٹریالہ سرائے عالمگیر کی طرف جا نکلتی ہے گوٹریالہ کے جنگلات میں نو گز لمبا مزار ہے ۔
قریب آبی گزر گاہ ہے جہاں سارا سال پانی بہتا رہتا ہے ۔ جس کے کنارے قدیم آبادی کے آثار ملتے ہیں
ہزاروں سال قبل برصغیر میں آمد و رفت کیلئے ایک قدیم راستہ تھا ۔

marfat.com

گلیانہ کے قریب کوٹلی بجاڑ میں 9 گز لمبا مزار

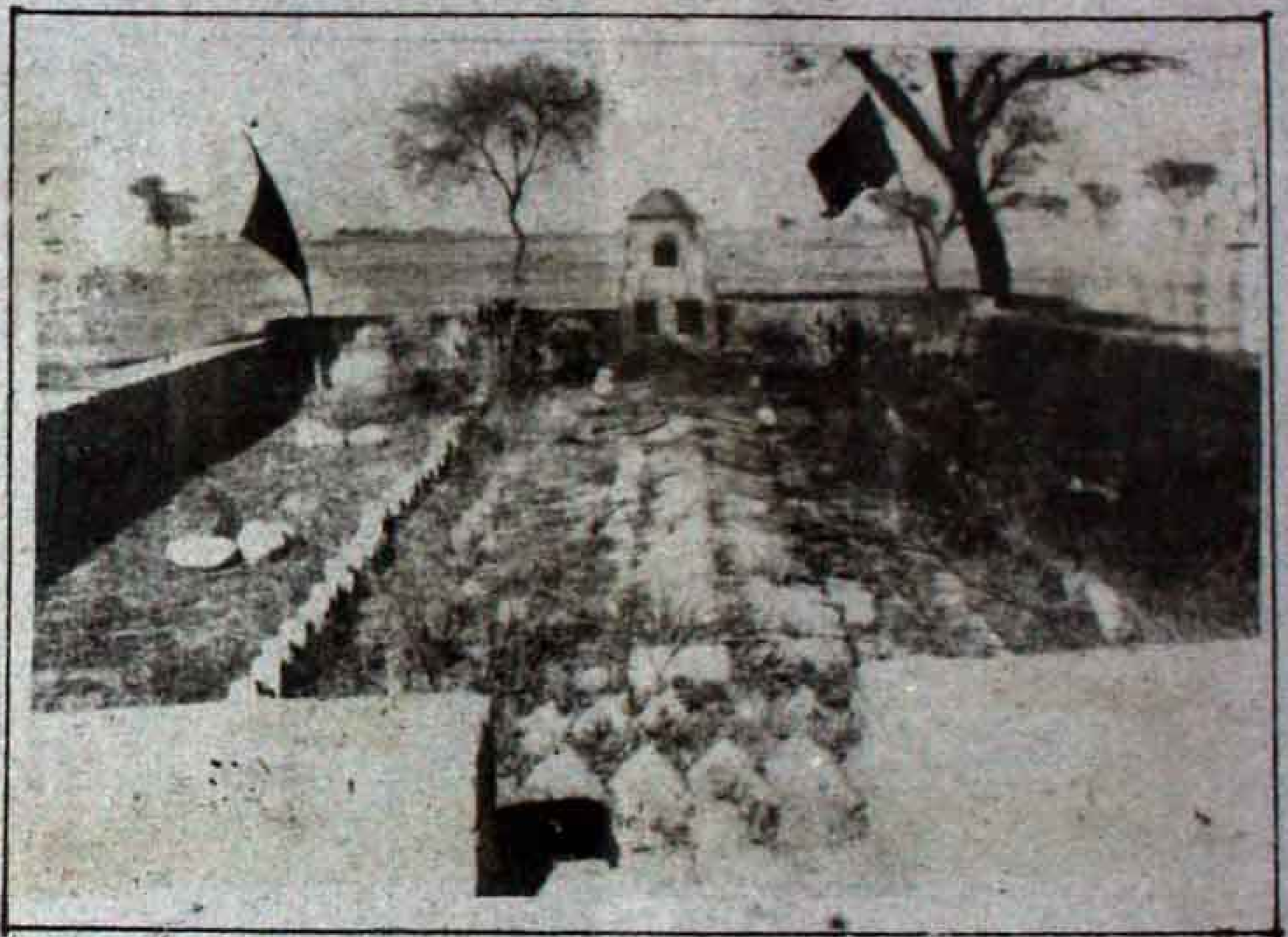

یہ مزار کوٹلی بجاڑ کے جانب مشرق برساتی نالہ کے کنارے پر واقع ہے پیر پھلائیاں کے نام سے مشہور ہے اس مزار کے سامنے جانب مشرق پیر غازی کا تباہ شدہ ٹبہ کے آثار دکھائی دیتے ہیں مزار سے تھوڑے فاصلہ پر نالہ بھمبر بھی ہے۔ اس میدان میں کئی نو گز خانقاہیں ہیں جو پختہ تعمیر ہیں مزار پختہ تعمیر ہے چار دیواری بھی ہے حافظ شمس الدین گلیانوی یہاں حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک آواز آئی تمہیں فیض کیراں والا حضرت طرشوش کے مزار سے حاصل ہو گا آپ وہاں حاضری دیتے رہے مزار کے جانب مشرق مغرب ایسی لمبی قبروں کے آثار پائے جاتے ہیں

marfat.com

گلیانہ کے قریب ٹبی کسانہ نزد کوٹلی بجاڑ میں 9 گز لمبا مزار

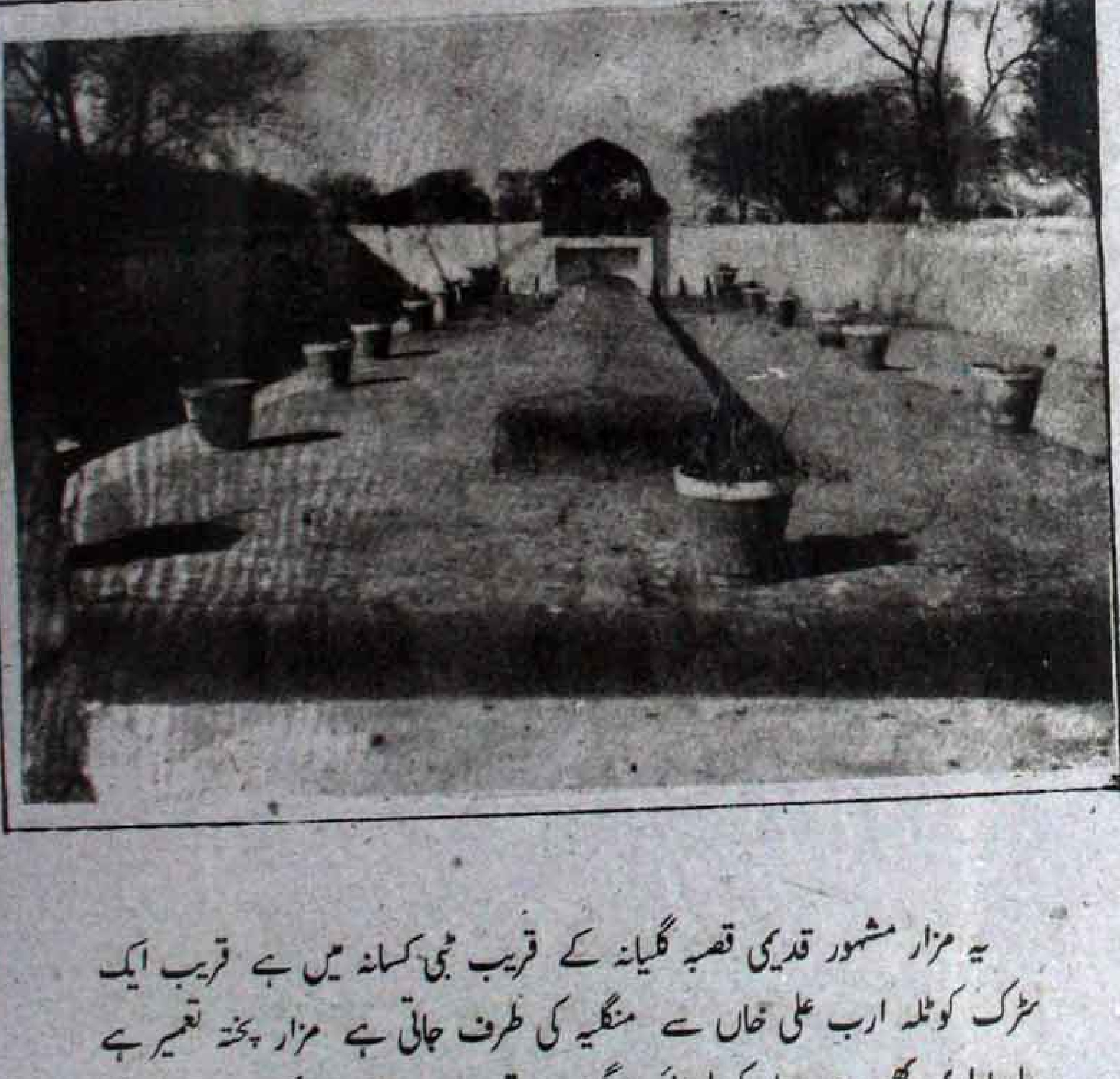

یہ مزار مشہور قدیمی قصبہ گلیانہ کے قریب ٹبی کسانہ میں ہے قریب ایک سڑک کوٹلہ ارب علی خاں سے منگلیہ کی طرف جاتی ہے مزار پختہ تعمیر ہے چاردیواری بھی ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے قریب ہی ندی نالہ بھی بہتا ہے اہل دیہہ گردو نواح کے لوگ پوری عقیدت سے حاضری دیتے ہیں اس قسم کے نو گز لمبے مزارات کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا ہے جو نالہ بھمبر کے ساتھ ساتھ ہیں یہ کڑیاں ایک بلند بالا تباہ شدہ بستی پیر غازی سے جا ملتی ہیں مزار کے قریب سے قدیمی سڑک گزرتی ہے جو کوٹلہ سے کشمیر آتی ہے اسکی ایک شاخ سیالکوٹ کی طرف جاتی ہے

marfat.com

گلیانہ کے قریب ٹنیڈانوالی میں 9 گز لمبا مزار

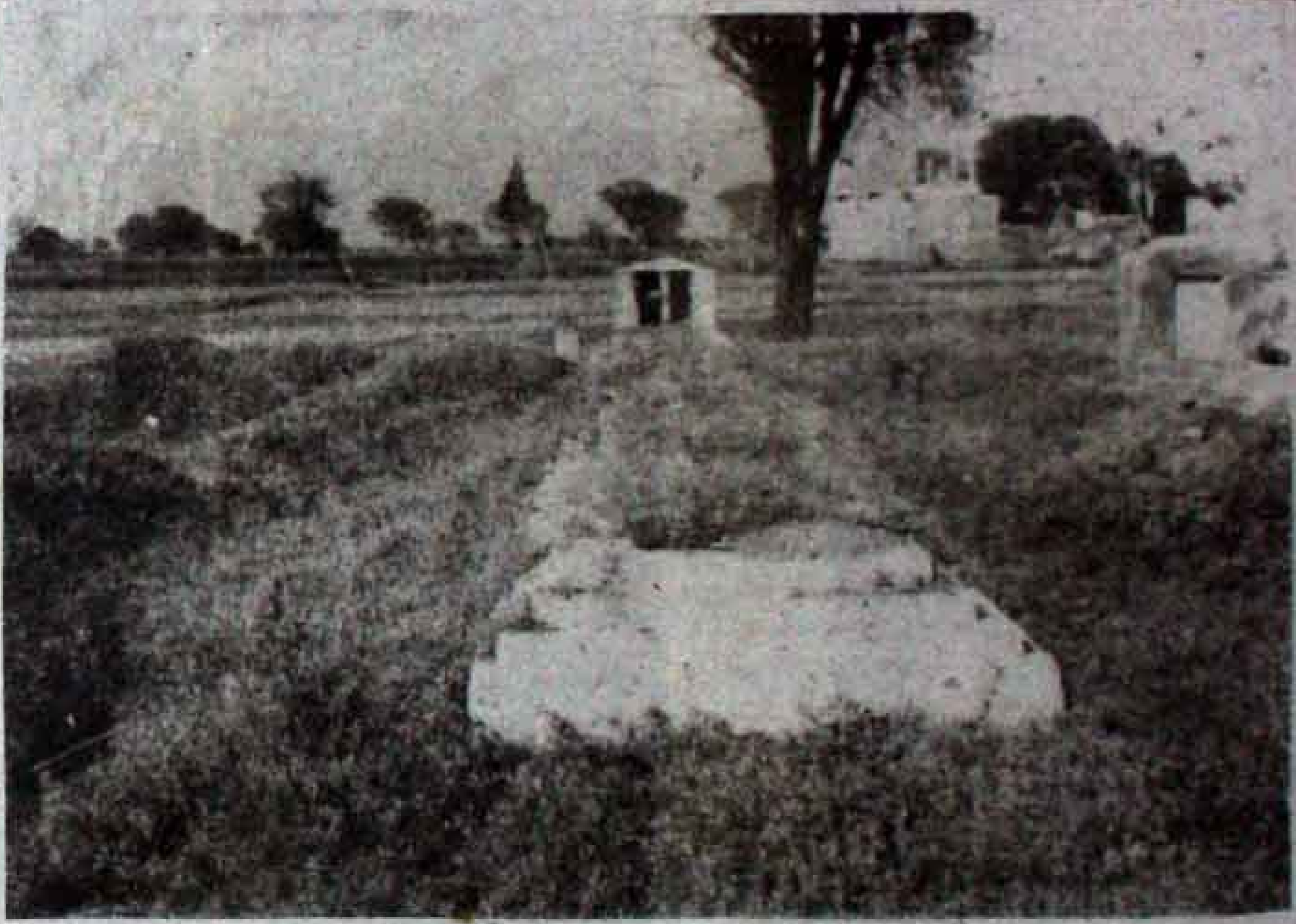

یہ مزار گاؤں گوجر کوٹلہ کے قریب گلیانہ کے قرب جوار میں موضع ٹینڈانوالی میں واقع ہے ۔ اس گاؤں کا پہلا نام رام تمھا اسنام سے اس کے قدیمی ہونے کا ثبوت ملتا ہے مزار قبرستان میں ہے پختہ تعمیر ہے حضرت شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوارالشمس صفحہ 328 نمبر شمار 478 کے مطابق صاحب مزار کا نام شمداروش ہے آپ کا سلسلہ مقدس ہستیوں سے جا ملتا ہے اس قسم کے مزار گردونواح میں اور بھی ہیں یہ مزار قبرستان میں ہے

marfat.com

گلیانہ کے قریب موضع بھگوال دھم میں 9 گز لمبا مزار

ماضی میں گلیانہ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی یہاں بہت بڑا قلعہ ہوا کرتا تھا مغرب سے آنے والے حملہ آور اور تجارتی قافلے گلیانہ میں قیام کرتے تھے۔ گلیانہ کے چاروں طرف سے بڑی بڑی سڑکیں دوسرے علاقوں کو گلیانہ سے ملاتی ہیں۔ گلیانہ سے ایک سڑک بھگوال کی طرف جاتی ہے۔ بھگوال دھم کے قبرستان میں یہ نوگز لمبی قبر ہے۔ مزار پختہ ہے چار دیواری بھی ہے۔ اور مزار کے قدیمی ہونے کے کئی شواہد ملتے ہیں۔ ایسے مزارات کا سلسلہ نالہ بھمبر کے کنارے تک پھیلا ہوا ہے۔ جو اپنے اندر کئی داستانیں لیے ہوئے ہے۔ مزار پر لوگ پوری عقیدت و احترام سے حاضری دیتے ہیں اور اہل بصیرت اور صاحب نظر حاضر ہو کر دینی و روحانی فیض حاصل کرتے ہیں

marfat.com

چک لشکری میں حضرت مہلائیل کا نو گز لمبا مزار

چک لشکری کھاریاں کے قریب نصیرہ گلیانہ روڈ کے قریب ہے۔ یہاں قدیمی سڑک چک لشکری کے قریب سے گزرتی تھی۔ یہاں ایک آبی گزرگاہ بھی ہے۔ جس کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔ اور سارا سال اس میں پانی بہتا رہتا ہے۔ یہ مزار گاؤں کے جانب مغرب ہے۔ نو گز لمبا ہے۔ چاردیواری بھی ہے۔ اس کے اوپر چھت بھی ہے۔ قریب چھاؤنی میں بھی اس قسم کے چند نو گز لمبے مزار ہیں۔ حافظ شمس الدین گیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے مطابق صاحب مزار کا نام حضرت مہلائیلؑ ہے۔ اسکے دوسرے دو بھائیوں کا مزار قمائیل کا مزار شاہدیواں نزد گجرات اور جھنڈیوالی نزد لالہ موسیٰ میں ہے۔

marfat.com

چیچیاں باغانوالہ کے درمیان ۹ گز لمبا مزار

باغانوالہ اور چیچیاں تحصیل کھاریاں کے مشہور گاؤں ہیں جو گلیانہ لالہ موسیٰ روڈ کے جانب مشرق آباد ہیں۔ یہ مزار باہر وال چیچیاں کے درمیان کھیتوں میں قدیمی درختوں کے جھنڈ میں ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ اور اسکی چار دیواری بھی ہے۔ مزار کی لمبائی ۹ گز کے قریب ہے اس قدیمی گزر گاہ کے ملحقہ قدیمی بستیوں میں نو گز لمبے مزارات ہیں۔ زمانہ کے نشیب و فراز قدرتی آفات کی وجہ سے یہ بستیاں کئی بار اجڑیں اور کئی بار آباد ہوئیں۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشان نہ مٹ سکے جو آج بھی قائم و دائم ہیں۔ ان ہی دیہات کے قریب جب کھاریاں چھاؤنی تعمیر کی گئی تو کئی بستیوں کے مکینوں کو ترک سکونت اختیار کرنی پڑی اور لاتعداد دیہات صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔ لیکن اللہ کے نیک بندوں کے نشانات کوئی نہ مٹا سکا۔

marfat.com

عی کی پہاڑیوں بڑیلہ بنی کے قریب ۷۰ گز لمبا مزار

کھاریاں کے قریب مشہور گاؤں ڈوگہ تھال ہے۔ ڈوگہ تھال سے جانب شمال رکھ بھی سرکار میں ایک کچی سڑک بیسہ کلاں کی طرف جاتی ہے۔ ڈوگہ تھال سے چند میل کے فاصلے پر پہاڑی کے اوپر ایک پانی کا تالاب اور تالاب کے کنارے پیپل شیشم کے قدیمی درخت ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درختوں کے سائے میں کبھی یہاں پنچایت منعقد ہوا کرتی تھی۔ یہ چھپڑ بنی بڑیلہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اسی تالاب کے قریب پہاڑی کے دامن میں کافی اترائی اترنے کے بعد کھنگر یلے پتھروں سے تعمیر شدہ ایک قبر بھی ہے جس کی لمبائی ۷۰ گز ہے کہیں پتھر زیادہ ہیں اور کسی جگہ کم ہیں ۷۰ گز قبر کے قریب شیشم پھلاہی کے درخت ہیں اور مقامی آبادی رنگ برنگ جھنڈے اس قبر پر نصب کر رکھے ہیں یہ لوگ یہاں پوری عقیدت احترام سے یہاں حاضری دیتے ہیں۔ ایک اور بات بھی مشہور ہے کہ جو بھی گزرنے والا اس راستے سے گزرا ہے اس قبر پر ایک پتھر رکھ کر گزرتا ہے جس کی وجہ سے اسکی لمبائی ۷۰ گز ہے

marfat.com

کھاریاں (چھاؤنی جنڈانوالہ کے قریب نو گز لمبا مزار

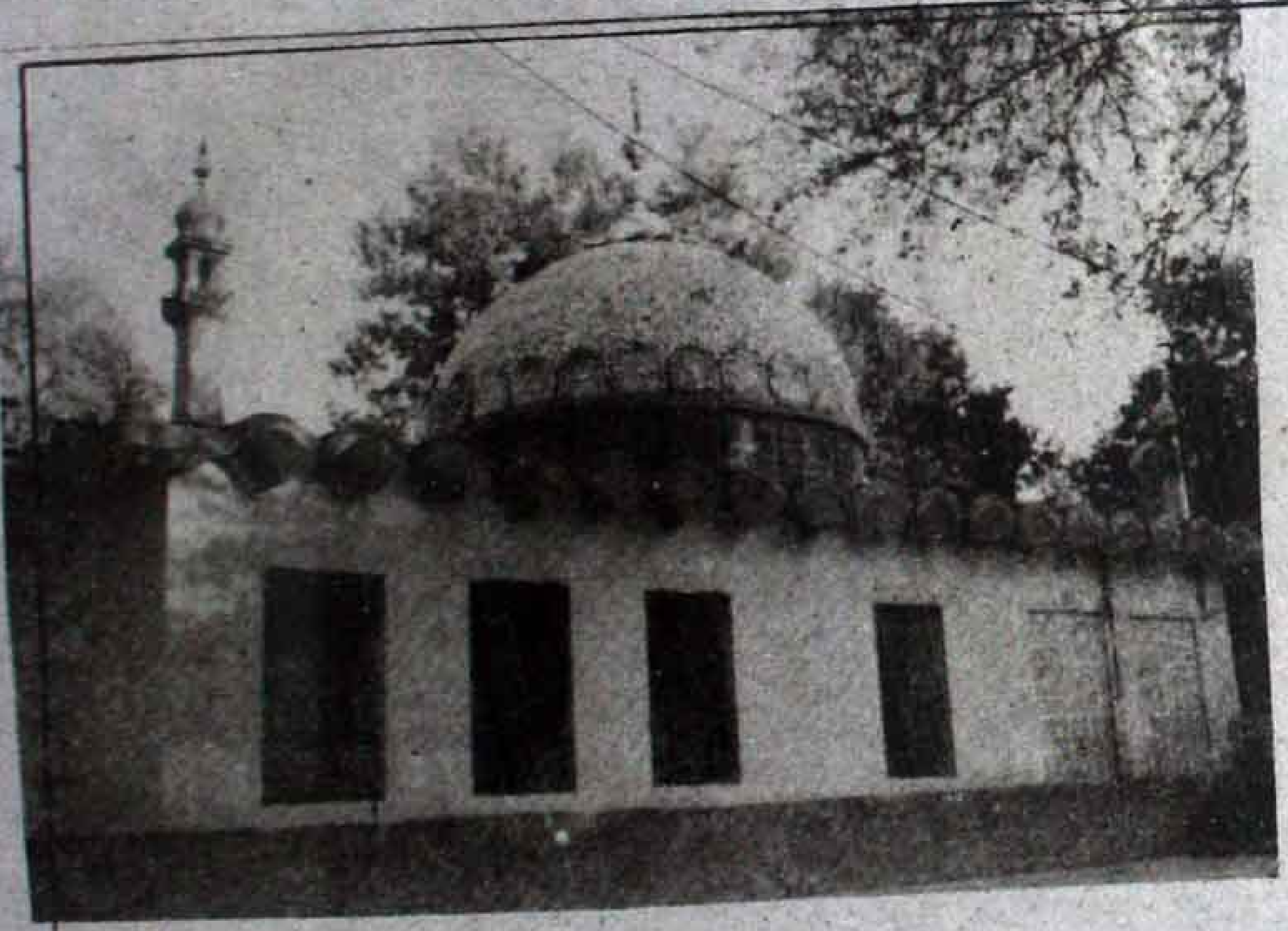

کھاریاں چھاؤنی تعمیر کرتے وقت یہاں سے کئی دیہات کو مسمار کر دیا گیا ۔ قبرستان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا ۔ انسانی آبادیوں کے نقوش کو بھی ختم کر دیا گیا ۔ لیکن اللہ کے ان نیک بندوں کے نشان کوئی طاقت بھی نہ مٹا سکی ۔ آج بھی کھاریاں چھاؤنی کے قریب دو تین نو گز لمبے مزارات اس طرح آباد ہیں جس طرح کئی سو سال پہلے آباد تھے ۔ یہ مزار بھی کھاریاں چھاؤنی کے قریب موضع جنڈانوالہ کے رقبہ میں ہے ۔ مزار کی لمبائی نو گز ہے چھت کے اوپر ایک شاندار گنبد بھی تعمیر کیا گیا ہے ۔ مزار کے باہر ایک بورڈ نصب ہے ۔ جس پر پیر اصحاب کا نام درج ہے ۔ اور اسی نام سے اسی مزار کی دور دور تک شناخت ہے ۔

marfat.com

کھاریاں چھاؤنی میں 22 گز لمبا مزار

کھاریاں چھاؤنی کی تعمیر کے وقت کئی دیہات کے رہنے والے یہاں سے ترک سکونت کر گئے ان کے مکانات مسمار کر دیئے گئے۔ لیکن یہ مزار اب بھی قائم دائم ہے۔ مزار کی لمبائی 22 گز کے قریب ہے۔ مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر جناب حضرت سید غلام رسول شاہ صاحب قادری شہید از کابل تحریر ہے۔ قریب ہی مسجد بھی ہے چھاؤنی کی وجہ سے مزار پر رونق رہتی ہے یہ مزار قدیمی شاہراہ گلیانہ جو برصغیر کو مشرق وسطی سے ملاتی ہے۔ کے کنارے پر ہے۔ اس سڑک کے گردونواح میں کئی اور لمبے مزار ہیں۔ ماضی میں برصغیر اور مشرق وسطی کو ملانے والی سڑک جس کا رابطہ ہیڈ رسول اور ہیڈ مرالہ کے درمیان تھا اس سڑک کے ارد گرد کافی گنجان آباد قصبے آباد تھے۔ جہاں مخلوق آباد تھی

marfat.com

جنڈ شریف میں 9 گز لمبا مزار

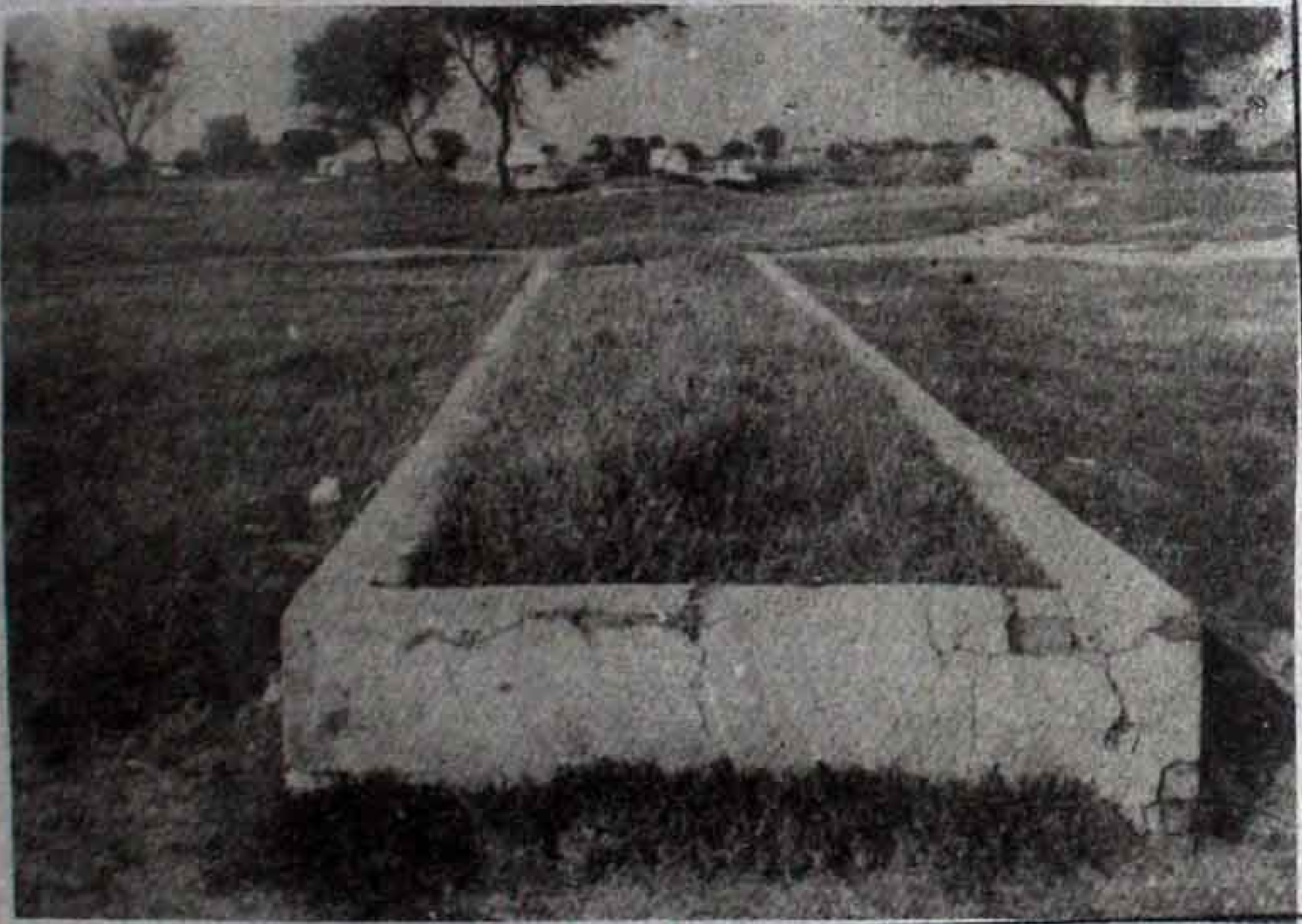

یہ مزار مشہور روحانی قصبہ جنڈ شریف کے قبرستان میں ہے ۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے ۔ جو پختہ تعمیر ہے ۔ یہ قصبہ جنڈ شریف قاریاں کے نام سے بھی مشہور ہے ۔ مزار کے قریب ہی حافظ علم دین صاحب المعروف باباجی صاحب جنڈ شریف قاریاں کا مزار ہے ۔ اس قصبے کی یہ خاصیت رہی ہے کہ یہاں لاتعداد حافظ قرآن پیدا ہوئے جنہوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کا پیغام گلی کوچے پہنچایا اور بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہ راست پر لانے کے لیے تبلیغ کرتے رہے ۔ مزار پر تاریخ وفات 1332ھ اندراج ہے ۔

عدم سے جو بھی آتے ہیں عدم کو لوٹ جاتے ہیں
کوئی خوش بخت رہ جاتا ہے زیب داستان بن کر

marfat.com

راقم نو گز لمبے مزار پر چادر پوشی کر رہا ہے

اس خطہ میں بیشتر 9 گز لمبے مزارات ہیں۔ صاحب مزار کے نام حضرت حافظ شمس الدین گلیانویؒ کے قلمی نسخہ انوار الشمس اور حضرت قاضی سلطان محمودؒ آف اعوان شریف کے قلمی نسخوں میں دستیاب ہوئے۔ راقم نے ان مزارات پر سبز رنگ کی چادر پوشی کا سلسلہ شروع کیا اور ساتھ ہی ان مزارات پر سنگ مرمر کی تختیاں بھی نصب کر دیں۔ سنگ مرمر پر صاحب مزار کی مختصر تاریخ درج کر دی ہے تاکہ صاحب مزار کا تقدس بحال رہے۔ حوالے کے لئے راقم کی لکھی ہوئی دو کتابیں "گجرات تصاویر کے آئینے میں" اور "گجرات تاریخ کے آئینے میں" ملاحظہ کیجئے۔ بیشتر نو گز لمبے مزار کئی سو کنال رقبہ میں ہیں اور گھنے درختوں نے مزار کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور بیشتر مزار آبی گزرگاہوں ٹبوں ٹیلوں پر ہیں۔ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کا تقدس قائم ہے۔

marfat.com

مرزا طاہر میں حضرت سلوا نام کا 22 گز لمبا مزار

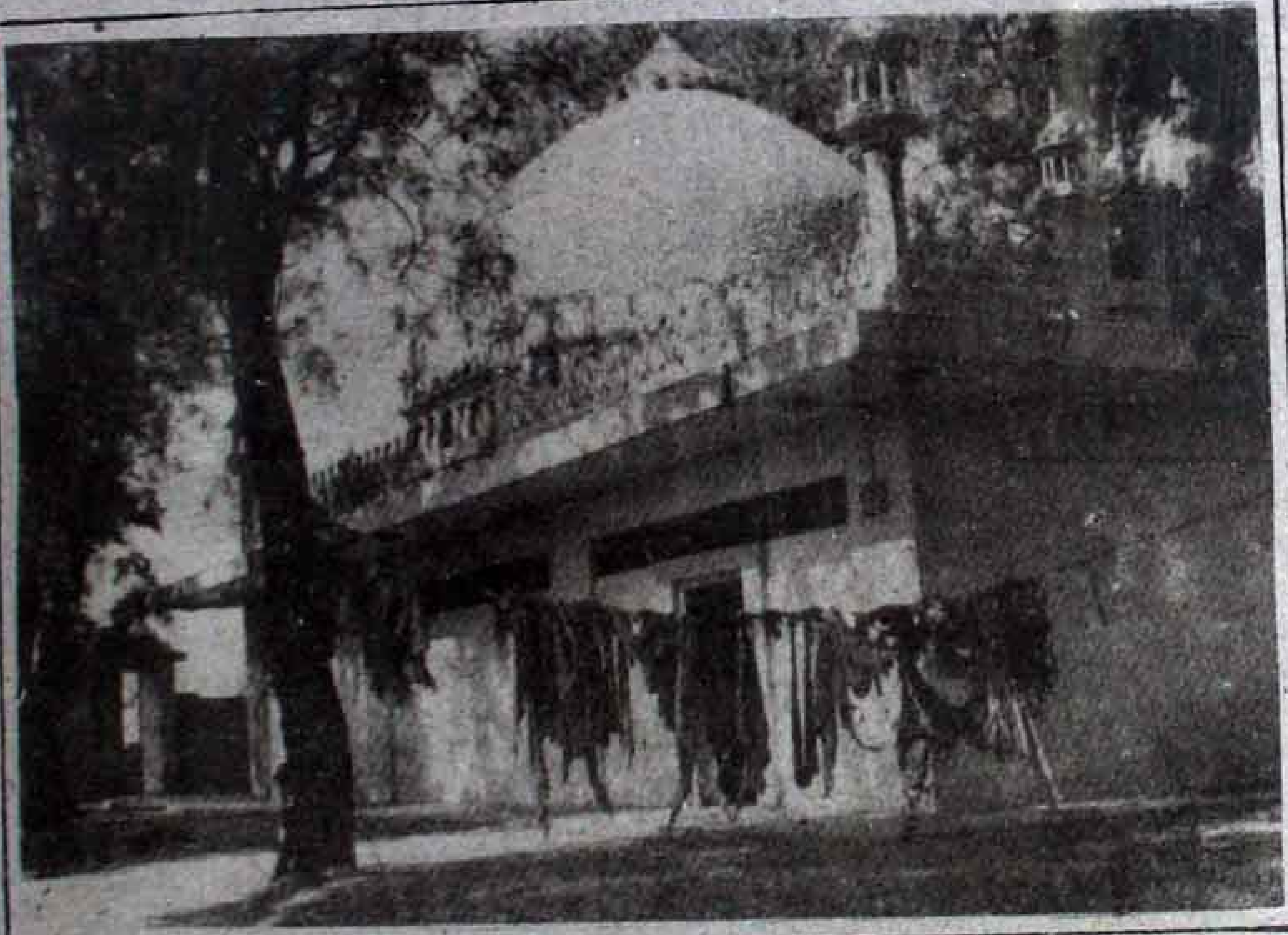

یہ مزار ڈنگہ کھاریاں روڈ پر مشہور قصبہ مرزا طاہر میں واقع ہے۔ مرزا طاہر قصبہ بہت قدیمی ہے۔ یہاں مٹی کے بڑے بڑے ٹیلے ہیں۔ ان ٹیلوں سے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے پرانے زمانے کے سکے موتی وغیرہ برآمد ہوتے ہیں۔ یہ مزار بھی تباہ شدہ بستی ٹبہ پر واقع ہے۔ مزار کی لمبائی 22 گز ہے۔ اہل نظر اہل دیہہ اور عقیدت مندوں نے یہ مزار بہت شاندار انداز میں تعمیر کر دیا ہے۔ مزار پختہ ہے اور چھت کے علاوہ گنبد بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار پر کوئی غیر شرعی حرکت دیکھنے میں نہیں آئی۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس صفحہ 326 نمبر شمار 400 میں صاحب مزار کا نام حضرت سلوا ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت یوسفؑ سے ملتا ہے۔ اہل دیہہ روضہ پر پوری عقیدت سے حاضر ہوتے ہیں تقدس بھی بحال رکھا ہوا ہے

marfat.com

ڈھلیان شریف ڈنگہ میں ۹ گز لمبا مزار

یہ مزار قصبہ ڈنگہ کے قریب ہے ڈنگہ ایک قدیمی قصبہ ہے ڈنگہ کے چاروں طرف سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ جس طرف سفر کا ارادہ ہو سڑک مل سکتی ہے۔ سڑک کے قریب ڈھلیان شریف میں ۹ گز لمبا مزار ہے۔ جو پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ قریب بساں والی سرکار کا یہ نو گز لمبا مزار ہے۔ اس کے علاوہ بزرگوں کے روضے تعمیر کئے گئے ہیں۔ یہ مزار مشہور قدیمی سڑک جو ہیڈ رسول ڈنگہ سے نکل کر برصغیر۔ بہلول پور کے قریب سے گزرتی ہے ڈنگہ کے قریب قصبہ ڈھلیانِ شریف میں ہے مزار پختہ تعمیر ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس میں صاحب مزار کا نام درج ہے۔ اس مزار کے قریب سے ایک پرانی سڑک گذرتی ہے جو شمال جنوب کی جانب پہاڑی سلسلہ کی طرف جاتی ہے۔

marfat.com

راقم کھاریاں کے قریب امرہ خورد میں حضرت ملک رحیمؒ کے مزار کی تلاش میں

کھاریاں ڈنگہ روڈ جو اس خطہ کی سب سے پرانی سڑک ہے، یہ سڑک مشرق کی جانب گلیانہ دولت نگر بہلول پور سے ہوتی ہوئی ہندوستان کی طرف جاتی تھی۔ مغرب کی جانب دریائے جہلم سے ہوتی ہوئی جلالپور شریف، پنڈ دادنخان، کلر کہار سے ہوتی ہوئی ٹیکسلا اور کابل کی طرف جاتی تھی، کھاریاں ڈنگہ روڈ پر امرہ کلاں میں حضرت ملک ہردہؒ کے مزار پر حاضری دینے کے بعد راقم جب امرہ خورد میں حضرت رحیمؒ کے مزار پر حاضری دینے کے لئے روانہ ہوا تو اس مزار کے چاروں طرف جنگل بیابان بس پانی ہی پانی تھا۔ سرکنڈوں، کھائی، خاردار جھاڑیوں اور جنگلی جڑی بوٹیوں میں مزار پر جانے کے لئے کوئی راستہ نہ ملا تو راقم نے صاحب مزار کو پکارا اور دل میں کہا کہ میں خلوص دل سے روضہ پر حاضری دینے کے لئے آیا ہوں اس جنگل بیابان میں مزار پر حاضری دینے کے لئے کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا پانی کے کنارے بیٹھے کچھ لمحے بیت گئے۔ ایک شخص امرہ خورد کی طرف آیا۔ راقم سے پوچھا کیا معاملہ ہے یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے اس اجنبی سے کہا کہ اس جنگل بیابان میں نو گز لمبی خانقاہ ہے۔ اجنبی نے کہا کہ میں گاؤں سے کوئی گھوڑی لے کر آتا ہوں اور آپ کو مزار تک لے جاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی گزرگاہ ہے تو پیدل ہی چلتے ہیں۔ راقم اگست کے مہینے کی تپش اور گرم پانی سے گزرتا ہوا مزار پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ مزار پر پہنچنے کے لئے کئی فرلانگ گرم پانی سے گزرنا پڑا اور پانی کے کیڑے مکوڑے اپنا کام دکھاتے رہے اور جنگلی مرغابیاں پرندے یہاں نالہ میں تیرتے نظر آئے۔ حضرت ملک رحیمؒ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے اور راقم کو مزار پر حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

marfat.com

امرہ خورد میں 9 گز لمبا مزار

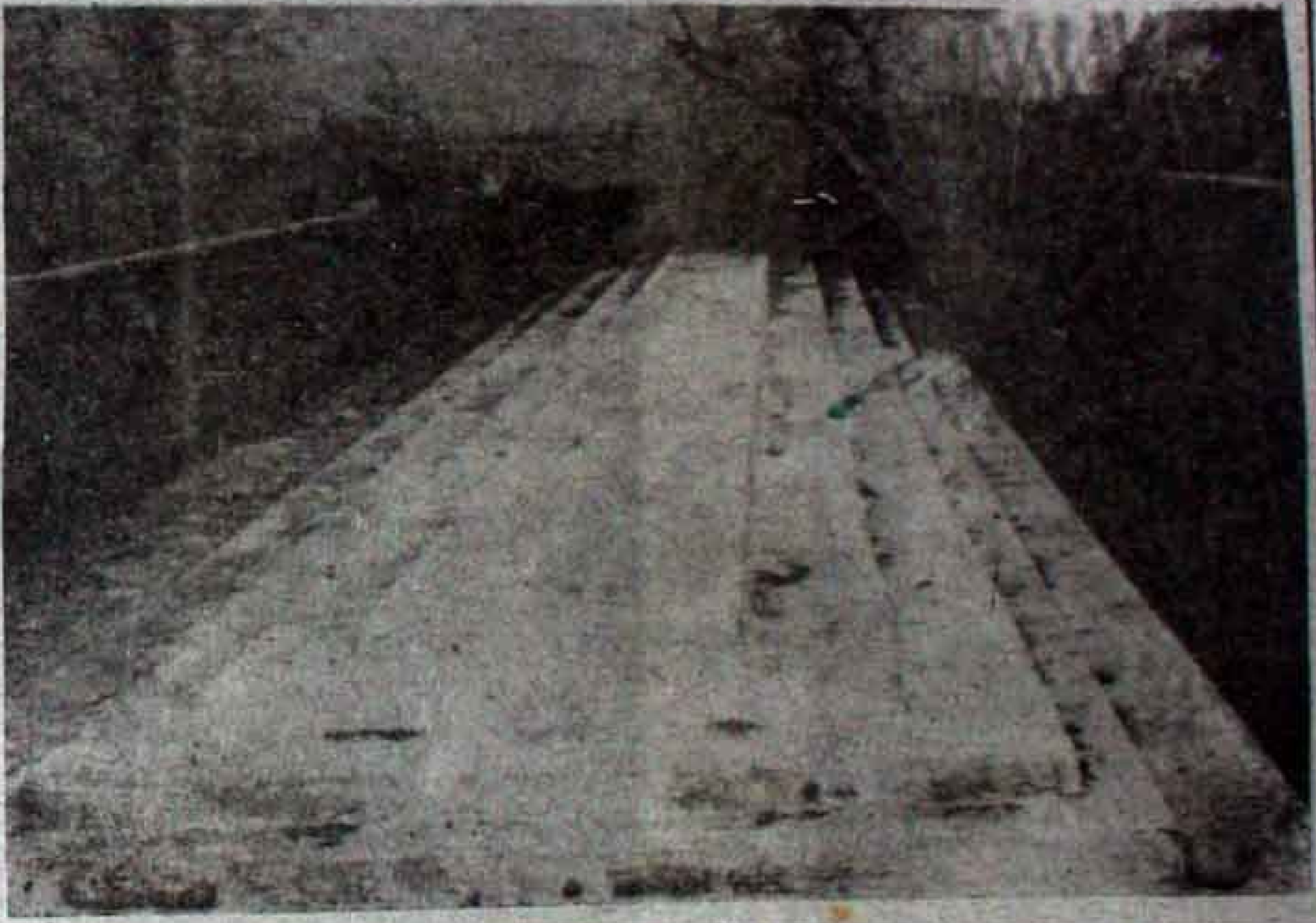

کھاریاں ڈنگہ روڈ پر ڈنگہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر امرہ کلاں کا مشہور قصبہ ہے ۔ قریب ہی امرہ خورد گاؤں ہے یہ مزار گاؤں سے باہر جانب شمال مغرب آبی ذخائر کے قریب ہے ۔ مزار پختہ تعمیر ہے ۔ جانب شمال پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ۔ مزار 9 گز لمبا ہے ۔ اور پختہ تعمیر ہے ۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 326 نمبر شمار 417 کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک رخیم ہے ۔ اس مزار تک حاضری کے لیے راقم کو دلدل کیچڑ اور سرکنڈوں کو عبور کرنا پڑا چاروں طرف پانی ہی پانی کے باوجود اس مزار کا نشان قدرتی آفات بھی نہ مٹا سکیں

marfat.com

امرہ کلاں میں 9 گز لمبا مزار

یہ مزار امرہ کلاں کے جانب شمال مشرق ایک ٹبہ پر واقع ہے ۔ آبادی سے قدرے دور ہے ۔ پرانے درخت برگد اور پیپل کے پائے جاتے ہیں ۔ مزار پختہ تعمیر ہے ۔ اور چار دیواری بھی ہے ۔ قرب و جوار میں ہموار زمینیں ہیں جن میں ہر قسم کی اجناس کاشت کی جاتی ہے ۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے ۔ حافظ شمس الدین گگیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 327 نمبر شمار 450 کے مطابق صاحب مزار کا نام ملک برد ہے ۔ یہ قصبہ کھاریاں ڈنگہ روڈ پر ہے آپ کا سلسلہ نسب بقول حافظ شمس صاحب اللہ کے نیک بندوں سے ملتا ہے ۔ صاحب نظر یہاں حاضری دیتے ہیں

marfat.com

مہنے والی ڈنگہ کے قریب حضرت سائیال کا مزار

کھاریاں ڈنگہ روڈ پر نہر کے کنارے جانب مغرب ایک سڑک بھاؤ گھسیٹ پور جاتی ہے۔ اس سڑک پر ایک گاؤں مہنے والی ہے۔ یہاں ایک 9 گز لمبا مزار ہے۔ مزار پختہ تعمیر ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے ہاں جو دستاویزات مہیا ہوئی ہیں اس کے مطابق صاحب مزار کا نام سائیال ہے۔ یہ عبارت تحریر ہے۔ سائیال مہنے از ڈنگہ شمال 9 کوہ پختہ جنوب شمال ضلع گجرات

marfat.com

بھاؤ گھسیٹ پور نزد ڈنگہ میں 9 گز لمبا مزار صاحب مزار کا نام شمعون ہے

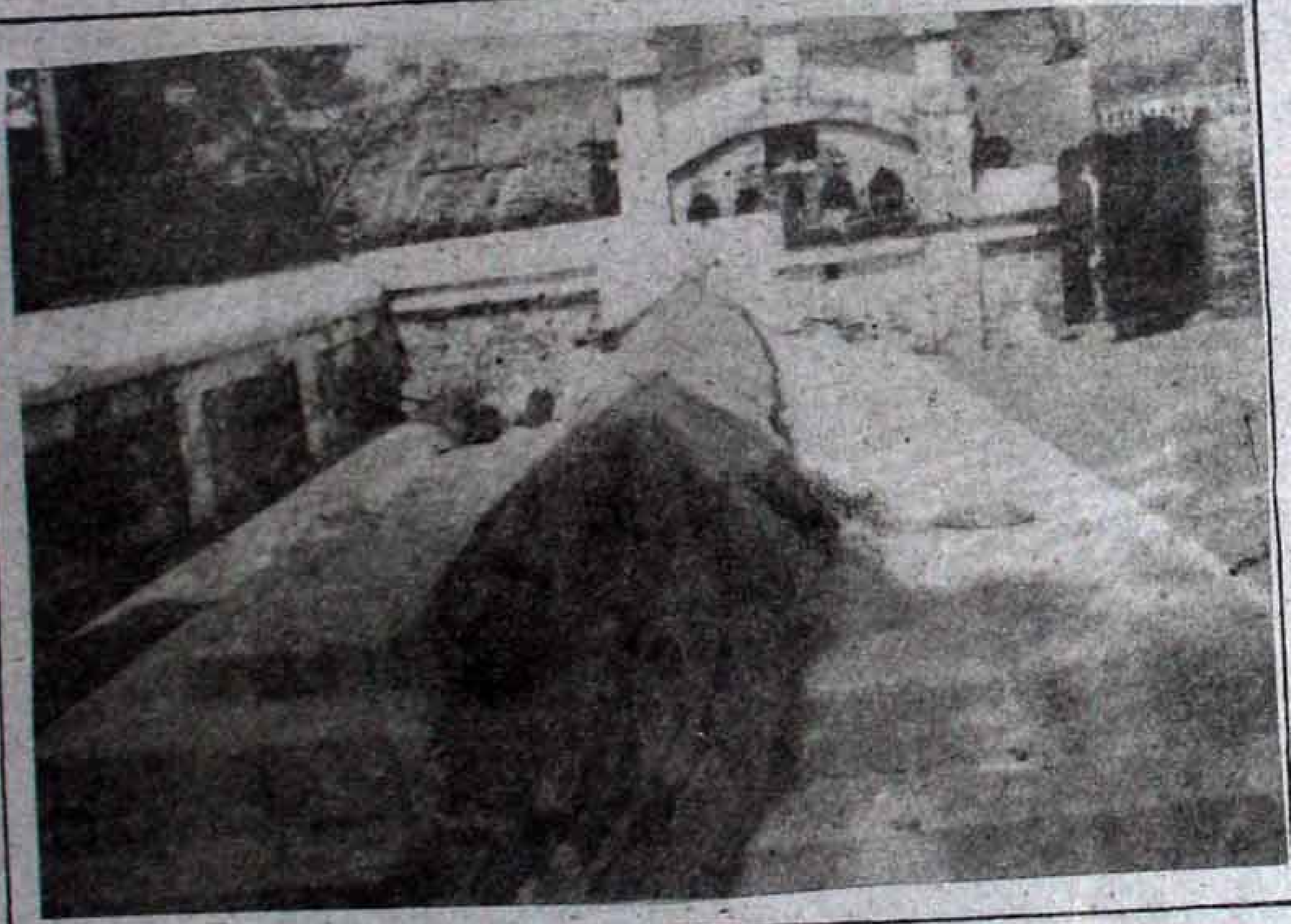

کھاریاں گلیانہ سے ایک سڑک منڈی بہاؤالدین پنڈ دادنخان کی طرف جاتی ہے۔ اس سڑک پر نہر جہلم بھی آتی ہے۔ نہر کی پٹڑی کے جانب شمال مشہور گاؤں بھاؤ گھسیٹ پور ہے۔ یہ مزار گاؤں کے وسط میں واقع ہے۔ مزار کی لمبائی 9 گز ہے۔ پختہ تعمیر ہے۔ چار دیواری بھی ہے۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ انوار الشمس کے صفحہ 332 کے مطابق صاحب مزار کا نام شمعون ہے۔ نام کے اوپر علامت ل ہے۔ جس سے مراد اولاد حضرت موسیٰؑ بیان کی گئی ہے۔ یعنی آپ حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے ہیں

marfat.com

ڈنگہ روڈ پر چک جانی میں 9 گز لمبا مزار، صاحب مزار کا نام بخشان ہے

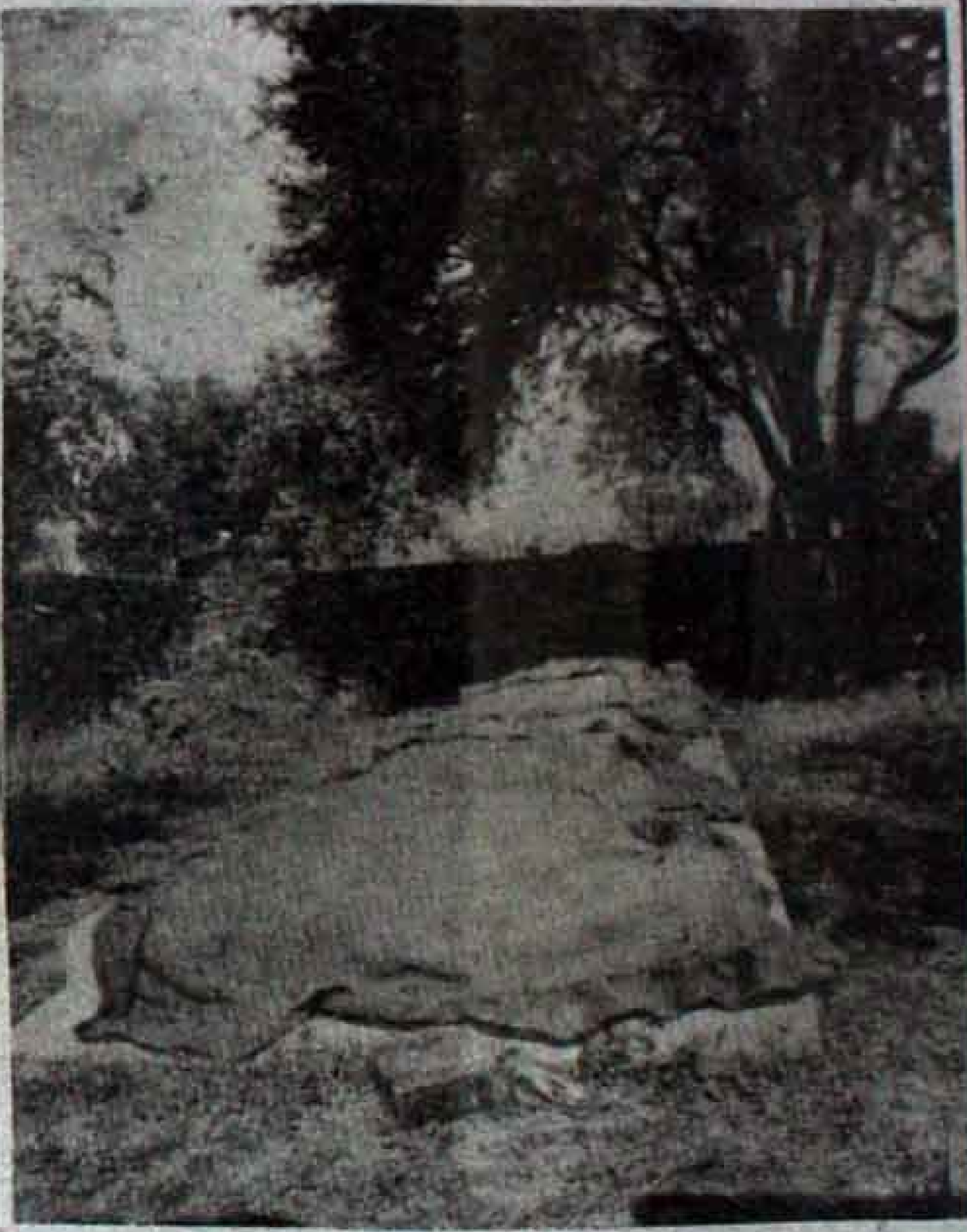

ڈنگہ کو ماضی میں یہ اہمیت حاصل رہی کہ مشرق وسطی سے آنے والے قافلے دریائے جہلم کو عبور کرنے کے بعد یہاں قیام کرتے ڈنگہ کو ماضی میں جنکشن اسٹیشن کی سی حیثیت حاصل رہی مختلف اطراف کو جانے والے قافلے یہاں سے گزر کر جاتے اب بھی اس علاقہ میں سب سے زیادہ سڑکیں ڈنگہ سے نکلتی ہیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آبی ذخائر بھی ملتے ہیں جس کی وجہ سے یہاں قدیمی آبادیوں کے آثار پائے جاتے ہیں چار دیواری بھی تعمیر کی گئی ہے حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ میں صاحب مزار کا نام بخشان ہے نیک اور پاک ہستیاں دفن ہیں ان ہستیوں کی پہچان صاحب نظر ہی کر سکتے ہیں صاحب مزار کا نام قلمی نسخہ کے صفحہ 328 نمبر شمار 463 کے مطابق بخشان ہے

marfat.com

میونوال خورد میں نوگز لمبے مزار

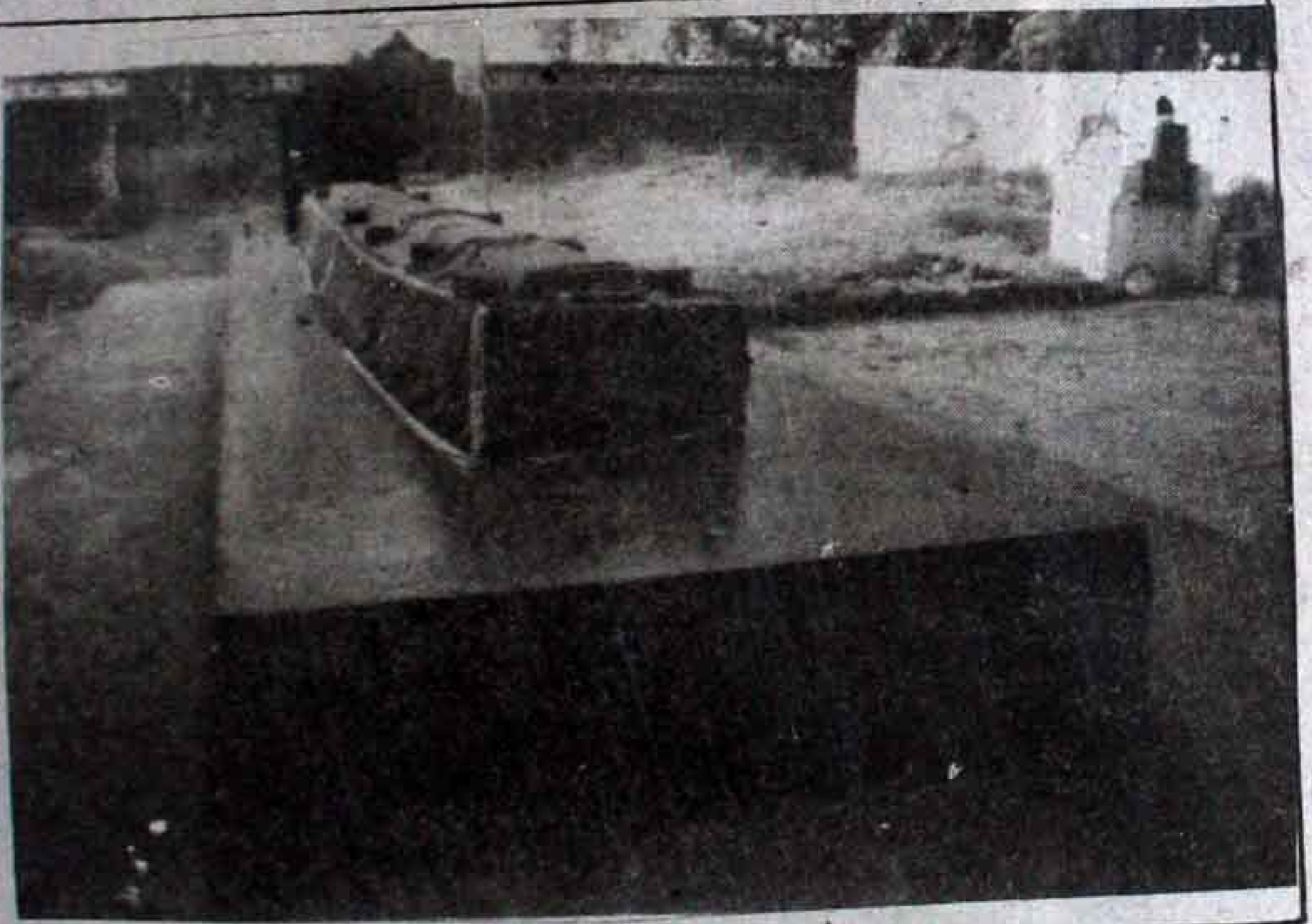

جلالپور جٹاں سے ایک سڑک مشہور بستی چوپالہ کی طرف جاتی ہے۔ کسی زمانہ میں سیالکوٹ جانے کے لئے یہ مشہور گزرگاہ تھی۔ جلالپور جٹاں سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور آبی گزرگاہ کے بعد ایک گاؤں میونوال المعروف ٹبی پپلاں کے نام سے مشہور ہے۔ ٹبی پپلاں ایک تباہ شدہ بستی ہے جس میں مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے جابجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ اس ٹبہ کے اوپر چاردیواری کے اندر دو نوگز لمبی قبریں ہیں۔ جو پختہ تعمیر کی گئی ہیں۔ زائرین کے آرام کے لئے برآمدہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ آب نوشی کے لئے نلکہ بھی ہے اس ٹبہ کے ساتھ ایک اور تباہ شدہ بستی کے آثار ملتے ہیں۔ دریائے چناب یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ رانکہ بھل پور۔ کنگ بڈھا۔ چک ملاں کی تباہ شدہ بستیاں اس شاہراہ کے گردونواح میں ہیں۔ میونوال کے جس ٹبہ پر یہ نوگز لمبے مزار ہیں یہ ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے جس کا کافی حصہ زرعی اراضی میں تبدیل کرلیا گیا ہے۔ اس زرعی اراضی میں بھی مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔

marfat.com

پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار

کتاب کی اشاعت کے بعد جن نوگز لمبے مزارات پر حاضری دی اُن کی تفصیل

سرور بڑا بھائی میں نوگز لمبا مزار یہ مزار مشہور قصبہ بڑا بھائی نزد تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال میں ہے مزار حضرت عبدالسلام چشتی کے مزار کے قریب ایک بلند ٹبہ پر ہے مزار کی لمبائی 9 گز ہے اور مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے قریب تباہ شدہ بستی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ شہر کے وسط میں چار دیواری کے اندر نوگز لمبا مزار ہے مزار پر چھت بھی ہے قلعہ کالروالا کے قریب سولی وٹڈ میں نوگز لمبا مزار ہے جو چار دیواری کے اندر پختہ تعمیر کیا گیا ہے ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ قبرستان شہداء میں نوگز لمبا مزار ہے ایمن آباد کے گردونواح ایمن آباد موڑ چڑیالہ نہر کے پل کے قریب 9 گز لمبا مزار ہے قلعہ نہور سنگھ آبی گزرگاہ شیشم کے درخت کے نیچے 9 گز لمبا مزار ہے کنگنی والا بائی پاس کے قریب ڈیرہ بھمر والی کے مشرق کی طرف بیری کے درخت کے نیچے نوگز لمبی قبر ہے ایمن آباد سے کالی صوبہ گوجرانوالہ کا آخری گاؤں ہے کالی صوبہ میں نوگز لمبا مزار اور تباہ شدہ بستی ہے۔ کالی صوبہ کے قریب سے قدیمی شاہراہ جو نارووال سے ہوتی ہوئی قیام پاکستان سے قبل ہندوستان کو جاتی تھی۔ یہ سڑک مرید کے کی طرف جاتی ہے جو لاہور اور شیخوپورہ کی طرف جاتی ہے مرید کے روڈ پر کوٹ بوچھ، میاں دا بنگلہ، بھچر گاؤں میں بابا پیر غازی کا نوگز لمبا مزار ہے۔ اسی سڑک پر حمید پور، چک براہٹی نزد گنووال سٹاپ آبی گزرگاہ کے کنارے نوگز لمبے مزار ہیں نالہ ڈیک کے کنارے چوڑا راج بوتہ میں دو نوگز لمبے مزار ہیں۔ تباہ شدہ بستی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ مرید کے کے قریب کوٹ یعقوب کے تباہ شدہ شہر ٹبہ کے اُوپر نوگز لمبا مزار ہے یہ مزار بھی شاندار انداز میں تعمیر کیا گیا ہے۔ کھودائی کے دوران اس ٹبہ سے مٹی کی مورتیاں ملی ہیں۔ کسی زمانہ میں گندھارہ تہذیب سنگ تراش کے لئے مشہور تھی۔ کوٹ یعقوب کا یہ تباہ شدہ شہر مٹی کے برتن اور مورتیوں کے لئے مشہور تھا۔ اس ٹبہ سے مٹی کی مورتیوں کے جو ٹکڑے ملے ہیں وہ بہت نفیس ہیں یہ مورتیاں بہت محنت سے تیار کی جاتی تھیں۔ ان مورتیوں کا ایک ایک حصہ نمایاں نظر آتا ہے رنگ روغن نے خوبصورت پیدا کر دی ہے یہ ٹبہ کافی رقبہ میں پھیلا ہوا ہے کسی زمانہ میں مرید کے گزرگاہ پر بہت بڑا حفاظتی قلعہ ہوگا۔ کوٹ یعقوب کی تباہ شدہ بستی پر مزید تحقیق کی جائے تو کئی تہذیبوں کے آثار مل سکتے ہیں۔ عیسیٰ ننگل میں نوگز لمبا مزار ہے نالہ ڈیک پر شاہدولہ سرکار کا چھوٹی اینٹوں سے تعمیر کردہ پل اب بھی موجود ہے۔ اس بستی کا نام پل شاہدولہ ہے۔ گجرات تحصیل جلالپور جٹاں کے قریب میونوال المعروف ٹبی پلاں تباہ شدہ بستی کے اُوپر دو نوگز لمبے مزار ہیں جو پختہ تعمیر کیے گئے ہیں چار دیواری بھی ہے تحصیل گجرات کے مشہور قصبہ کوآنکہ میں نوگز لمبا مزار ہے یہ مزار بھی پختہ تعمیر کیا گیا

marfat.com

ہے چنیوٹ میں تین نوگز لمبے مزار ہیں دو ایک جگہ اکٹھے ہیں تیسرا شہر کے جنوب کی طرف ہے تینوں مزار پختہ ہیں۔ جی ٹی روڈ ہٹیاں سے تربیلہ کے لئے ایک سڑک نکلتی ہے تربیلہ روڈ پر نرتوپہ کے قریب وسیع رقبہ میں پھیلی ہوئی تباہ شدہ بستی پر چالیس گز لمبا مزار ہے یہ مزار بھی پختہ تعمیر شدہ ہے اور چار دیواری بھی ہے ٹبہ پر جا بجا مٹی کے برتنوں کے ٹکڑے اور بڑی بڑی اینٹوں کے ٹکڑے بکھرے نظر آتے ہیں کسی زمانہ میں دریائے سندھ کی ایک شاخ اس ٹبہ کے قریب بستی تھی۔

اس ٹبہ کے قریب چند اور تباہ شدہ بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں نرتوپہ گاؤں کے قریب ایک اور نوگز لمبی قبر ہے نرتوپہ اور چالیس گز لمبے مزار کے لئے حضرو کے قریب سے ایک سڑک جاتی ہے۔ جی ٹی روڈ پر نوشہرہ کے قریب بھی میں نوگز لمبی قبر ہے رسال پور چھاؤنی میں نوگز لمبا مزار ہے دونوں مزار پختہ تعمیر کیے گئے ہیں۔ پشاور صدر آرمی سٹیڈیم کے قریب گورنر ہاؤس کے نزدیک نوگز لمبا مزار ہے پشاور وارسک روڈ پر تیرہ چودہ کلومیٹر کے فاصلہ پر چہل غازی بابا نام کا مشہور قبرستان ہے کسی زمانہ میں یہ سرسبز شاداب علاقہ تھا۔ چہل غازی بابا کا قبرستان کئی میل میں پھیلا ہوا ہے یہاں لاتعداد اولیائے کرام کے مزار ہیں یہاں تین نوگزی قبریں ہیں دو قبریں ایک احاطہ میں ہیں پختہ تعمیر کی گئی ہیں جیں سنگ مرمر کا کام ہوا ہے۔ تیسری نوگزی قبر قبرستان میں ہے یہاں قدیمی زمانہ کی لاتعداد قبریں ہیں ایک اندازہ کے مطابق سینکڑوں اولیائے کرام اللہ کے نیک بندے اس قبرستان میں دفن ہیں۔ باجوڑ کے علاقہ میں 26 گز لمبا مزار ہے جو غازی بابا کے نام سے مشہور ہے یہ مزار بہت دشوار گزار پہاڑوں میں ہے قدیمی شاہراہ افغانستان کی طرف جاتی ہے۔ کوہاٹ کے علاوہ بنوں میں سورانی کے علاقہ میں سوگز لمبا مزار ہے مزار کے چاروں طرف پہاڑ ہیں مشرق کی جانب آبی گزرگاہ ہے دوسری نوگزی قبریں خوجلہ بابا کرم گڑھی ڈیم محل نکا ہاتھی خیل بنوجی نزد تحلن خیل شاہ جمال نکا سورانی کے قریب ہیں۔ بنوں میں آکرہ کی تباہ شدہ بستی کے گردونواح لندوں نیکہ نام کا مزار جسکی لمبائی اسی فٹ کے قریب ہے۔ تاتیر نیکہ دادا۔ خواکائی نیکہ دادا، شہید نیا، حسن نیکہ دادا، عالم نیکہ دادا نام کے لمبے مزار ہیں جنکی لمبائی نوگز سے بھی زیادہ ہے۔ شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان دشوار گزار پہاڑوں میں لاتعداد نوگزی قبریں ہیں افغانستان میں حالات خراب ہونے پر پاک افغان بارڈر پر سختی کی وجہ سے راقم اس علاقہ میں ان لمبی قبروں پر حاضری نہ دے سکا۔

ٹانک کے قریب پہاڑوں کے دامن میں خرگئی شریف کے قریب سلیمان بابا کا مزار ہے صاحب مزار کے پاؤں میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے خرگائی قلعہ کے ساتھ صحابی رسول کا نوگز لمبا مزار ہے مزار پختہ تعمیر کیا گیا ہے۔ خرگائی قلعہ

کے ساتھ حضرت میاں سخی بابا کا مزار ہے قریب ہی 26 گز لمبا اصحابی رسول کا مزار ہے مزار پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے اس مزار کے مشرق کی جانب دوسرا نوگز لمبا مزار ہے یہ مزار پہاڑی پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے ضلع ٹانک کے مشہور قصبہ ڈبرہ کے قریب نوگز لمبا مزار ہے اس مزار کے قریب افغانستان کے مہاجرین کی بستی ہے یہ لوگ جب افغانستان جاتے ہیں سامان وہیں مزار پر رکھ جاتے ہیں جب واپس آتے ہیں سامان صحیح حالت میں مل جاتا ہے ڈبرہ کے قریب شہید بابا

marfat.com

نام کا ایک نوگز لمبا مزار ہے۔ درہ گومل کو جانے والے میدانی علاقہ میں کئی نوگز لمبے مزار ہیں مزاروں کے گرد و نواح میں
تباہ شدہ بستیوں کے آثار ملتے ہیں کلاچی کے قریب جوار میں نوگزی قبریں ہیں ڈیرہ اسمٰعیل خان کے قریب ونڈہ ...
میں دو نوگز لمبے مزار ہیں مزار کے چاروں طرف کھجوروں کے باغ ہیں۔ صاحب مزار کا نام حضرت ابو صادق ...
... بتایا جاتا ہے۔ چشمہ رائٹ بنک کنال کے قریب سیدو والی میں نوگز لمبا مزار ہے یہ مزار بھی پختہ تعمیر ... ہے ...
مسجد بھی ہے مزار کے دروازہ پر اصحاب صاحب تحریر ہے اس علاقہ میں ہر طرف کھجوروں کے باغ ہی باغ ہیں یہ
علاقہ سرسبز شاداب ہیں ان پہاڑوں کے دامن میں حضرت پیر اصحاب شہید الصحابی رسول نام کا نوگز لمبا مزار ہے ہر طرف
کھجوروں کے باغ ہیں کسی زمانہ میں دریائے سندھ ان پہاڑوں کے قریب بہتا تھا۔ ڈیرہ اسمٰعیل کے مشہور روحانی قصبہ
بلوٹ میں دو نوگز لمبے مزار ہیں ایک پر حضرت اصحاب رسول عبدالرحمٰن تحریر ہے دونوں مزار پختہ تعمیر شدہ ہیں۔ پنیالہ
ڈیرہ اسمٰعیل کا بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے ماضی میں حملہ آوروں کا قیام گزرگاہ رہی پنیالہ میں پہاڑ پر تین نوگز لمبے
مزار ہیں ان میں حضرت غازی شہید کا مزار بھی ہے۔ تمام مزار پختہ تعمیر ہیں چھتیں بھی ہیں۔ اہل دیہہ نے اپنے طور پر
ان نوگز لمبے مزاروں کے نام رکھے ہیں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے قریب کوہ سلیمان پہاڑوں کے دامن میں کڑی شموزی
کے میدانوں میں شاہ اصحاب نام کا ساٹھ گز لمبا مزار ہے مزار کے ساتھ کئی شہداء کی قبریں ہیں۔ کسی زمانہ میں یہاں حق
باطل کا معرکہ ہوا ہوگا۔ دور دور تک قبریں ہی قبریں ہیں۔ جبکہ گرد و نواح اب وقت آبادی آثار نہیں ہیں۔ راقم نے
یہاں محمد شریف مولانا ضیاء الحق نقشبندی آف کڑی شموزی مرزا جمال احمد چشتی نظامی کے ہمراہ مورخہ پندرہ اپریل سن
دو ہزار ایک کو شاہ اصحاب کے مزار پر حاضری دی۔ اس روز آسمان بالکل صاف تھا۔ بادل کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا
لیکن دعا مانگتے ہوئے ہمارے دامن میں آسمان سے ابر رحمت کے چند قطرے گرے راقم نے ان قطروں کو اپنے دامن
میں سمیٹ لیا یہ لمحات میری زندگی کے یادگار لمحات ہیں۔ قریب کمرہ میں مٹی کے مٹکوں سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیا وضو کے
بعد پتھروں سے تعمیر شدہ قدیمی مسجد میں عصر کی نماز ادا کی مولانا ضیاء الحق نقشبندی نے امامت کے فرائض سرانجام
دیئے۔ سورج پہاڑوں کی اوٹ میں چلا گیا ہم نے واپسی کی راہ لی راستہ میں ایک گاؤں میں مغرب کی نماز ادا کی نماز
کے بعد ہم نمازی کھانے، چائے، شب بسری کی پیشکش کرتا رہا۔ مہمان نوازی انسان دوستی یہاں کے لوگوں کی
عظمت میں شامل ہے۔

گوجر خان کی قدیمی سرزمین پر کئی نوگز لمبے مزار ہیں۔ مندرہ چکوال روڈ پر تار ... کے قریب ... ایک
... نوگز لمبا مزار ہے مزار پختہ اور چار دیواری بھی ہے جبہ اور نڑالی میں بھی نوگز لمبے مزار ہیں ... ضلع
راولپنڈی میں نوگز لمبا مزار ہے۔ جو اصحاب کے نام سے مشہور ہے مظہر حسین مزار کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ ... چھ ...
دوالال میں بارہ نوگز لمبے مزار ایک جگہ ہیں۔ ان مزارات ... طرف ... ایک ...
... 9 گز لمبا مزار ... قریب ...

marfat.com

دوڑا شریف میں نوشاہی قادری سچیاری سلسلہ کے اولیائے کرام

دریاؤں سے نہریں سوئے راجباہ نکلتے ہیں۔ جو خشک سنگلاخ بنجر زمین کو جو پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہی ہوتی ہے سیراب ہونے کے بعد یہ بنجر زمین گلزار بن جاتی ہے تو اس میں پھل پھول پودے اجناس سبزیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں یہ بنجر زمین لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل ہو جاتی ہے یہی کیفیت روحانی سلسلہ کی ہے جب مرد کامل کی نگاہیں مردہ اور سیاہ دلوں پر پڑتی ہیں تو وہ دل اللہ کے نور سے منور ہو جاتے ہیں ایسے ہی مرد کامل سلطان اولیاء حضرت پیر محمد سچیاری صاحبؒ کمبل پوش نوشہرہ میانہ بھی ہو گزرے ہیں ان کے سلسلہ نسبت سے حضرت سلطان شاہ محمدؒ اور حضرت سلطان حاجی محمدؒ بھی ہو گزرے ہیں جن کے مزار پیرو شاہ عالم گڑھ کے قریب مشہور قصبہ دڑوا شریف میں ہیں بعد از وفات نیک ہستیوں کو نوشہرہ میانہ بر لب دریائے چناب دفن کیا گیا لیکن دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے جب میانہ نوشہرہ دریا برد ہونے لگا۔ سال 1985ء میں حضرت سچیار صاحبؒ اور ان کی اولاد کے تابوت محفوظ مقام کے لئے منتقل کئے گئے تو دنیا نے دیکھا ان نیک ہستیوں کے جسم مبارک صحیح حالت میں تھے۔ حضرت سچیار صاحبؒ نے فرمایا تھا ہم تین بار دنیا میں ظاہر ہوں گے پہلی بار 1825ء، دوسری بار 1870ء تیسری بار 1985ء میں ظاہر ہوئے۔ 1985ء میں حضرت سلطان شاہ محمدؒ اور سلطان حاجی محمدؒ کے تابوت صاحبزادہ غلام ربانی المعروف چن پیر کی اجازت سے دڑوا شریف لائے گئے۔ ہزاروں لوگوں نے ان برگزیدہ ہستیوں کی زیارت کی اتنی مدت گزرنے کے باوجود آپ کے جسم مبارک میں ذرا بھر فرق نہ آیا اللہ کے نیک بندے صرف دنیا سے پردہ پوش ہوتے ہیں حقیقت میں وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں سال 1992ء میں حضرت سلطان شاہ محمدؒ اور حضرت سلطان حاجی محمدؒ کے مزارات کی تعمیر شروع ہوئی اور شاندار مزار تعمیر ہوا

rekhta.org

ہے یہ مزار برلب سڑک پیروشاہ جاتے ہوئے دور سے نظر آتے ہیں آپ مریدین کی تعداد پورے پنجاب اور کشمیر میں پھیلی ہوئی ہے آپ کا عرس مبارک ہاڑ کے پہلے ہفتے اتوار کو منعقد ہوتا ہے حمد وثناء سماع کی محفل کے علاوہ دن رات عام لنگر تقسیم ہوتا ہے آپ کے خلیفہ اوّل باواجی خدا بخش پنڈی اوناں والے ہیں حضرت سلطان شاہ محمدؒ کو حضرت نوشہ پاکؒ حضرت سچیار صاحبؒ حاجی سلطان محمدؒ حاجی والا سے ملا۔ فیض کا یہ سلسلہ جاری ہے جو یہاں آیا دینی دنیاوی فیض سے مالا مال ہو کر لوٹا آپ کی اولاد میں کئی ولی اللہ درویش نیک ہو گزرے ہیں موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ سلطان فضل میراں ہیں صاحبزادہ نذر محی الدین صاحبزادہ سلطان خضر حیات صاحبزادہ فاروق اعظم آپ کی اولاد میں سے ہیں دڑوا شریف سلطان اکبر علی نے آباد کی آپ کے چار لڑکے سلطان خوشی محمد باواجی سلطان شیر علی سلطان حشمت علی باواجی سلطان دیوان علی ہیں سلطان شیر علیؒ صاحب کرامت بزرگ ہو گزرے ہیں صاحبزادہ سلطان امام علی المعروف ٹولی والی سرکار جو پیر خضر حیات کے دادا ہیں مرد کامل ہو گزرے ہیں صاحبزادہ نذر محی الدین کی پھوپھی علی بیگم نیک پارسا خاتون تھیں ان کی دعاؤں سے یہ علاقہ طاعون کی بیماری سے محفوظ رہا۔ صاحبزادہ سلطان فیض محی الدین جن کا وصال 2002ء کھیال شریف میں ہوا۔ وہاں ان کے مریدین کا سلسلہ بہت وسیع ہے صاحبزادہ ناظم محی الدین سیاسی وسماجی شخصیت کے مالک ہیں جنرل کونسلر ہیں ان کے علاوہ صاحبزادہ محمد اقبال پنڈی اوناں صاحبزادہ محمد اسلم چیئرمین عشر زکوۃ کمیٹی دڑوا شریف صاحبزادہ سید اختر صاحبزادہ محمد ظفر پیر شمیم افضل جاوید ربانی صاحبزادہ ذاکر نسیم انور سائیں منیر بٹ ڈیرے کا ملنگ خلیفہ محمد حسین ملک محمد اشرف نمبردار پنڈی اوناں محمد آصف فاروق بھی موجود تھے۔ محفل کے بعد راقم نے صاحبزادہ محمد فاروق صاحبزادہ ناظم محی الدین صاحبزادہ محمد اسلم کے ہمراہ مزار پر حاضری دی۔

فقرنوں کرنا سلام چنگا + باویں حالوں بے حال ہووے + فقر چوویں پیڑی تک پہنچ جاندا + بھاویں کسی فقر دا بال ہووے +
اے نہ سمجھیں ایدے وچ کچھ نئیں + متے اس دا پیر کمال ہووے + احمد شاہ گودڑی نہ پھولیں + متے گودڑی وچ لعل ہووے۔

اس قبرستان میں سید محسن شاہ کا مزار ہے جو 1997ء کو ظاہر ہوئے ان کا کفن صحیح حالت میں تھا۔ میلوں تک خوشبو پھیل گئی گردنواح کے لوگوں نے دیدار کیا یہ مزار ارادتمندوں نے پختہ تعمیر کروا دیا ہے۔ قریب ہی کشمیر سے آئے ہوئے شاہ صاحب کا مزار ہے جن کے نشادار دڑوا شریف میں موجود ہیں ایک قدیمی سڑک جو گجرات جمال پور، چوہدوال سے گزرتی ہوئی دڑوا شریف کے پاس سے گزرتی ہے جو گھر یرہ کشمیر کی طرف جاتی ہے اس سڑک پر ایک بزرگ کا مزار ہے۔ جو پیر گجا کے نام سے مشہور ہے صاحبزادہ محمد فاروق نے بتایا کہ بزرگ بیان کرتے ہیں رات کو پیرو شاہ کی طرف سے نور کا شعلہ اس مزار کے قریب اکثر وبیشتر دیکھا جاتا تھا اس قدیمی گزرگاہ کے کنارے کئی بزرگوں کے مزار ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا! اللہ کے نیک بندے زندہ ہیں مزاروں میں۔ خدا کو ڈھونڈ و قرآن کے پاروں میں۔

marfat.com

مہسم میں زیر زمین تباہ شدہ بستی کے آثار ملے ہیں

بڑے سائز کی ملنے والی اینٹیں خوشحال بستی کی نشاندہی کرتی ہیں

موجودہ بھمبر روڈ اور کھاریاں جلالپور جناں روڈ مہسم کے قریب سے گزرتی ہے۔ ان سڑکوں کی تعمیر سے قبل سینکڑوں، ہزاروں سالہ قدیمی گزرگاہ جو سرزمین عرب وافغانستان کو برصغیر سے ملاتی تھی۔ مہسم کے قریب سے گزرتی تھی یہ کچی سڑک اب بھی موجود ہے۔ دولت نگر، جلالپور جناں اور عالم گڑھ جیسے قدیمی قصبے اسی قدیمی گزرگاہ پر واقع ہیں۔ مہسم سے لاتعداد قدیمی بستیوں کو راستے جاتے ہیں مہسم کے قبرستان کے قریب سے مہیاں کے لئے ایک گزرگاہ ہے اس پرانے راستہ میں ایک آبی گزرگاہ بھی ہے۔ کسی زمانہ میں اس میں سارا سال ٹھنڈا میٹھا پانی بہتا تھا۔ اس آبی گزرگاہ کے کنارے ایک تباہ شدہ بستی کے آثار ملے ہیں۔ قبرستان کے مشرق کی جانب مرید سلطان کی آراضی ہے۔ اس زمین کو ریت نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ گزشتہ دنوں مالک زمین نے بلڈوزر کے ذریعے زمین کی صفائی کروائی اور کئی فٹ ریت ہٹائی گئی تو زیر زمین کئی تباہ شدہ بستی کے آثار ملے ہیں۔ بستی کی تعمیرات میں بڑے سائز کی اینٹیں استعمال کی گئی ہیں۔ بڑے سائز کی اینٹیں ڈھیروں کے حساب سے ملی ہیں۔ ان اینٹوں کی لمبائی ایک فٹ سے زیادہ ہے چوڑائی بھی فٹ بھر ہے موٹائی دو تین انچ کے قریب ہے۔ مزید کھدائی کی جاتی تو شاید مزید انکشافات ہوتے۔ اینٹوں کے یہ ڈھیر زمین کے دونوں کناروں پر پڑے ہوئے ہیں۔ ماضی میں یہاں خوشحال بستی آباد ہوگی۔ ماضی کا ادھے نگری موجودہ دولت نگر شہر کئی میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے مہسم دولت نگر کے قریب واقع ہے۔ اس علاقہ کی خوشحالی اور شاندار تھی۔ یہ دیکھ کر کئی بیرونی حملہ آوروں نے ادھر کا رخ کیا۔ اب آبی گزرگاہوں میں پانی خشک ہو چکا ہے پرانے راستوں کے

marfat.com

نشان مٹ چکے ہیں، اور تاریخی مقامات کے نشان بھی مٹتے چلے جا رہے ہیں۔ راقم ضلع بھر میں عرصہ دس سال سے قدیمی بستیوں کے بارے تحقیق کر رہا ہے۔ موجودہ دیہات یا بستی کے نیچے یا اس کے قریب کسی نہ کسی تباہ شدہ بستی کے آثار ضرور ملے ہیں۔ ان بستیوں کی تعمیرات بڑے سائز کی اینٹوں سے کی گئی تھی۔ طرز تعمیرات سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ماضی میں گجرات کی بستیاں خوشحال اور خوبصورت تھیں۔ اس لئے اس کا پرانا نام اودھے نگری پھولوں کا شہر بتایا جاتا ہے۔ اس تباہ شدہ بستی کے قریب پیر گجا اور پیر جوگیا صاحب اور پیر نادر شاہ صاحب بخاری قادری اور کئی اللہ کے نیک بندوں کے مزار ہیں۔

جمشید افضل گھوکھر مہم میں زیرِ زمین ملنے والی بستی کے آثار کا ملاحظہ کر رہے ہیں

marfat.com

گجرات کے معروف قانون دان بین الاقوامی شہرت یافتہ ادیب صحافی، محقق حاجی ایم زمان کھوکھر کی تحریر کردہ کتب

1 : گجرات تصاویر کے آئینے میں

2 : گجرات تاریخ کے آئینے میں

3 : سیالکوٹ سے خیبر تک

4 : پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار

5 : گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں

6 : خطہ یونان گجرات

7 : جنوبی پنجاب، سندھ، بلوچستان میں قدیمی، تاریخی روحانی مقامات

8 : اولیائے ہند اور مسلمانوں کی عظمت کے نشان، دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی

9 : حجاز مقدس کا روحانی سفر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ کے روحانی تاریخی مقامات

10 : ''گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں''

11 : پشاور سے کوئٹہ تک پشاور، قبائلی علاقہ جات، بنوں، کرک، ڈیرہ اسماعیل خان، کوئٹہ کے قدیمی، تاریخی، روحانی مقامات کے بارے تفصیل۔

نوٹ! آپ کا آرڈر ملنے پر رعایتی قیمت پر بذریعہ ڈاک یہ کتب آپ کو بذریعہ وی پی روانہ کی جاسکتی ہے۔ یہ بہت ہی معلوماتی کتابیں گھر کے ہر فرد بالخصوص بچوں کو معلوماتی مواد فراہم کرتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ ضلع کچہری گجرات

یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ گجرات فون نمبر: 602350 - 602150

marfat.com

آپ کا

خط ملا

marfat.com

بڑیلہ شریف

برادرم عزیز من سلام

اسلام علیکم خط ملا حال معلوم

تاریخ ۲۰۰۵-۶-۱۵

مالکا ہمارے دلوں کے حال پر رحم

فرمائیں۔ دوری جیسی سزا نہ دیں

محفوظ فرمایا جائے۔ قرب نصیب ہو۔

آمین!

صدقہ حاجات حضرت غریب نواز کی طفیل

ہو دعا مقبول [illegible] کے واسطے

[illegible]

المنتظم

صاحبزادہ

محمد [illegible]

[illegible]

marfat.com

محب الفقراء، حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب!

السلام علیکم! طالب خیریت بخیریت ہے۔ اُمید ہے آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ مالک دین و دنیا آپ کو ہر میدان میں کامیابی عطا فرمائے شوق پیار سلامت رکھے اور دلی نیک مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔ میں آپ کے لئے خصوصی طور پر دعا گو ہوں انشاء اللہ مالک صدقہ حضور مخدوم پاک مہربانی کرے گا۔ (آمین)! اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام شمیم صابر صابری مسند راہ صابری دربار کلس شریف نزد ملک وال ضلع سرگودھا، 11-09-2002

عظیم بہادر پورس کی دھرتی کا عظیم دماغ ایم زمان کھوکھر

23 مئی 2002ء کو میں برائے ملاقات ایک عظیم بہادر پورس کی دھرتی کے شاہین جیسی پرواز کرنے والے عظیم دماغ کے جذبہ عشق میں مبتلا ہو کر پروانے کی صورت بوقت گیارہ بجے کچہری گجرات میں پہنچا۔ منتظر تھا کہ میں ایسے بابرکت وجود کو آنکھوں سے دیکھوں اور ملاقات کی سعادت حاصل کروں۔ اپنی عینک کو اُتارا اور صاف کیا اور غور سے دیکھا تو اُوپر بورڈ پر لکھا تھا مظلوموں مجبوروں کا قانونی راہنما حاجی محمد زمان کھوکھر چیمبر میں داخل ہوا میرے سے گرمی اور کمزوری کی وجہ سے بولا نہیں جا رہا تھا تو حاجی محمد زمان کھوکھر مجھے دیکھتے ہی کرسی سے اُٹھ کر دروازے تک چار قدم آگے بڑھ کر بغل گیر ہوئے۔ میں کمزوری کی وجہ سے بے حال تھا۔ میں نے خدا تعالیٰ کا ہزار بار شکر ادا کیا۔ میری روح کو تسکین ہوئی اور اپنے آپ کی حقیقت کو پرکھنے کیلئے گہری سوچ میں پڑ گیا کہ برکتوں اور رحمتوں سے بھرپور وجود جو بیت اللہ کے طواف کرنے والا بیت اللہ شریف کو بوسے دینے والا وجود یہ ہاتھ برکتوں والے یہ پاؤں جو بیت اللہ کے طواف کے لئے چلنے کی سعادت حاصل کرنے والے یہ آنکھیں بیت اللہ شریف کو دیکھنے والی یہ ہاتھ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھونے والے یہ پاؤں حاجی محمد زمان کے حضور پرنور کے روزے تک چل کر جانے کی سعادت حاصل کرنے والے یہ حاجی محمد زمان کے پاؤں غار حرا تک چل کر سعادت پانے والے یہی پاؤں اور ہاتھ منیٰ عرفات میں ابلیس کو کنکریاں مارنے کی سعادت پانے والے یہ وجود حجاز مقدس کی پاک دھرتی پر حج بیت اللہ کے فرائض ادا کرنے والا وجود میرے جیسے گناہوں سے لتھڑے ہوئے انسان کو چند قدم آگے بڑھ کر بغل گیر ہوتا ہے یہ خدا تعالیٰ کی نظر کرم کی وجہ ہو سکتا ہے۔ حاجی محمد زمان کھوکھر میرے پر مہربان ہیں۔ اجمیر شریف غریب نواز کے آستانے پر حاضری دینے والا مدینہ منورہ مکہ معظمہ جنت البقیع جدہ شریف (اماں حوا) کے علاوہ پاکستان پنجاب کی مقدس دھرتی کے لاکھوں اولیاؤں ابدالوں قطبوں رسولوں نبیوں اور انکے خلیفوں شہیدوں کے آستانوں پر حاضری دینے والا وجود میرے جیسے حقیر کو بغل گیر ہو کر سعادت بخشتا ہے۔ میں حیران بیٹھا خاموش حاجی محمد زمان کھوکھر کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا مجھے پانی ٹھنڈا

marfat.com

پلایا گیا۔ حاجی محمد زمان کھوکھر کے نورانی چہرے پر نظر لگائے گہری سوچ میں پڑا ہوا تھا تو مجھے ناشتے اور کھانے کی دعوت حاجی محمد زمان نے دی میں نے عرض کیا کہ میں سیالکوٹ سے ناشتہ کر کے چلا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار رہا تھا کہ حاجی زمان کی ملاقات نصیب ہوئی ہے اور میرے لئے یہ بڑا اعزاز تھا کہ مجھے جسکا شرف نصیب ہوا۔ 20 مارچ 2000ء کو ملاقات سے محروم واپس چلا گیا تھا اس وقت میں تندرست تھا اور حاجی محمد زمان بیت اللہ کی زیارت کے لئے چلا گیا تھا میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایسے دیوانے جن کو عشق کی آگ نے کندن کر دیا ہو وہ سیلانی ہوتے ہیں ان کو شاہین کی طرح پرواز جاری رکھنے کا عشق ہوتا ہے۔ وہ اونچی پرواز کیلئے سوچتے ہیں ایسے شاہین انسانوں کے عشق کی منزل ختم نہیں ہوتی اور نہ ہی ایسے شاہین انسان کی پرواز سے آسمان ختم ہوتا ہے۔ میں اس گہری سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ آپ اس شاہین کے دماغ سے اور کس قدر قیمتی انمول جواہرات جیسے نورانی الفاظ نکلنے والے ہیں کیوں کہ جب میں حاجی محمد زمان کے چہرے پر نظر کرتا تو وہ آنکھیں میٹ کر دائیاں ہاتھ متھے پر نکائے گہری سوچ پڑا ہوا میں دیکھتا تھا ایسے نوری دماغ کو بار بار دیکھنا بھی میرے لئے سعادت کا درجہ رکھتا تھا۔ تو ایک کتاب مجھے حاجی محمد زمان کھوکھر نے پیش کی جو گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں میں نے دونوں ہاتھوں سے کتاب کو پکڑا اور بوسہ دیا آنکھوں پر لگایا۔ اب میں اس کتاب کو دیکھ کر اور ہی گہری سوچ میں پڑ گیا کہ اس شاہین انسان کے دماغ میں کتنی گہری فکر ہے۔ جس شاہین انسان کے دماغ کو غیور بہادر پورس کی مقدس دھرتی کی تاریخی گہرائیوں میں جانے کی سوچ اور فکر پڑی ہوئی ہے اپنے مفکروں کی پروازیں شاہین کی مانند عظیم بلندیوں تک پہنچنے کی فکر ہوتی ہے۔

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر　　　　تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

ملک آغا خان سیوترہ گلستان کالونی چوک ابوذر غفاری طالب والا روڈ سرگودھا

محترم ایم زمان کھوکھر صاحب

السلام علیکم!　　　　آپ کا نوازش نامہ اخبار آئینہ گجرات ملا۔ بروقت جواب نہ دینے پر ندامت ہے۔ تاہم میں بیرونی ٹور پر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر تمام ڈاک کا مطالعہ کرنے اور جوابات دینے کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے آپ کا وہ لیٹر بھی مل گیا جس میں آپ نے ''آپ کا خط ملا'' کی تیاری کے سلسلہ میں بندہ ناچیز کو تصویر کے لئے کہا ہے تاہم آپ کا یاد رکھنے کا شکر گزار ہوں۔ سردست اللہ آپ کی کوششوں کو بارآور کرے۔ خاکسار تحریک کے متعلق آپ کی رائے درکار ہے! بندہ دعاؤں کا طالب ہے۔　　　　والسلام　　مخلص محمد ذوالفقار مغل، پرنسپل پاکستان سائنس اکیڈمی،

قائداعظم سٹریٹ نزد عبدالاسلام ٹیلر پسرور روڈ حمزہ غوث سیالکوٹ، 8 جون 2002ء

مکرمی جناب اعلیٰ حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب

السلام علیکم! امید ہے کہ آپ بخیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپکو خوش رکھے۔ آمین ثم آمین! جناب آپکا خط ملا ہے۔ آپ کے خط کے ذریعے آدھی ملاقات ہوگئی ہے۔ بڑی نوازش ہے جناب اعلیٰ وکمال ہیں جب آپ بھی نئی کتاب شائع کرائیں۔ وہ مجھے بھیج دیا کریں۔ بڑی مہربانی ہے۔ ایک نئی تجویز ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک کتاب لکھیں بڑی مہربانی ہوگی۔ کتاب کا نام ہو۔ ''کراچی سے گلگت تک'' سڑک کے ساتھ ساتھ مثال کے طور پر ہمارا شہر محراب پور جنکشن کراچی پشاور روڈ سے ہٹ کر ہے۔ 7.6 کلومیٹر ہے۔ اُس شہر کا نام ہے، کوٹری کبیر۔ وہاں سے ایک سڑک ہمارے ہاں محراب پور جنکشن کو آتی ہے۔ اور دوسری سڑک خانواہن کو جاتی ہے۔ کوٹری کبیر شہر میں ایک قدیم کتب خانہ موجود ہے۔ آپ اس کی تھوڑی سی تفصیل کتاب میں دے سکتے ہیں۔ اس طرح جو بھی شہر سڑک پر واقع ہیں ان کا نام اور وہاں پر جو تھوڑی بہت اس شہر کی تفصیل لکھیں۔ کتاب کراچی سے گلگت تک ٹھیک ہے۔ یہ عنوان بھی صحیح ہے۔ جب آپ کوٹری کبیر آئیں یا پھر حالانی آئیں تو محراب پور جنکشن ضرور تشریف لائیں۔ بڑی ہی مہربانی ہوگی۔ گجرات کی روحانی شخصیات تباہ شدہ بستیاں پڑھ رہا ہوں۔ بہت اچھی کتاب ہے اور صفحہ نمبر 335 پر یہ الفاظ تو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ ''جا اپنی حسرتوں پہ آنسو بہا کے سوجا''

عبدالرحمٰن مہران سائیکل سٹور، ریلوے روڈ محراب پور جنکشن، نزد فرازئی چائے کمپنی۔ 2 اگست 2002ء

بخدمت اقدس حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب

السلام علیکم! محترم حاجی صاحب! آپ کی ارسال کردہ کتاب ''گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں'' کا ٹائٹل بہت ہی دلکش ہے۔ اور آپ کی محنت کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کا صلہ اپنے حبیبؐ کے صدقے عطا فرمائے کتاب کی فہرست دیکھی تو افسوس ہوا کہ گجرات کی اس عظیم ہستی کا نام فہرست میں نہیں۔ میری مراد حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ سے ہے۔ آپ کی اولاد بھی دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ حضور حکیم الامتؒ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر ساری اُمت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ ان کی جتنی بھی تعریف اور تعظیم کی جائے وہ کم ہے۔ نئے ایڈیشن میں ان کے حالات زندگی ضرور شامل فرمایا جائے۔ طالب دعا فقط محمد زبیر الحسن قادری

خادم دربار عالیہ حضرت پیر کرم شاہ قادری المعروف ٹوپی والی سرکار پیر داکھارا تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم، 12-09-02

marfat.com

محترم حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب سلامت رہو

السلام علیکم! بعد خیریت طرفین عرض خدمت ہے۔ کہ آپ نے جو رسالے بھجوائے تھے۔ وہ مل چکے تھے۔ شکریہ! آپ نے "آئینہ" میں ڈیرہ اسماعیل خان اور پنیالہ کا ذکر کیا ہے اور اپنے دورے کا تفصیلی حال لکھا ہے۔ واقعی آپ مزارات مقدس اور تاریخی معلومات حاصل کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے (آمین)۔ آپ نے جو کتابیں اور رسالے لکھے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کتنے خلوص اور محبت کے ساتھ اس نیک کام میں مصروف ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کا اپنا شوق یا مشغلہ یا دلچسپی تو ہوگی۔ لیکن یہ ضرور کسی بزرگ کی دعا اور فیضان ہے کہ یہ نیک کام آپ سے لیا جا رہا ہے۔ جس طرح آپ اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح میں بھی کوشش کر رہا ہوں کہ ایک تاریخ "اقوام پنیالہ" کے نام سے شائع کر سکوں۔ یہ کام میں نے 1978ء سے شروع کیا ہے۔ میرے پاس اپنے علاقہ کے سادات کرام کے شجرے، پٹھانوں کے شجرے اور پنیالہ کی تاریخ کے بارے میں بہت کچھ موجود ہے۔

والسلام

فقیرزادہ عمر حیات المعصومی، سجادہ نشین دربار نقشبندیہ مجددیہ پنیالہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

محترم جناب حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ صاحب ضلع کچہری گجرات

السلام علیکم! آپ کا تحریر کردہ خط ملا آپ کی بہت نوازش کہ آپ نے بندہ ناچیز کو یاد رکھا۔ اس دن آپ دوبارہ واپس نہیں آئے ورنہ میں آپ کو نوگز قبر کے بارے میں مزید تفصیلات بتاتا۔ بہرحال بزرگوں سے سنا ہے کہ آج سے تقریباً پچیس سال قبل یہاں پر نوگز لمبی قبر موجود تھی۔ جہاں علاقہ کے اور دور دراز سے لوگ آیا کرتے تھے اور عقیدت کا اظہار فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ دولتالہ میں موجود بابا لورے بہار اور بابا شاہ کمال کے مزارات پر رات کے وقت بتیاں بھی نظر آتی تھیں۔ مگر پھر یہاں کے مکین لوگوں نے قبر کے نشانات مٹا کر کھیت بنا دیئے جو کہ آپ دیکھ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ میرے آبائی گاؤں نڑالی میں بھی نوگز لمبی قبر موجود ہے۔ جو دولتالہ سے تقریباً 10 کلومیٹر کے مقام پر ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف مزارات پائے جاتے ہیں۔ جب آپ کی کتاب اولیائے گوجر خان شائع ہوگی تو آپ ضرور مطلع کریں میں ضرور پڑھوں گا۔ اگر آپ کو میری طرف سے کوئی معلومات چاہیے تو بندہ حاضر خدمت ہے۔

فقط محمد ضمیر عابد قریشی دولتالہ، تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی، 13 مئی 2002ء!

marfat.com

ایم زمان کھوکھر گجرات کا انمول سرمایہ ہیں

السلام علیکم! مارچ 1999ء کو بڑیلہ شریف حاضری دینے کا شرف حاصل کیا وہاں حضرت قنیطؒ کے مزار پرانوار پر جانے کا اتفاق بھی ہوا۔ جناب کا نام نامی اور آپ کی تصانیف کے متعلق پڑھ کر مجھے آپ کی کتابوں کو پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ کیونکہ بزرگان دین کے مزارات پر جانے اور ان کے متعلق معلومات کا بہت شوق رہا ہے۔ اور رہے گا انشاءاللہ۔ ان بزرگان دین کے وسیلے سے ہم تک یہ روشنی کی کرنیں پہنچیں۔ اور اس روشنی میں ہم جیسے بھی اب تک سفر کر رہے ہیں میں نے بڑیلہ شریف رابطہ کیا اور آپ کی کتاب ''گجرات تاریخ کے آئینے میں'' لیکر پڑھی اس کے بعد ''گجرات تصویر کے آئینے میں''، ''سیالکوٹ سے خیبر تک''، ''جنوبی پنجاب، سندھ، بلوچستان میں اولیائے کرام قدیمی تاریخی روحانی مقامات''، ''گجرات کی روحانی شخصیات تباہ شدہ بستیاں'' کا مطالعہ کر کے بے حد خوشی ہوئی۔ حاجی ایم زمان کھوکھر گجرات کا ایک انمول سرمایہ ہیں۔ آپ نے خطہ گجرات کے لئے بلکہ پاکستان میں آئندہ سو سال بعد آنے والی نسلوں کے لئے اولیاء عظام کے بارے میں معلومات لکھ کر ایک انمول تحفہ بخشا ہے آپکی اس محنت میں اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے۔ اور پیرومرشد کی خصوصی نگاہ ہے جس سے آپ منزل کی طرف گامزن ہیں۔ جناب کی زیارت کے لئے میں ضرور آؤں گا اور ملاقات پر تفصیل سے باتیں ہوں گی۔ والسلام، آپ کا دعا گو۔

صوبیدار خورشید احمد حسرتؔ، کشمیر کالونی نمبر 1 چک نمبر 11، تھل تحصیل ضلع جھنگ 26 جولائی 2002ء

محترم المقام ایم زمان کھوکھر صاحب

السلام علیکم! آپ کی طرف سے بذریعہ ڈاک ایک عدد کتاب کا تحفہ موصول ہوا۔ اس کے لئے میں مشکور ہوں۔ کہ آپ نے مجھے یہ انمول تحفہ رسال کیا۔ آپ نے اپنا تن۔ من اور دھن تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ میری دعا ہے۔ کہ مولا کریم آپ کو اور زیادہ برکتیں عطا کرے۔ اور آپ کا قلم علمی ادبی خزانے تشکیل دیتا رہے۔ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ اور اُسی روز رجسٹرڈ پارسل بھی موصول ہوا۔ پارسل میں سے کھجوریں نصف درجن۔ ایک تسبیح معہ کڑا اور ایک عدد دیدہ زیب جائے نماز ملا۔ یادآوری کا شکریہ۔ اور ان عنایات پر میں دلی طور پر ممنون ہوں۔ مولا کریم نے آپ کو عمرہ کی سعادت دی اور آپ دیار مقدس کی زیارت کر کے اپنے بچوں میں بخریت آگئے۔

والسلام منتظر جواب فقیر اثر انصاری فیض پوری فیض پور خورد لاہور شیخوپورہ روڈ ضلع شیخوپورہ، 02-12-16

marfat.com

حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب ایڈووکیٹ

السلام علیکم! خیریت موجود خیریت مطلوب

جس دانشور نے کہا ہے کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے بالکل سو فیصد سچ کہا ہے۔ میں چند روز قبل آپ کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اسی روز آپ کا خط موصول ہوا۔ گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں کا تفصیلی مطالعہ نہیں کیا۔ فقط ورق گردانی کی ہے مگر یہ کتاب بھی سابقہ کتب کی مانند علمی گراں مایہ لگتی ہے۔ کتاب کے مطالعہ اور اس سے متعلقہ مختلف اخبارات میں خبروں کی تفصیل آئندہ خط میں روانہ کروں گا۔ بہرحال سلسلہ وار آٹھویں اشاعت پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ میاں قلم میں مزید توانائی عطا کرے۔ آمین! یہ خط ایک خاص مقصد کی خاطر بھی لکھ رہا ہوں۔ میری کتاب تاریخ کہون مکمل ہوگئی ہے اور اسے جلد سے جلد شائع کرانے کا ارادہ ہے۔ اس لئے تاریخ کہون کے لئے اپنے تاثرات لکھ کر جلد از جلد ارسال کریں تاکہ انہیں کتاب کی زینت بنا سکوں۔ دعاؤں کے ساتھ اجازت

خدا حافظ محمد عابد حسین منہاس ایم اے اُردو گولڈ میڈلسٹ،

بمقام ڈاک خانہ دلیل پور کہون تحصیل چوا سیدن شاہ ضلع چکوال، 28 مئی 2002ء

جناب حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ صاحب

مکرمی! سلام مسنون۔ گزارش ہے کہ بندہ تاریخ کا طالب علم ہے آپ نے حال ہی میں تاریخی کتاب بعنوان ''گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں'' شائع کی ہے جو کہ ایک منفرد انمول خزانہ ہے۔ آپ سے بذریعہ خط اپیل ہے کہ ایک عدد نسخہ برائے طالب علم ارسال فرما کر خدمت کا موقعہ دیں۔

والسلام! محمد اشرف خان محلّہ بستی بلوچاں ضلع شیخوپورہ، 27 جنوری 2003ء

محترم جناب حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب

السلام علیکم! آپ کی کتابوں کا SET معرفت محترم محمد حنیف حنفی صاحب مل گیا ہے۔ بہت مہربانی۔ کتابوں اور آپ کے کام کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آپ نے تو کمال کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو مزید توفیق بخشے آمین۔ میں مسقط میں ہوتا ہوں یہ بھی سنا ہے کہ آپ اولیائے گوجر خان پر بھی کام کر رہے ہیں یہ تو اہل گوجر خان پر بہت بڑا احسان ہے۔ اللہ پاک کرم فرمائیں اور یہ کام بھی پایہ تکمیل تک پہنچے۔ خط ملنے پر مطلع فرمائیں۔

خدا حافظ۔ دعاگو۔ محمد آفتاب سرور بمقام موہڑہ ڈریال ڈاک خانہ چنگا میرا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

marfat.com

جناب کھوکھر صاحب

اسلام مسنون! گذشتہ دنوں میرے ایک دوست اکرم ناز صاحب نے آپکی کتاب " گجرات تاریخ کے آئینہ میں" بھیجی۔ راقم کا آبائی تعلق گجرات شہر سے ہے اور تاریخ سے عشق کی حد تک دلچسپی۔ آبائی پیر خانہ پیر ولائیت شاہ صاحب اور حاجی احمد شاہ صاحب ہے۔ مزید! حیرانی اس بات پہ ہوئی کہ جہاں دیگر اقوام کا ذکر کیا وہاں پنجاب (پوٹھوار) کے عظیم خاندان گکھڑ کا بالکل تذکرہ نظر نہ آیا سلطان مقرب خان گکھڑ کا ذکر گجرات کے آباد کرنے والوں میں ہے جبکہ دیگر تواریخ، گجرات گزٹ Punjab Chiefs نے یہاں تک لکھا کہ پنجاب کی تاریخ جہاں سے شروع ہوتی ہے وہ گکھڑوں کی عملداری ہے بلکہ گکھڑوں اور سکھوں کی گجرات میں لڑائی کو ہر تاریخ نے لکھا آپ نے معمولی سا ذکر اپنی کتاب کے صفحہ 444 میں کیا کہ سلطان مقرب خان گکھڑ 25 سال تک حکمران رہے۔ مگر اقوام کی تفصیل میں کہیں بھی گکھڑ قوم کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ گکھڑ کئی دیہات میں آباد ہیں جن میں بزرگ وال، کوٹلہ، بھکوے والی، ٹھوٹھہ رائے بہادر، دولت نگر، لالہ موسیٰ، کنجاہ، کھاریاں میں گکھڑ آباد ہیں اور خاص طور پر 1947ء کو بعد جموں، پونچھ، وغیرہ سے ہجرت کر کے آنے والے گکھڑ، منڈی بہاؤالدین، مانگٹ دیگر چکوک وغیرہ بھی آباد ہیں۔ آپ نے خود ہی ذکر کیا ہے کہ شاہدولہ سرکار کی والدہ سلطان سارنگ گکھڑ خان کی پوتی تھیں اور ساتھ ہی حضرت پیر بیچار' کو گوجر خان کا گکھڑ لکھا ہے۔ مزید تحقیق کے لئے گجرات کے کئی گاؤں، گاکھڑہ، گاکھڑی، گکھڑ اور چنن گکھڑ کے نام سے آباد ہیں۔ آپ نے صفحہ 472 پر راجگان گجرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ یہ دریائے جہلم کے کنارے آباد ہیں۔ یہ راجگان گکھڑ میں جو کہ جہلم میرپور، راولپنڈی، پونچھ، کوٹلی، ہری پور وغیرہ میں اکثریت سے آباد ہیں۔ پوٹھوار میں سلطان گکھڑ شاہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اپنے بڑے کے نام پر گکھڑ کہلائے۔ اس سلسلے میں درج ذیل کتابیں مزید تفصیل مہیا کرسکتی ہیں۔ (۱) تاریخ گکھڑاں، (۲) تاریخ گکھڑاں پونچھ، (۳) تاریخ اقوام پونچھ، (۴) تواریخ کشمیر، (۵) تاریخ کشمیر، (۶) پنجاب چیفس انگلش، (۷) رسالہ پنجاب مسلمان، انگلش، (۸) اُردو ڈائجسٹ شمارہ اپریل، (۹) آئینہ پوٹھوار، (۱۰) گزٹ جہلم، (۱۱) گزٹ راولپنڈی۔ میں نے یہ چند سطور آپ جیسے محقق کے لئے لکھی ہیں تاکہ آپ کی تحقیق کے لئے ایک گائیڈ لائن ہو۔ راقم آبائی شہر گجرات آیا تو ضرور شرف ملاقات حاصل کرے گا۔ آبائی غریب خانہ نور پور شرقی بھی ہے۔ یہ بالکل بجا ہے کہ آپکی تحقیق آنے والے طالب علم اور مورخ کے لئے ایک نہایت اہم دستاویز ہوگی۔

والسلام نیازمند راجہ عارف کیانی،

اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایکروٹمنٹ II، فیڈرل پبلک سروس کمیشن، F-S-/1، آغا خان روڈ اسلام آباد، 10 جولائی 2002ء

marfat.com

محترم جناب ایم زمان کھوکھر صاحب

السلام علیکم کے بعد آپ کی خیریت خداوندکریم سے نیک مطلوب ہوں۔ آپ کی ارسال کردہ کتب ''گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں'' موصول ہوئیں بہت بہت شکریہ! کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلا کہ آپ نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے کتاب اپنے اندر معلومات کا خزانہ ہے خصوصاً گجرات کے بارے اور گجرات میں روحانی بزرگوں کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئیں ان سے دل کو تسکین حاصل ہوئی اللہ آپ کی زندگی لمبی کرے اور آپ ہمیشہ اسی طرح تحقیق میں مصروف رہیں۔ اس سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک عدد خط ارسال کیا تھا جو 31-12-1997 کو لکھا گیا تھا اس خط میں میں آپ سے تفصیلی گفتگو نہ کر سکا اور نہ ہی میں اپنا تعارف پیش کر سکا میں کاروبار کے سلسلہ میں بٹ خیلہ مالاکنڈ ایجنسی میں رہتا ہوں لیکن میرا تعلق صوبہ پنجاب ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادخان گاؤں چک مجاہد شمالی نزد غریب وال سیمنٹ فیکٹری موڑ ہے۔ آپ اپنی کتابوں میں گرجاکھ تندنا کا تذکرہ کیا ہے وہ ہم سے شمال کی طرف 1/2 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور اسے مقامی زبان میں باغانوالہ کہتے ہیں۔ باغانوالہ کے پہاڑوں میں کئی پرانے قلعہ کے آثار بھی ہیں۔ قلعہ بڑی بلندی پر واقع ہے اس کا دروازہ نیچے 2 کلومیٹر کے دوری پر ہے دروازے کے آثار اَب بھی باقی ہیں لوگوں کے کہنے کے مطابق یہ دروازہ سرنگ کے ذریعہ سے قلعہ کو راستہ دیتا تھا اب سرنگ کے آثار نظر نہیں آتے۔ آپ کبھی ہمارے علاقے میں تشریف لائیں تو ہمیں خدمت کا موقع ضرور دیں میں خود شکار کا شوقین ہوں اور بعض دفعہ ایسی جگہ بھی پہنچ جاتا ہوں جہاں تمام آدمی کا گزر نہیں ہوتا۔ ہمارے علاقہ میں حضرت حامؑ کا 26 گز لمبا مزار ہے جو حضرت نوحؑ کے بیٹے ہیں جس کا آپ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ان کا مزار ''روال شریف'' میں ہے اس کے علاوہ بھی ہمارے گاؤں کے مغرب کی طرف ایک ٹبہ ہے جس کو لوگ پیر اصحابہؓ کا ٹبہ کہتے ہیں وہاں پر ایک بزرگ کا مزار بھی ہے لوگ کہتے ہیں کہ کسی صحابیؓ کا مزار ہے اس کی نسبت سے لوگ اس کو پیر صحابہؓ کہتے ہیں اس کے ساتھ ہی ایک پرانی تباہ شدہ بستی کے کھنڈرات بھی ہیں آپ کی معلومات کی جگہ ہے آپ چاہیں تو تحقیق کر سکتے ہیں۔ میں مستقل طور پر بٹ خیلہ میں رہ رہا ہوں لیکن میرے والدین گاؤں میں رہائش پذیر ہیں اگر آپ مجھ سے ملنا چاہیں تو میں آپ کو دونوں جگہوں کا پتہ وغیرہ لکھ دیتا ہوں تاکہ کسی بھی وقت کام آ سکے۔ میرے پاس غزنی دور کا سکہ بھی ہے جو اصل حالت میں ہے۔

خدا حافظ　　　　دعاگو! امجد محمود

میرا پتہ: چچا غلام محمد تیزابیہ (پنجابی)، محلہ زرگران، بٹ خیلہ مالاکنڈ ایجنسی سرحد، پروپرائیٹر: امجد محمود اینڈ برادر

گاؤں کا پتہ: امجد محمود معرفت چچا غلام محمد ولد صوفی فضل کریم، ڈاکخانہ چک مجاہد جنوبی بمقام چک مجاہد شمالی تحصیل پنڈ دادخان ضلع جہلم، 23 جولائی 2002ء

marfat.com

حاجی ایم زمان کھوکھر گجرات کے مدبر تاریخ دان ہیں

محترم حاجی محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نے تمام کتب بڑے سلیقے اور خوبصورت انداز سے شائع کی ہیں۔ انہوں نے کتب نیک نیتی اور نیک تمناؤں کے ساتھ اہل گجرات کی خدمت میں پیش کی ہیں کتاب پروری ایک فن ہے محترم حاجی صاحب اس فن کے ماہر ہیں۔ کتاب دراصل مصنف کی ذہنی سطح اور صلاحیتوں کا امتحان ہوتا ہے۔ حاجی صاحب نے اتنی سستی کتب شائع کر کے ضلع کے عوام کو ریلیف دیا ہے کتب معیاری ہیں خدمت اور قربانی کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہیں۔ ظاہر کتاب مفروضوں پر نہیں لکھی جا سکتی اس لئے حاجی صاحب نے بہ نفس نفیس مشاہدات کے بعد حالات وواقعات تحریر کئے ہیں ایک مورخ اور تاریخ دان کی حیثیت سے حاجی صاحب میں سب خوبیاں پائی جاتی ہیں حاجی صاحب گجرات اور اہل گجرات کے لئے درد دل رکھنے والے محقق ہیں۔

مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں   نے وہ قرض اتارے ہیں کہ واجب بھی نہیں تھے

مصنف اور ادیب معاشرے کو بناتے ہیں تاریخ نویس کلچرل کا سفیر ہوتا ہے یہ سچ ہے کہ قدرت نے ہر کسی کے لئے اس کے مقام کا تعین پہلے سے کر لیا ہے محترم حاجی صاحب کا انتخاب اللہ نے گجرات کے مدبر تاریخ دان کے طور پر کیا ہے۔

سخن کی قدر دانی زندگانی میں نہیں ہوتی   یہاں جب شمع بجھتی ہے تب پروانہ آتا ہے

ایک تاریخ دان کی زندگی تجربات اور مشاہدات پر مبنی ہوتی ہے مصنف کے اندر کی دنیا وسیع ہوتی ہے وہ کسی تعصب کا شکار نہیں ہوتا وہ ایمانداری سے حقائق بیان کرتا ہے حاجی صاحب نے جس سفر کا آغاز کیا ہے وہ جاری رہنا چاہیے۔

ہم تو چراغ اول شب ہیں اول شب ہی بجھ جائیں گے   تم ہی یارو آخر شب تک دیپ جلائے رکھنا

محترم حاجی صاحب کی خدمات طویل عرصے تک یاد رکھی جائیں گی۔

تبصرہ منجانب میاں محمد طیب، بمقام راجو میانہ ڈیرہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات،

حال S-J/340 سعید آباد بلدیہ ٹاؤن کراچی۔ 75760، مورخہ 23-09-2002

بخدمت جناب حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب

السلام وعلیکم!   خیریت طرفین!   جناب میں نے 'ہفت روزہ آئینہ' اشاعت میں تحریر کردہ کتب کے متعلق پڑھا۔ دلی خوشی ہوئی۔ کہ ہمارے پیارے ملک میں ایسی شخصیات موجود ہیں۔ جو کہ اولیائے کرام کے آستانوں اور روحانی مقامات کے متعلق ہمارے دلوں کو منور کرتی ہیں۔

جواب کا منتظر ڈاکٹر ملک محمد شریف عابد پیر کوٹ سدھانہ ضلع جھنگ، 6 ستمبر 2002ء

marfat.com

فخر المقام جناب حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب ایڈووکیٹ گجرات

بعد از آداب تسلیمات وسلام مسنون! امید ہے کہ آپکے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہونگے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ راقم المعروف اس سے بیشتر تین کتب پڑھ چکا ہے۔ الحمد للہ بندہ ناچیز کو دینی وادبی کتابیں پڑھنے کا شروع سے شوق وذوق رہا ہے اور اکثر کوئی اچھی سی کتاب کہیں سے بھی معلوم ہو جائے اُسکو جب تک منگوا نہ لوں چین سکون نہیں آتا۔ جیسا کہ آپکی تصنیف کردہ مذکورہ کتابیں پڑھنے سے ظاہر ہے۔ عالی جاہ بندہ ناچیز بہت حیران اور تعجب انگیز فکری کشمکش میں مبتلا ہے کہ اتنی کتابیں پڑھی ہیں۔ ایسے ایسے انکشافات کسی نے آج تک زیر تحریر و بیان میں نہیں لائے کہ گجرات میں بھی کوئی نبی، پیغمبر تشریف لائے ہوں یا یہاں سے اُنکا گزر ہوا ہو۔ یہ اولیوں دانشوروں اہل علم وحکمت کی باتیں ہیں۔ آپکی ہمت، کوشش، محنت واقعی لاجواب ہے۔ آپ نے تو کتاب مرتب کر کے محو حیرت کر دیا ہے۔ لہٰذا جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ دیگر آپکی تمام کتب سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اولیائے کرام، مشائخ عظام، علمائے کرام سے محبت، خلوص، عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ تجزیہ نگار، صحافی، دانشور، مورخ ہیں۔

چوہدری محمد فاروق انور، مکان نمبر 16 گلی نمبر 10/A نزد جامع مسجد غوثیہ، مسلم کالونی باغبان پورہ لاہور

ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کے نام

اعلیٰ اخلاق کا مالک ایم زمان ایڈووکیٹ ہے ولیوں سے جو کرتا ہر لمحہ پیار ہے

ہر دربار پہ جانے کو شدت سے ہے کرتا انتظار انتظار کیوں نہ کرے ولیوں کا ایم زمان پیروکار ہے

مفلسوں کیلئے مفت قانونی امداد ہے مہیا کرتا ولیوں سے محبت کا شاید یہی تقاضا ہے

ولی محبت کرتے ہیں ان کا پیارا ہے ایم زمان ولیوں کی تعلیمات اخبار اور کتاب سے اُجاگر کرتا ہے

حق کا چراغ ہے جہاں بھی جلتا ایم زمان خبرگیری رکھتا ہے

زمان نے جب سے کی درویشوں کی محبت اختیار گجرات تب سے اپنے پہ ناز کرتا ہے

ہے یہ عشق وعاشقی کا سلسلہ اے عاطف میلہ صرف اسی محبت کا ملتا ہے۔

عاطف سلطان احمد ملک، گلبرگ کالونی گجرات

marfat.com

گجرات اور زمان کھوکھر کے نام

اے شہر گجرات ہو تجھ پہ نور کی برسات
بچہ بچہ پائے خوشیوں کی سوغات
مدثر قادری کا پیغام تصور اسم ذات
دے دیتا ہے بندے کو من کی کائنات
ایم زمان کھوکھر صاحب کو سدا رہے دعا
کرتے رہتے ہیں یہ بس اُلفتوں سے وفاء
کرلے کوئی بھی حاصل محبت کی نگاہ
اسی کو ملی ہے نئی سے نئی راہ

کلام: پیرزادہ مدثر احمد قادری سلطانی (پیر پہاڑی)، سجادہ نشین دربار پیر محمدی صاحب احمد نگر شریف واہ کینٹ، جولائی 2002ء

حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب ایڈووکیٹ

السلام علیکم! بعد عرض یہ ہے میں کچھ مدت کے لئے دوسرے شہر چلا گیا تھا۔ اس لئے آپ کو خط نہیں لکھ سکا۔ اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔ آپ کا کالم میں نے اخبار جہاں میں دیکھا تھا۔ آپ کی تحریریں ایک آئینے کی مانند ہوتی ہیں۔ بزرگوں کے کارنامے پڑھنے کو ملتے ہیں۔ بزرگوں کے کارناموں پر فخر محسوس ہوتا ہے۔

فقط والسلام ملک آفتاب عزیز، بستی عباس نگر، شادمان کالونی، ڈیرہ اسماعیل خان، 24 مئی 2002ء

محترمی ومکرمی جناب ایم زمان کھوکھر صاحب

مزاج گرامی بخیر! سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ بندہ آپ کو بطور قلمی دوست کے خط لکھ رہا ہے چونکہ بندہ کو آپ کی چند تحریر کردہ کتب میسر ہوئیں۔ جن کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کا حقیر ساتھی قلم اُٹھانے پر مجبور ہو گیا ہے کیونکہ آپ نے ضلع گجرات کی تاریخ کو جن سنہرے حروف میں سمویا ہے اور بزرگ ہستیوں کے بارے میں جو معلومات فراہم کی ہیں۔ قابل قدر ہیں۔ میرا تعلق بھی آپ کے ضلع سے ہی ہے۔ لہٰذا اگر آپ بارگراں نہ سمجھیں تو مجھے آپ کی تصنیفات میں سے چند ایک کتابیں بہت ہی پرکشش محسوس ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب جس کا نام ''گجرات تاریخ کے آئینے میں'' ہے وہ فراہم کریں۔ میں بسلسلہ ملازمت واہ کینٹ میں مقیم ہوں جب کبھی بھی اپنے آبائی گاؤں میرا آنا ہوا تو انشاء اللہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رکھے اور کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار کرے۔ (آمین)

پتہ خط وکتابت: محمد ناصر، کوارٹر نمبر 18G/750، واہ کینٹ، ضلع راولپنڈی، 15 فروری 2003ء

marfat.com

M.A.Jinnah Road,
Karachi-74200 (Pakistan)
Phone: 7732228

(ESTABLISHED: 1856)

KHALIKDINA HALL LIBRARY ASSOCIATION

بتاریخ: 27 اکتوبر 2002

جناب حاجی محمد زماں کھوکھر صاحب
یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ
کچہری روڈ، گجرات

السلام علیکم!

آپ کی تصنیف کردہ کتاب "گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں" کا تبصرہ میں نے روزنامہ جنگ میں پڑھا، تبصرے میں کتاب کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اس سے کتاب کی اہمیت اور زیادہ اُجاگر ہوتی ہے۔ خالقدینا ہال لائبریری میں اس کتاب کی کمی مجھے شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ خالقدینا ہال لائبریری پاکستان کی قدیم ترین لائبریریوں میں ایک ہے جس کی ایک تاریخی اور ثقافتی اہمیت ہے یہ 1856 میں تعمیر کی گئی اور جلد ہی یہ کراچی کی سماجی و سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بن گئی 1921 میں خالقدینا ہال کی شہرت پورے برصغیر میں پھیل گئی جب انگریز سرکار کے خلاف بغاوت کے الزام میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور جگت گورام تیرتھ کے خلاف مشہور مقدمہ کی سماعت اس ہال میں کی گئی جس کی وجہ سے یہ ہال تاریخ کا حصہ بن گیا پھر قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں اسی ہال میں ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کو ختم کر کے اس کا نام پاکستان مسلم لیگ رکھا جائے اور آج بھی یہ لائبریری اپنی تمام تر تاریخی اور ثقافتی اہمیت کے ساتھ قائم و دائم ہے اور یہاں تقریباً 400 سے زیادہ افراد روزانہ مطالعہ کیلئے آتے ہیں۔ براہ کرم اعزازی کتاب اور اس کے علاوہ اپنی دیگر کتابیں بھی خالقدینا ہال لائبریری کیلئے جاری فرما کر ممنون فرمائیں اور لائبریری کا نام اپنی میلنگ لسٹ میں شامل کر کے شکریہ کا موقع دیں گے۔

طالب دعا

قاری بلال احمد ربانی
اعزازی لائبریرین
سینئر نائب صدر
خالقدینا ہال لائبریری ایسوسی ایشن

Registered Under the Voluntary Social Welfer Agencies (Registration & Control) Ordinance 1961 (XLVI of 1961)

marfat.com

اسیں دل دالہو چھانی دا

متراں دی مجمانی خاطر

جھاں بولی نوں بُھل جاؤدے　　تے ککھاں واگوں رُل جاؤدے

تریخ 21-8-2002

پنجابی لئی سانجھ وچار　مکرمی جناب حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حاجی صاحب تہاڈے اوس اندری عشق نوں ویکھدیاں ہویاں جیہڑا تہانوں اللہ تعالیٰ تے اوہدے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ دی ذات تے اوہناں دے چاہن آلیاں بزرگاں دے نال اے اوہنوں سامنے رکھدیاں ہویاں کجھ (تصوفی) شعر گھل رہیاں۔ اُمید اے کہ تہانوں چنگے لگن دے۔ سبھ توں پہلے گجرات دھرتی دے مان تران تے صوفی بزرگ شاعر حضرت پیر فضل حسین گجراتی ہوراں دا اک عشقیا شعر جیہدے وچ او صاحب عشق تے عاشق دے اصل مقام دا ذکر بڑے چنگے لفظاں نال کیتا اے۔

(آپ فرماندے نے)۔ کہ

عشق والیو جیکر ڈِٹھا ہووے تے رب دا واسطہ جے ڈیوانج کرکے

اصل وٹ لین لہراں چیراں تائیں	چُھٹ جان اپنے کناریاں نوں
کیویں لنگدی رات ہجر دے ماریاں دی	کدی پُچھ کے ویکھ ستاریاں نوں
اک دو تن چار دن دی گل نیں	ایس گل دا پتا اے ساریاں نوں

ایس توں بعد حضرت بابا بُلھے شاہ ہوراں دے او شعر جیہڑا میں تہاڈے دفتر بہہ کے سنایا سی جیہدے وچ بابے بُلھے شاہ ہوراں نے بندے نوں ہلا کے ایہہ دسن دی کوشش کیتی اے کہ جے بندا چاہے تے رب نوں کیوں نیں لبھ سکدا۔ تے جے بندہ رب نوں لبھن ٹُر پوے تے اوہنوں بڑیاں کھوڑیاں اوکڑاں نوں جھلنا پیندا اے تے اوہنوں کھوڑیاں گلاں دا دھیان رکھنا چاہیدا اے۔ آپ بندے ول اشارہ کرکے فرماندے نے

پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویا ایں	کدی اپنے آپ نوں توں پڑھیا ای نیں
جا جا وڑنا ایں مندر مسیتاں	کدی اپنے اندر توں وڑیا ای نیں
ایویں روز شیطان نال لڑنا ایں	کدی نفس اپنے نال لڑیا ای نیں
بُلھے شاہ اُڈدیاں سمانی پھڑدا	جیہڑا گھر بیٹھا اوہنوں پھڑیا ای نیں

اس دا اک ہور شعر حاضر خدمت اے۔ فرماندے نے کہ

marfat.com

گڑ شکر کماد دا بنے اوہوں ‏ ‏ ‏ تکھے دلینے وچ وی کڑے پہلاں
گھڑا ڈھاک معشوق دی فیر چڑھدا ‏ ‏ ‏ جدوں آوی دے وچ سڑے پہلاں
ولی قطب ابدال بنے اوہوں ‏ ‏ ‏ جدوں رب دی موت توں مرے پہلاں

اک تھاں تے سلطان باہو صاحب فرماندے نیں۔ اوہناں بندیاں نوں جہڑے تھوڑی عقل تے عشق دے بھانبڑاں وچ سڑے نیں ہوندے اوتاں بارے فرماندے نے۔

ن۔ نال کُسنگ نہ سنگ کریے ‏ ‏ ‏ تے کل نوں لاج نہ لائیے ہو
تے تربوز مول نیں ہوندے ‏ ‏ ‏ بھانویں توڑ مکے لے جائیے ہو
کانواں دے بچے ہنس نیں تھیندے ‏ ‏ ‏ بھانویں چونیاں چوگ چگائیے ہو
کھارے کھوہ مٹھے نیں ہوندے باہو ‏ ‏ ‏ بھانویں سے مناں کھنڈ پائیے ہو

حاجی صاحب اُمید اے کہ تہانوں میرے گھلے ہوائے عشقیا شعر ضرور پسند آون یا چنگے لگن تے واپسی ضروری چٹھی راہیں دس پایا جے بڑی مہربانی۔

بھاجی اجازتاں۔ رب راکھا۔ میرے ولوں تہانوں تے عارف علی میر ایڈووکیٹ نے اوہناں ساریاں پنجابیاں نوں جہڑے گجرات دی دھرتی تے وسدے نے میرے ولوں گوڑھیاں سلاماں قبول ہون جے۔

(میرا سرناوں اے وے)

محمد حنیف ولد ولی محمد، محلہ گوڑھا اسلام پورہ منڈی بہاؤالدین

فقط پنجابی دا نکا جیا کامات پنجابی دا عاشق

محمد عارف (منڈی بہاؤالدین)

محترم حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب!

السلام علیکم! اللہ تعالی سے آپ کی اور آپ کی اہل خانہ کی خیریت کے لئے دُعا گو ہوں۔ میں بھی بفضل تعالی خیریت سے ہوں حاجی صاحب بزرگوں نے بالکل درست کہا کہ مایوسی کفر ہے اور اگر انسان کی لگن سچی ہے تو ڈھونڈنے سے خدا بھی مل جاتا ہے۔ اسی لئے میں نے جب روزنامہ جنگ بدھ کے مڈویک ایڈیشن 23-10-2002 میں آپ کی کتاب ''گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں'' کا تعارف اور آپ کا نام پڑھا بہت خوشی محسوس ہوئی کیونکہ مجھے آپ کے ایڈریس کی تلاش سالوں سے تھی۔ چند سال پہلے روزنامہ پاکستان میں آپ کی کتاب ''گجرات تاریخ کے آئینے میں'' کے بارے میں پڑھا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد روزنامہ جنگ میں آپ کی دوسری کتاب غالباً نام ''سیالکوٹ سے خیبر تک'' تھا کے بارے میں پڑھا۔ مگر کوتاہی یہ ہوئی کہ ایڈریس یاد نہ رہا۔ بہرحال پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ کے مصداق میں نے آپ کی مذکورہ کتب کافی تلاش کیں اخبار جنگ کے دفتر کے بھی کئی چکر لگائے مگر مایوسی ہوئی مگر اَب میں نے فوراً آپ کا ایڈریس اپنے پاس محفوظ کرلیا ہے۔ جواب کا اور کتابوں کا شدت سے انتظار رہے گا۔

فقط! والسلام حسن عامر A-669، بلاک L، نارتھ ناظم آباد، کراچی، مورخہ 29-10-2002

marfat.com

کتابیات

قلمی نسخہ انوار الشمس از حافظ شمس الدین آف کلیانہ گجرات
روزنامہ جذبہ گجرات جمعہ میگزین روزنامہ جنگ لاہور ہفت روزہ آئینہ گجرات۔ماہنامہ حکایت لاہور رسالہ فاروق طریقت از پروفیسر سید کبیر احمد مظہر ماہنامہ بدلتے موسم لاہور۔ہفت روزنامہ صدائے ملت لاہور۔روزنامہ مشرق میگزین لاہور۔سوانح حیات سید لعل شاہ قلندر مری۔علماء مشائخ سرحد از فقیر محمد امیر شاہ قادری فیضان چوراہی سید علی خواص۔ترمذی المعروف پیر بابا مناقب محمد راز معشوق یار جنگ۔کافرستان از پروش شاہین اباسین۔کوہستان۔سوات تاریخ کے آئینے میں۔کلام کوہستان اور لوگ زبان محمد پروش شاہین، میر پور 1947 سے قبل از سید سلطان علی شاہ تاریخ اٹک۔کلنڈر پی آئی اے 1995 ، محکمہ آثار قدیمہ کے نصب شدہ بورڈ بدرے باٹا پور ٹمک از عنایت اللہ ملم کشف القبور کے عالم فاضل درویش۔

marfat.com

راقم کی تحریر کردہ کتب پر قومی اخبارات ورسائل میں شائع ہونے والے تبصرے

marfat.com

نامور محقق ایم زمان کھوکھر کی نویں کتاب پشاور سے کوئٹہ تک اشاعت کے آخری مرحلوں میں ہے

ان کی دسویں کتاب کا نام "ریاض الجنت" کے عنوان سے، وہ بھی عنقریب مارکیٹ میں دستیاب ہوگی

گیارہویں کتاب "سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین کے حضور" بھی زیر طبع ہے، زمان کھوکھر دو دفعہ اجمیر شریف جاچکے ہیں

پشاور سے [illegible] تک کے تاریخی روحانی مقامات کا ذکر ہے

جرات (پ۔ر) قانون دان، ادیب صحافی محقق حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی نویں کتاب پشاور سے کوئٹہ تک اشاعت کے آخری مرحلہ میں ہے یہ کتاب پشاور قبائلی علاقہ جات باجوڑ وزیرستان، کوہاٹ بنوں ٹانک ڈیرہ اسماعیل خان کوئٹہ بلوچستان جیسے دور افتادہ پہاڑی علاقوں میں قدیمی تاریخی روحانی مقامات پر مشتمل ہے اس کتاب کو ترتیب دینے کے لئے مصنف نے علاقہ غیر میں پرخطر اور تھکا دینے والے راستوں پر سفر کرتے ہوئے ان علاقوں میں اسلام کے اولین نقوش تاریخی پس منظر مشہور دروں، دریاؤں کے بارے معلومات اور فوٹو حاصل کئے حاجی ایم زمان کھوکھر کی دسویں کتاب کا نام ریاض الجنت ہے ریاض الجنت مسجد نبوی ﷺ میں جنت کا وہ ٹکڑا ہے جہاں ہر مسلمان سجدہ دینے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ جس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ جنت کا ٹکڑا ہے یہ کتاب بھی زیر طبع ہے ان کی مرتب کردہ گیارویں کتاب کا نام سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین کے حضور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ایک اشارہ سے نوے لاکھ ہندو مسلمان ہوئے۔ آپ کو نائب رسول، معین الہند خواجہ غریب نواز کے القاب سے پکارا جاتا ہے حاجی ایم زمان دو دفعہ اجمیر شریف حاضری دے چکے ہیں۔ ان کی بارویں کتاب حملہ آوروں کی گزرگاہ قدیمی قلعوں اولیاء کرام کی سرزمین گوجر خان ہونہ پوٹھوار کے بارے میں ہے اس خطہ میں گکھڑوں اور کھوکھروں نے بہادری کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ تمام کتب عنقریب منظر پر آرہی ہیں۔

WEEKLY KAMRANIAN KUNJAH/GUJRAT

سرپرست پروفیسر محمد شریف کنجاہی

چیف ایڈوائزر عدیم یوسفی

ہفت روزہ کامرانیاں کنجاہ گجرات

مسلسل اشاعت کا چوتھا سال

احسان فیصل چیف ایڈیٹر

سجاد احمد مینجنگ ایڈیٹر

جلد نمبر 4	11 تا 20، 21 تا 28 فروری 2003	قیمت 5 روپے	شمارہ نمبر 5.6

marfat.com

"سیالکوٹ توں خیبر تک" اک انمول تاریخی خزانہ

ایس معاشی بحران دے دور وچ جدوں کہ ہر کوئی مادی ویلیاں پچھے بھج نس کر رہیا اے علم ادب دی گل کرنا تے کتے رہیا کوئی سنن لئی وی تیار نہیں ہوندا۔ قوماں اپنی تاریخ تے ناز کردیاں نیں تے اوہناں دے جاننے وچ اپنے حال نوں سوارن دا کم کردیاں نیں پر اسیں مجموعی طور تے اپنی تاریخ نوں بھل دے جا رہے آں بلکہ بھل چکے آں۔

ساڈے سوہنے دیس پاکستان دے چواں صوبیاں وچ چپے چپے تے تاریخی واقعیاں تے تھاواں دا وڈا بھنڈار نظریں آوندا اے پر ساڈی ان گہلی تے سستی پاروں ایہ آثار دنوں دن ملدے جا رہے نیں۔ تاریخ دے ایہ نشان جیہڑے ساڈے آل دوال کھلرے نیں پر ساڈیاں آکھاں توں پردے نیں اوہناں نوں سانبھن دا کم حاجی ایم زمان کھوکھر ہوراں بڑے چنگے ڈھنگ نال ریہا اے۔ پورے دیس وچ گھم پھر کے ایہناں تاریخی تھاواں تے روحانی مزاراں بارے ایم زمان کھوکھر ہوراں نہ صرف قلم توں کم لیا سگوں مورت کاری کر کے ہور وی سلاہن جوگ کم کیتا اے تے ایہ اثاثہ آون والیاں نسلاں لئی سانبھ چھڈیا اے۔

نارووال سیالکوٹ توں لے کے صوبہ سرحد دے درہ خیبر تیک 15 ضلعیاں وچ کھلرے تاریخی تھاواں، نوگزے بزرگاں دیاں ڈھیریاں تے وکھو وکھ ویلیاں وچ قدرتی آفات ہتھوں تباہ ہویاں وستیاں تے تھیہاں دے ذکر نال نال 600 صفحیاں دی ایس کتاب اندر ضلع نارووال تے سیالکوٹ لئی 250 صفحے دتے گئے نیں۔ نارووال شکرگڑھ، ظفروال، چونڈہ، پسرور، سیالکوٹ شہر، سمبڑیال، بجوات، پھوکلیاں دے علاقیاں وچ کھلرے گھٹ ودھ 900 مزاراں دی تفصیل ایس کتاب وچ ملدی اے۔ جہاں مزاراں وچ رب سوہنے دے گھلے نبیاں، اوہناں دے صحابیاں، شہیداں، غازیاں تے اسلام دے مبلغین دی ہستیاں دی دس وی پائی گئی اے۔ امام علی الحق، پیر مراد علی شاہ تے پورن بھگت بارے جانکاری دین دے نال نال نارووال، ظفروال تے سیالکوٹ دی تاریخ بابت وی دس دا

ایم زمان کھوکھر کی
کتاب پر تبصرہ
(چنچل پسروری)

کتاب اک انمول تاریخی خزانہ اے جنہوں ایم زمان کھوکھر ہوراں لبھن مگروں خلق خدا دی ضیافت تے بھلیائی لئی دو ہیں ہتھیں ونڈیا اے۔

مکدی گل ایہ کہ کتاب "سیالکوٹ توں خیبر تک" کھوجکاراں تے محققاں لئی تے اولیاء کرام دے عاشقاں تے دیوانیاں لئی اک ودھیا، سوہنا تے انملا تحفہ اے۔ ایم زمان کھوکھر ہوراں دی ہمت تے محنت نال ہی ایہ کتاب تاریخ دیاں نویاں پرتاں کھولدی اے۔ رب سوہنا ایم زمان کھوکھر ہوراں دے جذبے تے حوصلے نوں جیوندیاں رکھے تے اوہناں دا سُچا قلم انج ای پورنے پاؤندا رہوے۔ یاسر اکیڈمی گجرات والے وی مبارکباد تے ڈھیراں دعاواں دے حقدار نیں جنہاں ایم زمان کھوکھر ہوراں دی کتاب "سیالکوٹ توں خیبر تک" نوں چھاپن دا آہر کیتا۔

Sadaeaam@hotmail.com

صدائے عام
سیالکوٹ
ہفت روزہ
C.P.L 615

جلد 13 شمارہ 5 مورخہ 4 تا 10 فروری 2003ء

marfat.com

ماہنامہ
روحانی ڈائجسٹ
اکتوبر ۱۹۹۷ء

گجرات تصاویر کے آئینے میں

مصنف: ایم زمان کھوکھر
ناشر: یاسر اکیڈمی، محلہ مسلم آباد، گجرات
صفحات: ۵۰۸
قیمت: ۲۵۰

زیر نظر کتاب کے مصنف معروف محقق اور قانون داں ہیں جو ایسے حقائق کی تلاش میں سرگرم عمل ہیں جن کے بارے میں تاریخ خاموش دکھائی دیتی ہے یا دوسرے محققین کی توجہ ان سربستہ رازوں کی جانب نہیں ہو سکی۔ سرزمین گجرات اپنے دامن میں کتنی ہی تہذیبوں اور ان کی داستانوں کو چھپائے ہوئے ہے اس کا ادراک وہاں کے آثار قدیمہ کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں گجرات کے گم گشتہ مقامات، قبروں، کتبوں، بزرگان دین کی قبروں اور بعض گمنام و معلوم انبیائے کرام کے مزارات کی تفصیل بمعہ تصاویر رقم کی ہے۔ یہ کتاب مصنف کے تحقیقی نچوڑ کا نتیجہ ہے جسے گائیڈ بک کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ یوں تو تاریخ کے گمنام گوشوں کے بارے میں متجسس حضرات کے لئے یہ کتاب دلچسپی سے خالی نہیں لیکن مذہبی حوالے سے بھی اس کی اہمیت دوچند ہے۔ اس میں مصنف نے کئی ایسے انبیاء علیہم السلام، جن میں سے بعض کا ذکر قرآن میں بھی دکھائی نہیں دیتا، ان کی قبروں کی گجرات میں موجودگی کو ظاہر کیا ہے۔

ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ گجرات بلکہ پاکستان بھر میں ایک جانی پہچانی شخصیت کے طور پر متعارف ہیں۔ بطور وکیل تو گجرات کچہری میں وکالت کر رہے ہیں لیکن ان کی اصل پہچان ان کے دو کاموں کی وجہ سے ہے۔ پہلی وجہ ان کا سوشل ورک ہے اور سوشل ورک بھی ایسا کہ جس میں انسانی حقوق کی علمبرداری کا کٹھن اور مشکل سوشل ورک یعنی بھٹہ مزدور یونین کی بنیاد رکھ کے پاکستان کے ہزاروں پسے ہوئے اور نسل در نسل غلامی اور معاشی بندشوں میں جکڑے ہوئے ان انسانوں کے حقوق اور آزادی کی آواز اٹھائی جن کو بھٹہ مالکان نے اینٹوں کے ساتھ ہی اپنے بھٹے کی اونچی چمنیوں میں قید رکھا ہوا تھا۔ وجہ ثانی کھوکھر صاحب کی علمی و ادبی میدان میں دوڑ دھوپ اور تاریخ کے ان اوراق کو یکجا کرنا، ایسے مقامات پر بذات خود جا کر مشاہدہ کرنا ہے اور اس مشاہدہ کی حاصل ان کی پہلی کتاب "گجرات تصاویر کے آئینے میں" جس میں انہوں نے مختلف علاقوں، گاؤں کے ایسے قبرستانوں اور آستانوں کی تصاویر خصوصاً شائع کی ہیں جہاں جہاں "نوگز لمبی" قبریں موجود ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کے مختصر احوال بیان کئے۔ آپ کی اس کاوش نے آپ کو بطور نوگز لمبی قبروں کے مشاہدین میں نمایاں کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے اب تک اپنی سات تصانیف لکھی اور شائع کی ہیں بعض دوسری زیر طبع ہیں۔ شائع شدہ کتب کے نام ترتیب وار اس طرح ہیں: "گجرات تصاویر کے آئینے میں، گجرات تاریخ کے آئینے میں، پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار اور گندھارا تہذیب، سیالکوٹ سے خیبر تک، جنوبی پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں اولیاء کرام، اولیائے ہند اور مسلمانوں کی عظمت کے نشان اور حجاز مقدس کا روحانی سفر۔ ان تمام کتب میں زیادہ تر موضوع نوگز لمبی قبریں ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مختلف اخبارات میں بطور کالم نگار بھی اپنی شناخت برقرار رکھی ہوئی ہے اور گجرات سے ہی ایک [illegible] روزہ اخبار "آئینہ گجرات" کے نام سے نکال رہے ہیں۔ ایک اور ان میں خوبی بدرجہ اتم موجود ہے کہ وہ تاریخی نوادرات کو پرکھنے میں خصوصی مہارت کے حامل ہیں۔

مرتب گفتگو: سکندر ریاض چوہان

جہلم اور میلان سے بیک وقت شائع ہونے والا اخبار
ہفت روزہ
نوائے وطن
جمعۃ المبارک 10 مئی 2002ء، 27 صفر المظفر 1423ھ

marfat.com

گجرات تاریخ کے آئینے میں

تاریخی مواد سے بھرپور اور معیاری کتاب ہے

اسکی اہمیت کبھی کم نہیں ہو گی

یہ کتاب تذکرہ اولیاء گجرات کے ساتھ تاریخی حوالہ بھی ہے قدیمی بستیوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں محکمہ مال کا تذکرہ ہے

گجرات کی علمی و ادبی شخصیات، بلدیاتی اداروں، شہیدوں کی تفصیل مختلف برادریوں قوموں کا تذکرہ اسکی خوبصورتی ہے

یہ کتاب چھ سو صفحات پر مشتمل موٹی تازی اور بھاری کتاب ہے یہ کوئی افسانہ یا فرضی کرداروں پر مبنی رومانوی سپنس پر مبنی ناول نہیں ہے

گجرات (تبصرہ آکاش نمازی سے) گجرات تاریخ کے آئینے میں معروف قانون دان ... محقق ایم زمان کھوکھر کی کتاب ہے ... گجرات کی سیر کی جا سکتی ہے اس کتاب میں ... اور اس کے قریب و جوار میں سپرد خاک بزرگوں صوفیاء اور علماء عظام کا تذکرہ ہے یہ کتاب بڑی محنت و کاوش سے لکھی گئی ہے جسے فاضل مصنف کے اپنے شہر اور علاقہ سے محبت عقیدت کا پتہ چلتا ہے دراصل یہ کتاب ایک تاریخی حوالہ بھی ہے اور تذکرہ اولیائے گجرات بھی ہے تاریخی مقامات تاریخی واقعات قدیمی بستیاں ضلع گجرات میں سیلاب کے تباہ کاریاں محکمہ مال اور ضلع کی دیگر تحصیلوں کے حالات پر بھی مضامین لکھے گئے ہیں اس کتاب میں ان دیہات کا بھی ذکر ہے جو گجرات سے علیحدہ کر کے ضلع جہلم میں شامل کیے گئے ضلع گجرات کے تعلیمی ادارے محکمہ پولیس گجرات کے ڈپٹی کمشنرز سوہنی مہینوال کا قصہ، گجرات کی علمی و ادبی شخصیات گجرات کے بلدیاتی اداروں گجرات تحصیل پھالیہ سرائے عالمگیر اور منڈی بہاؤالدین سے 1965ء اور 71ء میں شہید ہونے والوں کے نام اور نشان حیدر حاصل کرنے والوں کے نام ضلع کچہری گجرات کے دفاتر کی تفصیل مختلف برادریوں قوموں اور حکمرانوں کا تذکرہ بعض نوادرات نایاب سکوں اور پتھر کے مجسموں کی تصاویر مزارات اور اہم مقامات کی سینکڑوں تصاویر سے مزین یہ کتاب اہل دل کیلئے ایک خوبصورت تحفہ ہے جس کے ٹائٹل کو مختلف تصویروں سے جاذب نظر بنا دیا ہے گجرات تاریخ کے آئینے میں کتاب کے ٹائٹل پر کنجاہ والا حافظ حیات رحمتہ اللہ علیہ شریف سمیت روضہ حضرت شاہ دولہ سرکار گجرات روضہ حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار گجرات اور نشان حیدر چوک کچہری گجرات کی تصاویر مزین ہیں اور یہ کتاب چھ سو صفحات پر مشتمل ایک موٹی تازی اور بھاری کتاب ہے جس کا بوجھ ایک عام آدمی نہیں اٹھا سکتا یعنی ایک عام آدمی کو اسے پڑھنے کیلئے دن رات محنت اور لگن کے ساتھ اسے پڑھنے کی ضرورت ہے مگر ہمارے معاشرہ میں جس طرح کتابیں پڑھنے کا رجحان کم ہو رہا ہے اس سے لگتا ہے کہ آئندہ دس سے پندرہ سالوں میں لائبریریاں بند کر دی جائیں گی اور لوگ گھروں میں صرف اپنی مرضی کی چند مخصوص کتابیں پڑھا کریں گے مگر ایم زمان کھوکھر کی کتاب گجرات تاریخ کے آئینے میں ایک ایسی کتاب ہے جس کی اہمیت کبھی کم نہیں ہو پائے گی ہر دور میں پڑھا جائیگا کیونکہ یہ کوئی افسانہ، قوالی شاعری یا فرضی کرداروں پر مبنی رومانوی سپنس ناول نہیں ہے گجرات "تاریخ کے آئینے میں" کتاب سمیت گجرات کی تاریخ کے حوالہ سے لکھی گئی تمام کتابوں کو ضلعی حکومت کو چاہیے کہ اسے ہر سکول اور کالج کے نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ ضلع گجرات کی آئندہ نسلیں گجرات کی تاریخ سے آشنا ہوں اور اپنے ماضی سے واقف ہوں گجرات کی تاریخ پر لکھی جانے والی تمام کتابوں سے اچھی اچھی اور معیاری باتیں اور مضامین چن کر ایک نئی کتاب ترتیب دیکر سکول و کالجوں کے مقامی نصاب میں شامل کی جانی چاہیے ایم زمان کھوکھر کی کتاب سب سے زیادہ معیاری اور مواد سے بھرپور کتاب ہے۔

ایم زمان کھوکھر کی کتابیں

گجرات کے ممتاز قانون دان ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ کتب سیالکوٹ سے خیبر تک "گجرات تصاویر کے آئینے میں" "گجرات تاریخ کے آئینے میں" "خطہ پوٹھان گجرات، پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگزے مزار شائع ہو گئی ہیں۔ "پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگزے مزار" ملکی سطح پر پہلی کتاب ہے جس میں نوگزی قبروں کے بارے مکمل تفصیل درج ہے۔ ان میں بیشتر مزار انبیاء کرام ان کے خلفاء غازیوں شہداء کے ہیں۔ چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر میں بھی قبروں کے بارے میں تفصیل بمعہ فوٹو درج ہے۔

INTER NATIONAL NEWS بین الاقوامی خبریں

روزنامہ پاکستان لاہور

THE DAILY Pakistan LAHORE

☎ 7576301-5

ہفتہ 7 رجب المرجب 1418ھ 8 نومبر 1997ء 23 کاتک 2054 ب

marfat.com

خطۂ یونان گجرات

(سلسلہ وار چوتھی اشاعت)

مؤلف — ایم زمان کھوکھر (ایڈووکیٹ)

قیمت —— 300 روپے

صفحات —— 680

ملنے کا پتہ —— یاسر اکیڈمی — بالمقابل گلی سیشن کورٹ، کچہری روڈ، گجرات

کتاب کے سرورق پر تین عنوان چھاپے گئے ہیں۔ ایک ہے — "پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار" — دوسرا ہے — "گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں" — اور تیسرا عنوان — "خطۂ یونان گجرات سلسلہ وار چوتھی اشاعت"۔

آپ کتاب کا نام کچھ ہی سمجھ لیں، اس کتاب میں آپ کو یہ سب کچھ مکمل تفصیلات سے ملے گا جو ان تینوں عنوانات سے ظاہر ہوتا ہے۔ مصنف کے متعلق یہ بتانا ضروری ہے کہ معروف قانون دان، ادیب اور محقق ہیں۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے یہ کتاب گھر بیٹھے ادھر ادھر سے مواد اکٹھا کر کے نہیں لکھی بلکہ سارے پاکستان میں گھوم پھر کر نوگز لمبی قبریں، پورے ملک میں بکھرے ہوئے قدیم قلعوں کے کھنڈرات اور دیگر تاریخی نشانات کو خود جا کر دیکھا پھر ہر علاقے کے معمر لوگوں سے تحقیقات کی اور جہاں انہیں کوئی تاریخی دستاویز مل گئی، اس سے استفادہ کیا اور پوری کوشش کی کہ کوئی تفصیل رہ نہ جائے۔ لوگوں کا عام طور پر رجحان یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک چیز کے قریب سے گزرتے چلے جاتے ہیں اور یہ دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کہ جس چیز کو انہوں نے غیر اہم سمجھ کر نظرانداز کر دیا ہے وہ چیز تاریخی اہمیت کی حامل ہے اور اس کے پیچھے عجیب و غریب کہانیاں چھپی ہوئی ہیں۔

مصنف کے حوصلے اور کاوش کی ہم داد دیتے ہیں کہ انہوں نے ایک ناممکن کام کر دکھایا ہے۔ کتاب میں ان قدیم مزارات اور دیگر تاریخی کھنڈرات کی تصاویر بھی ساتھ دی گئی ہیں۔ یہ کتاب دیکھیں۔ اس میں آپ کو اپنے شہر یا گاؤں کے ارد گرد کی تاریخی یادگاریں ملیں گی۔ یہی وہ یادگاریں ہیں جنہیں آپ نظرانداز کرتے آئے ہیں۔ آپ کو اپنے قصبے اور گاؤں کا ذکر اس کتاب میں ضرور ملے گا خواہ آپ لانڈھی کے رہنے والے ہیں یا لاہور کے۔

کتاب بڑے سائز میں چھاپی گئی ہے۔ سرورق رنگین ہے اور اس پر نوگز لمبی قبروں کے رنگین فوٹو اور اولیائے کرام کے مزارات دیئے گئے ہیں۔ تاریخ کے طلباء کے لئے یا ان حضرات کے لئے جو آثار قدیمہ میں دلچسپی رکھتے ہیں اس کتاب کا مطالعہ پوری طرح مفید رہے گا۔ مصنف نے کہیں بھی تشنگی نہیں رہنے دی۔

حکایت
جلد: 28 دسمبر 1997ء شمارہ: 4

DAILY
KHABRAIN
روزنامہ خبریں
چیف ایڈیٹر ضیا شاہد
جمعۃ المبارک 7 جمادی الثانی 10 اکتوبر 1997ء 25 اسوج 2054ب

صحافی و ادیب ایم زمان کھوکھر کی
"محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار" شائع ہو گئی

گجرات (نیوز رپورٹر) ممتاز قانون دان، محقق، ادیب، صحافی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ کتب گجرات تصاویر کے آئینے میں، گجرات تاریخ کے آئینے میں، سیالکوٹ سے کشمیر تک خطہ یونان گجرات "پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگز لمبے مزار" ملکی سطح پر پہلی کتاب ہے جس میں پاکستان بھر میں نوگز لمبے مزارات کے بارے میں مکمل تفصیل درج ہے۔ ان میں بیشتر مزار انبیاء کرام، ان کے خلفاء، غازیوں، شہداء کے ہیں۔ وہ کشمیر سے لیکر کراچی اور چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر میں لمبی قبروں کے بارے میں تفصیل بمعہ تصاویر درج ہے۔ بیشتر مزار تباہ شدہ بستیوں، آبی گزرگاہوں کے قریب ہیں۔

marfat.com

THE DAILY Pakistan
پاکستان
Sunday Magazine

سنڈے میگزین روزنامہ پاکستان 16 نومبر 1997ء

نام کتاب : خطہ یونان گجرات

مرتبہ : ایم زمان کھوکھر

ناشر : یاسر اکیڈمی کچہری روڈ گجرات

ایم زمان کھوکھر کی یہ سلسلہ وار چوتھی اشاعت ہے۔ انہوں نے پاکستان میں نوگزے مزارات کے بارے میں پہلی بار تحقیق کی۔ زیر نظر کتاب میں جہاں انہوں نے گجرات کی ایک جھلک دکھائی وہاں کوہ آدم کی چوٹی سے لے کر بانجوڑ، پشاور، چار سدہ، سوات، جھیل سیف الملوک، نانگا پربت، شنگریلا، کوہستان، مری کی پہاڑیاں، قلعہ روات کے ساتھ گجرات کے حوالے سے جو تحقیق کی وہ بلاشبہ تاریخ کے طالب علموں کے لئے رہنمائی کا باعث بن سکتی ہے۔

انہوں نے ان مقامات کے ساتھ مزارات کی جو تفصیل درج کی اس سے ان کی محنت اور عرق ریزی کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب ان کی پہلی کاوشوں کی طرح مقبولیت حاصل کرے گی۔

SUNDAY MAGAZINE
نوائے وقت
سنڈے میگزین

اتوار 26 اکتوبر 1997ء

گزرھارا تہذیب

تصاویر کے آئینے میں

مصنف: ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ
صفحات: (۱۸۸) قیمت تین سو روپے
ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل فیملی سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات

زیر تبصرہ ضخیم کتاب پاکستان بھر میں نوگزے مزارات کے بارے میں پہلی تحقیقی کتاب ہے جو سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف معروف قانون دان ادیب محقق تاریخی مقامات یادگاروں آثار قدیمہ اور روحانی مراکز سے دلچسپی رکھنے والے اہل قلم ہیں۔

انہوں نے پاکستان بھر کے مشہور تاریخی مقامات بزرگان دین کے مزار درگاہوں، کھنڈرات قدیم تباہ شدہ بستیوں اور یادگار عمارتوں کو خود جا کر دیکھا ہے اور حالات کی صحت و تحقیق کے بعد ان کی تصاویر حاصل کیں۔

اس کتاب میں پاکستان بھر میں محبوبان خدا کے نوگزے مزارات کی تفصیل اور تصاویر فراہم کی گئی ہیں۔ یہ مصنف کا کمال ہے کہ انہوں نے بے حد محنت شاقہ کے بعد اس کام کو انجام دیا ہے۔

بلاشبہ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کے نزدیک سیالکوٹ میں ایک سو پچاس نوگزے مزارات موجود ہیں۔

کتاب ہذا میں (661) نوگزے مزارات کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور کچھ مزارات کی تصاویر بھی چھاپی گئی ہیں۔ ان کی محنت پر انہیں داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ خصوصاً ایسے دور میں جب ہر انسان فکر معاش میں پھنسا ہوا ہے اس قدر طویل تحقیقی کام صرف ان کا ہی حصہ ہے۔

جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیاء کے مقامات شائع ہو گئی

گجرات (نامہ نگار) گجرات کے معروف قانون دان ادیب محقق ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی پانچویں کتاب "جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام قدیمی تاریخی روحانی مقامات" شائع ہو گئی ہے۔ کتاب باتصویر ہے۔ اس میں [illegible]لومات پاکستان کے علاوہ لاہور کی مکمل تاریخ اور صوفیائے [illegible]م کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ شیخوپورہ، گردواروں کا شہر ننکانہ صاحب، حافظ آباد آستانہ صابری کلس شریف، ولوی شریف، قصور، چونیاں، اوکاڑہ، پاکپتن، ساہیوال، ہڑپہ، فیصل آباد، جھنگ، وہاڑی، خانیوال، اولیائے کرام کی سرزمین ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور، بہاولپور، چولستان، اوچ شریف، وادی ہاکڑہ، رحیم یار خان کے علاوہ سندھ میں اولیائے کرام قدیمی تاریخ روحانی مقامات بالخصوص ٹھٹھہ موہنجوداڑو کی مکمل تفصیل صوبہ بلوچستان کی تاریخ اور صوفیائے عظام اور بلوچستان کے مشہور شہروں کوئٹہ کا ذکر موجود ہے۔ پنجاب سندھ بلوچستان میں آج گزرگاہوں تباہ شدہ شہروں قلعوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور (13) 7 اپریل 1999ء

marfat.com

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED چکوال کے ہر ہفت روزہ سے زیادہ

WEEKLY "DHAN KAHOON" CHAKWAL

ہفت روزہ
دھن کہون
چکوال
چیف ایڈیٹر
خواجہ دانیال سلیم

فون 8590 رجسٹرڈ نمبر NPR 016 قیمت پانچ روپے

جلد 9 - اتوار 7 دسمبر تا ہفتہ 13 دسمبر 1997ء - شمارہ 46

پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگزے مزارات۔ شائع ہو گئی

پاکستان میں نوگزے مزارات پر پہلی تحقیق اور مستند کتاب شائع ہوئی ہے

گندھارا تہذیب، کوہ آدم کی چوٹی اور افریقہ میں چھ گز قبیلے کی دریافت

ویلی پور (نمائندہ خصوصی) معروف محقق اور مؤرخ ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی چوتھی تاریخی کتاب "پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگزے مزارات" شائع ہو کر مارکیٹ میں [illegible] کی یہ چوتھی تصنیف ہے [illegible] تنظیم [illegible] کے صدر [illegible] نے [illegible] قطب احمد اعوان نے [illegible] کتاب میں صوبہ پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان کے علاوہ قبائلی علاقہ جات میں موجود نوگزے 22 گز کے اور [illegible] نوگزے مزارات کی تفصیل اور تصاویر موجود ہیں۔ گندھارا تہذیب، کوہ آدم کی چوٹی اور افریقہ میں چھ گز قد والے قبیلے کی دریافت کی تفصیل اور تصاویر بھی ہیں ان کے علاوہ سوات، کلام، چترال، کافرستان، تفریحی مقامات گلگت، ہنزہ، آزاد کشمیر، قصص، گوتم بدھ، اشوک اعظم، سکندر اعظم وغیرہ کی تفاصیل با تصویر موجود ہیں 680 صفحات پر مشتمل روح پرور اور ایمان افروز کتاب کی قیمت صرف [illegible] روپے ہے۔

پاکستان میں محبوبان خدا کے نوگزے مزار

مصنف: ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی عدالت سیشن کورٹ بھمبر روڈ، گجرات

صفحات ۶۸۰ --- قیمت ۱۰۳۰۰ روپے

ماضی بعید کے آثار و مقامات کی تحقیق میں معروف قانون داں، محقق اور صحافی [illegible] ایک بلند مقام پر فائز ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب خطہ یونان گجرات کے سلسلے کا چوتھا حصہ ہے۔ مصنف مذکور نے تاریخی کتابیات و نوادرات کے حصول میں صرف حوالہ جات، قصص و روایات اور ظاہری معلومات پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ کشف القبور کے ماہرین حضرت حافظ شمس الدین آف کڑیانوالہ گجرات اور حضرت عنایت اللہ کے مکاشفات سے بھی استفادہ حاصل کیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں مصنف نے صوبہ سرحد سے سندھ کے زیریں علاقوں تک خود جا کر عمیق مطالعہ کیا اور یہاں کے تاریخی مقامات، گندھارا تہذیب کے آثار، گجرات کے پرانے نقوش اور بالخصوص پاکستان میں محبوبانِ خدا بشمول انبیائے کرامؑ و اولیائے عظامؒ کے مزارات اور مساکن ابدی کو عوام الناس کے سامنے آشکارا کیا ہے۔ ایم زمان کھوکھر کی یہ گراں قدر کاوشیں آثار قدیمہ ARCHAEOLOGY کے موجودہ طالب علم اور اگلی نسلوں کے لئے نشانِ منزل ثابت ہوں گی۔

ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کراچی
دسمبر ۱۹۹۷ء

marfat.com

نام کتاب پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزارات

مصنف ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

ناشر [illegible] اکیڈمی بالمقابل گلی سیشن ہاؤس [illegible]

صفحات 680 قیمت 300 روپے

کتاب پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزارات مصنف ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحقیقی کتاب ہے جو برسوں کی محنت شاقہ کے بعد مرتب کی گئی اس میں گندھارا تہذیب بمعہ تصاویر اور خطہ یونان گجرات کی مکمل تاریخ بھی موجود ہے۔ اس کتاب میں بیشتر انبیاء کرام ان کے خلفاء، غازیوں اور شہیدوں کے بیس نام بھی درج ہیں۔ کتاب کے ہر صفحہ پر مزار کی تصویر بمعہ تفصیل درج ہے۔ اس میں قبائلی اور شمالی علاقہ جات درہ خیبر سے لے کر کراچی تک کے نو گز لمبے مزارات کی تفصیل ملتی ہے۔ اس کے علاوہ سری لنکا میں لو آدم کی چوٹی افریقہ میں چھ گزوں کے قبیلہ کی دریافت، صوبہ سرحد کے علاوہ پشاور میں تاریخی روحانی مقامات، نوشہرہ، چارسدہ، مردان تاریخ کے آئینے میں۔ گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینہ میں۔ گوتم بدھ کی کہانی تصاویر کی زبانی۔ سوات، دیر، کالام، چترال، کافرستان، مالاکنڈ، ایبٹ آباد، شمالی علاقہ جات، گلگت، ہنزہ، شاہراہ ریشم، بلتستان، کوہستان، آستانہ کھمبول شریف اٹک کے اولیاء چورہ شریف، دریائے سندھ کی کہانی، گوردوارہ پنجہ صاحب، دیول شریف، موہڑہ شریف، کلیام شریف، ہزاروں سالہ قدیمی شہر چوپالہ سے برآمد ہونے والی مورتیوں کی تفصیل۔ دریائے چناب کی تباہ شدہ بستیوں کی تفصیل، آزاد کشمیر کے شہر میرپور اور بھمبر کا تاریخی پس منظر، بویلہ شریف میں حضرت قنیطؒ کا 210 فٹ لمبا مزار۔ قصہ سوہنی مہینوال۔ شاہدولہ روڈ گجرات کے پاس جمع شدہ قدیمی سکے اور نوادرات کی مکمل تفصیل اس کتاب میں درج ہے۔ پشاور کے مزارات اولیاء میں صفحہ 44 پر قلعہ بالا حصار سے متصل جی ٹی روڈ پر واقع سلسلہ ملنگیہ کے بانی امام العارفین حضرت خواجہ عبدالشکور شاہ ملنگ بابا قلندرؒ (چشتی نظامی) کا ذکر بھی ملتا ہے۔ جن سے منسوب سلسلہ ملنگیہ پورے پاکستان میں پھیلا ہوا اور بیرون ممالک تک بھی روحانی خدمات سرانجام دے رہا ہے اور اسی سلسلے کا ترجمان رسالہ ماہنامہ الملنگیہ ہے۔ الغرض موضوع کے لحاظ سے واقعی یہ جامع کتاب ہے۔

اسلامی تصوف کا ترجمان اوکاڑہ پاکستان
ماہنامہ
الملنگیہ
رجسٹرڈ نمبر
سلسلہ چشتیہ ملنگیہ کا روحانی و علمی جریدہ
C.P.L. 290

خراج تحسین

گجرات (بیورو رپورٹ) گجرات کے ممتاز محقق دانشور ماہر علم القبور ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ چھوٹی کتاب "خطہ یونان گجرات" گندھارا تہذیب [illegible] پر تبصرہ گزشتہ روز پاکستان ٹیلی ویژن [illegible] [illegible] میں [illegible] کیا گیا کتاب کی [illegible] علمی اور تحقیقی [illegible] [illegible] کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

روزنامہ صحافت لاہور (6) 26 اکتوبر 1999ء

marfat.com

ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی سب سے بہتر مددگار ہے (القرآن)

7576301 - 3
7576305 - 10

روزنامہ
پاکستان
لاہور
THE DAILY
PAKISTAN
LAHORE

جلد 10 | ج 24 ذوالحج 1419ھ 12 اپریل 1999ء 30 چیت 2055 ب | صفحات 12 قیمت 7 روپے | شمارہ : 83

ایم زمان کھوکھر کی پانچویں تصنیف

گجرات (بیورو رپورٹ) گجرات کے معروف قانون دان، صحافی، محقق ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ کتاب ... پنجاب، سندھ، بلوچستان میں اولیائے کرام ... مقامات شائع ہو گئی ہے۔ کتاب باتصویر ہے ... ملتان کے علاوہ لاہور کی مکمل تاریخ اور ... داتا گنج بخش ... کا ذکر ... صاحب، حافظ آباد، آستانہ صابری، قصور شریف، وادی سون، قصور، چونیاں، کوٹلہ، پاکپتن، ساہیوال، ہڑپہ، فیصل آباد، جھنگ، ڈیرہ غازی خان، اولیائے کرام کی سرزمین ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور، بہاولپور، چولستان، اوچ شریف، وادی ہاکڑہ، رحیم یار خان کے علاوہ سندھ میں اولیائے کرام قدیمی تاریخی روحانی مقامات بالخصوص ٹھٹھہ، موئن جو داڑو کی مکمل تفصیل، صوبہ بلوچستان کی تاریخ اور صوفیائے کرام اور بلوچستان کے مشہور شہروں بالخصوص کوئٹہ کا ذکر موجود ہے۔

”گجرات تاریخ کے آئینے میں“ بہترین کتاب ہے، ٹی وی کمپیئر ڈاکٹر نوشابہ پروین

موصوف کی پہلی کتاب ”گجرات تصاویر کے آئینے میں“ پر بھی گزشتہ سال مستنصر حسین تارڑ نے تبصرہ کیا تھا

پی ٹی وی سنٹر اسلام آباد نے 5۔ اکتوبر کو صبح کی نشریات میں ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی کتاب پر تبصرہ نشر کیا

گجرات (پ ر) پاکستان ٹیلی ویژن اسلام آباد سنٹر سے 5 اکتوبر کو صبح کی نشریات ... میں ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ کتاب ”گجرات تاریخ کے آئینے میں“ پر تبصرہ نشر کرتے ہوئے کمپیئر ڈاکٹر نوشابہ پروین نے ... لوگوں کی تعریف کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے علاوہ ... سے بھرپور استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے نشریات میں ... کتاب کی اشاعت سے بھرپور واضح ہے گزشتہ سال مستنصر تارڑ نے بھی صبح کی نشریات میں ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر پہلی کتاب ”گجرات تصاویر کے آئینے میں“ ... شدہ تاریخی قدیمی مقامات ... کھوکھر ایڈووکیٹ کی ... اضلاع شمالی اور ... رہی ہے۔

marfat.com

ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی کتاب

جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام مذہبی تاریخی و روحانی مقامات کی تقریب رونمائی

گجرات (پ ر) گجرات کے معروف قانون دان ادیب صحافی محقق ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ پانچویں کتاب "جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام قدیمی تاریخی روحانی مقامات" شائع ہو گئی ہے۔ کتاب باتصویر ہے۔ اس میں معلومات پاکستان کے علاوہ لاہور کی مکمل تاریخ اور صوفیائے کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ شیخوپورہ' گردواروں کا شہر ننکانہ صاحب حافظ آباد آشیانہ صابری کلس شریف' وادی سون' قصور' چونیاں' اوکاڑہ' پاکپتن' ساہیوال' ہڑپہ' فیصل آباد' جھنگ' وہاڑی' خانیوال' اولیائے کرام کی سرزمین ملتان' مظفر گڑھ' ڈیرہ غازی خان' راجن پور' بہاولپور' چولستان' اوچ شریف' وادی ہاکڑہ' رحیم یار خان کے علاوہ سندھ میں اولیائے کرام قدیمی تاریخی روحانی مقامات بالخصوص ٹھٹھہ' موہن جوداڑو کی مکمل تفصیل صوبہ بلوچستان کی تاریخ اور صوفیائے عظام اور بلوچستان کے مشہور شہروں کوئٹہ کا ذکر موجود ہے۔ پنجاب سندھ بلوچستان میں آبی گزرگاہوں تباہ شدہ شہروں' قلعوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ نمایاں اولیائے کرام میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ' حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بہاء الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ' حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سخی سرور رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ' عبداللہ شاہ اصحابی رحمۃ اللہ علیہ' منگھو پیر رحمۃ اللہ علیہ۔ قبل ازیں ایم زمان کھوکھر کی تحریر کردہ کتب گجرات تصاویر کے آئینے میں' گجرات تاریخ کے آئینے میں' سیالکوٹ سے خیبر تک' ہند ہمارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں' پاکستان میں محبوبان خدا کے نو گز لمبے مزار' خطہ یونان گجرات شائع ہو چکی ہے۔ ان کتب کو ہر شعبہ زندگی کے افراد نے بہت پسند کیا ہے۔ ان کی آئندہ شائع ہونے والی کتاب اولیائے ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی عنقریب شائع ہو رہی ہے۔

نام کتاب۔ جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام۔ مذہبی' تاریخی' روحانی مقامات

مصنف۔ ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

صفحات۔ ۶۰۸

قیمت۔ ۳۰۰ روپے

ملنے کا پتہ۔ یاسر اکیڈمی بالمقابل کچہری عدالت مین کچہری روڈ گجرات۔

آڈٹ بیورو آف سرکولیشن حکومت پاکستان
سے باقاعدہ تصدیق شدہ
ہفت روزہ
صدائے عوام
خان پور ضلع رحیم یار خان
چیف ایڈیٹر
سید مسعود احمد نقوی
ایڈیٹر: فردوس احمد نقوی

جلد نمبر 30 / 7 مئی 1999ء بروز جمعہ / شمارہ نمبر 14

marfat.com

[illegible] جنوبی پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں [illegible] مصنف [illegible] کھوکھر [illegible] قیمت 300 روپے۔ ناشر [illegible] کچہری روڈ گجرات [illegible] 27645

کتابیں تو بہت سارے لوگ لکھتے ہیں۔ دیکھا کوئی

بہت مصنف خال خال ہی نظر آتا ہے جو کتاب لکھنے کا ارادہ کرے اور خود ہی رخت سفر باندھ لے۔ نہ اپنے گھر کی پرواہ نہ راستے کی صعوبتوں اور تکالیف کا اندازہ، بس دل میں ایک ہی دھن، ایک ہی آرزو، ایک ہی تمنا لیے نگر نگر کی سیر کرے۔ پہلے خود ہر مقام دیکھے، تحقیق کرے پھر خامہ فرسائی کرے۔ یہ بڑی بات ہے ایم زماں کھوکھر اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر کتابوں کو ترتیب دے رہے ہیں اس کے لیے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

زیر نظر کتاب ان کی پانچویں کاوش ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں انھوں نے کوئی جگہ ایسی نہیں چھوڑی جہاں حاضری نہ دی ہو، وہاں کی تصویر نہ لی ہو اور تحقیق کے ساتھ نہ لکھا ہو۔ انھوں نے اولیائے کرام لاہور کے قدیمی تاریخی مقامات کی تفصیل مع تصاویر بیان کی ہے۔ علاوہ ازیں بے شمار اولیائے اکرام کے بارے میں برسوں کی تحقیق کے بعد انھوں نے اس کتاب کو انتہائی محنت سے ترتیب دیا ہے۔

مسلسل اشاعت کا ۳۱واں سال

اردو ڈائجسٹ

جولائی ۲۰۰۱ء جلد ۴۱، شمارہ ۷

جنوبی پنجاب، سندھ وبلوچستان میں اولیاء کرام

(قدیمی تاریخی مقامات)

مصنف: ایم زمان کھوکھر (ایڈووکیٹ)

ناشر: [illegible] اکیڈمی گلی بالمقابل سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات

صفحات: 608

قیمت: 300 روپے

ایم زمان کھوکھر تاریخی مقامات پر تحقیق کے حوالے سے معروف ہیں۔ ان کی زیر تبصرہ کتاب اس حوالے سے خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب میں قدیم لاہور کے [illegible] تاریخی مقامات کی تفصیل، شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، قصور، اوکاڑہ، دیپالپور، چونیاں، پاکپتن، ساہیوال، جھنگ، فیصل آباد کے علاوہ سرزمین ملتان کی ہزاروں سالہ تاریخ اور ملتان میں مدفون اولیاء کرام کے بارے میں معلومات۔ ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، چولستان اور سوا لاکھ اولیاء کرام کی سرزمین اچ شریف کی تفصیل، ہڑپہ اور [illegible] قدیم شہر [illegible] کے بارے میں معلومات۔ دریائے سندھ، جہلم، [illegible] ستلج، بیاس، راوی، ہاکڑہ کے کنارہ تباہ شدہ [illegible] تاریخ۔ رحیم یار خان کے [illegible] نواح میں قدیمی مقامات۔ صوبہ سندھ میں حیدر آباد، کراچی، سیہون شریف [illegible] موہنجوداڑو کی تاریخ۔ حضرت [illegible] حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت سلطان باہو، حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی، حضرت لعل شہباز قلندر، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت میاں میر، حضرت شاہ محمد سلیمان، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت پچل سرمست، حضرت عبداللہ شاہ غازی، حضرت عبداللہ شاہ اصحابی، منگھوپیر اور دیگر اولیاء کرام کے حالات زندگی، ان کی کرامات، قدیمی تاریخی مقامات کی تفصیل اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں۔

ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کراچی

اگست ۱۹۹۹ء

marfat.com

daily nawa-i-waqt lahore

DAILY
NAWA-I-WAQT
LAHORE

روزنامہ نوائے وقت لاہور

بانی حمید نظامی مرحوم — ایڈیٹر مجید نظامی

لاہور کراچی / راولپنڈی / اسلام آباد اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

بدھ 29 ربیع الاول 1421ھ 3 جولائی 2000ء 19 ہاڑ 2057 ب

ایم زمان کھوکھر کی کتاب "اولیائے ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی" شائع ہو گئی

گجرات (نامہ نگار) گجرات کے معروف قانون دان ادیب صحافی محقق ایم زمان کھوکھر کی تحریر کردہ چھٹی کتاب "اولیائے ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی" شائع ہو گئی ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں اولیائے کرام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، حضرت نجیب اللہ متوکل، حضرت شاہ شرف الدین بو علی شاہ قلندر، حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر اولیاء، حضرت شاہ کمال قادر بخشی اور دیگر اولیائے کرام کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ مسلمان بادشاہوں سلطان شمس الدین التمش، رضیہ سلطانہ، سلطان ناصر الدین، محمود شاہ، سلطان غیاث الدین، جلال الدین فیروز شاہ خلجی، سلطان علاؤ الدین خلجی، سلطان بہلول لودھی، سلطان فیروز شاہ تغلق، سلطان سکندر لودھی، شہنشاہ ہند اکبر اعظم، شیر شاہ سوری، شہاب الدین محمد شاہ جہان، محی الدین اورنگزیب عالمگیر، سلطان فتح علی ٹیپو اور دیگر بادشاہوں کا ذکر ان کے کارناموں اور ان کی تعمیر کردہ تاریخی روحانی عمارتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تیسرا حصہ دارالحکومت دہلی اور عہد سلاطین مغلیہ دور کی تعمیر کردہ عمارتوں دہلی کے چودہ دروازے، گندھک باؤلی قلعہ قدم شریف ترکمان گیٹ، دہلی کا لال قلعہ، فیروز شاہ کوٹلہ، تاج محل، قلعہ آگرہ، پنج محل فتح پور سیکری، گوردوارہ سیس گنج اور دیگر عمارتوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کے ہر صفحے پر روحانی قدیمی تاریخی مقامات کی تصویریں ہیں۔ کتاب کی تکمیل کے لئے ایم زمان کھوکھر نے چار بار ہندوستان کا سفر کیا۔ کتاب میں سولہ روحانی تاریخی عمارتوں، حضرت غریب نواز معین الدین چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر، قطب مینار، پرانا قلعہ، مقبرہ ہمایوں، قلعہ آگرہ، تاج محل آگرہ، لال قلعہ دہلی، جامع مسجد دہلی، مقبرہ صفدر جنگ دہلی، ہندوستان میں سب سے پہلی مسجد قوت الاسلام دہلی کی رنگین تصویریں ہیں۔

★★★★★★

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامہ سے زیادہ

THE DAILY JANG LAHORE ★★★

روزنامہ جنگ لاہور

رجسٹرڈ سی پی ایل 219

فون 6367480-83

بانی میر خلیل الرحمٰن

صفحات 16 قیمت 6 روپے

جلد 21 — جمعہ 25 ذیقعد 1420ھ 3 مارچ 2000ء 19 پھاگن 2056 ب — شمارہ 142

جریدۂ ادب

اولیائے ہند اور مسلمانوں کی عظمت کے نشان

معروف ادیب ایم زمان کھوکھر نے دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی بڑے موثر انداز میں اولیائے ہند اور مسلمانوں کی عظمت کے نشان کے نام سے قلمبند کی ہے۔ اس مجلے میں ہندوستان میں قدیمی روحانی مقامات کے علاوہ مسلمان حکمرانوں کی تعمیر کردہ عمارات کا بھی تذکرہ ہے یہ مجلہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔

marfat.com

گوشۂ کتب

اولیائے ہند اور مسلمانوں کی عظمت کے نشان

مصنف ایم زمان کھوکھر (ایڈووکیٹ)
ناشر یاسر اکیڈمی۔ بالمقابل سیشن کورٹ، کچہری روڈ، گجرات
صفحات 800
قیمت 300 روپے

ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیری، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت شرف الدین بو علی شاہ قلندر، حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت شیخ سلیم چشتی، اور دوسرے اولیاء کرام کے حالات زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ اللہ کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کی وجہ سے ہی یہاں اسلام کو سربلندی حاصل ہوئی۔ ہندوستان میں اسلام کے روحانی تشخص کی جانب لوگوں کی رہنمائی کرنے میں جو کام صوفیائے کرام اور اولیاء عظام نے سرانجام دیا اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہ انہی کی کوششیں تھیں کہ لاکھوں بندے بطیب خاطر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

ایم زمان کھوکھر نے اولیاء اللہ کے مختصر حالات زندگی، ان کے مزارات مقدسہ کی تصاویر و تفصیل نیز مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی یادگار دہلی کی تاریخی تصاویر کو زیر تبصرہ کتاب میں جمع کر کے ہمارے خیال میں خود کو بھی تاریخ کا حصہ بنا دیا ہے۔ کھوکھر صاحب کا انداز تحقیق خاصا منفرد اور جداگانہ ہے۔ آپ نے تمام تاریخی مقامات کا بذات خود سفر کیا اور ان مقامات پر پہنچ کر معلومات جمع کیں۔ زیر نظر کتاب کے پیش الفاظ میں ایم زمان کھوکھر تحریر کرتے ہیں:

"میری خواہش تھی کہ مجھے پورے ہندوستان کا ویزہ مل جاتا تاکہ برصغیر کے تمام قدیمی، تاریخی اور روحانی مقامات کی تفصیل آپ کے سامنے پیش کر سکتا۔ لیکن حکومت ہند نے صرف چند شہروں کے ویزے دیئے۔ ان شہروں میں قدیمی تاریخی روحانی مقامات کی تفصیل جو ل

نئی کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے صرف دہلی کے مطالعہ کے لئے دن یا ہفتے نہیں بلکہ کئی ماہ چاہئیں۔ گذشتہ ادوار کی تہذیبیں وسیع و عریض علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کے درمیان کئی میلوں کا فاصلہ ہے۔ ان تک پہنچنے کے لئے اچھا خاصا وقت اور سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ نئی نسل ان قدیمی تاریخی روحانی مقامات کے بارے میں بہت کم معلومات رکھتی ہے صرف مشہور مقامات تک پہنچنا آسان ہے۔ یہ کتاب اولیائے ہند یعنی ان بزرگ ہستیوں کے بارے میں ہے جنہوں نے ہندوستان میں رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کیں جن کے فیضان سے اس خطہ میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے بارے میں لکھتا ہی جاؤں لیکن کتاب کے ضخیم ہونے کے پیش نظر اختصار سے کام لیا گیا۔ میں نے بیشتر اولیائے کرام کے آستانوں پر حاضری دے کر معلومات اور مزارات کے فوٹو حاصل کیے۔ اس وقت ہندوستان میں تیس کروڑ کے لگ بھگ مسلمان ہیں۔ پاکستان میں تیرہ کروڑ، بنگلہ دیش میں سترہ کروڑ، کشمیر میں سوا کروڑ یعنی اس خطہ کے اکسٹھ کروڑ انسان صرف اولیائے کرام کے فیضان سے ہی دائرہ اسلام میں شامل ہیں"۔

ایم زمان کھوکھر کے بارے میں اسلم راہی نے تحریر کیا ہے کہ "یہ نہ کوئی سرمایہ دار ہیں اور نہ ہی ان کی آمدنی کے وسیع ذرائع ہیں اس کے باوجود بے بضاعتی میں بھی یہ کام مختصر سرمایہ سے انجام دیئے چلے جا رہے ہیں"۔ ہمارے خیال میں ایم زمان کھوکھر نے انتھک محنت اور مسلسل جدوجہد سے جس قدر تحقیقی سرمایہ اپنی کتابوں کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے بین الاقوامی معیار طباعت کو مد نظر رکھ کر شائع کیا جائے۔

ایم زمان کھوکھر کی کتاب شائع ہوگئی

گجرات (نمائندہ دین) گجرات کے معروف قانون دان، ادیب صحافی محقق ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ چھٹی "اولیائے ہند۔ مسلمانوں کی عظمت کے نشان دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی" شائع ہوگئی ہے۔ یہ تاریخی دلچسپ و معلوماتی کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے جس میں برصغیر پاک و ہند میں اشاعت اسلام و فروغ دین کے لئے خدمات سرانجام دینے والے مسلمان حکمرانوں، اولیاء کرام اور مسلم فاتحین سے متعلق معلومات بمعہ تصاویر فراہم کی گئی ہے۔

Daily DIN Lahore

بدھ یکم مارچ 2000ء، 23 ذیقعد 1420ھ، 17 پھاگن 2056 ب صفحات 12 قیمت 6 روپے

marfat.com

اولیائے ہند اور مسلمانوں
کی عظمت کے نشان

مصنف: ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ
ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات
ضخامت: 600 صفحات
قیمت: =/350 روپے

زیر تبصرہ کتاب ایم زمان کھوکھر کی تاریخی تصانیف کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ پیشتر ازیں موصوف نے بہت تاریخی کتابیں لکھی ہیں جو بہت پسند کی گئیں بعض میں گجرات تاریخ کے آئین میں گندھارا تہذیب تصویر کے آئینے میں 'خطہ یونان گجرات' سیالکوٹ سے خیبر تک کے نام قابل ذکر ہیں۔

کتاب 600 صفحات کے 3 حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں اولیائے کرام کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ دوسرے حصے میں مسلمانوں کی عظمت کے نشانات کی پردہ کشائی کی گئی ہے۔ تیسرے حصے میں دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی بیان کی گئی ہے۔ اس کتاب میں مسلمانوں کے عہد حکومت میں تعمیر ہونیوالی تاریخی عمارات' مساجد' روحانی مقامات اور صاحبان اقتدار کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

NAWA I WAQT
نوائے وقت
سنڈے میگزین 19
29 اکتوبر 2000ء

فیصل 22 تا 28 اکتوبر 2000ء

نام کتاب: اولیائے ہند' مسلمان کی عظمت کے نشان' دہلی کی کہانی تصاویر کی زبانی

مصنف: ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

قیمت: 350 روپے

ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ' کچہری روڈ۔ گجرات

تحقیق ایک مشکل فن ہے یہی وجہ ہے کہ اب محققین کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے۔ گجرات کے ایم زمان کھوکھر نے اس سنگلاخ راستے کا انتخاب کیا تو تحقیق کا حق بھی ادا کر دیا۔ وہ اب تک گجرات کی تاریخ' تو گڑے مزارات' گندھارا تہذیب اور ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک موجود تاریخی عمارات' مزارات و مقابر اور اہم آثار پر گرانقدر تصنیفات تخلیق کر چکے ہیں جنہیں بلاشبہ قابل قدر و قابل ستائش کوشش قرار دیا جا سکتا ہے۔ اب کھوکھر صاحب نے آگرہ' اجمیر' دہلی' کلیر' پانی پت اور بھارت کے دوسرے شہروں میں موجود مسلمانوں کی یادگاروں اور اولیاء کرام کے مزارات کے متعلق ایک معلوماتی کتاب تحریر کی ہے۔ تحریروں کو موثر اور بامعنی بنانے کے لئے تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں جن کی عکاسی بھی خود ایم زمان کھوکھر نے کی ہے۔ حسب سابق انہوں نے اپنی تصنیف کو عام فہم' سادہ اور بامعنی بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے جس میں وہ کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ یہ کتاب اہل علم' عام قارئین' تاریخ کے طلبا اور بزرگان دین کے عقیدت مندوں کے لئے ایک خوبصورت تحفہ ہے۔

تبصرہ کتب

حجاز مقدس کا روحانی سفر

مصنف — ایم زمان کھوکھر
صفحات — 600
ہدیہ — -/300 روپے
ملنے کا پتہ — یاسر اکیڈمی۔ بالمقابل سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات۔

محترم ایم زمان کھوکھر کا نام حکایت کے قارئین کے لئے کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ موصوف کی علمی و تحقیقی کتابوں سے سب واقف ہیں۔ یوں تو موصوف ایک ماہر قانون دان ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک کہنہ مشق قلمکار بھی ہیں۔

زیر نظر کتاب ان کی ساتویں کاوش ہے اور اس کے بعد ان کی گیارہ کتابیں زیر طبع ہیں۔ زیر نظر کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ روحانی سفر کی تفصیل اور مشاہدات، قدیمی، اتاریخی، روحانی مقامات کی تفصیل اور حج، عمرہ ادا کرنے کا طریقہ اور مناسک حج کی دعائیں۔ اس موضوع پر اس قدر مفصل کتاب شاید ہی کہیں دستیاب ہو۔ ہمیشہ کی طرح ایم زمان صاحب نے اس کتاب کی تیاری کے لئے بھی بڑی دیوانگی اور عرق ریزی سے کام کیا ہے۔ اس میں رنگین اور بلیک اینڈ وہائیٹ تصاویر نے کتاب کی اہمیت کو اور بڑھا دیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ جابجا نقشوں کے ذریعے راہنمائی کی گئی ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصنف نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

بانی: عنایت اللہ
حکایت
جلد 30، مئی 2001، شمارہ 9

"حجاز مقدس کا روحانی سفر"

گجرات میں مقیم معروف ادیب اور قانون دان حاجی ایم زمان کھوکھر کا سفرنامہ "حجاز مقدس کا روحانی سفر" گجرات سے شائع ہو گیا ہے۔ اس کتاب میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جدہ کے قدیمی تاریخی روحانی مقامات کا تذکرہ شامل ہے۔

روزنامہ جنگ لاہور (7) 27 اپریل 2001

Book published

The sixth book of the renowned writer and journalist M Zaman Khokhar Advocate, *Aulia-i-Hind Aur Muslamanon Ke Azmat Kay Nishan* is published in which the writer has focused on the Muslim regimes in Hind.

The book also contains dozens of pictures for the interest of the readers.

The book will be helpful for journalists and especially for the students of history.

The Nation

THURSDAY, MARCH 9, 2000

marfat.com

[illegible] حج کی تاریخ و جغرافیہ

[illegible] حجاز مقدس [illegible]
[illegible] ایڈووکیٹ
[illegible] پبلی کیشنز [illegible]
[illegible] تبصرہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک کتابی صورت میں سفر نامہ لکھنے سے گریز کیا۔

لیکن میں نے جب کتاب کو پڑھنا شروع کیا تو [illegible] ہوتے چلے گئے۔ میں نے اس [illegible] کو نہایت مفید اور کارآمد پایا۔ اگرچہ وہاں موجود [illegible] مقامات "قابل دید بلکہ قابل حاضری جگہوں" کے [illegible] مناسک حج کی ادائیگی "عمرہ اور حج کے طریقے" بیان [illegible] رہنما کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ جو بلاشبہ اپنی اپنی [illegible] خوب ہیں لیکن ایم زمان کھوکھر نے یہ کام جس انداز میں [illegible]

[illegible] تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں [illegible] تفصیل، مشاہدات [illegible] حصہ میں قدیم [illegible] روحانی مقامات کی تفصیل [illegible] تیسرے حصہ میں [illegible] کا طریقہ اور مناسک حج کی دعائیں دی گئی [illegible] دوسرے حصہ میں بعض ایسی باتیں بھی بیان [illegible] تعلق رکھتی ہیں لیکن یہ بے حد [illegible] علم ہوتا ہے کہ پاکستان سے جو [illegible] نہیں جاتے ہیں انہیں کن باتوں کا [illegible] بتائی چاہئے۔ [illegible] بعض واقعات سے اپنی [illegible] ایک بڑی ہی ضروری بات [illegible]

باعث ان حجاج کو شدید پریشانیوں اور تکالیف سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے اور وہ اپنے رفقاء حجاج کے لئے بھی پریشانی کا موجب بنتے ہیں۔

کتاب کے دوسرے حصہ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اپنے اپنے قدیم روحانی مقامات اور مساجد کا [illegible] جن کا کم لوگوں کو علم ہوتا ہے۔ خود مجھے بھی بہت سے مقامات کا اس کتاب کے مطالعہ سے علم ہوا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر و توسیع کی تاریخ بھی عمدگی اور دلچسپ انداز میں بیان کی گئی ہے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور ان کے گرد و نواح کی مساجد کا [illegible] بھی ایمان تازہ کرتا ہے۔ منیٰ کے میدان، میدان عرفات اور مزدلفہ میں قیام کا نقشہ بھی اس طرح کھینچا گیا ہے کہ پڑھنے والا خود کو ان مقامات پر موجود محسوس کرنے لگتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کے خاندان کے مکانات کا بھی ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے اور مجبوروں کے اوقات کا تذکرہ بھی پُر از معلومات ہے۔

کتاب میں درجنوں تصاویر، نقشے اور خاکے [illegible] گئے ہیں جن کی مدد سے بعض اہم مقامات کا مکمل [illegible] آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ یہ تمام تصاویر مصنف نے [illegible] بنائی ہیں۔ کتاب کا بڑا حصہ بلاشبہ [illegible] کتاب [illegible] نے قیام کے دوران قلمی گئی ہے۔ مصنف نے یہ دلچسپ بات بھی بیان کی ہے کہ انہوں نے کتاب کاغذ کے بجائے ٹشو پیپرز پر تحریر کی کیونکہ مکہ مکرمہ میں کاغذ مہنگا تھا مگر ہوٹل سے کھانا خرید کر اپنی رہائش گاہ پر لے جانے والوں کو درجن بھر ٹشو پیپرز مفت فراہم کئے جاتے تھے۔ مصنف کی کتاب کو دیکھ کر یہ جان کر کہ کتاب مکہ مکرمہ میں تحریر کی گئی ہے، پہلے محسوس ہوا کہ زمان صاحب عبادات کے بجائے کتاب لکھنے میں ہی مصروف رہے لیکن انہوں نے یہ لکھ کر گویا قاری کی تشفی کر دی ہے کہ "عبادات کے بعد جو وقت بچتا اس میں کتاب تحریر کرتا" اللہ کرے زور قلم اور زیادہ! حاجی ایم زمان کھوکھر کی یہ کتاب سفرِ حج کی روداد سے زیادہ "حج کی تاریخ و جغرافیہ" ہے۔ بلاشبہ اس کتاب کے مطالعہ سے ذہن روشن، قلب منور اور روح بالیدگی محسوس کرتی ہے۔ تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت مناسب ہے۔ حج پر جانے کے خواہش مندوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے اور وزارت حج کو بھی اس کتاب میں دی گئی تجاویز سے استفادہ کرنا چاہئے۔

ہفت روزہ زندگی لاہور
22 تا 28 اپریل 2001ء
جلد: 20 شمارہ: 46

حجاز مقدس کا روحانی سفر

مصنف: ایم زمان کھوکھر

سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے کہ اس سے انسان بہت کچھ سیکھتا ہے جبکہ حجاز مقدس کا سفر کرنا ہر مسلمان کے لئے باعث سعادت ہوتا ہے۔ اس سفر سے واپسی پر مسلمان اپنے تجربات اور احوال ذوق و شوق سے اپنے ملنے جلنے والوں کو سناتے ہیں مگر احوال کو اس انداز میں بیان کرنا کہ ہر شخص اس سے بخوبی مستفید ہو سکے ایک لکھاری کا ہی کام ہے اور اس کام کو کتاب زیر نظر کے مصنف نے احسن طریقے سے انجام دیا ہے۔ وہ گجرات کے قانون دان اور اہل قلم بھی ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ارض مقدس کی بھرپور سیر کی ہے اور وہ مقامات بھی، جن کے بارے میں قرآن حکیم نے نشاندہی کی [illegible] یہاں نافرمان اقوام رہتی تھیں۔ اور انہیں بعد میں آنے والوں کے لئے نشان عبرت بنا دیا گیا۔ وہ ان دیکھے مسجدوں کے کئی نافرمان قوموں کا [illegible] جب رسول ﷺ کے جدے سے سرشار ہو [illegible] کتاب پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف کی تمنا ہے کہ حاضر کے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔

600 صفحات پر مشتمل یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ روحانی سفر کی تفصیل اور مشاہدات، دوسرا قدیم تاریخی اور روحانی مقامات کی تفصیل اور تیسرا حج ادا کرنے کا طریقہ اور مناسک حج کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔ پہلی مرتبہ حجاز مقدس جانے والوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ خاصا مفید ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں کئی نایاب تصاویر اور نقشے بھی شائع کئے گئے ہیں۔ کتاب کا ٹائٹل خوبصورت اور جلد پختہ ہے۔ کاغذ سفید ہے اور 300 روپے میں ضیاء اکیڈمی کچہری روڈ گجرات سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

جلد 11، شمارہ 24، 18 تا 24 جون 2001ء

marfat.com

نام کتاب ''حجاز مقدس کا روحانی سفر''

مصنف حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

صفحات 600 قیمت 300 روپے

ناشر یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ کچہری روڈ، گجرات

زیر تبصرہ کتاب "حجاز مقدس کا روحانی سفر" مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ کے قدیمی تاریخی و روحانی مقامات پر مشتمل مصنف حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی سلسلہ وار ساتویں اشاعت ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ روحانی سفر کی تفصیل اور مشاہدات، دوسرا حصہ قدیمی، تاریخی، روحانی مقامات کی تفصیل، تیسرا حصہ حج، عمرہ ادا کرنے کا طریقہ اور مناسک حج کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔ مصنف حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نامور قانون داں اور ممتاز اہل قلم ہیں جنہوں نے اپنی قانونی مصروفیات کے باوجود بڑی محنت اور کاوش سے چھ تحقیقی کتابیں مرتب کی ہیں۔

مصنف نے مارچ ۲۰۰۰ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور حجاز مقدس کے تاریخی مقامات کی زیارتیں بھی کیں اور اپنے اس مبارک سفر کو خود نوشت داستان میں بدل کر قارئین کیلئے ایک شاندار کتاب شائع کی جس میں مقدس مقامات کی تصاویر بمعہ تعارف، تاریخی پس منظر و دیگر معلومات بھی درج ہیں۔

سفید کاغذ، عمدہ طباعت، شاندار رنگین ٹائیٹل مضبوط جلد بڑی دلکش ہے۔ کتاب کے شروع میں آرٹ پیپر پر اہم تاریخی مقدس مقامات کی رنگین تصاویر کتاب کی دلکشی میں مزید اضافہ کر رہی ہیں۔

کتاب کے صفحہ آخر پر مصنف کی تصویر بمعہ شائع شدہ کتب کے سرورق کی جھلکیاں موجود ہیں۔ بلاشبہ مصنف کی محنت اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عاشقان رسولؐ، اہل علم و تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے جس میں سرزمین عرب کے بارے مکمل معلومات فراہم کی گئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی محنت کو قبول فرمائے۔

مسلسل اشاعت کا گیارھواں سال

اسلامی تصوف کا ترجمان اوکاڑہ پاکستان

ماہنامہ الملنگیہ

سلسلہ چشتیہ ملنگیہ کا روحانی و علمی جریدہ

رجسٹرڈ نمبر C.P.L. 290

جولائی، اگست ۲۰۰۱ء شمارہ نمبر ۳

کتاب: حجاز مقدس کا روحانی سفر، مصنف: حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ، ہدیہ: 300 روپے، ملنے کا پتہ: یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی سیشن کورٹ، کچہری روڈ، گجرات

حاجی ایم زمان کھوکھر کو پچھلے سال حج بیت اللہ کا موقع ملا۔ روضہ رسول ﷺ کے قریب بیٹھے تھے ایک نورانی شخصیت نے کان میں فرمایا کہ تم پاک و ہند کے نیک بندوں پر بہت کچھ لکھ آئے ہو، یہاں حجاز مقدس میں قدیمی، تاریخی، روحانی مقامات بے دردی سے مٹائے جا رہے ہیں انہیں ایک کتاب میں محفوظ کرو۔ کھوکھر صاحب نے ایک کیمرہ خریدا اور ٹشو پیپر لے کر ان پر اپنے مشاہدات تحریر کرنے شروع کر دیے۔ ایک دن معلومات حاصل کر کے تصاویر بناتے اور دوسرے دن قلمبند کر لیتے۔ یہ کتاب مکہ مکرمہ میں تحریر ہوئی۔ کھوکھر صاحب اس سے پہلے پاک و ہند کے بزرگان دین پر چھ کتابیں تحریر کر چکے ہیں۔

سرزمین عرب کے بارے میں یہ ایک دلچسپ معلوماتی کتاب ہے۔ اس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ کے قدیمی، تاریخی اور روحانی مقامات کا ذکر ہے۔ کتاب کے اوائل میں رنگین تصاویر ہیں۔ خانہ کعبہ، مسجد نبویؐ، حضورؐ کی جائے پیدائش، مدینہ منورہ کی مساجد کی تصاویر دیکھ کر دل تڑپ اٹھتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ حجاج کرام اس کتاب کا مطالعہ کریں تو ان کے مقدس سفر میں بے شمار آسانیاں ہو سکتی ہیں۔

مئی ۲۰۰۱ء

مسلسل اشاعت کا ۴۱واں سال

اردو ڈائجسٹ

جلد ۴۱، شمارہ ۵

صفر ۱۴۲۱ھ

marfat.com

حجاز مقدس کا روحانی سفر پر ایک نظر

ایم زمان کھوکھر گجرات کے علمی و ادبی حلقوں میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں پیشے کے لحاظ سے وکیل ہیں لیکن ساتھ ساتھ قلم کے ذریعے تاریخ پر تاریخی اور نادر موضوعات پر بھی انہوں نے تحریریں لکھ کر تاریخ کے طالب علموں کے لئے نشان راہ اور نشان منزل کا مشکل اور کٹھن در بھی وا کر رہے ہیں زیر نظر کتاب حجاز مقدس کا سفر بھی۔۔ ان کی انہیں کاوشوں کی ایک معجز کڑی ہے یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ۔۔ روحانی سفر کی تفصیل اور مشاہدات

دوسرا حصہ۔ قدیمی تاریخی روحانی مقامات کی تفصیل

تیسرا حصہ۔ حج عمرہ ادا کرنے کا طریقہ اور مناسک حج کی دعائیں۔

کتاب کا سرورق نہایت دلنشین پرکشش اور روحانی کیفیت کا سبب بنتا ہے سرورق پر خانہ کعبہ روضہ رسول مسجد نبوی مسجد ابوبکر صدیق مدینہ منورہ مسجد حضرت عمر خطاب مدینہ منورہ مسجد حضرت علی مدینہ منورہ کی تصاویر روحانی بالیدگی اور سکون کا سبب بنتی ہیں ٹائٹل ایم اے ربانی کا بنایا ہوا ہے اللہ تعالی انہیں بھی اس کار خیر میں حصہ ڈالنے پر اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

کتاب مذکور کے چیدہ چیدہ عنوانات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں مثلاً مختلف ادوار میں خانہ کعبہ کی تعمیر اور تاریخی پس منظر مسجد نبوی کی تعمیر اور توسیع مسجد نبوی کی تعمیر حضور پاک کے روضہ جالی کا منظر، روضہ رسولؐ میں نقب زنی کی ناپاک جسارت مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد مدینہ منورہ کے تاریخی شہداء اور ستر ہزار اولیائے کرام کی قبور مبارک کا ذکر خیر۔ ان کے علاوہ حجاج کرام کے لئے نہایت معقول اور مفید تجاویز پیش کی ہیں جن کی روشنی میں وہ اس اہم فریضہ کو صحیح دینی اور روحانی جذبہ کے تحت ادا کر سکتے ہیں اس کتاب کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ایم زمان کھوکھر

میں 70 انبیاء کے مزارات مکہ مکرمہ کا تاریخی قبرستان جنت المعلی جبل ثور جبل رحمت غار حرا غسل کعبہ کا آنکھوں دیکھا حال آب زم زم صحت بخش پانی مکہ مکرمہ کی وجہ تسمیہ نہر زبیدہ کی کہانی مکہ مکرمہ کے تاریخی پہاڑ جدہ میں اماں حوا کا مزار گنبد خضریٰ کی تعمیر مسجد

کا مطالعہ وسیع اور ان کی لائبریری کثیر الانواع موضوعات سے بھری پڑی ہے یہ جان جوکھوں کا کام انہوں نے اپنے خون جگر سے مکمل کیا ہے اور بے شمار کتب اور لائبریریوں سے استفادہ کیا ہے جن چیدہ چیدہ بکتب کا مطالعہ اس کتاب کی تیاری میں ممد و معاون ثابت ہوا ان کا ذکر نہ کرنا بخیلی اور بے انصافی کے زمرہ میں آتا ہے مصنف

صدائے گجرات

طارق بشیر

مذکور نے اس کتاب کی تیاری کے لئے انوار حرمین اے اللہ میں حاضر ہوں کتاب اج

اور عمرہ، رہبر حاج، ہدایات و معلومات برائے حج سفر سعادت انوار المعالی رسول نمبر جلد اول و دوم سیارہ ڈائجسٹ حکیم الامت کے سفرنامے ہم گنہگار تیسرے، غزوہ بدر از غلام محمد احمد باشمیل لبیک از ممتاز مفتی، اقبال

گیلانی کی حج و عمرہ کے مسائل انسائیکلو پیڈیا فیروز سنز لاہور اور دیگر درجنوں اخبارات رسائل اور میگزین کا تفصیلی عمیق مطالعہ کیا ہے کھوکھر صاحب کی سات کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو کہ زیادہ تر تحقیق اور تاریخ پر مشتمل ہیں اور بارہ کے قریب زیر طبع ہیں یہ کتاب نہ صرف مسلمانوں کیلئے اور دیگر مذاہب کے پیروکار بھی اس سے کماحقہ استفادہ کر سکتے ہیں عمرہ و حج کی سعادت حاصل کرنے والے خوش نصیب اس کتاب سے مکمل راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ دوران سفر مصنف کو جن ناخوشگوار حالات و واقعات سے واسطہ پڑا ہے انہوں نے بڑے مدلل اور احسن طریقہ سے ان کا ازالہ کی تجاویز بھی دی ہیں یہ کتاب گھر کے ہر فرد کے لئے ایک تاریخی دینی تحفہ ہے طالبعلموں لائبریریوں اور تعلیمی اداروں کے لئے ہدیہ میں خصوصی رعایت رکھی گئی ہے اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے فون نمبر 27645 یا یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات پر رابطہ کیا جا سکتا ہے کتاب مذکور کا ہدیہ 300 روپے ہے جو کہ مواد اور معلومات کے حساب سے کچھ زیادہ نہیں۔

روزنامہ جذبہ JAZBA
گجرات فون 533697-534696 فیکس 0433-513286
جمعہ 9 اگست 2002ء
میگزین ایڈیٹر۔ غفور اسلم

گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں

تحریر: محمد ارشد نور بھٹی، سرگودھا روڈ گجرات

حال ہی میں حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی نئی کتاب گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں منظر عام پر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو کتابیں ان کی منظر عام پر آئی ہیں ان کا ذکر یہاں کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔

نمبر 1: گجرات تصاویر کے آئینے میں۔
نمبر 2: گجرات تاریخ کے آئینے میں۔
نمبر 3: پاکستان میں محبوبان خدا کے نورانی مزار، گندھارا تہذیب تصاویر کے آئینے میں۔
نمبر 4: سیالکوٹ سے خیبر تک۔
نمبر 5: جنوبی پنجاب، سندھ، بلوچستان میں اولیاء کرام
نمبر 6: اولیائے ہند مسلمانوں کی عظمت کے نشان۔
نمبر 7: حجاز مقدس کا روحانی سفر
نمبر 8: گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں ان کی سلسلہ وار آٹھویں اشاعت ہے۔

میرا اور زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کا تعلق تقریباً 32 سال سے ہے اور راقم کو گجرات کے ادبی حلقوں میں متعارف کرانے کا سہرا بھی حاجی محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کے سر پر ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک دفعہ حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ نے مجھ سے کہا تھا کہ بھٹی صاحب اپنے علم کو مت چھپا کر رکھیں بلکہ جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں ان سے استفادہ حاصل کریں تاکہ آپ کی بھی کوئی جان پہچان ہو۔ اسی روز سے ان کی یہ بات پلے باندھ رکھی ہے ہاں تو بات ان کی کتاب کے بارے میں ہو رہی تھی اس کتاب میں انہوں نے نامور شخصیتوں، صوفیائے کرام، اولیائے عظام، شاعروں، ادبی شخصیات، بنک افسروں کو جگہ دی ہے جنہوں نے نہ صرف یہ کہ انسانوں کی روحانی تشنگی کو سیراب کیا بلکہ وہ خدمات سرانجام دی ہیں جن سے لوگوں، لوگ علم کی روشنی سے مستفید ہوئے۔ ان لوگوں نے اپنی محنت اور لگن سے یہ مقام حاصل کیا۔ حاجی ایم زمان کھوکھر ایک ممتاز وکیل، نامور ادیب، ایک معروف صحافی اور ایک شہرت یافتہ محقق ہیں اس کتاب کو لکھتے وقت انہوں نے گجرات کے کھنڈروں، ٹیلوں، ندیوں، جنگلوں کے طوفانی دورے کئے۔ کبھی جیپ پر کبھی موٹر سائیکل پر، کبھی پیدل آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ایک عمدہ تحقیق کی منظر کشی کی ایسا کام سرانجام دینا ایک عام آدمی کی بات نہیں ایسا کام کچھ اس طرح کا مشکل ہے جیسے نارسائی کے سمندر کی تہہ سے بکھرے پتھروں کی اندر سے گوہر مقصود کے موتی نکالنا ہے۔ جناب ایم زمان کھوکھر نے یہ کام بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیا ہے اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت آپ کو محسوس ہوگا کہ ایم زمان کھوکھر نے ایسی محنت جستجو کی ہے گویا انہوں نے خندقوں، غاروں، اندھی گپھاؤں، پہاڑوں کی چٹانوں میں چھپے گوہر نکال کر آپ کے سامنے پیش کئے۔ ایسے مصنف اور محقق دوسروں کی آسودگی کا دکھ برداشت کرتے چلے جاتے ہیں اور تنہا مسافر کی طرح سفر کرتے ہوئے پڑھنے والوں کی تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگی کہ دریائے چناب، دریائے توی کی فضاؤں کو چومتا ہوا ایک روحانی قصبہ بڑیلا شریف سے کوئی بچہ نمودار ہوگا اور بڑا ہو کر پڑھنے والوں کے لئے داستانوں کے ڈھیر لگا دے گا۔ حاجی ایم زمان کھوکھر نے روشنی کا جو مینار کھڑا کیا ہے وہ اس نئے دور کو تاریکیوں سے باہر نکالنے کے لئے کافی ہے۔ خطہ گجرات صدیوں تک زمان کھوکھر کا ممنون رہے گا۔

روزنامہ جمہور زن گجرات (4) 24 دسمبر 2002ء

marfat.com

گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں

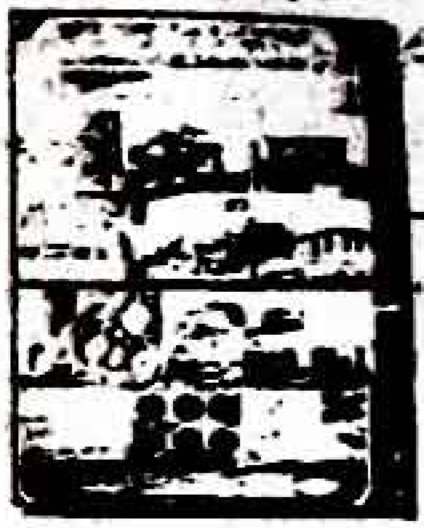

تحریر و تحقیق: حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

ناشر: وسیم اکیڈمی، بالمقابل سیشن کورٹ، کچہری روڈ، گجرات۔

صفحات: 616

قیمت: 300 روپے

حاجی ایم زمان کھوکھر کا نام اب کسی تعارف کا محتاج نہیں رہا۔ ملکی سطح پر ان کی تحقیق کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ ایم زمان کھوکھر اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اب تک جس قدر کام کیا ہے وہ ایک منظم ادارہ ہی کرسکتا ہے۔ اب تک وہ سات تحقیقی کتابیں تحریر کرچکے ہیں۔ یہ ان کی آٹھویں کتاب ہے۔ تحقیقی کام کے لئے انہوں نے محض روایات اور قدیم دستاویزات پر ہی توکل نہیں کیا بلکہ دشوار اور خطرات سے بھرپور سفر اختیار کئے اور اکثر جگہ تو موٹر سائیکل پر ہی جا پہنچے۔

اس کتاب میں ایم زمان کھوکھر نے اپنے علمی، تحقیقی سفر کے کچھ واقعات بھی تحریر کئے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں "ساون کی رت میں سانپ بل سے نکل کر پگڈنڈیوں، راستوں، سڑکوں، میدانی علاقہ میں آجاتے ہیں اور ساون کی ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہوتے ہیں یا بارش کے موسم میں دریا، ندی، نالوں میں سیلاب آجانے سے بارش کا پانی بلوں میں چلا جاتا ہے یا پھر جولائی، اگست کے مہینے میں حبس کی وجہ سے یہ زہریلا جانور بل میں نہیں گھستا بلکہ مینڈکوں، چوہوں کے شکار کی تلاش میں رہتا ہے۔ ایک مرتبہ رات گئے ہم واپس آرہے تھے خانقاہ حافظ محمد حیاتؒ دربار کے قریب سڑک کے درمیان ایک بہت بڑا سانپ پھن پھیلائے نظر آیا۔ راقم نے دور ہی موٹر سائیکل روک لی۔ بلند آواز میں کہا ہم نیک کام کے لئے نکلے ہیں اور نیکوکاروں کے حضور حاضری کے بعد واپس آرہے ہیں۔ ہمیں راستہ دے دو۔ اتنا کہنا ہی تھا کہ سانپ کہیں جھاڑیوں میں روپوش ہو گیا"۔

زیر تبصرہ کتاب میں دریائے توی کے قریب ڈالیہ میں حضرت سموائیل کا مزار، ٹانڈہ اور بڑیلہ شریف کے راستے میں نوگز لمبا مزار، قصبہ میں حضرت میرو شہیدؒ، ناڑیاں میں حضرت سخی شیر منور منجاری شہید کے مزارات، رانجھا کا بلند ترین تباہ شدہ شہر، حضرت الی خلفا، ملہو کھوکھر کے قریب حضرت موسیٰؑ کی اولاد حضرت سلمان کا مزار، حضرت بی بی پاک دامناں کا مزار..... سمیت 37 بزرگوں کے مزارات کا تذکرہ اور 34 تباہ شدہ بستیوں کے تحقیقی سفر کا احوال شامل ہے۔

حاجی ایم زمان کھوکھر جو کام کر رہے ہیں وہ آئندہ نسلوں کے لئے دستاویز ہے۔ ہمارے خیال میں اُن کے کام پر دستاویزی فلم بنائی جائے۔ اس طرح کا کام اگر مغرب میں کیا جاتا تو نجانے وہ لوگ اُسے کہاں سے کہاں پہنچا دیتے، ساری دنیا میں میڈیا کے ذریعے ایک شور مچ جاتا لیکن ہم شاید علم فراموش قوم ہیں اس لئے ہمارے ہاں ناچنے گانے والوں کو تو جلد پذیرائی مل جاتی ہے لیکن علم و تحقیق کے میدان میں نئی جہتیں دریافت کرنے والے لوگ اکثر گمنام ہی رہتے ہیں۔ یقیناً حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب کی ساری جدوجہد صرف اور صرف روحانی بزرگوں کی محبت کی بناء پر ہے اور وہ کسی ستائش اور صلے کی تمنا کئے بغیر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ معاشی ذمہ داریوں سے جو بھی وقت بچ جاتا ہے سارا کا سارا اس کام کے لئے وقف کر رہے ہیں۔ قیمتی وقت کے ساتھ ساتھ ظاہر ہے سرمایہ بھی صرف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً انہیں اس کا اجر دیں گے۔ روحانی بزرگوں سے نسبت ہی بڑا اجر ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے کے علم دوست افراد کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھیں اور حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب کے کام پر ڈاکومنٹری فلم بنا کر اسے ٹی وی پر پیش کریں۔ یعنی اُن کی تحقیق کو وہ پذیرائی دی جائے جو کہ اُس کا حق ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی ایم زمان کھوکھر کو صحت و تندرستی اور مالی فراوانی عطا کرے تاکہ اُن کا مشن جاری رہے اور وہ مزید نئی تحقیق سامنے لاتے رہیں۔

marfat.com

مظلوم کی آواز ــــــ بلیک میلنگ کی سیاہی سے پاک
روزنامہ DAILY "DAK" GUJRAT
ڈاک گجرات
چیف ایڈیٹر
یونس ساقی
سوموار 7 ربیع الاول 1423ھ 20 مئی 2002ء 7 جیٹھ 2058ب (CPL-494)
جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 260 قیمت 3 روپے فون: 523255-533955 فیکس: 512255

گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں زمان کھوکھر کی 8ویں کتاب

گوجروں، جاٹوں راجپوتوں کھوکھروں کی گوتیں بھی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں

چھ سو صفحات چار کلر رنگین دیدہ زیب ٹائٹل کتاب کی خوبصورتی بڑھاتے ہیں

تین حصوں پر مشتمل کتاب میں 150 کے قریب دلچسپ خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں

گجرات (پ ر) قانون دان ادیب صحافی محقق حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ آٹھویں کتاب گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں شائع ہوگئی ہے یہ کتاب تین حصوں روحانی شخصیات تباہ شدہ بستیاں میں ادبی شخصیات بھمبر آزاد کشمیر کے گردو نواح قدیمی تاریخی مقامات ایک سو پچاس کے قریب دلچسپ اور معلوماتی خطوط پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں صوفیائے کرام بزرگان دین بالخصوص آستانہ عالیہ بڑیلہ شریف کے علاوہ ضلع بھر کے صوفیائے کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے دوسرا حصہ میں آبی گزرگاہوں کے کنارے تباہ شدہ بستیاں جو قدرتی آفات یا حملہ آوروں کی وجہ سے صفحہ ہستی سے مٹ گئیں لیکن ان کے نشان باقی ہیں ان کھنڈرات سے ملنے والی اشیاء پر روشنی ڈالی گئی ہے تباہ شدہ بستیاں ضلع بھر میں پائی جاتی ہیں ان کے علاوہ گجرات کی ادبی شخصیات قومی اخبارات میں مصنف کے شائع ہونے والے مضامین کتاب میں شامل کیے گئے ہیں گوجروں جاٹوں راجپوتوں کھوکھروں کی گوتیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں قارئین کے ایک سو پچاس کے قریب خطوط تبصرے ہیں کتاب کا حصہ ہیں مشائخ گلس شریف کی دینی خدمات بیان کی گئی ہیں کتاب بڑے سائز کی چھ سو صفحات چار کلر رنگین دیدہ زیب ٹائٹل جس پر گجرات کی روحانی شخصیات کے مزار پر تباہ شدہ بستیاں کے فوٹو شامل کیے گئے ہیں۔

گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں

مصنف ـــــ حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

سائز ـــــ 7.50-10

قیمت ـــــ 300 روپے

ناشر ـــــ یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات

گجرات کے معروف وکیل حاجی ایم زمان کھوکھر بیک وقت صحافی، ادیب، دانشور اور محقق ہونے کے ساتھ ساتھ، گجرات سے شائع ہونے والے ہفت روز آئینہ کے مینجنگ ایڈیٹر بھی ہیں۔ اُن کی تحقیق پر مبنی تقریباً دس کتابیں مارکیٹ میں آچکی ہیں اور بارہ کے لگ بھگ زیر طبع ہیں۔ انہیں اس تحقیقی کام پر کئی ایوارڈ بھی مل چکے ہیں۔ جن میں نشان گجرات (ادبی ایوارڈ) سرفہرست ہے۔ زیر بحث کتاب گجرات کی روحانی شخصیات پر سلسلہ وار آٹھویں اشاعت ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے، جن میں پہلا گجرات کی روحانی شخصیات پر انتہائی معلوماتی اور تحقیقی کام ہے دوسرا حصہ اُن تباہ شدہ بستیوں پر مشتمل ہے۔ جو عذاب الٰہی یا خطوط شامل ہیں جنہوں نے تحقیقی کام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور تعریفی خطوط بھی شامل ہیں۔ کتاب کا سرورق رنگین تاریخی عمارات اور مزارات کی تصاویر سے مزین ہے۔ 616 صفحات کی اس کتاب میں مشاہیر کے تبصرے بھی شامل ہیں۔

ماہنامہ "جنت" فروری 2003ء

marfat.com

گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں

مصنف: حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ

صفحات: 616 قیمت: 300 روپیہ

ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ، کچہری روڈ۔ گجرات

زیر تبصرہ کتاب ''گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں'' مصنف حاجی محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی سلسلہ وار آٹھویں اشاعت ہے۔ اس میں انھوں نے گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیوں کو موضوع بنایا ہے اور پھر اس کی تفصیلی معلومات فراہم کی ہیں۔ مصنف حاجی ایم زمان کھوکھر صاحب نہ صرف ایک ماہر قانون دان بلکہ ایک درویش صفت ادیب اور تاریخی محقق بھی ہیں جس کا ثبوت ان کی گزشتہ شائع شدہ تصانیف ہیں ان کی شائع کردہ کتب کو عوام الناس میں بے حد مقبولیت و پزیرائی حاصل ہوئی ہے ان کی تحقیق و تالیف کا موضوع اولیائے کرام، بزرگان دین، مزارات مقدسہ اور تاریخی مقامات ہی رہا ہے اور یہ بہت بڑی سعادت ہے جو مصنف کے حصہ میں آئی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل اولیاء کرام کی سچی عقیدت و محبت کو مصنف حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ صاحب کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں انھوں نے ضلع گجرات کی روحانی شخصیات کا ذکر کیا ہے جن میں دریائے توی کے قریب حضرت سموائیل، ٹانڈہ اور بزیلہ شریف کے راستہ میں نوگز لمبا مزار، سید نادر علی شاہ المعروف سائیں شوکت سرکار مجذوب، ٹھکہ میں حضرت میرو شہیدؒ، جنید کلاں کے نزدیک پیر گنجا نام کے دو مزار، آستانہ عالیہ قادریہ جلالپور جٹاں سائیں عبدالغنی المعروف الف سائیں چشتی، بابا بھورے والی سرکار آف ٹھیریانوالی، سلطان المشائخ حضرت عالم نوشہ کوٹ نکہ، حضرت شیر محمد عرف سائیں گھنجو شاہی نقشبندی، منشی محمد شریف آستانہ عالیہ شیخ شریف، حضرت بی بی خلسا، جلالپور صوبتیاں اور گردونواح کے قدیمی تاریخی مقامات، حضرت میاں ... قادری (جلالپور صوبتیاں)، حضرت بابا معصوم شاہ (... والی) حضرت خواجہ محمد اسحاق آف میانہ چک، حضرت شاہ شریف ... حضرت سید حجی محمود بھاکری، حضرت میاں محمد پناہ کے برادر نسبتی حضرت حافظ میاں بخش، حضرت میاں محمد عالم تاڑیاں شریف، حضرت پیر سید حسین شاہ المعروف ٹانگے شاہ، حضرت محمد یوسف غنی، حضرت سید فضل شاہ قادری ہزاروی، قبرستان پیر جعفر شاہ، سیدہ سکینہ بی بی المعروف بی بی پاک دامناں، حضرت میاں محمد پناہ بخشؒ، حضرت صوفی مبارک القادری، حضرت بابا جیوے شاہؒ رانیوال سیداں، حکیم سید نزر حسین شاہ، حضرت سانیال (ڈنگہ)، حضرت شمعونؒ (بھاوگیٹ پور)، حضرت حسین شاہ المعروف بابا فقر شاہ، الہ موسیٰ کے قریب حضرت شاہ سرمست، حضرت حافظ برخوردار (بانا نوالہ شریف)، حضرت پیر سید ولایت شاہ دریائی نقشبندی، حضرت پیر سید قاسم علی شاہ بخاری المعروف بابا ... شاہ (کونیاں نزد سرائے عالمگیر)، حضرت پیر کبیر حسین شاہ بخاری (چھچھر کونیاں والے) شامل ہیں۔

نیز تباہ شدہ بستیاں، قدیم آثار و کھنڈرات، قدیمی نوادرات، ... آبی گزرگاہیں، قدیم مساجد، نوگز لمبے مزارات کا ذکر بمعہ تصاویر موجود ہے۔ علاوہ ازیں کتاب میں مصنف کے بارے مختلف علمی، ادبی، روحانی مذہبی شخصیات کے تاثرات و خطوط، گجرات کی اہم سیاسی، ادبی، ... شخصیات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ کتاب موضوعی لحاظ سے ادبی، تاریخی معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ رنگین سرورق پر اہم مزارات اور تاریخی مقامات کی شاندار جھلکیاں موجود ہیں۔ صفحہ آخر پر مصنف کی گزشتہ شائع کردہ کتب کے سرورق کی تصویری جھلکیاں بمعہ مصنف موجود ہیں۔ ... اور طباعت کا معیار بھی عمدہ ہے بزرگان دین سے عقیدت رکھنے والوں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے ایک بہترین کتاب ہے۔

النلنگیہ

marfat.com

روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں زمان کھوکھر کی کتاب انفارمیشن اور تاریخ کا نادر نمونہ ہے

استنے تھوڑے وقت میں اتنی نگارشات بہت بڑا کارنامہ ہے اولیائے کرام کا احترام ان کی نظر میں جذبہ ایمانی ہے

ان کی تمام تصانیف کے پس منظر میں ایک سیاح کی روح پوشیدہ ہے قاری کو ساتھ لے کر چلنے کا فن جانتے ہیں

یہ کتاب 616 صفحات پر مشتمل ہے اس میں ضلع گجرات کی کہانی بار گجرات کے بارے انفارمیشن سمیت متعدد برادریوں کی تاریخ کا ذکر ہے

ان کی تحقیقی کتابوں کے بغیر گجرات کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی وہ اپنی علیحدہ پہچان بنا چکے ہیں، آکاش نیازی

گجرات (تبصرہ آکاش نیازی) معروف قانون دان اور مصنف ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی آٹھویں کتاب "گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں" انفارمیشن اور تاریخ کے حوالے سے ایک نادر نمونہ ہے مصنف ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی ہر کتاب میں نے نہ صرف دیکھی ہے پڑھی بھی ہے اور لوح ذہن پر محفوظ بھی ہے اتنی نگارشات اتنے تھوڑے وقت میں اور پھر اتنے معیار کے ساتھ صرف ایم زمان کھوکھر کا ہی کام ہے ایم زمان کھوکھر کی تصانیف پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شیدائی رسول ہے اور اہل بیت کا دلدادہ ہے صحابہ کرام سے عقیدت ہے اور اولیاء کرام کے احترام ان کی نظر میں جذبہ ایمانی کے ایک جز کے طور پر ہے ہر تصنیف سے یہ عقیدت خود بخود چھلکتی ہے ایم زمان کھوکھر بلند پایہ محقق کے طور پر سامنے آئے ہیں سنی سنائی پڑھی پڑھائی باتوں تک نہیں موقع پر پہنچتے ہیں وہ اچھے مورخ بھی ہیں ایم زمان کھوکھر کی ان ساری کاوشوں کے پیچھے اور تصانیف کے پیش منظر میں ایک سیاح کی روح پوشیدہ ہے ایم زمان کھوکھر ایک کامیاب مصور بھی ہیں انہوں نے نہ صرف خالی کیمرے سے تصاویر نہیں بنائیں بلکہ الفاظ کشی کی ہے کہ قاری پڑھتے پڑھتے ایم زمان کھوکھر کے ساتھ قدم بہ قدم وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں مصنف ہمیں لے جانا چاہتا ہے ایم زمان کھوکھر کی زیر تبصرہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ گجرات کی روحانی شخصیات دوسرا حصہ تباہ شدہ بستیوں اور تیسرا حصہ آپ کا خط ملا پر مشتمل ہے کتاب میں مصنف نے ضلع گجرات کی کہانی اس کے رجسٹرڈ ووٹوں کی تعداد اور آبادی کے حوالہ سے رپورٹ متعدد وکلاء کی ہسٹری گجرات بار ایسوسی ایشن کے حوالہ سے مفصل مضامین نیز نوالہ جلالپور جٹاں رنمکہ اور لکھنوال کی تباہ شدہ بستیوں کی رپورٹ ضلع گجرات کی معروف سماجی کاروباری اور بیورو کریسی کی شخصیات تعاون اور انٹرویوز آزاد کشمیر کی سربراہ ضلع بھمبر کی ایک کھلتے مصنف کے اخبارات میں چھپے خصوصی مضامین گوجروں جاتوں راجپوتوں کی گوتیں قابل فراموش ہیں ایم زمان کھوکھر کی کتاب 616 صفحات پر مشتمل ہے کتاب کا ٹائٹل [illegible] خوبصورت ہے کتاب کے [illegible]

[illegible] سمیت متعدد [illegible] کے ساتھ تباہ شدہ بستیوں کے [illegible] اور تباہ شدہ بستیوں کی تصاویر بھی دی ہیں ایم زمان کھوکھر کی تحقیق کا دائرہ دن بدن وسیع ہو رہا ہے ان دنوں مزید تحقیقی تصنیفات پر کام کر رہے ہیں ان کی تحقیقی کتابوں کے بغیر گجرات کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی گجرات کے تحقیقی مصنفین میں ایم زمان کھوکھر اپنی علیحدہ پہچان بنا چکے ہیں۔

DAILY "DAK" GUJRAT

روزنامہ ڈاک گجرات

marfat.com

جنگ میگزین 23 اکتوبر 2002ء

گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں

از: حاجی محمد زمان کھوکھر
ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات
صفحات 616 (بڑا سائز)
قیمت: تین سو روپے

حاجی محمد زمان کھوکھر قانون کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں مدفون و معدوم بستیاں تلاش کرنے کا شوق ہے اس کے علاوہ انہوں نے پنجاب کے مختلف علاقوں اور شہروں میں واقع مزارات و مقابر پر بھی تحقیق و تلاش کر کے ان کے بارے میں معلومات جمع کی ہیں۔ اس موضوع پر ان کی کئی کتابیں طبع ہو چکی ہیں اور اب تازہ کتاب "گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں" شائع ہوئی ہے۔ ان کا اپنا تعلق چونکہ گجرات سے ہے اس لیے وہ پہلے بھی اس شہر کے بارے میں کتابیں تالیف کر چکے ہیں اور اب اسی موضوع پر یہ تیسری کتاب ہے جس کا متن اس کے نام ہی سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں گجرات کی روحانی شخصیات کا تذکرہ ہے۔ دوسرے حصے میں تباہ شدہ بستیوں کے بارے میں لکھا گیا ہے اور تیسرا حصہ خطوط پر مشتمل ہے

نام کتاب: گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں
مصنف: حاجی محمد زمان کھوکھر

گجرات کی تاریخی اہمیت مسلمہ ہے کہ یہاں بہت سے اولیاء کرام اور بزرگوں کے مزارات اور کئی ایسی بستیوں کے آثار موجود ہیں جو اب موجود نہیں ہیں۔ حاجی محمد زمان کھوکھر ایک محقق اور آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والی شخصیت ہیں۔ زیر نظر کتاب سے قبل وہ سات کتابیں لکھ چکے ہیں۔ گجرات کے حوالے سے ان کی تحقیق بہت اہمیت کی حامل ہے۔ گجرات اور اس کے گردونواح میں شاید کسی اور نے اتنا زیادہ کام نہیں کیا۔ پاکستان میں انہوں نے کئی مقامات پر کھدائی کروا کر قدیمی حیات کے آثار تلاش کر کے اسے قلمبند کیا ہے۔ پاکستان بھر میں نوگزے مزاروں اور گندھارا تہذیب کے حوالے سے بھی وہ تحقیق کر چکے ہیں۔

کتاب زیر نظر کو تین حصوں میں بانٹا گیا ہے پہلے حصے کا عنوان "گجرات کی روحانی شخصیات" رکھا گیا ہے۔ جس میں ان روحانی شخصیات کے تعارف کے علاوہ ان کی تعلیمات، کرامات اور مزاروں کا احوال درج ہیں۔ اس حصے میں 36 روحانی شخصیات کا احوال درج ہے۔ دوسرا حصہ "تباہ شدہ بستیاں" کے عنوان سے ہے اس میں 33 بستیوں کا اندراج ہے۔ تیسرا حصہ "آپ کا خط ملا" کے عنوان سے ہے جس میں مصنف کو مختلف اوقات میں ملنے والے خطوط من و عن شائع کیے گئے ہیں۔

کتاب 616 صفحات پر مشتمل ہے کاغذ سفید ہے تصاویر کی پرنٹنگ کا معیار بہت عمدہ نہیں ہے۔ سرورق پر کتاب میں مذکور روحانی شخصیات کے مزارات اور تباہ شدہ بستیوں کی تصاویر دی گئی ہیں۔ 300 روپے کے عوض یہ کتاب یاسر اکیڈمی کچہری روڈ گجرات سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

خبریں سنڈے میگزین

24 نومبر 2002ء

نام کتاب: گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں
مصنف: ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ
ناشر: یاسر اکیڈمی بالمقابل سیشن کورٹ
کچہری روڈ گجرات
قیمت: 300 روپے

حاجی محمد زمان ایڈووکیٹ پیشے کے لحاظ سے تو وکیل ہیں لیکن قدیم تہذیبوں کا سراغ لگانے اور ان پر تحقیق کرنے کے حوالے سے انہوں نے جو خدمات سرانجام دی ہیں ناقابل فراموش ہیں۔ یہ درست ہے کہ انہوں نے زیادہ کام خطہ یونان گجرات میں آثار قدیمہ کا کھوج لگانے کے حوالے سے کیا ہے لیکن ان کی تحقیقات و تالیفات کا دائرہ کار پورے برصغیر پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کی تازہ ترین تصنیف "گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں" جو اس [illegible]

مصنف کی تصنیف [illegible] چار حصوں [illegible] مشتمل [illegible] پہلے حصے میں [illegible] شخصیات [illegible] کے حالات [illegible] ان کے مزاروں، آستانوں اور مقبروں کے بارے میں تحقیقی مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ دوسرے حصے "تباہ شدہ بستیاں" میں قدیم آثار، کھنڈرات اور قدیمی نوادرات کا تفصیلی احوال بیان کیا گیا ہے۔ تیسرے حصے میں گجرات کی علمی و ادبی اور روحانی شخصیات کا تعارف شامل ہے۔ چوتھے حصے میں مصنف کے نام مختلف اوقات میں مختلف حوالوں سے لکھے گئے خطوط شامل کیے گئے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کتاب ایک مکمل معلوماتی کتاب ہے اور تاریخ گجرات پر لکھی گئی تصانیف میں ایک بہترین اضافہ ہے۔

[illegible]

فیملی میگزین 7 تا 13 ستمبر 2002

نام کتاب: گجرات تاریخ کے آئینے میں
مصنف: محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ
قیمت: 250 روپے
ناشر: یاسر اکیڈمی گلی بالمقابل سیشن ہاؤس کچہری روڈ گجرات

"گجرات تاریخ کے آئینے میں" محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی وہ تحقیقی کاوش ہے جو تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے قاری کیلئے قدم قدم پر نئی روشن راہوں کو وا کرتی ہے۔ آج کے مصروف ترین دور میں ایسا تحقیقی کام جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اس تاریخی کتاب کا ہر فرد کو مطالعہ کرنا چاہیے۔

تبصرہ: سعید بخاری

marfat.com

DAWN

Friday, August 2, 2002

* * * * *

GUJRAT KI ROOMANI SHAKHSIYAT AUR TABAHSHUDA BASTIAN, Vol 8 by Haji Muhammad Zaman Khokhar, Pp 616; price Rs300 (pb); publishers Yasser Academy, Katcheri Road, Gujrat.

A lawyer by profession, Zaman Khokhar has a keen interest in the religious personalities of the past who are buried in different parts of the country, particularly in his home district, Gujrat. He started his research with the nau-gaza graves in Pakistan and India. He also worked on ancient monuments, ruins and mounds writing eight volumes about them. With the passage of time, many young men of Gujrat and the villages which have some ruins have gathered around him. Now they have taken upon themselves the digging (of course in their unskilled way) such ruins or mounds from where they get old earthen pots, bricks of unusual sizes, coins and small statues. The book under review, is devoted to the *tibbas* (mounds) and mazars in Gujrat district.

There is a village, Gardanawala, on the Kharian-Dinga Road close to village Chanan Ghakharr. It has a mound spread over 50 kanals. Khokhar was presented here three coins which were recovered some 15 years ago. They belong to Mahmood Ghaznavi's time. One of the coins carries the name of Khusro Malik and Sultanul Azam Sirajuddaula. Another one has the impression of a horse on one side and a bull on the other. Khusro Malik was the last ruler of Mahmood's dynasty overthrown by Ghauris. It is said that the second coin with the impressions of a horse and a bull was of Qutbuddin Aibak's time, the slave king who never had his name engraved on coins.

Zaman Khokhar has many such antiquaries and a lot of information about significant and insignificant historical places and ruins in Gujrat district. One wonders why his findings have so far not attracted the attention of the Archaeology Department. On the old Dinga-Mughowal Road (now on Mandi-Gujrat-Sargodha Road) is situated Mughowal Gharbi... an old settlement to which belong the three generations of parliamentarians — Bahwal Bukhsh, Muhammad Ahsan and Aitzaz Ahsan. This locality has a chain of Hindu temples known as Bamidah Mandir designed on the pattern of temples of Tilla Balnath. They were built some 400 hundred years ago and were well-kept till 1947 and could have been used for educational purposes later but are now the abode of venomous snakes and similar other species.

To be brief, lawyer Zaman Khokhar has provided rich raw material and information through these roughly drafted volumes which await proper evaluation by experts. — *STM*

ہفت روزہ جریدہ

الاصلاح

سن اشاعت 23 نومبر 1934ء

لاہور

مورخہ: 31 اکتوبر تا 6 نومبر 2007ء

گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں شائع ہوگئی

گجرات (ان س) خاکسار تحریک کے ممتاز رہنما حاجی ایم زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ آٹھویں کتاب "گجرات کی روحانی شخصیات اور تباہ شدہ بستیاں" شائع ہوگئی ہے۔ کتاب میں قومی اور حالات حاضرہ کے بارے میں تجزیاتی مضامین، اہم شخصیات میں گجرات کے بزرگ خاکسار میاں محمد شریف آف جلالپور جٹاں، غازی محمد خان بٹ آف پیروشاہ جو 313 کے جیش میں شامل تھے کے علاوہ غازی محمد فاضل بٹ گجرات شہر کی خاکسار تحریک کیلئے خدمات اور ان کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ جنہوں نے بانی خاکسار تحریک حضرت علامہ المشرقیؒ اور ان کی تعلیمات اور ان کے پروگرام کو گلی کوچوں میں پہنچایا۔ حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقیؒ اور خاکسار تحریک کے بارے میں انکی کتاب "حضرت علامہ المشرقیؒ اور خاکسار تحریک" زیر طبع ہے۔

Weekly *Al-Islah*, Lahore

marfat.com

marfat.com

الحاج محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ دیگر کتب

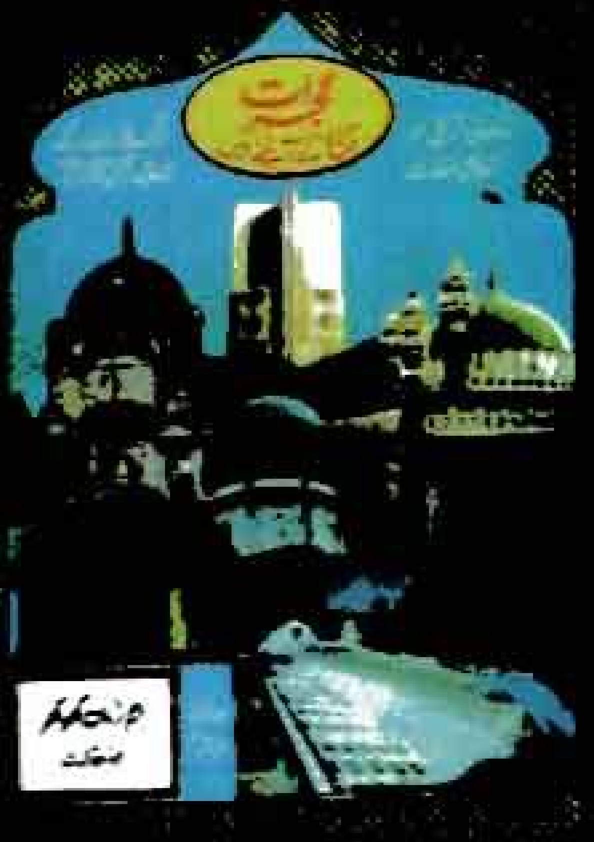

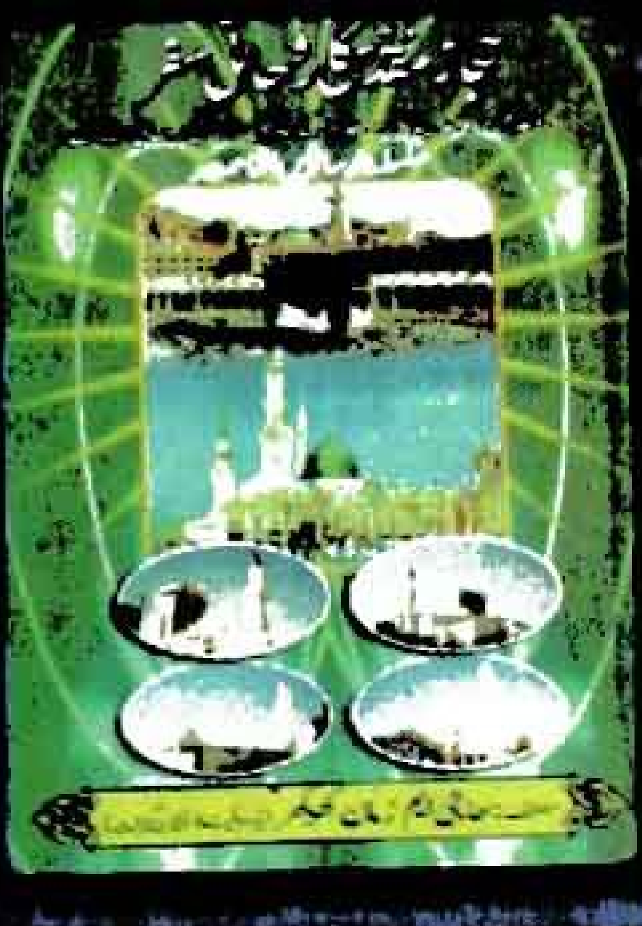

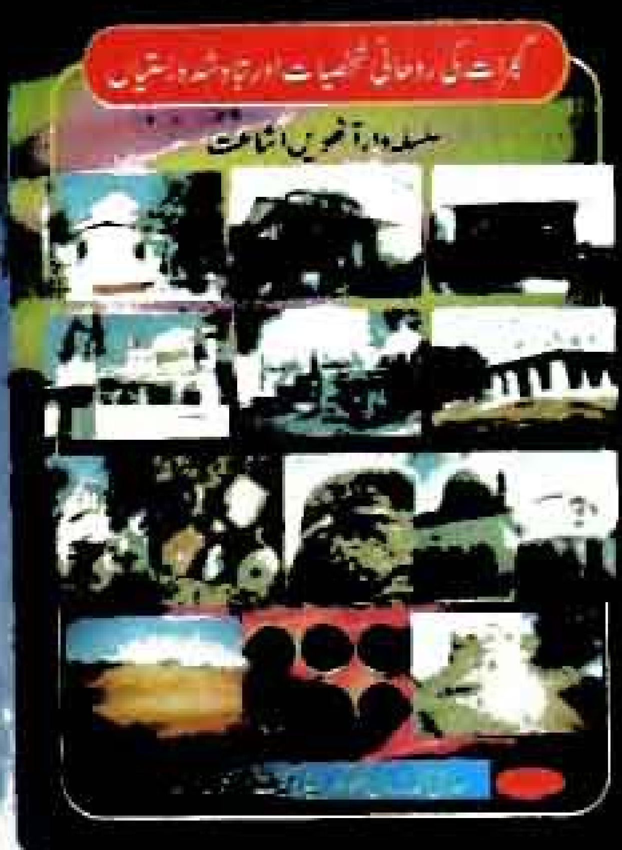

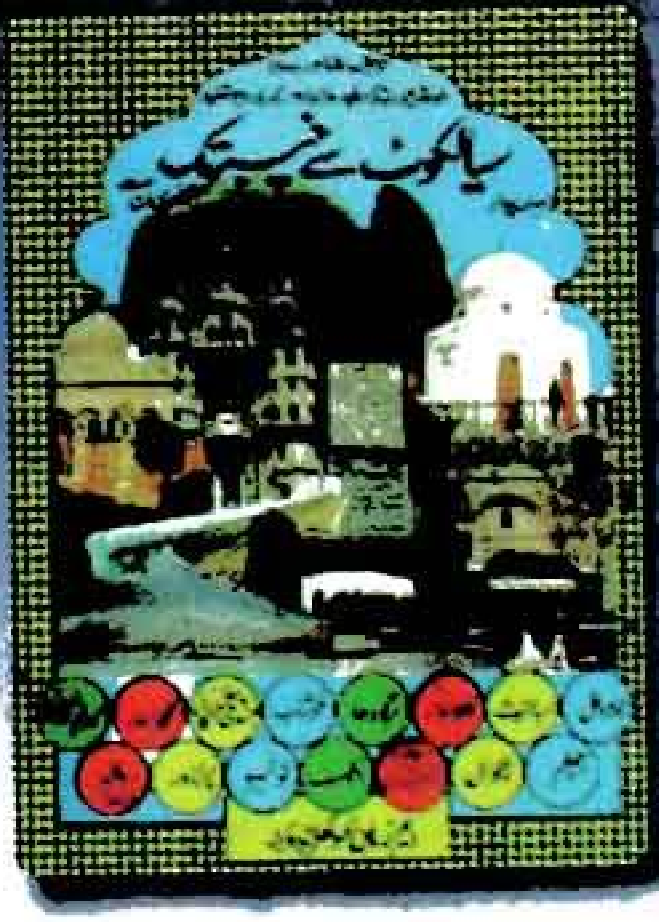

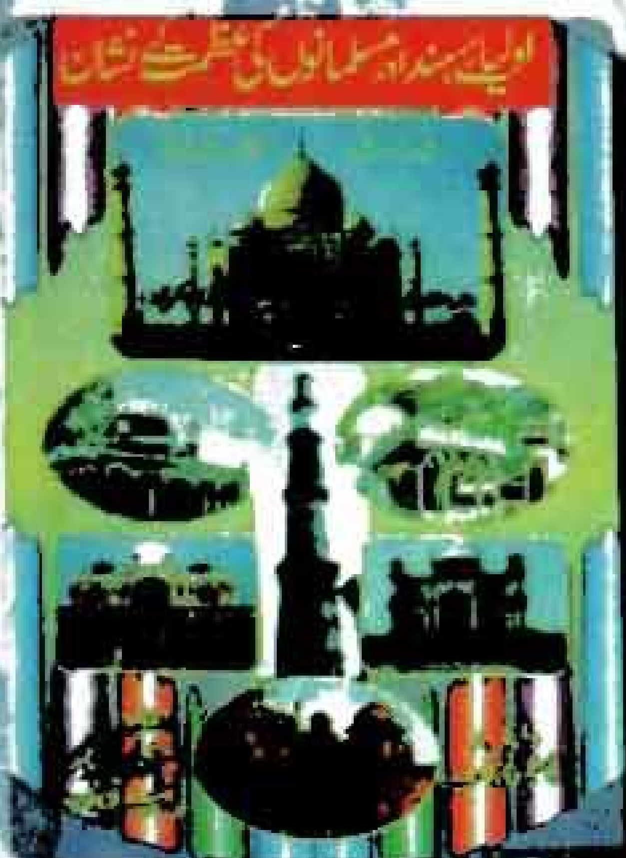

حاجی محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ (نشان گجرات)

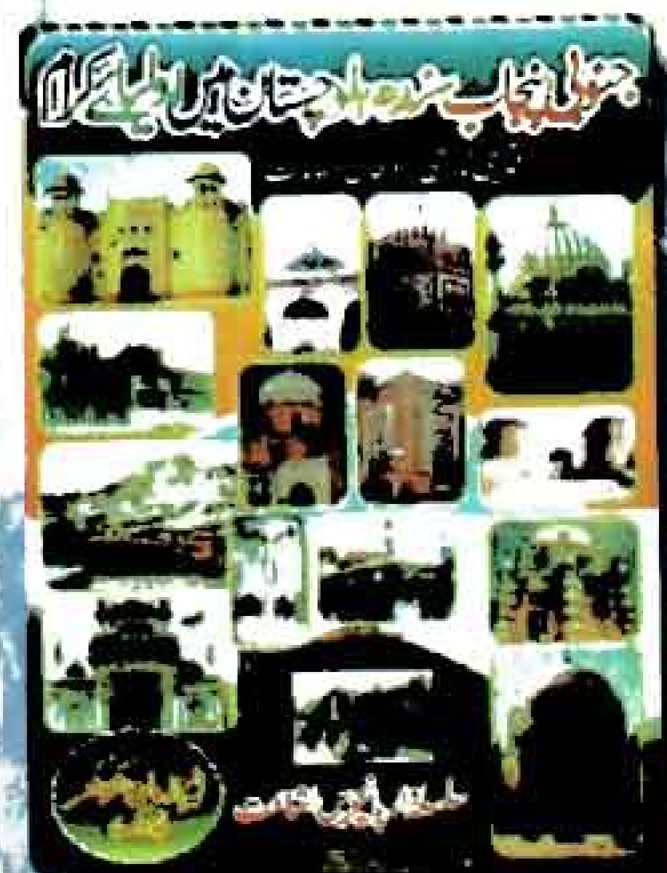

یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات فون: 602150
602350

سلسلہ وار چوتھی اشاعت

marfat.com

الحاج محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ کی تحریر کردہ دیگر کتب

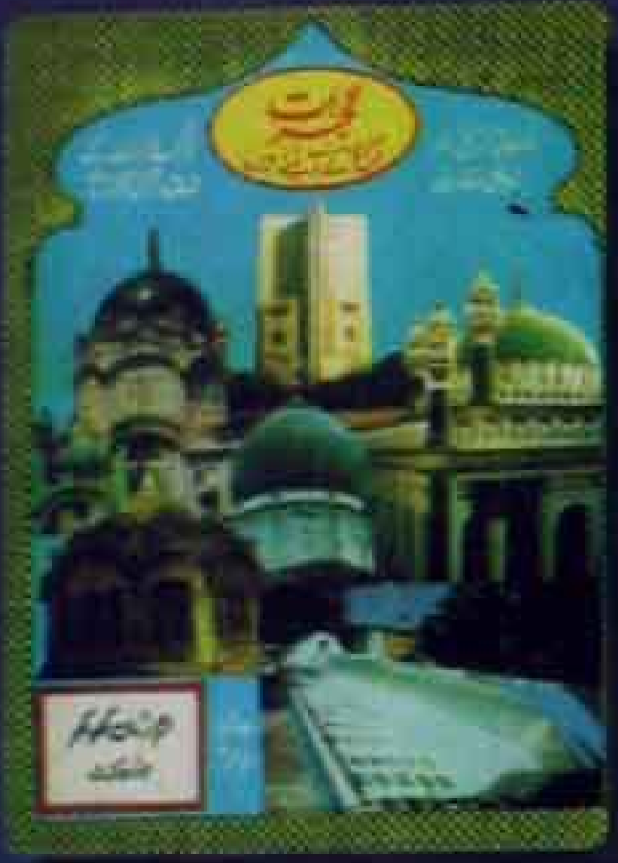
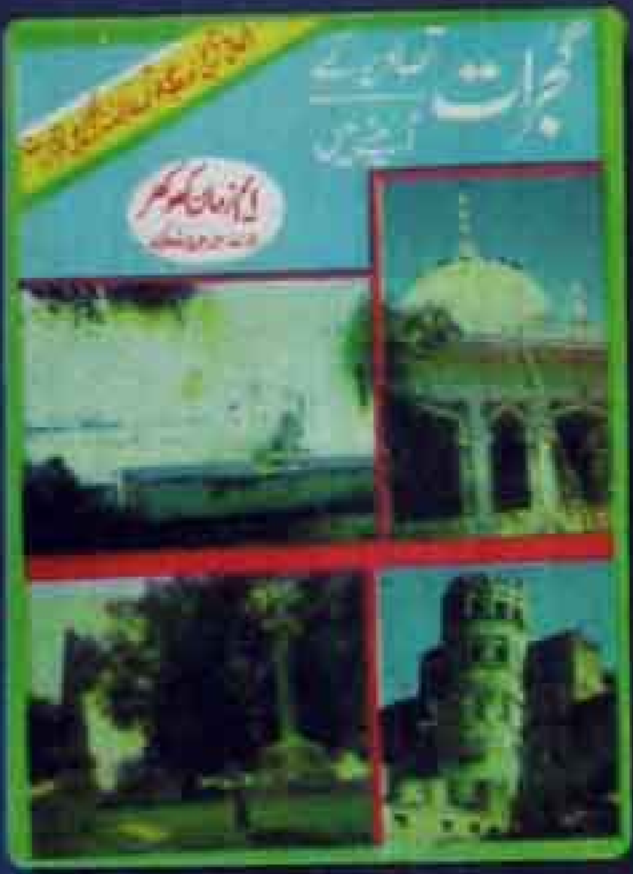
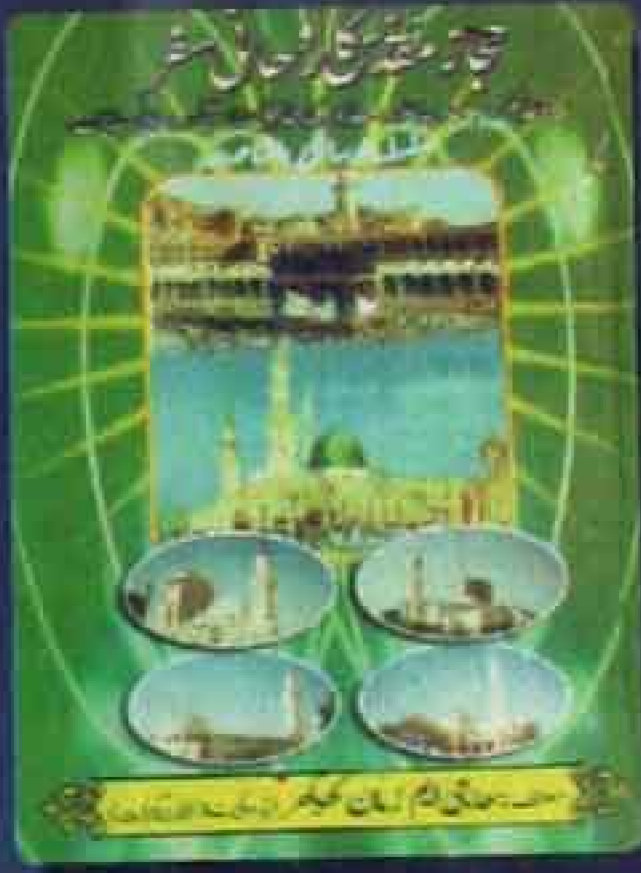
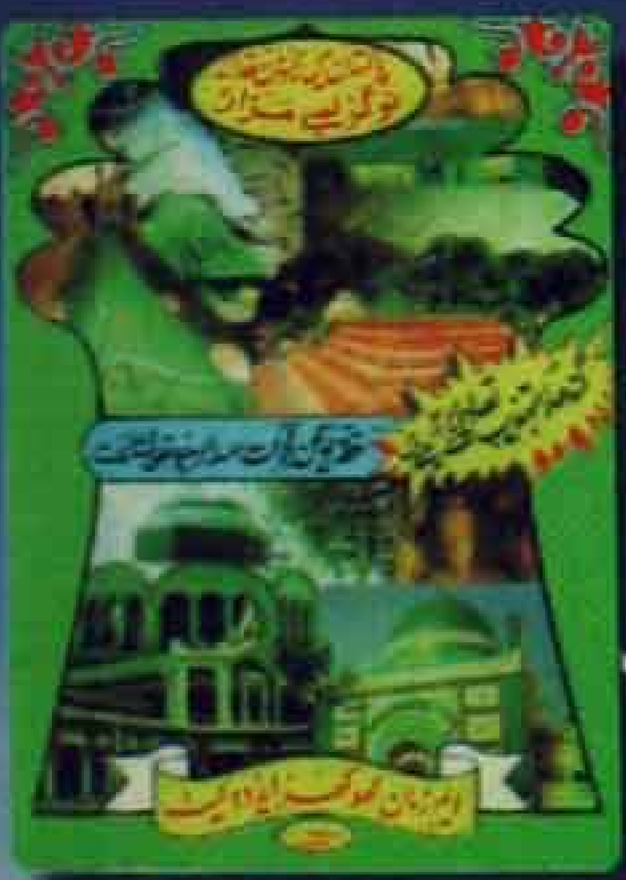
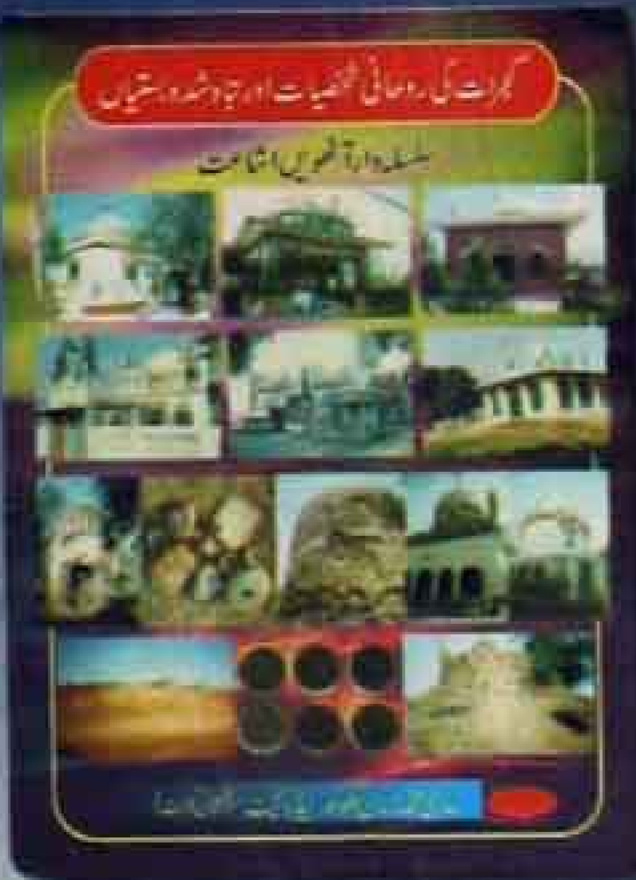
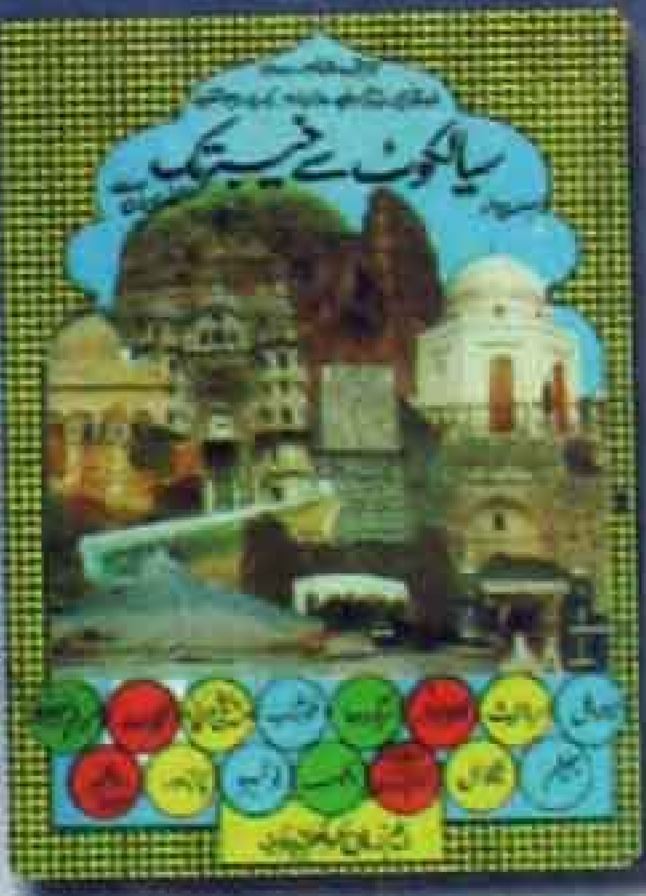
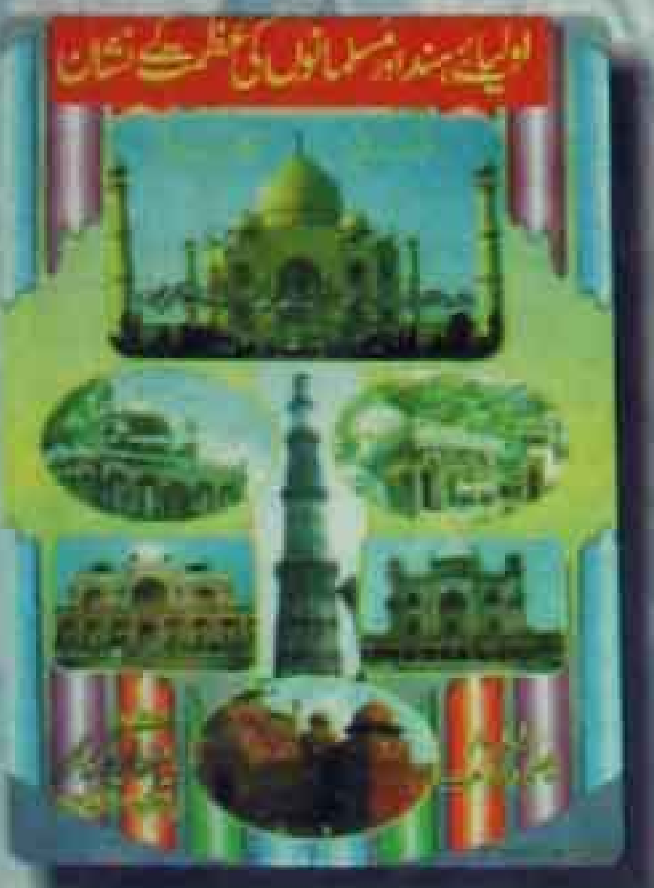

حاجی محمد زمان کھوکھر ایڈووکیٹ (نشان گجرات)

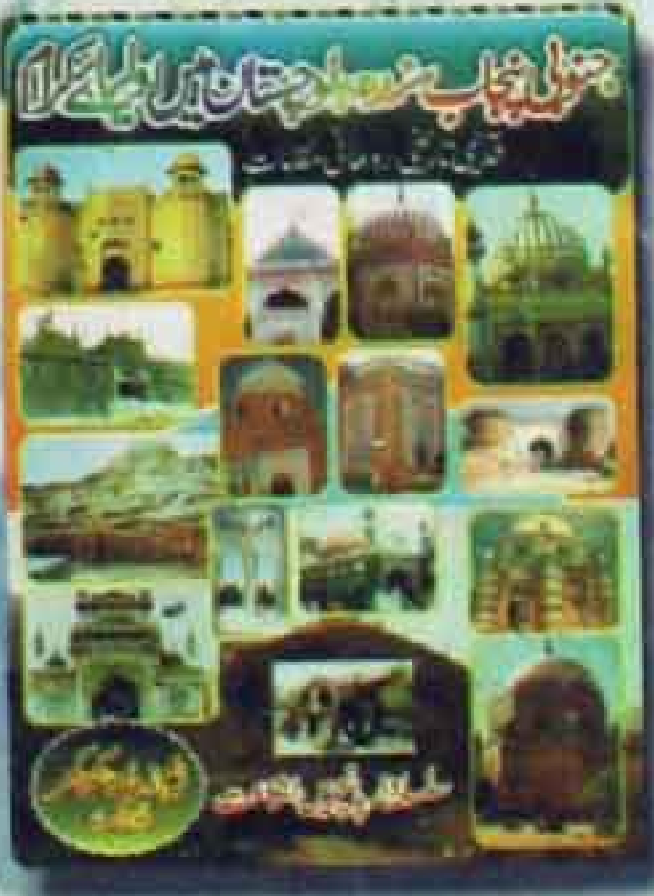

یاسر اکیڈمی بالمقابل گلی سیشن کورٹ کچہری روڈ گجرات فون: 602150
602350

پہلے ہی قائم تھی ۔ مظاہر پرستوں کا خیال ہے کہ جنت سے مراد وہ جنت نہیں بلکہ زمین پر ایک باغ تھا۔ پھر یہ اختلاف ہے کہ باغ کہاں تھا ۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ایران میں کرمان کے پاس تھا ۔ بعض کہتے ہیں فلسطین میں تھا ۔ اور اہل کتاب یہود (عدن) میں کہتے ہیں ۔ چنانچہ تورات میں اس کی تشریح ہے کہ عدن کے معنی جنت یا باغ کے ہیں ۔ اگر عدن کے معنی جنت یا باغ ہیں تو انجیل اور تورات میں اس باغ سے چار دریا نکلنے کی توجیہہ ہے مگر وہ عدن جو یمن میں ہے ، بحیرہ عرب کے کنارے ایک بندرگاہ ہے ۔ وہاں تو دریا کیا حاجیوں اور مقامی لوگوں کیلئے پینے کا پانی میسر نہیں ۔ کوئی معزلہ یا قدریہ فرقوں کا خیال ہے کہ خلیفہ زمین کے بنے تھے تو ضروری تھا کہ زمین پر ہی رہتے ۔

* ○ * یہ باغ جہاں کہیں بھی تھا باغ عدن کہلاتا ہے ۔ بارہ مختلف جگہیں بتائی گئی ہیں ۔ جہاں باغ عدن تھا ۔ ایک ہے جنوبی عراق دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ جہاں چار نہریں تھیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گئیں ۔ دوسری جگہ یروشلم ہے ۔ مصر میں نیل کے کنارے چوتھی جگہ ہے ۔ مشرقی افریقہ میں بتائی جاتی ہے ۔ یہی لوگ جاوا کا نام بھی لیتے ہیں ۔ پانچویں جگہ کی نشاندہی ایک برطانوی ماہر نے انیسویں صدی میں کی تھی ۔ اس کا دعویٰ ہے کہ بحر ہند میں ایک جزیرہ لیموریا ہوا کرتا تھا ۔ وہ باغ عدن تھا اور یہ جزیرہ بحر ہند میں ڈوب چکا ہے ۔ چینی چھٹی جگہ اپنے علاقے سنکیانگ میں بتاتے ہیں ۔ ایک اور برطانوی نے ساتویں جگہ بتائی ہے ۔ اس نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت افریقہ اور ہندوستان ایک ملک تھے ۔ اور باغ عدن وہاں کہیں تھا ۔ جہاں آج بحر ہند ہے ۔

* ○ * ایک فرانسیسی سائنس دان برنسلے لاپور نے اپنی کتاب The Sky People میں لکھا ہے کہ باغ عدن سیارہ مریخ میں تھا ۔ جب مریخ کے قطب شمالی کی برف پگھلی تو اس وقت تک حضرت آدم علیہ السلام کی جتنی اولاد ہو چکی تھی اسے خدا نے زمین پر اتار دیا ۔ اس مصنف نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بھی مریخ میں تھے ۔ ایک جگہ امریکہ میں برسٹل کے مقام پر بتائی جاتی ہے ۔ امریکہ میں یہی ایک دعوی کیا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بھی اسی علاقے میں رہتی تھی ۔

* ○ * تفسیر ابن کثیر میں دیگر اہل رائے کے خیالات اور روایات یوں تحریر ہیں ایک راوی کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام آسمانی جنت سے ہند میں اترے ۔ آپ کے ساتھ حجر اسود اور جنتی درخت کے پتے تھے ۔ جنہیں ہند میں پھیلا دیا اور اس سے خوشبودار درخت پیدا ہوئے ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہند کے شہر دحنا میں اترے ۔ ایک روایت ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان اترے تھے ۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہند میں اور مائی حوا جدا میں اتریں ۔ اور ابلیس بصرہ میں چند میل کے فاصلے پر دست میاں کے مقام پر پھینکا گیا تھا ۔ اور سانپ اصفہان (مردہ) ایران میں ابن عمر کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کوہ صفا (سعودی عرب) اور اماں حوا کو مروہ (سعودی عرب) پر اترے ۔ تاہم اکثر مورخین متفق ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام آسمانی جنت سے نکال کر سراندیپ (سری لنکا) میں اتارے جاتے ہیں ۔ بہر حال جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو وثوق اور یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ کس ملک میں آکر رہے تھے ۔ لیکن

marfat.com

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایشیائی ممالک میں تھے۔

• ○ بعض کہتے ہیں کہ عرب میں مخصوص حجاز میں رہے تھے۔ اور وہیں کہیں ان کی قبر ہے۔ اور شہر جدا میں ان کی بیوی اماں حوا کی قبر ہے۔ جسکا نشان اب تک موجود ہے۔ شہر جدہ (سعودی عرب) کے عربی نام کے معنی بھی دادی کے ہیں۔ اور مقام عرفات پر میاں بیوی کی فراق آسمانی کے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ اس مقام پر ایک نے دوسرے کو پہچانا۔ اس لیے اس مقام کو عرفات کہتے ہیں۔ عربی زبان کے لفظ عرفات کے معنی ہیں پہچان کی جگہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ پھر ان کی اولاد کی زبان بدل کر عبرانی ہو گئی۔ جو آجکل اسرائیل کی سرکاری زبان ہے۔ پھر زمانہ گزرنے کے بعد مختلف زبانیں ہو گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بے شمار ہو گئی۔ ۹۴۰ برس کی عمر میں حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی۔

• ○ اس بحث اور حقائق سے قرین قیاس ہے جس کو خدا نے قرآن میں واضح کیا ہے۔ یہود کے اکثر مورخین اور محققین اور باقی سب لوگ متفق ہیں کہ آدم علیہ اسلام جس جنت میں تھے۔ وہ آسمانی تھی اور وہاں سے نکال کر زمین پر جس علاقے میں اتارا گیا تھا۔ وہ ہند کے قریب تھا۔ مالدیپ، سنگل دیپ اور سراندیپ (سری لنکا) قدیم زمانے میں مملکتیں نہیں تھیں۔ بلکہ ہندوستان کے ملحقہ جزائر تھے۔ ہندوستان سے ملحقہ علاقہ سراندیپ (سری لنکا) کے متعلق جمہور مورخین، محققین اور جغرافیہ دان متفق ہیں۔ اس حقیقت کی تصدیق میں درج ذیل شہادتیں موجود ہیں جو ہر کوئی کسی بھی اٹلس میں دیکھ سکتا ہے۔

• ○ اس چوٹی پر انسانی پاؤں کا نشان تھا۔ جو موجودہ انسانوں کے پاؤں سے بڑا ہے۔ قدیم زمانے میں انسانوں کی جسامت موجودہ دور کے انسانوں سے بڑی ہوا کرتی تھی۔

• ○ ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان جو آبنائے پالک ہے، اس میں دونوں ممالک کے درمیان متعدد جزائر اور ٹاپو ہیں جو دونوں ممالک کے درمیان آمدورفت میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔ اس آسان ترین آبی اور خشکی کے راستہ کو جغرافیہ دانوں نے "پل آدم علیہ السلام" کا نام دیا ہے۔ جس کی تصدیق ہر نقشہ کرتا ہے۔

• ○ محققین کی رائے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس چوٹی پر اترے اور اس چوٹی پر 200 سال تک ایک عرصے کے لیے ایک پاؤں کے بل کھڑے رہے پھر اس چوٹی سے اتر کر پل آدم علیہ السلام کے راستے ہندوستان سے ہوتے ہوئے عرب گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام بڑے قدوقامت کے تھے، سراندیپ میں آدم کی چوٹی پر جو نقش پا ملتا ہے بہت بڑا ہے۔ یہ پانچ فٹ چار انچ لمبا اور دو فٹ چار انچ چوڑا ہے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ نقش پا حضرت آدم علیہ السلام کا ہے۔ موجودہ دور کے سائنس دانوں نے بلا واسطہ طور پر اس عقیدے کی تصدیق کی ہے۔ ماہرین علم الارض مانتے ہیں کہ سری لنکا کرہ ارض کا قدیم ترین حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے آسمان سے زمین کی طرف سفر کی آخری منزل سری لنکا کی زمین ہو سکتی تھی۔

• ○ اس پراسرار نقش پا کی توضیح اور تشریح جو مسلمانوں نے کی ہے۔ وہ ان توضیحات اور تشریحات سے مختلف ہے۔ جو دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے کی ہے۔ بدھ مت والوں کا خیال ہے کہ یہ نقش پا گوتم بدھ کا ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ یہ نشان شودیوتا کے پاؤں کا ہے۔ ہندو دیو مالا میں شو کو تباہی، غارت گری اور

marfat.com